

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَمَلَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي  
الْفُتُوَى الرَّضَوِيَّةِ

# فتاویٰ رضویہ



جلد 5

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تقریباً الحنفیہ علی حضرت مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ

الْفَتْاوى الرضوية

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

www.alahazrat.net

جلد پنجم

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودہویں صدی کا عظیم الشان

فقیہی انسائیکلو پیڈیا

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ

۸۱۳۶۰ — ۵۱۲۶۲

۱۹۲۱ — ۱۸۵۶

رضا فاؤنڈیشن • جامعہ نظامیہ رضویہ

انڈون لوہاری دروازہ لاہور پاکستان (۵۳۰۰۰)

فون نمبر ۷۶۵۷۳۴



کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
تصنیف	شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز
ترجمہ عربی عبارت	(۱) حضرت علامہ صاحبزادہ قاضی عبد الدائم دائم ، ہری پور ہمسزارہ (۲) حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری ، لاہور
پیش لفظ	حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ ، لاہور
تخریج و تصحیح	(۱) مولانا ذیاب احمد سعیدی (۲) مولانا محمد عمر ہزاروی
باہتمام و سرپرستی	مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان
ترتیب و فرست	حافظ محمد عبدالستار سعیدی
کتابت	محمد شریف گل کڑیال کلاں (گوجرانوالہ)
پروف ریڈنگ	مولانا سر فاراد احمد سعیدی
پیشنگ	مولانا محمد حسین قادری شطاری
صفحات	۶۹۲
اشاعت	ربیع الاول ۱۴۱۳ھ / ستمبر ۱۹۹۳ء
مطبع	یوسف عمر پرنٹرز ۱۵ اندرون لوہاری بجلی گیٹ لاہور
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور
قیمت	روپے

## ملنے کے پتے

○ رضا فاؤنڈیشن ، جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور

۷۶۶۵۷۷۲

۰۳۰/۹۳۱۵۳۰۰

○ مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور

○ ضیاء الہند آئی سی بی کیشز ، گنج بخش روڈ ، لاہور

○ شبیر رادرز ، س جی ، اردو بازار ، لاہور

# اجمالی فہرست

۵	پیش لفظ
۲۳	کتاب الصلوٰۃ
۱۲۱	باب الادفات
۲۲۳	اماکن الصلوٰۃ
۳۹۱	باب الاذان والاقامة
۶۷۹	ماخذہ مراجع

## فہرست رسائل

۷۵	○ جہان النہج
۱۵۹	○ حاجر البحر
۲۲۹	○ منیر العین
۵۳۷ تا ۳۷۷	○ ضمنی رسالہ المذاکات فی حکم فضائل
۶۱۹	○ نیج المستور
۶۵۳	○ ایزان الامر





## پیش لفظ

الحمد لله! المحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرماؤں علیہ و ذوالہ بر فقہیہ کو جدید انداز میں منقذہ شہود پر لانے کے لئے محترم اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب امت برکاتہم العالیہ کی زیر سرپرستی ”رضا فاؤنڈیشن“ کے نام سے جوارہ چند سال قبل قائم ہوا افتادہ انتہائی کامیابی سے مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو تدریجاً طے کرتے ہوئے سرعت رفتاری سے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ کتاب الطہارۃ مکمل چار خوبصورت جلدات میں آپ تک پہنچ چکی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت و فیضان سے پانچویں جلد پیش خدمت ہے۔ اس جلد میں باب الاذان والاقامۃ تک عربی و فارسی عبارات کا اردو ترجمہ معروف قلمکار ادیب شہیرا پر طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ قاضی عبداللہ داکم مدیر ماہنامہ جام عرفان و محترم دارالعلوم ربانیہ صدیقیہ ہری پور ہزارہ اور باقی تمام عبارات کا ترجمہ فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری دامت برکاتہم العالیہ ڈائریکٹر جامعہ اسلامیہ سمن آباد لاہور نے کیا ہے۔ مفتی صاحب متعدد کتابوں کے مصنف و مترجم ہیں۔

یہ جلد آغاز کتاب الصلوٰۃ سے لے کر فتاویٰ رضویہ جلد ثانی قدیم کے اخیر تک پر مشتمل ہے اور اس میں ۴۰ اسواول کے علاوہ مندرجہ ذیل مستقل عنوانات کو بحث بنایا گیا ہے،

(۱) کتاب الصلوٰۃ

(۲) باب الاوقات

(۳) اماکن الصلوٰۃ (نماز کن جگہوں میں جائز ہے)

(۴) باب الاذان والاقامۃ

علاوہ انہی پیش نظر جلد میں ایجاب فیغیرہ نکات لطیفہ پر مشتمل پانچ گراں قدر رسائل بھی شامل ہیں جن کو دیکھنے سے امام احمد رضا بریلوی کی محدثانہ شان پورے جہن اور کامل عروج پر دکھائی دیتی ہے۔ اس جلد میں شامل رسائل کے نام یہ ہیں:

- (۱) جمان الساج فی بیان الصلوٰۃ قبل المعراج ۱۳۱۶ھ  
معراج سے پہلے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نماز پڑھنے کا طریقہ
- (۲) حاجز البحرین الواقع عن جمع الصلوٰتین ۱۳۱۳ھ  
دو نمازیں اکٹھی پڑھنے کا شرعی حکم ۱۰ الہدایات اور نوٹ متعلق معیار الحق
- (۳) منیر العین فی حکم تقبیل الایہما مسین ۱۳۰۱ھ  
اذان میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر انگوٹھے چومنے کا مدلل بیان
- (۴) نہج السلامة فی حکم تقبیل الایہما مسین فی الاقامۃ ۱۳۲۳ھ  
اقامت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر انگوٹھے چومنے کا مدلل بیان اور منکرین کا رد
- (۵) ایذان الاجوف اذات القبر ۱۳۰۴ھ  
دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان کے جواز پر تازہ تحقیق



حافظ محمد عبدالستار سعیدی  
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ لاہور

۸ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ  
۶ ستمبر ۱۹۹۲ء

نوٹ ۱۔ اس جلد میں شامل رسالہ عاجز البحرین میں متعدد مقامات پر معیار الحق کی عبارات نقل کی گئی ہیں ان عبارات کی تلاش کے لیے معیار الحق مطبوعہ مکتبہ ندیریہ کا نسخہ پیش رہا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ نسخہ مذکورہ میں اٹھصورت کی نقل کردہ عبارتوں میں تحریف کی گئی ہے۔ ان کی صرف ایک مقام کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ اسی جلد کے ص ۲۲۶ پر عبارت صلی الظہر والعصر ثوب کب میں والعصر کا لفظ کاث یا ہے۔ معیار الحق نسخہ مذکورہ کا ص ۳۷۹ ملاحظہ ہو۔

## فہرست مضامین

کتاب الصلوٰۃ	عظیم الصلوٰۃ والسلام تھا۔
نماز پنجگانہ میں کون سی نماز سب سے پہلے کس نبی نے پڑھی، اور انبیائے سابقین اور ان کی امتوں پر بھی نماز پنجگانہ فرض تھی یا یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کے ساتھ مخصوص تھا؟ نماز پنجگانہ کے امت مرحومہ کے ساتھ مخصوص ہونے کے دلائل اور ان پر رضوی ایرادات۔	۶۴ کوئی نماز کس نبی نے پہلے پڑھی، اس میں چار قول ہیں۔
تورات شریف میں پانچوں نمازوں کے عظیم فضائل حدیث بخاری احکم المنسب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ بالعشاء الخ کے میں محل۔	۶۶ ایک حکایت جو طیف کلام پر مشتمل ہے۔
امام ابن عائشہ عیسیٰ نہ صحابی ہیں نہ تابعی، نہ تبع سے ان کا سبب وفات۔	۶۸ قول چہادہ کی ترجیح رضوی۔
پانچوں نمازوں کا اجتماع ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہونا یا اعتساف علماء کرام مانا جائے گا۔	۷۰ حضرت یونس بن یاقین بن یعقوب کی اولاد سے ہیں اور سلیمان عظیم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تھے۔
کتاب اللہ کا حفظ اہم سابقہ میں خاصہ انبیاء کرام	۷۲ اسی طرح حضرت عزیر علیہ السلام۔
	۷۲ رسالہ جہان التاج فی بیان الصلوٰۃ قبل المعراج کہ قبل معراج سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس طرح نماز ادا فرماتے تھے۔
	۷۵ نماز پنجگانہ سے پیشتر مسلمان پاشت اور عمر کی نماز پڑھتے تھے۔
	۸۲ ایمانی کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔
	۸۳ قبل معراج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی نماز دو شنبہ کے اول حصہ میں پڑھی، اور

- حضرت خیر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آخر حصہ میں  
 اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منگل کے دن  
 نماز قبل معراج میں طہارت ثوب و وضو۔  
 استقبال قبلہ، تکبیر تحریمہ، قیام۔  
 قرأت، رکوع تھا مگر اس میں اختلاف ہے۔  
 اور سجود، جماعت، جہر بھی تھا۔  
 حدیث کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 سعید بن مسہم جلی منکر الحدیث ہیں۔  
 مولانا محمد رضا علی صاحب کافوری اس شہار کے  
 متعلق جو سالانہ چھپا کرتا ہے کہ شیخ عبد اللہ سے حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا  
 اس فتویٰ کی تصدیق رضوی۔  
 ضروریات دین کے سوا کسی شے کا انکار کفر نہیں  
 اگرچہ ثابت بالقواطع ہو۔  
 خلافت خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم  
 اجمعین کا انکار کفر نہیں حالانکہ اس کی حقانیت  
 قطعیات سے ثابت ہے۔  
 تکذیب سنت قلب ہے مگر قول کی طرح بعض فعل  
 بھی اس پر علامت ہوتے ہیں۔ علامت ہونے  
 ہی کی بنا پر حکم کفر دیا جاتا ہے۔  
 تاکہ نماز کی تکفیر قدائے اہلسنت کا مسلک ہے  
 مگر جمہور کے نزدیک کافر نہیں، یہی مذہب انہ  
 ارباب کا محج علیہ ہے۔  
 محکم کو حکم کی طرف رد کرنا طریقہ معروفہ ہے۔  
 تارک نماز کے اسلام پر بعض دلائل۔
- خود کشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔  
 ہم میں اور مشرکوں میں نماز فارق ہے۔  
 جس نے قصداً نماز ترک کی اس نے اپنی مالک  
 بیت اللہ میں شتر بار زنا کیا۔ یہ روایت میری  
 نظر سے نہیں گزری۔  
 ایک درم سود کو آدمی دانستہ کھالے اللہ تعالیٰ  
 کے نزدیک عظیم گنہگار میں ۳۶ بار زنا کرنے سے  
 سنت تر ہے۔  
 ایک وقت کی نماز قصداً بلا عذر شرعی دیدہ دانستہ  
 تناسل کرنے سے فاسق ہو جاتا ہے۔  
 ماتی جہانہ جائز نہیں کہ فسوخ ہو چکا ہے۔  
 ترک نماز پر ماتی جہانہ جائز نہیں۔  
 طلبہ اگر نماز ترک کریں تو ان کا وظیفہ وضع ہو سکتا  
 ہے، نیز دوسری صورتوں کا بیان۔  
 جہانہ، ریل، کشتی، بحر سے پر نماز پڑھنے کا حکم۔  
 اشیائے مسکوئی کی نماز کی ادائیگی کا حکم۔  
 دنیا کی عمرسات ہزار سال ہے۔  
 نماز کے واسطے سوتے آدمی کو جگانے کا حکم۔  
 غیر مشروع افعال کے ارتکاب پر برادری کی  
 کون کون سی مزا تیں جائز نہیں۔  
 اگر تمہارے ذمہ بعد ایک شخص کو ہدایت ہو جائے  
 تو یہ دوسرے زمین کی بادشاہت سے بہتر ہے۔  
 امر بالمعروف نہی عن المنکر کے بارے میں اگر کوئی  
 یہ کہے کہ اس میں رخصی کیا ہے تو اس کو تجذیب اسلام  
 اور تجذیب نکاح کو ناجاہ ہے۔

یہ نماز کی نماز جنازہ کا حکم۔

## باب الاوقات

وقت زوال جس تک نیت روزہ نفل ہونا چاہئے  
کیا ہے۔

نہار شرعی اور نہار عرفی کا فرق۔

نصف النہار شرعی معلوم کرنے کا طریقہ

نہار نجومی

وقت زوال جس میں نماز ممنوع ہے کیا ہے۔

یہ وقت زیادہ سے زیادہ ہمارے بلاد میں ۸۰ منٹ  
تک پہنچتا ہے۔

یہ ثابت نہیں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

مدبارہ وقت عصر قول مشلیں سے رجوع فرمایا بلکہ

قول یکہ مثل ہی مرجوع عنہ ہے اور قول مشلیں

احوط، اصح اور از روئے دلیل راجح ہے۔

اس قول پر دلیل جلیل صحیح بخاری شریف کی حدیث

باب الاذان للمساخر میں ہے۔

جو کچھ خلاف ظاہر الروایۃ ہے مرجوع عنہ ہے

قول یکہ مثل پر قول مشلیں کی وجہ ترجیح۔

نماز عصر کا وقت مستحب اور مکروہ کیا ہے۔

بابت نماز عصر کے مشکل کشا حضرت علی مرتضیٰ شریانی

عز کا مل۔

مکرۃ بخاری جس کو عالم فہیم اور عالم میل و نہار بھی کہتے

ہیں وہ ہر طرف سطح زمین سے ۵۵ میل اور قول

اولیٰ پر ۵۲ میل اونچا ہے۔

۱۲۰ طلوع سے بیس منٹ تک ہر نماز مکروہ ہے اور

جب غروب میں بیس منٹ رہیں تو آج کی عصر کے

۱۲۱ سوا ہر نماز ممنوع ہے۔

۱۳۸ جتنی نمازوں میں تاخیر مستحب ہے اس سے مراد

۱۲۱ یہ ہے کہ وقت مستحب کے نصف آخر میں پڑھیں۔

۱۲۲ ان بلاد میں سال بھر کے اندر پورے وقت عصر

۱۲۶ کی مقدار۔

۱۲۴ فرض و سنت پڑھنا اولیٰ کس وقت میں ہے۔

۱۲۶ غروب شمس کی تحقیق رضوی۔

۱۴۰ دربارہ نماز عصر ایک بابی خیاط کا اعتراض اور

۱۳۰ اس کا جواب۔

۱۳۸ جمہول العین راوی کی روایت محققین کے نزدیک

۱۵۰ مقبول ہے۔

۱۵۱ رضوی تحقیق کہ ان بلاد میں وقت عشاء غروب

۱۳۲ کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے۔

۱۳۲ وقت ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر کب تک

۱۵۳ رہتا ہے۔

۱۳۴ جون و جولائی و اگست میں ظہر کا وقت مستحب

۱۵۳ کے بجائے شروع ہوتا ہے۔

۱۳۶ تاخیر مستحب کے معنی۔

۱۵۳ غلیکوں کی تقسیم فصول اور ہمارے یہاں کی

۱۳۶ تقسیم فصول۔

۱۵۵ اوقات بعض تحویلات کا نقشہ۔

۱۵۵ بازار، سرائے، اسٹیشن کی مسجد اور جامع مسجد

۱۵۶ میں مدبارہ اذان و اقامت افضل کیا ہے۔



- مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ کے لئے اعادہ اذان منع ہے، تکبیر میں حرج نہیں۔
- ۱۵۹ سفر میں جمع بین الصلوٰتین جائز ہے یا نہیں رسالہ حاجز البحرین الواقع جمع الصلوٰتین۔
- ۱۵۹ جمع بین الصلوٰتین دو قسم پر ہے، اول جمع فعلی جس کو جمع صوری بھی کہتے ہیں اس کے معنی مراد اور یہ بعد سفر و مرض جائز ہے۔
- ۱۶۰ کتاب الحججہ تألیف امام فقیہ محدث عینی ابن ابان ہے جو امام محمد کے شاگرد تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
- ۱۶۱ جمع صوری بضرورت شدت بارش بھی جائز ہے۔
- ۱۶۲ دوم جمع وقتی جس کو جمع حقیقی بھی کہتے ہیں اور اس کے معنی مراد۔
- ۱۶۲ جمع حقیقی کی دو صورت: اول جمع تقسیم دوم جمع تاخیر۔
- ۱۶۲ فصل اول جمع صوری کے اثبات میں غیر مقلدین کے پیشوا مولوی نذیر حسین دہلوی کا مسموع و صریح حدیثوں سے انکار جو جمع صوری میں وارد ہیں۔
- ۱۶۳ حدیث اول اثبات جمع صوری میں۔
- ۱۶۴ تالیف اور عبد اللہ بنی واقعہ دونوں شاگرد عبد اللہ بن عمر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
- ۱۶۵ صنفیہ بنت ابی عبیدہ زوجہ ابی عمر، ممتاز کذاب کہ ہیں نہیں ان کے صحابہ ہونے میں اختلاف ان کے والدہ ساجد صحابی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم (حاشیہ) ۱۶۸
- ۱۶۲ حدیث دوم اور سوم۔
- ۱۶۳ حدیث چہارم و پنجم۔
- ۱۶۴ افادہ اولی کہ غیر مقلدین کے پیشوا سے مذکور کا محمد بن فضیل کو ضعیف کہنا باطل ہے وہ بخاری مسلم کے رجال سے ہیں۔
- ۱۶۵ لطیفہ اول
- ۱۶۶ محاورات سلف و اصطلاح محدثین میں تشبیہ اور رفض کے درمیان فرق ہے۔ متاخرین شیعہ و افاضی کو کہتے ہیں۔
- ۱۶۷ بخاری و مسلم کے تین سے زیادہ وہ راوی ہیں جن کو اصطلاح قدما پر بلفظ تشبیہ ذکر کیا جاتا ہے اور ان کے اسماء۔
- ۱۶۸ لطیفہ دوم و سوم
- ۱۶۹ بشرین بکر ثقہ ہیں اور رجال بخاری سے۔
- ۱۷۰ غلان یغریب اور غلان غریب الحدیث ہیں فرق ہے۔
- ۱۷۱ لطیفہ چہارم
- ۱۷۲ پیشوا سے غیر مقلدین کی تعریف کہ ولید بن مسلم کہ ولید بن قاسم بنایا اول رجال صحیح مسلم سے امام ثقہ ہیں اور دوم قدرے متکمل فیہ۔
- ۱۷۳ صحیح بخاری و مسلم کے وہ رجال جن کے متعلق صدوق بیخطی کہا گیا۔
- ۱۷۴ لطیفہ پنجم، عطاقت ثقہ ہیں۔
- ۱۷۵ دہبی اور صدوق یصح میں فرق ہے۔
- ۱۷۶ صحیحین کے وہ رجال جن کے متعلق صدوق یہم

- کہا گیا۔  
 ۱۸۰۔ اسی ابن حزم نے بابے حلال کرنے کے لئے  
 ۱۸۱۔ صحیح بخاری شریف کی صحیح و متصل حدیث کو بزرگ  
 ۱۸۲۔ تعلیق رو کیا۔  
 ۲۰۶۔  
 ۱۸۳۔ پیشوا سے غیر متقلدین کی پیش کردہ حدیث دوم  
 اور اس کے بیان کردہ مقدمہ پر بارہ وجوہ  
 سے رد۔  
 ۲۱۰۔  
 ۲۱۱۔ (فا) کے لئے ترتیب ذکر کافی ہے۔  
 ۲۰۱۔ اور عدم صحت ہر جگہ اُس کے لئے لائی ہوتی ہے  
 ۱۸۴۔ حدیث مروی بالمعنی کے (فا اور (و) وغیرہ  
 سے استدلال صحیح نہیں  
 ۲۱۱۔  
 ۱۸۶۔ آقا خدہ لولی کہ جمع تقدیم میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔  
 ۲۱۲۔  
 ۱۸۸۔ تعلیق دل زما  
 ۲۱۵۔  
 آقا خدہ ثانیہ کہ جمع میں اصولوں کے بارے میں  
 احمد شافعی، عبد الرزاق و بیہقی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم کی روایت کردہ حدیث ضعیف ہے۔  
 ۲۱۵۔  
 ۱۹۶۔ اُس کے راوی حسین بن عبد اللہ ضعیف ہیں۔  
 ۲۱۶۔  
 ۱۹۷۔ آقا امام شافعی علیہ الرحمۃ کی روایت میں ابراہیم  
 ابن ابی یحییٰ رافضی قدری معتزلی بھی متروک قیے  
 ۱۹۹۔  
 ۲۰۲۔ ہے اور اس کے ضعف پر اجماع ہے۔  
 ۲۱۸۔  
 آقا خدہ ثالثہ کہ حدیث دار قطنی بھی ضعیف ہے۔  
 ۲۲۰۔  
 ۲۰۳۔ آقا خدہ رابعہ بابت حدیث انس رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ۔  
 ۲۲۱۔  
 امام اسحق بن راہویہ کا حافظہ وفات سے  
 چند ماہ پیشتر متغیر ہو گیا تھا۔  
 ۲۲۲۔  
 شباب بن سوار متدع تھا۔  
 ۲۲۳۔
- لغیفہ ششم و ہفتم و ہشتم  
 مقام بل مدینہ طیبہ سے کئے میل ہے۔  
 چند اوام یا کچھ خطائیں محدث سے صادر ہونا  
 ذرا سے ضعیف کرے نہ اس کی حدیث کو مردود۔  
 امام سفینہ کبکینی نے زہری سے روایت میں میں  
 سے زیادہ حدیثوں میں خطا کی پھر اُن کے لغتہ  
 محبت ہونے پر اجماع ہے۔  
 تعلیقہ نہم  
 آقا خدہ ثانیہ کہ احادیث جمع میں جمع صوری کے ارادے  
 پر پانچ قرائن ہیں۔  
 آقا خدہ ثالثہ  
 آقا خدہ رابعہ کہ وہ احادیث جن میں علی بن  
 الصلوٰۃ دار و سبب کی سبب جمع صوری پر  
 محمول ہیں۔ بطور تمثیل گیارہ حدیثوں کا بیان۔  
 پہل حدیث  
 دوسری تیسری، چوتھی حدیث۔  
 پانچویں تا گیارہویں حدیث۔  
 فصل دوم ابطال دلائل جمع تقدیم۔  
 پیشوا سے غیر متقلدین کی پیش کردہ حدیث اولیٰ  
 بابت جمع بین الصلوٰۃ  
 خالد بن قاسم مدائنی متروک بالا جماع ہے۔  
 حدیث معلول کے لئے ضعف راوی ضروری نہیں  
 ابن بزم غیر مقلد غیبی اللسان نے سیدنا ابو اظہر  
 صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقدوح و مجروح بتایا۔  
 ۲۰۶۔

- ۲۲۹ اور درایت راجح۔ اور اجود صحابہ اور اکابر تابعین اور اجلاسے تبع تابعین اور ائمہ لغت اور بعض کبرائے شافعیہ سے بھی منقول ہے۔ ۲۲۵
- ۲۲۶ حدیث المس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بابت جمع میں الصلوٰۃ۔ ۲۲۶
- ۲۲۸ اس کا جواب ۲۲۸
- ۲۳۲ حدیث سائل بروایت نسائی عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب اول۔ ۲۵۲
- ۲۳۳ جواب ثانی ۲۵۲
- ۲۳۴ نماز کے اول و آخر وقت حقیقی اور سحری کے آخر وقت حقیقی کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تھا اور آپ کے طفیل میں اجلہ مذاق مسیہ کہ جس پر احادیث دال ہیں۔ ۲۵۳
- ۲۴۰ حدیث اول تا سوم ۲۵۳
- ۲۴۳ حدیث چہارم تا ہفتم ۲۵۵
- ۲۴۴ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دین میں خطائے معصوم تھے۔ ۲۵۶
- ۲۴۵ حدیث ہشتم و نہم ۲۵۷
- ۲۴۶ قطعہ اول ۲۵۸
- ۲۴۷ شیوں کا سایہ اکثر وقت ظہر گزرنے کے بعد جوتا ہے۔ ۲۵۸
- ۲۴۸ قطعہ دوم ۲۵۹
- ۲۴۹ لطیفہ سوم و چہارم ۲۶۰
- ۲۵۰ لطیفہ پنجم و ششم و ہفتم و ہشتم ۲۶۰
- ۲۵۱ قطعہ (جمعاً) اجتماع فی الحکم پر دلالت کرتا ہے نہ اجتماع فی الوقت پر۔ ۲۵۱
- ۲۵۲ فصل سوم تضعیف دلائل جمع تاخیر۔ ۲۵۲
- ۲۵۳ جمع تاخیر میں پیش کردہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر کلام۔ ۲۵۳
- ۲۵۴ اس کا جواب اول۔ ۲۵۴
- ۲۵۵ قصہ صفیہ زوجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ہی بار واقع ہوا تھا۔ ۲۵۵
- ۲۵۶ قریب وقت کو اس نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ ۲۵۶
- ۲۵۷ قرآن و حدیث سے اس کی مثالوں میں دو آیت دربارہ حدیثیں۔ ۲۵۷
- ۲۵۸ قریب وقت کو نام وقت سے تعبیر دیکھا رہا ہے۔ ۲۵۸
- ۲۵۹ ان نفلوں سے بھی تعبیر کر لیتے ہیں کہ وہ مسکن نماز کے وقت میں نماز پڑھی۔ ۲۵۹
- ۲۶۰ جواب دوم ۲۶۰
- ۲۶۱ فتحہ حشاد سہر شام کے دھندے کو کہتے ہیں۔ ۲۶۱
- ۲۶۲ عبد اللہ بن ابی نجیح یسار کی مدس ہیں ۲۶۲
- ۲۶۳ جمہور محدثین کے مذہب مختار پر مدس کا عتدہ مردود ہے۔ ۲۶۳
- ۲۶۴ جواب سوم ۲۶۴
- ۲۶۵ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب میں وقت مغرب شقیٰ آخر تک ہے اور احادیث کے نزدیک شقیٰ ابیض تک۔ یہی روایت صحیح

۲۷۳	لطیفہ نم و دوم	۲۷۳	حدیثوں پر مشتمل۔
۲۷۴	فائدہ عائد کا بابت حدیث سنن ابی داؤد	۲۷۴	آیات
۲۷۵	جس سے آج تک اصلاً تعرض نہ ہوا، نہ استناداً	۲۷۵	احادیث چند نوع ہیں۔ نوع اول احادیث،
۲۷۶	نہ جواباً۔	۲۷۶	مماثلت وقت اور اس کی ترغیب اور اس کے
۲۷۷	اس حدیث کے رواۃ میں یحییٰ بن محمد	۲۷۷	ترک سے ترہیب میں۔
۲۷۸	جاری متکلم فیہ ہیں۔	۲۷۸	حدیث کہ جو تین چیزوں کی مماثلت کرے وہ
۲۷۹	طریق دوم میں مولیٰ بن ابیہ صدوق لاد باہم۔	۲۷۹	ستادہ لی ہے۔
۲۸۰	نعم بن محمد قابل استہاج نہیں۔ امام اعظم رضی اللہ	۲۸۰	نوع اخیر حدیث امامت جبریل علیہ السلام۔
۲۸۱	تعالیٰ عنہ کے مطاعن میں جھوٹی حکایتیں دھنچ کرتا	۲۸۱	نوع آخر حدیث مسائل۔
۲۸۲	تھا۔ جامع صحیح میں اس کی روایت مرقوم ہے	۲۸۲	نوع آخر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
۲۸۳	نہ بطور عجبت۔	۲۸۳	پیشگوئی کہ کچھ لوگ وقت گزار کر نماز پڑھیں گے۔
۲۸۴	ابوالزیر بدلس ہیں اور بدلس کا معنی مقبول نہیں	۲۸۴	نوع آخر کرم ایک نماز کا وقت آیا دوسری
۲۸۵	لیکن اسی سے اگر لیت بن محمد روایت کریں تو	۲۸۵	لیکھا جاتا ہے۔
۲۸۶	مقبول۔ ذکر وجہ فی الیزان۔	۲۸۶	تنبیہ
۲۸۷	تحمہ معطلہ اور مقام سرف کے درمیان دس میل	۲۸۷	لطیفہ
۲۸۸	فاصلہ بتانے والا کون ہے۔	۲۸۸	لطیفہ
۲۸۹	مدینہ طیبہ سے ذوالحلیفہ کے فاصلے میں اختلاف کثیر	۲۸۹	قسم دوم نصوص خاصہ جن میں بالخصوص جمع
۲۹۰	مدینہ منورہ سے مقام ذات البیث کے فاصلے	۲۹۰	بین الصلوٰتین کی نفی ہے۔
۲۹۱	میں اختلاف کثیر	۲۹۱	قصیدہ محمول غالباً مشیر بضعف ہوتا ہے۔
۲۹۲	مدینہ طیبہ تک معتمد سے دو کم دو میل ہے۔	۲۹۲	مرسل حدیث ہمارے اور جہور کے نزدیک
۲۹۳	حوالی مکہ معتمد میں وقت مغرب کم و بیش	۲۹۳	حجت ہے۔
۲۹۴	ڈیڑ گھنٹہ ہوتا ہے۔	۲۹۴	لطیفہ
۲۹۵	فصل چہارم نصوص نفی جمع و ہدایت الحرام	۲۹۵	مفہوم مخالف حنفیہ کے نزدیک عبارات شائع
۲۹۶	اوقات میں۔	۲۹۶	غیر متعلقہ بقربات میں معتبر نہیں کلام صحابہ
۲۹۷	قسم اول نصوص عامہ جو سات آیات اور تیس	۲۹۷	ومن بعد ہم میں معتبر ہے۔

- تعلیف  
۲۹۳ تب تب سید کہیں حد ثنا عبد اللہ تو  
۲۹۴ ابن المبارک مقدم ہوتے ہیں اور جب بندہ  
کہیں عن محمد عن شعبۂ تو غندر  
مراد ہوں گے۔ ۳۰۹
- ۳۰۰ حدیث نسائی شریف کی سند میں واقع خالد  
امام اجل خالد بن حارث بصری ہیں حنفی اند  
بن خالد نہیں۔ ۳۰۴
- ۳۰۱ خلافت الکلام  
۳۰۹ عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر اور انس سے  
افقہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۳۱۱
- ۳۰۱ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے بعض فضائل۔ ۳۰۳
- ۳۰۳ عبد اللہ بن مسعود کے بارہ امام اعظم نے نزدیک ان  
کی روایت و قول کو سب صحابہ کے قول پر  
ترجیح ہوتی ہے اور ہمارے اند کے نزدیک  
وہ عبد اللہ بن مسعود کے بارہ تمام صحابہ سے ائمہ ہیں۔ ۳۱۱
- ۳۰۳ صحابہ کبریٰ نکالنے کا طریقہ کیا ہے؟  
۳۱۴ ایک شخص نماز فجر میں تھا، کسی نے کہا آفتاب  
نکل آیا تو وہ کیا کرے۔ ۳۱۹
- ۳۰۳ فجر و ظہر کا آخروقت مکروہ نہیں۔ باقی تین  
کا مکروہ ہے۔ ۳۲۰
- ۳۰۶ میرٹھ میں پورے وقت مغرب کی مقدار  
نصف النہار اور سایہ اہل معلوم کرنے کے  
دو طریقے۔ ۳۲۲
- ۳۰۶ مسجد کی شرقی دیوار سے دوپہر اور دوپہر کا  
تعلیف  
۲۹۳ حضرت بحر العلوم کا ارشاد، ہمارے اکثر حنفیہ  
کی نظر کیسی دقیق ہے کہ ان سے کوئی دقیقہ  
خروجداشت نہیں ہوتا۔  
۳۰۰ احادیث مرویہ بالمعنی مختلف طرز پر روایت کی جاتی  
ہیں، کوئی پوری، کوئی ایک ٹکڑا، کوئی دوسرا،  
جمع طرق سے پوری بات کا پتا چلتا ہے۔  
اسی واسطے امام ابو حاتم رازی معاصر امام بخاری  
فرماتے ہیں کہ ہم جب تک حدیث کو ساتھ وجہ  
سے نہ لکھتے اس کی حقیقت نہ پہچانتے۔  
تعلیف  
خالد بن عبد صالح بستہ کے رجال سے ہیں  
اور امام بخاری کے استاد۔  
۳۰۳ ضعیف، تشیع، صاحب افراد متروک الحدیث  
میں فرق ہے۔ تشیع اور صاحب افراد بڑا فرق  
موجب ضعف نہیں۔  
۳۰۳ ضعیف اور متروک میں زمین و آسمان کا فرق  
ہے کہ ضعیف کی حدیث معتبر و مکتوب اور متروک  
و شواہد میں مقبول بخلاف متروک۔  
بخاری و مسلم کے بعض ضعیف رجال کا شمار۔ ۳۲۰  
۳۰۶ اہم عیش کا اسم مبارک سلیمان ہے۔  
تب تب بصری من عبد اللہ بن عمر بن عباس  
مقدم ہوتے ہیں، دوسرا کہیں تو عبد اللہ بن مسعود  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔



- ۲۲۳ ڈھلا معلوم ہو سکتا ہے۔  
مستحان کا اصل حتی الامکان محل حسن پر معمول کرنا واجب ہے۔
- ۲۲۴ گناہ کبیرہ ہے۔  
تہلیل طول بلد سے اوقات میں تقدم و تاخر ہو جاتا ہے۔
- ۲۲۵ حد اس کا عرض تیرہ درجے پانچ دقیقے ہے اور  
بلکوار کا بارہ درجے انسٹو دقیقے یا بارہ درجے  
بچھن دقیقے اور بریلی اٹھائیس درجے ایکس  
دقیقے۔
- ۲۲۶ وقت فجر کی ابتداء و انتہاء اور اس کے یوم النحر  
نماز فجر خوب روشنی میں پڑھنا سنت ہے۔
- ۲۲۷ اور اذان بھی صحیح خوب روشنی ہو پر دی جائے  
تحفرت عبد اللہ ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے لئے امتیذان معاف تھا۔
- ۲۲۸ نماز فجر کے بعد اشراق تک ذکر الہی میں بیٹھا رہنا  
مستحب ہے۔
- ۲۲۹ حد اسفار کیا ہے۔  
عورت کے لئے مطلقاً نفیس افضل ہے۔
- ۲۳۰ گرمیوں میں نماز ظہر کا وقت مستحب کہتا ہے۔  
حدیث کان قد وصلوہ رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفہرق الصیف  
ثلث اقدار انی حمسة اقدار کا مطلب
- ۲۳۱ فصل فی اماکن الصلوٰۃ  
اگر زمین تراور نا پاک ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں  
جس کو بچھا کر مارا دیا کرے اور وقت جاری ہو  
تو کیسے نماز پڑھے۔
- ۲۳۲ طہارت آفتاب کے کتنی دیر کے بعد نماز قضا پڑھنے کا  
حکم ہے۔
- ۲۳۳ ظہر کی سنتیں پڑھے بغیر امامت کر سکتا ہے یا نہیں  
نماز مغرب اور اذان غنایم کی قدر حاصل ہو کار کا  
قرائن و غل نماز کی فرضیت ہر نماز میں یکساں ہے  
یا صرف نماز فرض میں ہی کی فرضیت ہے۔
- ۲۳۴ نماز عرفی و شریعی میں کیا فرق ہے۔  
نماز عرفی ہمیشہ سارا بخوبی سے زیادہ ہوتی ہے  
ردا میں صحیح و صحیح ٹھہری کا اعتبار ہے۔
- ۲۳۵ اتنا بلا میں فجر کا وقت کم از کم ایک حد میں سنت  
ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ چونتیس منٹ  
اوقات جماعت مقرر کرنا چاہئے یا نہیں۔
- ۲۳۶ پانچ شخصوں کی وجہ سے جماعت میں تاخیر کرنا چاہئے  
آفتاب نکلے اور ڈوبے اور ٹھیک دوپہر کے  
وقت نماز ناجائز ہے اور تلاوت مکروہ  
بعد عصر و فجر سجدہ کرنا یا قضا پڑھنا کیسا ہے۔
- ۲۳۷ سجدہ شکر بعد نماز فجر و عصر مطلقاً مکروہ ہے۔  
فجر کے وقت مستحب کی مقدار۔
- ۲۳۸ جمعہ اور ظہر کا ایک ہی وقت ہے جس کی کم از کم اور  
زیادہ سے زیادہ مقدار بتائی ہیں۔
- ۲۳۹ یرینی میں جو جمعہ گوا اور سوا غروب کا وقت۔  
بحالت سفر بھی جہن میں الصلوٰۃ جائز نہیں

۳۶۱	باب الاذان والاقامة	۲۴۳	تھے ضرورت سوالات ممنوع ہیں
۳۶۱	تثویب کے معنی اور اُس کا حکم	۲۴۴	مرگھٹ کی زمین میں مسجد بنانے کا حکم۔
۳۶۳	مسجد کے اندر اذان دینے کا حکم۔		جس مکان میں شراب پی جائے وہاں نماز پڑھنا کیسا
۲۴۵	مسجد لا یفعل سے قیادہ گراہت تحریم ہوتی ہے		ہے، اور کسی شخص کی چارپائی کے برابر جا مانا بھی کر
۲۶۴	جیسے یفعل مفید و جوب ہوتا ہے۔		نماز پڑھنا کیسا ہے۔
۳۶۴	امام کے اشتکار میں تاخیر نماز کا حکم	۲۴۶	دوسرے کے کہیت یا بخراور نماز پڑھنا پڑھنے
۲۶۵	اگر فجر کے فرض پڑھ لے اور سفتیں روٹھیں تو ان کو		کا حکم۔
۲۶۵	کب پڑھ سکتا ہے۔	۲۴۶	چارپائی پر نماز پڑھنے کا حکم۔ یہ بات کہ چارپائی پر
۲۶۶	مردن کی اجازت کے بغیر دوسرا شخص اقامت		نماز پڑھے سے اگلی آنتوں میں کچھ مسخ ہو گئے غلط
۲۶۶	کر سکتا ہے یا نہیں۔		حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، درشاہ عبدعزیز
۳۴۷	خطیب کے سامنے کی اذان کا جواب دینا چاہیے		محدث دہلوی کی متخالف عبارات کے متعلق ایک
	نہیں بلکہ جب دو خطبوں کے درمیان خطیب		سوال اور اُس کا جواب۔
۲۴۹	بیٹھے تو مقتدیوں کو دُعا کرنا چاہیے یا نہیں؟		قبر پر نماز مطلقاً مکروہ ہے اور قمر کی طرف پڑھے
۲۴۹	یا دُعا دل سے کر سکتا ہے یا نہیں۔		میں تفصیل ہے۔
۳۶۸	خطیب جواب اذان اور دُعا کر سکتا ہے۔		موضع سجود کی حد۔
۳۶۹	بارش کے لئے، دُفع و با کے لئے، بعد و غیریت		مزارات ہر مکان دین کے دائیں یا بائیں نماز پڑھنا
۳۷۰	اذان دینا درست ہے یا نہیں۔		موجب برکت ہے۔
۲۵۰	اذان مسجد کے دائیں طرف کی جائے یا بائیں		اتمیل علیہ السلام کی قبر شریف میزاب کے نیچے ہے۔
۲۵۰	طرف۔		قبر اسود اور زمزم شریف کے درمیان شتر انبیاء
۲۵۱	اقامت کس طرف کی جائے۔		علیہ السلام کی قبور ہیں۔
۲۵۸	بارش طلب کہنے کے لئے مسجد میں اذان دینا		تعلیق بخاری میں عند قبر "بیٹھے اُنی قبو ہے۔
۲۵۸	کیسا ہے اور یہ طریقہ کہ امام یسّ پڑھے اور		مقبرہ میں نماز پڑھنے کے حکم کی تفصیل۔
۲۵۸	پر مبین پڑائی کی جائے کیسا ہے۔		علامہ طحاوی کے کلام حساسیہ مراقی الفلاح
۲۷۳	تھے وضو اذان دینا کیسا ہے۔		کا عمل

- ۳۸۳ الفلاح بائیں طرف۔ یہی صحیح ہے۔
- ۳۸۴ سنت ہے کہ سلطان اسلام اور عالم دین کی خدمت میں بعد اذان دوبارہ مؤذن اطلاع کے لئے حاضر ہو۔
- ۳۸۵ حیلۃ پکارنا کیسا ہے اور کسی نے یہ طریقہ جاری کیا۔
- ۳۸۶ اقامت سے پیشتر مقیم کا باؤ اڑ بلند درود شروع کرنا کیسا ہے۔
- ۳۸۷ ختم سحری کی اطلاع کے لئے صبح صادق سے دس پانچ منٹ پیشتر صبح کی اذان دینا کیسا ہے۔
- ۳۸۸ فصلۃ سنة قبل الجمعة الصلوة من حکم اللہ پکارنے کا حکم۔
- ۳۸۹ یوم بعد اذان اول کے بعد صلاۃ پکارنا جائز ہے یا نہیں۔
- ۳۹۰ مسئلہ تشویش میں دیوبندی خیانتیں۔
- ۳۹۱ پہلی، دوسری، تیسری خیانت۔
- ۳۹۲ چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں خیانت۔
- ۳۹۳ آٹھویں، نویں، دسویں خیانت۔
- ۳۹۴ کیا دھویں خیانت جو سب سے اخیرت ہے کہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد اجداد پروردگار اور حضور غوث پاک کے نام سے کتابیں تراشیں گیں ان کے مطبع گھر نے، صفحے دل سے بنائے، حیات میں خود ساختہ لکھ دیں۔
- ۳۹۵ اذان ہو چکی کسی شخص نے غلطی سے دوبارہ شروع
- ۳۹۶ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر میں اذان دی تھی۔
- ۳۹۷ نماز جنازہ کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہے، اور ان کی نماز جنازہ ملائکہ نے پڑھی تھی۔
- ۳۹۸ حضرت ابو بکر کی نماز جنازہ حضرت عمرؓ نے اور حضرت عمرؓ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے اور حضرت حسینؓ نے پڑھائی تھی رضی اللہ عنہم۔
- ۳۹۹ نماز جنازہ کی مشروعیت مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت خدیجہ بکریؓ کی وفات تک نماز جنازہ مشروع نہ ہوئی تھی۔
- ۴۰۰ حضرت اسعد بن زرارہؓ کی وفات ہجرت کے نویں مہینے شوال میں ہوئی، صحابہ میں سب سے پہلے بعد ہجرت انتقال فرمایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔
- ۴۰۱ فاسق کی اذان کا حکم۔
- ۴۰۲ خطیب کے سامنے کی اذان بھی بلند آواز سے کہی جائے ورنہ سنت لوانہ ہوگی۔
- ۴۰۳ نماز کے لئے جگہ کے کا حکم۔
- ۴۰۴ اذان کے بعد انتظار سنو کی حد۔
- ۴۰۵ بروقت اقامت امام و مقتدی کو شروع سے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اس کی تحصیل۔
- ۴۰۶ اذان و اقامت میں دونوں حتی علی الصلوة دائیں طرف منہ پھیر کر کہے اور دونوں حتی علی

- ۴۹۶۔ گردی، درمیان میں مسوم ہوا تو کیا کرے۔  
۴۹۷۔ اقامت کہاں کی جائے۔  
۴۹۸۔ جمعہ کی اذان ثانی کے متعلق چند سواغات۔  
۴۹۹۔ مرد و سنت زندہ کرنے کے متعلق احادیث۔  
۵۰۰۔ زائر اقدس میں مسجد نبوی کے صرف تین دروازے تھے مشرق و مغرب و شمال میں۔  
۵۰۱۔ اگر حکم شرع رعل کرنے سے فساد پیدا ہوتا ہو تو اس کے حکم کی تفصیل۔  
۵۰۲۔ محراب مسجد کس کو کہتے ہیں اور بین المسابیتین کس کو۔  
۵۰۳۔ کون کون جگہ خارج مسجد ہے۔  
۵۰۴۔ ہشام ابن عبد الملک مروانی نے اذان عثمانی کو منارۃ مسجد پر دوانا شروع کیا تھا، نہ اذان ثانی کو اٹھ دیا مسجد۔  
۵۰۵۔ اسی ہشام نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولی دی اور بروسی سولی پر رکھا جس سے عجیب کرامت کا ظہور ہوا۔  
۵۰۶۔ قصیدہ نفی صیغہ نفی سے زیادہ ترک ہوتا ہے۔  
۵۰۷۔ لفظ خبر و جواب پر دلالت کرتا ہے۔  
۵۰۸۔ حتی علی الصلوۃ اور حتی علی الفلاح کے جواب میں کیا گنا چاہئے۔  
۵۰۹۔ بر دقت حتی علی الصلوۃ اور حتی علی الفلاح اقامت میں بھی وائیں باتیں منہ پھیرے یا نہیں۔  
۵۱۰۔ عبادت فقہائے کرام میں علامات (صحت) اور (نشو) اور دفعہ (اور (ضج) سے کیا مراد  
۴۹۶۔ ہوتی ہے۔  
۴۹۷۔ اذان و اقامت میں انگوٹے نہ چومنے والے کا حکم کیا ہے۔  
۴۹۸۔ انگوٹے چوم کر کیا پڑھے۔  
۴۹۹۔ قبل نماز عید الصلوۃ یوحسبکم اللہ الصلاۃ پکارتے کا کیا حکم ہے۔  
۵۰۰۔ تنبیہ علی ما وقع فی اشعة اللمعات من الزیادۃ فی الروایۃ  
۵۰۱۔ بعد خطبہ امام کو اختیار ہے کہ بیٹھ جائے اور حتی علی الفلاح پر کھڑا ہو یا کھڑے کھڑے جیسے۔  
۵۰۲۔ مسوم میں ملا اذان حاجت کرنا کیسا ہے۔  
۵۰۳۔ اذان سنت ہے یا واجب، اسی طرح اقامت امام مصطفیٰ پر نہ ہوتی بکیر گنا جائز ہے یا ناجائز۔  
۵۰۴۔ حتی علی الفلاح پر کھڑے ہونے میں حکمت کیا ہے و آئی کی اذان کا جواب دیا جائے گا یا نہیں  
۵۰۵۔ اور انس کی اذان کا اعادہ کیا جائے گا یا نہیں  
۵۰۶۔ قاسم ترمذی کی اذان کا حکم۔  
۵۰۷۔ مسافر کو ترک اذان کی اجازت اور اقامت کا ترک کردہ۔  
۵۰۸۔ رسالہ حنیو العین فی حکم تعقیب الایہ میں۔  
۵۰۹۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان میں اشھدان محمد رسول اللہ سن کر اخصب شہادت کے پورے چوم کر انگوٹوں سے لگائے۔ یہ پہلا طریقہ ہوا۔

- حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جو اذان میں یہ  
سُنی کر دوں اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگا سکے  
اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ یہ دوسرا طریقہ۔  
امام محمد مصری نے فرمایا کہ جو اذان میں یہ سن کر نکلے  
کی آنکھ اور انگوٹھا لٹکائے اور اس میں بوسہ کرے  
آنکھوں سے لگا سکے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی  
یہ تیسرا طریقہ ہے۔
- خواجہ شمس الدین بخاری نے حدیث بیان کی اُس  
میں انگوٹھوں کے ناخن چومنا مذکور ہے اور یہ  
بشارت کہ ابد حیات ہو گا۔
- آفادہ اول کہ حدیث صحیح نہ ہونے کے یہ معنی نہیں  
کہ غلط ہے۔
- حدیث حسن احکام حلال و حرام میں ثبت ہوتی ہے  
کتب صحاح ستہ میں نہ کہ تمام احادیث صحیح  
ہیں۔ تسمیہ بصریہ تعلیقا ہے۔
- حدیث کے آخر مراتب اور ان کے احکام۔  
صحیح، صحیح لغیرہ، حسن، لذاتہ، حسن لغیرہ سب  
مستحب ہیں۔
- تکم حدیث ضعیف بغیر قریب کی قسم صحاح  
متابعات و شواہد میں کام آتی ہے اور جاری ہے  
قوت پاکر صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے اور احکام میں  
قابل احتیاج۔
- ششم ضعیف بغیر قوی قابل احتیاج نہیں  
صرف فضائل میں مقبر ہے۔
- ہفتم حدیث مطروح مکن موضوع ہوتی ہے
- ہشتم موضوع یہ بالا جماع نہ قابل انجبار نہ  
فضائل وغیرہ کسی باب میں لائق اعتبار۔
- حدیث کے صحیح نہ ہونے اور موضوع ہونے میں  
زمین و آسمان کا فرق ہے۔
- صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔  
ابن جوزی نے جس جس حدیث کو غیر صحیح کہا  
اس کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔
- لفظ "لایثبت" سے یہ ثبات کہ حدیث  
صحیح ہیں کیونکہ اصطلاح میں "ثابت" صحیح  
حدیث کو کہتے ہیں۔
- حدیث کہ غریبہ کھانے سے پیشتر یہ حدیث کو  
مستحب دیتا ہے اور سیاری کو دور کر دیتا ہے۔
- تسمیہ
- آفادہ دوم کہ جہالت راوی سے حدیث مشہور  
کیا اثر پڑتا ہے۔
- مجمول کے اقسام اور ان کے احکام۔ اول قسم  
مستور اس قسم کے راوی مسلم شریفین میں بکثرت  
ہیں۔ قسم دوم مجہول العین۔ اور قسم سوم  
مجہول الحال۔
- آفادہ سوم کہ سند کا منقطع ہونا مستند  
وضع نہیں۔
- حدیث منقول کا حکم۔
- آفادہ چہارم کہ حدیث مضطرب بلکہ منکر بلکہ مندرج  
بھی موضوع نہیں۔
- حدیث میں ہے کہ بائس صرف اختیار کرد تو



- ۴۵۱ قلوب میں ایمان کی مشاس محسوس ہوگی۔  
 ۴۵۱ آقاۃِ نجم کی جس حدیث میں راوی باطل مبہم ہو وہ بھی موضوع نہیں۔  
 ۴۵۱ تعدد طرق سے مبہم کا جبر نقصان ہو جاتا ہے۔  
 ۴۵۲ حدیث مبہم دوسری حدیث کے لیے مقوی ہو سکتی ہے۔  
 ۴۵۲ آقاۃِ ششم کی ضعف راویان کے باعث حدیث کو موضوع کہہ دینا ظلم و جرات ہے۔  
 ۴۵۲ آقاۃِ ہفتم ایسا غافل کہ حدیث میں دوسرے کی تلقین قبول کرے، اس کی حدیث بھی موضوع نہیں۔  
 ۴۵۳ اسباب طعن و سنس ہیں بایں ترتیب۔  
 ۴۵۳ آقاۃِ ہشتم کی متکرا حدیث کی حدیث بھی موضوع نہیں۔  
 ۴۵۵ آقاۃِ نہم کی متردک کی حدیث بھی موضوع نہیں۔  
 ۴۵۶ حدیث چہرہ صوفیاء کرام  
 ۴۵۶ حدیث کہ جو شام کو علی اللہ تعالیٰ عنی نوح و علیہ السلام پڑھ لے تو اس شب بچہ نہ کالے گا۔  
 ۴۵۶ آقاۃِ دہم کی موصو حیت حدیث کیونکر ثابت ہوتی ہے۔  
 ۴۵۶ تفسیل  
 ۴۵۶ حدیث کہ حبیب مسلمان کی عمر چالیس برس کی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جنوں و جنان اور برص کو اسی سے پھیر دیتا ہے الخ  
 ۴۵۱ فضائل امیر المؤمنین و اہل بیت طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں رد افض نے تقریباً تین لاکھ حدیثیں وضع کیں۔  
 ۴۵۱ علی بن عروہ دمشق حدیث وضع کرتا تھا۔  
 ۴۵۲ ابو قتادہ بن ولید بن زید السی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موضوعات روایت کرتا تھا۔  
 ۴۵۲ ابن تیمیہ کی بکواس۔  
 ۴۵۲ آقاۃِ یازدہم کہ بار بار موضوع یا ضعیف کہنا صحت ایک سند کے اعتبار سے ہوتا ہے۔  
 ۴۵۲ ذکر اصل حدیث کے اعتبار سے۔  
 ۴۵۳ ان اصوات لا تلتزم فیہ لایس کے معنی رائج  
 ۴۵۳ ما مشہور میں  
 ۴۵۳ منیجۃ الاحادیث  
 ۴۵۵ آقاۃِ دوازدہم کہ تعدد طرق سے ضعیف حدیث قوت پاتی بلکہ حسن ہو جاتی ہے۔  
 ۴۵۶ آقاۃِ سیزدہم کہ حدیث مجہول و حدیث مبہم تعدد طرق سے حسن ہو جاتی ہے اور وہ جابر بن عبد اللہ کے صالح ہیں۔  
 ۴۵۶ حدیث کہ جس کے تین بچے پیدا ہوئے اور کسی کا نام محمد نہ رکھا تو یہ اس کی جہالت ہے۔  
 ۴۵۶ آقاۃِ چہار دہم کہ حصول قوت کو صرف دو سندوں سے آنا کافی ہے۔  
 ۴۵۵ "خط" علامت خطیب فی التاریخ ہے۔  
 ۴۵۵ عمر بن داود سترک ہیں۔  
 ۴۵۵ سخاک بن حجر ضعیف ہیں۔

- آقاؤہ پانزدہم کہ اہل علم کے عمل کر لینے سے حدیث  
ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔ ۴۷۵
- حدیث ضعیف مقبول ہے۔ ۴۸۹
- حدیث اولیاء کرام کے متعلق نفیس فائدہ۔ ۴۹۱
- حدیث اصحابی کالمجودہ یا یومہ اقدیم ۴۷۹
- اقتدایتم میں اگرچہ محدثین کو کلام ہے مگر وہ  
اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔ ۴۹۱
- آمام سیوطی پچتر بار بیداری میں نبوی زیارت  
سے شرف ہوتے۔ ۴۹۲
- آقاؤہ ہستم کہ حدیث ضعیف احکام میں بھی  
مقبول ہے جبکہ عمل احتیاط ہو۔ ۴۹۲
- فائدہ نفیسہ بدھ کے دین بدن سے خون  
لینے کے بارے میں۔ ۴۹۸
- خاندانہ جدیدہ ہجر کے دن خون لینے کے  
بارے میں۔ ۴۹۹
- بدھ کے دین ناخن نہ تراشنے کے بارے میں  
حدیث۔ ۴۹۹
- آقاؤہ ہست دیکم کہ حدیث ضعیف پر عمل کئے  
خاص اس فعل میں حدیث صحیح کا آثار نہیں۔ ۵۰۱
- تحقیق مقام وانرا حۃ اوہامہ حاصل ۴۸۱
- یا الحدیث اور قبول الحدیث میں فرق ہے  
یا نہیں۔ ۴۸۶
- المحاكمة میں المقاصد المصلحة ۴۸۸
- الخفاہی والحق الدوائی رحمہما  
اللہ تعالیٰ۔ ۵۰۵
- معروضة علی کلام الدوائی۔ ۵۰۷
- آقاؤہ پانزدہم کہ اہل علم کے عمل کر لینے سے حدیث  
ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔ ۴۷۵
- حدیث ضعیف مقبول ہے۔ ۴۸۹
- حدیث اولیاء کرام کے متعلق نفیس فائدہ۔ ۴۹۱
- حدیث اصحابی کالمجودہ یا یومہ اقدیم ۴۷۹
- اقتدایتم میں اگرچہ محدثین کو کلام ہے مگر وہ  
اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔ ۴۹۱
- آمام سیوطی پچتر بار بیداری میں نبوی زیارت  
سے شرف ہوتے۔ ۴۹۲
- آقاؤہ ہستم کہ حدیث ضعیف احکام میں بھی  
مقبول ہے جبکہ عمل احتیاط ہو۔ ۴۹۲
- فائدہ نفیسہ بدھ کے دین بدن سے خون  
لینے کے بارے میں۔ ۴۹۸
- خاندانہ جدیدہ ہجر کے دن خون لینے کے  
بارے میں۔ ۴۹۹
- بدھ کے دین ناخن نہ تراشنے کے بارے میں  
حدیث۔ ۴۹۹
- آقاؤہ ہست دیکم کہ حدیث ضعیف پر عمل کئے  
خاص اس فعل میں حدیث صحیح کا آثار نہیں۔ ۵۰۱
- تحقیق مقام وانرا حۃ اوہامہ حاصل ۴۸۱
- یا الحدیث اور قبول الحدیث میں فرق ہے  
یا نہیں۔ ۴۸۶
- المحاكمة میں المقاصد المصلحة ۴۸۸
- الخفاہی والحق الدوائی رحمہما  
اللہ تعالیٰ۔ ۵۰۵
- معروضة علی کلام الدوائی۔ ۵۰۷

- ۵۲۹ مرتبہ سفید کار کھنا اچھا ہے۔
- ۵۲۹ حدیث شدید الضعف کی تعلیل۔
- ۵۱۱ علامہ کفوی قدس سرہ سے ظفر الامانی میں تدریب اور القول البیہ سے نقل میں لغزش ہوئی۔
- ۵۳۰ تبحر قبول شدید الضعف۔
- ۵۳۱ قائمہ جلیلہ فی احکام انواع الضعیف و انجبار ضعیفہا۔
- ۵۳۳ افادہ بست و چهارم کہ حدیث کا کتب طبقہ راہد سے ہونا خواہی خواہی مستلزم مطلق ضعف ہی نہیں چہ جائیکہ ضعف شدید۔
- ۵۳۸ قول شاہ عبد العزیز قدس سرہ بابت احادیث کتب راہد کے معنی۔
- ۵۳۸ طبقہ ثانیہ و ثالثہ و راہد کی بعض کتابوں کے اسماء۔
- ۵۳۸ دومینہ کتب احادیث۔
- ۵۴۰ دہدگرہ کا بہترین علاج جس میں کچھ غریب نہ ہو۔
- ۵۴۲ تفسیر ابن جریر کتب طبقہ راہد سے۔
- ۵۴۳ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عجیب فضیلت۔
- ۵۴۴ امام بخاری علیہ رحمۃ الباری کو ایک لکھ مسیح احادیث یاد تھیں اور بخاری میں کل چار ہزار بلکہ اسی سے بھی کم ہیں۔
- ۵۱۰ آجی جاسس ہی سہل رجال امام بخاری سے ضعیف ہیں ان کی ہدایت بخاری شریف میں موجود ہے۔
- ۵۱۱ مسلم شریف میں بھی ضعیفہ کی روایتیں ہیں۔
- ۵۱۲ بخاری شریف میں ضعیفہ کی روایات دوبارہ متابعات و شواہد موجود ہیں۔
- ۵۱۲ عامہ مسانید، معاجم، سنن، بوامع، اجواء ہر نوع احادیث پر مشتمل ہیں۔
- ۵۱۲ امام ابو داؤد کے کلام "صالح" کے دو معنی ہیں۔
- ۵۱۶ سنن ابو داؤد شریف کا موضوع صرف احکام ہیں مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ میں ضعیف احادیث ہیں۔
- ۵۱۶ دار قطنی احادیث ضعیفہ شافعیہ، حنفیہ سے چمکے۔
- ۵۱۸ افادہ بست و دہم کہ ایسے احوال کے جواز یا استحباب پر ضعیف سے سنبھلنا، دوبارہ احکام اُسے حجت بنانا نہیں۔
- ۵۲۱ دمار، فروغ، مضار، جنائث کے سوا تمام اشیاء میں اباحت حاصل ہے۔
- ۵۲۲ افادہ بست و سوم کہ ایسے مواقع میں ہر حدیث غیر موضوع کام دے سکتی ہے۔
- ۵۲۳ کتب شدید الضعف ہے۔
- ۵۲۵ امام واقدی کی قریشی رائج ہے۔
- ۵۲۶ چاند گوارہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرتا، حضور کو بہلاتا، جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا تھا۔

۵۶۲	خرقہ پوشی صوفیاء کرام و صابغ حسن	۵۴۸	رسالہ درج طبقات الحدیث میں ذکر کردہ فوائد
۵۶۳	بصری امام علیہ رحمۃ المنعم -	۵۴۸	نفسیہ عظیمہ اربعہ کا حاشیہ میں شمار - (حاشیہ)
۵۶۵	توشیحہ شونگہ کرد و درو شریعت پڑھنا نبوی آثار	۵۴۸	آئادہ بست و پنجم کہ کتب موضوعات میں کسی حدیث کا ذکر مطلقاً ضعف کا بھی مستلزم نہیں کتب موضوعات کی قسم دوم -
۵۶۸	دیکھنے کے وقت درو شریعت پڑھنا مستحب ہے	۵۴۸	ابن جوزی نے صابغ سترہ اور مسند امام احمد کی چوراسی حدیثوں کو موضوع کیا۔
۵۶۸	دعائی حدیث سے ثابت نہیں	۵۴۸	کتب موضوعات کی دوسری قسم۔
۵۶۸	رضوی تحقیق	۵۴۹	شوکانی کی کتاب (فوائد مجرودہ) قسم دوم ہے۔
۵۶۸	عمل برصوبہ اور عمل بمانی الموضوع میں فرق	۵۵۰	تنبیہ
۵۶۸	عظیم ہے۔	۵۵۰	تلفیف
۵۶۸	آئادہ بست و پنجم کہ اعمال شائع محتاج سند	۵۵۰	مقاصد مسند امام سخاوی فقہ برصوبہ نہیں
۵۶۸	نہیں، اعمال میں تصوف و ایجاد شائع کو	۵۵۰	یہ شوکانی کی کم فہمی ہے۔
۵۶۸	ہمیشہ گنجائش ہے۔	۵۵۱	نتیجۃ الافادات
۵۶۸	پندرہ کلمات کسی دلی سے منکک نہیں ہوتیں	۵۵۱	آئادہ بست و ششم کہ ایسی جگہ اگر سند کسی قابل نہ ہو تو صرف تجربہ مسند کافی۔
۵۶۸	یا آہا شہداء اللہ -	۵۵۱	آئادہ بست و پنجم کہ بالقرض اگر کتب حدیث میں اصلاً پتا نہ ہوتا تاہم ایسی حدیث کا بعض کلمات علماء میں بلا سند مذکور ہونا کافی ہے۔
۵۶۸	آئادہ سیم کہ ہم تو استحباب ہی کہتے ہیں،	۵۵۵	فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں
۵۶۸	طرفہ پر کرد و باہرہ جہدہ کے طور پر تعبیل ابہام میں	۵۵۵	کیونکہ شہر فتح ہوئے اور کتنی مسجدیں تعمیر ہوئیں اور کتنے منبر بنائے گئے۔
۵۶۸	خاص سنت ہے۔	۵۶۰	آئادہ بست و ششم کہ حدیث اگر موضوع بھی نہ
۵۶۸	قبول ضحاف میں گنگوہی صاحب کی فاضلہ	۵۶۱	تاہم فعل کی مخالفت لازم نہیں۔
۵۶۸	عظائیں۔		
۵۶۸	گنگوہی صاحب نے انجائے میں آدمی وایت		
۵۶۸	ذبح کر ڈالی۔		
۵۶۸	گنگوہی صاحب نے اباحت، استحباب بکراہت		
۵۶۸	تقریب میں احکام شرعیہ بالکل مٹا دیے۔		
۵۶۸	کراہت تقریب ضلالت ہیں۔		
۵۶۸	مولوی گنگوہی اور مولوی سنبھیل کی خانہ جنگی۔		

۵۹۵	حکم اخیر خلاصہ تحریر	۵۷۹	کے لئے حدود صیغ کی حاجت نہیں۔
۵۹۶	فائدہ اول کہ نصیحت و افضلیت میں فرق ہے	۵۸۰	حدیث احیاء ابوبن کریم میں کہ با وضعت ضعف
۵۹۷	در بارہ تفصیل حدیث ضعیف مقبول نہیں۔	۵۸۱	علائے احادیث صحاح کا نسخہ قرار دیا ہے اگرچہ
۵۹۸	مسئلہ افضلیت ماب عقائد سے ہے۔	۵۸۲	میں بھی مقبول۔
۵۹۹	فائدہ دوم کہ مشاجرت صحابہ میں تواریخ و سیر	۵۸۳	تنبیہ ضروری : ہاں کے ایک کیلئے پر آگاہ کرنا۔
۶۰۰	کی خوش حکایتیں قطف مرود ہیں۔	۵۸۴	فائدہ ہشتم کہ حدیث ضعیف بعض احکام
۶۰۱	کسی مسلمان کی جانب بدون تحقیق کسرہ گناہ کی	۵۸۵	میں بھی مقبول۔
۶۰۲	نسبت عوام سے۔	۵۸۶	تنبیہ کہ فضائل اہمال سے مراد اہمال حسنہ
۶۰۳	حدیث اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخلف کے بارے	۵۸۷	میں نہ معذرت قابل اہمال۔
۶۰۴	میں یہ جملہ لعن اللہ عنہ من تخلف عنہ	۵۸۸	فائدہ نهم کہ حدیث ضعیف سے نسبت
۶۰۵	اقرار ہے۔	۵۸۹	بھی ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں۔
۶۰۶	فائدہ سووم اظہر یہی ہے کہ نفردہ ب بھی	۵۹۰	فائدہ ہشتم کہ وضع یا ضعف کا حکم بھی
۶۰۷	مستلزم موضوعیت نہیں۔	۵۹۱	طحاوی سند خاص ہوتا ہے نہ علیٰ انا اصل حدیث۔
۶۰۸	جہاں سے نزدیک ابن ابی صامب معازی کی	۵۹۲	طبیعیہ جلیلہ ضعیفہ کہ باہی و ہایت پر
۶۰۹	توشیح رائج ہے۔	۵۹۳	لاکھ من کا ہار۔
۶۱۰	تنبیہ متعلق افادہ (۲۵) کہ کتاب موضوعات میں	۵۹۴	فائدہ نہم وہ محدثین جو غیر ثقہ سے روایت
۶۱۱	و حدیث مؤلف کے نزدیک مستلزم موضوعیت نہیں۔	۵۹۵	کرتے ہیں۔
۶۱۲	کتاب تنزیہ اشریعہ کی عبارت سے ایک	۵۹۶	ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس سے
۶۱۳	نقص فائدہ حاصل۔	۵۹۷	روایت فرمائیں اس کی ثقاہت ثابت
۶۱۴	فائدہ چہم کہ مجہول المعین کا قبول ہی مذہب	۵۹۸	ہوگی۔
۶۱۵	تحقیقی ہے۔	۵۹۹	تنبیہ اخذ میں قلت مبالغہ زائد تابعین
۶۱۶	تنبیہ کہ غالباً مطلق مجہول سے مراد مجہول نسبی	۶۰۰	سے پیدا ہوئی۔
۶۱۷	ہوتا ہے۔	۶۰۱	فائدہ دهم احادیث طبقہ رابعہ
۶۱۸	فائدہ پنجم متعلق افادہ (۲۱) کہ قبول ضعیف	۶۰۲	کے متعلق۔
۶۱۹		۶۰۳	فائدہ یانہ دهم تذکرۃ الموضوعات



- محمد طاہر فتنی میں ذکر مستلام گمانی وضع نہیں۔  
 خاتمہ۔ مجموعہ البحار سے بعض احادیث پر  
 نقل احکام اور حاشیہ میں اس پر تفسیر کلام۔  
 حدیث طلب العلم فی بیعتہ علی محل مسلم  
 علی ہے جس کو رسالہ النجوم الثواقب فی  
 تحریر حج احادیث الکواکب میں بیان فرمایا۔ ۶۱۸  
 حدیث بابت آب زمزم حسن یا صحیح ہے۔  
 حدیث یوں فی آخر الرمان حلیفہ لا یفضل  
 حلیہ ابو نکر ولا حسن مؤول ہے۔  
 فی مدہ دوانہ دھم حدیث ہے سند مذکور غلط۔  
 کے قبول میں نفیس و جلیل اسحاق اور ادایم قاصر  
 زمانہ کا ابطال و ازباق  
 محمد بنی کی اصطلاح میں جس حدیث کو صبر سند  
 اور منقطع اور معطل اور معطل کتے ہیں  
 فقہاء اور اصولیین کی اصطلاح میں ان سب کو  
 مؤول کہا جاتا ہے۔  
 قول امام سمیان ثوری لا سند مسلح  
 المؤمن المذنب و بارہ عقائد و احکام ہے۔  
 اسی طرح دیگر اقوال بابت سند۔  
 رسالہ نہد السلامۃ فی حکم تقبیل  
 الابیہ عین فی الاقامۃ۔  
 تھانوی صاحب کا جواب  
 تھانوی صاحب کے جواب مذکور کی غایوں  
 کا شمار۔  
 مفہوم کتب حجت ہے اگرچہ مفہوم لقب ہو۔  
 نقل مجولی یا مقبول ہے۔ عام صحابہ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہم کی تعلیم چار سے امام اعظم علیہ الرحمۃ  
 کا مذہب ہے۔  
 لا اصل لہا تحقیق کراہت نہیں۔  
 مطلق اپنے اطلاق پر رہتا ہے مگر جبکہ دلیل  
 تقبیہ قائم ہو۔  
 رسالہ ایذان الا جوفی اذان النقیب  
 دلیل اول  
 دلیل دوم  
 دلیل سوم و چہارم  
 دلیل پنجم  
 دلیل ششم  
 دلیل سہم  
 دلیل ہشتم  
 دلیل نہم  
 آداب دعا ہے کہ پہلے کوئی عمل صالح کرے۔  
 دلیل دہم  
 دلیل یازدہم  
 دلیل دوازدہم  
 دلیل سیزدہم  
 فرسوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ اچھا عمل مسلمان  
 کو خوش کرنا ہے۔  
 دلیل چہارم  
 دلیل پانزدہم  
 تنبیہات جلیلہ

<p>تنبیہ دوم کہ ایک فعل میں بہت سے نیات ہو سکتی ہیں اور سب پر ثواب۔</p>	<p>مسائل کو حل کر دیتی ہے جن میں دیوبندی اختلاف کرتے ہیں اور بدعتیہ جمل</p>
<p>تنبیہ سوم تنبیہ چہارم شرع مطہر کی اصل کلی ہوا</p>	<p>۶۷۳ لوگوں کو بہکاتے ہیں۔ ۶۷۶ ۶۷۷</p>

# فہرست ضمنی مسائل

<u>وضو</u>	نماز قبل معراج میں طہارت ثوب، وضو۔	۸۵	پہلے بعد ہجرت انتقال فرمایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔	۳۷۶
<u>جنازہ</u>	خود کشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔	۱۰۷	خط و اباحت	۳۷۶
	جے نماز کی نماز جنازہ کا حکم۔	۱۲۰	ایک در سو کہ آدمی والستہ کھائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم کبیرہ میں ۳۶ بار زنا کرنے سے سخت تر ہے۔	۱۱۰
	نماز جنازہ کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کے زینے سے ہے، اور ان کی نماز جنازہ ملائکہ نے پڑھی تھی۔	۲۷۵	ترک نماز برائی جہاں جائز نہیں۔	۱۱۱
	حضرت ابو بکر کی نماز جنازہ حضرت عمرؓ نے اور حضرت عمرؓ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ کی حضرت حسنؓ نے اور حضرت حسنؓ کی حضرت حسینؓ نے پڑھائی تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	۲۷۵	طلبہ اگر نماز ترک کریں تو ان کا وظیفہ وضع ہو سکتا ہے، نیز دوسری صورتوں کا بیان۔	۱۱۲
	نماز جنازہ کی مشروعیت مدینہ منورہ میں ہوئی۔	۲۷۵	اکیسائے مسکوہ پی کر نماز کی ادائیگی کا حکم۔	۱۱۳
	حضرت خدیجہ کبریٰ کی وفات تک نماز جنازہ مشروع نہ ہوئی تھی۔ حضرت اسعد بن زرارہ کی وفات ہجرت کے نویں مہینے شوال میں ہوئی صحابہ میں سب سے	۲۷۵	نماز کے واسطے سوتے آدمی کو جگانے کا حکم۔	۱۱۵
	غیر مشروع افعال کے ارتکاب پر برادری کی کوئی کوئی سزا نہیں جائز نہیں۔	۲۷۵	غیر مشروع افعال کے ارتکاب پر برادری کی کوئی کوئی سزا نہیں جائز نہیں۔	۱۱۶
	احادیث میں غلط فہمیاں اور اسکی ترمیم اور اس کے ترک سے ترمیم میں۔	۲۷۳	حدیث کہ جو تین چیزوں کی محافظت کرے وہ	۲۷۳

۶۶۸	کو خوش کرنا ہے	۲۰۸	سجاد دل ہے۔
	<u>طب</u>	۲۲۲	بے ضرورت سوالات ممنوع ہیں۔
۵۴۲	درد گردہ کا بہترین علاج جس میں کچھ خرچ نہ ہو۔	۲۴۴	مرگھٹ کی زمیں میں مسجد بنانے کا حکم۔
	<u>توقیت</u>		چارپائی پر نماز پڑھنے کا حکم۔ یہ بات کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے اگلی امتوں میں کچھ مسخ ہوئے غلط ہے۔
	تبدیل طول بلد سے اوقات میں تقدم و تاخر ہو جاتا ہے۔	۲۴۶	قبر پر نماز مطلقاً مکروہ ہے اور قبر کی طرف پڑھنے میں تفصیل ہے۔
۲۳۲	در اس کا عرض تیرہ درجے پانچ دقیقے سے	۳۴۹	نماز کے سنے حکانے کا حکم۔
	اگر بیٹھ کر بارہ درجے اسی دقیقے یا بارہ	۳۷۸	صلوۃ پکارنا کیسا ہے اور کس نے یہ طریقہ جاری کیا۔
۲۳۴	درجے پچھن دقیقے اور بریلی اٹھائیس درجے	۳۸۴	التسلوۃ سنۃ قبل الجمعة العسيرة
	ایکس دقیقے۔	۳۸۷	مرحومہ اللہ پکارنے کا حکم۔
	<u>فوائد فقہیہ</u>		حدیث کہ خربوزہ کھانے سے بیشتر پیٹ کو دھو دیتا ہے اور بیماری کو دور کر دیتا ہے۔
۱۱۱	مائی جرمانہ جائز نہیں کہ مسوخت ہو چکا ہے۔	۴۲۲	حدیث میں ہے کہ لباس صوف اختیار کرو تو قلوب میں ایمان کی مٹھاس محسوس ہوگی۔
۱۲۲	نہار شرعی اور نہار عرفی کا فرق۔	۴۵۱	فائدہ نفیسہ بدھ کے دن بدن سے خون لینے کے بارے میں۔
۱۲۳	نصف النہار شرعی معلوم کرنے کا طریقہ۔	۴۹۸	فائدہ حلیہ ہفتہ کے دن خون لینے کے بارے میں۔
۱۲۳	نہار نجومی	۴۹۹	بدھ کے دن ناخن تراشنے کے بارے میں حدیث۔
	طلوع سے جیس منٹ تک ہر نماز مکروہ ہے اور جب غروب میں بیس منٹ رہیں تو آج کی عصر کے سوا ہر نماز ممنوع ہے۔	۵۲۹	عرب سفید کار کھنا اچھا ہے۔
۱۳۸	جس نمازوں میں تاخیر مستحب ہے اس سے	۵۶۲	خرق پوشی صوبہ اکرام و سابع حسن بھری رحمانہ
۱۳۸	براویر ہے کہ وقت مستحب نصف آخر میں پڑھیں	۶۶۴	آداب دعائے ہے کہ پہلے کوئی عمل صالح کیے
۱۳۸	ان بلاد میں سال بھر کے اندر پڑھنے وقت عصر کی مقدار		فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ اچھا عمل مسکن
۱۵۱	برخی تہمتی کہ ان بلاد میں وقت عشا غروب کتنی دیر پڑھنا ہوتا ہے		
	احمد علیہ السلام میں جماعت ثانیہ کے لئے اعادۃ اذان		

- منع ہے، بکیر میں حرج نہیں۔ ۱۵۶
- مسفر میں جمع بین الصلوات جائز ہے یا نہیں۔ ۱۵۹
- جمع بین الصلوات دو قسم پر ہے، اول جمع فعلی جس کو جمع صوری بھی کہتے ہیں اس کے معنی مراد اور یہ بعد سفر و مرض جائز ہے۔ ۱۶۰
- جمع صوری بغیر وقت شدت بارش بھی جائز ہے۔ ۱۶۱
- دوم جمع وقتی جس کو جمع حقیقی بھی کہتے ہیں اور اس کے معنی مراد۔ ۱۶۲
- جمع حقیقی کی دو صورت، اول جمع تقسیم، دوم جمع تاخیر۔ ۱۶۳
- قرب وقت کو اس وقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ۱۶۴
- قرآن و حدیث سے اس کی مثالوں میں دو آیت اور بارہ حدیثیں۔ ۱۶۵
- قرب وقت کو نام وقت سے تعبیر درکنار صراحتی لفظوں سے بھی تعبیر کر لیتے ہیں کہ دوسرے نماز کے وقت میں نماز پڑھی۔ ۱۶۶
- فجر عشاء و مشام کے دھندلے کو کہتے ہیں۔ ۱۶۷
- نصف النہار اور سایہ اصلی معلوم کر کے دو طریقے ۱۶۸
- مسجد کی شرقی دیوار سے دوپہر اور دوپہر کا دھند معلوم ہو سکتا ہے۔ ۱۶۹
- فرائض و اہل نماز کی فرضیت ہر نماز میں یکساں ہے یا صرف نماز فرض میں ان کی فرضیت ہے۔ ۱۷۰
- نہار عرفی و شرعی میں کیا فرق ہے۔ ۱۷۱
- نہار عرفی ہمیشہ نہار نجومی سے زیادہ ہوتی ہے۔ ۱۷۲
- زوال میں صبح و صوب گھڑی کا اعتبار ہے۔ ۱۷۳
- قیضہ لا یفعل سے قیادہ کراہت تحریم ہوتی ہے جیسے یفعل مفید و جوب ہوتا ہے۔ ۲۶۲
- ایام کے استعار میں تاخیر نماز کا حکم۔ ۳۶۲
- اگر فجر کے فرض پڑھ لے اور مستثنی رہ گئیں تو ان کو کب پڑھ سکتا ہے۔ ۳۶۵
- جہادات فقہائے کرام میں مقامات (موت) اور (شعر) اور (حق) اور (ضم) سے کیا مراد ہوتی ہے۔ ۴۱۴
- تنبیہ کہ فضائل اعمال سے مراد اعمال حسہ میں، نہ صرف ثواب اعمال۔ ۶۰۰
- رسم المنفی** ۲۳۲
- اشیاء میں اباحت ہے۔ ۵۲۲
- کراہت تخریض خلافت نہیں۔ ۵۴۸
- ”لا اصل لها“ متفقہ کراہت نہیں۔ ۶۴۱
- تنبیہ دوم کہ ایک فعل میں بہت سی نيات ہو سکتی ہیں اور سب پر ثواب۔ ۶۴۳
- عقائد و کلام** ۳۶۳
- کتاب اللہ کا حفظ اہم سابقہ میں خاصۃ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تھا۔ ۶۷
- ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔ ۸۳
- مولانا محمد رضا علی صاحب کا فتویٰ اس اشتہار کے متعلق جو سالانہ چھپا کرتا ہے کہ شیخ عبد اللہ

- ۲۰۶ قرآن کے حکم کی تفصیل۔  
 ۵۰۲ چند کلمات کسی دل سے منفک نہیں ہوتے مگر اللہ  
 ۵۸۰ مسئلہ انصافیت باب عقائد سے ہے۔  
 ۱۰۱ کسی مسلمان کی جانب بدوئی تحقیق کبیرہ گناہ  
 کی نسبت حرام ہے۔  
 ۵۸۲ تنبیہ ضروری، وہاں سے ایک کبیرہ گناہ کرنا۔  
 ۵۹۹ لطیفہ جلیلہ منیفہ کہ جان و ہا بیت  
 پر لکھ مں کا پہاڑ۔  
 ۶۰۳

### تاریخ و تذکرہ

- حضرت ابن سینا بنی امین بن یعقوب کی اولاد  
 ہیں اور سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
 بعد تھے۔  
 ۴۲ اسی طرح حضرت عزیر علیہ السلام۔  
 ۴۲ دنیا کی طمرسات ہزار سال سے۔  
 ۱۱۵ کتاب الحججہ تالیف امام فقیہ محدث  
 عینی ابن ابان ہے جو امام محمد کے شاگرد تھے  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔  
 ۱۶۱ مقام بل مدینہ طیبہ سے کتنے میل ہے۔  
 ۱۸۲ مکہ معظمہ اور مقام سرف کے درمیان دس  
 میل فاصلہ ہٹانے والا کون ہے۔  
 ۲۶۷ مدینہ طیبہ سے ذوالخلیفہ کے فاصلے میں  
 اختلاف کثیر۔  
 ۲۶۷ مدینہ منورہ سے مقام ذات البیش کے فاصلے  
 میں اختلاف کثیر۔  
 ۲۶۸

- ۹۷ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا  
 اس قوی کی تصدیق رکھو۔  
 ۹۹ ضروریات دین کے سوا کسی شے کا انکار کفر نہیں  
 اگرچہ ثابت بالقواطع ہو۔  
 ۱۰۱ خلافت خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم  
 اجمعین کا منکر کافر نہیں حالانکہ اس کی حقانیت  
 قطعیات سے ثابت ہے۔  
 ۱۰۱ تکذیب صفت قلب ہے مگر قول کی طرح بعض  
 فعل بھی اس پر علامت ہوتے ہیں۔ علامت  
 ہونے کی بنا پر حکم کفر دیا جاتا ہے۔  
 ۱۰۱ تبارک نماز کی تکفیر قدسے اہلسنت کا مسلک ہے  
 مگر جمہور کے نزدیک کافر نہیں۔ یہی مذہب  
 ائمہ اربعہ کا جمیع علیہ ہے۔  
 ۱۰۹ تاکون نماز کے اسلام پر بعض دلائل۔  
 ۱۰۹ تم میں اور مشرکوں میں غار فارق ہے  
 ایک وقت کی نماز قصد ابلغہ بشری دیدہ و دانستہ  
 قصا کرنے سے فاسق ہو جاتا ہے۔  
 ۱۱۰ اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو ہدایت ہو جائے  
 قریرہ دوسے زمین کی بادشاہت سے بہتر ہے۔  
 ۱۱۰ امر بالمعروف نہی عن المنکر کے بارے میں اگر  
 کوئی یہ کہے کہ اس میں رکھا ہی کیا ہے تو اس  
 کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرنا چاہیے۔  
 ۱۱۷ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دین میں  
 خطا سے معصوم تھے۔  
 ۲۵۶ اگر حکم شرع پر عمل کرنے سے فساد پیدا ہوتا ہو

- ۳۹۳ جوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں خیانت۔
- ۳۹۴ آنکھوں، نریں، دوسریں خیانت۔
- ۲۶۸ گیارہویں خیانت جو سب سے اہمیت ہے
- ۳۵۱ گواہ حضرت کے والد ماجد اور جدِ امجد
- ۲۵۳ اور پیر و مرشد اور حضورِ غوثِ پاک کے نام سے کتابیں تراش لیں، اُن کے مطبعہ گھڑنے، صفحے دل سے بنالئے، عبارتیں خود ساختہ لکھ دیں۔
- ۲۹۵ آقا و سیم کو ہم تو استغاب ہی کہتے ہیں، طرفہ یہ کہ وہاں یہ جدیدہ کے طور پر تفصیل بہا میں خاص سنت ہے۔
- ۵۴۴ قبولِ ضمانت میں گنگوہی صاحب کی فاحش خطائیں۔
- ۵۴۴ گنگوہی صاحب نے انجانے میں آدمی ہا بیت ذبح کر ڈالی۔
- ۵۴۶ گنگوہی صاحب نے اباحت، استغاب، کرامت تنزیہ ہیں اس کام شرعیہ بالکل مشادے۔
- ۵۴۸ تھانوی صاحب کے جواب مذکور کی خامیوں کا شمار۔
- ۶۳۴

### حدیث و اصولِ حدیث

- ۱۴۸ حدیث بخاری اتمام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ بالعشا الخ کے تین محل۔
- ۳۹۱
- ۳۹۲
- ۵۸
- ۲۶۸ دوسری، تیسری خیانت۔
- ۳۵۱
- ۲۵۳
- ۲۹۵
- ۵۴۴
- ۵۴۶
- ۵۴۸
- ۶۳۴

تین طبعیہ مگر مسئلہ سے دو کم دوسریں ہے

تو اہلِ مکتبہ معتمد میں وقتِ مغرب کم و بیش ڈیڑھ گھنٹہ ہوتا ہے۔

اجمعی علی علیہ السلام کی قبر شریف میزاج کے ہے

تقریباً سو اور زمزم شریف کے درمیان ستر

انبار علیہم السلام کی قبور ہیں۔

زمانہ اقدس میں مسجد نبوی کے صوف تین دروازے تھے مشرق، مغرب اور شمال ہیں۔

ہشام ابن عبد الملک مروانی نے اذانِ عثمانی کو منارۃ مسجد پر دلوانا شروع کیا تھا، نہ اذانِ ثانی کو اندرونی مسجد۔

اسی ہشام نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سولی دلوائی اور برسوں سولی پر رکھا جس سے عیب کرامت کا ظہور ہوا۔

تفسیر ابن جریر طبقہ رابعہ سے ہے (در حاشیہ)

فادوق انظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں کتنے شہر فتح ہوئے اور کتنی مسجدیں تعمیر ہوئیں اور کتنے منبر بنائے گئے۔

فائدہ دوہر کہ مشاجرت صحابہ میں تواریخ و سیر کی خوش حکایتیں قطعاً مردود ہیں۔

### نورِ بدہشیہاں

دربارہ نماز عصر ایک بابی غلط کا اعتراض اور اُس کا جواب۔

مسئلہ ترویج میں دیوبندی خیانتیں۔

پہلی، دوسری، تیسری خیانت۔

۱۹۶	بیان ۔	۱۱۰	جس نے قصداً نماز ترک کی اُس نے اپنی ماں سے بیت اللہ میں شتر بار زنا کیا ۔ یہ روایت میری نظر سے نہیں گزری ۔
۱۹۶	پہلی حدیث	۱۵۰	جہول العین راوی کی روایت محققین کے نزدیک مقبول ہے ۔
۱۹۷	دوسری ، تیسری ، چوتھی حدیث ۔	۱۶۳	فصل اول جمع صوری کے اثبات میں غیر مقلدین کے پیشوا مولوی نذیر حسین دہلوی کا صحیح و ضریح حدیثوں سے انکار جو جمع صوری میں وارد ہیں ۔
۱۹۹	پانچویں تا گیارہویں حدیث ۔	۱۶۷	حدیث اول اثبات جمع صوری میں ۔
۲۰۳	فصل دوم ابطال دلائل جمع تعظیم ۔	۱۷۲	حدیث دوم اور سوم ۔
۲۰۴	پیشوا کے غیر مقلدین کی پیش کردہ حدیث اول بابت جمع بین الصلوٰتین ۔	۱۷۳	احادیث چہارم و پنجم ۔
۲۰۶	حدیث معلول کے لئے ضعف راوی ضروری نہیں ۔	۱۷۵	تفاوت سلف و اصطلاح محدثین میں تشبیح اور فسخ کے درمیان فرق ہے ۔ متاخرین شدید رد افضل کو کہتے ہیں ۔
۲۰۷	پیشوا کے غیر مقلدین کی پیش کردہ حدیث دوم اور اس کے بیان کردہ مفہوم پر بار بار جوڑ ت زد ۔	۱۸۲	فلان یغرب اور فلان غریب الحدیث میں فرق ہے ۔
۲۱۰	آفاضل اولی کہ جمع تعظیم میں کوئی حدیث ثابت نہیں ۔	۱۸۳	چند اہام یا کچھ خطائیں محدث سے صادر ہونا نہ اُسے ضعیف کرے نہ اس کی حدیث کو مردود ۔
۲۱۲	آفاضل ثانیہ کہ جمع بین الصلوٰتین کے بارے میں احمد و شافعی ، عبد الرزاق و بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کردہ حدیث ضعیف ہے ۔	۱۸۴	آہام سفلی بن عیینہ نے زہری سے روایت میں بتائیں زیادہ حدیثوں میں خطا کی ، پھر ان کے ثقہ حجت ہونے پر اجماع ہے ۔
۲۱۵	اُس کے راوی حسین بن عبد اللہ ضعیف ہیں	۱۸۶	آحادہ ثانیہ کہ احادیث جمع میں جمع صوری کے ارادے پر پانچ قرائن ہیں ۔
۲۱۶	آفاضل ثالثہ کہ حدیث دارقطنی بھی ضعیف ہے		آحادہ ثالثہ کہ وہ احادیث جن میں مطلق جمع میں الصلوٰتین وارد ہے سب کی سب جمع
۲۲۰	آفاضل رابعہ بابت حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔		
۲۲۱	جمع تاخیر میں پیش کردہ حدیث ابن مسر		
۲۲۸	رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کلام		



۲۲۲	قسم اول انھیں عام چوساٹ آیات اور تیسری حدیثوں پر مشتمل	۲۲۲	اس کا جواب اول۔
۲۴۰	۲۴۰	۲۴۰	قصہ صفیر زوجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ایک ہی ماہ واقع ہوا تھا۔
۲۴۳	۲۴۳	۲۴۳	جہور محدثین کے مذہب مختار پر مدلس کا اعتقاد مردود ہے۔
۲۴۴	۲۴۴	۲۴۴	تبدلہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب میں وقت مغرب شقی احمد تک ہے اور احناف کے نزدیک شقی اربعین تک، یہی روایت صحیح اور درایت راجح، اور اجلہ صحابہ اور اکابر تابعین اور اجلہ تبع تابعین اور ائمہ لغت اور بعض کبرا شافعیہ سے بھی منقول ہے۔
۲۴۸	۲۴۸	۲۴۸	حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بابت بیع میں خصوصاً ۲۴۹
۲۴۹	۲۴۹	۲۴۹	انس کا جواب
۲۵۰	۲۵۰	۲۵۰	حدیث سائل بروایت نسائی میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب اول۔
۲۵۱	۲۵۱	۲۵۱	جواب ثانی
۲۵۲	۲۵۲	۲۵۲	نماز کے اول و آخر وقت حقیقی اور شمسی کے آخر وقت حقیقی کا علم حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھا اور آپ کے طفیل میں اجلہ خلائق صحابہ کو بھی پر امام حدیث مال ہیں۔
۲۵۳	۲۵۳	۲۵۳	حدیث اول تا سوم
۲۵۴	۲۵۴	۲۵۴	حدیث چہارم تا ہفتم
۲۵۵	۲۵۵	۲۵۵	حدیث ہشتم و نهم
۲۵۶	۲۵۶	۲۵۶	فائدہ مائدہ بابت حدیث سنن ابی داؤد جس سے آج تک اصلاً تعرض نہ ہوا، نہ امتداداً نہ جواباً۔
۲۵۷	۲۵۷	۲۵۷	۲۵۷
۲۵۸	۲۵۸	۲۵۸	۲۵۸
۲۵۹	۲۵۹	۲۵۹	۲۵۹
۲۶۰	۲۶۰	۲۶۰	۲۶۰
۲۶۱	۲۶۱	۲۶۱	۲۶۱
۲۶۲	۲۶۲	۲۶۲	۲۶۲
۲۶۳	۲۶۳	۲۶۳	۲۶۳
۲۶۴	۲۶۴	۲۶۴	۲۶۴
۲۶۵	۲۶۵	۲۶۵	۲۶۵
۲۶۶	۲۶۶	۲۶۶	۲۶۶
۲۶۷	۲۶۷	۲۶۷	۲۶۷
۲۶۸	۲۶۸	۲۶۸	۲۶۸
۲۶۹	۲۶۹	۲۶۹	۲۶۹
۲۷۰	۲۷۰	۲۷۰	۲۷۰
۲۷۱	۲۷۱	۲۷۱	۲۷۱
۲۷۲	۲۷۲	۲۷۲	۲۷۲
۲۷۳	۲۷۳	۲۷۳	۲۷۳
۲۷۴	۲۷۴	۲۷۴	۲۷۴
۲۷۵	۲۷۵	۲۷۵	۲۷۵
۲۷۶	۲۷۶	۲۷۶	۲۷۶
۲۷۷	۲۷۷	۲۷۷	۲۷۷
۲۷۸	۲۷۸	۲۷۸	۲۷۸
۲۷۹	۲۷۹	۲۷۹	۲۷۹
۲۸۰	۲۸۰	۲۸۰	۲۸۰
۲۸۱	۲۸۱	۲۸۱	۲۸۱
۲۸۲	۲۸۲	۲۸۲	۲۸۲
۲۸۳	۲۸۳	۲۸۳	۲۸۳
۲۸۴	۲۸۴	۲۸۴	۲۸۴
۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۵
۲۸۶	۲۸۶	۲۸۶	۲۸۶
۲۸۷	۲۸۷	۲۸۷	۲۸۷
۲۸۸	۲۸۸	۲۸۸	۲۸۸
۲۸۹	۲۸۹	۲۸۹	۲۸۹
۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰	۲۹۰
۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱	۲۹۱
۲۹۲	۲۹۲	۲۹۲	۲۹۲
۲۹۳	۲۹۳	۲۹۳	۲۹۳
۲۹۴	۲۹۴	۲۹۴	۲۹۴
۲۹۵	۲۹۵	۲۹۵	۲۹۵
۲۹۶	۲۹۶	۲۹۶	۲۹۶
۲۹۷	۲۹۷	۲۹۷	۲۹۷
۲۹۸	۲۹۸	۲۹۸	۲۹۸
۲۹۹	۲۹۹	۲۹۹	۲۹۹
۳۰۰	۳۰۰	۳۰۰	۳۰۰
۳۰۱	۳۰۱	۳۰۱	۳۰۱
۳۰۲	۳۰۲	۳۰۲	۳۰۲
۳۰۳	۳۰۳	۳۰۳	۳۰۳
۳۰۴	۳۰۴	۳۰۴	۳۰۴
۳۰۵	۳۰۵	۳۰۵	۳۰۵
۳۰۶	۳۰۶	۳۰۶	۳۰۶
۳۰۷	۳۰۷	۳۰۷	۳۰۷
۳۰۸	۳۰۸	۳۰۸	۳۰۸
۳۰۹	۳۰۹	۳۰۹	۳۰۹
۳۱۰	۳۱۰	۳۱۰	۳۱۰
۳۱۱	۳۱۱	۳۱۱	۳۱۱
۳۱۲	۳۱۲	۳۱۲	۳۱۲
۳۱۳	۳۱۳	۳۱۳	۳۱۳
۳۱۴	۳۱۴	۳۱۴	۳۱۴
۳۱۵	۳۱۵	۳۱۵	۳۱۵
۳۱۶	۳۱۶	۳۱۶	۳۱۶
۳۱۷	۳۱۷	۳۱۷	۳۱۷
۳۱۸	۳۱۸	۳۱۸	۳۱۸
۳۱۹	۳۱۹	۳۱۹	۳۱۹
۳۲۰	۳۲۰	۳۲۰	۳۲۰
۳۲۱	۳۲۱	۳۲۱	۳۲۱
۳۲۲	۳۲۲	۳۲۲	۳۲۲
۳۲۳	۳۲۳	۳۲۳	۳۲۳
۳۲۴	۳۲۴	۳۲۴	۳۲۴
۳۲۵	۳۲۵	۳۲۵	۳۲۵
۳۲۶	۳۲۶	۳۲۶	۳۲۶
۳۲۷	۳۲۷	۳۲۷	۳۲۷
۳۲۸	۳۲۸	۳۲۸	۳۲۸
۳۲۹	۳۲۹	۳۲۹	۳۲۹
۳۳۰	۳۳۰	۳۳۰	۳۳۰
۳۳۱	۳۳۱	۳۳۱	۳۳۱
۳۳۲	۳۳۲	۳۳۲	۳۳۲
۳۳۳	۳۳۳	۳۳۳	۳۳۳
۳۳۴	۳۳۴	۳۳۴	۳۳۴
۳۳۵	۳۳۵	۳۳۵	۳۳۵
۳۳۶	۳۳۶	۳۳۶	۳۳۶
۳۳۷	۳۳۷	۳۳۷	۳۳۷
۳۳۸	۳۳۸	۳۳۸	۳۳۸
۳۳۹	۳۳۹	۳۳۹	۳۳۹
۳۴۰	۳۴۰	۳۴۰	۳۴۰
۳۴۱	۳۴۱	۳۴۱	۳۴۱
۳۴۲	۳۴۲	۳۴۲	۳۴۲
۳۴۳	۳۴۳	۳۴۳	۳۴۳
۳۴۴	۳۴۴	۳۴۴	۳۴۴
۳۴۵	۳۴۵	۳۴۵	۳۴۵
۳۴۶	۳۴۶	۳۴۶	۳۴۶
۳۴۷	۳۴۷	۳۴۷	۳۴۷
۳۴۸	۳۴۸	۳۴۸	۳۴۸
۳۴۹	۳۴۹	۳۴۹	۳۴۹
۳۵۰	۳۵۰	۳۵۰	۳۵۰
۳۵۱	۳۵۱	۳۵۱	۳۵۱
۳۵۲	۳۵۲	۳۵۲	۳۵۲
۳۵۳	۳۵۳	۳۵۳	۳۵۳
۳۵۴	۳۵۴	۳۵۴	۳۵۴
۳۵۵	۳۵۵	۳۵۵	۳۵۵
۳۵۶	۳۵۶	۳۵۶	۳۵۶
۳۵۷	۳۵۷	۳۵۷	۳۵۷
۳۵۸	۳۵۸	۳۵۸	۳۵۸
۳۵۹	۳۵۹	۳۵۹	۳۵۹
۳۶۰	۳۶۰	۳۶۰	۳۶۰
۳۶۱	۳۶۱	۳۶۱	۳۶۱
۳۶۲	۳۶۲	۳۶۲	۳۶۲
۳۶۳	۳۶۳	۳۶۳	۳۶۳
۳۶۴	۳۶۴	۳۶۴	۳۶۴
۳۶۵	۳۶۵	۳۶۵	۳۶۵
۳۶۶	۳۶۶	۳۶۶	۳۶۶
۳۶۷	۳۶۷	۳۶۷	۳۶۷
۳۶۸	۳۶۸	۳۶۸	۳۶۸
۳۶۹	۳۶۹	۳۶۹	۳۶۹
۳۷۰	۳۷۰	۳۷۰	۳۷۰
۳۷۱	۳۷۱	۳۷۱	۳۷۱
۳۷۲	۳۷۲	۳۷۲	۳۷۲
۳۷۳	۳۷۳	۳۷۳	۳۷۳
۳۷۴	۳۷۴	۳۷۴	۳۷۴
۳۷۵	۳۷۵	۳۷۵	۳۷۵
۳۷۶	۳۷۶	۳۷۶	۳۷۶
۳۷۷	۳۷۷	۳۷۷	۳۷۷
۳۷۸	۳۷۸	۳۷۸	۳۷۸
۳۷۹	۳۷۹	۳۷۹	۳۷۹
۳۸۰	۳۸۰	۳۸۰	۳۸۰
۳۸۱	۳۸۱	۳۸۱	۳۸۱
۳۸۲	۳۸۲	۳۸۲	۳۸۲
۳۸۳	۳۸۳	۳۸۳	۳۸۳
۳۸۴	۳۸۴	۳۸۴	۳۸۴
۳۸۵	۳۸۵	۳۸۵	۳۸۵
۳۸۶	۳۸۶	۳۸۶	۳۸۶
۳۸۷	۳۸۷	۳۸۷	۳۸۷
۳۸۸	۳۸۸	۳۸۸	۳۸۸
۳۸۹	۳۸۹	۳۸۹	۳۸۹
۳۹۰	۳۹۰	۳۹۰	۳۹۰
۳۹۱	۳۹۱	۳۹۱	۳۹۱
۳۹۲	۳۹۲	۳۹۲	۳۹۲
۳۹۳	۳۹۳	۳۹۳	۳۹۳
۳۹۴	۳۹۴	۳۹۴	۳۹۴
۳۹۵	۳۹۵	۳۹۵	۳۹۵
۳۹۶	۳۹۶	۳۹۶	۳۹۶
۳۹۷	۳۹۷	۳۹۷	۳۹۷
۳۹۸	۳۹۸	۳۹۸	۳۹۸
۳۹۹	۳۹۹	۳۹۹	۳۹۹
۴۰۰	۴۰۰	۴۰۰	۴۰۰
۴۰۱	۴۰۱	۴۰۱	۴۰۱
۴۰۲	۴۰۲	۴۰۲	۴۰۲
۴۰۳	۴۰۳	۴۰۳	۴۰۳
۴۰۴	۴۰۴	۴۰۴	۴۰۴
۴۰۵	۴۰۵	۴۰۵	۴۰۵
۴۰۶	۴۰۶	۴۰۶	۴۰۶
۴۰۷	۴۰۷	۴۰۷	۴۰۷
۴۰۸	۴۰۸	۴۰۸	۴۰۸
۴۰۹	۴۰۹	۴۰۹	۴۰۹
۴۱۰	۴۱۰	۴۱۰	۴۱۰
۴۱۱	۴۱۱	۴۱۱	۴۱۱
۴۱۲	۴۱۲	۴۱۲	۴۱۲
۴۱۳	۴۱۳	۴۱۳	۴۱۳
۴۱۴	۴۱۴	۴۱۴	۴۱۴
۴۱۵	۴۱۵	۴۱۵	۴۱۵
۴۱۶	۴۱۶	۴۱۶	۴۱۶
۴۱۷	۴۱۷	۴۱۷	۴۱۷
۴۱۸	۴۱۸	۴۱۸	۴۱۸
۴۱۹	۴۱۹	۴۱۹	۴۱۹
۴۲۰	۴۲۰	۴۲۰	۴۲۰
۴۲۱	۴۲۱	۴۲۱	۴۲۱
۴۲۲	۴۲۲	۴۲۲	۴۲۲
۴۲۳	۴۲۳	۴۲۳	۴۲۳
۴۲۴	۴۲۴	۴۲۴	۴۲۴
۴۲۵	۴۲۵	۴۲۵	۴۲۵
۴۲۶	۴۲۶	۴۲۶	۴۲۶
۴۲۷	۴۲۷	۴۲۷	۴۲۷
۴۲۸	۴۲۸	۴۲۸	۴۲۸
۴۲۹	۴۲۹	۴۲۹	۴۲۹
۴۳۰	۴۳۰	۴۳۰	۴۳۰
۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱	۴۳۱
۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲
۴۳۳	۴۳۳	۴۳۳	۴۳۳
۴۳۴	۴۳۴	۴۳۴	۴۳۴
۴۳۵	۴۳۵	۴۳۵	۴۳۵
۴۳۶	۴۳۶	۴۳۶	۴۳۶
۴۳۷	۴۳۷	۴۳۷	۴۳۷
۴۳۸	۴۳۸	۴۳۸	۴۳۸
۴۳۹	۴۳۹	۴۳۹	۴۳۹
۴۴۰	۴۴۰	۴۴۰	۴۴۰
۴۴۱	۴۴۱	۴۴۱	۴۴۱
۴۴۲	۴۴۲	۴۴۲	۴۴۲
۴۴۳	۴۴۳	۴۴۳	۴۴۳
۴۴۴	۴۴۴	۴۴۴	۴۴۴
۴۴۵	۴۴۵	۴۴۵	۴۴۵
۴۴۶	۴۴۶	۴۴۶	۴۴۶
۴۴۷	۴۴۷	۴۴۷	۴۴۷
۴۴۸	۴۴۸	۴۴۸	۴۴۸
۴۴۹	۴۴۹	۴۴۹	۴۴۹
۴۵۰	۴۵۰	۴۵۰	۴۵۰
۴۵۱	۴۵۱	۴۵۱	۴۵۱
۴۵۲	۴۵۲	۴۵۲	۴۵۲
۴۵۳	۴۵۳	۴۵۳	۴۵۳
۴۵۴	۴۵۴	۴۵۴	۴۵۴
۴۵۵	۴۵۵	۴۵۵	۴۵۵
۴۵۶	۴۵۶	۴۵۶	۴۵۶
۴۵۷	۴۵۷	۴۵۷	۴۵۷
۴۵۸	۴۵۸	۴۵۸	۴۵۸
۴۵۹	۴۵۹	۴۵۹	۴۵۹
۴۶۰	۴۶۰	۴۶۰	۴۶۰
۴۶۱	۴۶۱	۴۶۱	۴۶۱
۴۶۲	۴۶۲	۴۶۲	۴۶۲
۴۶۳	۴۶۳	۴۶۳	۴۶۳
۴۶۴	۴۶۴	۴۶۴	۴۶۴
۴۶۵	۴۶۵	۴۶۵	۴۶۵
۴۶۶	۴۶۶	۴۶۶	۴۶۶
۴۶۷	۴۶۷	۴۶۷	۴۶۷
۴۶۸	۴۶۸	۴۶۸	۴۶۸
۴۶۹	۴۶۹	۴۶۹	۴۶۹
۴۷۰	۴۷۰	۴۷۰	۴۷۰
۴۷۱	۴۷۱	۴۷۱	۴۷۱
۴۷۲	۴۷۲	۴۷۲	۴۷۲
۴۷۳	۴۷۳	۴۷۳	۴۷۳
۴۷۴	۴۷۴	۴۷۴	۴۷۴
۴۷۵	۴۷۵	۴۷۵	۴۷۵
۴۷۶	۴۷۶	۴۷۶	۴۷۶
۴۷۷	۴۷۷	۴۷۷	۴۷۷
۴۷۸	۴۷۸	۴۷۸	۴۷۸
۴۷۹	۴۷۹	۴۷۹	۴۷۹
۴۸۰	۴۸۰	۴۸۰	۴۸۰
۴۸۱	۴۸۱	۴۸۱	۴۸۱
۴۸۲	۴۸۲	۴۸۲	۴۸۲
۴۸۳	۴۸۳	۴۸۳	۴۸۳
۴۸۴	۴۸۴	۴۸۴	۴۸۴

کہ ضعیف کی حدیث معتبر و مکتوب اور متابعت و شواہد میں مقبول بخلاف متروک۔

حدیث کا قدر صلوة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الظہور فی

الصیف ثلثة اقدار الی خمسہ اقدار کا مطلب۔

اقدار اول کہ حدیث صحیح نہ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ غلط ہے۔

حدیث حسن احکام طلال و عرام میں محبت ہوتی ہے۔ کتب صحاح ستہ میں مذکور تمام حدیث صحیح نہیں، تسمیہ صحاح تنبیہ ہے۔

حدیث کے اقدار مراتب اور ان کے احکام۔ صحیح صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لیسہ سب صحیح ہیں۔

بخم حدیث ضعیفہ ضعف قریب کم صراح متابعت و شواہد میں کام آتی ہے اور جاہل سے قوت پاکر

صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے اور احکام میں قابل احتجاج۔ ششم ضعیف بضعف قوی قابل احتجاج نہیں، صرف فضائل میں معتبر ہے۔

بہتم حدیث مطروح حکم موضوع ہوتی ہے۔ ششم موضوع یہ بالا جماع نہ قابل انجاء نہ فضائل

وغیرہ کسی باب میں لائق اعتبار۔ حدیث کے صحیح نہ ہونے اور موضوع ہونے میں

زمین و آسمان کا فرق ہے۔ صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

ابن جوزی نے جس جس حدیث کو غیر صحیح کہ اس کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

لفظ "لا یثبت" سے یہ ثابت کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اصطلاح میں "ثابت" صحیح حدیث کو کہتے ہیں۔

آفادہ دوم کہ جماعت راوی سے حدیث پر کیا اثر پڑتا ہے۔

تجمل کے اقسام اور ان کے احکام۔ اول قسم مستور اس قسم کے راوی مسلم شریف میں

بکثرت ہیں۔ قسم دوم مجمل العین۔ اور قسم سوم مجمل الحال۔

آفادہ سوم کہ سند کا منقطع ہونا مستلزم منقطع نہیں۔

حدیث منقطع کا حکم آفادہ چہارم کہ حدیث مضطرب بک منکر بک منکر

بھی موضوع نہیں۔ آفادہ پنجم کہ جس حدیث میں راوی بالکل مبہم ہو

وہ بھی موضوع نہیں۔ تعدد طرق سے مبہم کا جبر نقصان ہو جاتا ہے۔

حدیث مبہم وہ سی حدیث کے لئے مقوی ہو سکتی ہے۔

آفادہ ششم کہ ضعف راویان کے باعث حدیث کو موضوع کر دینا ظلم و جبراف ہے۔

آفادہ ہفتم کہ اخافل کہ حدیث میں دوسرے کی تفسیر قبول کرے، اس کی حدیث بھی

- موضوع نہیں۔ ۴۵۴
- ۴۵۴ اسباب طعن و سئل میں باری ترتیب۔
- ۴۵۵ اقادہ ہشتم منکر الحدیث کی حدیث بھی موضوع نہیں۔
- ۴۵۶ اقادہ نهم کہ متروک کی حدیث بھی موضوع نہیں۔
- ۴۵۹ حدیث چلہ صوفیاء کو امام
- ۴۵۹ حدیث کہ جو شام کو حسی اللہ تعالیٰ علیہ
- ۴۵۹ فوج و علیہ السلام پڑھ لے تو اس شب
- ۴۵۹ بکھڑے کاٹے گا۔ (حاشیہ)
- ۴۵۹ اقادہ دہم کہ موضوعیت حدیث کیونکر ثابت
- ۴۵۹ ہوتی ہے۔
- ۴۵۹ حدیث کہ جب مسلمان کی عمر چالیس برس کی ہوتی ہے
- ۴۵۹ تو اللہ تعالیٰ جنوں و جذام اور برس کو اس سے
- ۴۶۰ پھیر دیتا ہے الخ
- ۴۶۰ فضائل امیر المؤمنین و اہل بیت علیہم السلام
- ۴۶۰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں رد افض نے تقریباً
- ۴۶۱ تین لاکھ حدیثیں وضع کیں۔
- ۴۶۱ اقادہ یازدہم کہ بارہ موضوع یا ضعیف کہنا
- ۴۶۸ صرف ایک سند کے اعتبار سے ہوتا ہے
- ۴۶۸ نہ کہ اصل حدیث کے اعتبار سے۔
- ۴۶۰ آنا اسبقی لامند فعید لا ماس کے معنی
- ۴۶۰ راجح حاشیہ ہے۔ (حاشیہ)
- ۴۶۱ نتیجہ الافادات
- ۴۶۱ اقادہ دوازدہم کہ تعدد طرق سے ضعیف حدیث
- ۴۶۱ قوت پاتی ہے بلکہ حسن ہو جاتی ہے۔
- ۴۶۱ اقادہ سیزدہم کہ حدیث مجہول و حدیث مبہم
- ۴۵۴ تعدد طرق سے حسن ہو جاتی ہے اور وہ بارہ
- ۴۵۴ متعجب ہونے کے صالح ہیں۔
- ۴۵۵ حدیث کہ جس کے تین نیچے پیدا ہوئے اور کسی
- ۴۵۶ نام محمد نہ رکھا تو یہ اس کی جہالت ہے۔
- ۴۵۹ اقادہ چار دہم کہ حصول قوت کو صرف دو
- ۴۵۹ سندوں سے آنا کافی ہے۔
- ۴۵۹ اقادہ پانزدہم کہ اہل علم کے عمل کر لینے سے حدیث
- ۴۵۹ ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔
- ۴۵۹ اقادہ شانزدہم کہ حدیث سے ثبوت ہونے میں
- ۴۵۹ مطالبہ تین قسم میں اول اعتقادات۔
- ۴۵۹ عقائد میں حدیث احاد اگر حسبہ صحیح ہو کافی نہیں
- ۴۵۹ دوم احکام جن میں حدیث ضعیف کافی نہیں ہوتی۔
- ۴۶۰ تیسرے مسائل و مسائل جن میں ہاتھ قی عمار
- ۴۵۸ حدیث ضعیف مقبول و کافی ہے
- ۴۵۸ بلکہ فضائل اہل میں حدیث منکر بھی مقبول ہے۔
- ۴۶۱ نبوی ارشاد اگر کسی کو حدیث پہنچی کہ فلاں عمل پر
- ۴۶۱ ایسا ثواب ملے گا اور اس نے اس عمل کو کیا تو
- ۴۶۱ ثواب پائے گا اگرچہ واقعہ میں وہ میری حدیث نہ ہو
- ۴۶۸ کبرائے دبا یہ بھی اس مسئلہ میں اہل حق کے
- ۴۶۸ ساتھ ہیں کہ حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں
- ۴۸۱ عمل جائز ہے۔
- ۴۶۱ اقادہ ہفدہم کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف
- ۴۸۱ پر عمل مستحب ہے۔
- ۴۶۲ اقادہ آجودہم کہ خود احادیث حکم فرماتی ہیں کہ
- ۴۸۶ ایسی جگہ حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے۔

۵۱۶	ضعیف احادیث میں۔	حدیث انا عند ظن عبدی فی کس کس کتاب میں ہے۔
۴۸۸	دارقطنی احادیث ضعیفہ مشاذہ، معلکہ سے پر ہے۔	اس حدیث کی بعض روایات میں کچھ الفاظ زائد ہیں۔
۵۱۸	آفادہ لبست دوم کہ ایسے اعمال کے بھار یا استحباب پر ضعیف سے متذللنا، دربارہ احکام اسے حجت بنانا نہیں۔	آفادہ نوزدیم عقل بھی گواہ ہے کہ ایسی جگہ حدیث ضعیف مقبول ہے۔
۴۸۹	آفادہ لبست دوم کہ ایسے مواقع میں ہر حدیث غیر موضوع کام دے سکتی ہے۔	احادیث اولیاء کرام کے متعلق نفیس فائدہ۔
۵۲۲	حدیث شدید الضعف کی تعریف۔	حدیث اصحابی کا معنی بیانہم اقتدیہم اہتدیہم میں اگرچہ محدثین کو کلام ہے مگر وہ اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔
۵۲۹	حدیث یکنوی قدس سرہ سے ظفر الامانی میں ترمذی اور القاری السبیدی سے نقل میں لغزش ہوئی۔	آفادہ لبست کہ حدیث ضعیف احکام میں بھی مقبول ہے جبکہ عمل احتیاط ہو۔
۵۳۰	بحث قبول شدید الضعف۔	آفادہ لبست ویکم کہ حدیث ضعیف پر عمل کئے خاص اس فعل میں حدیث صحیح کا انا ضرور نہیں۔
۵۳۱	فائدہ جلیلہ فی احکام افراح الضعیف و انجبار ضعیفہا۔	تحقیق مقام و انراحۃ ادھام کل بالمحدیث اور قبول الحدیث میں فرق ہے یا نہیں۔
۵۳۲	آفادہ لبست وچہارم کہ حدیث کا کتبہ راجع سے ہونا خواہی خواہی مستدرم مطلق ضعف ہی نہیں چہ جائیکہ ضعف شدید۔	مسلم شریف میں بھی ضعیفہ کی روایتیں ہیں۔
۵۳۸	قول شاہ عبد العزیز قدس سرہ بابت احادیث کتبہ راجعہ کے معنی۔	بخاری شریف میں ضعیفہ کی روایات دربارہ متابعات و شواہد موجود ہیں۔
۵۳۸	طبقہ ثانیہ و ثالثہ و رابعہ کی بعض کتابوں کے اسماء۔	عامۃ مسانید، معانی، مستن، بروایع، اجزاء ہر نوع احادیث پر مشتمل ہیں۔
۵۳۸	ترمذی کتب احادیث۔	امام ابو داؤد کے کلام "صالح" کے دو معنی ہیں
۵۴۰	امام بخاری ضیہ رحمۃ الباری کہ ایک کھ صحیح احادیث یا تھیں اور بخاری میں کل چار ہزار احکام ہیں۔	مسن ابو داؤد شریف کا موضوع صرف احکام ہیں۔
		مسن امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں

- بلکہ اس سے بھی کم ہیں۔ ۵۴۶  
 رسالہ مدارج طبقات الحدیث میں ذکر کردہ فوائد  
 نفیسہ عظیمہ اربعہ کا حاشیہ میں شمار۔ ۵۴۸ (حاشیہ)  
 افتادہ بست و پنجم کہ کتب موضوعات میں کسی  
 حدیث کا ذکر علت ضعف کا ہی مستلزم نہیں  
 کتب موضوعات کی قسم دوم۔ ۵۴۸  
 اتنی جوڑی ملے صحاح ستہ اور مسند امام احمد  
 کی چوراسی حدیثوں کو موضوع کیا۔ ۵۴۸  
 کتب موضوعات کی دوسری قسم۔ ۵۴۸  
 شوکانی کی کتاب (فوائد مجربہ) قسم دوم  
 سے ہے۔ ۵۴۹  
 متقاعد حسد امام سناوی غفرلہ بر موضوعات  
 نہیں، یہ شوکانی کی کم فہمی ہے۔ ۵۵۰  
 نتیجہ الافادات  
 افتادہ بست و ششم کہ ایسی جگہ اگر سند کسی  
 قابل نہ ہو تو صرف تجربہ پسند کافی۔ ۵۵۱  
 افتادہ بست و ہفتم کہ بالفرض اگر کتب حدیث  
 میں اصلاً پتا نہ ہوتا تاہم ایسی حدیث کا بعض  
 کلمات علماء میں بلا سند ذکر ہونا کافی ہے۔ ۵۵۵  
 افتادہ بست و ہشتم کہ حدیث اگر موضوع بھی ہو  
 تاہم فعل کی ممانعت لازم نہیں۔ ۵۶۱  
 و شہر کی دعائیں حدیث سے ثابت نہیں۔ ۵۶۸  
 عمل بر موضوع اور عمل بمانی الموضوع میں  
 فرق عظیم ہے۔ ۵۷۱  
 افتادہ بست و نہم کہ اعمال مشائخ محتاج سند  
 نہیں، اعمال میں قصوف و ایجاب و مشائخ کو  
 ہمیشہ گنجائش ہے۔ ۵۷۱  
 درآرد تفصیل حدیث ضعیف مقبول نہیں۔ ۵۸۰  
 حبش اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تفصیل  
 کے باب سے میں یہ جملہ "ولعن اللہ من  
 تخلف عنہ" افراد ہے۔ ۵۸۵  
 فائدہ سوم انظر ہی سے کہ فقرہ کذا سب بھی  
 مستلزم موضوعیت نہیں۔ ۵۸۶  
 ہمارے نزدیک ابن اسحق صاحب منازری  
 کی توثیق راجح ہے۔ ۵۹۲ (حاشیہ)  
 تنبیہ متعلق افتادہ (۲۵) کہ کتاب موضوعات  
 میں ذکر حدیث مولف کے نزدیک مستلزم  
 موضوعیت نہیں۔ ۵۹۲  
 کتاب تنزیہ الشریعہ کی عبارت سے ایک  
 نفیس فائدہ حاصل۔ ۵۹۲  
 فائدہ چہارم کہ مجہول العین کا قبول ہی مذہب  
 محققین ہے۔ ۵۹۵  
 تنبیہ کہ غالباً مطلق مجہول سے مراد مجہول العین  
 ہوتا ہے۔ ۵۹۵  
 فائدہ پنجم متعلق افتادہ (۲۱) کہ قبول ضعیف  
 کے لئے درود صحیح کی حاجت نہیں۔ ۵۹۵  
 حدیث اعیان ابویں کو یحییٰ کہ باوصف ضعف  
 علامہ نے احادیث صحاح کا نسخہ قرار دیا ہے  
 اگرچہ یہ قائل نسخہ نہیں۔ ۵۹۵  
 فائدہ ششم کہ حدیث ضعیف بعض احکام

- ۶۲۰ میں ہی مقبول۔  
 ۵۹۷ فائدہ ہفتم کہ حدیث ضعیف سے سنیت بھی ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں۔  
 ۶۰۰ فائدہ ہشتم کہ وضع یا ضعف کا حکم کبھی بلحاظ سند خاص ہوتا ہے نہ بلحاظ اصل حدیث۔  
 ۶۰۱ فائدہ نهم وہ محدثین جو غیر ثقہ سے روایت کرتے ہیں۔  
 ۶۰۲ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس سے روایت فرمائیں اس کی ثقاہت ثابت ہوگی۔  
 ۶۱۲ تنبیہ احذ میں قلت مہالات زمانہ تابعین سے پیدا ہوئی۔  
 ۶۱۳ فائدہ دہم احادیث طبقہ راہلہ کے متعلق۔  
 ۶۱۵ فائدہ یازدہم تذکرۃ الموضوعات محدثی مرفعی میں ذکر مستند گمان وضع نہیں۔  
 ۶۱۷ خاتمہ مجموعہ الجہد سے بعض احادیث پر نقل احکام اور حاشیہ میں اس کی نفیس کلام۔  
 ۶۱۸ حدیث طلب العلم فی بیئۃ علم کل مصلو حسن ہے جس کو رسالہ النجوم الثواق فی تخریج احادیث انکوائیب میں بیان فرمایا۔  
 ۶۱۹ حدیث بابت آب زعفران صحیح ہے۔  
 ۶۲۰ حدیث یکون فی آخر الزمان خلیفۃ لا یفصل علیہ ابوبکر ولا عمر۔  
 ۶۲۱ اقادہ و دزدہم حدیث بے مسندہ کو علماء کے قبول میں نفیس و جلیل احقاق اور ادھام قاعدہ ہی زمانہ کا ابطال و ازہاق۔  
 ۶۲۱ محدثین کی اصطلاح میں جس حدیث کو مرسل اور منقطع اور معلق اور مفصل کہتے ہیں فقہاء اور اصولیین کی اصطلاح میں ان سب کو مرسل کہا جاتا ہے۔  
 ۶۲۱ اسماء الرجال  
 ۶۲۲ امام ابن عاتق عیسیٰ نہ صحابی ہیں نہ تابعی، نہ تبع سے ان کا سن و فات۔  
 ۶۲۳ سید بن قتیبہ ہی ستر حدیث ہیں۔  
 ۶۲۴ تافع اور عبد اللہ بن واقد دونوں شگرد عبد اللہ بن عمر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔  
 ۶۲۵ صغیر بن ابی عبیدہ زوجہ ابن عمر، علیٰ کتاب کی بہن تھیں، ان کے صحابیہ ہونے میں اختلاف ہے، ان کے والد ماجد صحابی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔  
 ۶۲۶ اقادہ اولیٰ کو غیر مقلدین کے پیشوائے مذکور کا محمد بن فضیل کو ضعیف کہنا باطل ہے وہ بخاری و مسلم کے رجال سے ہیں۔  
 ۶۲۷ بخاری و مسلم کے تیس سے زیادہ وہ راوی ہیں جن کو اصطلاح قادیار پر بغیر تشیع ذکر کیا جاتا ہے اور ان کے اسماء۔  
 ۶۲۸

- بشر بن بکر ثقہ ہیں اور رجال بخاری سے۔ ۱۷۷
- پیشوائے غیر مقلدین کی تحریف کہ ولید بن مسلم کو ولید بن قاسم بنایا اول رجال صحیح مسلم سے امام ثقہ ہیں اور دوم قدر سے مکمل فیہ۔ ۱۷۸
- صحیح بخاری و مسلم کے وہ رجال جن کے مستحق صدوق یحییٰ کہایا۔ ۱۷۹ (حاشیہ)
- تعلیف پنجم عطا ثقتہ ہیں۔ ۱۸۰
- دعویٰ اور صدوق یہم میں فرق ہے۔ ۱۸۰
- صحیحین کے وہ رجال جن کے متعلق صدوق یہم کہایا۔ ۱۸۰
- خالد بن قاسم مدنی متروک بالاجماع ہے۔ ۲۰۶
- ابو حزم غیر مقلد خبیث اللسان نے سیدنا ابو الخلیل صحابی کو مقدوح و مجروح بتایا
- اسی ابن حزم نے باجے حملان کرنے کے لئے صحیح بخاری شریف کی صحیح و متصل حدیث کو بزعیم تعلیق زد کیا۔ ۲۰۶
- امام شافعی علیہ الرحمۃ کی روایت میں ابراہیم ابن ابی یحییٰ رافضی قدری معتزلی بھی متروک واقع ہے اور اس کے ضعف پر اجماع ہے۔ ۲۱۸
- امام اتقی بن راہویہ کا حافظہ و قات سے چند ماہ پیشتر متغیر ہو گیا تھا۔ ۲۲۲
- شعبہ بن سوار مبتدع تھا۔ ۲۲۲
- عبد اللہ بن ابی یحییٰ یسار کی مدح میں ہیں۔ ۲۴۵
- یحییٰ بن محمد بخاری متکلم فیہ ہیں۔ ۲۶۵
- طریق دوم میں مولیٰ بن ابیاب صدوق لا وہام ۲۶۵
- فقیم بن حماد قابل احتیاج نہیں۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاصرین میں جنہوں نے حکایتیں وضع کرتا تھا۔ جامع صحیح میں اس کی روایت موقوف ہے نہ بطور حجیت۔ ۲۶۶
- ابو الزبیر مدلس ہیں اور مدلس کا عندہ قبول نہیں لیکن ان سے اگر لیث بن سعد روایت کریں تو مقبول۔ ذکر وجہ فی المیزان۔ ۲۶۶
- علاء بن مخلد صحاح ستہ کے رجال سے ہیں اور امام بخاری کے استاد۔ ۳۰۳
- بخاری و مسلم کے بعض ضعیف رجال کا شمار ۳۰۴ (حاشیہ)
- امام اہش کا اسم مبارک سیدان ہے۔ ۳۰۶
- قتب بصری عبد اللہ کہیں تو عبد اللہ بن عمرو بن حاض منہزم ہوتے ہیں۔ دوسرا کہیں تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غلط۔ ۳۰۶
- قتب سوریہ کہیں حدیثنا عبد اللہ تو ابن مبارک منہزم ہوتے ہیں اور جب ہذا کہیں غلط۔ ۳۰۶
- محمد بن شعبہ تو خندمراد ہونگے۔ ۳۰۶
- حدیث نسائی شریف کی سند میں واقع خالد امام اجل خالد بن عمارت بصری ہیں خالد بن مخلد نہیں۔ ۳۰۷
- علی بن عروہ دمشق حدیث وضع کرتا تھا۔ ۳۶۲
- ابو قتال ہلال بن زید انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موضوعات روایت کرتا تھا۔ ۳۶۲
- ابو یحییٰ کی بکواسس۔ ۳۶۵
- خطا علامت خطیب فی التاریخ ہے۔ ۳۷۵

- ۴۷۵ قروں واقعہ مندرک ہیں۔  
۴۷۵ ضحاک بن حجرہ ضعیف ہیں۔  
ابن عباس بن سهل رجال امام بخاری سے ضعیف ہیں ان کی روایت بخاری شریف میں موجود ہے۔  
۵۱۰ کلبی شدید الضعف ہے۔  
۵۲۵ امام واقدی کی توثیق رائج ہے۔  
۵۲۶
- فضائل و مناقب**
- ۵۲۰ قرینت شریف میں پانچوں نمازوں کے حکیم فضائل۔  
حضرت بکر العلوم کا ارشاد، ہمارے اثر ضعیف کی نظر کیسی دقیق ہے کہ ان سے کوئی دقیقہ فرہ گزشت نہیں ہوتا۔  
۴۰۰ قبلہ اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر اور انس سے افقہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔  
۴۱۱ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے استیذان معاف تھا۔  
۴۲۶ مردہ سنت زندہ کہنے کے متعلق احادیث۔  
۴۳۶ امام سیوطی پچتر بار سیداری میں نبوی زیارت سے معشرن ہوئے۔  
۴۹۳ چاند گوارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں کرتا، حضور کو بھوتا، بعد ارشاد فرماتے اسی طرف جھک جاتا تھا۔  
۴۹۴ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عجیب فضیلت۔  
۵۰۵ نو شہر منو کہ کرد و دوشریف پڑھنا نبوی آثار دیکھنے
- ۵۰۵ کے وقت درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔  
**قواعد اصولیہ**  
۱۰۶ تحمل کو حکم کی طرف ذکرنا طریقہ معروفہ ہے۔  
۱۳۴ جو کچھ خلاف ظاہر الروایۃ سے مرجوح غنہ ہے۔  
۱۳۵ قول یک مثل پر قول شلین کی وجہ ترجیح۔  
۲۱۱ (فا) کے لئے ترتیب ذکر کی کافی ہے۔  
اور عدم صحت ہر جگہ اس کے لئے کافی ہے۔  
۲۱۱ حدیث مروی بالمعنی کے (فا) اور (و) وغیرہ سے استدلال صحیح نہیں۔  
۲۱۲ لغت (جیسا) اجتماع فی العلم پر دلالت کرتا ہے۔  
۲۲۶ زہدات فی الوقت پر۔  
۲۹۱ صیغہ جہول غالباً مطہر یضعف ہوتا ہے۔  
مقوم خائف ضعیف کے نزدیک جارات مشامع میر متعلقہ بعقوبات میں معتبر نہیں۔ کلام صحابہ میں بعد ہم میں معتبر ہے۔  
۲۹۳ مسلمان کا فعل حتی الامکان کل حسن پر گول کرنا واجب ہے۔  
۲۹۴ عینہ نفی صیغہ نہی سے زیادہ منکرکہ ہوتا ہے۔  
۴۱۲ لفظ حیردوب پر دلالت کرتا ہے حتی علی الصلوۃ اور حتی علی الفلاح کے جواب میں کیا کہنا چاہئے۔  
۴۱۳ المحاكمة بین القاضی والعلامة الخطابی والمحقق الدوانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔  
۵۰۵ معنی وجہ علی کلام الدوانی۔  
۵۰۶



## ہندسہ و ریاضی

فکیوں کی تقسیم فصول اور ہمارے یہاں کی  
تقسیم فصول -

۱۵۴

۱۵۵

اوقات بعض توہیات کا نقشہ -

## مترقات

۲۱۴

۳۲۱

۳۳۲

۵۷۹

۵۸۰

خود کبر سے نکالنے کا طریقہ کیا ہے ؟

میرٹھ میں پورے وقت طرب کی مقدار -

بریلی میں موسم گرما اور سرما غروب کا وقت -

خاتمہ غلام خورشید میں -

فائدہ اولیٰ کہ فضیلت و انصافیت میں

دون ہے -

♦ ♦ ♦

۶۳۴

۶۳۵

۶۵۰

۶۷۶

۱۲۷

مقدم کتب حجت ہے اگرچہ مفہوم نقیب ہو -

نقل مجہول نام مقبول ہے - عام صحابہ پر کلام رحمتی

تھانے عنہم کی تعلیم ہمارے امام اعظم علیہ الرحمہ

کا مذہب ہے -

مطلق اپنے اطلاق پر رہتا ہے مگر جبکہ وسیل

تقصید قائم ہو -

تنبیہ چہارم شرح مطہر کی اصل کلی جو ان

مسائل کو حل کر دیتی ہے جن میں وہ ہندو

اختلاف کرتے ہیں اور وجہ جلی کو گویا کہ جاتے ہیں -

## طبیعیات

گودہ بنی جس کو عالم نسیم اور عالم لیل و نسا بھی

کہتے ہیں وہ ہر طرف سطح زمین سے ۳۵ میل اون

قریٰ اوائل پر ۵۲ میل اونچا ہے -



# کتاب الصلوة

مسئلہ از اوچین مکان میر خادم علی صاحب اسسٹنٹ مسٹر ملا یعقوب علی خاں ۵ اتحادی الاول ۱۳۱۰ھ  
کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ نماز پنجگانہ میں کون سی نماز سب سے پہلے کسی نبی نے پڑھی ہے اور  
اگلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امتوں پر بھی یہی نماز پنجگانہ فرض تھی یا یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ہمارا  
خاص ہے۔ نیز توجہ دوا۔

## الجواب

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده • وعلى آله وصحبه الكرامين  
اللہ ہی کے لیے تعریف ہے جو ایک ہے اور صلوٰۃ وسلم  
اس ہستی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اس کے ان  
اصحاب پر جو اس کے ہاں بہت مکرم ہیں۔ دت۔

نماز پنجگانہ اللہ عزوجل کی وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس نے اپنے مکرم عظیم سے خاص ہم کو عطا فرمائی ہم سے پہلے کسی امت کو

نہی، بنی اسرائیل پر وہی وقت کی فرض تھی وہ بھی صرف پانچ رکعتیں دو صبح دو شام، وہ بھی اس سے نہ بھی سنن نسائی شریف میں اس فرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حدیث معراج مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں  
ثم مدت الى خمس صلوات، قال: فاسجد الى ربك فاسأله التحفيف فانه فرض على بنی اسرائیل  
صلواتین صا قاصوا لہما یعنی پھر پانچ نمازوں کی پانچ روئیں مری علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرض کی کہ حضور  
پھر جائیں اور اپنے رب سے تخفیف چاہیں کہ اس نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض فرمائی تھیں وہ انھیں بھی بجا نہ گئے۔  
علامہ زرقانی شریع مواسیب میں فرماتے ہیں،

و مردان بنی اسرائیل کلفوا رکعتین بالغد فقد کتبوا رکعتین صبح اور دو رکعتیں  
بالعشی۔ قیل، و رکعتین عند الزوال، فصار رکعتین صبح اور دو رکعتیں عشاء  
فما صواب کلفوا لہ۔ رات کو پڑھنے کا مکلف بنایا گیا تھا۔ بعض نے کہا ہے  
کہ دو رکعتیں زوال کی بھی تھیں مگر وہ، کس پر کاربند  
نہ رہ سکے۔ (۱۰۱)

اور امتوں کا حال خدا جانے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ پانچوں ان میں کسی کو نہ ملیں علامہ نے بے خلاف اس کی تصریح  
فرمائی، مواسیب شریف بیان فصائل امت و عہد میں لکھا،

ومما مجموع الصلوات الخمس، ولم یجمع لا احد غیرہم بک  
اور ان خصوصیات میں سے پانچ نمازوں کا مجموعہ بھی نہ  
کیونکہ امت مسلمہ کے علاوہ کسی اور امت کے لیے  
پانچ نمازیں جمع نہیں کی گئیں۔ (۱۰۲)

شریح زرقانی مقصد معراج مقدس میں زیر حدیث مذکور نسائی لکھا،

هذا هو الصواب، وما وقع في الیضاوی انہ  
فرض علیہم خمسین صلاة فی الیوم و  
اللیلۃ، فقال الیساوی، هذا غلط، ولم  
یقرض علی بنی اسرائیل خمسین صلاة قط  
بل ولا خمس صلاة، ولم یجمع الخمس  
یہی درست ہے اور یہ بیضاوی میں ہے کہ بنی اسرائیل  
پروں رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں،  
تو سیوطی نے کہا کہ یہ غلط ہے، ان پر پچاس نمازیں  
کبھی بھی فرض نہیں کی گئی تھیں بلکہ ان پر تو پانچ نمازیں  
بھی فرض نہیں تھیں، پانچ صرف اس امت کے لیے

سنن النسائی کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار الخزانہ تجارت کتب کراچی ۱/۸۷

شرح الزرقانی ص ۱۴۲ الفہم فی المعراج والاسرار مطبوعہ المطبعة العامہ مصر ۱/۱۴۲

کتاب المواسیب المدنیۃ المنقذ من فتن الصلوات، المكتبة الاسلامی، بیروت ۱/۱۱۷

الان بعد الاقامة، وانما فرض على بني اسرائيل  
صداقتان فقط، كما في الحديث<sup>۱</sup>۔ جمع کی گئی ہیں۔ بنی اسرائیل پر تصرف دو نمازیں فرض

تھیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ (ت)  
لغات شیخ محقق دہلوی و شرح مشکوٰۃ امام ابن حجر کی میں ہے، معجم ص ۱۵۵ الخس من خصوصیات  
(ان پانچ نمازوں کا مجموعہ ہماری خصوصیات میں سے ہے۔ ت) اشعۃ اللغات میں ہے، مجموعہ خمس اوقات  
مخصوص ہیں اُمت سنیہ (پانچ اوقات کا مجموعہ اس امت کی خصوصیت ہے۔ ت) بحیثیت و سراج المنیر  
شرح جامع صغیر میں زیر حدیث و صلوا اخصکم (اور پڑھو اپنی پانچ نمازیں۔ ت) لکھا، اخذنا فیہم لایہا  
لہ تہتم لہم ہکذا (پہن کر کر، پانچ نمازوں کو امت کی طرف اس لیے منسوب کیا ہے کہ کسی اور اُمت کے لیے  
یوں نہیں کی گئیں۔ ت) بلکہ یہ معنی خود ارشاد حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت۔ ابن تیمیہ  
مصنف اور ابو داؤد و بیہقی سنن میں بسند حسن معاد بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

عند فان قلت الم تذکر لقولہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم اتقوا اللہ و صلوا اخصکم فانہ حدیث  
صحیحہ سر واء الترمذی و حسنہ و صحیحہ و  
ابن حبان و المحاکم عن ابی امامۃ الباہلی و نحو  
اللہ تعالیٰ عنہ و لقد احتجوا بہ علی الاختصاص  
قال العلامة الزرقانی حجة ذلك قوله صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتقوا اللہ و صلوا اخصکم  
فاحصا فیہم لایہم تعطی ذلك أم وقد قلت کلام  
الصیرینی و المادری فیما مضی حدیثہ  
اصالت اس امت کی طرف کرنا، اس خصوصیت کا فائدہ دیتی ہے میں سے غزیری و درناوی کا کلام نقل کر دیا ہے  
تو اس ترقی کا کیا معنی؟

۱۳۱/۴  
۲۳۱/۲  
۷۸۶/۱  
۳۶/۱  
۲۲۵ و ۲۷۲/۵  
۱۳۱/۴  
۲۳۱/۲  
۷۸۶/۱  
۳۶/۱  
۲۲۵ و ۲۷۲/۵

نے نماز عشا کی نسبت فرمایا،

اعتموا بهذه الصلوة فانكم تفضلتم بها على  
ما سواها من الصلوات ولما فصلها امة قبلكم

اس نماز کو یہ ذکر کے پر محکم تمام اس سے تمام امتوں پر  
فضیلت دیئے گئے ہو تم سے پہلے کسی امت نے یہ

نماز نہ پڑھی۔ (ت)

پرنماہر کو جب نماز عشا ہمارے لیے خاص ہے تو پانچوں کا مجموعہ بھی ہمارے سوا کسی امت کو نہ ملے۔ رہا ہمارے  
نبی سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی کریم پانچوں نہ ملنا، علماء اس کی بھی تصریح فرماتے ہیں  
امام بدالی الدین سیوطی نے مختصر کبریٰ میں ایک باب وضع فرمایا۔

باب اختصار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجموع الصلوات الخمس ولما تجمعه  
لأحد۔ یعنی وہ باب جس میں بیان کیا گیا ہے کہ پانچ نمازوں  
کے مجموعے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
مختص ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کے لیے پانچ نمازیں جمع نہیں کی گئیں۔ (ت)

(بقیہ ما فی صفحہ گزشتہ)

اقول ملی ولكن لی فاكونه حجة فی استقام  
مقال ما من امرا لاضافات اوصاف من هذا اقول  
مر بكم وبكم بل فی آخر نفس الحديث قد خلوا  
جنة منكم ونوا دى دایة وعند الخلق وجموا  
بيت منكم وايضا يجوز التخصيص باعتبار اهل  
الزمان ايضا قد ثبت خصوصياتها بوجوه كما ياتي  
فلا يدل على خصوص نفس الخمس ولو بالجمع  
والله تعالى اعلم ۱۲ منہ (م)

اقول (میں کہتا ہوں۔ کیوں نہیں، لیکن اس حدیث کو  
اختصاص پر دلیل بنانے میں مجھے اعتراض ہے کیونکہ اضافتی  
کامعاط اس سے زیادہ وسیع ہے، تم کہتے ہو دَبَّكُمُ  
وَبَيَّكُمُ (تمہارا رب اور تمہارا نبی) بلکہ اس حدیث کے  
آخر میں ہے قد خلوا الجنة منكم (اپنے رب کی جنت  
میں داخل ہو جاؤ گے) اور خلق کی روایت میں یہ اضافہ  
بھی ہے وحجوا بیت من بكم (اور اپنے رب کے  
گھر کا حج کرو۔) ان مثالوں میں اضافت موجود ہے مگر

اختصاص نہیں کیونکہ رب معرفت خلیطین کا نہیں سارے جہان کا ہے) نیز خصوصیت باعتبار اہل زمانہ کے بھی ہو سکتی ہے  
مثلاً انہیں ہماری خصوصیت دگر وجود کی بنا پر ثابت ہے جیسا کہ آرا ہے پس اس حدیث سے ان پانچوں نمازوں کی خصوصیت  
اجتماعی طور پر بھی ثابت نہیں ہوتی واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ (ت)

ملہ سنن ابی داؤد باب وقت العشاء الاخرة مطبوعہ معتبائی لاہور پاکستان آفتاب عالم پریس ۱/۶۱  
ملہ المختصر کبریٰ باب اختصار صلی اللہ علیہ وسلم مجموع الصلوات الخمس مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲۰۲/۲



بعد العشاء متفرقا فيهم، كما جاء في الخبر  
 کے علاوہ باقی نمازیں متفرق طور پر ملی تھیں، جیسا کہ روایت  
 میں آیا ہے۔ (دست)

علامہ شہاب الدین خاکی نسیم الریاض شرح شفا کے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،  
 المصلوات الخمس لم تبحتم لغيره ولا لغيرته  
 پانچ نمازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے  
 علاوہ کسی امت کے لیے جمع نہیں کی گئیں، نہ آپ سے  
 پہلے کسی نبی کے لیے۔ پہلے انبیاء کو جو نمازیں ملی تھیں تو  
 ان میں سے ہر نبی کی نماز ان اوقات میں سے کسی ایک  
 وقت کے ساتھ مطابقت رکھتی تھی، مجموعی طور پر پانچ نمازیں ان میں سے کسی کو بھی نہیں دی گئی تھیں۔ (دست)

اقول عمر فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل صحیح صریح اس پر نہ پائی  
 یہ سب باتیں جو علماء نے ذکر کی ہیں اثبات مدعی کیے  
 منید نہیں ہیں، یا زیادہ صحیح اور قوی روایات سے  
 معارض ہیں یہ بات ہم نے اس موضوع پر اپنی ایک مستقل  
 تحریر میں مفصل طور پر بیان کی ہے جو اس سوال کے آنے  
 پر لکھی گئی تھی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء نے پانچ  
 نمازوں کے مجموعے کا اس امت کے ساتھ مختص ہونے  
 پر چند احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے۔ ان میں  
 ایک حدیث صحیح مسلم کی ہے جو واقعہ معراج کے بارے  
 میں جب اللہ ان مسود سے مروی ہے کہ رسول اللہ کو  
 تین چہریں عطا کی گئیں، پانچ نمازیں، سورۃ بقرہ کی  
 آخری آیتیں اور آپ کی امت کے ہر اس شخص کی  
 مغفرت جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اس  
 حدیث کا ہر جہ کہ پانچ نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیے غرض ہیں۔ (دست)

وكل ما ذكره فلا يقيد المدعي، او معارض بها  
 هو اصح واقوى، كما فصلنا ذلك في تحريير  
 مستقل في هذا المقال، كتنه بتوفيق  
 الله تعالى بعد ورود هذا السؤال، ملخصه  
 انهم احتجوا على ذلك باحاديث و آثار، منها  
 حديث صحيح مسلم عن عبد الله بن مسعود  
 رضي الله تعالى عنه في خبر الاسراء فاعطى  
 رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
 ثلث، اعطى المصلوات الخمس، واعطى  
 حواش سورۃ البقرة، وغفر لمن لم يشرك  
 بالله من امته شيئا المقدمات فانه ظاهر  
 في اختصاصها به صلى الله تعالى عليه  
 وسلم۔

لحکامات الشیخ مواقیب الصلوة الفصل الثانی ۶ مطبوعہ مکتبہ معارف علیہ السلام  
 نسیم الریاض شرح الشفاء فصل فی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تضمنه کرامۃ الاسراء مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ۲/۲۵۴  
 نسیم الریاض نسیم باب فی قول اللہ تعالیٰ وقد رآه نزلہ اخری مطبوعہ قادیانی کتب خانہ لاہور ۱/۹۴

**قلت** ، وذلك لانه كان محل الاكرام  
الحاص فيجب اختصاص الخمس ايضا  
به صلى الله تعالى عليه وسلم كالباقيين  
قال في ليم الرياض ( فاعطى رسول الله صلى  
الله تعالى عليه وسلم ثلث ، من العصال المحصورة  
به صلى الله تعالى عليه وسلم ام )

**اقول** : ذلك ان تقول بعد تسليم  
لرور الخصوص في كل عطاء يعطى في مقام  
الاختصاص ، لا يدرم الخصوص من كل وجه ،  
وقد كانت الصلاة فريضة على الانبياء صلوات  
الله تعالى وسلامه عليهم وفي كل دين الهى ،  
كما قال تعالى في سيدنا اسمعيل على ابيه  
الكريم و عليه الصلاة والسلام و انك  
يا امرأه بالصلوة والركوة وكان عند ربك  
مرغبيا - وقال عز وجل عن عيسى عليه  
الصلاة والسلام ، و اوصاني بالصلاة  
والزكاة ما دمت حيا - وفي الحديث عن  
نبي صلى الله تعالى عليه وسلم لا خير في دين لا صلوة  
فيه وقد كانت اوقات صلاتهم هي هذه  
الاقوات ، لقول جبريل عليه الصلاة والسلام  
هذه اوقاتك و وقت الانبياء من قبلك

میں کتنا ہوں ، ظاہر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حق  
اکرام خاص کا تھا اس لیے پانچ نمازیں بھی آپ کے لئے خاص  
ہوئی جائیں جس طرح باقی دو چیزیں آپ کے لئے خاص  
ہیں۔ فیہم الریاض میں ہے ( پس دی گئیں رسول اللہ  
کو تین چیزیں ، یعنی ان فصل کی میں سے جو آپ کے ساتھ  
مخصوص ہیں ام )

میں کتنا ہوں تم اس کے جواب میں کہہ سکتے ہو کہ  
اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ اختصاص کے موقع پر جو  
چیزیں دی جائیں اللہ میں ہر ایک کا حصہ ہوتا ضروری  
ہے۔ تاہم ہر ایک خاص ہونا تو کوئی ضروری نہیں  
ہے۔ کیونکہ نمازیں تمام انبیاء پر اور سروریں الہی میں  
تھیں جس طرح اللہ تعالیٰ سیدنا اسمعیل — انا کے  
شریک پر ان پر صلوة و سلام ہو — کے پاس  
میں فرمانا ہے وہ نکر دیا کرتا تھا اپنے اہل خانہ کو نماز  
اور زکوٰۃ کا اور اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا اور  
اللہ عزوجل نے اپنے بندہ سے عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول بیان  
کیا ہے اہ حکم دیا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ  
کا ، جب تک میں زندہ رہوں اور حدیث میں ہی صل  
اللہ علیہ وسلم سے مری ہے کہ اس کیوں میں کوئی خیر نہیں ہے  
جس میں نماز نہ ہو اور پہلے انبیاء کے اوقات نماز وہی  
تھے جو چارے میں کیونکہ جبریل نے کہا ہے کہ یہ وقت ہے

سے فیہم الریاض شمس الشفاء فصل فی تعظیم صل اللہ علیہ وسلم بما تضمنہ کرامۃ الاسرار مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ۱۳۶۶ھ

سے القرآن سورہ مریم ۱۹ آیت ۵۵ - سے القرآن سورہ مریم ۱۹ آیت ۳۱

سے سن ابی داؤد باب ماجاء فی خبر الطائف مطبوعہ مکتب عالمی بیروت لاہور ۱۳۶۶ھ  
نوٹ : احادیث مجھے ملی ہے اس میں لفظ لا صلوة دیکھو کہ ”و کو یہ“ ہے واللہ تعالیٰ اعلم مدیر محمد سعیدی  
سے مشکوٰۃ انصاریہ ، باب المواقیت ، مطبوعہ مکتب ابی داؤد



وصرف الفرض الى اجتماع الخمس قد يأمى به  
ظاهر اللفظ ، ادونريد هذا فقال اعطى الصلوات  
خمساً ، او اعطى خمس صلوات - ومع ذلك اذا  
صرف الى وصفه فيخلف نقول بموجبه ، فالخمس  
عن هذه الصفة لم تكن لاحد قبل ، فان الله  
تعالى حصن بالاداب والاقامة والبسطة و  
التأمين الذي ما حسدنا اليهود على شئ  
ما حسدنا عليه وعن السلام ، وجعلنا نصف  
كتاب نصف المشكة عند ربنا ، وجعلنا لنا  
الاسرار من مسجد او طهوراً - ونقول ، غرضنا  
بان امضى فريضته وحقق عن عبادته ، فهي  
خمس ، وهي خمسون ، تفصلاً من ربنا تبارك  
وتعالى ببركة سيدنا صلى الله تعالى عليه وسلم  
ومنها حديث ابن جرير والبيهقي عن ابن  
ابن جرير والبيهقي عنه وعن ابن سعيد  
الخدري رضي الله تعالى عنهما ، فيه قوله

آپ کا اور آپ سے پہلے انبیاء کا۔ اور عبد اللہ ابن مسعود کے  
قول اعطى الصلوة الخمس کا یہ مطلب نکالنا کہ آپ کو  
اجتماعی طور پر پانچ نمازیں عطا کی گئیں حدیث کے تفسیری  
الفاظ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اگر یہ مراد ہوتی تو عبد اللہ  
ابن مسعود یوں کہتے اعطى الصلوة خمساً یا یہ کہتے  
اعطى خمس صلوات (جیکہ انہوں نے اعطى  
الصلوات الخمس کہا ہے) بایں ہمہ اگر فرضیت کو  
کسی وصف کے ساتھ مقید کرنا ہی ہے تو اس کے  
مطابق ہم یہ کہیں گے کہ جس طرح کی پانچ نمازیں ہم پر فرض  
کی گئی ہیں اس طرح ہم سے پہلے کسی پر فرض نہیں کی گئیں  
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اذان ، اقامت ، بسم اللہ  
اور آمین کہنے کے ساتھ خلق کیا ہے جبکہ آمین  
اور سلام میں جتنا یہودی ہمارے ساتھ حصہ  
کرتے تھے اتنا کسی اور چیز میں نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح  
ہم صفیں بناتے ہیں جس طرح ملائکہ پہلے رب کے روبرو  
صفیں لستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے

عہ مرواہ البخاری فی الادب المفرد و ابی ماجہ  
بسنہ صحیحہ عن (۱) المرتبین رضی اللہ تعالیٰ  
عہ عن السبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲۸۷

استاد بخاری نے الادب المفرد اور ابی ماجہ سے صحیح کے  
ساتھ حضرت ابو المؤمنین کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ  
عہ وسلم سے یہ روایت کیا ہے ۱۲۸۷۸۷ (ت)

لک الادب المفرد ، اب فصل السلام ، حدیث ۵۰۸  
مطبوعہ المکتبۃ الاثریہ ساکنہ بل ص ۲۵۶  
لک اعطى الصلوات خمساً ، اعطى خمس صلوات ، اعطى الصلوات الخمس ، ان جملوں کے مفہوم میں جو فرق ہے  
اس کو اُردو ترجمے میں واضح کرنا ممکن نہیں ہے ، مختصر آپ یہ سمجھ لیں کہ پہلی دو عبارتیں پانچ کی تخصیص کا تقاضا کرتی ہیں یعنی پانچ  
نمازیں آپ کے ساتھ خاص ہیں جبکہ تیسری عبارت جو کہ حدیث میں بھی وارد ہے ، تخصیص کا تقاضا نہیں کرتی۔ (دائم)

عز وجل لتبیه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 عین ذکر صاعظی الا نبیاء السابقین علیہم  
 الصلوة والسلام من الفصائل، اعطيتک  
 ثمانية اسمهم، الاسلام والهجيرة و  
 الجهاد والصلوة والصدقة وصوم رمضان  
 والاشراف المعروف والهن من المکر۔ قال  
 الرزقانی (والصلوة) ای مجموع الصلوات  
 الخمس (والصدقة) الزکاة (وصوم رمضان)  
 وفيه حجة لاحد القولین فی احتسابها  
 بالامامة المحمدية الخ۔

تمام دوسے زمین کو مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنایا ہے یا یہ  
 کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس شرف کے ساتھ  
 محض کیا ہے کہ اپنے مقرر کردہ فرائض اپنی بکری پر رکھے  
 اور بندوں سے شریف بھی کر دی، اب پریمی پانچ جاتی  
 ہیں اور ثواب کے اعتبار سے پچاس ہو جاتی ہیں یہ  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہم پر اللہ تعالیٰ کا انعام  
 ہے۔ اور ان ہی میں سے وہ حدیث ہے جو ابن جریر  
 بزاز اور ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہ سے اور بیہقی نے ابو ہریرہ اور  
 ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ان فضائل کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیائے سابقین کو عطا فرماتے تھے تو اللہ عز وجل نے اپنے خاص نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں نے آپ کو آٹھ حقے عطا کئے ہیں، (۱) اسلام (۲) ہجرت (۳) جہاد (۴) نماز (۵) صدقہ  
 (۶) رمضان کے روزے (۷) ربا لغوث (۸) ہن من المکر۔ رزقانی نے اس کی شرح کرتے ہوئے کہا  
 (اور نماز یعنی پانچ نمازوں کا مجموعہ۔ (۵) اور صدقہ یعنی زکوة اور (رمضان کے روزے) اس میں دلیل ہے  
 دوسری سے ایک قول کے لیے یعنی اس قول کے لئے کہ رمضان امتیہ محمدیہ کے ساتھ خاص ہے الخ (ت)

قلت، ای وقد ذکر صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نکل من ماحص بہ من المکرمات  
 فالمحل قاض بات۔ یجاب بما خص بہ من  
 حلائل الفصائل۔ اقول، نعم، لا یبد  
 للخصوص من وجہ، اما مطلقا فلا، فقد  
 کان الجہاد فی الامم السابقة قال تعالیٰ  
 وکلین من نبی قاتل معہ سبوی کثیر الاثری

میں نے کہا دلیل اس بنا پر ہے کہ نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ہر نبی کی وہ عظمت ذکر کی تھی جو اس کے  
 ساتھ محض تھی۔ تو مگر کونسا تعاضا میں تھا کہ جواباً ایسے  
 حکیم فضائل کا بیان کیا جاتا جو صرف نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم کیلئے مخصوص تھے۔ اقول (میں کہتا ہوں) ان  
 خصوصیت کے لئے کوئی وجہ ضرور ہونی چاہئے تو (مذکورہ  
 آٹھ چیزیں) مطلقاً اس امت کے ساتھ خاص نہیں ہیں

الى قوله ، واكرموا المعروف والنهي عن المنكر  
ولست حيل نفيهما عن الاكباد السابقين ، عليهم  
الصلاة والسلام ، هما كما هو ابعثوا الالهة -  
وقد ابهى الله تعالى قوما كانوا ينهون اصحاب  
البيت معاصرة الى سبهم ولعنهم يرجعون  
ولم تزل الصدقة في الاكرم ، وتقدم قوله  
تعالى وكان يا امرأته بالصلاة والزكاة فانما  
المراد لم يعطوا على صفة اعطى بيننا حسنى الله  
تعالى عليه وسلم ، احلت له العاتق والسر  
تعمل لاحد قبله ، والصدقة تؤخذ من اعياننا  
وترد على فقرائنا ، وامرنا بالمعروف والنهي  
عن المنكر باعلى وجوهه وهو الجهاد  
وامر الجهاد في شرعنا اقل من سب  
الشرك . قاله الرازي عن القفال . وكذلك  
خصص في الصلاة باشياء لم يعطوا احد  
قبيل ، والله الحمد .

کیونکہ ہمارے پہلے امتوں میں بھی تھا ۱۰ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
”کہتے ہی نہ تھے کہ ان کے ساتھ مل کر بہت سے  
اللہ والوں نے لڑائی کی۔“ کیا نہ ہیں دیکھتے ہو حضرت  
میں مذکور اس قول کی طرف اور چھائی کا علم دینا اور  
برائی سے روکنا۔ حالانکہ ان کاموں کا انبیاء سابقین  
میں نہ پایا جاتا حال ہے کیونکہ وہ تربیت ہی انہی کاموں  
کے لئے جاتے تھے اور (اسی نہیں عن المنکر کی وجہ سے  
اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو نجات دے دی تھی جو اصحاب  
بیت کو شکار کرنے سے منع کرتے تھے تاکہ اپنے رب کے  
رُوبرُو اپنا عہد پر مشرک نہیں اور اس لئے کہ اس طرح  
شاہد اصحاب بیت غلط کام سے باز آجائیں صدقہ و زکوٰۃ  
کا حکم امتوں میں ہمیشہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول گزیر  
جس سے رحمت انھیں علیہ السلام اپنے گھر والوں کو  
نمائندہ زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ تو درحقیقت مراد یہ  
ہے کہ (مذکورہ ٹھہ چیزیں) اس طرح باقی انبیاء کو نہیں دیں  
جس طرح ہماری صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں مثلاً  
جہاد میں حاصل ہونے والی قیمت رسول اللہ کے لئے حلال کر دی گئی۔ تاکہ اس سے پہلے کسی کے یہ حد دل نہیں کی  
گئی تھی۔ اسی طرح صدقہ ہمارے اختیار سے لیا جاتا ہے اور فقراء کو دیا جاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے اس کو آگ جلا دیا کرتی  
تھی اور نبی ہمارا معروف اور ہی عن المنکر علی درجے کا ہے یعنی حاد کے ذریعے سے کیونکہ جہاد کا معاملہ باری شریعت  
میں نسبت باقی شریعتوں کے زیادہ فوری ہے یہ بات راہی نے قفال سے نقل کی ہے یعنی اسی طرح ہمیں ہمارے ہی  
بعض اشیاء کے ساتھ حاصل کیا گیا ہے جو ہم سے پہلے کسی کو حاصل نہیں کی گئیں ایسی اذان اقامت وغیرہ۔ واللہ اعلم  
وَمِنْهَا مَا نَقَلَ لَنَا مِنَ الْعَقِيدَةِ الْوَالِيَّةِ  
اسم قندی رحمہ اللہ تعالیٰ فی تہذیب  
العافین عن کعب الاحبار رحمہ اللہ تعالیٰ  
سنة الثمان ۵۵/۱۹

عنه قال: دُفِرت في بعض ما أنزل الله تعالى  
 على موسى عليه الصلوة والسلام: يَا مُوسَى!  
 رَكَعَاتٍ يُصَلِّيهِمَا أَحْمَدُ وَامَّةٌ، وَهِيَ صَلَاةُ  
 الْعِدَاةِ، مِنْ يُصَلِّيهِمَا عَفَرَتْ لَهُ مَا أَصَابَ  
 مِنَ الذَّنُوبِ مِنْ لَيْلِهِ وَيَوْمِهِ ذَلِكَ وَيَكُونُ  
 فِي دُمْتِي. يَا مُوسَى! أَرَبِمَ رَكَعَاتٍ يُصَلِّيَهَا أَحْمَدُ  
 وَامَّةٌ، وَهِيَ صَلَاةُ الظُّهْرِ، أُعْطِيَهُمْ بِأَوَّلِ  
 رَكَعَةٍ مِنْهَا الْمَغْفِرَةُ، وَبِالثَّانِيَةِ الثَّغْلُ مِنْ زَانِهِمْ،  
 وَبِالثَّلَاثَةِ أَكْمَلُ عَلَيْهِمُ الْمُنَاسِكَةَ لِيَبْحُوثَ  
 يَسْتَعْمِرُونَ لَهُمْ، وَبِالرَّابِعَةِ الْفَتْحُ لَهُمْ أَبْوَابُ  
 السَّمَاءِ، وَيُشْرَفُونَ عَلَيْهِمُ الْحُورُ الْعِينُ. يَا  
 مُوسَى! أَرَبِمَ رَكَعَاتٍ يُصَلِّيَهَا أَحْمَدُ وَامَّةٌ،  
 وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَلَا يَسْقُ مِنْهُ فِي سَبُوحٍ  
 وَالْأَرْضُ إِلَّا اسْتَعْمَرَ لَهُمْ، وَمَنْ اسْتَعْمَرَ لَهُ  
 الْمُنَاسِكَةَ لِمَا عَذِبَهُ. يَا مُوسَى! ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ  
 يُصَلِّيَهَا أَحْمَدُ وَامَّةٌ حِينَ تَغْرِبُ الشَّمْسُ،  
 افْتَحَ لَهُمُ ابْوَابُ السَّمَاءِ. لَا يَسْأَلُونَ مِنْ حَاجَةٍ  
 إِلَّا قَضَيْتُهَا لَهُمْ. يَا مُوسَى! أَرَبِمَ رَكَعَاتٍ  
 يُصَلِّيَهَا أَحْمَدُ وَامَّةٌ حِينَ يَعِيبُ الشَّفَقُ،  
 هِيَ خَيْرٌ لَهُمْ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. يَخْرُجُونَ  
 مِنْ دُفُونِهِمْ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُمْ أُمَّهُم. يَا مُوسَى!  
 يَتَوَضَّأُ أَحْمَدُ وَامَّةً كَمَا أَمَرْتُهُمْ، أُعْطِيَتْهُمْ  
 كُلُّ قُطْرَةٍ تَقُطِرُ مِنَ الْمَاءِ جَنَّةٌ عَرْضُهَا كَعَرْضِ  
 السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. يَا مُوسَى! يَصُومُ أَحْمَدُ  
 أُمَّتُهُ شَهْرًا فِي كُلِّ سَنَةٍ، وَهُوَ شَهْرُ رَجَبٍ،

اے موسیٰ! قرآن کی دو رکعتیں احمد اور اس کی امت  
 ادا کرے گی جو انہیں پڑھے گا اُس دن رات کے سارے  
 گناہ اُس کے بخش دیوں گا اور وہ میرے دفتر میں ہوگا۔  
 اے موسیٰ! احمد کی چار رکعتیں احمد اور اس  
 کی امت پڑھے گی انہیں پہلی رکعت کے عوض  
 بخش دیوں گا اور دوسری کے بدلے ان کا پلہ بیماری  
 کو دوں گا اور تیسری کے لیے فرشتے موکل کروں گا کہ تسبیح  
 کریں گے اور اسی کے لیے دعائے مغفرت کرتے جائیں گے  
 اور چوتھی کے بدلے اُن کے لیے آسمان کے دروازے  
 کشادہ کر دوں گا۔ بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں اُن  
 پر مشتاقانہ نظر ڈالیں گی۔ اے موسیٰ! عصر کی چار  
 رکعتیں احمد اور اس کی امت ادا کرے گی تو جنت  
 کے دروازے میں کوئی فرشتہ باقی نہ رہے گا سب  
 ہی ان کی مغفرت چاہیں گے اور ملائکہ جس کی مغفرت  
 یا میں یا اسے ہرگز مذاپ نہ دوں گا۔ اے موسیٰ!  
 مغرب کی تین رکعتیں ہیں امیں احمد اور اس کی  
 امت پڑھے گی آسمان کے سارے دروازے ان  
 کے لیے کھول دیوں گا جس حالت کا سوال کرینگے اسے پوری  
 کر دوں گا۔ اے موسیٰ! شفق ڈوب جانے کے وقت یعنی  
 عشاء کی چار رکعتیں ہیں پڑھیں گے امیں احمد اور اس کی  
 امت وہ دنیا و مافیہا سے اُن کے لیے بہترین وہ شخص  
 گناہوں سے ایسا کمال دیں گی جیسے اپنی ماؤں کے  
 پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اے موسیٰ! صوم کو احمد اور اس کی  
 امت جیسا کہ میرا حکم ہے میں نہیں عطا کروں گا ہر قطرے  
 کے عوض کہ آسمان سے پینے ایک جنت جس کا عرض آسمان و

زمین کی چڑائی کے برابر ہوگا۔ اسے عسیٰ ایک مہینے کے ہر سال روزے رکھے گا احمد اور اس کی امت اور وہ ماہ رمضان ہے میں عطا فرماؤں گا اس کے ہر روزے کے عوض جنت میں ایک شہر اور عطا کروں گا اس میں نفل کے بدلے فرض کا ثواب اور اس میں لیلۃ القدر کروں گا جو اس مہینے میں شرمساری و صدق سے ایک راستہ گزار کرے گا اگر اسی شب یا اس مہینے بھر میں مر گیا اسے تیس شہیدوں کا ثواب عطا فرماؤں گا۔ اسے عسیٰ! امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کچھ ایسے مرد ہیں کہ ہر شرف پر قائم ہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں تو ان کی جزا اس کے عوض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ثواب ہے اور میری رحمت میں پروا نہ کہ وہ میرا غضب ان سے دور اور لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے رہیں گے اور (فقیر و مہربان)

اس روایت میں ذکر کئے گئے نفیس انعامات جنت کی بنا پر ہم نے اس کو تمام بیان کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے احسان و کرم سے اور نعمتیں تقسیم کرنے والے اپنے محبوب کی عزت کے صدقے ہمیں ان انعامات کا مل حق نصیب فرمائے۔ آمین! (ت)

میں کتابوں، اگر اس روایت سے اختصار پر استیصال مکمل مان لیا جائے تو یہ اس پر دلالت کرے گا کہ پانچ میں سے ہر ایک نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے، نہ کہ پانچ کا مجموعہ، کیونکہ اس روایت میں

اعطیہم بصیام کل یوم مدینۃ فی الجنة ، و اعطیہم کل حیر یعملون فیہ من التطوع اجر وریضۃ ، و اجعل فیہ لیلۃ القدر ، صفت استعمر منہم فیہ مرق واحدة نادمہا وفاقا من قبلہ ، ان مات من لیلہ او شہرہ اعطیتہ اجر ثلثین شہیداً ایہ مونی ان فی امة محمد رجلا یقومون علی کل شرف یشہد و ینبشہا و امان لا الہ الا اللہ ، فجزاؤہم ہذلت جزاء الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ، و رحمۃ علیہم واجبة ، و غصبی بعید منہم ، ولا احجب باب التوبۃ عن واحد منہم ما و اموا یشہد و ان لا الہ الا اللہ اکمل اللہ اح ان میں سے کسی پر بایہ تو پر بند نہ کروں گا سب تک وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے رہیں گے اور (فقیر و مہربان)

سروناھا تماھا ، جالما یھا من الفاش ، مرتقنا اللہ تعالیٰ الحظ الاولیٰ مثہا بسمہ و کرمہ و وجاہ جیبہ قاسم نعمہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، آمین ۔

اقول : ان قد الاحتجاج بہ علی الاختصاص ، دل علی خصوص کل صفت الخمس ، لا کل الخمس ، فانہ قال فی کل ، یصلیہا احمد و امتہ صلی اللہ تعالیٰ

بر نماز کے ساتھ یہ آیا ہوا ہے کہ اس کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت ادا کر سکیں۔ نیز اس روایت میں وضو کا بھی ذکر ہے حالانکہ وضو کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے انبیاء کا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ان چیزوں کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ان کے مذکورہ فضائل صرف امت محمدیہ کو مل سکے جائیں گے۔ (ت)

اور ان میں سے امام عیسیٰ کا وہ اثر ہے جسے امام غزالی نے روایت کیا ہے اور اس پر کلام عقرب آ رہا ہے اسی اثر کے مطابق ہے وہ جو عیسیٰ میں بعض علماء سے ذکر ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ تماری باقی انبیاء علیہم السلام کو متفرق طور پر ملی تھیں اور اس امت کے لیے جمع کر دی گئی ہیں۔ اسوں سے مرید و خلیفہ کہ فجر آدم علیہ السلام کے لیے تھے، طہار برائیم علیہ السلام کے لیے، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے لیے اور مغرب عیسیٰ علیہ السلام کے لیے۔ پھر انہوں نے کہا کہ جہاں تک عشاء کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ یہ امت مخصوص کی گئی ہے (ت) میں کتابوں، (بعض علماء کی اس عبارت سے) استدلال کی توجیہ یہ ہے کہ انہوں نے اگرچہ ذکر تو اتنا ہی کیا ہے کہ نماز و عشاء اس امت کے ساتھ مخصوص کی گئی ہے لیکن چونکہ یہ نہیں کہا کہ باقی امتوں میں سے

علیہ وسلم، وقد ذکر فیہا الوضوء، و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، هذا وضوئی و وضوء الانبیاء من قبلی، فلیکن المقصود بالذکر عطاؤہم ما رتب علیہا من الفضائل انبیاء کا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ان چیزوں کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ان کے مذکورہ فضائل صرف امت محمدیہ کو مل سکے جائیں گے۔ (ت)

وتمنہا اثر الامام العیسیٰ، مرویاً لایمام الطحاوی، وسیاتی السلام علیہ۔ ونحوہ ما ذکر فی الحلیۃ عن بعضہم قال، هذه الصلوات تفرقت فی الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام وجمعت فی هذه الامة، فذكر الفجر لآدم، والظهر لآبرہیم، وعصر لیسئ، ومغرب لعیسی علیہم الصلوۃ والسلام، ثم قال، واما العشاء فتخصت بها هذه الامة۔

### اقول: توجیہ الاستدلال انہ و

ان ذکر اختصاص هذه الامة، لكن لم یقل من بیت ما اثر الامم، ولم یذكر ان نبیاً صلاہا۔ کما ذکر فی ساوہا،

لے مشکوٰۃ المصابیح باب سنن روضہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۰

لے شرح معانی الآثار باب صلوة الاسطی ای الصلوة

شرح الزرقانی علی المواہب المتصد الرابع فیما فضل التذیہ مطبوعہ مطبعہ مصر







الباب المزیوس، واخرجه البخاری عن ابی موسی  
الا شعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال، اعتم  
النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلة بالعشاء  
حق ایہا الدلیل، ثم خرج فعلی، فسلما  
قصی صلاتہ قال لمن حضره، ابشروا من  
نعمۃ اللہ علیکم انه لیس احد من الناس  
یصلی هذه الساعة غیرکم۔ او قال ما صلی  
هذه الساعة احد غیرکم۔ اور قلت، واخرجه  
مسلم ایضاً۔

جس نے اس وقت نماز پڑھی ہو۔ اور میں نے کہا، یہ روایت مسلم نے بھی بیان کی ہے۔ (ت)

**ومنها قال رحمه الله تعالى:**  
واخرجه احمد والضاقي عن ابن مسعود رضي  
الله تعالى عنه، قال، اخرس رسول الله صلى  
الله تعالى عليه وسلم صلاة العشاء،  
ثم خرج الى المسجد فاف الناس ينتظرون  
الصلاة، فقال، اما انه لیس من  
اهل هذه الاديان احد يذكر الله تعالى  
هذه الساعة غیرکم۔ اور

**اقول:** وانت تعلم ان ليس في  
شئ منها ما يدل على مدعاه، من ان  
العشاء لم يصلها بي قبل نبينا صلی اللہ

اسی باب مذکور میں کہا ہے کہ بخاری نے ابوموسیٰ اشعری  
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک رات نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے لیے اتنا اندھیرا  
کیا کہ رات اچھی طرح تاریک ہو گئی پھر آپ باہر  
تشریف لائے اور نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہوئے  
تو حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا، تمہیں بشارت ہو  
کہ اللہ تعالیٰ کی تم پر نعمت ہے کہ تمہارے سوا اور  
کوئی نہیں ہے جو اس وقت نماز پڑھ رہا ہو۔ یا  
آپ نے یوں فرمایا، تمہارے سوا اور کوئی نہیں ہے

اور ان میں سے ہے کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

نے کہا ہے کہ احمد، ضاقي نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ  
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے نماز عشاء میں تاخیر کی، پھر مسجد میں تشریف لائے  
تو لوگ نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا،  
”سنو! موجودہ ادیان کے پیروکاروں میں سے تمہارے  
سوا کوئی بھی نہیں ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ کو  
یاد کر رہا ہو۔“ (ت)

میں کہتا ہوں، تم جانتے ہی ہو کہ ان حدیثوں  
میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو امام سیوطی کے اس  
مدعی کے لیے دلیل بن سکے کہ عشاء کی نماز نبی صلی اللہ

تعالى عليه وعلى الاتياء وبارك وسلم، بل لا تصح  
فيه بتقوى ان صلاها احد ممن قبلنا من سائر  
الاصم؛ بل ولا تقى ان صلاها الليلة احد  
سوانا؛ انما فيه نفى صلاة غيرنا تلك الساعة،  
فيحور ان يكون الناس صلوا عاجلين، فانما  
لهم الانتظار لا الصلوة - وحسنه  
ما البخاري ومسلم عن ابي عبد الله رضي الله  
تعالى عنهما، ليس احد من اهل الارض،  
مراد مسلم، الليلة، ينتظر الصلاة غيركم  
ولهما عن امر المؤمنين رضي الله تعالى  
عنهم، وفيه، ما ينتظرها احد من اهل  
الارض غيركم. بل اخبره احمد والبخاري  
ومسلم والنسائي وابن حبان عن انس  
رضي الله تعالى عنه، وفيه قوله صلى  
الله تعالى عليه وسلم، قد صلى الناس  
وباموا، وانكم في صلاة ما انتظروا.  
ونحوه ل احمد والجب وداود والنسائي و  
ابن حبان عن حديث ابي سعيد الخدري  
رضي الله تعالى عنه - فهذا الوجه - والثاني  
ان يكون المراد نفى ان يصليها غيرنا صنف  
اهل الزمان مطلقا، ويؤيده ما البخاري

عليه وسلم سے پہلے کسی نبی نے نہیں پڑھی، بلکہ اس میں تو یہ  
بھی نہیں کہ ہمارے علاوہ سابقہ امتوں میں سے کسی نے  
نہیں پڑھی، بلکہ اس میں یہ بھی نہیں کہ آج رات ہمارے  
سوا کسی نے نہیں پڑھی، اسی روایت میں تو صرف اتنا ہے  
کہ ہمارے سوا کسی نے اس وقت نہیں پڑھی۔ ہو سکتا ہے  
باقی لوگوں نے اس سے پہلے پڑھ لی ہو۔ اسی کے مطابق  
بخاری و مسلم کی وہ روایت ہے جو ابی عبد اللہ رحمہ اللہ سے  
مروی ہے کہ زمین پر بیٹنے والوں میں ہمارے سوا کوئی نہیں  
ہے جو — مسلم نے "آج رات" کا اضافہ کیا ہے  
— نماز کا انتظار کر رہا ہو۔ احمد بخاری و مسلم نے ابو موسیٰ  
رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کی ہے کہ زمین پر بیٹنے  
والوں میں سے آج کے سوا کوئی نہیں جو اس نماز کا  
انتظار کر رہا ہو، بلکہ احمد بخاری و مسلم، نسائی اور ابن ماجہ  
نے جو روایت بیان کی ہے اس میں ہی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ  
قربان بھی ہے کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے اور سوچے ہیں  
اور تم جب تک نماز کا انتظار کرتے ہو نماز میں  
ہی ہوتے ہو۔ اسی طرح کی روایت احمد، ابو داؤد، نسائی  
اور ابن ماجہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی  
کی ہے۔ یہ تو ایک توجیہ ہوتی (کہ تخصیص اس وقت تک  
اعتبار سے ہے)۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ تخصیص اس  
زمانے کے تمام لوگوں کے اعتبار سے ہے۔ اور حدیث کی

و النساقي من المؤمنين رضى الله تعالى عنها -  
ولا تقبل يومئذ الا بالمدينة ، فان اليهود  
كانوا ينجبون والشامو غيبهما اكثر مما كانوا  
بالمدينة المكرمة ، فلو كانت عندهم  
تصليت لغيرها ايضا -

مراد یہ ہے کہ اس نسل کے لوگوں میں سے تمہارے سوا ایسے  
لوگ کس نہیں پائے جتنے جو عشار کی غمار پڑھتے ہوں اس  
روایت کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو بخاری و نسائی  
نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے بیان کی ہے کہ ان دونوں  
یہ نماز صرف مدینے میں پڑھی جاتی تھی۔ اگر یہودی یہ نماز  
پڑھتے ہوتے تو مدینہ کی نسبت خیر اور تمام وغیرہ میں یہودیوں کی تعداد زیادہ تھی تو چاہئے تھا کہ ان مقامات میں بھی یہ  
نماز پڑھی جاتی (حالانکہ مدینہ کے سوا کہیں نہیں پڑھی جاتی تھی) (ت)

اقول : ولا تخالف بين الوجهين  
فان الكافر لا صلاة له ، فاما اثبت صلى  
الله عليه وسلم لهم الصورة اذ قال صلى  
الناس ونامو ، وامر المؤمنين فلت المعنى -

میں کہتا ہوں ، دونوں وجہوں میں کوئی تعارض  
نہیں ہے کیونکہ کافر (اگر صورت نماز پڑھتے بھی تھے)  
اس کے نماز نہیں ہوتی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا  
یہ فرمان کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے اور سوچئے ہیں صریح  
نماز کے لحاظ سے ہے کہ ام المومنین حقیقی نماز کی نفی کرتی ہیں۔  
تیسری توجیہ یہ ہے کہ (تخصیص باعتبار  
قرضیت کے ہے ، چونکہ یہ نماز ہمارے علاوہ کسی  
پر فرض نہیں کی گئی ، نہ موجودہ زمانے کے لوگوں پر نہ  
سابقہ امتوں پر ، اس لیے ہمارے سوا اس کا کوئی  
انتظار بھی نہیں کرتا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث  
میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور زیادہ سے زیادہ یہی کہ  
اُس سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔ رہا باقی انبیاء سے اس  
نماز کی نفی کرنا تو اس کی طرف اس حدیث میں کئی اشارہ  
نہیں ہے۔ (ت)

والثالث ان المراد لم تصرص على بين  
فلا ينقلها ولا يصليها احد غيرنا ، لا من  
اهل الزمان ولا من اسم مضت ، وهو  
الذي صرح به في حديث معاذ رضى الله  
تعالى عنه - عهدا قصوى ما استفاد منه ،  
وليس له ملحقا أصلا في تفهات سائر  
الانبياء عليهم الصلاة والسلام -

بعض احادیث میں صاف تصریح آئی کہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما الصلوۃ والسلام نے منیٰ میں پانچوں  
نمازیں پڑھیں ،

فقد اخرج ابن سعدان ابراهيم واسماعيل  
انما صليها بها الظهر والعصر والمغرب  
والعشاء والصبح  
ابن سعد نے تخریج کی ہے کہ ابراہیم واسماعیل علیہما السلام  
متی کو آئے تو وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور  
صبح کی نمازیں پڑھیں۔ (۱)۔

اگر اس حدیث کی سند صحیح یا حسن ہو جب تو قول تخصیص ضعیف ہو ہی جائے گا ورنہ قیام دلیل کی  
حاجت ضرور

فان الخصائص لا تثبت الا بنصوص صحیحہ  
كما نصوص عليه قاطبة، منهم خاتم الحفاظ  
في فتح الباری، والقسط لا في المواهب، و  
الزرقانی في شروحه، وغيرهم في غيرهها۔  
کیونکہ خصوصیات۔ نص صحیح کے بغیر ثابت نہیں ہوتیں  
جیسا کہ سب نے تصریح کی ہے۔ مثال کے طور پر خاتم حفاظ  
نے فتح الباری میں، قسط لا نے مواہب میں، زرقانی  
نے اس کی شرح میں اور دیگر علما نے دوسری کتابوں میں۔

ہاں اگر کسی صحیح حدیث صریح ہے معارض سے ثابت ہو جائے کہ عشاء جس طرح ہمارے ہوا کسی امت نے نہ پڑھی  
ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہوا کسی نبی نے بھی نہ پڑھی تو بیشک انتہا میں مجبور ہو جائے گا کہ ثابت ہو جائے گا بعض علما  
نے اس کی بھی تصریح فرمائی، امام جلال الدین سیوطی نے باب مذکور خصائص میں بعد عبارت مسطورہ فرمایا،

وبانه صلى الله تعالى عليه وسلم اول من  
صلى العشاء ولم يصلها من قبله  
اور اس روایت کے ساتھ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز  
پڑھی اور آپ سے پہلے کسی نبی نے نہیں پڑھی۔ (۱)۔

امام ابن حجر مکی و شیخ محقق کے اقوال گزرے کہ انبیائے سابقین میں نمازیں منقسم ہونے سے عشاء کو استثناء  
کرنا اقوال مکرر غیر انتہائی لہ نے اس پر بھی کوئی دلیل نہ پائی سو اس اثر منقطع کے کہ امام اہل ابر جعفر  
طحاوی نے شرح معانی الآثار میں امام شبیبہ بن محمد ابن عائشہ سے روایت کیا کہ انھوں نے فرمایا،

ول من صلى العشاء، الاخرة بيننا صلى الله تعالى  
عليه وسلم۔  
سب سے پہلے عشاء ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے پڑھی۔

وكل ما تمسكوا به سوى ذلك، اعمى لاحديث  
الثلاثة الاحيرة فلا ماس له بما هنالك  
اور آخری تین حدیثوں کے علاوہ علما نے جن روایتوں  
سے استدلال کیا ہے تو ان کا زیر بحث مسئلے سے

۱۔ شرح الزرقانی مواہب بکوال ابن سعد المقتصر اربع حصائص انتہ صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ المطبعة العامہ المصر  
۲۔ الخصائص بکبری باب اختصاص صلی اللہ علیہ وسلم بحجرات الصلوات الخمس مکتبہ فوریہ رضویہ فیصل آباد ۲۰۴/۲  
۳۔ شرح معانی الآثار باب الصلوة الاوسطی مطبوعہ ایچ ایم سیمین پکنی کراچی ۱۲۰/۱

کب علت - کچھ قلعی نہیں ہے، جیسا کہ تم جانی چکے ہو (ت)

یہ امام ابن عائشہ عیسیٰ نہ صحابی ہیں نہ تابعی نہ تبع سے بلکہ طبقہ عاشروں میں اتباع تابعین سے ہیں  
۲۲۸ھ میں انتقال فرمایا حکما فی الخلیۃ والمقربین وغیرہما (جیسا کہ حلیہ اور تقریب وغیرہ میں ہے)۔  
اور خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ حدیث صحیح کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو روز  
حضور کی امامت کی ایک دن پانچوں نمازیں اول وقت، دوسرے دن آخر وقت پڑھیں، پھر حضور پر نور صلوٰۃ اللہ  
تعالیٰ و تسلیما تہ علیہ سے عرض کی:

هذ الوقت الانبیاء امت قبذت - یہی وقت حضور سے پہلے انبیاء کے تھے۔

مراد ابو داؤد و سکت علیہ، والقمری و  
حسنہ، واحمد و ابن خزيمة والدادی و  
والحاکی، وصحیحہ ابن عبد البر و  
ابو یوسف بن العربی۔  
اس کو ابو داؤد نے بیان کر کے سکوت اختیار کیا ہے۔  
ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔ احمد ابن حنبلہ  
دارقطنی اور حاکم نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔ ابن جریر  
اور ابوبکر بن عربی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ (ت)

اس کے صاف معارض ہے کہ اُس سے روشن طور پر مستفاد کہ یہ پانچوں وقت اگلے انبیاء کے تھے اگرچہ  
مترقب ہوں نہ مجموع۔ کسی وقت کے استثناء کی گنجائش نہیں۔ یہ استثناء ہے دلیل مساوی  
قابل احتمال۔

اقول: والجب من ابن حجب،  
کیف یقول بالتوریع ثم یستثنی العشاء،  
فان یصح التوریع للجمیع۔  
اور اس خبر پر حیرت ہے کہ وہ ایک طرف تو سب نمازوں  
کی تقسیم کے قائل ہیں۔ پھر ان سے عشاء کی استثناء  
بھی کرتے ہیں، تو سب کی تقسیم کیسے ہوئی؟ (ت)

ظاہر اسی لیے شیخ محقق قدس سرہ نے اشعۃ اللمعات میں اُس سے رجوع فرما کر ترک کیا حدیث قال  
(چنانچہ دیکھتے ہیں۔ ت)

ایں وقت نماز بغیر ان ست کہ پیش از تو بورہ اند کہ  
ہر کہ ام از ایشان بچھے اوقات داشتند اگرچہ مجموع  
اوقات مخصوص ایں امت است فافہم استہی۔  
یہ وقت ان غیروں کی نماز کے ہیں جو آپ پہلے گزے ہیں کہ  
ان میں سے ہر ایک کو، ان میں سے بعض اوقات ملے تھے  
اگرچہ پانچ کا مجموعہ اس امت کے ساتھ خاص ہے۔ اس کو کچھ (ت)

لے تقریب التذریب مطبوعہ دار نشر کتب اسلامیہ کوثر نوالہ ص ۲۲۷

لے شیخ ابی داؤد اول کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور ۵۶/۱

لے اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ، باب المراقبۃ، الفصل ثانی مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کراچی ۲۸۷/۱

بلکہ بعض روایات و احادیث میں حضرت یونس و حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہما الصلاۃ والسلام کا نماز عشاء، پڑھنا صراحتہ منقول کہ سیاقی ذکرہ (جیسا کہ اس کا ذکر آ رہا ہے۔ ت) اور حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما الصلاۃ والسلام کا پڑھنا اور پھر زرا بلکہ انکا ابراہیمیت سمرقندی تنبیہ الغافلین میں بروایت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تاقلاً کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،  
واما صلاۃ لعنتمہ فاضہا الصلاۃ النی صلاہ  
المرسلون قیس۔  
نماز عشاء روہ نماز ہے کہ مجھ سے پہلے پیغمبروں نے  
پڑھی۔ (ت)

صدوات اللہ تعالیٰ و تسلیاتہ علیہ و علیہم اجمعین۔ لا جرم امام قاضی ناصر الدین بیضاوی شریح مصابیح میں فرماتے ہیں،

اب العشاء کانت تصیبا للرسول ناعلة لهم و  
لم تکنی علی، معہم کالتہجد و جب علی  
نیت دونت۔  
پسے رسول عشاء کی نماز اضافی طور پر پڑھتے تھے مگر ان  
کی امتوں پر فرض نہیں تھی، جس طرح تہجد کی نماز بہار  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی مگر ہم پر واجب  
نہیں ہے۔ (ت)

اسی طرح علامہ زرقانی، ہرودی و غیرہ سے نقل،

اد قال بعد ما قد منا عنہ ، من معارضۃ اثر  
العیشی بحبر لدھی ثم الاستدراک بحديث  
معاد مرضی اللہ تعالیٰ عنہ ، مانصبہ و جمیع  
الہرودی وغیرہ ہاں المصطلح صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم اول من صلاھا مؤخر الہا  
زرقانی سے ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے عیشی کے  
اثر کو رافضی کی خبر سے معارض قرار دیا ہے پھر اس پر  
حدیث معاذ رضی اللہ عنہ سے استدراک کیا ہے۔ اس کے  
بعد انہوں نے کہا ہے کہ ہرودی وغیرہ نے اسی طرح تطبیق کی  
کہ مصطلح صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے عشاء کو

عن حکۃ اہل مشیت قلب تحقیق التنبیہ  
قالہ تعالیٰ اعلم ولتراجع المسو ۱۲ عنہ (م)  
میرے پاس موجود تنبیہ الغافلین کے نسخہ میں عبارت اسی  
طرح ہے اللہ تعالیٰ زیادہ جانے والا ہے دوسرے نسخوں کو  
دیکھ کر لینا چاہئے ۱۲ منہ (ت)

لے تنبیہ الغافلین باب فضل امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
لے شرح الزرقانی علی المواہب المقصد الرابع خصائص امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ المطبعۃ العامۃ ۱۳۶۶ھ  
مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ص ۳۰۳

الی ثلاث للیسین و یوحود ، اما الرسل فکما یصلونہ  
 عند اول مغیب الشفق <sup>۱</sup> و غرضنا ینما سلموا  
 من ثبوت العشاء لغیر تبیین من الانبیاء علیہ  
 و علیہم الصلوٰۃ والسلام . اما ما حوال من  
 الجمع ، **فاقول اولاً** ، ان کان المراد بالجمع  
 بین حدیث فضلہا و روایۃ انت  
 العشاء لیونس علیہ الصلوٰۃ والسلام ، کما یدل  
 علیہ ذکرہ بعد ما قال ان قوله صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم قطعتہا یعارض  
 روایۃ انت العشاء لیونس ، فقد  
 ثبت ان لا تعارض بینہما حتی یحتاج الی  
 الجمع . **ادبیث الروایۃ** و اثر العیشی ،  
 کما یدل علیہ شریادہ لفظ " ففیسم " <sup>۲</sup>  
 بعد لفظ اشر الطحاوی فیما یأتی ، فما  
 بعده جمعا ، فانت الاثر صریح فی  
 لی المطلق دون المقید بالثا حیرفانہ فی بیاق  
 بیان من صلی الصلوٰۃ غیر معترض  
 لا قاصر الاوقات ، فذکر کل من الاستیعاب  
 من صلوٰۃ ، وقال فی لغتہ ، اول من  
 صلاہ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 فایث هذا صا قریدون ؟

تہائی رات یا اس کے گھ بجٹ تک مؤخر کر کے پڑھا ہے۔  
 جبکہ پہلے گزر جاتے تو اسے رسول شفق غائب ہونے کے  
 ساتھ ہی عشاء پڑھ دیا کرتے تھے اور اس فعل سے ہماری  
 غرض صرف یہ بتانا ہے کہ ہر وہی وغیرہ نے ہمارے نبی صلی  
 علیہ وسلم کے علاوہ باقی انبیاء کے لیے بھی عشاء تسلیم کر لی ہے  
 ربی انکی تطبیق تو میں کرتا ہوں کہ اس پر پہلا اعتراض  
 یہ ہے کہ یہ تطبیق اگر ان روایتوں کے درمیان ہے جن  
 میں سے ایک یہ ہے کہ عشاء کے ذریعے تمہیں فیست  
 دی گئی ہے۔ اور دوسری میں ہے کہ عشاء لیونس علیہ السلام  
 کے لیے تھی ، جیسا کہ سابق سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ  
 تطبیق زرقانی نے ذکرہ وہ روایتوں کے بعد بیان  
 کی ہے۔ تو یہ تطبیق فضول ہے کیونکہ ہمیں معلوم  
 ہوتا ہے ان دونوں روایتوں میں تعارض ہی نہیں ہے  
 کہ تطبیق کی ضرورت پڑے۔ اگر یہ تطبیق روایت اور علیہ  
 کے اثر کے درمیان ہے۔ جیسا کہ طحاوی کے مخریج  
 آئے والے اثر میں طحاوی کے ساتھ " نصفہ " کا لفظ  
 بڑھانے سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو یہ فہم سے بہت بعید  
 تطبیق ہے کیونکہ اثر میں صراحتاً مطلق عشاء کی نفی ہے نہ کہ  
 (تہائی رات تک) تاخیر سے مقید عشاء کی ، کیونکہ اثر کے  
 سیاق کا مقصد یہ بتانا ہے کہ یہ نمازیں کس کس نے  
 پڑھی تھیں ، قطع نظر اس سے کہ پہلے وقت میں پڑھی تھیں  
 یا مؤخر کر کے ، چنانچہ اثر میں چار نمازوں کے بارے میں بیان کیا ہے کہ انہیں ہمارے نبی کے علاوہ باقی انبیاء نے بھی پڑھا ہے۔  
 کہاں یہ بات اور کہاں وہ جرم لوگ چاہتے ہو کہ مراد تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھنا ہے۔ (ت)

و ثانیاً : یکھیا کان ، ہذا حاصل للوحی  
الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام علی الخمس  
یومین ، فجعل صرۃ و آخری . ثور قال ،  
ہذا وقت لا نبیاء من قبلک ، فمن ایست ان  
ول من اخرہ ینبئنا علی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلمہ قال ، ویدلک (ای لہا ادلی  
من الجمع) بل یصرح بہ قولہ اثر الطحاوی  
نفسہ ، العث ، الآخرۃ ۱۰

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ جو صورت بھی ہو اگر حال  
حاصل وہی جبریل ہیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو دن  
پانچ پانچ نمازیں پڑھائیں ، پہلے دن ہر وقت کے باطل  
ابتدائی تھے میں اور دوسرے دن ہر وقت کے انتہائی  
تھے میں پھر کہا کہ یہ آپ سے پہلے انبیاء کا بھی وقت  
سب (پھر یہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے کہ رسول آتے  
عشاء کو تھائی رات تک مؤخر کرنے سے محض تھے) نہ تھائی  
نے کہا کہ اس پر (یعنی اس تطبیق پر کہ تھائی رات تک مؤخر  
کرنا مرد ہے۔ ولات کرتی ہے مگر صراحت کرتی ہے۔ یہ چیز کہ لحاوی نے خود اپنے آخر میں العث ، الآخرۃ (آخری  
عشاء) ترکیب استعمال کی ہے ۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ عشاء کا آخری بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے  
منقصر ہے)۔ (ت)

اقول : یا سبحن اللہ اہل لادلالۃ  
فیہ اصلاً ، فضلاً عن التصویح ، فاست  
العشاء الآخرۃ ہی العث ، مطلقاً دون التی  
اخرت . تسبی الاحقرۃ نظراً فی العشاء لا ولی  
وہی المضرب ، علیہ نقل فرمھا و صراحت  
لحدیث . و فصل القول ما لا حید و صلہ  
وانفی عن جابرین سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ  
عہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم یؤخر العشاء الاخرۃ ۱۲ و اعظم منہ  
ما للترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ

میں کتابوں ، اسے سبحان اللہ صراحت تو  
کیا یہ تریب اس پر دلالت بھی نہیں کرتی کیونکہ  
عشاء ، آخرۃ "مطلق عشاء کو کہتے ہیں کہ اس  
عشاء کو جو مؤخر کی گئی ہو۔ اس کو آخرۃ اس بنا پر کہتے  
ہیں کہ عشاء اولی مغرب کو کہتے ہیں۔ اس پر حدیث کے  
بہت سے محاورات شاہد ہیں۔ اور احمد ، مسلم ،  
نسائی کی یہ روایت تو اس میں قول فیصل کا درجہ  
رکھتی ہے کہ جابرین سے فرماتے ہیں : رسول اللہ آخری  
عشاء کو مؤخر کیا کرتے تھے ۱۳ اس سے بھی زیادہ صحیح  
وہ روایت ہے جو ترمذی نے ابویہ رضی اللہ عنہ سے

۱۰ سنن ابی داؤد اول کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ عقیباتی لاہور پاکستان ۵۹/۱  
۱۱ شرح الزرقانی علی المواہب و منها مجموع الصلوٰۃ الخمس مطبوعہ المطبعة العامہ مصر ۲۲۶/۵  
۱۲ سنن نسائی کتاب المواقیت ما یستحب من تأخیر العشاء ۴۳/۱



عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم  
ان اول وقت العشاء الاخرة حين يعيب الافق  
فانقطع به نكلا اشول هذه الدلالة في  
الكلام ، ولو اساده نقال اول صحت اخر  
العشاء " وهذا ظاهر جدا -

نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : آخری عشاء  
کا وقت شفق غائب ہونے سے شروع ہوتا ہے ، بہر حال  
اس کلام میں "عشاء آخرہ" کا تاخیر عشاء پر دلالت کرنا  
قطعی طور پر بے نشان ہے اگر یہ مراد ہوتی تو اثر کے لفظ  
پر ہوتے "سب سے پہلے" میں نے عشاء کو ترک کیا " اور یہ

بہت ہی بے جا ہے۔ (ت)

بالجہد اس قدر بلاشبہ ثابت کہ نماز عشاء ہم سے پہلے کسی اُمت نے نہ پڑھی نہ کسی کو پانچوں نمازیں میں اور  
انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ظاہر راجح یہی ہے کہ عشاء ان میں بھی بعض نے پڑھی تو اثر  
مذکورہ عام ٹھکانے سے اجتماع غم کو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہمارے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کے لیے خاص ثابت کرنا مس کا ذرا سی فوجی عشاء جس ساڑا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر تھا تمام تقریب نہیں کہ  
جب ہر نماز کسی نہ کسی نبی سے ثابت تو ممکن کہ بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کسی یا ہمیشہ پانچوں بھی پڑھی ہوئی اگرچہ  
کسی اُمت نے نہ پڑھیں یہاں تک کہ مغرب کی اولیت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے لیے مانے جیسا کہ قول دوم  
سورہ میں آتا ہے جب بھی وہ احتمال نہ نہ جس مکان کی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانچوں پڑھی ہوں اور  
اس میں حکمت یہ ہو کہ دنیا کی نظر ظاہر میں بھی صاحب صلوات غم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمتی ہو کر زمین پر  
تشریف لانے والے ہیں اگرچہ حقیقت تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمارے حضور نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کے اُمتی ہیں ان میں نبوت دی ہی اس وقت ہے جب انھیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمتی بنایا ہے جس پر قرآن عظیم ناطق اور ہمارے رسالہ تاجلی یقین پاگیا سید المرسلین  
میں اس کی تفصیل فائق و اللہ الحمد بغرض یہاں دو مطلب تھے ایک یہ کہ اجتماع غم ہمارے سوا کسی اُمت کو نہ ظاہر حدیث  
مما زنی اللہ عز و جل خود ارشاد اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت دوسرے یہ کہ پانچوں نمازوں کا اجتماع  
نبیاء میں بھی صرف ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یہ باعتماد علماء کرام مانا جائے گا اگرچہ  
ہم اس پر دلیل نہ پائیں کہ آخر کلمات علماء کا اطلاق و التذق بے چیز ہے نیست ہمارا دلیل یہاں دلیل نبیوں نے پر دلیل نہیں۔  
اقول شاید نظر علماء اس طاق ہو کہ جب حدیث صحیح سے ثابت کہ اللہ عز و جل نے اس نعمت جلیلہ و فضیلت جلیلہ سے  
اس اُمت کو جو کہ تمام اُمم پر تفصیل دی اور قطعاً ہمارے جس قدر فضل میں سب ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے فضل اور صدقہ میں ہیں تو مستبعد ہے کہ ہم تو اس خصوص نعمت سے سب اُمتوں پر فضیلت پائیں اور ہمارے مولیٰ  
لے مع الترمذی ابواب الصلوات باب ما خارفی مراقب الصلوات مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ ایم پی سی دہلی ۲۲/۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر یہ تخصیص و اختصاص نہ ہوا اس تقدیر پر یہی حدیث مود  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولانہ اس دعوے کی بھی ثبوت ہوگی۔

اما حدیث السیدین ابراہیم واسماعیل علی  
ابنہما الکریم ثم علیہم الصلوٰۃ و  
التسلیم ، فلعلہ لم یثبت اذ لو ثبت لسا  
رأیانا تظاہر کلماتہم علی خلافہ ، علی  
ابی اقول ، الاحتصاص بجمہۃ الافتراض  
اما ہما صلی اللہ تعالیٰ علی ابنہما ثم علیہما  
وہارث وسلم ، فصلیا بمنی ما کتبت اللہ  
تعالیٰ علیہما وتنفلان فی بقیۃ الاوقات ۔  
فمن قیل وقومہا فی ہذہ الاوقات ، عبر  
عنہا باسماء ہذہ الصلوات ، واللہ تعالیٰ  
علم بالحقیقۃ ۔ ہذا فیہ ما عدا فی  
توجیہ المرام ۔

یہی دوسرواروں یعنی ابراہیم واسماعیل ان کے  
کریم جیسے پر پھر ان دونوں پر صلوٰۃ و سلام ہو  
والی حدیث ۔ تو شاید یہ پایہ ثبوت تک نہیں پہنچی کیونکہ  
اگر ثابت ہوتی تو اتنی کثرت سے علماء کے اقوال اس  
کے خلاف نہ ہوتے ۔ علاوہ ازیں میں کتا ہوں کہ حدیث  
فرضیت کے اعتبار سے ہے یعنی پانچ نمازیں فرض  
صورت رسول اللہ پر نہیں (ابراہیم واسماعیل علیہما السلام  
پر ان میں سے جو فرض ہوں گی وہ انہوں نے بطور فرض  
یعنی میں پڑھی ہوں گی اور باقی اوقات میں نفل اور کچھ  
ہوں گے ، لیکن وہ نفل چونکہ واقعہ انہی پانچ اوقات  
میں ہوئے تھے کہ یہ ان کی تعبیر نمازوں کے ناموں سے  
کر دی گئی اور اللہ ہی پوشیدہ باتوں کو بہتر مانتے والا ہے  
اس مقصد کے زیادہ سے زیادہ توڑے کیسے خیال میں ہی ہو سکتی ہے۔

**اقول** مگر استبعاد نہ کرنا جواب واضح ہے کچھ عجب نہیں کہ مولیٰ عز وجل بعض نعمتیں بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ  
السلام کو عطا فرمائے انکی امتوں میں نبی کے سوا کسی کو نہ ملتی ہوں مگر اس امت مرحومہ کے لیے انہیں عام فرما دے  
جیسے کتاب اللہ کا ماحفظ ہونا اگر اہم سب نعمت میں خاصہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تھا اس امت کے لیے رب عز وجل  
نے قرآن کریم حفظ کے لیے آسان فرما دیا کہ دس دس برس کے بچے حافظ ہوتے ہیں اور ہمارے مرنے والی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کا فضل ظاہر ہے کہ ان کی امت کو وہ بلا جو صرف انبیاء کو ملا کرتا تھا علیہم افضل صلوٰۃ والسلام واللہ  
سبحنہ وتعالیٰ اعلم ۔ باقی رہا سوال کا دوسرا جز کہ کن سی نماز کس نبی نے پہلے پڑھی ، اس میں چار قول ہیں ،

**اول** : قول امام عبید اللہ بن عائشہ محدث کہ جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ وقت فجر قبول ہوئی  
انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں وہ نماز صبح ہوئی ۔ اور اسحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ وقت ظہر آیا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و  
السلام نے چار پڑھیں وہ ظہر مقرر ہوئی ۔ بخاری علیہ السلام تو برس کے بعد عصر کے وقت زندہ کئے گئے انہوں نے چار پڑھیں  
وہ عصر ہوئی ۔ واد علیہ الصلوٰۃ و سلم کی توبہ وقت مغرب قبول ہوئی چار رکعتیں پڑھے کھڑے ہوئے تھک کر تیسری

پر بیٹھ گئے، مغرب کی تین بج رہیں۔ اور عشاء سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔

رواہ کذا ذکرنا الامام الطحاوی قال، حدثنا النعمان بن جعفر قال سمعت بهجر بن الحکم الکلبی قال سمعت ابی عبد الرحمن بن محمد ابن عافسہ یقول، قد کثر۔  
جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے اسی کے مطابق اس کو طحاوی نے روایت کیا ہے کہ قاسم ابن معمر نے بحر ابن حکم کیساتی سے، اس نے ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن محمد ابن عافسہ سے سنا۔ اس کے بعد سابقہ روایت بیان کی ہے۔ (ت)

دوم قول، امام ابو الفضل کرسب سے پہلے فجر کو دو رکعتیں حضرت آدم، نوح کو چار رکعتیں حضرت ابراہیم، عیسیٰ حضرت یونس، مغرب حضرت عیسیٰ، عشاء حضرت موسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے پڑھی۔ ذکرہ لاہام المرید وستی فی روضہ قال سالت ابی الفضل و ذکرہ (اس کو امام زہد وستی نے اپنی روضہ میں ابو الفضل کے حوا سے ذکر کیا ہے۔ کہا میں نے ابو الفضل سے پوچھا تو انہوں نے یہ ذکر کیا۔ ت، یہ حکایت ایک لطیف کلام پر مبنی ہے۔ لہذا اس کا خلاصہ لکھیں امام زہد وستی فرماتے ہیں میں نے امام ابو الفضل سے پوچھا صبح کی دو رکعتیں ظہر و عصر و عشاء کی چار مغرب کی تین کیوں ہوتیں۔ فرمایا حکم میں نے کہا اچھے! صبح ان کیونٹے کہا۔ نماز ایک۔ نبی نے پڑھی ہے۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے زمین پر تشریف لائے دینا آسمان میں، ایک تھی اور ادھر ت کی اندھیری آتی۔ انہوں نے رات کہاں دیکھی تھی بہت خائف ہوئے۔ جب صبح چمک دو رکعتیں شکر الہی کی پڑھیں۔ ایک اس کا شکر کہ تاریکی شب سے نجات ملی دوسرا اس کا شکر ان کی مدد تھی پانی انہوں نے نفل پڑھی تھیں ہم پر فرض کی گئیں کہ ہم سے گناہوں کی تاریخ کی دور جو اور طاعت کا نور حاصل۔ زوال کے بعد سب سے پہلے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار رکعت پڑھیں جبکہ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ اترتا ہے پہل اس کے شکر میں کہ بیٹے کا غم دور جو اور دوسری فدیہ آنے کے سبب تیسری رضا سے مونی سبجز و تعالیٰ کا شکر، چوتھی اس کے شکر میں کہ اللہ عزوجل کے حکم پر اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گروہ رکھ دی۔ یہ ان کے فضل تھے ہم پر فرض ہوئیں کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں قبل نفس پر قدرت

عن لفظ کتاب حاضرنا یدللنا لہ تعالیٰ وقفنا علی ایس کہ وقفہ لہ مع اولادہ واجہ نامن الغم کہ انجاء وہدانا من اب رک فداد ورضی عنا کتاب (یعنی روضہ) کی عبارت یوں ہے: تو ہمیں ظہر کی چار رکعتوں کا حکم دیا گیا کیونکہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مقابلے کی توفیق عطا فرمائی جس طرح (باقی پر صفحہ آئندہ)



یہ تھا کہ ان فرشتے کو ہم اپنی خودی اور فخرِ آباء سے باہر اگر اللہ تعالیٰ کے لیے خاص متواضع ہوں۔

سب سے پہلے عشرِ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھی جب حاکم سے چل کر راستہ بھول گئے۔ بقی بی کا غم، اولاد کی فکر، بھائی پرانہ عداوت، فرعون سے نفرت، جب وادی یمن میں رات کے وقت مولیٰ تعالیٰ نے ان سب فکر و غم سے انہیں نجات بخشی، چار نفل شکرانے کے پڑھے ہم پر فرض ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی راہ دکھائے ہمارے بھی کام بنائے ہمیں اپنے مجبوروں سے ملے دشمنوں پر فتح دے آئیں!

سوم قول بعض علماء کہ فجرِ آدم، ظهرِ ابراہیم، عصرِ سیدہاں، مغربِ عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے پڑھی اور حشا خاص اس امت کو ملے کما تقدم عن الحلبة (جیسا کہ علیہ کے حوالے سے گزارش ہے۔ ت)

چہارم وہ حدیث کہ امام اہلِ رافضی نے شرح مستند میں ذکر فرمائی کہ صبحِ آدم، ظهرِ داؤد، عصرِ سلیمان، مغربِ یعقوب، عشرِ یونس علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے ذکرہ عند الزرقانی فی شروح المواہب والنجیۃ تصانیف الحلبة قال واورہ فی ذلک خبراً (اس کو زرقانی نے شرح مواہب میں رافضی کے حوالے سے بیان کیا ہے اور علی نے علیہ میں تفصیل سے ذکر کیا ہے، علی نے کہا کہ رافضی نے اس سلسلے میں ایک روایت پیش کی ہے۔ ت، غرض نمازِ صبح میں چاروں متفق ہیں باقی چار میں اختلاف۔

**اقول** فقیر کی نظر میں یہ ہر قول جہ کو سب پر ترجیح کہ اول وہ حدیث سے لا اقل اثر صحابی یا تابعی سے اقول علمائے مابعد پر ہر طرح مقدم رہے گی خصوصاً ایسے امر میں جس میں رائے و قیاس کو دخل نہیں۔

**بل اقول** حسن ان یکون ما ذکر لا ماہر ابو الفضل بمعزل عما سمعت فید، فانه انما ذکر لتطوعات، والکلام فی المکتوبات، لا ایقاع فعل فی هذه الاوقات، فانه ثابت فی حمیم الساعات۔ فی المعالم عن جعفر بن سلیمان قال سمعت ثابت یقول، کان داؤد صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قد جیسا سعات الیل والنہر علی اہله، فلم تکن تافی ساعة من ساعات الیل والنہار لیکن میں کہتا ہوں، ایسے لگتے ہیں کہ امام ابو الفضل نے جو کچھ کہا ہے وہ زیر بحث مسئلے سے غیر متعلق ہے کیونکہ انہوں نے نوافل کا ذکر کیا ہے جبکہ بحث فرائض سے ہو رہی ہے۔ ان اوقات میں نوافل ادا کرنا بحث سے خارج ہے کیونکہ نوافل تو ان اوقات کے علاوہ بھی ہر وقت ادا کیے جاسکتے ہیں۔ معالم میں جعفر بن سلیمان سے منقول ہے کہ میں نے ثابت کو کہتے سنا ہے کہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام نے رات اور دن کی گھڑیوں کو اپنے اہلِ خاصہ پر نماز کے لیے تقسیم کر رکھا تھا

الا و انسان من آل داود قائم یصلی اللہ -

تورات اور دن کی گھڑیوں میں کوئی ایسی گھڑی نہیں  
ہوتی تھی جس میں آل داود کا کوئی فرد نماز پڑھ رہا ہو۔

معنا ان سب اقوال میں کہیں کہیں گرفت ضرور ہے اول نے صاف تصریح کی کہ مشاہدہ انبیائے سابقین علیہم  
الصلوة والسلام کسی نے نہ پڑھی اور سوم کا بھی یہی مفاد کہ صدر کلام میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا ہے  
اور اُمّتوں سے موازنہ مقصود نہیں کما قد صفا (جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے) تو یہ اطلاق تخصیص اپنے عزم پر ہے  
جس طرح اشعر وغیرہ کی جہرتوں میں تھا ذیل ذوالعم۔ اور ہم اوپر بیان کر چکے کہ یہ ظاہر دلائل کے خلاف و قول مرجوح ہے  
اول و دوم نے عصر کو عزیر و یونس علیہما الصلوٰۃ والسلام کی طرف نسبت کیا حالانکہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کا عصر پڑھنا روشن ثبوت سے ثابت۔ قال تعالیٰ :

اور ہم نے دُود کو سلیمان علیہ السلام کی وہ بہت اچھا بندہ ہے  
اللہ کی طرف رجوع کرنے والا۔ جب اس کے سامنے  
ہیمل اور عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے تو اس نے کہا کہ  
بجے اچھی چیز کی جست نے اپنے رب کی یاد سے غافل  
کر دیا۔ (ت)

ووهبنا لداود سليمان نعم العبد انه اداب  
وعرض عبيد بالعشي الصفت الجياد  
فقال اني احببت حب الخيرون ذكروا  
حقى تو رت بالحباب

علا فرماتے ہیں یہ نماز نماز عصر تھی، پہلین میں ہے :

عن ذكروا اني صلاة العصر - (اپنے رب کی یاد سے مراد نماز عصر ہے۔ ت)  
مادرک میں ہے :

غفل عن العصر فكانت فرضا فاحتم -  
عصر سے غافل ہو گئے تھے اور وہ ان پر فرض تھی اس  
لیے غزوہ ہو گئے۔ (ت)

اور سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ربہ یونس و عزیر علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مقدم ہے تو اولیت صلاة عصر ان دونوں  
صاحبوں کے لیے کیونکر ہو سکتی ہے۔ فیم الریاض میں زیر حدیث ما یضیق لاحد ان یقول ناحیر من یونس بنی

لہ معالم التنزیل مع الخازن زیر آیت : قلیل من عبادی الشکور

لہ القرآن ۳۰/۳۸ لہ التفسیر ان ۳۱/۳۸ لہ القرآن ۳۲/۳۸

لہ تفسیر جلالین زیر آیت مذکور

لہ تفسیر النسخی المعروف تفسیر مدارک التنزیل زیر آیت مذکور

لہ تفسیر جلالین زیر آیت مذکور

لہ تفسیر النسخی المعروف تفسیر مدارک التنزیل زیر آیت مذکور

کسی کے لیے یہ کنارہ انہیں جہک میں یونس ابن یحییٰ سے افضل ہوں۔ (ت) ہے :

هو من ولد بنيامين بن يعقوب عليهم الصلاة والسلام ، وكان بعد سليمان عليه الصلاة والسلام وفيه في عهد حاكم عقد قلب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ، يونس صلب الله تعالى عليه وسلم ، كما في امرأة الزمان ، كان بعد سليمان بن الله ، عليه الصلاة والسلام .

یونس بن یحییٰ بن یعقوب علیہم السلام کی اولاد میں سے تھے اور سلیمان علیہ السلام کے بعد تھے اور نسیم الریاض ہی کی اس فصل میں جس کا عنوان ہے حکم عقد قلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، مرآة الزمان کے حوالے سے مذکور ہے کہ یونس علیہ السلام اللہ کے نبی سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تھے۔ (ت)

یہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تصریح تھی اور حضرت عزیر کا سیدنا سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہونا خود ظاہر کہ ان کا واقعہ موت و حیات کہ قرآن عظیم میں مذکور ہے بعد اس کے ہوا کہ بخت نصر بیت المقدس کو ویران کر گیا تھا اور احاطہ شہر سے ثابت کر سیت المقدس کی بناء داد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع اور سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ختم فرمائی تو سلیمان و عزیر علیہما الصلوٰۃ والسلام میں صد ہا سال کا فاصلہ تھا ، معالم التنزیل میں ہے :

قال الهی قل ان السامرة كان عزيزا ، امت بنعتهم لما خرب بيت المقدس واقدم سبي بني اسرائيل ببابل ، كان فيهم عزير وداثيل وسبعة الاف من اهل بيت داود عليهم الصلاة والسلام ، قل نجا عزير من بابل امرت هل على حمار له . الخ

جس نے کہا ہے کہ عزیر نے واسطے عزیر تھے ، اس نے بیان کیا ہے کہ بخت نصر نے بیت المقدس کو برباد کر دیا اور بنی اسرائیل کو قید کر کے بابل لے آیا تو ان میں عزیر اور داثیل کے علاوہ داؤد علیہم السلام کے خادمہ ان سے تعلق رکھنے والے سات ہزار افراد بھی تھے ۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے عزیر کو نجاست دی اور وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر سفر کے لیے نکلے۔ الخ (ت)

نسیم الریاض شرح الشفا - فصل فی حکم عقد قلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ۲۳/۴  
تفسیر معالم التنزیل زیر آیت لولا ان ذی مر علی قریۃ مطبوعہ معیض البانی مصر ۲۴۴/۱

اُنسی میں سپہ

يُصْنَوْنَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِبٍ كَانَ مَعَ اَعْمَلُوا  
لَهُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ . اَبَدُهُ دَاوُدُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ  
السَّلَامُ . فَمَا تَرَوْا اِنَّهُ تَعْبَى اِسْتَحْلَفَ سَلِيحِينَ  
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ . فَبَنَى الْمَسْجِدَ بِالرَّحْمِ  
وَالْجَوَاهِرِ وَالْاَلْأَلَى وَالْيَوَاقِيَتِ ، فَسَلَوُ زِلَ بَيْتَ  
الْمَقْدِسِ عَلَى مَا بَنَاهُ سَلِيحِينَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ ، حَتَّى غَرَادَ بَحْتُ لَهْرٍ . فَخَسِبَ  
الْمَدِينَةُ وَفَقَضَ الْمَسْجِدَ اَهْلُ الْمَلْتَقَطِ .

(بناتے تھے اس کے لیے جو وہ چاہتا تھا یعنی عمارت وغیرہ)  
جنولہ نے جو کچھ ان کے لیے بنایا ان میں ایک بیت المقدس  
بھی تھی جس کی ابتداء داؤد علیہ السلام نے کی تھی . ان  
کی وفات کے بعد سلیحان علیہ السلام ان کے جانشین  
ہوئے تو انہوں نے مسجد کو سنگ رخام ، ہیریں ، موتیاں  
اور یاقوتوں سے بنوایا ، یہ مسجد مدتوں اسی طرح برقرار  
رہی جس طرح سلیحان علیہ السلام نے بنوائی تھی تا آنکہ  
بخت نصر اس پر حملہ آور ہوا ، اس نے شہر برباد کر دیا  
اور مسجد گرا دی اہل ملقط (ت)

بمخلاف قول چارہ کہ اس کی بات پر اعتراض نہیں تو ظاہر ہے مزاج و قرین قیاس اور حقیقت حال کا علم مولیٰ ہونہ  
کے پاس واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام وعلیہ اجمعہ اتمہ .



## جہان التاج فی بیان الصلاة قبل المعراج<sup>۱۲</sup> (تاج کے موتی، معراج سے پہلے نماز کے بہان میں)

بسم الله الرحمن الرحيم

مشتملہ از ریاست رآتم پور بریہ ملاطیف گیر عبد الرحمن خان مرحوم مرسلہ عبد الرؤف خان ۲۷ محرم الحرام ۱۳۱۶ھ  
بگرامی خدمت فیض دریت جناب مولانا بحر العلوم صاحب زادکر مرزا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
بعد نبوت قبل شب معراج برو وقتوں میں نماز پڑھتے تھے وہ کس طور پر ادا فرماتے تھے۔ جینا تو جروا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى به وسلام على عباده الذين اصطفى ولا سيما على صاحب المعراج  
اللہ ہی کی حمد ہے اور وہ کافی ہے اور سلام ہر اس کے  
منتخب بندوں پر، مصطفیٰ پر اور ان کے آل و اصحاب

المصطفیٰ وآلہ وصحبہ البقیۃ الصلوٰۃ و  
العسل والوقار ،  
پر جنہوں نے نماز کو اور عسل و وقت کو  
قائم کیا ۔ (ت)

### الجواب

پیش از اسرار و وقت یعنی قبل طلوع شمس و قبل غروب کے نمازی مقرر ہونے میں علماء کو خلافت ہے اور اصح  
یہ ہے کہ اس سے پہلے صرف قیام لیل کی فرضیت باقی پر کوئی دلیل صریح قائم نہیں۔

فی الدر المختار اول کتاب الصلوٰۃ  
الصلاۃ فرضت فی الاسراء ، وكانت قبلہ  
صلاتین ، قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا۔  
شمعی ۱۸۔  
در مختار کی کتاب الصلوٰۃ کے آغاز میں ہے کہ  
نماز (باقاعدہ طور پر) معراج میں فرض ہوئی تھی اس سے  
پہلے صرف دو نمازی تھیں ، ایک طلوع سے پہلے دوسری  
غروب سے پہلے۔ شمعی ۱۸ (ت)

وفی المراءب ، من المقصد الاول ،  
قبیل ذکر اول من امن . قال قتیل ، كانت  
الصلاۃ اول فرضہا رکعتین بالعدۃ و رکعتین  
بالعشی ، لقولہ تعالیٰ و سبح محمد ربہ بالبعث  
والابکاس . قال فی فتح الباری ، کان صل اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم قبل الاسراء یعلمی قطعاً ،  
و کذلک اصحابہ ؛ و لکن اختلف هل افترض  
قبل الخمس شی من الصلاۃ امرکلاً ؛ فقیل  
ان الفرض کان صلاۃ قبل طلوع الشمس و  
قبل غروبہا ۔ والمحکمۃ قولہ تعالیٰ و سبح  
بمحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبہا استحقاقاً  
کا یہ فرمان ہے : اور تسبیح کو اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوع شمس سے پہلے اور غروب شمس سے پہلے ۔ (ت)  
وقال النووی : اولی ما وجب الانفسار  
والدعاء الی توحید ، ثم فرض اللہ تعالیٰ  
لو روی نے کہا ہے کہ سب سے پہلے در  
سنانا اور توحید کی طرف بلانا فرض کیا گیا ، پھر اللہ تعالیٰ

من قیام السبیل ما ذکرہ فی اول سورہ المنزل ثم  
نسخہ بمافی آخرہا ثم نسخہ بایجاب الخ ما یجاب  
الصلوة والخمس ایلة الاسرار بیکمالہ ما فی التوا  
مکہ مکرمہ میں معراج کی رات کو پانچ نمازیں سن کر دیں۔ اور براہ سب کی عبارت ختم ہوئی۔ (ت)

وفی شرحہا للعلامة الزرقانی صفت  
المقصد التاسع ، ذهب جیئة الى انه لم  
تک قبل الاسراء صلاة معروفة الا ما وقع  
الامر به من صلاة العید بلا تعدید۔ وذهب  
الحنابلة الى ان الصلاة كانت مطروضة ،  
مرکبتين بالعداة و مرکبتين بالعشی ۔ وروى  
جماعة من اهل العلم۔ اور

وفيها من المقصد الخامس في  
الاسراء ، عند ذكر صلاته صلى الله تعالى  
عليه وسلم بالاياب ، بيئت المقدس ،  
لقد اختلف في هذه الصلاة ( هل هي التروعية  
المطروقة او النغوية ) وصوب الاول لان  
النهي يحمل على حقيقة الشرعية ، ما لم  
يتعد ۔ وعلى هذا اختلف ( هل هي  
فرض ، ويدل عليه كما قل السحب في  
حديث النبي عند ابي حاتم المتقدم قريبا  
للمصنف ۔ ( او غير ) واذا قلنا انها فرض ، فاما  
صلاة هي ؛ قال بعضهم الا قرب اليه الصبح

من قیام السبیل فرض کر دیا جس کا سورہ منزل کی ابتدا میں ذکر  
ہے پھر اس کو منسوخ کر دیا اس حکم سے جو سورہ منزل کے  
آخر میں ہے ، پھر اس کو بھی منسوخ کر دیا اور اس کے بجائے  
اور براہ سب کی شرح میں علامہ زرقانی نے لیس

اور براہ سب کی شرح میں علامہ زرقانی نے لیس  
مقصد میں لکھا ہے کہ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ  
معراج سے پہلے کوئی نماز فرض نہیں تھی ، صرف رات کو  
نماز پڑھنے کا حکم تھا اور اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں تھی۔  
اور عربی کی رائے یہ ہے کہ نماز معراج سے پہلے بھی فرض  
تھی۔ دو رکعتیں صبح کو اور دو رکعتیں رات کو۔ لیکن عربی  
کی رائے کو اہل علم کی ایک جماعت نے رد کیا ہے۔ اور  
اور براہ سب و زرقانی کے پانچویں مقصد میں جو کہ  
عمرت کے باب میں ہے۔ جہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کا باقی انبیاء کو نماز پڑھانا مذکور ہے ، وہاں  
لکھا ہے ( اس نماز میں اس وقت پڑھا جاتا ہے ) کہ  
آیا اس کی مشروعیت وہی معروف مشروعیت ہے یا الفکر  
مشروعیت مراد ہے ، پہلا قول درست قرار دیا گیا ہے  
کیونکہ جہاں تک ممکن ہو نص کو اپنی شرعی حقیقت پر حمل  
کیا جاتا ہے مشروعیت معروفہ مراد لینے کے بعد اس  
میں اختلاف ہے کہ کیا یہ فرض ہے ، اور جیسا کہ  
نعمانی نے کہا ہے۔ اس پر اس کی وہ حدیث ثابت  
کرتی ہے جو ابن ابی حاتم کے ہاں پائی باقی ہے اور

وَيَحْتَمِلُ انْتِكَونَ الْعَشَاءَ) والاحتمالات، کہا قال الشافعی، لیسا بشئ؛ سواء قلنا صلی بہم قبل العروج وبعدہ لان ول صلاة صلاھا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الخمس مطلقاً، الظہر بمکة یا تغاق۔ ومن حمل الاولیة علی مکة فعلیہ الدلیل۔ قال، والذي یظهر انها کانت من الغل المطلق، اذ کانت من الصلوة المفروضة علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل لیلة الاسراء۔ وفي فتاویٰ النووی ما یؤید الشافعی او باختصار۔

مختصر اس پہلے مصنف نے بھی ذکر کیا ہے (یا نفل ہے) اگر ہم کہیں کہ فرض ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی نماز ہے؟ بعض نے کہا ہے کہ اقرب یہ ہے کہ وہ صبح کی نماز ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ عشاء کی نماز ہو، اور وہ دونوں احتمال جیسا کہ شافعی نے کہا ہے۔۔۔ کوئی حیثیت نہیں رکھتے، خواہ ہم یہ کہیں کہ یہ نماز آسمانوں پر جانے سے پہلے پڑھائی تھی یا بعد میں، کیونکہ پانچ نمازوں میں مطلقاً پہلی نماز جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی وہ بالاتفاق طہر کی نماز تھی جو آپ نے مکہ مکرمہ میں ادا فرمائی تھی اور ہر شخص اس روایت کو تحک کے ساتھ منقح کرے تو اس پر دلیل لازم ہے۔ شافعی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ کوئی نفل نماز تھی یا ان نمازوں میں سے تھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شب معراتہ سے پہلے فرض تھیں اور فتاویٰ نووی سے دوسری شق کی تائید ہوتی ہے۔ (ت)

**اقول،** وفي الاستدلال بقوله عز اسمه وصيه به محمد بن بيت قبل طلوع الشمس وقبل غروبها، فان تحفة الآية وصيه ما اللين صيه والطرف انهما من لعلك توهي فامت حمل التسييم على الصلاة لقول ابن عباس رضي الله تعالى عنهما كل تسييم في القرآن صلاة أخرجه الصرياني عن

میں کتابوں واللہ عز اسمنہ کے اس فرمان سے مستدل کرنا کہ تسييم کو اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے، محل نظر ہے کیونکہ آیت مکمل اس طرح ہوتی ہے اور رت کے اوقات میں بھی تسييم کو اور دن کے اطراف میں بھی تاکہ تم راضی ہو جاؤ۔ اب اگر تسييم سے مراد نماز لی جائے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ قرآن

سہ شرح الزرقانی علی المصابیح المفقہ الخامس فی المراج والاسرار مطبوعہ المطبعة العامہ مصر ۶۳/۶

سہ القرآن سورة طہ ۲۰ آیت ۱۳۰

سہ " " "

سہ

سعيد بن جبیر وان كان من معاوية الاستثناء  
من كليت، عن ما **اقول** قوله جل ذكره،  
كل قد علو صلوته وتبجعه . وقوله تعالى  
فلولا ان كان من المسيحين ۝ لبيث في بطنه  
اليوم يبعثون ۝ فان لفظ هرا ان المراد به  
ماء كرعنه مر به عز وجل بقوله فساد  
في الظلمات انت لا اله الا انت سبحانه  
التي كنت من انظير ۝ به فسر سعيد بن  
جبیر، ارشد تلامذه ابن عباس، الراوي  
عنه تلك الكلية . وقد قال الحسن البصري  
كما في المعالم، ما كانت له صلاة فب  
نظن الخوت، ولكنه قدم عمدا صالحا . اه  
سیدان اہم عباس ہما ایضا مشی علیہ  
اصلہ فقال رضي الله تعالى عنه، من  
المسيحين، من المصلين . ويكون المعنى  
حينئذ ما قال النجاشي، انه شكر الله تعالى  
له طاعته القديمة، كما في المعالم ايضا .  
فعل هذا الحمل واخذ الامور وجوب  
تدل الآية بأخره على فرضية اكثر من

میں تسبیح سے ہر جگہ نماز مراد ہے۔ ابن عباس کا یہ قول  
قریباً ہی سے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے۔ اگرچہ  
ابن عباس کے اس کلمے سے استثناء کا فائدہ دیتی  
ہیں وہ آیات جو میں بیان کر رہا ہوں، اللہ جل ذکرہ  
فرماتا ہے: ”ہر (پندہ) اپنی نماز اور تسبیح کو جانتا ہے۔“  
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اگر وہ ایسے تسبیح کئے والوں  
میں سے نہ ہوتا تو یوم لعنت تک پھل کے پیٹ میں رہتا“  
کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ اس تسبیح سے مراد وہی تسبیح ہے  
جو اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام سے یوں حکایت  
کی ہے: ”ایسے پکارا اس نے۔“ میں میں کوئی معجزہ نہیں تیرے ہوا  
تو پاک ہے مشک میں ظلم کرنے والوں میں تھا۔ سعید بن جبیر ذکر ابن عباس کے  
بہترین شاگردوں میں ہیں اور ان کے مندرجہ بالا کلمے راوی ہیں انہوں نے  
یہ تسبیح بیان کی ہے۔ اس امر کی نے کہا ہے کہ انہوں نے پھل کے  
پیٹ میں نماز نہیں پڑھی تھی بلکہ اس سے پہلے ایک سال عمل تھا اور البتہ  
ابن عباس یہاں بھی اپنے اصول پڑوا رہے ہیں اور تسبیح کئے  
والوں میں سے ہونے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ نماز  
پڑھنے والوں میں سے ہونا۔ اس صورت میں —  
جیسا کہ تمنا کے نے کہا ہے — اس آیت کا مطلب یہ  
ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو اس اطاعت

سۃ القرآن سورۃ النور ۲۴ آیت ۴۱

سۃ القرآن سورۃ الشعۃ ۲۴ آیت ۱۳۳

سۃ سورۃ الانبیاء ۲۴

سۃ معالم التنزیل مع تفسیر الحارث زبیر آیت طرک اللہ کان من المستحقین (تفسیر سورۃ صافات) مصطفیٰ البانی مصر ۱۳۶

سۃ معالم التنزیل مع تفسیر الحارث زبیر آیت طرک اللہ کان من المستحقین مطبعة المطبعة العامة مصر ۱۳۶

صلاتین، الا ان يقال، لم يقصد المحصر،  
بدليل ان قيام الليل كان فريضة من قبل  
قطع، ولكن يبقى قوله تعالى واطراف الهمد  
وحمله على المذكورين يستلزم التكرار۔

اور نماز وغیرہ کے صلے میں نجات دی تھی جو وہ پچھلے کپڑے  
میں جاسٹے سے پہنے کرتے رہے تھے۔ معاملہ میں بھی اسی  
طرح ہے۔ بہر حال اگر "فتیحہ محمد ربک" میں  
قبیح سے مراد نمازی چلنے اور امر کو وجوب کے لیے قرار  
دیا جائے تو آیت کا آخری حصہ دو سے زیادہ نمازوں کے فرض ہونے پر دلالت کرے گا۔ اس کا یہ جواب تو دیا جاسکتا ہے  
کہ وہ میں تصریح مقصود نہیں ہے کیونکہ رات کی نماز بھی بالیقین پہلے سے فرض تھی، لیکن اس صحت میں اللہ تعالیٰ کا یہ  
قرآن اور دین کے اطراف میں "غیر کسی مفہوم کے دیا جاتا ہے کیونکہ اگر اس سے مراد طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے وہاں  
دو نمازیں لی جائیں تو تکرار لازم آئے گی، کیونکہ ان کا ذکر آیت کی ابتداء میں ہو چکا ہے۔ (ت)

اما استدلال مقادیر بقوله تعالى و  
سبح محمد ربك بالعشي والابكار. فاقول  
اصحف، واصحف ابل ليس بشئ اصلا، فان  
الاية من سورة حم المؤمن، وقد تأخر  
نزلها عن سورة حم اسرائيل لسورة بحبر  
الاسراء، برمان طویل، فقد روي ابن القتيبي  
في فضائل القرآن عن ابي جاسر عن جاسر بن  
تعالى حمها في حديث ترتيب نزول السور،  
قال كان اول ما نزل من القرآن اقرا باسم  
ربك، ثم ن، فذكر الحديث الى ان قال،  
ثم بنی، اسرائيل، ثم يونس، ثم هود، ثم  
يوسف، ثم الحجر، ثم الانعام، ثم الصافات،  
ثم لقمان، ثم سبا، ثم الزمر، ثم حم  
المؤمن۔ الحديث فكيف يستدل بها على  
اجاب صلاة قبل الاسراء؟ لا جرم ان

رد يقال الاستدلال الله تعالى عن جاسر  
فرمان سے "اور تسبیح گو اپنے رب کی حمد کے ساتھ رات  
کو اور صبح سویرے" تو میں کہتا ہوں کہ بہت ضعیف  
ہے اور بہت ہی ضعیف ہے، بلکہ سرے سے بیکار ہے  
یہ ذکر۔ آیت سورہ حم نون کی ہے اور اس کا نزول  
سورہ بنی اسرائیل سے، جس میں معراج کا ذکر ہے طویل  
زمانے کے بعد ہوا ہے۔ چنانچہ ابن قریس نے فضائل  
قرآنی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سورتیں نازل  
ہونے کی ترتیب اس طرح بیان کی ہے کہ ابن عباس  
نے کہا ہے کہ "قرآن میں سب سے پہلے سورہ قر  
باسم ربک نازل ہوئی، پھر ن۔ ابن عباس نے یہ  
روایت پوری بیان کی ہے یہاں تک کہ کہا ہے پھر  
بنی اسرائیل، پھر یونس، پھر ہود، پھر یوسف، پھر  
حجر، پھر الزمر، پھر لقمان، پھر سبا، پھر زمر  
پھر حم نون۔ آخر تک۔ تو پھر حم نون کی آیت سے

سلك القرآن سورة نون۔ آیت ۵۵

سلك فضائل القرآن لابن القتيبي

فهرها ترجمان القرآن مرفعی اللہ تعالیٰ عنہ  
بالصلوات الحسنى، کم فی المعالم - وقد  
يستدل بما روی ابن ابی حاتم فی تفسیرہ عن  
الس مرفعی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث الاسراء  
واتيانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت  
المقدس لم البث الا یسیرا حتی احتسب ما من  
کثیر، ثم دس مؤذن واقعت الصلاة قال  
فقدنا صوفنا بنظر من یؤمن فاخذ جبریل  
علیہ الصلاة ولسانہ بیدی فقد منی فصليت  
هم فلما انصرفت، قال جبریل، اتدري من  
صلى خلفت؟ قلت، لا، قال، صلی خلفک  
کل نبی بعثہ اللہ - وهو الحدیث العشار الیہ  
فی کلام الزرقانی عن الکمام النعمانی .

پھر اور مجھے آگے کر دیا، چنانچہ میں نے سب کو نماز پڑھائی، جب میں نے سلام پھیرا تو جبریل نے مجھ سے کہا: کیا آپ کو معلوم  
ہے کہ آپ کے پیچھے کن لوگوں نے نماز پڑھی ہے، میں نے کہا: میں نے جبریل سے کہا کہ آپ کے پیچھے ہر اس نبی نے نماز پڑھی ہے جسے  
اللہ تعالیٰ نے صبر فرمایا ہے۔ یہی وہ حدیث ہے جس کی طرف دررقانی کے کلام میں لہائی کے حوالے سے اشارہ کیا گیا ہے، دست  
اقول دخل مطلع نظر المسدل وخرج

ارذان والاقامة فانهما من حصائص الرض  
اولا، فلان الاذان والاقامة المعرفین ما شاعرا  
الاسامدنة، والاسراء قبل الفحرة ولذا قال  
البرقي فی تفسیر الحدیث «اذن مؤذن» ای  
علو بطلب الصلاة فایقمت الصلاة ای تهنئ بها  
وتشروعها، فلا یردان الاذان والاقامة انما

کس طرح استدلال کیا جاسکتا ہے کہ معراج سے پہلے بھی  
نماز فرض تھی جبکہ اس وقت تک وہ سورۃ نازل ہی  
نہیں ہوئی تھی، اسی لیے ترجمان القرآن مرفعی اللہ عنہ نے  
اس آیت کی تفسیر اپنے نمازوں سے کی ہے۔ جیسا کہ معالم  
میں ہے۔ اور کبھی استدلال کیا جاتا ہے اس حدیث سے  
چوان ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے واللہ معراج اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت المقدس میں آنے کے  
بارے میں روایت کی ہے (اس میں ہے کہ رسول اللہ  
نے فرمایا، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بہت سے لوگ  
میں ہو گئے۔ پھر ایک مؤذن نے اذان دی اور نماز کے لیے  
اقامت کہی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
ہم سب صفیں بنا کر اس انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ  
باراؤم کو کہنا ہے، تو جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ

میں کھتا ہوں کہ شاید دلیل پیش کرے واسے کا  
مطلع نظریہ ہو کہ اس نماز میں اذان و اقامت ہوئی تھی  
اور یہ فرض کے ساتھ خاص ہیں، لیکن اس پر اعتراض  
ظاہر ہے۔ اولاً اس لیے کہ معروف اذان و اقامت  
تو مینہ میں شروع ہوئی تھی جبکہ معراج ہجرت سے  
پہلے ہوا تھا۔ اسی لیے زرقانی نے اس حدیث کی شرح  
کرتے ہوئے ایک مؤذن نے اذان کہی کے یہ معنی

مطلع نظریہ ہو کہ اس نماز میں اذان و اقامت ہوئی تھی  
اور یہ فرض کے ساتھ خاص ہیں، لیکن اس پر اعتراض  
ظاہر ہے۔ اولاً اس لیے کہ معروف اذان و اقامت  
تو مینہ میں شروع ہوئی تھی جبکہ معراج ہجرت سے  
پہلے ہوا تھا۔ اسی لیے زرقانی نے اس حدیث کی شرح  
کرتے ہوئے ایک مؤذن نے اذان کہی کے یہ معنی

مطبوعہ مطبعۃ البانی مصر ۹۸/۶

مطبوعہ المطبعة العامرة مصر ۶۲/۶

شروع بالمدينة ولا سماء کلن بركة اہم اثانیا  
فلان تخصیصہما یا فرائض اشاعرت بعد ما تروا  
للأمة ، اما قبل ذلك فای دلیل علیہ ، واما  
ثالثا ، وهو القاطع ، فلان الامراء اما کان  
باللیل ، وقد علمت ان صلاة اللیل کا مست  
فریضة قبل فرض الخمس ، فما یدریک لعلها  
ھی ۔ وبہ یتطهر الجواب عما عسی ان یتعلل  
بہ متعلق ، مما روی مسند عن ابن ہریرة رضی اللہ  
تعالی عنہ فی حدیث الامراء " وحانت الصلاة  
فمستہم "۔

بیان کیے ہیں کہ اس نے نماز کے لیے طلب کیے جانے سے  
ان کو آگاہ کیا ، اور نماز کے لیے اقامت کی گئی تو یہ مفہوم  
بیان کیا ہے کہ اس کے لیے تیار ہو گئے اور اس میں شروع  
ہو گئے ، اس لیے یہ اعتراض نہیں پیدا ہو گا کہ اذان و  
اقامت تو پیش میں شروع ہوئی تھیں اور معراج تک  
میں جُرا تھا ۔ ثانیاً ، اس لیے کہ اذان و اقامت کا  
فرائض کے ساتھ مخصوص ہوا تو اقامت کے لیے ان کے مشرعا  
ہونے کے بعد معلوم ہوا ہے ۔ مشروعیت سے پہلے تخصیص  
پر کون سی دلیل ہے ؟ ثانیاً ، اس لیے ۔ اور یہ اعتراض  
استدلال کی جڑ کاٹنے والا ہے ۔ کہ معراج رات کو

ہوئی تھی اور یہ ہم بیان پہلے ہیں کہ رات کی نماز پانچ مانوں کے فرض ہونے سے پہلے بھی فرض تھی ، تو کیا پتا ، ہو سکتا ہے  
یہ وہی رات کی نماز ہو ! اسی سے اس کا جواب بھی ظاہر ہو جاتا ہے جس کو ہو سکتا ہے کوئی مسئلہ بطور دلیل پیش کرے یعنی  
مسلم کی وہ روایت جو ابو ہریرہ سے مرثبہ عرتہ میں روی ہے (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اور نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے  
انہیں نماز پڑھائی ۔ (ت)

تاہم اس قدر یقیناً معلوم کہ معراج مبارک سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم نماز میں پڑھتے ۔ نماز شب کی فرضیت تو خود سورہ منزل شریف سے ثابت اور اس کے سوا اور اوقات میں بھی  
نماز پڑھنا اور عام ازینکہ فرض ہو یا نفل ، حدیث میں ہے ،

کان المسلمون قبل ان تفرض الصلوات الخمس  
یصلون الضحی والعصر ، فكان السبی صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ اذا صلوا  
أخبرنا ہمارا ، تعرقوا فی الشہاب فصولا فردق ۔  
فرضیت پنجگانہ سے پہلے صلیون پاشت اور عصر  
پڑھا کرتے تھے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام جب  
آخر روز کی نماز پڑھتے تھے گھٹیوں میں متفرق ہو کر تنہا  
پڑھتے ۔

- ۱۔ شرح الزرقانی علی المصاب المتقد الخامس فی معراج والامراء مطبوعہ المطبعة العامہ مصر ۵۷/۶  
۲۔ الصحیح مسلم باب الامراء برسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ قدیمی کتب دہراچی ۹۶/۱  
۳۔ الامامة فی تفسیر الصحابة حدیث ۷۲۲ ترجمہ زیوتہ البکاء مطبوعہ دار صحابیوت لبنان ۳۶۴/۴



سواء اب سعد وغیره عن عنیة بیت ابی تجرة  
 رضى الله تعالى عنها ذكره في ترجمتها مصنف  
 الاصبية -  
 اس کو ابی سعد وغیرہ نے عزیزہ بنت جحافة رضی اللہ عنہا  
 سے روایت کیا ہے۔ یہ بات اصحاب میں عزیزہ رضی اللہ  
 عنہا کے حالات میں مذکور ہے۔ (ت)

احادیث اس باب میں بکثرت ہیں اور ان کی جمع و تلیق کی حاجت نہیں بلکہ نماز شروع روز شریف سے مقرر و شروع  
 ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اول بار جس وقت وحی آئی اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی اُسی وقت حضور نے  
 یہ تعلیم جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائی اور اسی دن یہ تعلیم اقدس حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہا نے پڑھی، دوسرے دن امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبی نے حضور کے ساتھ پڑھی کہ ابھی سورہ فزل  
 نازل بھی نہ ہوئی تھی تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔

فقد اخبرنا احمد وابی حنبلہ والمصنف  
 مسندہ وغیرہم عن اسامة بن زید عن ابیہ  
 رضى الله تعالى عنهما ان جبریل اتي النبي  
 صلي الله تعالى عليه وسلم في اول ما اوحى  
 اليه، فامراه الوضوء والصلاة، فلما حسرت  
 من الوضوء احد غمرة من ماء، فنضح بها  
 فرجته - وفي سيرة ابن الحنفی، وسيرة ابن هشام  
 والنواهب الدنية من المقصد الاول، وكتب  
 الاحميس، وفضل القرى لقراء امار القرى  
 للامام ابی حنبلہ المکی، ثم حاشية الكفر  
 للعلامة السيد ابی السعود الانزهری، ثم حاشية  
 المدر للعلامة السيد احمد الطحطاوی،  
 وهدى المفرد القسطلانی، صریدا من الزمرقانی  
 (قد روی) مترضه لان له طرقا لا تحلو من  
 مقال، لكنها متعددة بالحصول باجتماعها  
 تحریک کی ہے احمد اور ابی ماجہ نے اور عارث نے اپنی  
 مسند میں اور دیگر محدثین نے اسامہ ابن زید سے وہ  
 اپنے والد سے راوی ہیں کہ وحی کے آغاز میں ایک مرتبہ  
 جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے  
 اور آپ کو وضوء و نماز کا طریقہ بتایا، جب وضوء سے  
 فارغ ہوئے تو چلو بھر پانی لیا اور اپنے فرج پر چھڑکا۔  
 سیرت ابی احمی میں، سیرت ابن بشام میں، مواہب  
 لدرب کے کتاب الخمس میں، ابن حجر مکی کی افضل القرى لقراء  
 ام القرى میں، سید ابی السعود انزهری کے حاشیہ کنز میں،  
 سید احمد طحطاوی کے حاشیہ در مختار میں مذکور ہے۔ اور  
 الفاظ قسطلانی کے ہیں جن میں اس کی شرح زرقانی سے  
 اضافہ کیا گیا ہے۔ (روایت کی گئی ہے) بصیغہ  
 مجمل اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ اس کے  
 جتنے طریقے بھی ہیں وہ اعتراض سے خالی نہیں ہیں،  
 لیکن چونکہ متعدد ہیں اس لیے ان کے اجتماع سے قوت

القوة (ان جبریل ہذا الہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وهو با علی مکة، كما عند ابن اسحق، یجسّد الحرام، كما فی النخعیس (فی احسن صورة واطلب منها نحة فقال، یا محمد! ان الله یقرئک السلام ویقول لك، انت رسولی الی الجن والانس فادعهم الی قول لا الہ الا الله، ثم صریب برجلہ الارض فمضت عینہا، فتوصا منها جبریل، مراد ابن اسحق ورسول الله یفطر الیہ، لیویہ کیف الطهور الی الصلوة ثم اصروا ان یتوضا، وقام جبریل یصلی، واصروا ان یصلی معہ، مراد فی روایة ابی نعیم عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا، فصلی رکعتین بحو لکعبہ (فعلیہ الوضوء والصلوة ثم سجد الی السجود ورجع رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، لایسیر بحجر ولا صخر ولا شجر الا وهو یقول، السلام علیک یا رسول الله حتی فی خدیجة، فاحرها، فعشی علیہا من لرح، ثم اصروا متوضات، وصلی بها کما صلی بہ جبریل) مراد فی روایت، وكانت ول من صلی (فکان ولت اول قرصها) اعی تقدیرہا (مرکعتین)، وولہ تمام مسیاً قد واخرج الطبرانی عن ابی اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال، صلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

حاصل ہوجاتی ہے کہ جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے، جبکہ آپؐ کے ہاتھی حصّہ میں تھے۔ — جیسا کہ سیرت ابن اسحق میں ہے، یعنی کوہ حرا پر — جیسا کہ نخعیس میں ہے (اچھی صورت اور عمدہ خوشبو میں اور کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ انسانوں اور جنوں کی طرف میرے رسول ہیں اس لئے میں نے دعوت دی کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جبریل نے پانچاقلین زمین پر اتار پانی کا چشمہ اہل پر اللہ جبریل نے اس سے وضو کیا، بن اسحق نے اضافہ کیا ہے کہ اور رسول اللہ اس کی طرف دیکھ رہے تھے تاکہ رسول اللہ کو نماز کے لیے طہارت کا طریقہ بتائے (پھر آپ سے کہا کہ آپ بھی وضو کریں۔ پھر جبریل نماز پڑھنے کے لئے رسول اللہ کو آکر آپ بھی میرے ساتھ پڑھیں) ابو نعیم نے حضرت عائشہ سے جو روایت کی ہے اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جبریل نے قبذ رخ ہو کر دو رکعتیں پڑھیں (چنانچہ وضو اور نماز سکھانے کے بعد جبریل تو آسمان پر چلے گئے اور رسول اللہ گھر کی طرف واپس گئے تو راستے میں جس پتھر ڈھیلے یا درخت کے پاس سے آپ گزرتے وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ! یہاں تک کہ آپ خدیجہ کے پاس آئے اور ان سے سارا ماجرا بیان کیا تو انہیں فرط مسرت سے عشی لگی۔ پھر رسول اللہ نے انہیں بھی وضو کرنے کا حکم دیا اور رسول اللہ نے ان کو بھی اسی طرح نماز پڑھائی جس طرح جبریل نے

وسلم، اول یوم الاثنین، وصیلت خدیجۃ  
خبرہ، وصیلت علی یوم الاثنین۔

فرسبت تھی، یعنی اس کا اندازہ تھا (دور کھینچ) اور اس روایت کا باقی حصہ عنقریب آئے گا۔ اور طبرانی نے  
ابو ارقع رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سووار کے ابتدائی جھٹے میں پہلی نماز پڑھی، خدیجہ  
رضی اللہ عنہا نے سووار کے آخری جھٹے میں اور علی رضی اللہ عنہ نے مشکل کے دن۔ (ت)

بالجملہ یہ سوال ضرور متوجہ ہے کہ معراج سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے۔

**اقول** ملاحظہ آیات و احادیث سے طاب رکوع نماز اسی انداز کی تھی جس میں طہارت، ثوب بھی تھی قال  
نعم فی سورة الصدثر، وثیابک فطهرت (اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر میں فرمایا ہے "اور اپنے کپڑوں کو پاک کر دیتا  
و خصوصاً تمہارا قدم الہا (جیسا کہ ابھی گزرا ہے۔ ت) استقبال قبلہ بھی تھا۔

کما مر من حدیث ام المومنین مرثی اللہ تعالیٰ  
عنها، وروی ابن اسحاق فی سیرتہ قال، حدثنی  
عبد اللہ ابن نجیحہ السکونی عن اصحابہ، عطاء  
و مجاہد و عیینہ و دیگر ذلک، قال حدیث اسلام  
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و جہ، فجعلت امشی  
مریداً و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم قائم یصلی یقرؤ القرآن، حتی قمت  
فی قبلتہ مستقبلہ، حامی لینی و بینہ الاشیاب  
الکعبۃ۔ قال، فلما سمعت القرآن رقی لہ  
قلبی۔ الحدیث۔

آپ کے درمیان کعبہ کے خلاف کے سوا کوئی مائل نہیں تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے قرآن سنا تو میرا  
دل اس کے لیے نرم ہو گیا۔ الحدیث (ت)

بکبیر تحریر کیے بھی تھے قال تعالیٰ: وَرَبُّكَ فَكَبِّرْ (اور اپنے رب کی بکبیر کر۔ ت) (وقال عزاسمہ فی سورۃ الاعلیٰ النازیۃ قدما، و ذکریم یہ فصل ۵) اور ائمہ قاضی نے سورۃ اعلیٰ میں جو پہلے نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے کہا ہے اور یاد کیا اپنے رب کے نام کو پھر نماز پڑھی۔ ت) قیام بھی تھا، قال تعالیٰ:

يَا أَيُّهَا الْمَزْمَلُ قُمِ الْيَلِ الْآيَاتِ إِلَى قَوْلِهِ جَلِ  
ذَكَرَهُ أَنْ يَرْبِكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدَىٰ مِنْ شَلَقِ  
الْيَسْرِ وَنَعْفَهُ دَلَّتْهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الذِّمِّ  
مَعَكَ

اے اور مضمحل! اٹھنے والے! رات کو قیام کیا کرو اور اس سے  
لحد کی آیتیں۔ اس آیت تک بے شک تیرا رب  
جانتا ہے کہ تو کبھی دو تہائی رات سے کم قیام کرتے  
کبھی نصف رات اور کبھی ایک تہائی رات۔ اور ان  
لوگوں کی ایک جماعت بھی جو تیرے ساتھ ہے۔ (ت)

قرأت بھی تھی۔

قال تعالیٰ فی سورۃ المزمل فاقروا اما تيسر  
من القرآن وقال الزرقاني تحت ما تقدم  
من قول مقاتل ركعتين بالغداة وركعتين  
بالعشي، يحتمل انه كان يقرأ فيهما بسا ۱۰  
من سورة اقرء، حتى نزلت الفاتحة۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ مزمل میں فرمایا ہے: پس پڑھو جتنے  
قرآن میسر ہو سکے۔ اور مقاتل کا جو قول پہلے گزرا ہے کہ  
دو رکعتیں صبح کی اور دو رکعتیں رات کی فرض تھیں، اس کے  
نہتہ زرقانی نے کہا ہے لیکن ہے کہ نزول فاتحہ سے  
پہلے رسول اللہ ان رکعتوں میں سورۃ اقرأ کی وہ آیات  
پڑھتے ہوں جو نازل ہو چکی تھیں۔ (ت)

رکوع بھی تھا،

عن خلف بنه، كما سباني، وقد تظافرت  
الاحاديث المحاكية عما قبل الاسراء بعبارة

لیکن اس میں اختلاف ہے جو عنقریب آ رہا ہے۔  
اور جو احادیث میں معراج سے پہلے نازل پڑھنے کا

سۃ القرآن سورۃ عثرۃ آیت ۳

سۃ القرآن سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۵

سۃ القرآن سورۃ مزمل آیت ۱

سۃ القرآن ۲۰/۴۳

سۃ ۶/۵

سۃ شرح الزرقانی علی المراتب المقصود الاول فی تشریع اللہ تعالیٰ علی الصلوۃ والسلام المطبوعہ انوار مصر ۱۲۴۳ھ

مرکبات اور رکعتیں، منها ما تقدم انفاصن  
 حدیث ابی نعیم فصلی رکعتین، و حسن  
 حدیث غیرہ فکان ذلك اولی فرضی رکعتین  
 و انما سجدة رکعة للركوع  
 صرن اور رکعتیں فرض تھیں۔ اور رکعت کی دو قسمیں ہیں یہ ہے کہ اس میں رکوع پایا جاتا ہے۔ ت۔  
 سجود بھی تھا،

کما فی حدیث یذاء ابی جہل و غیرہ من الکفرة،  
 لعنهم الله تعالى، حین صلی رسول الله صلی  
 الله تعالى علیہ وسلم عند الکعبة، قرءوا  
 سجودہ، فالتفوا علیہ ما التفتوا به فی قلبہ بد  
 ملعونین۔ والحمد لله رب العالمین۔ والحدیث  
 معروف فی الصحیحین و غیرہما عن ابن مسعود  
 رضی الله تعالی عنہ، وفیه من قول کعب بن  
 "یعنی یہ شتم یہ سب سے حق ادا مسجد و ضم بین  
 کتفیه اقل، فابعت اشتقاہم فاما مسجد  
 صلی الله تعالی علیہ وسلم وضعہ بین کتفیه  
 وثبت الشیء صلی الله تعالی علیہ وسلم  
 ما جذا۔ الحدیث۔ وقد قال تعالی فی سورة  
 اقرأ، و اسجد واقترب ۝

تو اس نے او جھڑپاں آپ کے شانوں کے درمیان رکھ دی اور آپ سجدے میں پڑے رہے۔ الحدیث۔ اور اللہ تعالیٰ  
 نے سورۃ اقرأ میں فرمایا ہے: اور سجدہ کرو اور قرب حاصل کرو۔ (ت)

جیسا کہ اس حدیث میں ہے جس میں ابو جہل اور دیگر  
 کفار لعنہم اللہ کی ایذا رسانی کا ذکر ہے کہ جب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز  
 پڑھ رہے تھے تو کفار نے ان کے سجدے پر نگاہ رکھی  
 اور آپ پر مہ کو ڈال دیا (یعنی او جھڑپاں وغیرہ) جس  
 کے بدلے میں اللہ کے گنہگاروں میں ملعون کر کے پھینک دیے  
 گئے۔ اور یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں عبد اللہ ابن مسعود  
 رضی اللہ عنہ سے معروف ہے اور اسی میں ہے کہ کوئی  
 جا کر او جھڑپاں لگائے پھر محمد کو اتنی مہلت دے کہ وہ  
 سجدے میں چل جائے، اس وقت اس کے شانوں کے  
 درمیان او جھڑپاں رکھ دے۔ راوی کہتا ہے کہ ان میں  
 سے جو بہت بد بخت تھا وہ اس کام کے لیے تیار ہو گیا  
 اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے

## جماعت بھی تھی،

جیسا کہ بحث والی حدیث گزری ہے اور اس کے الفاظ  
ابن اسحق کے ہاں اس طرح ہیں ”پھر جبریل آپؐ کے ساتھ  
کھڑے ہوئے اور آپؐ کو نماز پڑھائی اور رسول اللہؐ نے  
جبریلؑ کی نماز کے مطابق نماز پڑھی (یہاں تک کہ خدیجہ  
کے بارے میں کہا ہے، رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ایک نماز پڑھائی جس طرح جبریلؑ نے رسول اللہؐ کو پڑھائی تھی  
چنانچہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی نماز کے مطابق نماز پڑھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا،  
”اور ایک جماعت ان لوگوں کی جو تمہارے ساتھ ہے“  
بخاری و مسلم نے ابی عباس رضی اللہ عنہ سے اس  
حدیث کی روایت کی ہے جس میں ابتداء وحی کے دوران  
رسول اللہؐ کے پاس سات سات کے آنے کا ذکر ہے۔ اس  
میں ہے کہ جب جنات آپؐ کے پاس آئے اس وقت آپؐ اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔  
زرقانی نے کہا ہے کہ فجر کی نماز سے مراد وہ دو رکعتیں ہیں جو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھا کرتے تھے (۱-۲)۔

كما تقدم من حديث البعث ، ولعله عن ابن  
اسحق ، ثم قام به جبرئيل فوصل به ، وصلى  
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فصلاته ،  
(الحق ان قال في حديثه ) صلي بها رسول الله صلى  
الله تعالى عليه وسلم كما صلى به جبرئيل ، فصلاته  
بصلاته . اه وقد قال تعالى وطائفة من الذين  
معه ، واخرج لشيخ من ابى عباس رضي الله  
تعالى عنه في حديث عن الحسن اليماني صلى الله  
تعالى عليه وسلم اول البعث ، انهم اتوا صلى  
الله تعالى عليه وسلم وهو يصلي باصحابه صلاة  
الفجر ، قال الزرقاني المراد بالعصر الركعتان  
التي كان يصليها قبل طلوع الشمس ۱۱

چہر بھی تھا،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”کہو وحی کی گئی ہے میری جانب  
کہ جنوں کی ایک ہی امت نے کان بٹاکر سُنا تو کہا  
ہم نے ایک عجیب قرآن سُنا ہے جو ہدایت کی طرف

قال تعالى قل ادعي الى انه استمع نفر من الجب  
فقالوا انا سمعنا قرأنا عجبا يهدي الى الرش  
فامت به ، وقد كانوا سمعوه صلى الله تعالى

سہ سیت ابن اسحق

سہ القرآن ۳/۲۰

سہ صحیح البخاری زیر آیت قل ادعی الی الہ

سہ شرح الزرقانی علی المواہب المقصود الاول ذکر الجنب مطبوعہ المطبعة العامة مصر ۱/۳۲۹

سہ القرآن ۲۲/۲-۱

علیہ وسلم فی صلاة العجر، كما تقدم، ومتر  
 حدیث ابن السکری فی اسلام امیر المؤمنین  
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وروی ابن منجور فی  
 مسنده عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "خرجت العرب  
 من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل ان  
 یسلم، فوجدت قد سبقنی الی المسجد،  
 فقلت خلفه، فاستفتح سورة الحاقة،  
 فجعلت اتعجب من تألیف القرآن، فقلت:  
 هو شاعرک قالت قریش، فقرا انه لقول رسول  
 کریم و ما هو بقول شاعر قلیلا ما تؤمنون  
 فقلت: کاهن، علم ما فی نفسی، فقرا ولا  
 بقول کاهن قلیلا ما تذکرون ۝ الی آخر السورة.  
 فوقع الاسلام فی قلبی کل مودعۃ اقول، لکن  
 ذکر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی  
 حدیثہ المذکور من رسول الحاقة بعد بنی اسرائیل  
 بسبع وعشرین سورة، وجعلها من اواخر  
 ما نزل منکة، ولا یظهر الجمع بانزلها  
 نزل قد یمافیه عصر قبل ان یمسلم  
 وتأخر نزول الباقی، واعتبر ابن عباس  
 بالاکثر، فان امیر المؤمنین یقول فی  
 هذه المحدث، ان صح، فاستفتح سورة  
 الحاقة، وینکسر الایات من اواخرها،  
 ثم یقول الی آخر السورة، فساله

رہنمائی کرتا ہے اور جنات نے رسول اللہ کی یہ قرأت  
 نماز فجر میں سنی تھی، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور  
 ابن السکری کی روایت بھی گرچہ اسے جو امیر المؤمنین عمر  
 رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بارے میں ہے۔ وہ  
 ابن السکری نے اپنے مسند میں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت  
 کی کہ وہ فرماتے ہیں "اسلام لانے سے پہلے ایک دن  
 میں رسول اللہ کا سامن کرنے کے لیے گھر سے نکلا تو  
 آپ اُس وقت مسجد کو جا چکے تھے میں جا کر ان کے  
 پیچھے گھڑا ہو گیا، انہوں نے سورة الحاقة شروع کی تو  
 میں قرآن کی تالیف و ترتیب پر حیران رہ گیا اور میں نے  
 دل میں کہا کہ یہ شخص شاعر ہے، اسی وقت آپ نے یہ  
 آیت پڑھی اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے تم بہت کم  
 ایمان لائے ہو میں نے سوچا کہ یہ کابن ہے کہ اس کو  
 میرے دل کی بات معلوم ہو گئی، اسی وقت آپ نے  
 یہ آیت پڑھی نہ یہ کسی کابن کا قول تم بہت کم نصیحت  
 حاصل کرتے ہو۔ سورة کے آخر تک۔ چنانچہ  
 اسلام میرے دل میں پوری طرح ٹھہر گیا۔ اقول (میں  
 کہتا ہوں، لیکن ابن عباس نے اپنی مذکورہ روایت  
 میں بیان کیا ہے کہ سورة الحاقة کا نزول اس وقت  
 ہوا جب سورہ بنی اسرائیل کے بعد ستائیس سورتیں  
 نازل ہو چکی تھیں اور ابن عباس نے الحاقة کو ان سورتوں  
 میں شمار کیا ہے جو منکر کے آخری دور میں نازل ہوئی تھیں  
 (پھر حضرت عمر نے الحاقة کی آیات اسلام لانے سے پہلے

تعالى اعلم؛ بل قال مجاهد في قوله تعالى  
فاصدع بما تؤمر وهو الجمهور بالقرآن - حكاه في  
المواهب من المقصد الاول ، قال ، قالوا  
فكان ذلك بعد ثلاث سنين من النبوة ، قال  
الزرقاني ، تبرأ منه لجزم الحفاظ في سيرته  
بان نزول الآية كان في السنة الثالثة .

کس طرح میں لی تھیں ، جبکہ وہ نبوت کے چھٹے سال میں  
ایمان لائے تھے اور اس وقت یہ سورت نازل ہی  
نہیں ہوئی تھی ( اور یہ تطبیق کرنا غیر ظاہر ہے کہ ہو سکتا ہے  
اس کا کچھ حصہ پہلے نازل ہوا ہو اور حضرت عمرؓ نے اس کو  
سن لیا ہو اور باقی ماندہ زیادہ تر حصہ بعد میں نازل ہوا ہو  
اور حضرت ابن عباسؓ نے اکثر باقی ماندہ حصے کے نزول

کو نظر رکھا ہو غیر ظاہر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر (اسلام عمرہ الی) یہ حدیث صحیح ہے تو اس میں عمر رضی اللہ عنہ کہتے  
ہیں "پس شروع کی رسول اللہ نے سورۃ الی قدر ، پھر سورۃ کے آخری حصے کی چند آیات ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں "سورت  
کے آخر تک" (یعنی اس روایت کا تمام اقویہ ہے کہ یہ سورت شروع سے آخر تک اس وقت نازل ہو چکی تھی چھسہ  
مندرجہ بالا تطبیق کیسے ظاہر ہو سکتی ہے ؟) پس اللہ ہی مسترمانا ہے ، بلکہ مجاہد نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمایا  
" (اسے نبی!) جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اس کا اعلان کرو" اس سے (اد قرآن کو جہراً پڑھنا ہے۔ یہ بات  
مواہب کے مقصد اول میں مذکور ہے) صاحب مواہب نے کہا : کہتے ہیں کہ یہ آیت نبوت کے تین سال گزرنے کے  
بعد نازل ہوئی : اس کی شرح میں زرقانی نے کہا ہے کہ " کہتے ہیں کہ اگر "سنت کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ  
حافظ نے اپنی سیرت میں یقین ظاہر کیا ہے کہ یہ آیت نبوت کے تیسرے سال کے دوران نازل ہوئی تھی۔ (ت)  
بالجہان تک نظر کی جاتی ہے نماز سب اہل اصول و ارکان میں اسی نماز مستقر کے موافق نظر آتی ہے  
بلکہ حدیث مذکور بلفظ مواہب میں بعد فکان ذلک اولیٰ فرضہا رکعتین (ابتداء میں نماز کی دو رکعتیں مستقر  
ہوئی تھیں۔ ت) کے فرمایا۔

ثم ان الله تعالى اقره في السفر كذلك و  
انتمها في الحضر .  
شرح زرقانی میں ہے ،

اقرها اي شوعها على هيئة ما كانت  
"برقرار رکھیں" کا مطلب یہ ہے کہ ان دو رکعتوں کو

لہ المواہب اللدیۃ الجہر بالدعوة ، المکتب الاسلامی بیروت . ۱/ ۲۲۲ و ۲۲۳

تہ شرح الزرقانی علی المواہب مراتب الوری از مقصد اول مطبعہ العلمیہ مصر ۱/ ۲۸۴

تہ المواہب اللدیۃ اول امر الصلوۃ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۱۱



یصلیہا قبل۔

اسی طرح مشروع قرار دے دیا جس طرح آپ پہلے سے  
پڑھتے تھے۔ (ت)

قبل اس سے ظاہر یہ پیش از معراج دُور کہتیں اسی طرح کی تھیں یہی اب ہیں مگر بعض علماء فرماتے ہیں معراج سے پہلے  
رکوع اصلاً نہ تھا نہ اس شریعت میں نہ اگلے شرائع میں رکوع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمت مرحومہ  
کے خصائص سے ہے کہ بعد اسرا عطا ہوا بلکہ معراج مبارک کی صبح کو چڑھتی نماز ظہر تھی گئی اُس تک رکوع نہ تھا اُس کے  
بعد عصر میں اُس کا حکم آیا اور حضور و صحابہ نے ادا فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم وسلم مسند بزار و معجم اوسط طبرانی ہیں  
امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ و ہر کی حدیث اس معنی کو مفید امام بلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں،

باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
بالرکوع فی الصلاة - ذکر جماعۃ من المفسرین  
فی قوله تعالیٰ و امرکموا مع الراکعین ، انہ  
مشروعیۃ الرکوع فی الصلاة خاص یہی ہذا  
الملة ، و انہ لا رکوع فی صلاة نوح اسرائیل  
ولذا امرہم بالرکوع مع امہ محمد صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، قلت ، و قد یستدل  
لہ بما اخرجہ ابن زرارہ الطبرانی فی لا وسط عن  
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، قال ، اول صلاة  
رکعتا ہما صلوة العصر ، قلت یا رسول اللہ ما ہذا ؟  
قال ، بعد الامت . . . وجہ الاستدلال انہ  
صلی قبل ذلک صلاة الظهر ، و صلی قبل  
فرض الصلوات الخمس قیام الیحد و غیر  
ذلک ، فکون الصلاة السابقة بلا رکوع قرینۃ  
لعلو صلاة الاصل السابقة منہ آہ  
ان تمام نمازوں میں رکوع کا نہ ہونا اس بات کا قرینہ ہے کہ پہلی امتوں کی نمازوں میں رکوع نہ تھا (ت)

سے شرح الزرقانی علی المواہب مراتب الرجب مطبوعہ المطبعة العامہ مصر ۱/ ۴۴-۴۳  
سے الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالرکوع مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۵-۲

شرح الزرقانی مقصد خامس میں ہے :

الركوع من خصائص الأمانة ، وما هو صلاة  
المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم قبل  
الاستسراء ، واول صلاة ركوع ، العصر  
بعد هذا .

ركوع اس اُمت کی خصوصیات میں سے ہے اور مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے پہلے جو نمازیں پڑھا کرتے تھے  
اس میں رکوع نہ تھا ، اسی طرح معراج کے بعد جو ظہر  
پڑھی (اس میں بھی رکوع نہ تھا) اس ظہر کے بعد پہلے  
جو عصر پڑھی تو وہ پہلی نماز تھی جس میں رکوع کیا گیا ۔ دت ،

**اقول** یہ حدیث طبرانی اگر صحیح یا حسن ہے تو اسناد صحیح و حسن ہے درہ اس کا صریح معارض حدیث  
حذیفہ کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موجود کہ وہ زمانہ جاہلیت میں مکہ معظمہ میں آئے کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے دن  
خوب چڑھ گیا تھا کہ ایک جوان تشریف لائے اور آسمان کو دیکھ کر دیکھ کر کھڑے ہو گئے ذرا دیر میں ایک رُک کے تشریف  
لائے وہ ان کے دہنے ہاتھ پر قائم ہوئے تھوڑی دیر میں ایک بی بی تشریف لائیں وہ دیکھے کھڑی ہوئیں پھر جوان نے  
رکوع فرمایا تو یہ دونوں رکوع میں گئے پھر جوان نے سر مبارک اٹھایا تو ان دونوں نے اٹھایا جوان سجدے میں گئے تو  
یہ دونوں بھی گئے انہوں نے حدیث عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ یہ جوان میرے جیسے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم ہیں اور یہ رُک کے میرے جیسے حل اور یہ بی بی خدیجہ الکبریٰ ہیں رسی اللہ تعالیٰ علیہا ، میرے یہ جیسے کہتے ہیں کہ آسمان  
زمین کے مالک نے انہیں اس دین کا حکم دیا ہے اور ان کے ساتھ ابھی یہی دو مسلمان ہوئے ہیں ۔

ابن عدی نے کامل میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں  
حذیفہ کندی رضی اللہ عنہ سے تحریر کی ہے ، وہ  
فرماتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں مکہ مکرمہ آیا ، میں  
گم کے کپڑے اور عطر خریدنا چاہتا تھا اس لیے عباس  
کے پاس آیا کیونکہ وہ تجارت کیا کرتے تھے ابھی میں  
ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور سورج خوب روشن تھا  
اور آسمان پر بلند ہو چکا تھا کہ اچانک ایک نوجوان لائے  
اور آسمان کی طرف دیکھا پھر قہر رُو ہو کر کھڑے ہو گئے  
تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکے آئے اور جوان کے پاس رُک کھڑے ہو گئے

الخروج ابن عدی فی الکامل وابن عساکر فی  
التاریخ عن حذیفہ الکندی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ ، قال ، جئت فی الجاہلیۃ الی مکة ،  
وانا سید بن ابی اسحاق من ثیامہا وعطرها ،  
فاتیت العباس ، وكان سرجدا تاجرا ، فانی  
عده جانس انظر الی الکعبة ، وقد کلفت  
الشمس واسرقت فی السماء قد هبت  
اذ قبل شاب فطر الی السماء ثم قام  
مستقبلا الکعبة ، فلم البث الا لیوا حتی



لایتا یم علی حدیثہ ۔ اس کی حدیث پر اعتقاد نہیں کیا جاسکتا۔ (ت)

اور دعویٰ اختصاصاً اس پر آئے کریم و ظن داود انما فحشہ فاستغفر ربہ وخرس اکھا وانا مبین (اور داود نے گمان کیا کہ مجھ نے اسے آزمایا ہے تو اس نے اپنے رب سے مغفرت طلب کی اور رکوع میں گر گیا اور انا بہت اختیار کی۔ ت) کے ورد میں اگر تامل بھی ہو جان کثیرا متھم فسروا ہذا الركوع بالسجود وبن قل الحسین بن الفضل ان معناه خروجهما کان سر اکھا ای سجد (کیونکہ بہت سے علماء نے یہاں رکوع سے سجدہ مراد لیا ہے، اگرچہ حسین ابن فضل نے کہا ہے کہ ”گر گیا“ کا معنی یہ ہے کہ رکوع کے بعد گر گیا یعنی سجدہ سے میں چلا گیا۔ ت) تراویحہ یعزیم اقلنی لربک و اسجدی وادکعی مع الراکعین (اے مریم! عاجزی اختیار کر دو اپنے رب کے روبرو اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ ت) ظاہرۃ الورد ہے۔ معالک میں ہے،

اب قدہ السجود علی الركوع لانه کدلت کان فی شریعتہم ، وقیل ، ملک ان الركوع قبل السجود فی الشرائع کلہا ، ولیس الواو للترتیب

کہا گیا ہے کہ یہاں سجدہ کا ذکر رکوع سے پہلے اس لئے ہے کہ ان کی شریعت میں اسی طرح تھا اور بعض نے کہا ہے کہ رکوع تمام شریعتوں میں سجدہ سے پہلے

(بقیہ ماضیہ منورۃ)

من الخامسة مات سنة هامة وعشرين دوی عن اسہ وعن یحیی بن عقیف وروی عنہ سعید بن خدیثم وسدر بن قتیبہ و سلیمان بن صالح سدویہ وکان امیرا علی خراسان ہواد ، ممد کما قال البخاری یتابع فی حدیثہ کذا فی التقریب و تہذیب التہذیب ۱۲ فقیر محمد حامد مرصہ قادری غفرلہ

پہر جزم ہے اس کی حدیث میں کمزوری ہے پانچویں طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ایک سو بیس ہجری میں ان کا وصال ہوا انہوں نے اپنے والد اور یحیی بن عقیفہ الکندی سے روایت کی ہے اور ان سے سعید بن خدیثم و سلم بن قتیبہ اور سلیمان بن صالح سلویہ نے روایت کی ہے یہ خراسان کے امیر تھے بڑے سخی اور لائق تعریف تھے۔ بخاری کہتے ہیں کہ ان کی حدیث میں متابعت کی گئی جیسا کہ التقریب و التہذیب میں ہے ۱۲ فقیر محمد حامد مرصہ قادری غفرلہ (ت)

لہ القرآن ۲۴/۳۸

لہ القرآن سورة آل عمران آیت ۴۴



مراد لینا) ممکن ہے اور باقی اتوں میں سے اس امت کا رکوع کے ساتھ خاص ہونا، اس بات کے منافی نہیں ہے کہ انبیاء سے رکوع کا قصد و رجوع ہوتا ہے، خصوصاً ان انبیاء کے وصال کے بعد، خصوصاً نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ظاہر ہونے اور باقی انبیاء کی شریعتیں بحیر غسوخ ہونے کے بعد۔ اور حدیث میں رکوع کا قیام اور سجود کے ساتھ ذکر ہونا واضح دلیل ہے کہ یہاں شرعی رکوع مراد ہے۔ لغوی رکوع یعنی خشوع مراد ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ انبیاء کے لیے تین قسم کی عبادات ذکر ہیں یعنی قیام، رکوع اور سجود۔ کیا تمہارے خیال میں جو انبیاء قائم یا ساجد تھے وہ خشوع کرنے والے نہیں تھے؟ میں نے جو کچھ حاشیہ میں لکھا تمہادہ ختم ہوا۔ (ت)

پھر میں کہتا ہوں کہ حضرت علی والی حدیث اگر اس پر دال سے کہہ لیں اسرائیل کی نمازیں رکوع سے خالی تھیں تو ملت ابراہیم کی نمازوں کے رکوع سے خالی ہونے پر بھڑکی دال ہوگی کیونکہ ہماری ملت تو ملت ابراہیمی ہی ہے ہاں جو دیکھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اور حمد کیا ہم نے ابراہیم و اسمعیل کی طرف کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے، اعتکاف کرنے والوں کے لیے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اور جب تمہارا بنا دیا ہم نے ابراہیم کے لیے بیت اللہ کی جگہ کو کہ نہ شریک تمہارا میرے ساتھ کسی کو اور میرے گھر کو پاک رکھو طواف کرنے والوں کے لیے،

تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم وفسخت شرائعہم عن آخرہ۔ وقرآنہ بقیام و سجود ادلیٰ دلیل علی ان المراد الركوع الشرعی۔ و کیف یحمل علی اللغوی وهو الخشوع، مع انه قدم بینہم القیام والركوع والسجود، اقتری قائلہم وساجدہم غیر خاشعہ، اھ حاکبت علیہ۔

مذکور ہونا واضح دلیل ہے کہ یہاں شرعی رکوع مراد ہے۔ لغوی رکوع یعنی خشوع مراد ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ انبیاء کے لیے تین قسم کی عبادات ذکر ہیں یعنی قیام، رکوع اور سجود۔ کیا تمہارے خیال میں جو انبیاء قائم یا ساجد تھے وہ خشوع کرنے والے نہیں تھے؟ میں نے جو کچھ حاشیہ میں لکھا تمہادہ ختم ہوا۔ (ت)

ثُمَّ اقول، الحدیث ان دل علی خلوص لہ فی اسرائیل عن الركوع كانت ادل علی خلوص لہ الامم الابروہیمیۃ عنہ، فان منتہا ہذہ ہی الملة الابروہیمیۃ مع ان اللہ تعالیٰ یقول ”وعبدنا الی ابروہیم وسمعیل ان طہرا بیتنا تعیمت و العاکفین والركوع السجود“ وقال تعالیٰ ”واذ یوانا لابروہیم مکان البیت ان لا تشرك بی شیئ وطمہر بیتنا للعل تعیمت والقد تمہین والركوع السجود۔ وادعاء ان المراد بالركوع الامم المحمدیۃ خاصۃ واضح البعد۔ صلی اللہ تعالیٰ علی الخیب وآلہ وامتہ و

قیام کرنے والوں کے لیے اور رکوع و سجدہ کرنے والوں  
کے لیے۔ اور یہ دعویٰ کرنا کہ رکوع کرنے والوں سے  
مراد صرف امت محمدیہ ہے واضح طور پر بعید ہے صلی اللہ  
علیہ وسلم و آلہ و ائمہ و یارک و سلم۔ (ت)

باجملہ دار کرامت حدیث مذکور طبرقی و یزید پر ہے اگر وہ صحیح ہے تو ثابت ہو گا کہ معراج شریف سے  
پہلے کی نمازیں بلکہ ایک نماز بعد کی بھی بے رکوع تھی ورنہ ظاہر احادیث یہی ہے کہ نماز سابق و لاحق باجم یکساں و  
متوائی ہیں۔

هذا كله ما ظهر لي، والعلم بالحق عند سفي،  
والله سبحانه وتعالى اعلم، وعلمه جل مجدته  
يرسبہ کہ میرے لیے ظاہر ہوا ہے اور حق کا علم میرے  
رب کو ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ بہتر علم رکھنے والا  
ہے اور اسکی کا علم زیادہ تام اور حکم ہے۔ (ت)  
مکتبہ اذینار س محمد گنوا پورہ۔ سلسلہ مولوی حاجی محمد رضا علی صاحب ماہ رمضان ۱۴۰۸ھ

## سوال

خلاصہ فتوائے مولوی صاحب موصوف کہ بطلب تصدیق نزد فقیر فرستادند

بسم الله الرحمن الرحيم

ایک اشتہار جو چھاپا گیا ہے اُس میں لکھا ہے کہ شیخ عبد اللہ نامی بڑا ربيع الاول ۱۴۰۷ھ شنب جمعہ  
روضہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بیٹھے تھے اُن کو پتھر خدہ اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اداگوں میں تیں  
کیں جب آنکھ کھلی سب مضمون اشتہار کا قند پر کھا قبر شریف پر دھرا تھا اور بہت باتیں اُس میں مکتوب ہیں درباب  
اس اشتہار کے کیا ارشاد ہے۔ چنانچہ ایسا اعلیٰ و محکم اللہ۔

## الجواب وهو العلیہ

کتا ہے فقیر محمد رضا علی البنا سی الحسنی اُس میں جو علامات قیامت لکھے ہیں بے شک علامات صفری سب  
اس زمانہ میں موجود ہیں اور اسلام میں ضعف خصوصاً ہندوستان میں اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اور فقیہوں کو  
توبہ نصیب کرے مگر اشتہار میں جو لکھا ہے کہ شیخ عبد اللہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب یا ادانگہ

میں فرمایا علیٰ کتب معتبرہ میں جتنے ہیں اگر کوئی کلمہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں ایسا فرمایا  
اگر قائل فاسق ہے تو بلا شک کا دہ ہے اور متقی ہے تو دلچسپی کے گمیر حکم جو یہ شخص پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی طرف نسبت کرتا ہے اگر پارہ ہے قرآن و حدیث اور نصوص قطعیہ شرعہ اور فقہ کے تو یہ قول بھی واجب الاذعان اور  
واجب الاتباع ہے اور اگر مخالفت ہے مرکز معتبر اور واجب الاتباع نہیں کیونکہ جو کلمہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے بیداری میں صحابہ کرام سے فرمایا اور متواتر منقول ہے اُسی کا اعتبار کریں گے مخالفت کو اختلاف اعلام شمار کریں گے  
ورنہ قمار میں آپ کے کلام میں لازم آئے گا۔

لذا ذکرہ الملا علی قاری فی المقدمة السالمة  
فی خوف الخاتمة وفي المحرم الثمین والعارف  
بہ الی جملة الاندلسی السالکی فی مہجۃ النفوس  
شرح مختصر صحیح ابن خلدون والشہاب احمد  
الخفاجی المحنف فی لیسیم السریض و غیرہ  
اسی طرح ذکر کیا ہے ملا علی قاری نے المقدمة السالمة فی  
الخاتمة اور المحرم الثمین میں۔ اور عارف ابن ابی جبرہ ندوسی نے  
”مہجۃ النفوس“ میں جو مقدمہ صحیح بخاری کی شرح ہے اور  
شہاب احمد خفاجی حنفی نے ”لیسیم السریض“  
میں، اور دیگر علماء نے اپنی اپنی کتابوں  
میں۔ ا۔

اور بھی فرمایا اللہ تعالیٰ نے یوم النہد ہم دیکھو (آج ایسے تمہارے لیے تمہاریں گل کرنا ہے) کلام الہی  
اور کلام رسالت پناہی بعد اكمال کے اسہ نسو خ نہیں ہو سکتا الغرض کذب اس اشتہار کا کئی طور سے معلوم ہوتا ہے  
و ثقہ العلیم الحبیرو (اور اللہ علم اور خبر والا ہے) اُس میں لکھا ہے تارک الصلوة پر نماز جنازہ نہ پڑھیں،  
فصل نہ دیں، قبرستانی اہل اسلام میں نہ دفن کریں، اُس کے ساتھ کھانا نہ کھائیں، عیادت نہ کریں۔ یہ سب  
مسائل خلاف قرآن اور حدیث اور فقہ کے ہیں اخلاف اہل سنت کے ہیں، خوارج سے ملے ہوئے ہیں، ہمارے  
مذہب اہل سنت میں ترک نماز گناہ کبیرہ ہے اور ترک فرض اور اتکاب کبیرہ سے آدمی کافر نہیں ہو سکتا، ہاں  
کبیرہ کو کبیرہ نہ جانے تو بلا شک کافر ہے منکر نصوص قطعیہ کا بلا شک کافر ہے، اور کلمہ کو غسل نہ دینا، نماز جنازہ نہ پڑھنا  
مقابل اہل اسلام میں، فنی نہ کرنا نہایت مذہم اور بڑے فساد اور بڑی اذیت کی بات ہے۔ اور تارک الصلوة  
کے کفر و اسلام کا بحث درمیان ائمہ اربعہ کے سلام ہے ہمارے امام اعظم تارک الصلوة کو کافر نہیں کہتے فاسق  
کہتے ہیں اور اس کو اولہ شرعیہ سے ثابت کرتے ہیں اور مراد کفر سے تعذیب مثل کفار کے ہے۔

مخذ فی شروح الفقہ الاکبر لملا علی قساری ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں،



و میزان الشعرانی و رحمة الامة فی اختلاف  
 الامثة و شرح الشيخ عبد الحق لمشکوة و غيرها  
 ام شعرانی کی میزان میں: رحمة الامة فی اختلاف الامر میں  
 شیخ عبد الحق کی شرح مشکوٰۃ میں اور دوسری مستبصر  
 کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے۔ (ت)

اور نماز بارہ تارک الصلوٰۃ پر چاہیے۔ قال اللہ تعالیٰ، ولا تقبل علی احد منهم مات اہذا (ورنہ نماز پڑھنے  
 ان میں سے کسی ایک پر جو مر جائے، کبھی بھی)۔ اس آیت میں منع صلوٰۃ، دُپر کا فرق ہے نہ زمین کے اور تارک صلوٰۃ  
 کو قبرستان مسلمانوں میں دفن کیا جائے کذا فی شروح لمشکوٰۃ لعبد الحق الدہلوی و تکمیل الاہمات  
 (عبد الحق دہلوی کی شرح مشکوٰۃ میں اور تکمیل الایمان میں اسی طرح ہے) اور تارک الصلوٰۃ نجس ہیں جس کے ساتھ بیٹھ کر  
 دوسرے برتن میں کھانے میں کیا قباحت ہے، اور عیادت تارک الصلوٰۃ کی کیسے منوع ہوگی بلکہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے عیادت یہودی کی ہے خصوصاً واسطے تالیف قلوب کے بلا شک و شبہ کذا فی الحدیث  
 و تحقیق ہدہ المسنونۃ فی المشکوٰۃ و الصلحۃ السنۃ و شروحب (حدیث میں اسی طرح ہے) اور میں  
 مسئلہ کی تحقیق صحاح ستہ اور ان کی شرووح میں ہے، بالجملہ نزدیک فقیر کے کل وصیت نامہ پر لوگ عمل  
 کریں اور اللہ سے ڈریں مگر مسلمان مخالف فرقہ اور فہم میں تعلیم کے ہیں جس پر ہرگز عمل نہ کریں ورنہ قواب کے عوض  
 میں مذہب پاتھ آوے گا،

مر با افتخار بیننا و بینک قوماً بالحق و است  
 غیر انک تحین اھدنا لصرار المستقیم الی  
 آخر سورۃ - ۲ شعبان ۱۳۰۸ھ  
 اے ہمارے رب! ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے  
 درمیان حق کا فیصلہ فرما دے۔ تو بہترین فیصلہ  
 فرمانے والا ہے، ہدایت دے جس سے راستے کی غمزدگی

## الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الفقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا الحمدی  
 المستفی الحنفی القادری البوکاری البریلوی  
 غفر اللہ تعالیٰ لہ و لاسلافہ و وارثہ  
 کتاب فقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی، مستفی، حنفی،  
 قادری، بریلوی، اللہ تعالیٰ اس کے اور  
 اس کے اسلاف کو بخشے اور اس کو در اس کے

سُورَةُ التَّوْبَةِ آيَةُ ۸۳

سُورَةُ التَّوْبَةِ آيَةُ ۸۳  
 سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ  
 باب حياة المرسلين الفصل الاول مطبوعہ عتیقات دہلی ص ۱۳۴

وفی اخلاصہ - امین !

اخلاص کو برکت عطا فرمائے۔ آمین !

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہونا اگرچہ بلاشبہ حق ہوتا ہے یہ خواب بھی افشاء احلام سے نہیں ہوتی۔ حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں :  
من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتحمل فی۔  
جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے مجھے کو دیکھا  
کو شیطان میری مثال بن کر نہیں سکتا۔ (م)

رواہ احمد والنخاری والترمذی  
عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم،  
من رآنی فقد رآی الحق فان الشیطان لا یتربأ بئ۔

جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق دیکھا کہ شیطان میری  
وضع نہ بنائے گا۔ (م)

رواہ احمد والشیخان عن ابی قتادة  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ والاحدایت فیہ۔  
اس کو احمد اور بخاری و مسلم نے ابو قتادہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، اور اس  
مفہوم کی احادیث متواتر ہیں۔ (ت)

مگر انہا کہ حالت خواب میں ہوش و حواس عالم بیداری کی طرح ضبط و تنظیم پر نہیں ہوتے، لہذا  
خواب میں جو ارشاد و سننے مثل سارہ بیداری صورت یقینی نہیں ہوتا اس کا ضابطہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کے ہر ارشادات بیداری میں ثابت ہو چکے اُن پر عرض کریں اگر اُن سے مخالفت نہیں فہا سواء وجد  
معلنة الصریح ادلا (خواہ صراحت مطابقت ہو یا نہ۔ ت) ایسی حالت میں اس کا ارشاد ماننا چاہئے  
اور مخالفت ہے تو یقین کریں گے کہ صاحب خواب کے سننے میں فرق ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
حق فرمایا اور وجہ تکرار اس کے اثر خواب ہے اُس کے سننے میں غلط آیا جیسے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ  
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے میکشی کا حکم دیتے ہیں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضور  
نے میکشی سے نہی فرمائی تیرے سننے میں الٹی آئی، اس امر میں فاسق و متقی برابر ہیں، نہ متقی کا سامع واجب الصبر

ذنی سق کابین یقینی الکذب بلکہ ضابطہ مطلقاً یہی ہے جو مذکور ہوا پھر کافراً ہیئت و جماعت کا اجماع قطعی ہے کہ ترکیب کبیرہ کافر نہیں۔

قال الله عز وجل و ان طائفت من المؤمنين اقتتلوا۔  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور اگر گروہوں کی دو جماعتیں لڑ پڑیں۔" (ت)

وقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و ان تروا ان سرق على منكم الفتي ابي و سرائ۔  
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "اگرچہ زنا کرے، اگرچہ چوری کرے، خواہ ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔" (ت)

وقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و شاعتى لا اهل الكبار من اهلتي۔  
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری شفاعت میری امت کے ان دو گروہ کے لیے ہے جو کبیرہ گناہوں کے ترکیب ہوں۔" (ت)

بلکہ مذہب معتد و محقق میں استعمال ہی علی الطلاقہ کفر نہیں جب تک دنیا یا شرب غیر یا ترک صلاۃ کی طرح اس کی حرمت ضروریات دین سے نہ ہو غرض ضروریات کے سوا کسی شے کا انکار کفر نہیں اگرچہ ثابت بالقطع ہو کہ عند تحقیق آدمی کو اسلام سے خارج نہیں کرتا مگر تاکہ اس کا حق کی تصدیق نہ اسے دائرۃ اسلام میں داخل کیا تھا اور وہ نہیں مگر ضروریات دین کا حلقہ العلماء المحققون من الائمة المتکلمین (جیسا کہ ائمہ متکلمین کے محقق علماء نے تحقیق کی ہے۔ ت) ولہذا خلافت خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا منکر مذہب تحقیق میں کافر نہیں حالانکہ اس کی حقانیت بالیقین قطعیات سے ثابت و قد فصل القول فی ذلك سیدنا العلامة الوالد مرعی اللہ تعالیٰ عنہ فی بعض فتاویہ (اس موضوع پر سیدنا علامہ والد ماجد رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض فتاویٰ میں مفصل گفتگو کی ہے۔ ت) بالجملہ اس قدر تو اجماع اہل سنت ہے کہ ارتکاب کبیرہ کفر نہیں یا اینہم تارک الصلاۃ کافر و اسلام سے ہمارے ائمہ کرام میں مختلف فیہ اقول و باللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) اگرچہ کفر تکذیب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بعض ما جاء بہ من عند ربہ جل و علا کا نام ہے اور تکذیب صفت قلب مگر جس طرح

سۃ القرآن سورة الحجرات ۴۹ آیت ۹

لک مشکوۃ الصحیح کتاب الایمان الفصل الاول مطبوعہ مجتہائی دہلی ص ۱۳

سۃ مسند احمد بن حنبل ار مسند الترمذی ما کتب فیہ اللہ تعالیٰ عنہ دار الفکر بیروت ۲۱۳/۳

اقوال مکروہ اس تکذیب پر علامت ہوتے اور اُن کی بنا پر حکم کفر دیا جاتا ہے یوں ہی بعض افعال بھی اُس کی امارت اور حکم تکفیر کے باعث ہوتے ہیں۔

کافة المصنعت في القاذورات والسجود  
للصنم وقتل السبي والزنا بحصرتہ وکشف  
العورة عند الاذان وقراءة القرآن على جهة  
الاستحفاف وكل ما دل على الاستهزاء بالشرح  
لوالامه واداء به۔

جیسا کہ قرآن کریم کو گندگی میں پھینکنا، بُت کے لیے سجدہ کرنا، نبی کو قتل کرنا، اس کے موب و زنا کرنا، اذان سن کر شر منگاہ کو نہنگ کرنا، قرآن کو تحقیر کے انداز میں پڑھنا، اس کے علاوہ ہر وہ عمل جو شریعت کے ساتھ استہزاء و اداست پر دلالت کرے۔ (ت)

یہ حکم اُس جماع کا منافی نہیں ہو سکتا کہ نفس فعل من حیث جو جناہ تکفیر نہیں بلکہ من حیث کو نہ عدا علی الحدود الباطنی والتکذیب القلبی، والعیاد باللہ تعالیٰ منہ (اس لحاظ سے کہ یہ باطنی انکار اور قلبی تکذیب کی علامت ہے والعیاد باللہ۔ ت، صداول میں ترک نماز بے کف بھی کہ حقیقتہً فعل من الافعال ہے اس کا قبل سے گناہ تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

کان اھمی برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
لا یرون شیئاً من الاعمال ترکہ کذا غیر  
الصلوة۔

اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے ترک کسی عمل کے ترک کو کفر نہ جانتے۔ (م)

رواہ الترمذی والمجاہد وقل مجید  
عن شریطہما وروی الترمذی عن عبید اللہ  
بن شقیق العصبی مثله۔

اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی، اور کہا ہے کہ یہ بخاری و مسلم کی شوٹ کے مطابق ہے، اور ترمذی نے عبد اللہ ابن شقیق عصبی سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ (ت)

ولہذا ہستہ صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تارک الصلوة کو کافر کہتے سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ مشکک کشاکش کر کے اللہ تعالیٰ وجہ الکریم فرماتے ہیں،

من لم یصل فھو کافر (جو نماز پڑھے وہ کافر ہے۔ م) رواہ ابن ابی شیبہ والبخاری فی التامیخ۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، من ترک الصلوة فقد کفر (جس نے نماز چھوڑی

وہ بیشک کافر ہو گیا۔ م، رواہ محمد بن نصر المروزی و ابو عمر بن عبد الجبار

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، من ترك الصلاة فلا دين له (جس نے نماز ترک کی وہ بے دین ہے)۔ م، رواہ ابو نعیم۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، من لم يصل فهو كافر (بے نماز کافر ہے)۔ م، رواہ ابو نعیم۔

ابو درودار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، لا ايمان لمن لا صلاة له (بے نماز کے لیے ایمان نہیں)۔ م، رواہ ابن عبد الجبار۔

ایضاً امام اسحاق فرماتے ہیں،

صريح عن السجستاني رحمه الله تعالى عليه وسلم ان  
تارك الصلاة كافر وكذا نكاح كافر ساء رأى اهل  
العلم من لدن النبي صلى الله تعالى عليه  
وسلم ان تارك الصلاة حيد امن عي عذر  
حق يذهب وقتها كافر۔

اسی طرح امام ابو یوسف شیعائی سے مروی ہوا کہ ترك الصلاة كفر لا يختلف فيه (ترک نماز بے شک کفر ہے)۔ م، ابن حزم کہتا ہے،

ابن حزم کہتا ہے،

قد جاء عن عمرو بن عبد الرحمن بن عوف وصفا  
بن حبيب و ابى هريرة وغيرهم من الصحابة  
رضي الله تعالى عنهم ان من ترك صلاة فرض  
امير المؤمنين عمر فاروق اعظم و حضرت عبد الرحمن بن ملوك  
امير العشرة البشارة و حضرت معاذ بن جبل امام العلماء  
و حضرت ابو هريرة حافظ الصحابة وغيرهم اصحاب سيد المرسلين

سنة الترغيب والترهيب	من ترك الصلاة لعدم	عبد الرحمن بن عوف	ابن حزم	١ / ٣٨٥
١	"	"	"	"
٢	"	"	"	"
٣	"	"	"	١ / ٣٨٦
٤	"	"	"	"
٥	"	"	"	"

واحد متعمد، احتی یا عروج وقت ہمارے کافر مرتد، ولا یصلو لہم ولا یصلون علیہ

وقت نکل جانے وہ کافر مرتد ہے۔ ابن حزم کتاب ہے اس علم میں ان صحابہ کا خلاف کسی صحابی سے معلوم نہیں۔ مہاتمی اور یہی مذہب حکم بن عتبہ والوداعہ دلیاسی و ابو بکر بن ابی شیبہ و زبیر بن حرب اور ائمہ اربعہ سے حضرت سیف السنہ امام احمد بن حنبل اور ہمارے ائمہ حنفیہ سے امام عبد اللہ بن مبارک تلمیذ حضرت امام اعظم اور ہمارے امام کا مستاذ الامام ابراہیم بن محمد بن عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔

ذکر کل ذلک الامام الحافظ شمس الدین عبد العظیم البندری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یہ سب امام حافظ شمس الدین عبد العظیم منذری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ (ت)

اور اسی کو جہور ائمہ حنفیہ نے حق و مرجع رکھا، امام ابن امیر الحاج علی بن فراتے ہیں، عند احمد فی الروایۃ الکفرۃ اہ یقتل کفرا وحی المختارۃ عند جمہور اصحابہ، علی ما ذکرہ ابن ہبیرۃ۔ امام احمد اپنی کفر والی روایت کے مطابق اس بات کے قائل ہیں کہ اس کو کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ یہی روایت ان کے اکثر اصحاب کے نزدیک حق رہا۔

جیسا کہ قرآن مجید سنہ بیان کیا ہے۔ (ت) اور بیشک بہت ظاہر فقہوں شرعیہ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ علی صاحبہما افضل الصلوٰۃ والقیۃ اس مذہب کی تائید،

کہہ فعل جملۃ صفا خاتمة المحققین سیدنا الولد قدس سرہ العاجد فی الکتاب المستطاب الکلام الاوضح فی تفسیر الہ شرح، و فی سرور القلوب فی ذکر المحبوب، و فی جواهر البیان فی اسرار الامکان وغیرہا صفت تصانیف النقیۃ العلیۃ الریحة الثابت، علی اللہ تعالیٰ درجاتہ فی غرقات الجنان، آمین !

جیسا کہ ان میں سے کچھ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ خاتم الحقیقین سیدنا والماجد نے اپنی عمدہ کتاب الکلام الاوضح فی تفسیر الہ شرح میں، اور اسرار القلوب فی ذکر المحبوب میں، اور جواہر البیان فی اسرار الامکان میں اور اپنی دیگر مستطاب البندریہ عالی شان کتابوں میں۔ اللہ تعالیٰ جنت کے بالا خانوں میں ان کے درجے بلند فرمائے۔ آمین !

بالجملہ اس قول کو مذاہب اہلسنت سے کسی طرح خارج نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ ایک جم غفیر قدسے اہلسنت صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ہے اور بلاشبہ وہ اُس وقت و حالت کے لحاظ سے ایک بڑا قوی مذہب تھا صدر اول کے بعد جب اسلام میں ضعف آیا اور بعض عوام کے قلب میں سُستی و کسل نے جگہ پائی، نماز میں کامل چستی و مستعدی کو صدر اول میں مطلقاً ہر مسلمان کا شمار دائم حتیٰ اب بعض لوگوں سے چھوٹ چلی وہ امارت مطلقہ و علامت فاروق ہونے کی حالت نہ رہی لہذا جمہور ائمہ نے اُسی اصل اجماعی مزید بدل کر قیام آیات متکاثرہ و احادیث متواترہ پر عمل واجب جانا کہ ترک کب کبیرہ کافر نہیں یہی مذہب ہمارے ائمہ حنفیہ و ائمہ شافعیہ و ائمہ مالکیہ اور ایک جماعت ائمہ حنبلیہ وغیرہم جماعہ سیر علمائے دین و ائمہ معتدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے کہ اگرچہ تارک نماز کو سخت فاجر جانتے ہیں مگر دائرۃ اسلام سے خارج نہیں کہتے اور یہی ایک روایت حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے اسی کی رو سے یہ مذہب مذہب حضرات ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جمیع علیہ ہے، علیہ میں فرمایا:

جمہور جن میں ہمارے علماء بھی شامل ہیں اور مالک و شافعی اور ایک روایت کے مطابق احمد بھی، کی رائے یہ ہے کہ اس کو کافر نہیں کہا جائیگا۔ پھر ان میں اختلاف ہے کہ نماز چھوڑنے کی وجہ سے اس کو قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ تو تین اماموں نے کہا: ہاں کہ ہاں (قتل کیا جائے گا) پھر یہ قتل بطور حد ہو گا یا کفر کی وجہ سے؟ تو مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ بطور حد ہو گا۔ شافعی بھی اسی کے قائل ہیں اور احمد بھی، اپنی اس روایت کے مطابق جو جمہور کے موافق ہے، یعنی عدم کفر والی روایت۔ (د ت)

اور اس طرف بحمد اللہ نصوہ شرعیہ سے وہ دلائل ہیں جن میں اصل تاویل کو گنجائش نہیں بخلاف دلائل مذہب اول کہ اپنے نفاذ کثیرہ کی طرح استعمال و استخفاف و تجدد و کفران و فعل مثل فعل کفار وغیرہ تاویدت کو اچھی طرح جگہ دے رہے ہیں یعنی فرضیت نماز کا انکار کر کے یا اُسے ہلکا اور بے قدر جانے یا اُس کا ترک

ذهب الجمهور، منهم اعمامنا ومالك و  
الشافعي واحمد في رواية، الى انه لا يكفر -  
ثم احتجوا في انه هل يقتل به - ستره -  
فقال الاثمة الثلاثة، نعم، ثم هل يكون  
حدا او كفرا؟ فالمشهور من مذهب مالك  
وبه قال الشافعي، انه حد - وكذا عند  
احمد في هذه الرواية الواقعة للجمهور  
في عدم الكفر -

لال کچھ تو کافر ہے یا یہ کہ ترک نماز سخت کفرانِ نعمت و ناسکری ہے۔

ک قال سیدنا سیدنا عبیدہ العبدۃ والسلام  
 یسلو فی الشکراہ الکفر  
 یا یہ کہ اُس نے کافروں کا سا کام کیا،

الی عین ذلک صاعرف فی موضعہ و من  
 الجادۃ المعروۃ سرد المحتفل الی المحکم  
 لا عنکسہ ، کما لا یخطی ، فیجب القول  
 بالاسلام۔

اور جس کے بعض دلائل قلیلہ و غیرہ میں ذکر فرمائے از انملکہ حدیث عبید بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضور اقدس  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ،

خمس صلوات کتبہا اللہ علی العباد (پانچ نمازیں خدا نے بندوں پر فرض کیں) الی قولہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم من لم یأت بہن فیس لہ عند اللہ عہد النشاء عذیبہ و انشاء ادخلہ  
 الجحیم (جو انہیں نہ پڑھے اس کے لیے خدا کے پاس نہ عہد ہے نہ عذاب فرمائے اور پڑھے  
 تو جنت میں داخل کرے) مرواہ اکامہ مالک و ابوداؤد و الترمذی و ابن حبان فی صحیحہ (اسے  
 امام مالک ، ابوداؤد ، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ ت) یہ حدیث اُس کے اسلام پر  
 نص قاطع ہے کہ اگر معاذ اللہ کافر ہوتا تو اس کے کہنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ دوسری حدیث میں ہے حضور اکرم سرور عالم  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

لداوین ثلثۃ ، فدیوان لا یفخر اللہ منہ  
 شیئاً ، و دیوان لا یعوذ اللہ بہ شیئاً ، و دیوان  
 لا یتک اللہ منہ شیئاً ، فاما الدیوان  
 الذی لا یعمر اللہ منہ شیئاً فالا شواک  
 باللہ ، واما الدیوان الذی لا یعوذ اللہ بہ  
 و فترتین ہیں ، ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ کہے  
 اور ایک دفتر کی اللہ عزوجل کو کچھ پروا نہ ہو  
 ایک دفتر میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا  
 وہ دفتر جس میں سے اللہ عزوجل کچھ نہ کہے گا دفتر کفر  
 ہے اور وہ جس کی اللہ سبحانہ تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں

سۃ القرآن سورہ النمل ۲۷ آیت ۴

سۃ سنن النسائی باب الح فطۃ علی الصلوات الخمس نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ۸۰/۱



شيئاً عظمت العبد نفسه فيما بينه وبين سربه ،  
من صوم يوم تركه او صلاوة تركها ، فان  
الله تعالى يغفر له ذلك ان شاء متجاوز .  
واما الذين ان الله لا يترك الله منه شيئاً  
فقط لم العباد ، بينهم القصاص لا محالة

وہ بندے کا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے اپنے اور اپنے رب  
کے معاملہ میں مثلاً کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز  
چھوڑ دی کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کر دے گا  
اور درگزر فرمائے گا ، اور وہ دفتر جس میں سے کچھ  
نہ چھوڑے گا وہ حقوق العباد ہیں اس کا حکم یہ ہے  
ضرور بدلہ ہونا ہے۔ (م)

رواہ الامام احمد والحاکم عن  
أمر المؤمنين الصديقته رضي الله تعالى عنها

اسے امام احمد اور حاکم نے ام المؤمنین حضرت  
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے ،

بالجملہ وہ فاسق ہے اور ستم فاسق مگر کافر نہیں وہ شرعاً سخت سزاؤں کا مستحق ہے اللہ تعالیٰ کبک و  
شقی و احسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں اُسے قتل کیا جائے ۔ ہمارے امیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک  
فاسق فاجر ترکب کبیرہ ہے اُسے دائم المجلس کریں یہاں تک کہ توبہ کرے یا قید میں مرجعے امام محبوبی وغیرہ مشایخ حنفیہ  
فرماتے ہیں کہ اتنا دیر کہ خون بہا دیں پھر قید کریں یہ تعزیرات یہاں جاری نہیں لہذا اُس کے ساتھ کھانا پینا میل جول  
سلام کلام وغیرہ معاملات ہی ترک کریں ۔ یہ توئی زجر برسی طرہ نظر ترک عیارت میں مضائقہ نہیں یہودی کی میلا دیا  
فرمانی بطر تالیف و ہدایت تھی یہاں اس کی حیادت نہ کرنی بطر جرح ہے ، دونوں مقاصد شرعیہ میں ۔ کہ نہ زنجار  
وہ اگرچہ ہر مسلمان غیر ساعی فی الارض بالفساد کے لیے فرض ہے ۔

وهذه منه ، كقتل نفسه ، بل ادنى فان  
قتل نفسه اشد من قتل مؤمن غيره . و  
قتل المؤمن اكبر عند الله من ترك الصلوة  
وقد قال في الدر ، من قتل نفسه ، ولو عمدا ،  
يعسل ويصل عليه ، به يقتل ، وان  
كان اعظم ودمرا من قتل غيره ، قال في

اور یہ انہی میں سے ہے جس طرح خودکشی کرنے والا ۔  
بلکہ بھڑکی آؤنی ۔ کیونکہ خودکشی کرنا دوسرے مومن کو  
قتل کرنے سے زیادہ شدید جرم ہے اور مومن کو قتل  
کرنا نماز چھوڑنے سے بڑا گناہ ہے ۔ اور در مختار  
میں کہا ہے کہ جو اپنے آپ کو قتل کر دے ، خواہ جان بوجھ کر  
ہی ۔ اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی

مراد المختار: یہ یقینی، لکنہ فاسق غیر سیاح  
فی الامراض بالفساد، وان کان باعیا علی نفسه،  
کساؤ حاق بالمسلمین۔ نہ یلغی۔  
پھیلانے والا نہیں، اگرچہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے، جس طرح باقی فاسق مسلمان۔ زبلی۔ (ت)

مگر فرض عین نہیں فرض کفایہ ہے پس اگر علما و فضلاء باقد اسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی المدینہ و فی  
قاتل نفسه بفرض زبور و تنبیہ نماز جنازہ بے نماز سے خود جہاد میں کوئی عرج نہیں، ہاں یہ نہیں ہو سکتا کہ اصدا  
کوئی نہ پڑھے یوں سب آثم و گنہگار رہیں گے، مسلمان اگرچہ فاسق ہو اس کے جنازہ کی نماز فرض ہے الا ان  
استثنیٰ ولیس هذا عنہم (مگر مستثنیٰ ہیں، اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔ ت) نماز پڑھنا اس پر  
فرض تھا اور جنازہ کی نماز ہم پر فرض ہے اگر اس نے اپنا فرض ترک کیا ہم اپنا فرض کیونکر چھوڑ سکتے ہیں، درمختار  
میں ہے،

ہی فرض علی کل مسلمہ مات، خلا اربعۃ،  
بعاۃ، و قطع طریقہ اذا اقتلوا فی الحرب،  
و مکابر فی مصولیلہ، و حاق خنق غیر مرقۃ  
نماز جنازہ ہر مسلمان کی فرض ہے، جبکہ وہ مر جائے۔  
سوائے چار آدمیوں کے باغی، ڈاکو جبکہ لڑائی میں  
مات۔ نہ بتائیں رات کو شہر میں غنڈہ گردی کرنا والا  
اور کلا گھونٹنے والا جس نے کئی مرتبہ یہ کارروائی کی ہو۔  
اسی طرح غسل دینا، مقابر مسلمین میں دفن کرنا امانت اللہ تعالیٰ علی الاسلام الصادق، اللہ سرفراز  
امین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔ امین۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

جلد ۲۵، صفحہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ بمطابق ۱۹۹۴ء

جناب مولوی صاحب دہم اقبالکم۔ بعد سلام علیک کے طمس ہوں کہ اکثر لوگ یہ لکھتے ہیں کہ جس نے نماز کو  
چھوڑا اس میں اور شرک میں کچھ فرق نہیں، تو عرض یہ ہے کہ اگر یہ بات سچ ہے تو اکثر لوگ بے نماز ہیں کیا وہ  
سب لوگ شرک میں داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ جو کچھ آیت و حدیث کا اس بارہ میں حکم ہو تحریر فرمائیے تاکہ  
معلوم ہو۔ بینہ اتوجروا۔

## الجواب

بلاشبہ حدیث میں آیا ہے کہ ہم میں اور مشرکوں میں فرق نماز کا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو نماز کا ناک ہے وہ مشرکوں کے فعل میں ان کا شریک ہے پھر اگر دل سے بھی نماز کو فرض نہ جانے یا ہلکا سمجھ جب تو سچا مشرک پورا کافر ہے ورنہ اس کا یہ کام کافروں مشرکوں کا سا ہے اگرچہ وہ حقیقتہً کافر مشرک نہ ٹھہرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۵۳ھ از جو ناگزیر سرکل مدارالہمام مرسلہ تروی امیر الدین صاحب ۲۰ رجب ۱۳۱۶ھ

ایک واعظ برہیلس بیان کرتا ہے کہ جس شخص نے ایک وقت کی نماز قصد ترک کی اس نے ستر مرتبہ بیت اللہ میں اپنی ماں سے نہ کیا، مستغنی حوب جانتا ہے کہ بے نمازی سے بڑا اللہ کے نزدیک کوئی نہیں اور شرع شریف میں اس کی بے وحید بھی سخت آتی ہے مگر دینا طلب یہاں ہے کہ الفاظ مذکورہ کتاب وسنت و اختلاف ائمہ سے ثابت ہیں یا نہیں برتھیر ثبوت نہ ہونے کے قائل کی نسبت شریعت کا کیا حکم ہے؟

## الجواب

معاذ اللہ کسی وقت کی نماز قصد ترک کرنا کبیرہ شیعہ و جریہ عظیمہ ہے جس پر سخت عذاب کا جائزہ عیدیں قرآن عظیم و احادیث صحیحہ میں وارد، مگر بد مذہب اگرچہ کیسا ہی نمازی ہو اللہ عزوجل کے نزدیک سنی بے نماز سے بدتر ہے اس کے فتنی عقیدہ فتنی عمل سے سخت تر ہے اور صرف گناہان جوارح میں کلام کیجئے تو مسلمان کو عمدہ اتالی قتل کرنا ترک نماز سے سخت تر ہے اس پر اگر عادیث میں حکم کفر ہے اس پر تو قرآن عظیم میں حکم خودی الی انار ہے۔ و لیس اللہ تعالیٰ۔ واعظ نے جو مضمون بیان کیا اس کے قریب قریب دربارہ سود خوار امدادیت مرفوعہ حضرت ابوہریرہ و حضرت اسود زہری خال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت برار بن عازب و حضرت عبداللہ بن سلام و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عباس و انار موقوفہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ابن ماجہ وابن ابی الدنیاء و ابن جریر و بیہقی وابن منذر و ابوالفہم و طبرانی و حاکم و ابن عساکر و بیہقی و عبد الرزاق کے یہاں مروی و قد ذکرنا ہا بختیار مجاہد فی کتاب البیوع میں صاف و صاف اس کو ہم نے تمام تحریکوں کے ساتھ اپنے فتاویٰ کی کتاب البیوع میں بیسب کیا ہے۔ مگر ان میں سے کسی میں بیت اللہ کا ذکر نہیں البتہ ایک حدیث صحیحہ میں عظیم کعبہ کا ذکر ہے کہ ظنہ زمین کعبہ ہے نہ یقیناً، اس میں ماں کا لفظ نہیں۔ امام اسعد و طبرانی عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

بسنہ صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

درهم من یا باعہ السرحل، وهو یصلہ، اشد  
عبد اللہ من ستۃ وثلاثین منیۃ فی الحرمین۔  
ایک درہم سود کا کہ آدمی دانستہ کھالے اللہ تعالیٰ کے  
نزدیک عظیم کعبہ میں چھتیس بار زنا کرنے سے سخت تر ہے۔

اور بار بار ترک نماز اگرچہ اس سے سخت تر نہ متاثر نہ ہوئی یہاں تک کہ احادیث مرفوعہ حضرت جابر  
بن عبد اللہ و حضرت بکر بن اسلمی و حضرت عبادہ بن صامت و حضرت ثوبان و حضرت ابو ہریرہ و حضرت عبد اللہ  
بن عمر و حضرت اسلم بن مالک و حضرت عبد اللہ بن عباس و آثار موقوفہ حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ و حضرت  
عبد اللہ بن عباس و حضرت عبد اللہ بن مسعود و حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت ابو دردار و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم میں احسن و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم و طبرانی و محمد بن نصر مروزی و ہروی و  
بزار و ابویں و ابوبکر بن ابی شیبہ و تاریخ بخاری و ابن عبد البر و غیر ہم کے یہاں ترک نماز پر صراحتہ حکم کفر و جہنمی  
مردی کا اعلان الصمدی فی الترمذی (جیسا کہ امام مندرجہ نے ترمذی میں پوری تفصیل بیان  
کی ہے۔ ت۔ مگر اس بارہ میں وہ الفاظ ذکر و اعطی ذکر کیے اصل نظر سے نہ گزرنے و اعطی سے سد مانگی جائے اگر  
سنہ معتبر میں نہ کر سکے تربتہ ہاں سے ادا داخل جامع میں اور نہ واضح و العیاذ باللہ صاحب الطہمین واللہ بھجھہ  
و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۳ از غازی پور علمیاں پورہ مسئلہ غشی علی بخش صاحب حرر دفتر جمعی غازی پور

۱۰ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرعاً متین اس مسئلہ میں کہ ایک وقت کی نماز قضا کرنے سے بھی آدمی  
فاسق کہہ جاسکتا ہے یا نہیں،

## الجواب

ہاں جو ایک وقت کی نماز بھی قصد آبا عذر شرعی دیدہ و دانستہ قضا کرے فاسق و مرتکب کبیرہ و  
سستی جہنم ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۴ از سنی بحیث مدرستہ الحدیث در محرم الحرام ۱۳۲۲ھ

یہ کہنے ایک عالم کے فرمانے سے مسلمانوں کے زور و یوہ تجویز پیش کی کہ جو شخص نماز نہ پڑھے اُس کو حق پرانی  
نہ دیا جائے اور جتنے وقت کی نماز نہ پڑھے ایک پیسہ جرمانہ ہونا چاہیے۔ زید نے اس کا یہ جواب دیا کہ اس طور کی

نماز پڑھوانی زیر دوزخ کا ہے اس بارہ میں حکم شریعت کیا ہے جیسا کہ جروا۔

### الجواب

حقہ پانی نہ دینے کی تجویز ٹھیک ہے اور مالی جرمائز جائز نہیں۔ لاکھ شیئ کان و نسخہ کما بیہ الا مام ابو جعفر الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ (کیونکہ یہ چیز پہلے تھی لیکن بعد میں منسوخ ہو گئی تھی جیسا کہ امام ابو جعفر الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔ ت) مگر زید کا وہ مگر بہت بڑا اور سخت بیجا ہے فاسد المصداقۃ العالیۃ تجوز عند الا مام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کیونکہ مالی جرمائز امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جائز ہے۔ ت) نماز پڑھوانا زیر دوزخ نہیں بلکہ نہ پڑھنا۔ تہذیب توہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۵۶۹) از علی گڑھ کالج کرہ نمبر ۶ مسلسل محمد عبد الحمید خاں یوسف ذی مسعود کورٹ ۲۹ صفر ۱۳۲۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ کے کہ ایک مسلمانوں کے مدرسہ میں جہاں انگریزی تعلیم ہوتی ہے بنگلانہ نماز کی سخت تاکید ہے مسجد میں بعد ہر نماز کے ہر طالب علم کی حاضری ایک رجسٹر میں درج ہوتی ہے اور جو غیر حاضر پائے جاتے ہیں ان پر جرمانہ ہوتا ہے اس رجسٹر کے ساتھ کہ فجر، ظہر، عصر اور عشاء کی غیر حاضری میں فی نماز دو پیسے فی کس جرمانہ اور مغرب کی غیر حاضری میں فی کس ۲ جرمانہ ہوگا، آیا یہ طریقہ نماز کی حاضری لینے اور جرمانہ کر کے کہانہ اور دینے شرعاً جائز ہے اس کی نظر سے کہ طالب علم خصوصاً انگریزی کے نماز کی طرف شاید بوجہ اثر نئی روشنی کے رجوع نہ ہوں لہذا ضرورت اس قسم کی کارروائی مناسب ہے اور ایسا کیا جاسکے میں چنداں حرج نہیں ہے آیا یوں صحیح ہے۔ فقط

### الجواب

تقریر بالمال منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل جائز نہیں۔ درمختار میں ہے: لا بائعہ مال فی المذہب للبحر۔ مال لینے کا جرمانہ مذہب کی رو سے جائز نہیں ہے بحر (د) اسی میں ہے:

وفی المجتبیٰ انہ کان فی ابتداء الاسلام  
لنفسہ  
رد المحتار میں بحر ہے،  
اور مجتبیٰ میں ہے کہ ابتداء اسلام میں تھا، پھر  
منسوخ کر دیا گیا۔ (د ت)

واحد في البزازية ، ان معنى التقرير  
 باخذ المال ، على القول به ، امساك شئ  
 من ماله عنه مدة ليست جبر ، ثم يعيده الحاكم  
 اليه ، لان ياخذ له الحاكم لنفسه او لبيت  
 المال ، كما يتوهمه النظار ، اذ لا يجوز لاحد  
 من المسلمين اخذ مال احد بغير موجب  
 مشروع .

اور برازیہ میں افادہ کیا ہے کہ مالی تقریر کا قول اگر  
 اختیار کیا بھی جائے تو اس کا صرف اتنا ہی مطلب ہے  
 کہ اس کا مال کچھ مدت کے لیے روک لینا تاکہ وہ باز  
 آجائے ، اس کے بعد حاکم اس کا مال لوٹا دے ،  
 نہ یہ کہ حاکم اپنے لیے لے لے یا بیت المال کے لیے  
 جیسا کہ ظالم لوگ سمجھتے ہیں ، کیونکہ شرعی سبب کے بغیر  
 کسی کا مال لینا مسلمان کے لیے روا نہیں ہے نہ

ہاں وہ طلبہ جن کو وظیفہ دیا جاتا ہے ان کے وظیفہ سے وضع کر لینا جائز ہے فانہ یس اخذ شئ من مملکھہ  
 بل امتنع تہدیت شئ منہم (کیونکہ یہ ان کی ملکیت سے کوئی چیز لینا نہیں ہے بلکہ اس چیز کو ان کے ملک میں  
 جملے سے روکنا ہے ۔ ت ۔ ) یا جو طلبہ فیس نہیں دیتے جس روز محاکمات

میں حاضر نہ ہوں دوسرے روز ان سے کہا جائے کل تم نے جماعت قضا کی آج بغیر اتنی فیس دینے کہ تم کو سنی روایات کا  
 اور جو ماہوار فیس دیتے ہیں اس میں سے تو ان سے کچھ نہیں کہا جاسکتا ، دوسرے مہینے کے شروع پر ان سے کہا جائے  
 کہ گزشتہ مہینے میں تم نے اتنی جہتیں کس کس ، نہ مہینے میں تم نے اتنی جہتیں کس کس ، وجہ تک اس قدر زائد فیس  
 نہ داخل کرو و لکن لان الاجارۃ تنعقد شیئاً متیاناً (اور اس لیے کہ جہاد بتدریج منعقد ہوتا ہے ۔ ت ۔ )  
 یا یہ صورت ممکن ہے کہ ہر مہینے کے شروع میں طلبہ کو کوئی خفیف قیمت کی چیز مثلاً قلم یا تھوڑی سی روشنی یا  
 کاغذ تقسیم کیا جائے اور یہ تقسیم بطور بیع ہو اس قیمت کو جو اتنا ہی جہاد قضا ہے جماعت کا ان کے ذمے ہو سکے مثلاً یہ قلم  
 سات روپے کو جم نے تمہارے ہاتھ بیچ کیا اور ان سے کہہ دیا جائے کہ یہ بیع قطعی ہے اس میں کوئی شرط نہیں ہم اس سے  
 جدا ایک وصعہ احسانی تم سے کھتے ہیں کہ اگر تم نے اس مہینے میں بلا غرض بیع شرعی کوئی جماعت قضا کی تو سزاوارہ پر یہ  
 زر تمہیں تمام و کمال تمہیں صاف کر دیں گے اس صورت میں بھی قضا ہے جماعت کی حالت میں وہ ٹمن کل یا بعض ان  
 سے وصول کر لینا جائز ہوگا ۔

ولا یلزم فساد البیع بالشرط المعهود القائم  
 مقام المفقود ، تقدم التصریح بنفیہ ،  
 وانہ یجوز یفوق الدلالۃ ، كما افادہ الاحام  
 اور شرط معهود سے جو کہ مفقود کے قائم مقام ہو ، بیع  
 کا فاسد ہونا لازم نہیں آتا ، کیونکہ پہلے اس کی  
 صراحت نفی ہو چکی ہے اور صراحت کو دلالت پر ترجیح حاصل

قاصحان فی فتاواہ - واللہ تعالیٰ اعلم۔ جیسا کہ امام قاضی نے اپنے فتاویٰ میں افادہ

کیا ہے۔ (دست)

مسئلہ ۲۵۷ از بشارت گنج مرسلہ فتح محمد صاحب ۳۴ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ آیا جہاز پر یا چلتی ریل گاڑی میں نماز کی بابت کیا حکم ہے اگر سنت و فرض و نفل ادا کیے جائیں تو ہوتے ہیں یا نہیں۔ بیّنوا توجروا۔

### الجواب

چلتے جہاز خواہ ٹرک کیے ہوئے ہو اور کنارے سے میلوں دور ہو اس پر نماز جائز ہے اور تاؤ اگر کنارے پر ٹھہری ہے اور جہاز کی طرح زمین پر نہیں بلکہ پانی پر ہے اور یہ اتر کر کنارے پر نماز پڑھ سکتا ہے تو ٹھہری ہوئی تاؤ میں بھی فرض اور تراویح کی سنتیں نہ ہو سکیں گے اور چلتی ہوئی میں بدرجہ اولیٰ نہ ہوں گے جیسے سیر دنیا کے بحرے کنارے کرتے ہیں اور انہیں روک کر زمین پر نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر اتر کر کنارے پر نماز نہ پڑھ سکتا اپنی ذاتی معذوری ہے تو ہر نماز ہو جائے گی اور اگر کسی کی حاجت کے سبب ہے تو پڑھ لے اور پھر پھر سے یہی حکم ریل گاڑی پر چلتی ہوئی ریل میں سب نمازیں جائز ہیں اور چلتی ہوئی میں سنت صبح کے سوا سب سنت و نفل جائز ہیں مگر فرض و وتر یا صبح کی سنتیں نہیں ہو سکتیں اہتمام کر کے کہ ٹھہری میں پڑھنے اور دیکھ کر وقت ہوتا ہے پڑھ لے اور جب ٹھہرے پھر پھر سے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۸ از گری ذاج نہ رائے پور ضلع مظفر پور مرسلہ حمید الجبار صاحب ۳۰ رجب ۱۳۳۹ھ

زید پیکر شیار مسکوہ حالت حواس خمسہ و طہارت جسم و جامدہ و عدم موجودگی بدلو کے مسجد میں نماز ادا کر کے پس ای صورتوں میں نماز مقبول ہوئی یا نہیں و حکم سکر کمان تک مذہب امام ابوحنیفہ میں ہے۔

(۲) ایک شخص نے چار پیالے ٹاٹری پی اُسے نشہ نہیں ہوا اور بدبو بھی باقی نہیں نماز ادا کی ہوئی یا نہیں (۳) نماز ظلم و ربوہ نماز مقبول ہے یا نہیں؟ معاصی ربوہ خوار و شراب خوار میں کس قدر فرق ہے و نماز جنہ ربوہ خوار، شراب خوار و ظالم و منین کی جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

طبرانی نے بسند حسن سائب بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من شرب مسکرا ما کان له تقبل لمصلاة  
جو کوئی نشہ کی چیز پئے چالیس دن اس کی نماز قبول  
نہ ہو۔ (م)

مگر وحیدات سب مقید مشیت ہیں و یقصر ما دون ذلك لمن يشاء (اسی سے یعنی شرک سے)  
کم تر گندہ، جس کے چاہے بخش دے۔ ت)

صورت مذکورہ میں صحبت نماز و ادائے فرض میں شبہ نہیں رہا قبول عمل عدل میں اس کی شرط عظیم ہے  
انما يتقبل الله من المتقين (اللہ تعالیٰ متقین ہی سے قبول کرتا ہے۔ ت) اور مقام فضل حدث عن  
البحر ما شئت ولا تخرج (سند کے جو وہ سخا کے بارے میں جو چاہو بیان کرو، اس میں کوئی عرج نہیں ہے۔ ت)  
یہاں یہ العزۃ نے حدیث مقرر فرمائی ہے حق تعالیٰ ما تقولون (یہاں تک کہ تم حساب نہ جو کچھ  
کہہ رہے ہو۔ ت) جب حالت یہ ہو اور شرائط مجتمع، تو زید سے عدم قبول پر جرم جمل و جرات علی اللہ ہے جیسے عمرو  
غیر شراب سے قبول پر اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون کیا تم اللہ پر افترا کرتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ ت)  
ہاں احمد فائز کہہ سکتے ہیں کہ شراب کی نماز چالیس دن قبول نہیں، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا، غاصص زید  
پر حکم باطل ہی ہے جیسے لا لعنة الله علی الظالمین (معاذ سرکظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ ت) یوں کہنا  
جائز کہ ظالم ظلم میں اور یہ کہنا حرام کہ زید پر لعنت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم، نماز شبہ برگی استماع شرائط و ارتکاب موانع کے بعد جواز پر دلیل طلب کرنا حاجت  
ہے، جو کہ نہ ہوئی وہ دلیل دے۔ یہ جمل و مکابرہ و تائید کا شیوہ ہے کہ قائل جواز سے دلیل طلب کریں اور حرام  
کھنے کے لیے دلیل کی حاجت نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال سوم، قبول نماز کا جواب اول اور فرضیت نماز جواب سوم سے واضح رہا و شراب  
دونوں حلال و گناہ کبیرہ میں خراگہم الخیانت ہے کہ اسے پی کر جو بھی ہو تمہارا ہے تو رہا میں حق العبد بھی ہے۔

علت یعنی اس کے جنازہ کی نماز کی فرضیت ۱۲ (م)

عنه یہ سائل کے سوال کے اعتبار سے سوم ہے جو ذیل میں منقول ہوا ہے۔ (م)

۱۔ المعجم الکبیر للہجراتی ص ۶۶۲ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۳۴۷ھ

۲۔ القرآن، سورہ النہار ۴، آیت ۴۸

۳۔ القرآن، سورہ النہار ۴، آیت ۴۴

۴۔ القرآن، سورہ ہود ۱۱، آیت ۱۸

۵۔ القرآن، سورہ النہار ۵، آیت ۲۷

۶۔ القرآن، سورہ الاعراف ۷، آیت ۲۸



لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل (باطل طریق سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ مت) واللہ تعالیٰ اعلم۔  
 مسئلہ (۲۶۰) مدرسہ اہل سنت مظہر اسلام بریلی مسؤل مولوی محمد افضل صاحب کابلی ۱۲ صفر ۱۳۳۷ھ  
 شخص ایک نماز از وقت تاخیر کند یعنی سستی کند و کوئی شخص اگر ایک نماز میں وقت سے تاخیر کرے یعنی سستی کرے  
 اور نیز کند قضا سے ہفتا و ہزار سال درد و زحمت یمانہ اگرچہ بغیر اس ادا کرے تو اس کو دوزخ میں اتار دینا پڑے گا  
 اس مسئلہ صحیح است یا نہ۔ کہ ستر ہزار سالوں کی نماز اس قدران قضا کی جاسکے۔ کیا  
 یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں؟ (مت)

### الجواب

تاخیر آنچنان کہ بلا عذر شرعی از وقت برآمد و قضا کند عذر شرعی کے بغیر اتنی تاخیر کہ وقت چلا جائے اور قضا کرنی  
 بلا شبہ حرام و فسق و کبیرہ است عذاب مغفر تش پڑے۔ بے شک حرام، فسق اور کبیرہ گناہ ہے۔ اس  
 مغفوض بمشیت است و بیچ مسلمان بیش از عمر دنیا کو عذاب دینا یا بخش دینا اللہ کی مشیت کے سپرد ہے  
 کہ ہفت ہزار سال سے درد و زحمت نماز، واللہ تعالیٰ اعلم اور کوئی مسلمان دوزخ میں دنیا کی عمر یعنی سات ہزار  
 سال سے زیادہ نہیں رہے گا۔ (مت)

مسئلہ (۲۶۱) حافظ نجم الدین صاحب گدہ ۷۰ شہرہ نس بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز کے واسطے سوتے آدمی کو جگا دینا  
 جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

ضرر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ (۲۶۲) از فتح گدہ ملا سنگت ضلع فرخ آباد مسؤل شہاب الدین صاحب ۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہاں چند پنجاتی قویم بعد از کثیر طحا اپنے اپنے  
 گروہ کے قہاد کے آباد ہیں اور ہر ایک جمعیت وہی مشہور نظام اپنی برادری کا رکھتی ہے جو قریب قریب ہر ایک مقام  
 پر ایسی جمعیتوں میں رائج ہیں یعنی کسی سے کوئی امر خلاف پیش آنے پر جو متعلق برادری ہو اپنے چودھری کے نوٹس میں  
 اور بصورت اجتماعی اس درجہ سزا کا استحقاق و اقتدار رکھتی ہے کہ کلام و سلام اور طعام نیز ہر ایک تعلق دنیوی  
 اُس اختلاف کرنے والے شخص سے ترک کر کے اس کو ہی نہیں بلکہ جو اس کا ہم نوا یا جو ہم خیال ہو تاوقتیکہ بعد از انگلی

تاوان مقرر شدہ قومی آئندہ کے لیے قابل قبول ضمانت نہ پیش کر دے یہی زندگی جو حیات کی بدترین نمونہ ہے گزرا نہ پر محور ہوگا پس جو نچا پتیں ایسا احسن نظام امورات دنیوی میں رکھتی ہوں کیا از روئے شریعت شریف متعلق احکامات دینی بانجھوں صوم و صلوٰۃ بعض افراد اپنے اپنے گروہ کو محض موجودہ حالت اسلام سے جو تکلیف و ادبار کا روح فساد و رعب ہے متاثر ہو کر ذیہ امر بجانب اللہ ہے کہ ایک وقت میں ہر جمعیت کی بعض خداتر کس مسیتوی کو ایسا خیال پیدا ہوا۔ اگر انھیں قلمی قواعد و ضوابط برادری سے کام لے کر اپنے وابستگان کو پابند صوم و صلوٰۃ و نیز اور کچھ ہوسے نانیبیا طرز سے جو سر اسر خلافت اسلام ہی نہیں بلکہ نفسیک کا باعث ہیں۔ مثلاً شرابکاری و جوگوتا شش اور وارھی منڈونا حسب تعلیم فرقان مجید و فرمودہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم درست کرنے کا مضطرب کن راجحان ہو تو ان کو یہ اعتبار نہ مرقومہ بالا قید کا استعمال جبکہ امورات دنیوی میں ہمیشہ سے ہر طرح حاصل ہو گیا حسب تعلیم اسلام اپنے افراد کو حقیقی و پتہ مسلمان بنانے میں جائز ہوگا و نیز بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے یا نہ! اور حکم تہدید ہی اس میں کیا ہے؟

### الجواب

جو تنبیہ و تہدید و تادیب و تشدید اپنے امور دنیوی میں کرتے ہیں امور دینیہ میں بددجہ اولیٰ ضروری ہے اگر دنیا کے طالب اور دین سے غافل ہیں اس وجہ سے اس کے ماریں اور اُس کے عامل ہیں کیا اچھا ہو کہ اللہ تعالیٰ اُن میں یہ پیداکرے اور اپنی دنیا سے بڑھ کر دین کا انتظام کریں جو امور تادیبی اور نہ کو رہوسے سبھا کر ہیں، مگر مالی جواز لینا حرام۔ مسلمان کے جنازہ کی نماز فرض ہے اگرچہ وہ نماز نہ پڑھتا ہو، اس میں حکم تہدید صرف اتنا ہے کہ علماء و صلحا جن کے پڑھنے سے اُمید برکت ہوتی ہے بے نماز کا جنازہ خود نہ پڑھیں عوام سے پڑھوائیں۔ لیکن یہ کہ کوئی نہ پڑھے اور اُسے بے نماز دفن کر دیں یہ جائز نہیں۔ ایسا کریں گے تو جنتوں کو اطلال بنا دیں گے سب گنہگار ہوں گے عالم ہر ل خواہ جاہل اللہ اُن کی قبر پر نماز پڑھنی واجب ہوگی جب تک اُس کا بدن سلامت رہنا منظور ہو و اللہ تعالیٰ اعلم

۱۲۶۳ھ محمد رضا خانی محلہ برٹری ٹولہ از انجمن خادم الساجدین مورخہ ۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ہادیان شریعت متین اس مسئلہ میں کہ کچھ غریب مسلمان انجمن خادم الساجدین کے بغرض تیغ صلوٰۃ شہر سے باہر مواضع میں ایسی جگہ پر پیدل اور دھوپ اور پیالہ کی تکلیف اور بنا کسی نفع ذاتی کے فی سبیل اللہ آدھی رات سے اُٹھ کر گئے اور دوسرے دن واپس آئے، بعض لوگ ان میں بھوکے پیاسے بھی شامل تھے تقریباً ایک سو مسلمان مستعد نماز ہو گئے، اُن کے واسطے کیا اجر ہے تاکہ آگے کو ہمت بڑھے۔

(۲) ایک شخص انجمن سے باہر کا سول کرتا ہے تاکہ میں چلو اور اُن سے کرایہ لو، کل خرچہ کھانے پینے کا ۱۰ اور اس میں رکھا ہی کیا ہے کوئی اپنے لیے نماز پڑھے گا تم کیوں کوشش کر رہے ہو؟ شخص کیسا ہے اور جو لوگوں کو ہمت شکستہ

کرے وہ کیسا ہے۔

### الجواب

پہلے لوگوں کے لیے ان کی نیت نیک پر اجر عظیم ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
 لان یسدی اللہ بک سر جلاھیں لکے مما طلعت  
 من الشمس وعربت  
 قویر تیرے لیے تمام روئے زمین کی سلطنت ملے گی

بہتر ہے۔ (م)

ہدایت کو جانے کے لیے آتے جاتے جتنے قدم ان کے پڑیں ہر قدم پر دس نیکیاں ہیں، قال اللہ تعالیٰ،  
 تکتب ما قدم مواء اشا سہ شہ۔ ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے گئے صحابہ اور جن شان پیچھے چھو گئے (م)  
 اور جو غیر سواری نہ جاسکتا ہو اس کا سواری مانگنا کچھ جرم نہیں، یوں ہی غریب راہ بھی لے سکتا ہے مگر یہ  
 کن کہ تم کیوں کہشش کرتے ہو شیطان قیل ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر فرض ہے فرض سے روکنا شیطان کا کام ہے۔  
 بنی اسرائیل میں جنہوں نے محل کا شکار کیا سخت وہ بھی بند کر دئے گئے اور جنہوں نے انہیں نصیحت کرنے کو منع کیا تھا  
 کہ لہو تعطون قوم اللہ مہدکھم او معذبہم عذابا شدیداً (کیوں ایسوں کو نصیحت کرتے ہو جنہیں  
 اللہ ہلاک کرے گا یا سخت عذاب دے گا۔ م۔ یہ بھی تباہ دے گا اور نصیحت کرنے والوں نے نجات پائی، اور  
 یہ کہنا کہ "اس میں رکھی ہی کیا ہے" سب سے سخت لکڑ ہے، اس کھنڈے کو تجدید اسلام و تجدید نکاح چاہئے  
 اللہ تعالیٰ اعظم۔

مسئلہ ۲۱۵ از بریلی محلہ ملوک پور مسٹر شفیع احمد خان صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ  
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انجن کار یا بس کردہ قانون کہ جو مسجد میں ایک وقت کی نماز  
 کو نہ آوے اور نہ آنے کا کوئی قابل الیمان عذر بھی نہ ہو تو اس کو مسجد میں ایک ٹوٹا رکھ پڑے گا۔ یہ حکم شرعی  
 سے ناجائز تو نہیں ہے؟

### الجواب

اگر وہ شخص اپنی خوشی سے ہر غیر حنفی کے جرماتہ میں تلو ٹوٹے یا تلو روپے دے تو بہت اچھا ہے اور ان  
 روپوں کو مسجد میں صرف کیا جائے لیکن جبراً ایک ٹوٹا یا ایک کوڑی نہیں لے سکتا۔ فان المصادرة بالمال منسوخ

لے جامع الصغیر مع فیض القدر حدیث ۷۱۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۵۹/۵

لکھ القرآن سورہ یونس ۳۶ آیت ۱۲

لکھ القرآن سورہ الاعراف ۷ آیت ۱۶۴

والعمل بالمنسوخ حرام (کیونکہ مالی جبرائے منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل کرنا حرام ہے) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۶: سید عرفان علی صاحب رکن النجف خادم المساجدین ربڑی ٹولہ بریلی ۲ صفر ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جبکہ عشرہ محرم میں نماز کا انتظام منجانب النجف کیا گیا تھا تو اب اس موقع پر کہ محمد علی و شوکت علی بریلی میں آ رہے ہیں اور سبکچے سے ۶ بجے تک شہر میں گشت کریں گے اور پھر جوہلی باغ میں تھری کریں گے پبلک ہاؤس کثیر التعداد ان کے جلوس میں جوہلی باغ میں ہوگی اور اس اثنا میں نماز عصر و نماز مغرب و نماز شاکا دقت ہوگا پس ایسی حالت میں منجانب النجف مسلمانوں کو تنبیہ کرنا اور ان کو نماز کے واسطے آمادہ کرنا کوئی نقص شرعی تو نہیں پیدا کرتا ہے، اور نماز کی ترغیب ایسے مواقع پر دلانا موجب ثواب داین ہے یا نہیں؟

### الجواب

نماز کی ترغیب ہر وقت و ہر حال میں ہونی چاہئے اگرچہ نایاب کی مجلس ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۷: از شہر (بریلی) محلہ سوداگران مسئلہ مولوی محمد رضا خان صاحب عرف تھے میاں صاحب

ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے چند شخصوں کو طرح طرح خوش آمدانہ زیار محبت کے طریقے سے نماز باجماعت کی تاکید کیا کہ لوگوں کو سب اس پر کار بند نہ پایا بند ان سے ایک شخص نے دو مرتبہ ترک نماز کا اقرار زید کے سامنے کیا عشرہ کی جبکہ صلاۃ ہو چکی زید انہیں لوگوں کے پاس بیٹھا تھا سب سے نماز کے واسطے کہا ایک شخص نے جواب دیا ہم ابھی آتے ہیں کوئی بیماری یا مجبوری نہ تھی جس نے کہا تھا ہم ابھی آتے ہیں وہ نہ آیا بعد فجر اس سے پوچھا عشا کی نماز کہاں پڑھی؟ جواب دیا کہ میں نماز کے معاملہ میں جھوٹ نہ بولوں گا میں نے نہیں پڑھی۔ صبح کی نماز کے لیے اکثر زید ان سب صاحبوں کو جٹایا کرتا بعض آتے اور بعض ہوشیار ہو کر اطمینان دلا کر پھر سوجاتے ای میں سے ایک شخص ایک یا دو مرتبہ پاخانے کیا فارغ ہو کر پھر سو رہا ایسا چند بار کا زید کا عینی مشاہدہ ایک شہادت زید کو ملی کہ ہوا خوری کو وقت مغرب ان صاحبوں کا پورا مجمع جنگل میں گیا، یہ مشاہدہ بھی ساتھ تھا، مشاہدہ کے سوا سب نے ہنسی مذاق میں نماز کھودی ان کی متعدد و مرتبہ ایسی حرکات دیکھ کر سمجھا یا کہ تم لوگ اپنے وطن عزیز و اقربا کو چھوڑ کر بادی بننے کو آتے ہو ہرگز وہ شخص بادی نہیں ہو سکتا جس کے دل میں عشق و رسالت نہ ہو اور نماز سب سے زیادہ حضور کو محبوب۔ نماز پر حویہ تمہارے ساتھ ہر جگہ بھلائی کرے گی۔ جب اس پر بھی کار بند نہ ہوئے تو زید نے ان سے انہوں نے زید سے ترک کلام کر دیا پھر ایک مرتبہ زید نے کہا کہ من تروک الصلاۃ متعمدا افتد کفر کے تم مرتکب ہو اور یہ تین سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا نہ سبب ہے تم نماز کی توہین کرتے ہو اللہ تمہاری نماز جازہ نہ جوئے دے میرے عقیدہ میں بالارادہ ترک کرنے والا کافر ہے اس پر زید

کی نسبت کیا حکم ہے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب کہ تارکِ صلاۃ کی تکفیر میں سکوت ہے یا تارکِ صلاۃ اپنے داعیِ رحمت میں لے کر کفر سے بچا دیتے ہیں۔ جب زید پر اعتراض ہو کہ مذہبِ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تارکِ صلاۃ کافر نہیں تم امامِ برحق پر فتویٰ لگاؤ۔ اُس نے جواب دیا کہ میرے باپ کا یہ حکم نہیں، نہ اس سے میری مراد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سکاوت سے علیحدہ چلنا تھا بلکہ زجر آگیا تو اس کلمے والے پر کیا حکم ہو گا؟ اور اگر کوئی حنفی بزرگ امامِ برحق کا حکم تارکِ صلاۃ پر تکفیر کا نہ ہو یہ عقیدہ رکھے کہ تارکِ صلاۃ عدا کافر ہے اور اس عقیدہ کو ظنی جلسہ تو اُس پر کیا حکم ہے۔ جنہوں نے زید کے اس قول پر یوں تفریضا ایک دوسرے صاحب سے کہا لیجئے آپ کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں مسلمانوں کو کافر کہا جاتا ہے ایسوں کا کیا حکم ہے، مینا تو جروا۔

### الجواب

بلاشبہ صمد با صواب کرام و تابعین عظام و مجتہدین اعلام و ائمہ اسلام علیہم الرضوان کا یہی مذہب ہے کہ تارکِ صلاۃ کافر ہے اور یہی معتقدِ صحیح حدیثوں میں منصوص اور خود قرآنِ کریم سے مستفاد، و اقیمو العتق و لا تکلونوا من المشرکین۔ نماز قائم کرو اور کافروں سے نہ ہو جاؤ۔ (م) نہانہ سفن صالح خصوصاً صدر اول کے مناسب بھی حکم تھا اس نہانہ میں ترکِ نماز ملامتِ کفر تھا کہ واقع نہ ہوتا تھا مگر کافر سے جیسے اب نہانہ مذہب یا قشتہ کی علامت کفر ہے جب وہ نہانہ خیر گزر گیا اور لوگوں میں تہادون آیا وہ علامت ہوتا جاتا رہا اور اصل حکم نے خود کیا کہ ترکِ نماز فی نفسہ کفر نہیں جب تک اُسے ہلکایا حلال نہ جانے یا قرینیت نماز سے منکر نہ ہو، یہی مذہبِ سنیہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ حنفی کو ظنی طور پر اس کے خلاف کا معتقد ہو خالی ضرور ہے کہ اب یہ حکم خلافِ تحقیق و نامنصور ہے مگر وہ اس کے سبب نہ معاذ اللہ گمراہ ٹھہرے گا نہ حقیقت سے خارج کہ مسئلہ فقہی نہیں اور اکابر صحابہ و ائمہ کے موافق ہے۔

اور مفسرین کا کہنا کہ تم امامِ برحق پر فتویٰ لگاؤ، محض جہالت اور شانِ امام میں گستاخی ہے۔ کیا صمد با صواب و ائمہ کا وہ فتویٰ معاذ اللہ حضراتِ امام پر لگتا ہے۔ عدا تارکِ صلاۃ پر لگتا ہے نہ کہ اُسے کافر نہ جاننے پر۔ معتز ضعیف اگر خوفِ خدا کرتے تو انہیں اس کی شکایت نہ ہوتی کہ کفر کے فتوے لگنے لگے بلکہ اس کا خوف ہوتا کہ صمد با صواب و ائمہ ان کے کفر پر فتوے دے رہے ہیں۔ کیا محال ہے کہ عند اللہ اُنہی کا فتویٰ حق ہو، مسائل اختلافیہ ائمہ میں حق نہ رہتا ہے کسی کو یقیناً خطا پر نہیں کہہ سکتے۔

معرض مقرر نہیں پر فرض ہے کہ توبہ کریں نماز کے پابند ہوں فتوے صدر ہا صحابہ و ائمہ سے قدس اور آج اگر وہ نقد وقت نہ ہو تو سو خاتمہ سے خوف کریں۔ زید نے اگر یہ الفاظ جزا کے حرج نہیں، محل زجر میں ایسا استعمال بہر قرن و طبقہ کے ائمہ و علماء بلکہ خود سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بکثرت ثابت ہے اور اگر اعتقاد تکفیر رکھتا ہے تو اس سے باز آئے قول صحیح امام اعظم اختیار کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۶۸ھ از انجمن اسمیہ قصبہ ساکنو ریاست کوٹہ راجپوتانہ ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ  
یہاں ایک مولوی صاحب آئے اور یہ بیان کیا کہ بے نمازی کے ہمراہ کھانا کھانا اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا نیزہ بیمار ہو جائے تو اس کے گھر جانا بہت بڑا ثواب ہے، بعض علماء اس سے اجتناب اور اس پر کفر اور قید کا فتویٰ دیتے ہیں بعض غلطی پر ہیں۔

### الجواب

بے نماز کو ہمارے امام نے کافر نہ کہا مگر بہت صحابہ کرام و تابعین عظام واللہ اعلم نے اس کی تکفیر کی اور خود صحیح حدیث میں ارشاد:

من ترك الصلاة متعمدا فقد كفر جہا من۔ جس نے قصداً نماز ترک کی وہ علانیہ کافر ہو گیا (م)  
جو ائمہ اس کی تکفیر کرتے ہیں ان کے نزدیک اس کی عیادت کو بے گناہی، بے گناہ اس کے جنازہ کی نماز بھی ناجائز ہوگی ہمارے امام کہ تکفیر نہیں فرماتے اسی کے نزدیک بھی اسے ضرب شدید و قید مدید کا حکم ہے جس کا اختیار سلطان اسلام کو ہے اور کسی کی عیادت کو جانا واجب نہیں بہ نظر جہا من اگر بے نماز کی عیادت کو نہ جائیں تو کوئی الزام نہیں۔ ہاں جبکہ ہمارے نزدیک وہ کافر نہیں، فقط فاسق فاجر مرتکب کہا ہے تو اس کے جنازہ کی نماز ضرور ہے پھر بھی علماء پیشوایان قوم اگر اودھن کی عبرت کے لیے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور بعض عوام سے پڑھا دیں تو یہ بھی مستحسن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## باب الاوقات نماز کے وقتوں کا بیان

مسئلہ ۲۶۹۱ مرسلہ حاجی الیہ خان صاحب ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۰۴ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روزہ نفل میں جو نیت کو قبل زوال کے کرنے کو کہا ہے اور زوال کے وقت جو نماز مکروہ ہے قرآن اس وقت سے کیا مراد ہے اور بڑھ سے بڑھ یہ وقت کس قدر ہے؟  
بیّنہ اتر ودا۔

### الجواب

یہ سوال سے برابر مولوی گنگوہی صاحب پیش ہوا اس میں تین مسئلے ہیں، دو کا گنگوہی صاحب نے جواب ہی نہ دیا اور ایک کا کہ دیا بعض غلط کہ نہ دینا اس سے بڑا رجحان بہتر تھا وہ مسائل یہ ہیں،  
مسئلہ اولیٰ: باب میام میں وقت زوال میں تک نیت روزہ نفل ہو جانا چاہئے کیا ہے؟  
اقول: فی الواقع روزہ ماہ مبارک و تذر معین و روزہ نفل جبکہ ادا ہو، قضا تو مذہب صحیح یہی ہے کہ ان کی نیت نصف النہار شرعی سے پہلے ہو جانی چاہئے جسے ضوۃ کبریٰ کہتے ہیں اس کے بعد بلکہ خاص ضوۃ کبریٰ کے وقت بھی نیت کافی نہیں، درمختار میں ہے،

یصح ادا الصوم من مضان والنذر المعین رمضان کے روزے، تذر معین کے روزے اور

والنفل بنیتہ من اللیل الی الصبحۃ الکبریٰ، نقلی روزے کی ادا صحیح ہے اگر رات سے ضحوة کبریٰ  
لا بعدھا ولا عندھا، اعتباراً من الاکثر الیوم۔ تک نیت کر لی جائے، ضحوة کبریٰ کے بعد یا اس کے

دوران نیت کرنے سے روزہ نہیں ہوگا کیونکہ دن کے

بیشتر حصے کا اعتبار ہے۔ (ت)

اور نہار شرعی طلوع فجر صادق سے غروبِ مریٰ کل قرصِ شمس تک ہے، رد المحتار میں ہے :  
ایوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب لیلہ شرعی دن، طلوع فجر سے غروب تک ہے۔ (ت)  
یہ ہمیشہ نہارِ عرفی سے کہ طلوعِ مریٰ کثرتِ باقائی شمس سے غروبِ مریٰ کل حرمِ شمس تک ہے بقدر امدتِ فجر  
زیادہ ہوتا ہے یعنی جس بجگہ جس فصل جس مہینے بلکہ جس دن میں طلوعِ فجر سے طلوعِ شمس یعنی مذکور تک جتنی مدت  
ہوگی اُس دن کا نہارِ شرعی اس کے نہارِ عرفی سے اُسی قدر بڑا ہوگا اور ظاہر ہے کہ جب دو بڑی چھوٹی چیزوں  
میں صرف ابتدا مختلف اور انتہا متفق ہو تو اکبر کا نصف اصغر کے نصف سے بقدر نصف زیادت کے پہلے ہوگا  
لہذا ہمیشہ نصفِ نہارِ شرعی نصفِ نہارِ عرفی حقیقی یعنی نصفِ نہارِ دائرہ ہندیر سے بقدر نصف مقدارِ فجر  
کے بیشتر ہوتا ہے، رد المحتار میں ہے :

اعلم، ان کل قطر نصف دوائر قیس جان کہ ہر قطر کے نصفِ نہار، بقدر نصف حصہ  
من والہ بنصف حصہ فخر۔ فجر، زوال سے پہلے ہوتا ہے۔ (ت)

پس یہی حساب ہمیشہ طوطا رکھنا چاہئے آج کی فجر دریافت کر لی کہ کس مقدار کی ہوئی اُس کی تخفیف میں جتنے  
منٹ سکند آئے ٹھیک دو پہر یعنی کیلی کا سایہ و سوپ گھڑی میں خط نصفِ نہار پر منطبق ہونے سے پیشتر اُتنے ہی  
منٹ سکند لے لیے وہی وقت حقیقی نصفِ نہارِ شرعی کا ہوا اُس سے پہلے نیتِ روزے کی ہو جانی چاہئے  
اور پُر ظاہر کہ نہارِ عرفی دائرہ ایک حالت پر ہے نہ مقدارِ فجر دایا کیسوں ہو بلکہ دونوں ہر روز گھٹتے بڑھتے رہتے  
ہیں یہاں تک کہ افق مستوی میں بھی کہ بوجہ میل و تراید و تناقص میل تفاوتِ طالع و مطالع ضروری ہے نہ کہ

عہ نصف میل باعث اختلاف طالع یا مطالع ہے اور اس کا تراید و تناقص باعث اختلاف طالع فی المطالع  
کما لا یخفی علی ذی درایت ۱۲ (جیسا کہ ذی لہم پر مخفی نہیں۔ ت) (م)

۱۳۶/۱	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	کتاب الصوم	۱۳۶/۱
۸۰/۲	" " "	"	۸۰/۲
۸۵/۲	" " "	"	۸۵/۲



آفتاب کا نذرہ چار سے بڑا دھبی میں سائل و مجیب کا کلام ہے جن کے مدارات کا دائرہ معدل النہار سے میل میل کی پریمی تھی  
 اور بے افزوں ہے کہ کما بیش عرض الیہ رکھتے ہیں بریل جس کا عرض الیہ ہے یہاں نہار نجومی کو اقی حقیقی پر جانب  
 انطباق مرکز شمس سے جانب غرب انطباق تک ہے روز انقلاب صیفی پونے چودہ گھنٹے سے زائد ۱۲ گھنٹے ۸۴ منٹ تک  
 پہنچتا ہے اور روز انقلاب شمسوی سوا اسی ساعت سے بھی کم ۱۰ گھنٹے ۱۲ منٹ کا ہوتا ہے اور مقدار فجر یعنی طلوع فجر سے  
 طلوع نجومی شمس تک اور آخر جزا و ادخل سرطان میں پونے دو گھنٹے کے قریب یعنی تقریباً ایک گھنٹہ ۳۹ منٹ اور نزدیک  
 اعتدالین میں سوا گھنٹے سے کچھ زائد یعنی تخمیناً ایک گھنٹہ ۲۲ منٹ تو نہار شرعی ہمیشہ ایک مقدار پر کیونکر رہ سکتا ہے  
 نہ نہار اس کا تفاوت ایسا قلیل ہے جسے بے مقدار و ناقابل اعتبار کہہ کر ہمیشہ کے لیے ایک اندازہ مقرر کر دیجئے بلکہ اس  
 کی کئی بیشی سوا پھر کامل تک پہنچتی ہے انقلاب اول میں تخمیناً یہ ۱۱ یعنی ساڑھے پندرہ گھنٹے کا نہار شرعی ہوتا ہے کہ  
 پانچاں پہرے بھی زائد ہوا کیا ساڑھے چار پہر اور انقلاب ثانی میں تقریباً صا۳۶ یعنی پونے بارہ گھنٹے کا چار پہرے  
 بھی کم ہوا کہاں ساڑھے چار پہر پونے بارہ اور ساڑھے پندرہ کا تفاوت وہی سوا پھر کامل ہوا یا نہیں پھر ایسی شدید  
 التواءت چیز میں ایک مقدار کا تخمینہ کر دینا کس قدر غلط و باعث مناسطہ مسلمین ہوگا مثلاً جب عوام نے یہ اندازہ جان لیا  
 کہ ساڑھے چار پہر کا نہار شرعی ہوتا ہے اس کے اکثر جتنے جس نیت جو مافی چائے یعنی وہ آفتاب تک اس کے نصف  
 سے زیادہ باقی ہوا اور اس کا نصف سوا اور پہری پونے سات گھنٹے تو اس کم کا حاصل یہ ہوا کہ اگر شام تک ۱۲ گھنٹے  
 کچھ بھی زیادہ وقت باقی ہے جب تو روزے کی نیت صحیح ہو جائے گی اور ۱۲ یا اس سے کہ جس تو بزرگ صحیح نہ ہو گی  
 اب طالع کیجئے جب آفتاب قبول سرطان پر آیا اور ۷ بجے ڈوبائیں وقت حقیقی سے تقریباً ڈیڑھ منٹ سادست پر  
 تو حقیقی بارہ بجے کے چند منٹ بعد بھی یہ بات صادق ہے کہ شام تک ۹ گھنٹے ۵۴ منٹ سے زیادہ وقت ہے تو  
 لازم کہ اُس دن دوپہر ڈھلے پر بھی نیت روزہ ہو جائے حالانکہ یہ ہا۳۶ جات باطل ہے بلکہ اُس دن حقیقی سوا گیارہ بجے سے  
 چند منٹ پہلے بھی نیت جائز نہیں کہ ۱۱ بجے کہ ۱۱ منٹ پر نصف النہار شرعی ہو چکا اور جب آفتاب قبول جدی پر آیا اور  
 سوا پانچاں سے کچھ کم یعنی وقت حقیقی سے تقریباً ۵ بجے کہ ۱۰ منٹ پر ڈوبتا تو لازم کہ اُس دن ساڑھے دس بجے بھی نیت جائز  
 نہ ہو کہ اب شام تک ۱۱ گھنٹے باقی نہیں حالانکہ اُس دن ۱۱ بجے یعنی حقیقی وقت سے ۱۱ بجے کہ ۱۹ منٹ تک بھی  
 نیت جائز ہے کہ نصف النہار شرعی اب ہو گا پس ثابت ہوا کہ ۳۰ پہر کا تخمینہ محض غلط و باعث قلیل و بے شمار  
 اسی حساب پر وہ مجبوجم بیان کر آئے ، واللہ تعالیٰ اعلم ۔

روما لفظ زوال کو عبارت امام اجل ابو الحسن قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ میں واقع عند تحقیق اُس سے دوپہر  
 ڈھلے ہی کا وقت مراد ہے اس روایت پر نصف النہار عرفی تک ای روزوں کی نیت جائز ہے مگر مختار و معتد وہی  
 روایت سابقہ ہے کہ نصف النہار شرعی سے پہلے نیت ہو جائی ضرور ہے ہائید و قایہ و شرح و قایہ و عتایہ و

جوابہ اللہ غلطی و بشرح نقایہ برجندی و بشرح علامہ سخیل و متن نور الایضاح میں اسی کو اجماع کہا اور شرح جامع صغیر للجامع السرخسی و کافی شرح وافی و شرح کفر للزبیدی و متن اصلاح میں اسی کو صحیح بتایا اور نقایہ و مختصر و مشکوٰۃ و تنویر و ذکر و الاستبہاد و غیرہ عامہ معتقدات میں اسی پر جزم کیا اور یہی من حیث الدلیل اقویٰ تو اسی پر عمل و فتویٰ اس سوال کا جواب اسی قدر ہے باقی اس روایت کو غلط کہنا اگر کے ساتھ ملگو ہی صاحب کا سوراہا ادب ہے کہ قدوری و مجمع و فتاویٰ خیر و فتاویٰ خیر و بشرح طحاوی و خزائنہ المفتیین و غیرہ معتبرات میں کہ اجازہ متون و شروح و فتاویٰ سے مذہب سے میں اسی پر جزم و اجماع دیکھا۔

اما المجموع فمقل عنه في رد المحتار و اما شرح الطحاوی فمرسله في خزائن المفتیین، و اما الاربعة البواقي فمریّت فیہا بعدنی۔

مجمع سے رد المحتار نے نقل کیا ہے۔ شرح طحاوی کی طرف خزائنہ المفتیین میں اشارہ کیا گیا ہے اور باقی چاروں میں، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ (د)

بلکہ خود محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب الصوم میں وہی قول زوال ارشاد کیا۔

کما نص عليه الامام شمس الانوار السرخسی في شرح المجامع الصغير، و مرأيت النقل عنه في الايضاح شرح الاصلاح للعلاصة، بم كمال التوثيق۔

جیسا کہ شمس الانوار سرخسی نے جامع صغیر کی شرح میں کہا ہے اور علامہ ابن کمال و زیر کی ایضاح شرح اصلاح میں، میں نے اس کی نقل دیکھی ہے۔ (د)

تو ایسی جگہ ارسال زبان نازیبا و زبان اور زوال سے زوال نہاد شرعی مراد سے کہ قصد ترفیق بھی خلاف تحقیق کہ جائزہ یہاں ابقائے خلاف کرتے ہیں اور خود ایک جانب کو اجماع و صحیح کہنے کا یہی مفاد عبارت ہدایہ یوں ہے:

قال في المختصر (يعني القدوري) ما بينه وبين الزوال، وفي المجامع الصغير قبل نصف النهار وهو الاصح۔

کہا مختصر میں (یعنی قدوری میں) اس کے اور زوال کے درمیان۔ اور جامع صغیر میں ہے "نصف النهار سے پہلے۔ اور یہ اصح ہے" (د)

شرح و نقایہ میں ہے۔

في المجامع لصغير بنية قبل نصف النهار في قبل نصف النهار المشوي، وفي مختصر

جامع الصغير میں ہے: "اگر نصف نہاد سے پہلے نیت کہے" یعنی نصف نہاد شرعی سے پہلے، اور

القدوری فی الزوال، والاولیٰ احسن۔

مختصر دوری میں ہے کہ زوال تک صبح ہے، لیکن پہلا  
قول صحیح ہے۔ (ت)

کافی للام نسفی میں ہے،

ذکر فی المختصر، و بینہ و بین الزوال، و فی  
الجامع الصغیر، قبل نصف النهار، و هو  
الصحیح۔

تیسرے الحقائق میں ہے،

قال فی المختصر (یعنی الکفر) الی ما قبل  
نصف النهار، و هو المذكور فی الجامع الصغیر،  
و ذکر القدوری ما بینہ و بین الزوال، و  
الصحیح الاولیٰ

برہندی میں ہے،

اشار القدوری انہ تجوز النیة بعد یوم  
الصبح و الزوال، و فی الهدایة الاولیٰ  
جوابہ للاخلاطی میں ہے،

اجزائه النیة ما بینہ و بین الزوال اقبل  
استصاف النهار، و هو الاصح۔

اور نص قاطع وہ ہے کہ تا آرائیہ میں محیط سے نقل فرمایا،

یظہر شریۃ الاختلاف فیما اذا موع عند

قدوری نے شاید یہ ہے کہ نیت صبح اور زوال کے  
درمیان صبح ہے۔ اور ہذا میں ہے کہ پہلا قول اس کے ہے۔

اس کے لیے نیت کافی ہے، اگر صبح اور زوال کے درمیان  
کرے، یا نصف خاص سے پہلے، اور یہ اصح ہے (ت)

اختلاف کا قیاس تبہ ظاہر ہو گا جب زوال کے قریب

۳۰۶/۱	مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ دہلی	کتاب الصوم	شرح الوقایۃ
			کافی شرح وافی
۳۱۵/۱	المطبعة الکبریٰ الامیریۃ مصر	کتاب الصوم	تیسرے الحقائق
۲۱۱/۱	نوٹشور لکھنؤ		شرح النقایہ للبرجندی
۴۸/۱	قلمی نسخہ غیر مطبوعہ		جوابہ للاخلاطی

قرب الزوال <sup>۱</sup>۔ نیت کرے اور (ت)

**اقول** بلکہ بعد اس نیت کے بھی توفیق <sup>۲</sup> نہ ہوئی کہ عین وقت انتصاف پر بھی مابین الزوال و قبل الزوال و قرب الزوال صادق مانا کہ مذہب صحیح پر خاص وقت ضحوة کبریٰ بھی نیت کافی نہیں کما قد دعا عن الدرد وغیرہ (جس طرح ہم نے در و غیر سے پہلے نقل کیا ہے) پھر اس تکلیف بے حاصل سے کیا حاصل۔ غرض نہ تعلیق مقبول نہ توفیق مقبول بلکہ جواب وہی ہے جو فقیر نے ذکر کیا و بالله التوفیق و اخاضة التحقيق و الله سبحانه و تعالی اعلم۔

مسئلہ ثانیہ : وقت زوال جس میں نماز متعویع کیا وقت ہے۔

**اقول** نگاہی صاحب نے اس سوال کا جواب نہ دیا پیشتر بھی فقیر سے یہ سوال ہوا تھا بعد ضرورت جواب لکھا گیا یہاں اس کی نقل پر اقتصار ہوتا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ زوال کا وقت جس میں نماز ناجائز ہے کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

**الجواب**

زوال تو سورج و چاند کو کہتے ہیں یہ وقت وہ ہے کہ ماحضت کا وقت حل کیا اور جواز کا آیا کما صرح بہ فی البحر المحیط (جیسا کہ بحر الرائق میں طبرہ سے اسکی تصریح کی گئی ہے) تو وقت ماحضت کو زوال کہنا صریح ماحضت ہے اور نیت تاویل مجاز مجاورت بلکہ اسے وقت استراکنا چاہئے یعنی نصف النہار کا وقت، اب علماء کو اختلاف ہے کہ اس سے نہار عرفی کا نصف حقیقی مراد ہے یعنی وہ چہ جس وقت مرکز آفتاب بالاسکے افق دائرة نصف النہار پر

عنه نعم لاول بالمنتصف کان توفيقا وان  
لو یکن تحقیق ۱۲ منہ (د)  
ہاں اگر (اس قول کی) تاویل نصف النہار کے ساتھ  
کر دی جاتی تو ان میں تطبیق ہو جاتی اگرچہ اس میں بھی  
تسامح ہے۔ (ت)

علامہ اقتراب نصف النہار عرفی سے کہ ۱۲ بجے کے وقت کہتے ہیں، یہ سال میں چاروں یعنی ۱۵ اپریل، ۱۴ جون، ۱۳ اگست، ۲۲ دسمبر کے سوا ہمیشہ نصف النہار حقیقی سے آگے بچے ہوتا ہے جس کا تقدم تاخیر تقریباً پانچ گھنٹے تک پہنچتا ہے یعنی زیادت میں تقریباً ۱۳ منٹ اور کمی میں ۱۶ پھر یہ بھی اس وقت ہے کہ گھڑیاں (باقی اگلے صفحہ پر)

پنچواں اور سابعہ اپنی مقدار اصلی پر اگر اس کے بعد جانب مشرق چلتا اور گھٹنے کی انتہا ہو کر پھر بڑھنا شروع ہو جائے  
یہ قول ائمہ اور اہل البصر کی طرف منسوب یا نہا شرعی کا نصف مراد ہے جسے نحوہ کبریٰ کہتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے  
کہ نہا عرفی طلوع گذرہ شمس سے غروب کل فرض شمس تک ہے۔

والمراد بالطلوع المستفی علیہ احکام الشریع ،  
تجاویز اول حاجب الشمس فی جهة الشرق  
عن دائرة الافق المحس بالمعنی الاعم ، المستفی  
فی کلام البعض بالافق الترسی ، بحركة الکمل ، و  
بالغروب تعاد ذل قرصها فی جهة الغرب عن  
الدائرة المذكورة بالحركة المزبورة ، فوضوح  
احتیاط النہار العرفی عن النہار النجومی ، فانه  
من انطباق مرکز الشمس علی دائرة الافق  
الحقیقی من قبل المشرق ، الی انطباقه علیها  
فی جهة المغرب ، فان اتحد احقان یکون  
العرفی اکبر من النجومی ، بقدر ما یطلم  
نصف كرة الشمس ویغرب النصف ، وان  
انحط الترسی من الحقیقی ، وہو اکثر ،

جس طلوع پر شرعی احکام مبنی ہیں ، اس سے مراد یہ ہے  
کہ شرعی جانب جو دائرہ ، فی حسی ہے — مبنی حسی  
کا عام معنی مراد ہے جس کو بعض نے افق ترسی کا نام  
دیا ہے — اس دائرے سے پورے سورج کی حرکت  
کے ساتھ سورج کا پہلا گذر جائے۔ اور غروب سے  
مراد یہ ہے کہ سورج کی پوری ٹیکہ اسی دائرے سے  
اسی حرکت کے ساتھ ، غربی جانب سے گزر جائے۔  
اس سے نہا عرفی اور نہا نجومی کا اتنا بھی واضح  
ہو گا ، کیونکہ نہا نجومی شروع اس وقت ہوتی ہے  
جب شرعی جانب سورج کا مرکز ، افق حقیقی کے  
دائرے پر منطبق ہو جائے ، اور ختم اس وقت ہوتی  
ہے جب غربی جانب سورج کا مرکز افق حقیقی کے  
دائرے پر منطبق ہو جائے۔ اب اگر دونوں افق (حقیقی

(بقیہ ماسبق صفحہ نمبر ۱۲۸)

اصل تعدیل الايام ہندی پر جاری کی جائیں اور اگر دوسرے مقام کے وقت پر اجرا ہو جیسے ہندوستان میں وقت  
در اس کو اختلاف طول سے یہ دن قبل ہو جائیں گے ، مثلاً بریلی جس کا وقت در اس سے ۳ منٹ ۹ سکنڈ  
زائد ہے یہاں تقریبی مساوات یعنی جیسی گھڑی کے ۱۲ بجے پر ٹیکہ دوپہر ہونا ان چار تارینوں پر ہو گا ۳ و ۲۵ مئی  
و ۱۱ ستمبر و ۱۸ ستمبر ۱۲ منہ — یہ بھی اس وقت تک تھا اب کہ جو ۱۹۰۵ء سے در اس ٹائم غسوخ اور وسط  
ہند کے وقت پر گھڑیاں جاری کی گئی ہیں یعنی یہاں طول ۸۷ درجے ہے جس کے ۵۔ گھنٹے ہوئے ، اس اختلاف نے  
بریلی میں صرف دو ہی دن مساوات کے رکھے ، ۸ اکتوبر اور ۲۸ نومبر ، اور ان کی مقدار یعنی جیسی گھڑی کے ۱۲ بجے سے نصف نہا  
حقیقی کا پہلے جو نصف ۳ منٹ رہ گئی ، اور زیادہ یعنی جیسی کے ۱۲ بجے سے ٹیکہ دوپہر ہو نا ۶۔ منٹ تک پہنچ گئی ۱۲ منہ ام)

لایمیا من حبة دقائق الانكسار الا فحق ،  
 فزیادة العرق انزید . نعم . انت وقع  
 فوقه بقدر نصف قطر الشمس مع دقائق  
 الانكسار لیستوی المسیران ، و انزید من ذلك  
 فیفضل النجومی ، كما لا یخفی . و هذه فائدة  
 سنبحت للقلوب من التحریر فاجبت ایرادها .  
 سورج کے نصف قطر بتناہر ہو اور انکسار کے وقتے بھی طوطا ہوں تو نہار عرفی اور نہار نجومی برابر ہو جائیں گی ۔ اور  
 اگر سورج کے نصف قطر کی مقدار سے زیادہ اوپر ہو تو نہار نجومی بڑھ جائے گی ، جیسا کہ مخفی نہیں ہے ۔ — یہ فائدہ  
 لکھتے وقت قلم کے لیے ظاہر ہوا تو ہم نے اس کو ذکر کرنا مناسب سمجھا ۔ (ت)

اور نہار شرعی طوع فجر صادق سے غروب کل آفتاب تک ہے تو اس کا نصف ہمیشہ اُس کے نصف سے پہلے  
 ہوگا ، مثلاً فرض کیجئے آج تحویل حمل کا دن ہے آفتاب بریلی اور اُس کے قریب مواضع میں جیب گھڑی کے ۶ بج کر ۵ منٹ  
 پر ہوگا اور ۶ بج کر ۴ منٹ پر ڈوبا بج کر ۴ منٹ پر رہے ہوئی تو اس دن نہار شرعی ۱۳ گھنٹے ۶ منٹ کا ہے جس کا آدھا  
 ۶ گھنٹے ۳ منٹ ہو گا اسے ۳ گھنٹے ۳ منٹ پر ڈوبا تو ۱۱ بج کر ۳ منٹ کا وقت ہے ، نصف نہار شرعی وقت استوا  
 حقیقی سے ۳ منٹ پیشتر ہو گا تسعة وعشرین کمایتوہم فافہم واعرفت انکنت تظہم (۱) کہ انیس منٹ  
 جیسا کہ وہ کہتا ہے ، اس کو بھرا اور جانو ، اگر بھر رکھتے ہو ۔ ت ، اسی کو ضوہ کبریٰ کہتے ہیں اسی وقت کے نے  
 تک کہ کھایا پیا نہ ہو تو روزے کی نیت جائز ہے ، اس دوسرے قول پر اس وقت سے نصف نہار عسری  
 یعنی استوائی حقیقی تک کہ تحویل حمل کے دن ۱۲ بج کر ۱۱ منٹ پر ہوگا ، سارا وقت کراہت کا ہے جس میں نماز ناجائز  
 و منوع اور پُرغنا ہر کہ یہ مقدار مختلف ہر مسم سے گنتی بڑھتی رہے گی یہ قول ائمہ غارزم کی طرف نسبت کیا گیا اور امام  
 رکن الدین جہانی نے اسی پر قوی دیا ، رد المحتار میں ہے :

عزانی القہستانی القول بان السراة انتصاف  
 النهار العرفی ای ائمة ماوراء النہر و بان المراد  
 انتصاف النهار الشرعی وهو الصحوة المکملی  
 ای السوال الی ائمة خوارجہ

تہستانی میں اس قول کو ائمہ ماوراء النہر کی طرف  
 منسوب کیا ہے کہ مراد عرفی نہار کا نصف ہونا ہے  
 اور اس قول کو اکثر غارزم کی طرف منسوب کیا ہے کہ  
 مراد شرعی نہار کا نصف ہونا ، یعنی صحوہ کبریٰ زوالی تک (ت)

اسی میں ہے :

وفي القبية ، واختلف في وقت الكراهة عند  
الزوال ، فقليل من نصف النهار والرب الزوال .  
لرواية أبي سعيد رضي الله تعالى عنه عن النبي  
صلى الله تعالى عليه وسلم انه نهى عن الصلاة  
نصف النهار حتى تزول الشمس ، قال دكن  
الدين الصباغی ، وما احسن هذا ، لان النهي  
عن الصلاة فيه يعتمد تصور هاية الشمس في  
المنامي ، وهذا كما ترى من الفاظ الافاء .

### اقول وثییدہ مافی الثانی عن

الطحاوی عن ابن السور عن الحسن بن  
عن البرجندی عن المنقط ، فباب  
النكسوف ، انها اذا انكسفت بعد العصور ونصف  
النهار دعوا ولم يصلوا ، ای کراهة النفل  
في الوقتين ، ووجه التأيید ظاهر ليس  
بمخاف .

اور قیصر میں ہے کہ زوال کے قریب مکروہ وقت کی مقدار  
میں اختلاف ہے ۔ بعض نے کہا کہ نصف النہار سے  
زوال تک ہے ، کیونکہ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے نصف النہار  
سے زوال تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے رکن الدین  
صباغی نے کہا ہے کہ یہ کتا ہی اچھا استدلال ہے کیونکہ  
اس وقت میں نماز سے منع کرنے کی ضرورت تب ہی  
پڑ سکتی ہے جب یہ وقت کم از کم اتنا ضرور ہو کہ اس  
میں نماز پڑھی جاسکے ، شامی کی عبارت ختم ہوئی ۔ درجیب  
کہ تم دیکھ رہے ہو یہ افتاء کے الفاظ ہیں ۔ (د) .

اقول : میں کہتا ہوں ، : اسی کا مؤید ہے  
وہ جو شامی میں ہے ۔ شامی نے طحاوی سے ، اس  
نے ابو السور سے ، اس نے ترمذی سے ، اس نے  
برجندی سے ، اس نے منقط سے باب النكسوف  
میں نقل کیا ہے کہ اگر سورج گرہن عصر کے بعد یا  
نصف النہار کے وقت کے تو لوگ دعا کریں اور نماز  
نہیں پڑھیں گے ، یعنی اس وجہ سے کہ ان دو وقتوں  
میں نفل پڑھنا مکروہ ہے ، تاہم یہی وجہ ظاہر ہے ۔  
مغنی نہیں ۔ (د) .

غرض جب علماء میں اختلاف ہے اور ایک امام اجل نے اس قول کو ترجیح دی اور اس کے خلاف ترجیح منقول  
نہ ہوئی تو احتیاط اسی پر عمل کرنے میں ہے ۔

یہاں تک کہ اس کا خلاف ظاہر ہو جائے اقول  
(میں کتابوں) ابھی مسئلہ مزید تحقیق و تحریر کا محتاج  
ہے اور جبہ ضعیف کی، یہاں کچھ بحثیں ہیں جنہیں منفرکہ  
ہم کسی اور تحریر میں پیش کریں گے، واللہ تعالیٰ اعلم،  
جو کہ میں نے جواب میں لکھا ہے وہ ختم ہوا۔ واللہ  
سبحنہ اعلم بالصواب۔ (ت)

حتی یتبین حلالہ اقول والمسئلة بعد  
تحتاج الى زيادة تحقيق وتحريروا وللعبء  
الضعيف ههنا اباحت سنوردها ان شاء  
الله تعالى في غير هذه التحريروا، والله تعالى  
اعلم. انتهى ما كتبت في الجواب۔ و الله  
سبحنہ اعلم بالصواب۔

مسئلہ ثالثہ: بڑے بڑے وقت کس قدر ہے؟

اقول گنگہی صاحب نے اس سوال کا جواب بھی قلم انداز کر دیا، اس کا جواب اجمالی یہ ہے کہ ہمارے  
ہاں میں ابتدا و بصریہ وقت ۴۰ منٹ تک پہنچتا ہے جبکہ آفتاب انقلاب صبحی میں ہوتا ہے یعنی ۲۲ جون کو ٹھیک  
دوپہر سے اتنے منٹ پیشتر نصف النہار شرعی ہوتا ہے اور تحویل محل و میزان یعنی ۲۱ مارچ و ۲۳ ستمبر کو ۱۹ منٹ  
کھلے ہوتا ہے نہ اس سے گھٹے نہ اس سے بڑے باقی ایام میں انہیں کے پچھلے دورہ کرتا ہے و تفصیل ذیل  
یطو لیسدا (اور اس کی تفصیل بہت طویل ہے۔ ت) اور ٹھیک دوپہر سے یہ مراد کہ جب دائرہ ہندیہ میں  
ظل ثانی خط مواز پر پورا بدن ہو، یعنی عرثہ نصف شبی ہے اسی کو استوائی خطی کہتے اس وقت  
آفتاب پنج آسمان میں ہونا سمجھئے احکام شرعیہ میں اسی وقت کا اعتبار ہے نصف النہار شرعی سے اسی وقت تک  
نماز مکروہ ہے اس کے برپہر وقت حاضرت نہیں رہتا اس وقت بارہ بجے فرض کیجئے اور اس سے گھنٹہ بھر  
پہلے گیارہ بجے تا آسمان انگریزی گھنٹوں کے بارہ کا حکم زوال و نصف النہار و شروع وقت ظہر میں اصلاً  
اعتبار نہیں اگرچہ نہایت صحیح ہوں کہ لفظ ام میں ان کا کمال صحت توپ سے مطابقت اور توپ قطع نظر اس سے  
کہ اکثر غلط چلتی ہے فقیر نے گیارہ منٹ تک کا غلطی اس میں مشاہدہ کی ہے اگر پوری صحیح بھی چلے تو خود اس حساب  
پر نہیں چلتی، فقیر نے بارہ بجشیم خود مشاہدہ کیا ہے کہ دھیر کی توپ صحیح چلی ہے اور اس وقت آفتاب مرآی العین  
میں صاف پلٹ چکا ہے یا ابھی وسط آسمان پر بھی نہ آیا و لہذا تحویل موت کا شمس کہ بحساب دائرہ ہندیہ مع حصہ انکسار  
افتی جہاں شہر میں ۵ بج کر ۳۹ منٹ پر ڈوبنا چاہئے توپ کے اعتبار سے قریب ۶ بجے کے ۵ بج کر ۵۶ منٹ  
پر ڈوبتا ہے تحویل قوس کا مرکز بحساب مذکور دائرہ ۶ بج کر ۳۶ منٹ پر چمکنا چاہئے توپ کے گھنٹوں پر ۶ سے ۱۱ منٹ

عہ اس گویا اور کیے اور کیے کی وجہ عالم سیات پر غنی نہیں اور یہ بھی وہاں سے کہ یہ وقت وقت ہوتا  
حقیقی تحقیقی کس صورت میں ہوگا ۱۲ منہ (م)





وَعَيْنَاهَا أَنْ كُلَّ مَا خَرَجَ عَنْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ  
فَهُوَ مَرْجُوعٌ عِنْدَهُ هَذَا وَلِكُلِّ وَجْهٍ مَوْلَاهَا  
فَاسْتَبَقُوا الْخَيْرَاتِ - وَفَعَلْنَا اللَّهُ تَعَالَى لَهَا  
قُلُوبًا مَنَابِلَ لَكُمْ وَاللَّهُ صَبِيحُكُمْ وَتَعَالَى أَعْلَمُ  
وَعَلَيْهِ جَلَّ مَجْدُهُ أَتَمُّ وَاحْكُمُوا

جو قول ظاہر الروایۃ کے خلاف ہو اس سے رجوع  
کیا جا چکا ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کی ایک سمت ہے  
جس کی جانب وہ منہ کرتا ہے تو نیکیوں میں سبقت  
لے جانے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکیوں کی  
توفیق دے اور اپنے کرم سے انھیں قبول فرمائے۔  
وہ سبحنہ و تعالیٰ اعظم، و ملو جل مجدہ قائم و احکم۔ (د ت)

۱۲۰۳ھ از کلکتہ فرجدارى بالا خانہ نمبر ۳۹ مسلسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب

۱۸ جمادی الآخرہ ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علامتہ دین اس مسئلہ میں کہ یہاں کلکتہ میں آج کل آفتاب ۶ بجے طلوع ہوتا ہے اور  
پونے چھ بجے غروب آد نماز عصر پونے چار بجے ادا کی جاتی ہے کہ اُس وقت یہ سوائے سایہ حاصل کے  
وہ مثل کسی طرح نہیں ہوتا اس صورت میں نماز مذہب مفتی بہ کے موافق ہوتی یا نہیں اور ایسی حالت میں جماعت  
میں شریک ہونا چاہئے یا جماعت کا ترک اختیار کیا جائے صرف عجز چاہتا ہوں مجھے دانہ کی ضرورت نہیں،  
بیوا تو جبروا۔

### الجواب

حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جب تک سایہ نکل اصل کے علاوہ دو مثل نہ ہو جائے  
وقت عصر نہیں آتا اور صاحبین کے نزدیک ایک ہی مثل کے بعد آجاتا ہے اگرچہ بعض کتب فتاویٰ وغیرہ  
تصانیف بعض متاخرین مثل برہان طرابلسی وغیرہ کرکے و در مختار میں قول صاحبین کو مرجع بتایا مگر قول امام ہی  
احوط و اصح اور از روئے دلیل اذنیج ہے، علو ماتون مذہب قول امام پر جزم کیے ہیں اور عامۃ اجلہ شریعین  
نے اُسے مرضی و مختار رکھا اور اکابر ائمہ ترجیح و افتا بلکہ جمہور مشوایان مذہب نے اُسی کی تصحیح کی، امام ملک العلما  
ابوبکر مسعود نے بدائع اور امام سرخسی نے محیط میں فرمایا، هو الصحیح (یہی صحیح ہے)۔ امام اہل قاضیخان  
نے اسی کو تقدیم دی اور وہ اسی کو تقدیم دیتے ہیں جو احکم من حیث الدرایۃ اور اشہر من حیث الروایۃ ہو کہما

لے رد المحتار مطلب فی حدیث اختلاف امتی رحمتہ مطبوعہ مطبعۃ البابى مصر ۵۰/۱

سۃ القرآن سورہ البقرۃ ۲ آیت ۱۳۸

سۃ البحر الرائق بحوالہ بدائع کتاب المصلوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ۲۳۵/۱

سۃ فتاویٰ قاضی خان مقدمۃ الکتاب مطبوعہ نوکلشور مکھنوا ٹریڈیا ۲/۱

فصل علیہ فی خطبۃ الخنیا (جیسا کہ عاصیہ کے خطبہ میں یہ بات صریحاً مذکور ہے۔ ت) اور وہی قول معتد ہوتا ہے کما فی الطحاوی و الشامی (جیسا کہ شامی اور طحاوی میں ہے۔ ت) یونہی امام طاہر بخاری نے خلاصہ میں اسے تقدیم دی۔ امام اجل برہان الدین صاحب چایہ نے ہایہ اور امام اجسل ابو البرکات نسفی نے کافی اور امام زہوی نے تبیین الحقائق میں اسی کی دلیل مرجع رکھی، امام اجل مہربانی نے اسی کو اختیار کیا۔ امام صدر الشریعہ نے اسی پر احتیاط کیا وہ چند متاخرین احنی معصنین برہان و فیض و در مختار ان اکابر میں ایک کی بھی جلالت مثلاً ان کو نہیں پہنچے۔ فتاویٰ غیاثیہ و جو اس پر اخلاص میں فرمایا، اھو المحتار (یہی مختار ہے) علامہ قاسم نے تصحیح قدوری میں اسی کی تائید کی، امام سمانی نے خزائن الغنی میں اسی پر اقتدار لرایا قول خلافت کا نام بھی نہ لیا، امام محمود مینی نے اسی کی تائید فرمائی، مفتی الابکر میں اسی کو مقدم رکھا اور وہ اسی کو تقدیم دیتے ہیں جو راجع ہو کما مذکور فی حطبتہ (جیسا کہ اس کے خطبہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ ت) اور وہی مختار الفتاویٰ ہوتا ہے کما فی مشرحتہ مجمعہ الاثر (جیسا کہ اس کی شرح تفسیر الانس میں ہے۔ ت) مراقی الخلاف میں ہے اھو الصحیح و علیہ جبل المثالیہ و المتوفی (یہی صحیح ہے اور اسی پر نزول شیعہ و متون مذہب میں) طحاوی علی المراقی میں ہے صحیحہ جمہور اھل المذہب (جمہور ائمہ مذہب نے اسی کی تصحیح فرمائی) فتاویٰ میں روایت خلافت کی تفسیر فرمائی شرح الجمع للصف میں ہے انھ الذہب واحد مر اصحاب الصلوٰۃ و امرتہ دلت پرچون (مذہب یہی ہے اور اسی کو اصحاب متون نے اختیار فرمایا اور اسی کو شارحین نے مرضی و پسندیدہ رکھا) ینایع و ملکیہ میں ہے اھو الصحیح (یہی صحیح ہے) جامع الرموز میں اسی کو مفتی بہ بتایا السراج النیر میں ہے اھو قولہ الفتاویٰ (امام ہی کے قول پر فتویٰ ہے) بحر الرائق پھر رد المحتار میں سے قول امام سے عدول کی اجازت نہیں اسس مذہب مذہب پر دلیل جلیل صحیح بخاری شریف کی حدیث باب الاذان لمسافر میں ہے کہ ابوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ

- ۱/۴ مجمع الانس شرح مفتی الابکر خطبہ کتاب مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت  
 ۱/۹ مراقی الخلاف مع حاشیۃ الطحاوی کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تہذیب کتب کراچی  
 ۱/۲۲۵ السراج النیر بحوالہ شرح الجمع کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی  
 ۱/۵۱ شہ الفتاویٰ الہندیۃ الباب الاول فی المراقیۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور  
 ۱/۸۴ شہ صحیح البخاری باب الاذان لمسافر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس تھے مؤذن نے اذان ظہر دینی چاہی، فرمایا، ابورد (وقت ٹھنڈا کر) دیر کے بعد پھر مؤذن نے اذان دینی چاہی، فرمایا، ابورد (وقت ٹھنڈا کر) دیر کے بعد مؤذن نے سہ بارہ اذان کا ارادہ کیا، فرمایا، ابورد (وقت ٹھنڈا کر) اور یونہی تاخیر کا حکم فرماتے رہے حق سادوی الظل الشلول (یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا) اس وقت اذان کی اجازت فرمائی اور ارشاد فرمایا، گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے تو جب گرمی سخت ہو ظہر ٹھنڈے وقت پر صورتاً مشابہہ شہادہ اور قواعد علم ہیأت گواہ اور خود انکے مشافیہ کی تصریحات ہیں کہ دوپہر کو ٹیلوں کا سایہ جوتا ہی نہیں معدوم محض ہوتا ہے خصوصاً اعلیم ثانی میں جس میں حرمین طہیین اور ان کے بلاد ہیں۔ امام نووی، شافعی و امام قسطلانی شافعی نے فرمایا، نیچے زمین پر نصب کی ہوئی اشیا کی مانند نہیں بلکہ زمین پر پھیلے ہوئے ہیں تو زوال کے بہت ذمے کے بعد ان کا سایہ شروع ہوتا ہے جب ظہر کا اکثر وقت گزر جاتا ہے ظاہر ہے کہ جب آغاز اس وقت ہو گا تو ٹیلوں کے برابر ہرگز نہ پہنچے گا مگر مثل ثانی کے بھی اخیر حصہ میں اس وقت تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان نہ دینے دی تو نماز تو یقیناً اور بھی بعد ہوئی تو بلاشبہ مثل ثانی بھی وقت ظہر ہوا اور اس حدیث کو ارادہ جمع بین المصلحتین پر عمل کرنا خود اسی حدیث کے الفاظ سے باطل ہے حضور یہاں ابورکاب انہما فرما رہے ہیں کہ نماز اپنے وقت کے ٹھنڈے جتنے میں پڑھی جائے نہ یہ کہ وقت نکال دینے کے بعد دوسری نماز کے وقت میں داکر جائے۔ حضور یہاں حکم عام ارشاد فرمایا۔ جب تک کہ بابت ثانی صحت ہو یوں ہی وقت ٹھنڈا کر دینے کا حکم ہے کہ جب مسافر ہو تو ظہر کو عصر سے ملا کر پڑھو۔ وہیں سے ظاہر ہو گیا کہ حدیث امامت جبریل میں کے محدوسے پر براہین و درمختار نے مثل اول اختیار کیا اصل جہت میں ہر کسی تک وہ دنیا میں سب سے پہلی حدیث اوقات ہے نماز شب اس میں فرض ہوتی اور اسی کے دن میں وقت ظہر کو اگر جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان اوقات کے لیے امامت کی توجہ حدیث اس کے خلاف ہے اس کے بعد اور انس کی ناسخ ہے اور قول دوم مثل سے امام کا رجوع فرمانا ہرگز صحیح نہیں بلکہ اس کا خلاف ثابت ہے کہ تمام متون مذہب وہی نقل فرما رہے ہیں اور متون ہی نقل مذہب کے لیے مروج ہیں امام محمد نے کتاب الاصل میں بسوط میں کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے وہی قول امام مکیا غنیہ میں ہے امام سے وہی ظاہر الروایۃ ہے غایۃ البیان میں ہے یہی امام کا مذہب مشہور و مانع ہے۔ مجاہد میں ہے قول امام سے یہی صحیح ہے۔ یہ ناسخ میں ہے امام سے یہی روایت صحیح ہے۔ شرح مجمع میں ہے مذہب امام یہی ہے کل ذلك في الحديث (یہ سب بکر میں ہے)۔ تاہم بعض نقول ظاہر مروجہ کی بنا پر نظم رجوع محض ناموجہ ہے بلکہ قول ایک مثل ہی ہے رجوع ثابت ہے کہ وہ خلاف ظاہر الروایۃ ہے اور جو کچھ خلاف ظاہر الروایۃ ہے مروج عند ہے کہ فی البحر والخیبر

وغیرہما (جیسا کہ تجراہ وغیرہ میں ہے۔ مٹ) تو یہ مذہب مذہب جو وہ کثیرہ مذہب صاحبین پر مزاج ہوا۔

اولاً جیسا کہ مذہب امام ہے اور مذہب امام اعظم پر عمل واجب جب تک کوئی ضرورت اس کے خلاف پر باعث نہ ہو۔

ثانیاً اسی پر متون مذہب ہیں اور متون کے حضور اور کتابیں مقبول نہیں ہوتیں۔

ثالثاً اسی پر عامہ شروع ہیں اور شروع فتویٰ پر مقدم۔

سابعاً اہل اکابر ائمہ تصبیح و فتویٰ مثل امام قاضی خاں و ایام برہان الدین صاحب ہدایہ و امام ملک العلماء مسعود کاشانی صاحب بدائع وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی کی ترجیح و تصبیح فرمائی اور جمالت مشائخ صاحبین باعث ترجیح ہے۔  
نہا ہمساً جمہور مشائخ مذہب نے اس کی تصبیح و ترجیح کی اور علل اسی پر چاہیے جس طرف اکثر مشائخ ہوں۔

سادساً اسی میں احتیاط ہے کہ مثل ثانی میں عصر پڑھی تو ایک مذہب جلیل پر فرض زمر سے ساقط نہ ہوا پڑھی ہے پڑھی برابر ہی اور بعد مثل ثانی پڑھی تو بالافتاق صحیح و کامل ہوا ہوئی۔

سابعاً رہی حدیثیں بعض صاحبین نے گمان یہ کیا کہ احادیث مذہب صاحبین میں نص ہیں خلاف مذہب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حالانکہ یہ بہ نہ سمجھا، حدیث وہ نوب واجب ہو وہ ہرگز کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مذہب صاحبین پر کوئی حدیث صحیح صریح سالم عن المعارض مانع ہے جیسے دعویٰ ہو پیش کرے اور باحداد و روح پر فرق حضرت سیدنا امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فقیر سے جواب لے ای شاعر اللہ تعالیٰ یا تو ثابت ہو جائے گا کہ وہ حدیث جس سے مخالفت نے استناد کیا صحیح نہ تھی یا صحیح تھی تو مذہب صاحبین میں صریح نہ تھی یا یہ بھی سہی تو اس کے معارض صحیح موجود ہے اور فقیر ای شاعر اللہ تعالیٰ ثابت کر دے گا کہ اس کے معارض میں احادیث مذہب صاحبین کو غسوخ ماننا ہی معتضائے اصول ہے اور اگر نہ مانیں تاہم تعارض قائم ہو کہ قضا قط ہو گا اور پھر وہی مذہب امام ہرگز ثبوت پائے گا کہ جب پھر تعارض مثل ثانی میں شک واقع ہو کہ یہ وقت ظہر ہے یا وقت عصر اور اس سے پہلے وقت ظہر بالیقین ثابت تھا تو شک کے سبب خارج نہ ہو گا اور وقت عصر بالیقین نہ تھا تو شک کے سبب داخل نہ ہو گا واللہ رب العالمین۔ بالاجملہ عند التحقیق مثل ثانی میں عصر اور وہی نہ ہوگی بلکہ فرض زمر پر باقی رہے گا ورنہ علی التمثیل اُس وقت نماز مکروہ ہونے میں تو شک نہیں کہ جب بعض کتب فقہ میں اس وقت نماز ظہر میں کراہت گمان کی صرف اس خیال سے کہ صاحبین کے نزدیک وقت قضا ہو گیا حالانکہ فرض ظہر بالاجماع ساقط ہو جائے گا اگر یہ قضا ہی سہی تو اس وقت نماز عصر لا جرم سخت کراہت رکھے گی کہ امام کے نزدیک نہ نماز وقت ہی نہ آیا تو فرض ہی سرکے سے ساقط نہ ہو گا اور خلاف صاحبین تھا یہاں خلاف امام وہاں قضا اور ادا میں خلاف تھا اور صحت اجماعی اور عصر

نفسِ صحت و بطن ہی میں نزاع ہے جب وہاں کراہتِ زعم کی گئی تو یہ کسی درجہ شدید کر دہوتا چاہئے اور یہ تو بے شمار کتب، نمہ میں تصریح ہے کہ اس وقت عصر کا پڑھنا ہے احتیاطی ہے پس محتاط فی الدین کو لازم کہ اگر جانے کہ مجھے شل ثانی کے بعد جماعت مل سکتی ہے اگرچہ ایک ہی آدمی کے ساتھ تو اس جماعت باطلہ یا کم از کم مکروہ و بکرہ کراہتِ شدیدہ میں شریک نہ ہو بلکہ وقتِ اجماعی پر اپنی جماعت صحیحہ نطفہ ادا کرے اور اگر جانے کہ پھر میرے ساتھ کوئی نہ ملے گا تو بتقلید صاحبین شریک جماعت ہو جائے اور تحصیلِ صحت متفق علیہا و رفع کراہت کے لیے شل ثانی کے بعد پھر اپنی تنہا ادا کرے۔  
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

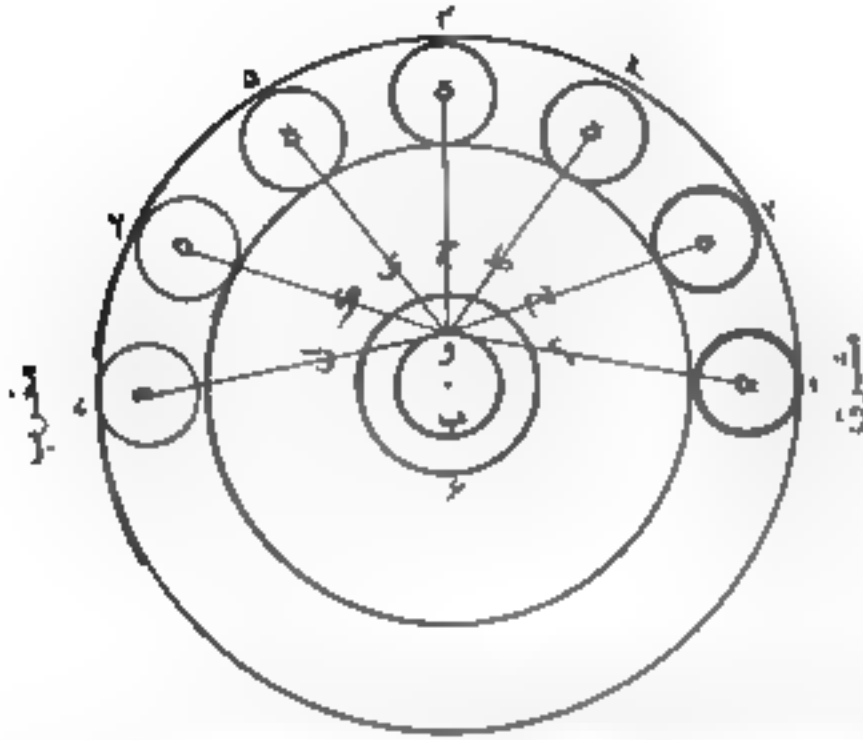
شہان ۱۲۳۱ھ

۱۲۳۱ھ

کی فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عصر کا وقت مستحب و وقت مکروہ کیا ہے؟ بیّنوا تو جروا۔

### الجواب

نماز عصر میں ابر کے دن تو جلدی چاہئے، نہ اتنی کہ وقت سے پیشتر ہو جائے۔ باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے۔ اسی واسطے اس کا نام عصر رکھا گیا لا محالہ تقصیر (یعنی وہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے) حاکم و دار قطنی نے زیاد بن عبد اللہ مخفی سے روایت کی کہ ہم امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ مسجد جامع میں بیٹھے تھے مودن نے ہرگز عرض کیا یا امیر المؤمنین! یا امیر المؤمنین! امیر المؤمنین سے دایا بیٹھو۔ دیر کے بعد پھر حاضر ہوا اور نماز کے لیے سرس کی۔ امیر المؤمنین نے فرمایا ہذا الکلب یعلسنا السنۃ (یہ کتا جہیں سنت سکھاتا ہے) پھر اٹھ کر ہمیں نماز عصر پڑھائی۔ جب ہم نماز پڑھ کر وہاں آئے جہاں مسجد میں پہلے بیٹھے تھے حبشونا لدوبک لتزول الشمس للعرض وبقراھا (جو زانوؤں پر کھڑے ہو کر سوچ کر دیکھنے لگے کہ وہ مغروب کے لیے نیچے اتر گیا تھا، یعنی دیواریں اُس زمانے میں نیچی نیچی ہوئیں آفتاب ڈھلک گیا تھا بیٹھے سے نظر نہ آیا دیوار کے نیچے اتر چکا تھا محضوں پر کھڑے ہونے سے نظر آیا، مگر ہرگز ہرگز اتنی تاخیر جائز نہیں کہ آفتاب کا قرص متغیر ہو جائے اُس پر بے تکلف نگاہ ٹھہرنے لگے یعنی جبکہ غبارِ کثیر یا برقیق وغیرہ حائل نہ ہو کہ ایسے حائل کے سبب تو ٹھیک دوسرے آفتاب پر نگاہ بے تکلف جتنی ہے اسکا اعتبار میں بلکہ صاف شفاف مطلع میں اس قدر قی و اعلیٰ حیلات کرنا کہ بھار کے سبب کرائی کے قرب میں نگاہ کو اُس کا کثیر حصہ نہ کر پاتا ہے جس کی وجہ سے طلوع و مغروب کے قرب آفتاب پر نگاہ بے تکلف جتنی ہے جب اُس سے اونچا ہوتا اور کرا بھار کا خلیل حصہ حائل رہ جاتا ہے شعا میں زیادہ ظاہر ہوتی ہیں اور نگاہ جنے سے مانع آتی ہیں اور یہ حالت مشرق و مغرب دونوں میں یکساں ہے جس کا حال اس شکل سے عیاں ہے لب کرۃ زمین ہے و موضع



۱۔ طرے یعنی سطح زمین  
 ۲۔ کہ وہ جگہ جہاں دیکھنے  
 ۳۔ والا شخص کھڑا ہے  
 ۴۔ ۵۔ زمین کے سب  
 ۶۔ طرف کے بخار ہے  
 ۷۔ جسے عالم نسیم و عالم  
 ۸۔ لیل و نهار بھی کہتے  
 ۹۔ ہیں اور یہ ہر طرف  
 ۱۰۔ سطح زمین سے ۵ میل  
 ۱۱۔ یا قوی اور مل پر ۱۵ میل  
 ۱۲۔ اونچا ہے اس کی ہوا  
 ۱۳۔ اوپر کی ہوا سے کیفیت

ہے تو آفتاب اور نگاہ میں اس کا تباہ نہ ہو حاصل ہوگا آفتاب کی سطح سے لگا اور نگاہ زیادہ ٹھہرے گا مرکز شمس ہے  
 ۱۔ وہ ہر طرف وہ خط ہے جو نگاہ ناموس سے شمس پر گزرتا ہے پہلے نمبر پر آفتاب افق شرقی سے طلوع میں ہے اور دوسرے نمبر پر  
 ۲۔ نمبر پر چڑھتا ہوا ساتویں نمبر پر افق غربی پر غروب کے پاس پہنچا لگا ہر ہے کہ جب آفتاب پہلے نمبر پر ہے تو خط ۱ کا حصہ  
 ۳۔ اس کو بخار میں گزرا اور دوسرے پر روح تیسرے پر خط چوتھے پر روح اور اقلیدہ سے ثابت ہے کہ ان میں دس  
 ۴۔ سب سے بڑا ہے اور آفتاب جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ۱۰ خط وغیرہ چھوٹے ہوتے جاتے ہیں کہ یہاں تک کہ  
 ۵۔ نصف النہار پر خط ۱۰ سب سے چھوٹا رہ جاتا ہے ہم نے اپنے محاسبات بند سید میں ثابت کیا ہے کہ خط ۱۰  
 ۶۔ یعنی دوسرے کے وقت کا خط پانسو اٹھ نوٹے میل سے بھی زیادہ ہے پھر جب آفتاب اٹھتا ہے وہ خط اسی نسبت  
 ۷۔ پر بڑے ہوتے جاتے ہیں لی برابر خط کے بڑا ہے اور خط برابر ۱۰ کے اور ۱۱ برابر ۱۲ کے ہے  
 ۸۔ یہاں سے واضح ہو گیا کہ یہ قدرتی دائمی سبب ہے جس کے باعث آفتاب جب نصف النہار پر ہوتا ہے اپنی انتہائی  
 ۹۔ تیزی پر ہوتا ہے اور اُس سے پہلے اور بعد دونوں پہلوؤں پر جتنا افق سے قریب تر ہوتا ہے اُس کی شعاع وسیع ہوتی  
 ۱۰۔ ہے یہاں تک کہ شرق و غرب میں ایک حد کے قریب پر اصلاً نگاہ کو خیرہ نہیں کرتی مشرق میں جب تک اس حد سے  
 ۱۱۔ آفتاب نکل کر اونچی نہ ہو جائے اُس وقت تک نماز منع اور وقت کراہت کا ہے اور مغرب میں جب آفتاب اس حد کے  
 ۱۲۔ اندر آجائے اُس وقت سے غروب تک نماز منع اور وقت کراہت کا ہے تو اس بیان سے سبب بھی ظاہر ہو گیا

یہ بھی کھل گیا کہ مشرق و مغرب دونوں جانب میں یہ وقت برابر ہے نہ یہ کہ مشرق کی طرف، تو یہ وقت پندرہ منٹ رہے جو تقریباً ایک نیزہ بلندی کی مقدار ہے اور مغرب میں ڈیڑھ دو گھنٹے ہو جائے جو اُس سے کئی نیزے زیادہ ہے تجربہ سے یہ وقت تقریباً سیس منٹ ثابت ہوا ہے تو جب سے آفتاب کی کرن چمکے اُس وقت سے بیس منٹ گزرنے تک نماز ناجائز اور وقت کراہت ہوا اور اگر جب غروب کو سیس منٹ میں وقت کراہت آجائے گا اور آج کی عصر کے سوا ہر نماز منع ہو جائے گی۔ ہاں یہ جو بعض کا خیال ہے کہ آفتاب متغیر ہونے سے مراد دھوپ کا ٹپکا ہونا، یہ ہرگز صحیح نہیں، جہاں سے کہ موسم میں تو آفتاب ڈھلنے کے متوالی ہی ویر بعد کہ ابھی سایہ ایک مثل ہی نہیں پہنچتا اور بالاجماع وقت ظہر باقی ہوتا ہے یقیناً آفتاب بہت متغیر ہو جاتا ہے اور یہی طور پر دھوپ میں زروی پیدا ہو جاتی ہے تو چاہئے کہ عصر کا وقت آٹھ سے پہلے ہی وقت کراہت آجائے اور نماز بے کراہت مل ہی نہ سکے اور یہ صریح باطل و محال ہے، ابراہیم السعدی علیہ الرحمہ اور عطاء دی علیہ الرحمہ میں ہے،

المراد ان یذہب الضوء فلا یحصل للبصر  
بہ حیرۃ ولا عبرۃ لتغیر الضوء لا تغیر  
الضوء یحصل بعد الزوال  
یعنی تغیر آفتاب سے مراد یہ ہے کہ اُس کی روشنی  
جاتی رہے تو نگاہ کو اس سے خیرگی حاصل نہ ہو اور  
دھوپ کا تغیر کچھ معتبر نہیں کہ یہ تو زوال کے بعد  
ہو جاتا ہے (ت)

بالجملہ غنی تحقیق وہ ہے جو ائمہ نے کتاب الاسرار و بحر الرائق وغیرہ میں تصریح فرمائی کہ جس نماز میں تاخیر مستحب ہے جیسے فجر و عصر وغیرہ، وہاں تاخیر کے یہ معنی ہیں کہ وقت کے دو حصے کریں نصف اول چھوڑ کر نصف آخر میں پڑھیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں وقت سے مراد وقت مستحب ہے کہ وقت مستحب کے نصف آخر میں پڑھیں، جب یہ قاعدہ معلوم ہو گیا اب تعیین وقت کے لیے مثل ثانی کے وقت کا تخمینہ لکھیں جس سے ظہر و عصر کا اندازہ ہو سکے وہ یہ کہ ۲۱ مارچ تحویل حمل اور ۲۳-۲۴ ستمبر تحویل میزان میں ختم مثل ثانی یعنی شروع وقت عصر خفی سے آفتاب کے غروب شرمی تک ان بد میں ایک گھنٹہ ۴۱ منٹ باقی ہوتے ہیں اور ۲۰-۲۱-۲۱ اپریل تحویل ثور اور ۲۳-۲۴-۲۴ اگست تحویل سنبلہ کو ایک گھنٹہ ۵۰ منٹ ہوتے ہیں اور ۲۱-۲۲ مئی تحویل جوزا اور ۲۳ جولائی تحویل اسد کو دو گھنٹہ ۱۱ منٹ اور ۲۳ جون تحویل سرطان کو دو گھنٹے ۶ منٹ، اور یہ سال میں سب سے بڑا وقت عصر ہے کہ اس سے زیادہ ان بلاد میں کبھی نہیں ہوتا اور ۲۴-۲۵ اکتوبر تحویل عقرب اور ۱۹ فروری تحویل حوت کو ایک گھنٹہ ۳۶ منٹ اور ۲۲-۲۳ دسمبر تحویل قوس سے ۲۲ دسمبر تحویل جدی اور پھر ۲۰-۲۱ جنوری تحویل دلو تک دو حصے برابر بکھرے



بھی کچھ زائد ایک گھنٹہ ۲۵ منٹ باقی ہوتا ہے اور یہ سال میں سب سے چھوٹا وقت حصہ ہے کہ اس سے کم ان بلاد میں کبھی نہیں ہوتا، اسی حساب سے جس دن جتنا وقت حصہ ہر اس کے آخر سے ۲۰ منٹ وقت مکروہ کے نکال کر باقی کے دو حصے کریں حصہ اول چھوڑ کر حصہ دوم سے وقت مستحب ہے اور حصہ اول میں بھی اصل کراہت نہیں، ہاں اتنی تعیل کہ وہ مثل پڑے ہوئے میں شک ہو ضرور سخت خلاف احتیاط ہے اُس سے بچنا چاہئے کہ اگر وہم و غم شدہ ہے تو کراہت سے دور اگر واقعی شک ہے تو امام کے طور پر ہوگی ہی نہیں یونہی اتنی تاخیر نہ چاہئے کہ وقت کراہت آنے کا اندیشہ ہو جائے اور اس سے پہلے پہلے اصل کسی قسم کی کراہت کا نام و نشان نہیں، نہ وہ اللہ و رسول کے نزدیک کامل ہے یہ فرض غلط و باطل ہے جب شرع مطہر اس وقت کو مستحب فرما رہی ہے تو کیا وقت مستحب میں ادا کرنا مکروہ اور غافل کاہل کے ساتھ منسوب ہو سکتا ہے یہ زری نادانی ہے پھر اگر اس نے احتیاط کی اور نماز میں تعیل کی کہ وقت کراہت وسط نماز میں آگیا تب بھی اس پر اعتراض نہیں، نہ کہ وقت کراہت آنے سے پہلے ختم کر دے اور اعتراض ہو، درمختار میں ہے،

لو شرع فیہ قبل التعیر فمدہ الیہ لایکون  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

سورج میں تغیر آنے سے پہلے نماز شروع کی پھر تغیر  
تک لمبی کر دی تو مکروہ نہیں ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۲۸۶۵۲۴۵  
شوال ۱۳۷۰ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں؟

(۱) فرض و سنت ہر دو کا اولی وقت کیسا ہے؟

(۲) احوال وقت صلاۃ حید الفطر انتہا درجہ تک تھا جس نے بعد ساڑھے گیارہ بجے نماز پڑھی اس کی

نماز ہوئی یا نہیں؟

### الجواب

(۱) سنت قبلہ میں اولی اول وقت ہے بشرطیکہ فرض و سنت کے درمیان کلام یا کوئی فعل منافی نماز نہ کیے اور سنت بعدہ میں مستحب فرضوں سے اتصال ہے مگر یہ کہ مکان پر اگر پڑھے تو فصل میں حرج نہیں لیکن جنبی افعال سے فصل نہ چاہیے یہ فصل سنت قبلہ و بعدہ دونوں کے ثواب کو ساقط اور انہیں طریقہ مستنونہ سے خارج کرتا ہے اور فرض فجر و عصر و عشاء میں مطلقاً اور ظہر میں جو سم گرنا تاخیر مستحب ہے اور مغرب میں تعیل۔ تاخیر کے یہ معنی کہ وقت غیر مکروہ کے دو حصے کو کے پہلا نصف چھوڑ دیں دوسرے نصف میں نماز پڑھیں کما نص

عليه في البحر المتوفى وخبره والله تعالى اعلم۔

(۲) مذہب اصح پراس کی نماز نہ ہوئی وقت اس کے قریب قریب ختم ہو چکا تھا عظامیسی جگہ عظامی پر نظر فرماتے ہیں ہمارے عظام کا دوسرا قول یہ ہے کہ وقت عید زوال تک ہے اس فقیر پر جس نے بارہ بج کر چھ منٹ تک بھی سلام پھیر دیا اس کی نماز ہو گئی کہ اس دن بارہ بج کر ساڑھے چھ منٹ زوال ہوا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از سندید مرسلہ بعض علماء توسط مولانا مولوی محمد وحی احمد صاحب محدث سورتنی ۔

دوم ربيع الاول شریعت ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز مغرب کا وقت افق شرقی کی جڑ سے سیاہی نمودار ہوتے ہی معاً جو جاتا ہے یا جب سیاہی بلند ہو جاتی ہے اس وقت آفتاب ڈوبتا ہے بر تقدیر ثانی وہ بلندی کتنے گز ہوتی ہے اور آبادیوں میں سیاہی شرق سے نظر آنے پر نماز کا وقت کچھ چاہئے لایا نہیں۔ بینوا تو جہروا۔

### الجواب

اقول وبالله التوفیق (اللہ تعالیٰ کی مدد سے کہتا ہوں۔ ت) افق شرقی سے سیاہی کا طلوع قرص شمس کے شرعی غروب سے بہت پہلے ہوتا ہے سیاہی کئی گز بلند ہو جاتی ہے اس وقت آفتاب ڈوبتا ہے جس طرح قرص شمس کے شرعی طلوع سے سیاہی غربی کا ۱۶ اب بہت بدستور ہے آفتاب رتیل ہو جاتا ہے اس وقت تک سو درمی رہتا ہے اس پر حیان و بیان و برہان سب شاہد عدل ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایسے ان خبیثہ کا لعینیتہ (خبر مشاہدہ کی طرح نہیں۔ ت) جسے شک ہو طلوع و غروب کے وقت تنگل میں ماکر جہاں سے دھواں جانب افق صاف نظر آئیں مشاہدہ کر کے جو کچھ مذکور ہوا آنکھوں سے مشاہدہ ہو جائے گا الحمد للہ عجائب مستران فتنی نہیں۔

کہا فی حدیث الترمذی عن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب  
علی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
لا تنقصی عجاہبہ۔  
جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں امیر المؤمنین علی بن ابی طالب  
تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ قرآن کے عجائب  
کبھی ختم نہیں ہوتے۔ (ت)

ایک ذرا غور سے نظر کیجئے تو آیہ کریمہ تُولِجُ الظُّلُمَاتِ فِي النُّجُومِ تُولِجُ الظُّلُمَاتِ فِي النُّجُومِ (تو اُرات کروں

۳۵۴/۵

مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

لے الجامع، الصغير مع فیض القدير حدیث ۵۵۴

۱۱۳/۲

مطبوعہ امین کمپنی دہلی

لے جامع الترمذی ۱۰ جہا فی فضل القرآن

لے المستدرک ان الحکیم ۲۴/۲

میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ (ت) کے مطالعہ فیض سے اس مطلب کی شعاں میں صاف چمک رہی ہیں رات یعنی سایہ زمین کی سیاہی کو حکیم قدیر عز وجلانہ دن میں داخل فرماتا ہے بنور دن باقی ہے کہ سیاہی اٹھائی اور دن کو سواد مذکور میں لگاتا ہے ابھی ظلمت شبیہ موجود ہے کہ عروس خاور نے نقاب اٹھائی،

کیونکہ ایک چیز دوسری میں تسبی داخل کی جاسکتی ہے جب دونوں موجود ہوں نہ کہ ایک ختم ہو جائے اور اس کے بعد دوسری آئے۔ اور لیل و نهار یعنی رات و دن، آپس میں متضاد ہیں، اکٹھے نہیں ہو سکتے، تو مجازی یعنی مرادینا ضروری ہے۔ اور اس کا قرب طریقہ وہی ہے جو بندے نے بیان کیا ہے کہ لیل سے مراد تاریکی لی جائے اور نهار اپنے حقیقی معنی میں ہو۔ اس طرح داخل کرنے کا مفہوم بغیر کسی تکلف کے ظاہر ہو جائے گا اور مجاز کی طرف ضرورت سے زیادہ نہیں جانا پڑے گا۔ اور اس کا کس بھی ممکن ہے، یعنی نهار سے مراد سورج کی شعاں میں لی جائیں اور لیل اپنے حقیقی معنی میں ہو۔ اس صورت میں آیت کے اندر اشارہ ہو گا کہ مشرقی افق میں سورج کی روشنی نمودار ہو جاتی ہے اور رات ابھی باقی ہوتی ہے جیسا کہ صبح کا ذب کے وقت ہوتا ہے اور اگر لیل سے مراد لیل عرفی لی جائے تو یہ مفہوم مزید واضح اور کامل ہو جاتا ہے۔ نیز اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہو گا کہ مغربی افق میں شفقِ احمر و رابیع کے دوران سورج کی روشنی باقی ہوتی ہے اس کے باوجود رات ہو جاتی ہے اگرچہ امام فخر الرازی ان روشنیوں کو، حتیٰ کہ صبح صادق کی روشنی کو بھی

وان ایلا ج شوقی شمر یقتضی وجودہا، لا انت یعدم احدہما فی عقبہ الآخر، واللیل والنہار بمعنی الملبون متبداں لا یجتمعان، فلا بد من التجوز۔ ومن اقرب وجوہ ما ذکرہ العبد، من حمل اللیل علی السواد، فیبقى انہا مر علی حقیقتہ و یظہر الایلاج من دون کلفة، ولا یتجاوز التجوز لحد الحاجة، و یکن العکس ایضا، بان یحمل النہار علی الاشعة الشمسیة، الیل علی حقیقتہ فیکون اشراقہ الی ظهور نور الشمس فی الافق الشرقي واللیل باق بعد، کما فی الصبح الاول۔ وان اسریہ الیل العصر فی ما ظہر واكمل۔ والی حصول اللیل مع بقاء الضوء الشمسی فی الافق الغربی من الشفق الاحمر والا بیض و ان کان الامام المحرر الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ لا یرضی ان یحصل تلك الا نوار من الشمس حتی الصبح الصادق ایضا، کما اطل الکلام فیہ فی سورة الانعام، تحت قوله عز وجل فانی الاحیاء ولیس الا مرکم ظن، واغتر بقوله العلامة المنرقانی فظن ان

ہذا مذهب منقول ، فتنسبہ لاهل السنة ، مع انه ليس الا من توسعات الاما في البحث والكلام ولم يستدل له الا ببحث عقلي ، لا تام ولا جلي . ومن البديهي عند كل احد ان الشفق والصبح احثان ، وما امرها الا واحد . وقد اخرج ابن تيبه عن العوام بن حوشب قال ، قلت لسجاء ، ما الشفق ، قال ، ان الشفق من الشمس . ذكره في الدر المنثور ، تحت قوله تعالى فلا اقم بالشفق ، بل في التفسير الكبير تحت الكرمية ، اتفق العلماء على انه اسم للاشراق في الشمس في الافق بعد غروبها . اما دليله العقلي فقد مرده العبد الضعيف بكلام لطيف ذكرته على هامشه .

و بالله التوفيق .

”شفق کیا ہے؟“ انہوں نے جواب دیا : شفق سورج سے ہے ۔ یہ روایت درمنثور میں انہ تعالیٰ کے مفسرمان فلا اقم بالشفق کے تحت مذکور ہے ۔ بلکہ تفسیر کبیر میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ علما کا اتفاق ہے کہ شفق سورج کے اٹھنے کے وقت ہے جو غروب آفتاب کے بعد آتی پر باقی رہتا ہے ۔ وہی امام رازی کی عقل دلیل ، تو اس کو عبد ضعیف نے ایک لطیف کلام کے ساتھ رد کر دیا ہے ، جو تفسیر کبیر کے حاشیہ پر مرقوم ہے و بالذات التوفیق ۔ (ت) قرآن عظیم کا نائب کریم کلام صاحب جوامع و الکلم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و مستند امام احمدی میں امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ادل قبل الليل من ههنا و ادبر النهار من جب ادھر سے رات آئے اور اُدھر سے دن چلے دھائے

ہمہما وغربت الشمس فقد افطر الصائم  
اور سورج پورا ڈوب جائے تو روزہ دار کا روزہ پورا ہو چکا۔ (مت)

فیل سے مراد سیاہی اور فہار سے مقصود صبح خان الاقبال من ہما والا بار من ہما انما یکون لہما کیونکہ تاریکی اور روشنی ہی اور صبح سے آتی ہیں اور اُدھر جاتی ہیں۔ مت، تیسرے میں ہے،

اذا اقبل اللیل، یعنی ظلمت، وادبر النہار، جب کہ رات آئے، یعنی اس کی تاریکی، اور دن اسی ضرورہ لگے واپس جائے، یعنی اس کی روشنی۔ مت

عالم بالان واسمیکون صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں لفظ اسی ترتیب سے ارشاد فرماتے ہیں ترتیب سے واقع ہوتے ہیں، پہلے سیاہی، شمس ہے اُس وقت تک اگر اُفق صاف اور بخار و بخار سے پاک ہو آفتاب کی چمک باقی رہتی بلکہ قیل جبال و عالی انصاف شجر پر عکس ڈالتی ہے پھر صبح قرص چھپنے پر آفتاب کٹھن ابھرتا ہے اور کثرت بعد عن الابصار طول مرد شعاع البصر فی ثخن کرۃ البخار کے باعث روشنی بالکل مقبب ہو جاتی ہے مگر ہنوز قدر سے قدر صبح دلائے افق مرنے شرعی باقی ہے اس کے بعد آفتاب ڈوبتا اور وقت افطار دنا آتا ہے اس صاف و نفیس و بے تکلف معنی پر کما اللہ تعالیٰ انتظام کلام اسی اعلیٰ جلالت پر جلوہ فرما ہے جو صاحب جامع الکمل صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع بلاغت ہے شمس و ستاروں و کائنات کی بے علاقے کرامت ہی ان نفیس معنی کے ایمان خالی نہ ہے امام ابن حجر کی شرح مشکوٰۃ المصابیح میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں،

ای وقت یقبل اللیل ولا شکون غریب حقیقۃ، یعنی کبھی رات آجاتی ہے اور ابھی حقیقۃ غروب نہیں ہوا ہوتا، اسی لیے حقیقی غروب ضروری ہے (مت)

حقیقی علی الجامع الصغیر میں ہے،

قوله، وغربت الشمس، لم یکتف بما قبلہ من ذلك، اشارۃ الی انہ قد یوجد اقبل الظلمۃ وادبار النور ولم یوجد غروب الشمس  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اور سورج ڈوب جائے آپ نے سیاہی کے آنے اور روشنی کے جانے پر اکتفا نہیں کیا اور غروب کی تصریح فرمائی کیونکہ کبھی سیاہی آجاتی ہے اور روشنی چلی جاتی ہے مگر غروب آفتاب نہیں ہوتا،

لجامع الترمذی باب ما جاز اذا اقبل اللیل مطبوعہ میں کمپنی دہلی ۸۸/۱  
لجامع التیسر شرح الجامع الصغیر حدیث مذکور کے تحت، مکتبہ مام شافعی ریاض معودہ ۷۶/۱  
لجامع التیسر شرح الجامع الصغیر بحوالہ ابن حجر باب من کتاب الصوم غسل اول مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان ۷۵۲/۲  
لجامع التیسر شرح الجامع الصغیر مع السراج المنیر زیر حدیث اذا اقبل اللیل الخ مطبوعہ المطبعة الاندلسیہ مصر ۹۷/۱

اور اگر حدیث میں لیل و سہار معنی حقیقی پر رکھتے تو اگرچہ آیت فرد ہے کہ مجاز مرسل کی جگہ مجاز عقلی ہو گا۔

لما علمت ان اسد الاقبال و لا دیا من ههنا  
و ههنا ليس اليها على الحقيقة -  
کیونکہ تم جہاں پہنچے ہو کہ ادھر سے اُدھر کرنے والے کی نسبت  
لیل و سہار کی طرف حقیقتہً نہیں ہے۔ (د ت)

مگر اب تین الفاظ کو میرے جمع ہونے سے سوال متوجہ ہو گا شک نہیں کہ اس معنی پر امور مشابہہ مستلزم ہیں اور ایک  
کا ذکر باقی سے منفی،

وهذا قاله الامام السويدي المصنف ، قال  
العبء ، كل واحد من هذه الشئتين يخص  
الاخرين ويلان من ههنا -  
یہودی بات ہے جو امام نووی نے منہاج میں کہی ہے۔  
عبارت نے کہا ہے کہ ان تین میں سے ہر ایک ، باقی دو  
کو یا تو متضمن ہوتا ہے یا ان کے ساتھ لازم ہوتا ہے۔  
اس کی اظہار توجیہ وہ ہے کہ علامہ طبری نے شرح مشکوٰۃ میں افادہ کی کہ

انما قال وغربت الشمس ، مع الاستقراء عنه  
لبیان كمال العرب ، كيلا يظن انه لا غروب  
لبعض الشمس جازا لافظ -  
آپ نے فرمایا اور سورج ڈوب جائے حالانکہ بظاہر  
اس کی ضرورت نہیں تھی ، تاکہ مکمل غروب کا بیان  
ہو جائے اور کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ سورج کا کچھ حصہ  
غروب نہ ہونے سے اس کا اظہار جائز ہو جاتا ہے۔ (د ت)

ملاحظہ فرمادیں وغیرہ بھی اُن کی تبعیت کی۔ تیسرے شرح جامع صغیر میں ہے ،

وساد (وغربت الشمس) مع ان ما قبله كاف  
اثباته الى اشتراط تحقق كمال الغروب -  
آپ نے فرمایا "اور سورج ڈوب جائے" فرمایا حالانکہ پہلے  
الفاظ کافی تھے اس میں اشارہ ہے کہ کامل غروب کا  
پایا جانا شرط ہے۔ (د ت)

**اقول :** یہ توجیہ وجہ مراعات ہمارے مدعا سے مذکور کی طرف تاظر ہے نظریات میں بروجہ علی اور قلت تدبر  
میں من طرف خفی یعنی اگرچہ لیل و سہار حقیقی مراد ہوئے پر ذکر غروب کی حاجت نہ تھی کہ راستہ بھی آئے گی کہ سورج ڈوب چکے گا مگر  
سواد و ضیا پر اُن کا تعلق یہ نہیں ضرورتاً بلکہ اقبال سے ہٹنا و ادبار من ہٹنا اُس پر قرینہ ظاہر ہیں تو اگر اس قدر  
پر قناعت فرمائی جاتی احتمال تھا کہ مجرد اقبالِ سواد و ادبار صیغہ پر وقت اظہار سمجھ لیا جاتا حالانکہ اقبالِ لیل در کنار ہونے پر

لے شرح مسلم سنووی صحیح مسلم زیر حدیث اذا قبل الليل الى  
لے شرح الطیسی بابتی مسائل متفرقة الفصل اول  
لے التیسیر شرح جامع الصغیر حدیث مذکور کے تحت  
مطبوعہ ترقی کتب خانہ کراچی ۲۵۱/۱  
ادارۃ القرآن کراچی ۱۵۱/۲  
مکتبہ امام شافعی ریاض سعویہ ۵۶/۱



اللہ تعالیٰ علیہما وعلى سائر العلماء الکرام۔ چیز (یعنی غروب) کو اٹھانے کی کیا ضرورت تھی، پھر علی قاری نے کہا ہے کہ اگر کاربات ادھر ہی لوٹ جاتی ہے جس کی تحقیق قطبی نے کی ہے۔ اس طرح علی قاری اسی فائدے کی طرف لوٹ آئے جو امام ابن حجر کے کلام کی تحقیق سے حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ ترجمان چکے ہو۔ لیکن علی قاری مشکوٰۃ اور شمسائل کی دونوں شرحوں میں ابن حجر کی ہر بات کی تردید کرنے سے خصوصی شغف رکھتے ہیں، حتیٰ کہ انتہائی واضح باتوں میں بھی (ابن حجر کی تردید کر دیتے ہیں) حالانکہ وہ ابن حجر کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر اور تمام علماء کرام پر رحمت نازل فرمائے۔ (ت)

ہاں شہروں یا غروں خصوصاً خلیستان و کہستان کی آبادیوں جنگلوں میں جہاں افق نظروں سے دور ہوتا ہے غالباً یہ شرق سے اُٹھتی ہوئی تاریکی خوب بلند ہو کر نظر آتی ہے اور یہ وقت خاص غروب کا ہوتا ہے بلکہ بہت جلد اس سے بھی پہلے غروب ہو چکا ہے کلمات علماء مثل قول امام ابو زکریا،

قال بعد ما نقف سابقا، وانما جیم بینہما  
لانہ قد یکون فی واد ونحوہ بعیدت لای شہد  
غروب الشمس فی عتد اقبال انظار واد ہاں  
الصبیاء۔  
ابو زکریا نے، بعد اس کے جو ہم پہلے نقل کر آئے ہیں،  
کہا ہے کہ اقبال قبل اور غروب کی جمع اس لیے کیلئے  
کہ کبھی روزہ دار کسی وادی وغیرہ میں ہوتا ہے جہاں  
غروب کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا تو تاریکیوں کے آنے اور  
مغشی کے جانے پر اعتقاد کرنا پڑتا ہے (ت)

وقول امام قاضی عیاض فی شرح صحیح مسلم،  
قد لا یتفق مشاہدۃ عین الغروب ولینا ہد  
ہجوم الظلمۃ حتی یتیقن الغروب بذلك،  
فیصل الا فہم سئل۔  
وقول امام عینی فی عمدۃ،

ثم ینب علی ما یعتبر من لم یتمکن من رؤیۃ  
جہر الشمس، وهو اقبال الظلمۃ  
من المشرق، فامہا لا تقبل عندہ  
پھر اس چیز کو بیان کیا جس کو وہ آدمی بھی جان لیتا ہے  
جس کے لیے سورج کی ٹیکہ کو دیکھنا ممکن نہ ہو، یعنی شرق  
کا جانب تاریکی کا آجانا، کیونکہ وہ تب ہی آتی ہے



الاقدم سقط القمر

جب سورج کی نگہ غائب ہو چکی ہوتی ہے۔ (ت)

وقول جامع الزمر :

ای وقت غیبۃ جرم الشمس کلہ اذا اظهر الغروب  
والاقالی وقت اقبال الظلۃ من المشرق، كما قال  
المتحفة

یعنی اظہار اس وقت کہ جب سورج کی پوری نگہ غائب  
ہو جائے، اگر غروب اس کے لیے ظاہر ہو، ورنہ جب مشرق  
کی جانب تیار کی آجائے (تو فطار کر لے) جیسا کہ تحفہ  
میں ہے۔ (ت)

وامثال ذلک کہ صراط انھیں بر، ضعیف سے متعلق ہیں جہاں افق ظاہر اور رویت مقدمہ ہو ایسے ہی عدم ممکن پر محمول ورنہ  
جب باجماع امت اور خود انھیں علماء اور ائیں کے امثال کی تصریحات قطعیہ سے مدار حکم غروب جمیع جرم شمس ہے اور  
اصل افق سے ارتفاع سواد بشادات مشابہہ قبل غروب ماحصل تو محمداً اقبال پر ادارت حکم کر کے معقول اور حدیث تو ظاہر،  
ماطک عن ابن شہاب عن حمید بن عبد الرحمن  
انہ صرحت بخطاب وعثمان بن عفان رضی اللہ  
تبارک عنہما کا نا یصلیان المغرب حین ينظر  
الى الليل الا سواد قبل ان يفطر ثم يعصران  
بعد الصلوة وذلك في رمضان  
تو ان بارات سے بھی قریب تر ہے۔ شہر اور شہر کا بھی وسط اور وہ بھی خلستان اور ملک کو ہستانی، پھر امامین جلیلین  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا شرین احتیاط خود بہدیت حدیث متہ نامہ کہ حین ينظران الى الليل الا سواد مجرد ذکر لیل  
یعنی سواد پر قناعت نہ کی بلکہ تاکید صفت اسود بڑھائی یعنی جب سیاہ سیاہی گہری ظلمت دیکھ لیتے اس وقت  
نماز پڑھتے، حدیث صحیحین اذا مراۃ الليل قد اقبل من ههنا فقد اخطر الصلوة (جب تم رات کو  
دیکھو کہ ادھر سے آگئی ہے تو روزہ دار افطار کر لے۔ ت) میں اقبال لیل پر اقتصار بعض رواۃ کا اقتضا ہے کہ کثرت  
محمود خود اسی حدیث کی دوسری روایت میں صرف اذا غابت الشمس من ههنا فقد اخطر الصلوة  
سہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب الصوم فی السفر والافطار مطبوعہ دارۃ الطبۃ النیریہ بیروت ۱۱/۲۳  
سہ جامع الرموز للفتاویٰ کتاب الصلوة مکتبہ اسلامیہ گنبد قافوس ایران ۱/۱۳  
سہ مؤطا الامام مالک ماجار فی تعجیل الفطر مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۲۸  
سہ الصحیح لمسلم باب بیان وقت اقتصار الصوم المطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۱

شہ



بخاری کی روایت یوں ہے :

عن مصعب بن سعد عن ابيه عن رضى الله تعالى عنه  
عنهما انه قال سئل عن رسول الله صلى الله  
تعالى عليه وسلم عن الميت هم في صلواتهم  
ساھون ، قال : اخذوا الوقت .

مصعب بن سعد سے انکے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوا تو  
فرمایا ، اس سے مراد وقت کھونا ہے ۔

(ت)

کھونا ہے ۔ بعینہ یہی معنی ابن جریر نے عبد اللہ بن عباس اور ابن ابی حاتم نے مسروق اور عبد الرزاق و ابن کثیر نے  
بطریق ملک بن دینار امام حسن نصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیے روایت اخیر یوں ہے کہ ابو نعیم نے کہا  
ساھون وہ لوگ ہیں جنہیں یاد نہ رہے کہ رکعتیں دوڑھیں یا تین ۔ اس پر امام حسن نے فرمایا ، هو الذي يسهو عن  
حقيقته حتى نفوت ( ہائیں وہ وہ ہیں جو اُس کے وقت سے غافل رہیں یہاں تک کہ وقت نکل جائے ۔ م ) فقیر کے  
یہاں بکرم اللہ نماز تنگ وقت نہیں ہوتی بلکہ مطابق مذہب حنفی ہوتی ہے ، غوام بچارے اپنی ناواقفیت سے غلط سمجھتے  
ہیں ، مذہب حنفی میں سوا مغرب اور جاثوں کی ظہر کے سب نمازوں میں تاخیر افضل ہے اُس حد تک کہ وقت کراہت  
د آنے پہلے اور بعد عصر ہی اُس وقت آتا ہے کہ اس وقت آتا ہے کہ آداب پرستہ مختلف سہا دتیں لگے اور فجر سے شام تک کہ  
یہ جس منٹ دن رہے ہوتا ہے اس سے پہلے پہلے جو مار عصر اُس کے وقت کا نصف اول گر کر نصف آخر میں ہو  
وہ وقت مستحب ہے مثلاً آج کل تقریباً سات بجے غروب ہے اور قریب پانچ کے عصر کا وقت ہو جاتا ہے تو وقت  
مستحب یہ ہے کہ پانچ بجے پچاس منٹ سے چھ بجے پچاس منٹ تک نماز عصر پڑھیں اور عشا میں وقت کراہت آدمی  
رات کے بعد ہے یہ حالتیں بکرم اللہ تعالیٰ میرے یہاں نہیں مجھے یا بندی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احکام  
کی ہے نہ جاہلوں کے خیالات و اوہام کی دار قطنی سنسنی اور حاکم مسیح مستدرک میں بطریق عباس بن فریح ، زیاد  
بن عبد اللہ غفنی سے راوی ۔

قال كان جلوسا مع علي رضي الله تعالى عنه  
في المسجد الا عظم فجاء المؤمن فقال :  
يا امير المؤمنين ا فقال : اجلس ، فجلس  
ثم عاد فقال له ذلك ، فقال رضي الله تعالى  
عنهم كذا في جامع مسجد میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم  
کے پاس بیٹھے تھے ، مؤذن آیا اور عرض کیا ، امیر المؤمنین  
( یعنی نماز عصر کو تشریف لے چلیے ) میرے مومنین نے  
فرمایا ، بیٹھ ۔ وہ بیٹھ گیا ۔ پھر دوبارہ حاضر ہوا اور

عنه ، هـذا الكتاب يعدلنا السنة ، فقام على  
فصلي بنا العصر ، ثم انصرفنا ، فرجعنا الى  
المكان الذي كنا فيه جلوسا ، فجلسنا للركب  
لندول الشمس للغروب فقرأنا هــ

وہی عرض کی۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا ۔  
یہ کتابیں سنت سکھانا ہے۔ بعد نماز علی کھڑے ہوتے  
اور یہیں عصر پڑھائی پھر جمع نماز کا سہم پھر کرم مسجد میں  
جہاں بیٹھے تھے وہیں آئے تو گھنٹوں کے بل کھڑے  
ہو کر سورج کو دیکھنے لگے اس لیے کہ وہ ڈوبنے کو آگیا تھا۔

حاکم نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے  
اما ان شریاد المریر و مدته غیر العباسی ،  
قالہ الدارقطنی ، فاقول : عباس ثقة ، و  
غایتہ جہالة عین ، فلا تعرفہما ، لا سیما  
فی اکابر تابعین ۔ قال فی المستم ، لا جرح  
بان لہ راوی معتد و هو مجهول العین باصطلاح  
قال فی الفوتوح ، و قیل لا یتقرب عند السعدی ،  
و ہون حکمہ

وہی یہ بات کہ زیاد سے سوائے عباس کے کسی نے  
روایت نہیں کی ، جیسا کہ دارقطنی نے کہا ہے تو میں کہتا  
ہوں ، عباس ثقف ہے ، زیادہ سے زیادہ اس میں  
”جمالت عین“ پاکی جاتی ہے اور یہ ہمارے نزدیک مضر  
نہیں ہے ، خصوصاً اکابر تابعین میں۔ مسلم میں ہے کہ یہ  
کوئی جرح نہیں ہے کہ غلو سے ایک ہی راوی ہے  
لدرہ ، اصطلاحی طور پر ”مجهول العین“ ہے ، فواجح میں  
ہے کہ بعض نے کہا کہ ایسا راوی قابل قبول نہیں ہے ، لیکن  
یہ بے دلیل بات ہے ۔ (ت)

اگر یہ مولیٰ علی کا صرف اپنا فعل ہو تا جب بھی حجت شرعی تھا کہ وہ اسے ہر شے سنت بتا رہا ہے اور نوذہر  
جو جلدی کا تھا خاکر تا تھا ایسا محد یہ غضب فرما رہے ہیں اسی کی مثل امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے نابین  
میں مروی امام طحاوی بطریق داود بن یزید لاہوری عن ایہ روایت فرماتے ہیں ۔

قال کان علی ابنت ابی طالب  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ یصلیٰ بنا العصر و نحن  
مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہیں نماز جمع پڑھا کرتے  
اور ہم سورج کی طرف منہ دیکھا کرتے تھے اس

سنة سنن الدارقطنی باب ذکر بیان الراایت ۱/ مطبوعہ نشر السنة طاب

سنة مسلم الثبوت مع شرح فواجح الزموت مسئلہ مجهول الحال ۱/ مطبوعہ منشورات الشریع الرضی قم ایران ۱۴۹/۲  
سنة فواجح الزموت مع شرح مسلم الثبوت مسئلہ مجهول الحال ۱/ " " " " " " ۱۴۹/۲

نترای الشمس مخافة ان تکون قد طلعت۔ خوف سے کہ کہیں طلوع نہ کر گیا ہو۔

مناقب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ الامام حافظ الدین الکروری میں ہے،  
 ذکر الامام الدیلمی عن مرہیدی کہ وقت  
 قال صلیت مع السہابی العصر ثم  
 اطلقت مسجد الامام ما خرو العصر حتی جفت  
 فوات سوقت ثم اطلقت الی مسجد سعیدین  
 فادھولہ و یصل العصر فقلت مرحوا انتہ  
 اب حنیفۃ ما اخرج ما مثل اخر سفین  
 یعنی امام دہلی نے زہیری کیسان سے روایت کی کہ میں  
 دہاتی کے ساتھ نماز عصر پڑھ کر مسجد امام اعظم رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ میں گیا امام نے عصر میں اتنی تاخیر فرمائی کہ  
 مجھے خوف ہوا کہ وقت جاتا رہے گا پھر میں مسجد  
 امام سعیدین ٹوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف گیا تو کیا  
 دیکھوں کہ انہوں نے ابھی نماز پڑھ ہی نہیں میں نے

کہا اللہ ابرہہ پر رحمت فرمائے انہوں نے تو اتنی تاخیر کی بھی نہیں جتنی سعیدین نے۔  
 فقیر کے یہاں سوا گھنٹا دن رہے اذ اب عصر جوتی ہے اور گھنٹا بھر دن رہے نماز ہوتی ہے اور پون گھنٹا  
 دن رہے سے پہلے ہو چکی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲۱ از ریاست رام پور متصل آداب کنڈا محلہ میاں گجائاں مکان جناب سید غلام حسی صاحب  
 مرستہ جناب مولانا مولوی محمد نجفی صاحب ۱۲ صفر ۱۳۶۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قطع نظر شفق شرع و سپید کے باتفاق علمائے حنفیہ بعد  
 غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ میں منٹ کے بعد ہمیشہ وقت عشا کا آجاتا ہے یا نہیں؛ جیزا تو جبروا۔

### الجواب

علمائے متفق علیہ کا وقت ہمیشہ ایک گھنٹہ بیس منٹ بعد ہو جانے کا جبروتی حکم کہ بعض بے علموں نے محض جبراً  
 لکھ دیا اور گنگوہ دیوبند کے جاہل و نادان وقت ملاؤں نے اس کی تصدیق و توثیق کی۔ برکی، بدایوں، رمپور،  
 شہر بہمن پور، مراد آباد، بکھتور، بلند شہر، پٹی جھیت، دہلی، میرٹھ، سہارنپور، دیوبند، گنگوہ وغیرہ  
 بلاد شمالیہ بلکہ حاضر مواضع و اضلاع ممالک مغربی و شمالی و آودھ و پنجاب و بنگال و وسط ہند و راجپوتانہ غرض  
 معظم آبادی ہندوستان میں محض غلط و باطل اور علیہ صدق و صواب سے عاری و عاقل ہے ہمارے بلاد اور  
 ان کے قریب العرض شہروں میں عشا کا اجماعی وقت غروب شرعی شمس کے ایک گھنٹہ انیس منٹ بعد سے ایک گھنٹہ

سے شرع معافی آثار باب الوقت الذی یصل فیہ الفجر ای وقتہ جو مطبوعہ راجہ یحییٰ سید محمدی کراچی ۱/۱۳۳

۱۵۲/۱ مناقب امام اعظم ابرہہہ لکھنؤ درسی الفصل الثانی فی اصول بنی عیینہ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کراچی ۱/۱۵۲

پنستیس منٹ بعد تک ہوتا ہے پھر جس قدر شمال کو جلیے وقت بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ اقصائے شمالی ہند میں  
تحویل سرطان کے آس پاس بعد غروب شمس پونے دو گھنٹے سے بھی زائد ایک گھنٹہ اڑتالیس منٹ تک پہنچتا ہے ۔  
وومنٹ کم آگے گھٹنے کی خطی سے کہ شفق انفرادی میں اختلاف ہے بھی اس کے بعد تک نہیں اٹھا سکتا ہم اپنے  
بلد میں سب سے جلد آنے والی عشا کو عالی اقلہ الین یعنی ۲۱ مارچ و ۲۲ ستمبر کے ارد گرد ہوتی ہے اور سب سے دیر میں یورپی  
عشا کہ تحویل سرطان ۲۲ جون پر ہوتی ہے حساب ہندی سے پیش کریں جس سے واضح ہو جائے گا کہ ان بے علم مقیروں نے  
شرعاً انہی پر جابلہ حکم دیکھ دینے میں کس قدر جرات کی تحویل حمل غروب نجومی و شمس انکسار اقلی تقریباً قریب نصف الایام زائد  
تقریباً طول شرقی مدار اس قمر بحر و شمس تقریباً ۲۱ مارچ کو یہاں غروب شمس تقریباً سوا چھ بجے ہے العشاء (جیب  
غایۃ الخفاص ح ل مثل تمام العرض عدم المیل = منٹ مر کب) = (جیب الخفاص الوقت سج = سج لب الہرم) =  
لہ = مریخ = (جیب اوسط = جیب تمام العرض عدم المیل = منٹ مرہ منط) = سج نہ لب سم قوسہ وسط الہرم  
فضل الدار = منٹ لہ = تمام الی سب سے ت الہ نہ = (تقدیل الایام و فرق طولی زائدین = قمر) = تسلیم یہ یعنی  
اُس تاریخ سات کی کہ سر آہستیس منٹ پر وقت عشا آیا اس میں سے سوا چھ گھنٹے تفریق کیے تو ایک گھنٹہ سوا عشا منٹ  
رہے تحویل سرطان غروب نجومی و شمس انکسار قریب نصف الایام و فرق طولی زائدین قمر جمعاً شمس یعنی ۲۲ جون  
کو یہاں غروب شمس سات کی کہ زمین سے پرے و پر وجہ اذوق تمام عدم حمار میل یا منٹ الہرم = سج غایۃ  
الانکھا و جیب لہ لہ نصف قطر قمر = انکسار معدل لہ = قمر لہ انکھا و الوقت جیب لہ لہ تفاضل الجیبین  
لہ سم = جیب تمام المیل سولہ = قمر سم = جیب تمام العرض منٹ مرہ منط = سج لہ لہ جیب اوسط  
پس تفاضل جیبیں = جیب اوسط منط = قمر لہ سم قوسہ عدم الہرم فضل الدار = قمر = قمر الی تمام وقت  
سج الہ = تقدیل الایام لب = فضل شرقی قمر = ترجمہ دین بھی وہی سات پڑیں منٹ آئے ۔  
العشاء لہ لہ = سج لب الہرم = سج لب طمر = سج الہ لہ = الہ لہ سم قوسہ قمر = فضل الدار =  
قمر = سج لب تمام سج لب الہ = الہ = قمر = ترجمہ دین بھی اُس تاریخ کی کہ سر آہستیس منٹ پر وقت عشا ہوئی  
تفریق وقت غروب کرنے پر ایک گھنٹے پنستیس منٹ سے قدرے زائد وقت ہوا بعد یہی مقدریں وقت میں کی ہیں  
ہاں ہمارے بلاد میں صرف بعد زلث سال بھر یعنی تقریباً نصف دولہ سے نصف محل اور نصف سنبیل سے نصف  
محرب تک یہ اوقات ایک گھنٹہ میں منٹ کے قریب قریب رہتے ہیں باقی تمام سال میں اُس سے زائد تو دہلی  
و آمپور ، میرٹھ ، مظفر نگر ، دیوبند ، گنگوہ ، سہارن پور میں کہ سب بریلی سے شمالی کو ہیں اور باجم ہر گچلا پہلے سے زیادہ  
شمالی ہے ہمیشہ ایک گھنٹہ میں منٹ کی کہ موقوف ہے اگرچہ مضائقہ جابلہ و مضائقہ غافل اپنی بخودی سے تصدیق  
کریں شہادتیں دیں اس کو اپنے بے بصیرے خبر غمانہ کا معمول یہ بتائیں وہ بھی نہ فقط عشا بلکہ وقت صبح میں بھی جریگا

ماہی یک سال کے دو تہائی تھے میں ان کبراؤں کا باب سب کے روزے تذکرہ ہے حساب اور ان کی سحر کے ختم ہونے  
کبھی شروع سے بھی پہلے جلد صبح صادق ہے چاہے نسأل اللہ العفو والعافیۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ  
العلی العظیم واللہ سبحنہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ (۲۸۰) از اردو لیضیع علی گڑھ مدرسہ اسلامیہ مدرسہ حافظ عبد الکریم صاحب مدرسہ جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وقت ظہر کا عصر کا مغرب و عشا و فجر کا کب تک رہتا ہے  
خصوصاً مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے ؟

### الجواب

وقت ظہر کا اُس وقت تک رہتا ہے کہ سایہ سراسایہ اصلی کے جو اُس روز ٹھیک دوپہر کو پڑا ہو دوش ہو جائے  
لقد عصر کا وقت غروب آفتاب تک یعنی جب سورج کی کوئی کرن بالائے افق نہ رہے اور اُس کا وقت مستحب جب  
تک ہے کہ آفتاب کے قرص پر نظر اچھی طرح نہ لگے جب بغیر کسی عارضہ بخار یا بخار وغیرہ کے نگاہ قرص آفتاب پر  
پہنچنے لگی وقت کراہت آگیا اور یہ وقت فقیر کے تجربے سے اُس وقت آتا ہے جب سورج ڈوبنے میں بیس منٹ رہ جاتے  
ہیں مغرب کا وقت سپیدی ڈوبنے تک ہے یعنی چارویں سپیدی کہ عشا شمار پچھل سوتی اور بعد سرخی غائب ہونے  
کے تاخیر باقی رہتی ہے جب وہ نہ رہی وقت مغرب گیا اور عشا کی حد از سپیدی کہ صبح کا ذب کی طرح شرقاً غرباً  
ہوتی ہے معتبر نہیں اور یہ وقت اسی شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ بعد غروب آفتاب ہوتا ہے آخر  
مارچ و آخر ستمبر میں اور زیادہ سے ایک گھنٹا ۳۵ منٹ ہوتا ہے آخر جون میں اور گرم سہ ماہ میں بڑھ سے بڑھ  
ایک گھنٹا چوبیس منٹ ہوتا ہے آخر دسمبر میں اور اس کا وقت مستحب جب تک ہے کہ ستارے خوب ظاہر نہ ہو جائیں  
انتہا دیر کرنی کہ چھوٹے چھوٹے ستارے بھی چمک آئیں مکر وہ ہے۔ عشا کا وقت طلوع فجر صادق تک ہے اور  
وقت مستحب آدمی رات سے پھلے پھلے۔ یہ تمام اوقات درجات شمس و درجات عرض البلد کے اختلاف سے  
مختلف ہوتے رہتے ہیں ان کے لیے ایک وقت معین بتانا ممکن نہیں۔ مغرب کو مسائل نے بالخصوص دریافت کیا کہ  
اُس کے لیے وہ قریب تخمینہ کہ ان شہروں میں ہے گرائس ہو ایسی تخمینہ مقدار صبح صادق کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
مسئلہ (۲۸۱) از رانی کھیت

ماہ جون و جولائی و اگست میں نماز ظہر کا وقت مستحب کے بجائے شروع ہوتا ہے اور کے بجائے تک رہتا ہے ؟

### الجواب

بحکم حدیث و فقہایام گرام میں تاخیر ظہر مستحب و مسنون ہے اور تاخیر کے یہ معنی کہ وقت کے دو حصے

کیے جائیں نصف اول چھوڑ کر نصف ثانی میں پڑھیں گے۔ افاذہ فی البحر الزانق عن اکاسد اس وغیرہ (جیسا کہ  
محررات میں امر لکھ دیا ہے) اور صیغہ یعنی ایام گرام سے مراد زمان اشتداد گرمی ہے۔ خلاصہ  
بحر وغیرہ میں ہے،

الشتاد ما اشتد فيه البعد على الدوام ، شتار اس موسم کو کہتے ہیں جس میں مستقل در پشیدہ گرمی  
و الصیف ما اشتد فيه الحر على الدوام ، رست اور صیغہ اس موسم کو کہتے ہیں جس میں ہر وقت  
گرمی گرمی رہے (ت)

اور یہ باخلاف بلاد مختلف ہوتا ہے ظہری کی تقسیم کے تحت جو محل سے آخر روز ایک رجب، آخر سنبندہ ایک  
صیغہ، آخر قوس ایک خریف، آخر حوت ایک شتا ہے ان کے بعد کے حوائج ہوگی، ہمارے ملا میں ہر فصل ایک  
رجب پہلے شروع ہو جاتی ہے مثلاً جاڑا تحویل بدی یعنی ۲۲ دسمبر سے شروع نہیں ہوتا بلکہ دسمبر کا سارا مہینہ اور اواخر  
نومبر یقیناً اشتدہ اور سا کا وقت ہے، آخری درختوں مشاہدہ شہادت دیتا ہے کہ اواخر فروری تحویل حوت سے  
ہمارا شروع ہو جاتی ہے اور بیک جون کا پورا مہینہ اور اواخر مئی شدت گرمی کا وقت ہے تو ہمارے یہاں تقسیم  
فصول یوں ہے حوت قبل ثور بہار، جزا سلطان استدرمی، سنبندہ میزان مقرب خریف، قوس بدی  
دو جاڑا، تونہ اشتدہ استحاب، حیرت ۲۲ مئی سے ۲۲ گشت تک بے اوقات نماز کا آغاز و انجام ہر روز  
بدلتا ہے ایک وقت معین کی تعیین ناممکن ہے لہذا ہم صرف ایام تحویلات لکھتا سنبندہ کا حساب بیان کریں کہ  
اس سے ایام ہاجن کا تقریبی قیاس کر سکیں اور زیادت افادات کے لیے ان ایام کا طلوع و غروب بھی لکھ دیں کہ  
اگرچہ مئی جون گزرتے بولائی انگشت باقی ہیں صبح گھڑی سے مقابلہ کر سکتے ہیں اگر دھوپ گھڑی موجود ہو تو جس وقت  
اس میں کیل کا سایہ خط نصف النہار پر منطبق ہو جیسی گھڑی میں وہ وقت کر دیں جو خاند شروع وقت عصر میں ہم نے  
لکھا ہے یہ گھڑی نہایت کافی و جہ پر صبح ہوگی در د شام کے چار بجے جو حد اس سے تار آتا ہے جس وقت وہ سورہ  
کا گھنٹا بتائے گھڑی میں فوراً چار بجائیں ورنہ ریل تار کی گھڑیوں بلکہ توپ کا بھی کچھ اعتبار نہیں میں نے توپ میں  
عمیارہ منٹہ تک کی غلط مشاہدہ کی ہے اور تین چار منٹ کی غلطی تو صد بار پاتی ہے ہم اس نقشہ میں ریلوے کا وقت  
دیں گے اور انجا کہ یہ تقریب سالہا سال تک کام دے سکندوں کی تہ قیاس نہ کریں گے رانی کھیت کے لیے جس کا  
عرض شمالی ۲۹ درجے ۳۷ دقیقہ اور طول شرقی ۹۹ درجے ۲۸ دقیقہ ہے۔





مسئلہ از شہر سنہری مسجد مسئلہ مولوی عبدالرشید صاحب یکے از طلبائے مدرسہ اہل سنت و  
جماعت بریلی ۲ ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متبعین مسئلہ میں کہ مسجد نالہ میں ظہر کی نماز وقت ۲۰ پر باجماعت  
ہوتی ہے اور عصر کی نماز ۲۴ پر باجماعت ہوتی ہے یہ وقت نماز کے ایام سرہا میں تنگ کچے جائیں گے یا کچھ کی بیشی  
ان اوقات میں کی جائے۔ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ ظہر ۲ بجے اور عصر ۴ بجے ہوئی چاہئے ان دو وقتوں میں اول  
کی پابندی کی جائے یا ثانی کی بدوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بازار کی مسجد میں ہر جماعت یعنی ایک ہی وقت کی کسی جماعت  
کے واسطے تکبیر اور اذان ہر مرتبہ پڑھی جائے یا صرف جماعت اول ہی میں اور محلہ کی مسجد میں جماعت ثانی میں تکبیر اور  
اذان ہوئی چاہئے یا نہیں اور بازار کی مسجد میں ہر جماعت اولی کا ثواب ہے یا نہیں۔

### الجواب

اگر یہ صحیح وقت ہوں تو کسی موسم میں ظہر اور عصر کے لیے تنگ وقت نہیں سب میں جلد وقت مغرب کو مبر کے  
آخر اور دسمبر کی ابتدائی تاریخوں میں ہوتا ہے جب یہ طوسے وقت سے آفتاب سوا پانچ بجے ڈوبتا ہے اور کراہت  
کا وقت غروب سے صرف میں منٹ پہلے ہے تو چار بجے کر پچیس منٹ پر وقت کراہت آجائے گا نماز اگر تنگ  
سارے چار بجے شروع ہوئی تو ماییت دیر دس منٹ یا دو منٹ میں تم ہو جائے گا جب بھی وقت کراہت سے  
تقریباً پانچ منٹ پہلے ہو چکے گا، ان اذانوں میں پونے پانچ بجے شروع جماعت میں غلط ہے کہ اگر جماعت منٹ  
میں ادا کی اور شروع میں پونے پانچ بجے سے دو تین منٹ بھی دیر ہوگی تو سلام سے پہلے وقت کراہت  
آجائے گا اتنی تاخیر نہ کرے جسے وقت صحیح معلوم ہوں اور کچھ سماعت جانتا ہو کہ عصر میں جتنی تاخیر ہو افضل ہے  
جبکہ وقت کراہت سے پہلے ختم ہو جائے، پھر جو وقت مقرر ہوتا ہے اکثر چند منٹ اس سے تاخیر بھی  
ہو جاتی ہے اور گھڑی کبھی چند منٹ نشست ہو جاتی ہے وہ من مارتو حول العصر اور شد ان یقہ  
جیہ (اور جو چراگاہ کے ارد گرد چرے تو ہو سکتا ہے کہ اس میں گھس پڑے۔ ت) لہذا ان ایام میں حمام  
کو عصر سوپا چار بجے مناسب تر ہے اور گھڑی کی تحقیق صحیح ہو تو ایام سرہا میں سارے چار بجے شروع نماز میں  
اصطلاح صحیح نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے بازار کی مسجد میں کہ اہل بازار کے لیے بنی اسی طرح نماز اور اسٹیشن کی  
مسجد اور مسجد جامع ان سب میں افضل یہی ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان نئی اقامت سے جماعت کرے وہ سب  
جماعت اولی ہوں گے اور مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ کے لیے اعادہ اذان منع ہے تکبیر میں حرج نہیں ۱۰۱۰ھ  
تعلانی اعلم۔

مسئلہ از موضع سرزبان طبع بریلی مستولہ امیر علی صاحب رضوی المجاہد اولیٰ ایچ ۳۱۲ ج ۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعتین اس مسئلہ میں بعض اشخاص ذی علم اور مولوی سوال کرتے ہیں کہ آپ کے اعظم حضرت مولانا مولوی حاجی مفتی قاری صاحب کیوں نماز جمعہ وقت کھڑے پڑھتے ہیں وقت قطعی نہیں رہتا ہے اور دیگر نمازیں بھی اخیر وقت پڑھتے ہیں، مسئلہ نے اس کے جواب میں یوں کہا کہ وقت کھڑا نہیں ہے بلکہ درمیان وقت جمودا ہوتا ہے اور کل نمازیں بھی درمیان وقت میں پڑھتے ہیں کیونکہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ طریق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درمیان وقت میں پڑھتے تھے کیونکہ جبریل علیہ السلام نے پہلے روز اول وقت اور دوسرے روز اخیر وقت پڑھا اور کہا کہ وقت ان دونوں نمازوں کے درمیان ہے اس پر وہ لوگ جواب دیتے ہیں کہ اکثر ہم لوگ دور دور تک سیر کئے ہیں جتنی تکریر شریف، تینہ شریف اور ہندوستان کے کل شہروں میں مولوی اول وقت ادا کرتے ہیں کیا وہ حنفی مذہب نہیں ہیں دیگر دیہات میں مولوی جمعہ کی نماز جب نہ کرتے ہیں اور اعظم حضرت منع کرتے ہیں حنفی مذہب سے خلاف ہے ہر قسم کے سوال کرتے ہیں غیر ان کا کھنا مناسب نہ ہو حضور ﷺ کچھ تحریر فرمادیں جواب دیا جائے گا۔

## الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَاطِئِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مِنْ حُرُوفِ الْقَوْلِ صَدْرُ ۵

یونہی بہ نے برنجی کے دشمن کو دیے آدمیوں اور جن میں کے شیطان کہ ان میں ایک دوسرے کے دل میں جوئی بات ڈالتا ہے دھوکے کی۔

جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ برتاؤ قرآن کے ادنیٰ غلام کیوں اپنے قایم کرام کے ترکہ سے محروم رہیں، جاسے ہزاراں ہزار شکر ہے کہ ہم سے نالائقوں کو ان کریوں کے ترکہ سے محروم ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے : وَاَعْرَضَ عَنْ الْخَاطِلِينَ (جاہلوں سے منہ پھیر لو) اور فرماتا ہے جاہلوں کے جواب میں یوں کہو : وَنَبْتَغِي الْخَاطِلِينَ (جاہلوں کے نہ مانگنا ہم نہیں چاہتے) ذکر وہ حضرات کہ جاہل بھی ہوں اور کذاب بھی اور مضمری بے حجاب بھی اور معاند قصب مآب بھی، ایسوں کے لیے یہ مناسب ہے کہ نذہم فی طیفانہم

تخلیج

سورہ الانعام ۶ آیت ۱۱۲

سورہ الاعراف ۷ آیت ۱۹۹

سورہ القصص ۲۸ آیت ۵۵

یہ سہولت اہل علم نہیں چھوڑیں گے کہ اپنی کوشش میں جھٹکتے رہیں۔ ان تمام مسائل کے روشنی بیان ہمارے فتاویٰ میں موجود ہیں مگر متعصب معاذ کہ علم دینا ہے سودا اور کذب و افترا کا علاج مفقود، مسائل ان کو ذی علم مولوی کہتا ہے اور جو باتیں ان کی بیان کیں وہ تو ایسے جاہلوں کی ہیں جن کو کسی عالم کی صحبت بھی نصیب نہ ہوئی۔ مسائل کو ہدایت کی جاتی ہے کہ کسی کی ایسی بہودہ باتیں پیش نہ کیا کرے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

## رسالہ

۱۳ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین ۱۳  
دو دریاؤں کو ملنے سے روکنے والا، دو نمازوں کو جمع کرنے سے بچانے والا

مسئلہ (۲۸۶) از ریل ملاقا دکن یکم دجیب ۱۳۱۲ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سفر کے عذر سے جس میں قصر لازم آتا ہے دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یقیناً تحریر فرما۔

## الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل الصلاة على المؤمنين كتبا موقوتا، وأمرهم أن يحافظوا عليها  
فيحفظوها أسكنا وشروط ووقوتا، مخرج المحصرين يفتقن، بفتحها برزخ لا يبعين، وأفضل  
الصوت، وأكمل التحيات على من عين الأوقات وبين العلامات، وحرم على امتد الصلوة  
الصوت، وعلى الاله الكرام، ومحبيه العظام، ومحتبدي شرعه الغرا الثمام، لا سيما

الاعمام الاقدم، والاعمام لا اعظم، امام الانمة، مالك الانمة، كاشف العمة، سراج الامنة،  
 نزل عدم المشقة الحنفي من وج الثريا، ما شرع له المذنب الحنفي فشرع له، نعم الله اتباعه  
 ورضى اتباعه متبوعا تابعيا، وعليه ما معهم، يا اسرحم الراحمين، الى يوم الدين.

اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوة والتسلیم کے ارشادات سے نماز فرض کا ایک خاص وقت  
 ہدایت مقرر فرمایا ہے کہ اس سے پہلے نماز کی صحت۔ اس کے بعد تاخیر کی اجازت، تھمیں عرفہ و عشا میں عز و قدر کے  
 سوا دوسروں کا قصد ایک وقت میں ہی کرنا سفر، حضر، سرگز کسی طرح جائز نہیں۔ قرآن عظیم و احادیث صحیحہ  
 سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی مخالفت پر شاہد عدلی ہیں۔ یہی مذہب ہے حضرت ناطق بآلحق والحق  
 موافق ارستہ بالوحی و کتاب امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم و حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص احد العشرة المبشرة  
 و حضرت سیدنا جبرائیل بن مسعود من اجل فقہاء الصحابة البررة و حضرت سیدنا ابن سیدنا محمد اللہ بن عمر فاروق  
 و حضرت سیدنا تمام المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق العالم صحابہ کرام و خلیفہ راشد امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز و  
 امام سالم بن عبد اللہ بن عمرو امام علقمہ بن قیس و امام اسود بن یزید و امام حسن بصری و امام ابن کثیر و امام بکر بن  
 و امام مکی و امام جابر بن زید و امام عمرو بن دینار و امام حماد بن ابی سلیمان و امام اہل بصرہ اہل ائمہ  
 تابعین و امام سفین ثوری و امام یونس بن سعید و امام قاسم اللہ و امام ابو سعید و امام ابو جبر اللہ محمد  
 الشیبانی و امام زکریا البزلی و امام حسن بن زیاد و امام دار الحجة عالم المہدینہ مالک بن انس فی روایت ابن قاسم  
 اکابر تابعین و امام جبرائیل بن قاسم حنفی فقیہ امام مالک و امام عیسیٰ بن ابان و امام ابو جعفر احمد بن محمد  
 مصری و غیرہ ائمہ دین کا رجمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

تحقیق مقام یہ ہے کہ عین بین الصلوات یعنی دو نمازیں ملا کر پڑھنا دو قسم ہے۔

جمع فعلی جسے جمع ضروری بھی کہتے ہیں کہ واقع میں ہر نماز اپنے وقت میں واقع نگراں میں مل جائیں جیسے  
 ظہر اپنے آخر وقت میں پڑھی کہ اس کے ختم پر وقت عصر آگیا اب فوراً عصر اول وقت پڑھ لی، ہوئی تو دونوں  
 اپنے اپنے وقت اور فعلاً ضرورت مل گئیں۔ اسی طرح مغرب میں دیر کی یہاں تک کہ شفق ڈوبنے پر آئی اس وقت  
 پڑھی اور صغیرا جیسے کہ شفق ڈوب گئی و شام کا وقت ہو گیا وہ پڑھ لی ایسا طاعتاً بعد مرض و ضرورت سفر بلاشبہ  
 جائز ہے۔ ہمارے علماء نے کراہی دینی اللہ تعالیٰ عنہم ہی اس کی رحمت دیتے ہیں۔ رد المحتار میں ہے،

لمسافر والمریض تأخیر المضرب للجمع  
 بغيرها وبين العشاء فعلاً، كما في الحلیة  
 وغيره، ای فی فصلی فی آخر وقتہ  
 مسافر اور مریض مغرب میں تاخیر کر سکتے ہیں تاکہ اس کے  
 اور عشاء کو فعلاً اکٹھا کر لیں، جیسا کہ علیہ وغیرہ میں  
 ہے، یعنی مغرب آخری وقت میں پڑھی جائے

و لعشاء في اول وقتها -

اور عشاء اول وقت میں - (ت)

11

**اقول** تاخیر مغرب کا توبہ خاص جزئی ہے اور اسی طرح تاخیر ظہر کہ عصر سے مل جائے بلکہ یہ بدرجہ اولیٰ کہ ظہر میں تو کوئی وقت کراہت نہیں ہے خصوصاً صبح بہ فی البحر والرائی وحققتناہ فیما علقناہ علی مٹا المختار (جیسا کہ بحر الرائی میں تصریح ہے اور رد المحتار کے حاشیے پر ہم نے اس کی تحقیق کی ہے - ت) بخلاف مغرب کہ اس کی اتنی تاخیر بے عذر مذکورہ شدید ہے کہ کما فی البحر والدم وغیرہما ، و نطقت بکراهة ذلك احادیث (جیسا کہ بحر اودر وغیرہ میں ہے) اور اس کی کراہت پر کئی احادیث ناظر ہیں - ت) پھر جزئیہ ظہر میں بھی کتاب الحج میں نوافل سے گزر کر اس کتاب جلی الاصرار علی الخطاب رفیع النصاب میں کلام کلام امام حاکم حرر المذہب سیدنا محمد بن الحسن طینہ سید الانام اعظم ابو حنیفہ اور تالیف امام فقیہ محدث عینی بن ابان طینہ امام محمد ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فرماتے ہیں ،

امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا ، خواہ ظہر اور عصر ہوں یا مغرب اور عشاء ہوں ، یکساں ہے - یعنی ظہر کو آخر وقت مؤخر کر کے پڑھے اور عصر یا عشاء کو اسی کو اول وقت میں پڑھے - اسی طرح مغرب اور عشاء میں مغرب کو اتنا مؤخر کرے کہ اس کے آخری وقت میں ، یعنی شفق غائب ہو جائے تو نماز پہلے پڑھے اور عشاء میں جلدی کر کے اس کو اول میں پڑھے - یعنی شفق غائب ہونے کے ساتھ ہی ، یہ طریقہ ہے ان کو جمع کرنے کا - (ت)

قال ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ، الجمع بین الصلواتین فی السفر فی الظہر والعصر والمغرب والعشاء سواء ، یؤخر الظہر الی آخر وقتها ثم یصلی ویعجب العصر فی اول وقتها فیصلی فی اول وقتها ، وكذلك المغرب والعشاء یؤخر المغرب الی آخر وقتها فیصلی قبل ان یغیب الشفق وذلك آخر وقتها ، ویصلی العشاء فی اول وقتها حين یغیب الشفق ، فهذا الوجه بیہتج -

اسی میں ہے ،

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بارش ،

قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ، من اراد

۲۶۱/۱ مطبوعہ المصطفیٰ البابی مصر

۲۳۹/۱ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۶۱/۱ - مجتبیٰ دہلی

۱۴۲/۱ مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور

سکے رد المحتار کتاب الصلوٰۃ

سکے البحر الرائی کتاب الصلوٰۃ

سکے الدر المختار -

سکے کتاب الحجۃ باب جمیع الصلوات فی السفر

ظہر

11

11

و یجمع بین الصلواتین بمطرد و سفر  
او غیرہ ، فلیؤخر الادائی صلیہما حتی تسکون  
فی آخر وقتہا ، ویعجل الثانیۃ حتی یصلیہما  
فی اول وقتہا ویجمع بینہما ، فتکون احد  
واحدة منہما فی وقتہا ۲۱

سفر یا کسی اور وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنا چاہیے  
تو اس کو چاہئے کہ پہلی کو آخر وقت تک مؤخر کر دے  
اور دوسری میں جلدی کر کے اول وقت میں ادا کرے  
اس طرح دونوں کو جمع کر لے ، تاہم ہوگی ہر نماز اپنے  
وقت میں الخ (ت)

اس کلام برکت نفی مام کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ظاہر ہوا کہ جو جمع صوری صرف مرض و سفر  
پر مقصور نہیں بضرورت شدت یا ریش بھی اجازت ہے مثلاً ظہر کے وقت میں نہ برستا ہو تو انتظار کر کے آخر وقت  
حاضر مسجد ہوں جماعت گزارا کریں اور وقت عصر پریقین ہوتے ہی جماعت عصر کر لیں کہ شاید شدت مطربڑ جائے  
ادھر حضور مسجد سے مانع آئے ، مگر شدید میں تنہا گھر چڑھ لینے کی بھی اجازت ہے تو اس صورت میں تو دونوں  
نمازوں کے لیے جماعت و مسجد کی کما فطرت ہے واقعہ تہان ، غم۔

دوسری قسم جمع وقتی ہے جسے جمع حقیقی بھی کہتے ہیں۔ اقوال یعنی بعضی مصطلح قائلان جمع کہ جو معنی جمع  
اُن کا مذہب ہے وہ حقیقتہً اسی صورت میں سے جمع ہے اسے اصل معنی یہ دونوں ملکہ حقیقی ہے کما یکنی ، اور اسی عاک  
سے جمع فعلی کو صوری کہتے ہیں وہ حقیقتہً غرضی یا نیابتی ہے نہ صوری ہے ، نہ میں نہ بل حال تو جب میں ملکہ صورتہً  
میں ملے اور معنی جدا فہم فامہ نفیس جدا (اس کو گہر کر کے یہ بہت نفیس ہے۔ ت) اس جہ کے یہ معنی  
ہیں کہ ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھی جائے جس کی دو صورتیں ہیں :

جمع لغتیم کہ وقت کی نماز مثلاً ظہر یا مغرب پڑھ کر اس کے ساتھ ہی متصلاً جو فصل پہلے وقت کی  
نماز مثلاً عصر یا شام پشیم پڑھ لیں اور جمع تاخیر کہ پہلی نماز مثلاً ظہر یا مغرب کو باوصف قدرت و اختیار قصداً  
اشارہ کریں کہ جب اس کا وقت عمل جائے گا پہلی نماز مثلاً عصر یا شام کے وقت میں پڑھ کر اس کے بعد متصلاً خواہ  
مفصلہ اس وقت کی نماز ادا کریں گے ، یہ دونوں صورتیں بحالت اختیار صرف حجاج کو صرف حج میں صرف عصر عرفہ و  
مغرب مزدلفہ میں جائز ہیں اول میں جمع تقدیم اور دوم میں جمع تاخیر عام ازیں کہ وہ مسافر ہوں یا خاص ساکن یا نیکہ  
منی و غیرہ مامواضع قریب کہ وہ بوجہ نسک ہے نہ بوجہ سفر اور بحالت اضطرار و عدم قدرت سفر حضریہ ظہر عصر  
وغیرہ کسی شے کی تخصیص نہیں جتنی نمازوں تک مشغولی جماد یا شدت مرض یا غشی وغیرہ کے سبب قدرت نہ ملے  
تاچار سب مؤخر رہیں گی اور وقت قدرت بحالت عدم سقوط ادا کی جائیں گی جس طرح حضور پر نور سید عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم و صلیہم و علیہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوہ خندق میں عصر و عصر و عصر و عصر کے وقت پڑھیں  
ان کے سوا کبھی کسی شخص کو کسی حالت میں کسی صورت میں جمع وقتی کی اصلاً اجازت نہیں اگر جمع تقدیم کہے گا تاخیر



محض باطل و ناکارہ جائے گی جب اُس کا وقت آئے گا فرض ہوگی نہ پڑھے گی دسے پر ہے گی اور جمع تاخیر کرے گا تو گزرا ہوگا عداً نماز تھا کر بیٹے و ملا ٹھہرے گا گنچہ دوسرے وقت میں پڑھنے سے فرض سر سے اتر جائے گا۔ یہ تفصیل مذہب مذہب ہے اور اسی پر دلائل قرآن و حدیث ناطق بلکہ توحید صلاۃ کا مستند متفق علیہا ہے، ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز کو دانتہ قضاء کر دینا بلاشبہ حرام تو جس طرح صحیح یا عشا قصد آنہ پڑھنی کر ظہر یا فجر کے وقت پڑھ لیں گے حرام قضی ہے یوں ہی ظہر یا مغرب عداً نہ پڑھنی کر عصر یا عشا کے وقت ادا کر لیں گے حرم ہونا لازم اور وقت سے پہلے تو حرم و رکنا نماز ہی بیکار جیسے کوئی آدمی رات سے صبح کی نماز یا پہرہ چڑھنے سے ظہر پڑھ رکے قطعاً نہ ہوگی، یونہی جو ظہر کے وقت عصر یا مغرب کے وقت عشا نہ پڑھے اس کا بھی نہ ہوتا واجب، احادیث میں کہ حضور پُر نور صلوٰات اللہ تعالیٰ وسلمہ علیہ سے جمع منقول اُس میں صراحت وہی جمع صدی مذکور یا مجمل و محتمل اُسی صریح مفصل پر محمول، جمع حقیقی کے باب میں اصلاً کوئی حدیث صحیح صریح مفسر وار د نہیں جمع تقدیم تو اس قابل بھی نہیں کہ اُس سے پر کسی حدیث صحیح کا نام لیا جائے جمع تاخیر میں احادیث کثیرہ کے خلاف دو حدیثیں ایسی آئی ہیں جن سے بادی النظر میں دھوکا ہو مگر عند تحقیق جب احادیث خزوہ کو جمع کے نظر انصاف کی جگہ فوراً حق ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بھی وجوہاً یا مکاناً اُسی جمع صدی کی ضرورت سے رہی جس فرض میں وقتی پر شروع مطہر سے کوئی دلیل واجب القبول اصلاً قائم نہیں بلکہ بحرث صحیح حدیثیں اور قرآن عظیم کی تہذیب اور سرب شریعت، صدیائیں اُس کے نفی پر حجت ہیں، یہ اجمال کلام و دلائل مذہب ہے۔ لہذا یہ مختصر کلمہ یاد فصل پر منقسم،

فصل ۱ میں جمع صدی کا اثبات مجمل،

فصل ۲ میں شبہات جمع تقدیم کا ابطال ملل،

فصل ۳ میں جمع تاخیر کی تضعیف و اضعاف البينات،

فصل ۴ میں دلائل نفی جمع و ہدایت التزام اوقات،

اس مسئلے میں چارے زمانے کے امام و مذہب ان جتہ نامقلدان مختار طرز نوی جتہ از ادوی میان مذہبی صاحب دہلوی ہوا اللہ الی الصراط السوی نے کتاب حجب العباب میں الحق کے آخر میں اپنی حلقی حدیث کا کام مشیع کیا بہت مسند میں اچھے پچھلے مالکیوں شافعیوں وغیرہم کا ان پلٹا اُلجھا سبلی جیسا کلام خفیہ کے خلاف جہاں کہیں ملا سب جمع کر لیا اور کچھ غراٹے احادیث صحاح کو رد فرمائے رواۃ صحیحین کو مردود بنائے بخاری و مسلم کی صد حدیثوں کو دہشتا بنائے تھوڑی کا بھرم نقل یا حدیث کا دھرم دن و دھڑے دھڑکی کر کے لٹنے میں رنگ رنگ سے اپنی نئی ایجاد افکار کو جلوہ دیا تو بوی تقدیر اُس تحریر عظیم التقریر عاتز ہر غٹ و یا بس و نفیر و قطیر کے رو میں تمام مسامحی نو و کھن کا جواب اور طابحی کے ادعا سے باطل عمل یا حدیث و لیاقت اجتہاد و علم حدیث کے روئے نہانی سے کشف حجاب





ہو تو مخالفت منکر مدعی مقرر کو بھی معترف و مقرر ٹھہرے

وما ذلک علی اللہ بعزیز ، ان ذلک علی اللہ اور یہ اللہ کے لیے مشکل نہیں ہے ، یہ اللہ پر آسان  
یسیر ، ان اللہ علی کل شیء قدير۔ ہے ، اللہ ہر شئی پر قادر ہے۔ (ت)

یہ معمار کجیلہ تو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں رسالہ آپ کے پیش نظر ہے ملاحظہ فرمائیے واد انصاف دیجئے

فی طلعت الشمس ما یغنیك عن خبر

(سورة طلوع سورۃ تواسس کی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ت)

اس کے سوا نفس مسئلہ میں طاجی نے اپنے موافق کہیں چودہ کہیں پندرہ صحابیوں سے روایات ۲۲ بیان کیا  
اور خود ہی اُسے بگاڑ کر کی طرف پٹے اور چار سے زیادہ روایات ہر نہ کر سکے ان میں بھی عند انصاف اگر کچھ گنتی ہوئی بات ہے  
توصوف ایک سے۔ میں بعونہ تعالیٰ اپنے موافق روایات مسلسل ۲۲ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لاؤں گا۔ طاجی صرف  
چار حدیثیں پیش خویش اپنے مفید دکھائے جن میں حقیقت کوئی بھی ان کے مفید نہیں اور آیت کا تو ان کی طرف نام بھی  
نہیں ، میں بگوں اللہ تعالیٰ ان سے دوئی آیتیں اور دس گنی حدیثیں اپنی طرف دکھاؤں گا ، میں یہ بھی روشنی کر دوں گا  
کہ حنفیہ کرام پر غیر مقلدوں کی طعنہ زنی ایسی پورج و پھر بے بنیاد ہوتی ہے ، میں یہ بھی بتاؤں گا کہ ان صاحبوں کے  
عمل بالحدیث کی حقیقت اتنی ہے میں یہ بھی دکھاؤں گا کہ تاجی صاحب تو آٹ کل ٹھنڈا عصر اور تمام طالعہ کے  
استاد مانے گئے ہیں ان کی حدیث والی ایک متوسط طالب علم سے بھی گوسے درجہ کی ہے کل ذلک بعون المذلک  
العزیز القریب المحیب وما توفیق الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وهذا ان الشروع  
فی المقصود متوکلا علی و اھب الفیض والجود والحمد للہ العلی الودود والتمسلا د  
السلام علی احمد محمود محمد و آلہ الکرام السعد امین۔

## فصل اول طلوع فجر نوری بر اثبات جمع صوری

حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جمع صوری کا ثبوت اصلاً محل کلام نہیں اور وہی  
مذہب مہذب ائمہ حنفیہ ہے اس میں صاف صریح حلیل و صمیم احادیث مروی مگر طاجی تو انکار آفتاب کے عادی  
بکمال شورش پیشی بے نقط سننادی کہ کوئی حدیث صحیح ایسی نہیں جس سے ثابت ہو کہ آنحضرت جمع صوری سفر میں  
کیا کرتے تھے بہت اچھا ذرا نگاہ رو پرؤ ۔

عہد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دینی آلہ و صحیحہ و بارک و کریم ۱۲ منہ (م)  
معیار الحق مسئلہ عظیم جمع بین الصلوٰۃ مکتبہ تدریسیہ لاہور ص ۱۰۱

**حدیث ۱:** جلیل و عظیم حدیث مستندنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ اُس جناب سے مشہور و مستفیض ہے جسے امام بخاری و ابوداؤد و نسائی نے اپنی صحاح اور امام عیسیٰ بن ابیہ نے کتاب الحج علی اہل مدینہ اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار اور ذہلی نے رہبرایت اور اسمعیلی نے مستخرج صحیح بخاری میں بطرق عدیدہ کثیرہ روایت کیا،

بخاری، اسمعیلی اور ذہلی نے لیث ابن سعد کے طریقے سے یونس سے، اس نے زہری سے روایت کی ہے اور نسائی نے یزید ابن زریع اور نضر ابن شہیل کے ذریعہ سے کتب ابن قارونہ سے روایت کی ہے۔ دونوں (زہری اور کثیر) سالم سے راوی ہیں۔ نسائی نے تیسرے سے، طحاوی نے ابوداؤد عقیلی سے اور فقیرہ سفیرجی میں یہ تینوں عطا سے روایت کرتے ہیں۔ ابوداؤد نے فضیل ابن عروہ سے اور عبد اللہ ابن عمار سے روایت کی ہے اور ابوداؤد نے ہی عیسیٰ سے نسائی سے دوسرے سے، طحاوی نے بشر ابن بکر سے، یہ تینوں (یحییٰ، ولید، بشر) جابر سے روایت کرتے ہیں۔ اور طحاوی نے اسامہ ابن زید سے روایت کی ہے۔ یہ پانچوں یعنی عطا، فضیل، عبد اللہ، جابر و اسامہ تابع سے راوی ہیں، نیز ابوداؤد عبد اللہ ابن و، قد سے راوی ہیں اور طحاوی اسمعیلی بن عبد الرحمن سے راوی ہیں۔ چاروں (سالم، تابع، عبد اللہ ابن و، قد) اسمعیلی، عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (ماتل ہیں)۔

فقیر عفر اللہ تعالیٰ نے جس طرح یہاں حج و غنیمت طرق کی اکمال الحجہ و ایضاً الحجہ کے لیے اُن کے اکثر خصوص

الغافل بھی وارکرسہ و بانہ الترفیق، سنن ابوداؤد میں بندہ صبح ہے،

یعنی تابع و عبد اللہ بن و، قد دونوں تلافی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مؤذن نے نماز کا قضا کیا، فرمایا چیل

عالبخاری والاسمعیلی و لذہلی من طریق  
الیث بن سعد عن یونس عن الزہری، والنسائی  
من طریق یزید بن مریر و النضر بن شہیل  
عن کثیر بن قارونہ کلاهما عن سالم و  
النسائی عن قتیبة و الطحاوی عن ابی عاصم  
العقدی و الفقیرہ فی الحج جع ثلثہم عن  
العطاء، و ابوداؤد عن فضیل بن عروہ و  
عن عبد اللہ بن العلاء، و ایضا ہر  
عیسیٰ و النسائی عن الولید و الطحاوی عن بشر  
بن بکر، و ثکلا و الثلثہ عن جابر  
و الطحاوی عن اسامہ بن زید، و مستخرج  
اعنی العطاء و فضیلہ و ابی العلاء و  
جابر و اسامہ عن قافع۔ و ابوداؤد  
عن عبد اللہ بن و، قد۔ و الطحاوی عن  
اسمعیلی بن عبد الرحمن۔ و اربعہم  
عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

حدثنا محمد بن عبید المحارب نا محمد  
بن فضیل عن ابیہ عن قافع و  
عبد اللہ بن و، قدان مؤذن ابن عمر

قال، الصلاة، قال، صر، حتى اذا كانت  
قبل غروب الشفق نزل، فصلي المغرب،  
ثم انتظر حتى غاب الشفق فصلي العشاء،  
ثم قال، ان رسول الله صلى الله تعالى  
عليه وسلم كان اذا عجل به امر صنع  
مثل الذي صنعت، فصار في ذلك اليوم  
والليلة صيرة ثلثه  
الوداود لے فرمایا،

سواء ابن جابر عن نافع وهو هذا اسناد  
حد ثنا ابراهيم بن موسى الرازي انا عيسى  
ابن جابر بهذا المعنى ورواه جسد الله بن  
العلاء عن نافع، قال، حتى اذا كانت  
عند غاب الشفق نزل فجلس بين يديه  
لسماعی کی روایت پسند صحیح یوں ہے،  
اخبرنا محمود بن خالد ثنا الوليد ثنا  
ابن جابر عن نافع قال، خرجت مع عبد الله  
بن عمر في سفر، يريدان ضياله، فأتاه

یہاں تک کہ شفق ڈوبنے سے پہلے اتر کر مغرب پر بھی  
پھر انتظار فرمایا یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اس وقت  
عشاء پڑھی پھر فرمایا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو جب کوئی جلدی ہوگی تو ایسا ہی کرتے جیسا میں نے  
کیا۔ ابن عمر نے اس دن راستہ میں تین رات  
وہ کی ماہ قطع کی (م)

اسکو اپنے بارے میں نافع سے اسی طرح روایت کیا ہے مع اسناد کے  
حیرت بیان کی کہ سنا پریم ابن موسی رازی نے، اس نے کہا  
کہ خبر دی ہیں عیسیٰ ابن جابر نے اس مفہوم کے ساتھ اور روایت کیا،  
اسکو عبد الله بن عمار نے نافع سے کہ انہوں نے کہا، جب  
شفق دہستے روکنے لگا، دونوں نمازیں چھ گئیں۔ (م)

یعنی نافع فرماتے ہیں عبد الله بن عمر اپنی ایک زمین کو  
تشریف لے جاتے تھے کسی نے اگر کہا آپ کی زوجہ  
عصیر بنت ابی عبیدہ اپنے حال میں مشغول ہیں شاید ہی

عصیر، مشہور عن زکریا اب کی بہن تھیں۔ ان کے والد  
ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ میں سے تھے،  
امیر المؤمنین کی خلافت کے دوران شہید ہو گئے تھے۔  
(باقی پر صفحہ آئندہ)

عصیر ہی احتیاج تھا، اب المشہور، وابوہا  
ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من الصحابة،  
استشهد في خلافة امير المؤمنين، احسا

ایت فقال : ان هفیه بنت ابی عبید  
لما بها ، فانظر ان تدرکها - فخرج مسرعاً  
ومعه رجل من قریش یسایره ، وغایت  
الشمس فلم یصل الصلاة ، وكان عہدی  
به وهو یحافظ علی الصلاة ، فلما انطلق  
قلت : الصلاة ، یوحید اللہ ، فالتفت الی و  
مصری ، حتی اذا کان فی آخر الشفق نزل فی  
المغرب ، ثم قام بعث ، وقد توارى الشفق  
فصلی بناء ثم اقبل علینا ، فقال : ایت  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان  
الاعمال بہ السیر منہ هكذا

آپ انھیں زندہ پائیں۔ یہ سن کر بدشعرت چلے اور ان کے ساتھ  
ایک مرد قریشی تھا سورج ڈوب گیا اور نماز نہ پڑھی اور  
میں نے ہمیشہ ان کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی حفاظت  
فرماتے تھے جب دیر لگاتی میں نے کہا نماز خدا آپ پر دم  
فرمائے میری طرف پھر کر دیکھا اور آگے روانہ ہوئے  
جب شفق کا غیر نقشہ رہا اتر کر مغرب پڑھی پھر عشا کی  
مجید اس سال میں بھی کہ شفق ڈوب چکی اس وقت عشا  
پڑھی پھر باری طرف منہ کر کے کہا رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا  
ہی کرتے۔ (م)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ہی ، فی حدیث القاری ، اورکت النبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم سمعتہ عنہ۔ اور فی ارشاد النوری  
لصحابة لشقیة تحت الحصار ، وكانت من  
العابدات - او یکن قال الحافظ التقریب -  
قیل لہا اوراک ، وانکرہ الدارقطنی ، وقال  
العصی ، ثلثة فیہ من الثانیة - او وحقق  
فی الاصابة نفی السماع واثبات اکادری قلسا ،  
فراجعہ - وقد حدثنی ازادہ النبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم ۱۲ منہ (م)

حنیفہ کے بارے میں حدیث القاری میں لکھا ہے کہ نبی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پایا تھا۔ اور ارشاد اساری میں ہے  
کہ یہ بھی یقین سے تعلق رکھے والی صحابیہ تھیں اور مختار کی  
بسی تھیں اجاوت گزاروات میں سے تھیں۔ لیکن حافظ  
نے تقریب میں لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ صحیفہ نبوی  
صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پایا تھا لیکن دارقطنی نے اس کا انکار  
کیا ہے اور بخاری نے کہا ہے کہ ثقہ تھیں۔ اس مانوسے یہ طبقہ  
ثمانیہ میں سے ہوں گی (یعنی تابعیات سے)۔ اصحاب میں  
ثابت کیا ہے کہ صحیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام تو  
نہیں سنا لیکن ہو سکتا ہے کہ آپ کا زمانہ پایا ہو۔ اسی سلسلے میں اصحاب کی طرف رجوع کرو۔ حنفیہ نے ازادہ اچھ مطہرات سے احادیث  
بیان کی ہیں۔ (دست)

سے سنسن دسانی الوقت انہی کی غیر السافر الز  
مطبوعہ نور محمد کاخانہ تجارت کتب کراچی ۱۹/۱

اسی طرح امام محمدی نے روایت کی فقال حدثنا سبيع المذنب ثنا بشير بن بكر شي ابن جابر  
ثني مافعه ذكره نیز مساکي نے بسند حسن بطریق اخبرنا قتيبة بن سعيد حدثنا العطاء اور ابو جعفر  
نے بطریق حدیثنا بنیدیت سنان ثنا ابو عامر العقدي ثنا العطاء بن خالد المعزومي اور  
امام فقیہ نے حج میں بلا واسطہ روایت کی کہ اخبرنا عطاء بن خالد المعزومي السديني قال اخبرنا  
مافعه قال اقبلنا مع ابن عمر من مكة، حتى اذا كان ببعض الطريق استصرخ علي وجهه  
فقد له ايها في الصوت، فاسرع السير، وكان اذا مودي بالمغرب نزل مكانه فجلس، فلما كان  
تلك ليلة نودي بالمغرب فاسرحتي اميتا فظننا انه نسي، فقلنا: الصلاة، فاسرحتي  
اذا كان الشفق قرب ان يغيب نزل فجلس المغرب، وغاب الشفق فجلس العشاء، ثم اقبل علينا  
فقال: هكذا كنتم مع رسول الله صلى الله تعالى عليهما وسلم اذا جد بنا السير  
(يعني امام تابع فرماتے ہیں راوی محمد بن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب شفق ڈوبنے کے قریب ہوئی اگر کہ مغرب پڑھی  
اور شفق ڈوب گئی اب بشار پڑھی پھر ہماری طرف منہ کر کے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی  
کیا کرتے تھے جب چلنے میں کوشش ہوتی تھی، امام عینی بن ابان سننا سے روایت کر کے فرمایا: وهكذا قال  
ابو حنيفة في الجملة بين هاتين الصلاتين يصلي الاول منهما في طريقهما، والاخرى في  
اول وقتها، كما فعل عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما، ورواه عن النبي صلى الله  
تعالى عليه و سلم (يعني دون نمازي جمع کرنے میں یہی طریقہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے کہ  
پہلے کو اس کے آخر وقت اور پھل کو اس کے اول وقت میں پڑھے جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
نے خود کیا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمایا) نیز امام محمدی نے اور طریق سے یوں  
روایت کی: حدثنا محمد بن الحسن بن عبد الله بن المبارك عن اسامة بن زيد اخبرني  
نافع، وفيه حتى اذا كان بعد غيبوبة الشفق فجمع بينهما وقال رأيت رسول الله صلى  
الله تعالى عليه وسلم يصنع هكذا اذا جد به السير (يعني جب شفق ڈوبنے کے نزدیک ہوئی  
اگر کہ دونوں نمازیں جمع کیں اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ہی کرتے دیکھا جب حضور کو سفر میں

شرح معانی الآثار باب الجمع بين الصلوتين اتح ایام سید کمپنی کراچی ۱۱۲/۱

۴۰ سنن النسائي الوقت لهذا جمع فيه السفر من المغرب والعشاء مكتبة سلفية لاہور ۴۰/۱

۴۱ شرح معانی الآثار باب الجمع بين الصلوتين الخ ایام سید کمپنی کراچی ۱۱۳/۱

۴۲ کتاب الحج باب الجمع الصلوة في السفر دار المعارف نعاثہ لاہور ۱۴۴/۱، ۱۴۵

۴۳ شرح معانی الآثار باب الجمع بين الصلوتين الخ ایام سید کمپنی کراچی ۱۱۲/۱



جلدی ہوتی، یہ طرق حدیث نافع عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تھے، اور صحیح بخاری الباب التفسیر باب بل یؤذن او یقیم اذا جمیع بین المغرب والعشاء میں یوں ہے، حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال اخبرنی سالم عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال، رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اقبل السیر فی السفر یؤخر صلاۃ المغرب حتی یجمع بینہا و بین العشاء۔ قال سالم، وكان عبد اللہ یفعلہ اذا اقبل السیر و یقیم المغرب فیصلیہا ثلثا ثم یسلم، ثم قلما یلیث حتی یقیم العشاء فیصلیہا رکعتین للحدیث۔ اُس کی باب یصلی المغرب ثلثا فی السفر میں بطریق مذکور و کان عبد اللہ یفعلہ اذا اقبل السیر تک روایت کر کے فرمایا و نہ ادا لیت قال حدثنی یونس عن ابن شہاب قال قال سالم کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یجمع بین المغرب والعشاء بالمرزلة۔ قال سالم، و اخرت عصر المغرب و کان استصبر علی امرأتہ صفیہ بنت ابی عبید، فقالت له، الصلاۃ، فقال، سر، فقالت له، الصلاۃ، فقال، سر، حتی سار میلین او ثلثۃ، ثم نزل فوصلی، ثم قال، هكذا رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اقبل السیر یؤخر المغرب فیصلیہا ثلثا ثم یسلم، ثم قلما یلیث حتی یقیم العشاء فیصلیہا رکعتین للحدیث۔ ان دونوں روایتوں کا حاصل یہ کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایام حج میں نوی الحج کی دسویں رات مزدلفہ میں مغرب و مشام جمع کر کے پڑھتے اور جب اپنی بی بی کی خبر گیری کو کثرت نے مجھے تھے تو یوں کیا کہ مغرب کو آفر کیا، میں نے کہا نماز، فرمایا چلو، میں نے پھر کہا نماز۔ فرمایا چلو، دو تین میل چل کر اترے اور نماز پڑھی، پھر فرمایا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا ہی کرتے، مغرب غیر رکعتین رکعت پڑھتے پھر سہم پھر کر تھوڑی دیر انتظار فرماتے پھر عشا کی اقامت فرما کر دو رکعت پڑھتے، نسائی کے یہاں یوں ہے، اخبرنی محمد بن عبد اللہ بن بریع حدثنا یزید بن ذریعہ حدثنا کثیر بن قاروند، قال، سألت سالم بن عبد اللہ عن صلاۃ ایامہ فی السفر، و سألنا، هل کان یجمع بین شئی من صلاتہ فی سفر؟ فذكر ان صفیہ بنت ابی عبید کانت تحتہ فکتبت الیہ، و هو فی شراۃ لہ، انی فی آخر یوم من ایام الدنیا و اول یوم من

۱۴۹/۱	سہ جامع صحیح البخاری	بل یؤذن او یقیم الخ	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۴۸/۱	سہ جامع صحیح البخاری	باب یصلی المغرب ثلثا فی السفر	" " " "
۱۴۸/۱	سہ " " " "	" " " "	" " " "



ابی مریح ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر یؤخر الظہر ویقدم العصر، ویؤخر المغرب ویقدم العشاء۔ (حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں ظہر کو دیر فرماتے عصر کو اول وقت پڑھتے مغرب کی تاخیر فرماتے عشاء کو اول وقت پڑھتے)

**حدیث ۳ :** ابو داؤد اپنی سنن باب متى تیم المسافر اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں بسند حسن جتہ متصل حضرت عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب وہ اپنے والد ماجد محمد بن عمر بن علی وہ اپنے والد ماجد عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ان علیا کان اذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتى تکاد ان تظلم، ثم ینزل فیصلی المغرب، ثم یدعو بعشائہ فیتعشی، ثم یصلی العشاء، ثم یرتحل۔ ویقول، ہکذا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یفعل۔ (یعنی امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ اس کی جب سفر فرماتے سورج ڈوبنے پر چلتے رہتے یہاں تک کہ قریب ہو تاکہ تاریکی ہو جائے پھر اگر مغرب پڑھتے پھر کھانا منگوا کر تناول فرماتے پھر عشاء پڑھ کر کوٹھ کر سوتے اور کہتے اسی طرح حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے) امام عینی نے حمدہ اعاری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی سند کو فرمایا، الا باس نہ (اس میں کوئی نقص نہیں)۔

**حدیث ۴ :** طحاوی طریق ابی غنیمہ عن عائشہ عن رسول اللہ عن ابی عثمان راوی قال وعدت انما وسعد بن مالک ونعمان بن مدنیہ، فکنا نجتمع بین الظہر والعصر، فنقدم من ہذہ ونؤخر من ہذہ، ونجتمع بین المغرب والعشاء، فنقدم من ہذہ ونؤخر من ہذہ، حتی قد منّا مکتہ (یعنی میں اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس کی جلدی میں کہ معطر تک ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کیوں جمع کرتے تھے کہ ظہر و مغرب دیر کر کے پڑھتے اور عصر و عشاء جلد)۔

**حدیث ۵ :** نیز امام محمد رحمہ اللہ عن عبد الرحمن بن یزید سے راوی صحیح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حجۃ مکان یؤخر الظہر ویجعل العصر، ویؤخر المغرب ویجعل العشاء، ویسفر بعبادة الخدۃ (میں حج میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ رکاب تھا ظہر میں دیر فرماتے

۱۳/	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	اب الجلیع بین صلاتین	اب الجلیع بین صلاتین
۱۷۳/۱	مطبوعہ مجتہدانی لاہور پاکستان	باب متى تیم المسافر	باب متى تیم المسافر
۱۱۴/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	اب الجلیع بین صلاتین	اب الجلیع بین صلاتین
۱۱۴/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	اب الجلیع بین صلاتین	اب الجلیع بین صلاتین

اور عصر میں تعیل مغرب میں تاخیر کرتے عشاء میں جلدی اور صبح روشنی کر کے پڑھتے) امام محدوح ان احادیث کو روایت کر کے فرماتے ہیں،

و جمیع ما دھنا الیہ من کیفیۃ الجمیع بین  
الصہلۃین قول ابی حنیفۃ و ابی یوسف و  
محمد بن حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ

نمازیں جمع کرنے کا یہ طریقہ جو ہم نے اس باب میں اختیار  
فرمایا یہ سب امام اعظم و امام ابو یوسف و امام  
محمد کا مذہب ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم (م)

الحمد للہ جمیع صوری کا طریقہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت مولیٰ علی و عبد اللہ بن مسعود  
و سعید بن مالک و عبد اللہ بن عمرو غیر جمعی پر امام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روشنی و جہ پر شہادت ہو اور امام لا مذہبیان  
کا وہ جہر و قیادہ کہ اس میں کوئی حدیث صحیح نہیں اور اس سے بڑھ کر یہ یا ہمک بے معنی کہ یہ روایات جن سے جمع  
صوری کرنی ابن عمر کی واضح ہوتا ہے سب واجبات اور مردود اور شاؤ اور مناکیر ہیں اور شدت حیا یہ خاص محمد  
افتراکہ ابن عمر نے اس کیفیت سے ہرگز نمازیں جمع نہیں کیں جیسا کہ ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے اپنی سزا کے کڑا  
کو پہنچا آپ ایضاً مرام و ازاحت اور امام کو چند افادات کا استماع کیجئے۔

**افادۃ اولیٰ** لا مذہب الا کوہب کہ نہایت صوری میں چاند پر خاک اڑانی تھی اور احادیث مذکورہ  
صراح مشہورہ میں موجود و متداول تو بے رد صحاح چارہ کا کیا تھا لہذا بایں پیرائہ سالی حضرت کے قصہ میں  
ملاحظہ ہوں :

**لطیفہ ۱** ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث جلیل و عظیم کے پہلے طریق صحیح مردی حسن ابن داؤد کو  
محمد بن فضیل کے سبب ضعیف کیا۔

**اقول اولاً** : یہ بھی شرم نہ آئی کہ یہ محمد بن فضیل صحیح بخاری و صحیح مسلم کے رجال سے ہے۔  
ثانیاً : امام ابن معین جیسے شخص نے ابن فضیل کو ثقہ امام احمد نے حسن الحدیث، امام نسائی نے  
لا باس بہ (اس میں کوئی نقص نہیں۔ ت) کہا، امام احمد نے اس سے روایت کی اور وہ جسے ثقہ  
نہیں جانتے اُس سے روایت نہیں فرماتے میرزا میں اصلہ کوئی جرح مفسر اُس کے حق میں ذکر نہ کی۔  
ثالثاً : یہ بکثرت چرائی قابل تماش کہ ابن فضیل کے منسوب برخص ہونے کا دعویٰ کیا اور ثبوت میں  
جہارت تقریب رضی باللہ تعالیٰ عنہما جی کو بایں ساغوردی و دعویٰ محدثی آج تک اتنی خبر نہیں کہ محاورات حدیث

۱/۱۱۴ مطبوعہ ایک ایچ ایم سعید کمپنی کراچی  
۳۹۶-۱۱۴  
۱/۱۱۴ مطبوعہ ایک ایچ ایم سعید کمپنی کراچی  
۳۹۶-۱۱۴

اصطلاح محمدیہ میں تشیع ورفض میں کتنا فرق ہے زبان متاخرین میں شیعہ ورافضی کو کہتے ہیں خدا ہم اللہ تعالیٰ  
 جمیعاً بلکہ آج کل تک یہود و مہند میں روافضی کو رافضی کہنا خلاف تہذیب جانتے اور انھیں شیعہ ہی کے لقب  
 سے یاد کرنا ضروری مانتے ہیں خود ملا جی کے خیال میں اپنی ملائی کے باعث یہی تازہ محاورہ تھا یا عوام کو دھوکا دینے  
 کے لیے متشیع کو رافضی بنایا حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حسنِ عقیدت  
 رکھتا اور حضرت امیر المومنین مری علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ان میں افضل جانتا شیعی کہا جاتا بلکہ جو صرف  
 امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تفضیل دیتا اسے بھی شیعہ کہتے حالانکہ یہ مسلک بعض علماء اہلسنت  
 کا تھا اسی بنا پر متعہ وائتہ کو ذکرِ شیعہ کہا گیا بلکہ کبھی بعض ملابہ محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو  
 شیعیت سے تعبیر کرتے حالانکہ یہ محض سنیت ہے امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں خود انھیں محمد بن فضیل کی  
 نسبت تصریح کی کہ ان کا تشیع صرف موالات تھا ولبس۔

حیث قال ، محمد بن فضیل بن غزوان ،  
 المحدث الحافظ ، کان من حلیاء هذا  
 الشأن ، وثقه یحییٰ بن معین ، وقال  
 احمد ، حسن الحديث ، شیعی - قلت ،  
 کان متوالیاً فقط۔  
 چنانچہ ذہبی نے کہا ہے کہ محمد بن غزوان جو کہ محدث  
 اور حافظ ہے ، حدیث کے علماء میں سے تھا۔  
 یحییٰ ابن معین نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اور احمد  
 نے کہا ہے کہ اچھی حدیثیں بیان کرتا ہے مگر شیعہ  
 ہے۔ میں نے کہا ”صرف اہل بیت سے محبت  
 رکھتا تھا“ (ت)

رابعاً ، ذرا روایتیں دیکھ کر شیعہ کو رافضی بنا کر تضعیف کی برقی ، کیا بخاری و مسلم سے بھی

عندک صرحوا به وتدل علیہم محاوراتہم ،  
 منها ما فی السیران فی ترجمة الحاکم  
 بعد ما حکى القول برفضہ ، اللہ یحب  
 الانصاف ، ما الرحیل برافضی بل شیعہ  
 فقط ۱۲ منہ (م)  
 جیسا کہ علماء نے تصریح کی ہے اودان کے محاورات  
 سے بھی واضح ہے۔ مثلاً میزان میں حاکم کے حالات  
 میں کسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ رافضی تھا۔  
 اس کے بعد کہا ہے ”انہ انصاف کو پسند  
 کرتا ہے ، یہ آدمی رافضی نہیں ہے ، صرف  
 شیعہ ہے“ (ت)

ہاتھ دھونا ہے ان کے روضۃ میں تین سئوں سے زیادہ ایسے لوگ ہیں جنہیں اصطلاح قدما پر بلفظ تشیع ہر کیا جاتا  
یہاں تک کہ تدریب میں حاکم سے نقل کیا کتاب مسئلہ صلاۃ من الشیعۃ (مسلم کی کتاب شیعوں سے  
بھری جوتی ہے۔ ت، دور کیوں جیسے خود ہی ابن فضیل کو واقع کے شیعہ صرف یعنی حب اہل بیت کرام اور آپ  
کے زعم میں معاذ اللہ رافضی صحیحین کے راوی ہیں۔

فحاصل ہائے کے ساتھ ہی حدیث کی متابعتیں و روایات عدول ابن جابر و عبد اللہ بن العلاء سے ابو داؤد نے  
ذکر دیں اور سنن نسائی و غیر میں بھی موجود تھیں پھر ابن فضیل پر ہذا رکب و ہذا و لکن الجملۃ لا یعلمون (لیکن  
جامل جانتے نہیں ہیں۔ ت) اور یہ تو ادنیٰ نزاکت ہے کہ تقریب میں ابن فضیل کی نسبت صدوق عارف لکھا تھا  
تو ابی نے نقل میں عارف اڑا دیا کہ جو کلمہ مدح کم ہو رہی تھی۔

لطیفہ ۲: طرفہ تماشا کہ متابعت ابن جابر جو امام داؤد نے ذکر کی آپ اسے یوں کہہ کر ٹال گئے کہ وہ تعلق  
ہے اور تعلق حجت نہیں اب کون کے کسی سے آنکھیں قرض ہی لے کر دیکھے کہ ابو داؤد نے رواہ ابن جابر عن تالیف  
کہہ کر اسے یوں ہی مطلق چھوڑ دیا یا نہیں حدیثنا ابرہیم بن موسیٰ الرازی انا عیسیٰ عن ابن جابر قسما کہ  
موصول کر دیا ہے و لکن المنحدۃ لا یصمد۔

لطیفہ ۳: امام طحاوی کی حدیث بطریق ابن جابر عن جامع پر بشیروں کے سے طعن کیا کہ وہ غریب الحدیث ہے

عنه مثلاً ابن عبد بن عبد، اسمعیل بن ابان قزاق، اسمعیل بن سکریا، اسمعیل بن عبد الرحمن شہدی حدیث  
یہم، بکیر بن عبد اللہ، جریر بن عبد الحمید، جعفر بن سلیمان، حسن بن صالح، خالد بن مخلد  
طحاوی، ربیع بن انس صدوق لہ اوہام، تراذ ان کندی، سفید بن فیروز، سفید بن عمرو و حماد بن  
جابر بن یعقوب مرواحی، عباد بن عوام کلابی، عبد اللہ بن عمر مہکدام، عبد اللہ بن عیسیٰ کسوفی،  
عبد الرحمن بن صاحب مہوتف، عبد اللہ بن اعین، عبید اللہ بن موسیٰ، عذی بن ثابت، عسلی  
بن الجعد، علی بن ہاشم بن البرید، فضیل بن ذکیان ابو نعیم، فضیل بن مروق، عطر بن خدیج، عاتک  
بن اسمعیل نهدی، محمد بن اسحق صاحب معانی، محمد بن جعادہ اور یحییٰ بن فضیل، ہشام بن سعد  
یعنی بن الجزار وغیرہم ۱۲۷۷ھ سہ ماہی اللہ تعالیٰ عنہ (ص)

لے تدریب الراوی شرح تقریب الراوی روایۃ المبتدع مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۳۲۵/۱

سنن ابو داؤد باب الجمع بین المذہبین مطبوعہ، مکتب عالم پرپریس لاہور ۱/۱۷۱

فت۔ معیار الحق ص ۳۹۶

ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف، قالہ الحافظ فی التقریب .

اقول اولاً : خدا شرم کی ہوتی کہ یہ فحش بری بکھر جال صحیح بخاری سے میں صحیح حدیثیں رد کرنے بیٹھے تو اب بخاری بھی بالاسہ طاق ہے۔

ثانیاً : اس مہر کا خیانت کو دیکھئے کہ تقریب میں صاف صاف بشر کو ثقہ فرمایا تھا وہ ہضم کر گئے۔  
ثالثاً : محدث ہی ! تقریب میں ثقہ یضرب ہے ، کسی ذی علم سے سیکھو کہ ذی یضرب اور قلاں یضرب  
احادیث میں کتنا فرق ہے۔

واللہ اعلم کی یہ تفسیر کہ ایسی روایتیں آتا ہے کہ سب کے خلاف۔ محدث جی انگریز و ملکہ کا فسق کسی طالب علم سے پڑا۔

خامساً : باوصف ثقتہ ہونے کے مجرہ و اقرب باعث رد ہو تو صحیحین سے ماخوذ صحیح ہے، یہ اپنی مبلغ علم تقریب ہی دیکھیے کہ بنی زبیر کے رجال میں کشتوں کی نسبت یہی لفظ کہا ہے اور وہاں یہ بشر خود ہی جو رجال بخاری سے ہیں۔

سادسا: ذرا میزان تو دیکھئے کہ امام بشوین بکر التنیسی فضیلت و ثقہ لا طعن فیہ (یعنی  
بشر بن بکر تنیسی خوبہ راست گو ثقاویں ہیں اسہ کسی دوسرے طعن میں) کیوں شواہد تو نہ ہو گئے ایسی ہی  
ندھیری ڈال کر جانوروں کو ہکادیا کرتے ہو کہ خفیہ کی حدیثیں ضعیف ہیں مگر  
شرع ہدایت از حسنہ و از رسولی

عمر مثلاً ابوہریرہ بن سلمہ، بشر بن خالد، ابوہریرہ بن سہید بن حبان، بشیر بن سلمان، حسن بن احمد بن ابی شیبہ، محمد بن عبد الرحمن بن حکیم وغیرہم کہ سب ثقہ یزب ہیں۔ احمد بن حنبل، حکام بن مسدد وغیرہما ثقہ لہ غرائب معصومہ انہما بن جلیل، خالد بن قیس، ابوہریرہ بن اسحق وغیرہم کہ صدوق یعرب یہ تینوں بشر بن یزب سے بھی گئے درجے کے ہوئے کہ ثقہ سے اتر کر طرف صدوق ہیں ۱۲ مندرجہ فی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

لطیفہ ۴: طریق آں جابر سے سنی نسائی کی حدیث کو ولید بن قاسم سے رو کیا کہ روایت میں اُس کے خطا ہوئی تھی کہا تقریب میں صدوق یغفل۔

12  
12

**اقول اولاً:** مسلمانو! اس تحریف شدید کو دیکھنا اسناد نسائی میں یہاں نام ولید غیر منسوب واقع تھا کہ اخبرنا محمود بن خالد ثنا الولید ثنا ابن جابر ثنا ما فخر الحدیث۔ حاجی کرپالا کی کا موقع تھا کہ تقریب میں اسی طبقہ کا ایک شخص روایۃ نسائی سے کہ نام کا ولید اور قد سے مشکل قیہ ہے چنانچہ کہ اپنے دل سے ولید بن قاسم تراکس یا حالانکہ یہ ولید بن قاسم نہیں ولید بن مسلم ہیں رجال صحیح مسلم دائرۃ ثقات حفاظ اعلام سے اسی تقریب میں اسی کے ثقہ ہونے کی شہادت موجود، ہاں تالیس کرتے ہیں مگر بعد اُس کا احتمال یہاں مفقود کہ صراحۃً حد ثنا ابن جابر قال حدثنی نا فخر فرما رہے ہیں۔ میزان میں ہے۔

ولید بن مسلم ابو العباس دمشقی۔ بلند مرتبہ لوگوں میں سے ایک، شام کا عالم، اس کی تصنیفات عمدہ ہیں۔ احمد نے کہا: ہم کہ جس نے شامیوں میں سے زیادہ عقل مند آدمی نہیں دیکھا۔ ابن ہشام نے کہا کہ اس کے پاس بہت علم ہے ابو مسہر نے کہا ہے کہ ولید مدلس ہے۔ میں نے کہا، جب ولید بن ابن جریر یا عن الاوزاعی کے قرائل اعتماد نہیں ہے لیکن جب حد ثنا کے مستند ہے اح طحفا۔

الولید بن مسلم ابو العباس الدمشقی، احد اعلام وعالم اهل الشام۔ له مصنفات حسنة، قال احمد، صاحب ایت فی الشامیہ اعقل منہ۔ قال ابن الصدیق عندہ علم کثیر۔ قال ابو مسہر، الولید مدلس، قلت، اذا قال الولید، عن ابن جریر او عن الاوزاعی، فلیس بمعتمد لانه یدلس عن کذاہیں، فاذا قال، حد ثنا فهو حجة اہم من خصفا۔

حاجی! سے

در بساط نکتہ دانای خود فروشی شرط نیست

یا سخی دانستہ گولے مرد قافل یا غموش

(نکتہ دانوں کی مجلس میں اپنے آپ کو بیچ دینا ضروری نہیں ہے لے مرد قافل! یا تو سوچ سمجھ کر بات کر یا خاموش رہ)

لے سنی نسائی الوقت الذی یحب فیہ المسافر مطبوعہ نور محمد کا رواد تجارت کتب کراچی ۹۹/۱  
لے میزان الاعتدال فی تریبہ ولید بن مسلم ۵-۹۳ - دار المعرفۃ بیروت ۳۴۷/۲ - ۳۴۸



تم نے جاننا کہ آپ کے کید پر کوئی آگاہ نہ ہوگا ڈرا بتائیے تو کہ آپ نے ولید کا ولید بن قاسم کس دلیل سے متعین کر لیا، کیا اس طبقہ میں اس نام کا روادۃ نسائی میں کوئی اور نہ تھا اگر اب عاجز آکر ہم سے پوچھنا ہو کہ تم نے ولید بن قاسم کیسے جاننا  
اولیٰ تو بقانون مناظرہ جب آپ غاصب متعصب ہیں ہم سے سوال کا محل نہیں اور استفادۃ پوچھو تو پہلے اپنی  
جرات کا صاف صاف اعتراف کرو پھر شاگردی کیجئے تو ایک یہی کیا بعونہ تعالیٰ بہت کچھ سکھادیں وہ قرا اسد  
بتادیں جس سے سائنے مشترکہ میں اکثر جگہ تعین نکال سکو۔

ثانیاً: بغرض غلط ابن قاسم ہی سہی پھر وہ بھی کب مستحق زدچی امام احمد نے اُن کی توثیق منسردائی،  
اُن سے روایت کی، محدثی کو حکم دیا کہ اُن سے حدیث نہ کرو۔ ابی عدی نے کہا: اذا دوی عن ثقة فلا پاس  
بئسہ (وہ جب کسی ثقہ سے روایت کریں تو اُن میں کوئی عیب نہیں) اور ابن جابر کا ثقہ ہونا خود ظاہر۔  
ثالثاً: ذرا روادۃ صحیح بخاری و مسلم پر نظر ڈالئے ہوئے کو اُن میں کشتوں کی نسبت تقریب میں یہی مدد و ق

عبد شوق اسحاق بن محمد، اشعل بن حاتم، بشیر بن حبیب، حارث بن حبیب، حبیب بن ابی حبیب،  
حجاج بن ابی ثریب، حسان بن ابرہیم، حسان بن حسان بصری، حسان بن عبد اللہ کندی، حسن  
بن بشر بن سلم، حسن بن دکان دوی، حاتم بن حاتم، خالد بن عبد الرحمن السلسی،  
شریک بن عبد اللہ بن ابی ہر، عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار، عبد المجید بن عبد العزیز،  
مسکین بن بکیر، معقل بن عبید اللہ وغیرہم ان سب پر وہی حکم صدوق یحفظ لکایا ہے  
غلیظ بن خبط، عبید اللہ بن عمر نیر، عبد الرحمن بن حرسلہ اسلمی،  
عبد الرحمن بن عبد اللہ بن حبیب، یحییٰ بن ابی اسحق حضرمی وغیرہم صدوق رہا اخطا ہیں،  
اب زیاد مکی بعض شائیں لیجے حجاج بن اسوطہ صدوق کثیرا لخطا والتدلیس، شریک بن  
عبد اللہ نخعی صدوق یحفظ کثیرا تغیر حفظہ، صالح بن مسلم المزنی صدوق  
کثیرا لخطا، عبید اللہ بن صالح صدوق کثیرا لخطا ثبت فی کتابہ و  
کانت فیہ غلطۃ، فلیح بن سلیمان صدوق کثیرا لخطا، مطر الوراق صدوق  
کثیرا لخطا، وحدیثہ عن خطا، ضعیف، نعیم بن حماد صدوق یحفظ  
کثیرا ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مر)

یہ سنی بلکہ اس سے زائد کھائے کیا قسم کھائے بیٹے بزرگ حسین کا رد ہی کر دو گے!

۱۔ رابعاً صحیح بخاری میں حسان بن حسن بصری سے روایت کی تقریب میں انھیں حدود یغنی  
پھر حسان بن حسن واسطی کی نسبت نکاح خطہ اجماع مدۃ بالذی قبلہ فوہم ، وھذا ضعیف  
(ابن مندہ نے اسے پسند کے ساتھ نقل دیا ہے یہ اس کی غلطی ہے کیونکہ یہ ضعیف ہے ۔ ت) دیکھو صحت بتا دیا کہ  
جیسے حدود غلطی کہا وہ ضعیف نہیں ، تو جی انہی جمالت سے مردود روایات کا رہے ہیں ۔

فی لطیفہ ۵ : سریت صبح نسائی و طہادی و عیسیٰ بن ایان بطریق عطاقت عن نافع کر عطاقت سے معقول کیا کہ وہ دیکھی ہے کہا تقریب میں صدوق و قدہم ۔

اقول اولاً: حلف کو امام احمد و امام ابن حنبلین نے فقہاء کوفیہ سے مقدمہ میزبان میں ان کی نسبت کوئی حرج مفسر منقول نہیں۔

شما نیسا؟ کسی سے چوکہ دو ہی اور عہد دو۔ میں کتنا فرق ہے۔

مثلاً لاش: عیسویں سے عداوت کہاں تک بڑھے گی تقریباً ۱۵۰۰ سال پہلے آپ کے وہم کے ایسے وہی ان میں کس قدر ہیں۔

راہاً : بالفرض یہ سب رواۃ مطہرین ہی تھے مگر جب بائیس اُن میں کوئی بھی درجہ سقوط میں نہیں  
تو تعدد طرق سے پھر حدیثِ حجتِ تامر ہے لیکن الوہابیۃ قومِ ریجھلون (سیکھ و چانی  
جابل لوگ ہیں۔ ت)

لطیفہ ۶ : آپ کے امتحان علم کو پوچھا جاتا ہے کہ روایت کھادی حدیث افہد ثنا الحمد فی ثنا ابن المبرک عن اصاحہ بن شریہ اخبرنی نافع میں آپ نے کہاں سے معین کر لیا کہ یہ اسامہ بن زید عدوی مدنی ضعیف الحافظ ہے، اسی طبقہ سے اسامہ بن زید لیشی مدنی بھی تو ہے کہ رجال صحیح مسلم و نسبی و ربیعہ و تعلیقات بخاری سے ہے جسے کئی بن معین نے کہا، ثقہ ہے۔ ثقہ صالح ہے ثقہ حجت ہے دونوں ایک طبقہ، ایک شہر ایک نام کے ہیں اور دونوں نافع کے شاگرد، پھر منشا رقصین کیا ہے اور آپ کو شاید اس سوال میں بھی وقت پڑے کہ کہاں سے مان لیا کہ یہ حنفی حافظ کبیر بن عبد الحمید صاحب مسند ہے جس کی جرح آپ نے نقل کی اور امام کبیری بن معین وغیرہ کا ثقہ اور ابن عدی کا اسر جوائہ کا باس ثقہ (مجھے امید ہے اس میں کئی حرج نہیں) اور ابن کبیر کا حد اکبر من ہولاء کلہم، فاکتب عندہ (وہ ان سب سے بڑا ہے) اس لیے میں اس سے حدیث لکھتا ہوں۔ تاکہ نہ چھوڑ دیا اسی طبقہ تا سہ سے اس کا والد عبد الحمید بن عبد الرحمن بھی تو ہے کہ رجال صحیحین سے ہے اور دونوں حنفی کہلائے جاتے ہیں کما فی التقریب۔

لطیفہ ۷ : روایات نسائی بطریق کثیر بن عازبہ عن سالم بن ابیہ میں جھوٹ کو بھی کچھ گھناؤنی زلی تو اُسے یوں کہہ کر نکال دے گا کہ وہ شاید ہے اس لیے کہ مخالف ہے روایات شیخی وغیرہا کے وہ اراج ہیں سب سے بالاتفاق اور مقہم ہوتی ہیں سب پر حسب کمر الوقت اور نسج میں سے۔

اقول اولاً : شیخین کا نام کس منہ سے بیٹے اور ان کی احادیث کو ارجح کہتے ہو یہ وہی شیخین تو ہیں جو محمد بن فضیل سے حدیث لاتے ہیں جسے تمہارے نزدیک رافضی کہا گیا اور حدیثوں کا پلٹ دینے والا اور موقوف کو مرفوع کر دینے کا عادی تھا۔

ثانیاً ثانیاً رابحاً : یہ وہی شیخین تو ہیں جن کے یہاں سب کے خلاف حدیثیں لے لے والے حدیثوں میں خطا کرنے والے وہی کئی درجن بھر سے ہوتے ہیں۔

خامساً : مخالفت شیخین کا دعویٰ محض باطل ہے جیسا کہ بعونہ تعالیٰ عنقریب ظاہر ہوتا ہے۔

لطیفہ ۸ : اس حدیث جلیل صحیح کے زو میں ملاجی نے جو چاہا کیا یا بیباکی برتی ان کا پردہ تو فاش ہو چکا جا ہی ثقات کو بخود فرمایا، ردۃ بخاری و مسلم کو مردہ دکھرایا، حدیث موصول کو معلق بنایا، متابعات سے آنکھیں بند کر لیں، نقل عبارت میں خیانتیں کیں، معانی میں تحریف کی راہیں لیں، راوی کو کچھ سے کچھ

۱۲۴/۱ لے میزان الاعتدال ترجمہ اسامہ بن زید اللشی ۷۰۵ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

۳۹۲/۲ لے میزان الاعتدال ترجمہ کبیری بن عبد الحمید الحنفی ۹۵۶ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

ف، معیار الحق ص ۳۹

بایا، مشترک کو جہاداً معین کر دیا، جہاں کچھ نہیں پڑا اسی لفت شیعین کا ادعا کیا، اب خود حدیث صحیح بخاری شریف کو کیا کریں، رجال بخاری کو مذکور دینا اور بات سچی کہ عوام کو ان کی کیا خبر، مگر خود حدیث بخاری کا نام لے کر زد کرنے میں سخت مشکل پیش نظر، لہذا یہ حال چلے کر وہ اسے بزدل زبان و زور بہتان اپنے موافق بنالیتے اس لیے حدیث مذکور باب ۱۱ پر ذی القیم کا ایک ٹکڑا جس میں دو تین میل چل کر مغرب پڑنے کا ذکر تھا اپنے ثبوت کی احادیث میں نقل کر کے فرمایا یہ بات ادا نے حال بھی جانتا ہے کہ بعد دخول وقت مغرب کے دو تین کو کس مسافت چلیں تو اتنے میں شفق غائب ہو جاتی ہے اور وقت عشا کا داخل ہو جاتا ہے۔

**اولاً** : میل کا کوس بنایا کہ کچھ دیر پڑے دو میل کا تو سوا ہی کوس ہوا، اور تین ہی لیجئے جب بھی دو کوس پورے نہیں پڑتے۔

**ثانیاً** **اقول** : (غریب عوام کو چالوکی یہ کہ حدیث کا ترجمہ نہ کیا دو تین کو کس مسافت چلیں لکھ دیا کہ جاہل سمجھیں غروب کے بعد پیادہ تین کو کس چلے ہوں ترجمہ کرتے تو ٹکڑا کہ سوار تھے اور کیسی سخت جلدی کی مسافت میں تھے ہم نے حدیث ابو داؤد سے نقل کیا کہ انھوں نے اُس دن گھڑ سوار نہ فرمایا تو صرف میل بھر یا اُس سے بھی کم چلنے کی دیر رہ گئی اگر پیادہ ہی چلے تو اتنی دیر میں ہرگز وقت عشا نہیں آتا تو حدیث سے مغرب کا وقت مغرب ہی میں پڑنا پیدا تھا جسے صاف کیا۔ پڑ کر دیا کہ عشا اور اُس کے نول میں جن کا عرض ماہین کا آگٹ ہے غروب شمس سے انحطاط تک ہر موسم میں ایک ساعت تکلیف سے زیادہ وقت رہتا ہے اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف جتنے بڑھے وقت ہوتا ہے گا کہ لا یحییٰ علی العارف بالہیاء (جیسا کہ لمینت چلنے والے پر لا بہے۔ تم) تو غروب سے گئے پھر یہ بھی نماز مغرب وقت میں ٹکے، آپ کے نزدیک جبکہ دو میل چلنے میں عشا آجاتی ہے تو لازم کہ اتنی مسافت میں ایک گھنٹے سے زیادہ عفت ہو نا واجب ہو، اور امام مالک موطا میں روایت فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں نماز جمعہ سے فارغ ہو کر سوار ہوئے اور موضع ظل میں عصر کے لیے آتے تھے

مالک بن عمر و بن یحییٰ الماعزانی عن ابن  
ابن سلیمان ان عتس بن عفاں صلی الجمعة  
بالمدينة وصلى العشاء بظل  
مالک، عمرو بن کئی المازنی سے، وہ ابن سلیمان سے اوی  
کہ عثمان بن عفان نے جمعہ مدینہ میں پڑھا اور عصر  
ظل میں۔ (دست)

ظل مدینہ طیبہ سے سترہ میل ہے کسافی النہایۃ (جیسا کہ نہایت میں ہے۔ ت) بعض نے کہا اٹھ میل



نے کہا، لیس بحجة (یونس قابل اجتماع نہیں) امام وکیع بن الجراح نے کہا، سببی الحفظ (یونس کا حفظ بڑا ہے۔ یونس ہی امام احمد نے ان کی کئی حدیثوں کو منکر بتایا کئی ذلك في السیذان (یہ سب میزان میں ہے۔ ت۔) تنقیہ ۵ یہ ہم نے آپ کا علم و تعصب ثابت کرنے کو آپ کی طرح کلام کیا ورنہ ہمارے نزدیک نہ تعین مطلقاً مردود نہ یونس ساقط نہ وہم و خطاب تک فاحش نہ ہوں موجب رد نہ یہ حدیث بخاری اصلاً تمہارے موافق بلکہ صراحتاً ہمارے مؤید و بالله التوفیق چند اوہام یا کچھ غلطائیں محدث سے صادر ہوتا رہا اسے ضعیف کر دیتا ہے ذرا کسی کی حدیث کو مردود نہ وہ کہتے ہیں جو بالکل پاک صاف نظر آتے ہیں، یہ ہیں تمام محدثین کے امام احمد سفین بن عیینہ جنہوں نے زہری سے روایت میں ہیں سے زیادہ حدیثوں میں غلطی کی امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ میں اور علی بن بدیع میں نہ اگر وہ زہری سے روایت میں ثابت نہ رکون ہے، علی نے کہا سفین بن عیینہ میں نے کہا امام مالک کہ ان کی غلط سفین کی غلطوں سے کم ہے قریب میں حدیثوں کے ہیں جن میں سفین نے غلطی کی پھر میں نے اٹھارہ گنا دیں اور ان سے کہا آپ مالک کی غلطائیں بتائیں وہ دو تین حدیثیں لائے پھر میں نے خیال کیا تو سفین نے میں سے زیادہ حدیثوں میں غلطی کی ہے ذکر فی المیزان (اسے نیز ای میں ذکر کیا گیا ہے۔ ت۔) ہائینہ امام سفین کے فقہ ثبوت حجت ہونے پر علمائے امت کا اجماع ہے۔

**لطیفہ ۹** حاجی کی یہ ساری کار ریاں جہاں میں حدیث صحیحہ نہ ہو نہ ہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق ہمیں حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی امام طحاوی و نیز امام احمد و ابن ابی شیبہ استاذ ابی ہریرہؓ کے روئے کو پھر وہی معمولی شگوفہ چھڑا کہ ایک راوی اس کا میفر بن زیاد موصول ہے اور یہ بخروج ہے کہ وہی تھا قالہ الحافظی تقریب۔

**اقول اولاً:** تقریب میں صدوق کہا تھا وہ صدوق میں رہا۔

**ثانیاً:** وہی اپنی وہی زاکتہ کہ نہ اوہام کو وہی کہنا سمجھ لیا۔

**ثالثاً:** وہی صحیحین سے پرانی عداوت تقریب دور نہیں دیکھئے تو کتنے رجال بخاری و مسلم کو یہی صدوق کہہ

عہ صدوق یہم و صدوق سربما وہم کی بھڑت مثالیں اوپر گزر چکیں مگر بات باج لفظ خاص امثلہ سنئے احمد بن بشیر، حسن بن خلف، خالد بن یزید بن زیاد، (باقی بر صفحہ آئندہ)

اوہام (سچا ہے اس کے ادہام میں ت) کہا ہے۔

والبعاء وغیرہ حال سنسن اربعہ سے ہے امام ابن عیینہ و امام نسائی دونوں صاحبوں نے ہاں تشدد شدید فرمایا، لیس بہ باس (اس میں کوئی بُرائی نہیں) نہ ادا یحییٰ لہ حدیث واحد منکر (اُس کی صرف ایک حدیث منکر ہے) لاجرم وکیع نے ثقہ ابو داؤد نے صالح ابن عدی نے عندی کا ہاں نہ (میرے نزدیک اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ ت) کہا تو اس کی حدیث حسن ہونے میں کلام نہیں اگرچہ درجہ صحاح پر بالغ نہ ہو جس کے سبب نسائی نے لیس بالقوی (اُسی درجے کا قوی نہیں ہے۔ ت) ابو احمد حاکم نے لیس بالمستین عند ہشام (اس درجے کا مستین نہیں ہے ان کے نزدیک۔ ت) کہا لا انا لیس بالقوی لیس بمستین و شاذ صاحبین العیارتیں (نہ یہ کہ سر سے قوی اور مستین نہیں ہے، ان دو عبارتوں میں بہت فرق ہے۔ ت) حافظ نے ثقہ سے درجہ صدوق میں رکھا اس قسم کے رجال اسانید صحیحین میں صد ہا ہیں۔  
لطیفہ ۱۰: حدیث مرثیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم مروی سنسن ابی داؤد کے رد کو طرفہ تراش کیا مسند ابی داؤد میں یوں تھا:

قال الخضر بن عبد الله بن محمد بن عمر بن علي بن ابي طالب عن ابيه عن جده ابي عليا كان قال فر المحدث

جس کا صاف صریح حاصل یہ تھا کہ عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی اپنے والد محمد سے راوی ہیں اور وہ ان کے دادا یعنی اپنے والد عمر سے کہ ان کے والد ماجد کوئی علی بن محمد بن عمر بن علی کی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(بقیہ ماضیہ صفحہ گزشتہ)

مرثیاس بن ابی نصر بن اسی درجہ بالمشیم، مرثیہ بن یحییٰ، مرثیہ بن عثمان، مرثیہ بن یحییٰ بن عمر، مشیم بن زید بن مرہم، مشیم بن عبد الرحمن بن مشیم، مشیم بن الولید، مشیم بن علقمہ، مشیم بن القدام، مشیم بن صالح، مشیم بن ہشام، ہشام بن حمیر، ہشام بن سعد درجہ بالمشیم اور ان کے سوا اور کسب صدوق لہ اوہام ہیں احمد بن ابی الطیب وغیرہ صدوق لہ اغلاط ۱۲ منہ دسی اللہ تعالیٰ عہدہ

طہ و سہ میزان الاعتدالی ترجمہ غیر بن زیاد موصی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۹۰/۴  
سہ سنن ابی داؤد باب یتیم المسافر مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۴۳/۱

سے بھی روایت فرمائی۔

ابیہ عبد جحدہ دونوں ضمیر عبد اللہ کی طرف تھیں حضرت نے بزور زبان ایک ضمیر عبد اللہ دوسری  
تھم کی طرف قرار دے کر یہ معنی ٹھہرائے کہ عبد اللہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ محمد سے اور وہ محمد اپنے دادا علی سے۔  
اور اب اس پر اعتراض جڑ دیا کہ محمد کو اپنے دادا علی سے طاقات نہیں تو مرسل ہوئی عبد مرسل حجت نہیں قطع نظر  
اس سے کہ مرسل ہمارے اور جھڑاندہ کے نزدیک حجت ہے ایمان سے کہنا کہ ان دو حجتوں سے صحیح و ثابت  
حدیثوں کو رد کرنا کون سی دیانت ہے، میں کہتا ہوں آپ نے ناحق اتنی محنت بھی کی اور حدیث متصل کو صرف مرسل  
بنایا حیا و دیانت کی ایک ادنی جھلک میں بھی باطل و موضوع ہوئی ہائی تھی اب بات بھی بدل ہوئی کہ ضمیر اقرب کی  
طرف پھرتی ہے اور ابیہ سے اقرب ابو طالب کو جحدہ سے اقرب ابیہ تو معنی یوں کہے ہوتے کہ عبد اللہ  
نے روایت کی ابو طالب کے باپ حضرت عبد المطلب سے اور عبد المطلب نے اپنے دادا عبد مناف سے کہ  
مولانا علی نے قبح صوری کی آپ ارسال بھی دیکھئے کتنا بڑھ گیا کہ مولانا علی کے پر پوتے مولانا علی کے دادا سے روایت کریں  
اور حدیث مراد موضوع بھی ہوگئی کہ کہاں عبد المطلب و عبد مناف اور کہاں مولانا علی سے روایت حدیث مفید اخوان  
و لا حول و لا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانو! دیکھنا یہ عمل حدیث کا خٹوٹا دھوی کر دے دے سب صحیح حدیثوں کے رد کرنے پر آتے ہیں  
تو ایسی ایسی بد دیانتیوں بے غیرتیوں بیباکیوں چالاکیوں سے جھجھکادی کہ بھی پس پشت ڈال کر ایک بانگ دہکتے  
ہیں کہ سب وہابیات اور مردود ہیں ان شاء اللہ و اننا الیہ مرجعون۔

افادہ ثانیہ : احادیث و طرق پر نظر انصاف فرمائیے قرادادہ جمع صوری پر متحد و قرانی پائیے مثلاً :  
(۱) یہ کہ احادیث جمع بین الصلواتین کے راویوں سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کھٹا  
سیاق فی الحدیث التاسعة من الافادۃ الرابعة (جیسا کہ افادہ راہبہ کی نویں حدیث میں آرہا ہے) یہ  
حالانکہ یہی عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے عرفات و مزدلفہ کے سوا کبھی نہ دیکھا کہ حضور  
سستیہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو نمازیں جمع فرمائی ہوں کھٹا سیاق تحقیقہ فی الفصل الرابع  
ان شاء اللہ تعالیٰ (اس کی تفسیر ای شاعر اللہ تعالیٰ چوتھی فصل میں آئے گی۔ ت) تو ضرور ہے کہ روایت  
جمع سے جمع صوری مراد ہو۔

(۲) اقول خود حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی جمع کرنا صوری ٹھہرا حالانکہ ان کا مذہب معلوم  
رجح حقیقی کو فسک ج کے سوا نا جائز جانتے۔

(۳) اقول ملا جی نے اُن پندرہ صحابیوں میں جن کی نسبت دعویٰ کیا کہ انہوں نے جمع بین الصلواتین



حضرت پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یکن حالانکہ اُن کا بھی مذہب وہی متبع جمیع صحابہ و دونوں صحابی ہیں اثنان کا یہ مذہب ہونا خود امام شافعی رحمہ اللہ بہت امام ابو العزیز یوسف بن رافع اسدی جلی شہیر بابین شداد متوفی ۹۳۱ھ نے کتاب دلائل الای حکام میں ذکر فرمایا،

کما فی عمدۃ القاری للامام النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
عن التلویح شرح لجام مع الصحیح للامام  
علاء الدین المغلف فی عن دلائل الای حکام ابن  
شداد۔  
جیسے کہ امام ابو الدین عینی نے تلویح سے نقل کیا جو کہ امام  
علاء الدین المغلف کی کتاب الجامع الصحیح کی شرح ہے  
اور انہوں نے ابن شداد کی کتاب (دلائل الای حکام  
سے نقل کیا ہے۔ دت)

گوراد وہی جمیع صوری ہوگی جیسا کہ خود ہی کے نقل سے مروی ہوا کما تقدّم فی الحدیث النور (جیسا کہ  
حدیث ۴ میں گزرا۔ ت)

(۴) اقول بہت زور شور سے جمیع کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما گئے جاتے ہیں وہی بی  
بعض روایاتہ فی الحدیث الاول و الباقی فی الفصل الثالث ان شاء اللہ تعالیٰ (عنقریب حدیث  
اول کے تحت ان سے بعض روایات کا ذکر آئیگا اور بقیہ کا ذکر فصل ثالث میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ت)  
حالانکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مغرب و عشا کو سفر میں ایک بار کے سوا کبھی جیمہ نہ فرمایا  
کما سیاق فی اخر الفصل الرابع ان شاء اللہ تعالیٰ (جیسا کہ چوتھی فصل کے آخر میں آ رہا ہے ان شاء اللہ  
تعالیٰ۔ ت) اسی بار کے بارچہ الوداع کی شب مزدلفہ تھی تو حضور وہی جمیع صوری سفر جیسا کہ اُن کی روایات صحیحہ  
نے واضح کر دیا جس کا بسط حدیث اول میں گزرا۔

(۵) اقول نطف یہ کہ ان عبد اللہ بن عمر سے قصہ منیہ بہت ابی عیینہ میں عثمان بن عامر جمیع صوری ہوا اُس کے  
جمیع حقیقی ہونے پر بہت زور دیا جاتا ہے حالانکہ خود اُن کے صاحبزادے سالم کہ اُس شب بھی اُن کے ہمراہ تھے  
صراحت فرما چکے کہ حضرت عبداللہ نے مزدلفہ کے سوا کبھی جمیع نہ کی جیسا کہ حدیث نسائی سے گزرا اور سالم کا اُس رات  
ساتھ ہونا وہی حدیث بخاری سے ظاہر ہو چکا قلت لہ، الصلوة، قال، سنن الحدیث (میں نے اُن سے  
نماز کے متعلق عرض کیا تو انہوں نے فرمایا، سفر جاری رکھو۔ الحدیث۔ ت) تو قطعاً یقیناً جمیع صوری ہی مراد ہے  
لا جرم روایات مفسر نے تصریح فرمادی یہ نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ بعونہ تعالیٰ بہت سے خیالات مخالفین کا علاج  
کافی ہوگا۔

(۶) رواۃ جمع میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں کما یأتی فی الحدیث، اللہ اعلم  
(جیسا کہ دوسری حدیث میں آ رہا ہے۔ ت) اور ان کی حدیث ابن شہار اللہ آخر رسالہ میں آئے گی کہ دوسری  
ہمارا کا وقت آنے سے پہلے فوت ہو جاتی ہے۔

(۷) یوں ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی جمع ہیں کما یأتی فی الحدیث الغامس (جیسا کہ  
پانچویں حدیث میں آئے گا۔ ت) اور ان کی حدیث بھی بیشیۃ اللہ تعالیٰ آغدا ل ہے کہ نماز میں تعزیر یہ ہے کہ  
دوسری کا وقت آنے تک پہلے کی تاخیر کرے افادہ ہذین الامام الطحاوی فی شرح معانی  
الآثار (یہ دونوں فائدے امام طحاوی نے شرح معانی آثار میں بیان کئے۔ ت)

افادۃ ثالثہ : اب کہ ملا جی نے پیٹ بھر کر زبردستی سے فراغت پائی عقل پر عنایت کی باری آئی

فرماتے ہیں، ف

جمع صوری سفر میں ازراہ عقل کے بھی وہی ہے کہ جمع رحمت ہے اور جمع صوری مصیبت کہ آخر جز اور  
اول جز نماز کا پہچاننا اکثر خواص کو نہیں ممکن ہے چاہے عام۔

اقول ملا جی یہاں سے عوامیت ایام سے مقامہ شیران حنفیہ میں آ پھنکے وہ چوڑی ٹھوٹے ہیں کہ اپنی  
اجتہادی آزادی بھی یاد نہیں یا تو وہ جوش تھے کہ ابو حنیفہ و شافعی کی تعلیم لازم بدعت شرک یا اب جا بجا ایک ایک  
مقلد بالکشف شافعی کے حلیہ مقلد بنے ہیں رطب یا بس جہاں جو کچھ کلام کسی مقلد کا مل جاتا ہے اگرچہ کیسا ہی پرچ  
اور ضعیف بہر اللہ بسم اللہ کہہ کر اُسے آنکھوں سے لگاتے سر پر رکھتے بلکہ سجے بوجھے ایمان لے آتے ہیں یہ اعراض  
بھی حضرت نے بعض مالکیہ و شافعیہ کی تعلیم ہمارے صدقہ میں پایا ہے مگر شوخ پشی یہ کہ علمائے حنفیہ جو طرح طرح  
اُس کی دھجیاں اڑا چکے اُن سے ایک کان گنٹا ایک بہر کر لیا اور پھر اسی زد شدہ بات باطل و بے شہادت کو پیش کر دیا  
بہادری تو جب تھی کہ اُن قاہر و ابوں کے جواب دیتے پھر وہی تباہی جو چاہتے فرما لیتے خیر اب بعض جوابات  
مع تارہ افاضات لیجئے وبانہ التوفیق۔

اولاً اللہ عزوجل نے نماز خواص و عام سب پر یکساں فرض کی اور اُن کے لیے اوقات مقرر فرمائے۔ اور  
اُن کے لیے اول و آخر بتائے اور ان پر واضح و عام حکم نشان بنائے کہ اُن کا ادراک ہر خاص و عام کو آسان ہو جائے  
ہمارے دین میں کوئی تنگی نہ رکھی اور ہم پر کسی طرح دشواری نہ چاہی ماحجل علیکم فی الدین من حرج۔  
یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (اس نے دین کے معاملہ میں تم پر تنگی نہیں فرمائی، اللہ تعالیٰ

تم پر آسانی چاہتا ہے نکل نہیں چاہتا۔ ت) تو ہر وقت کے اول و آخر شرعی کا پہچانا خواہی و عوام سب کو آسان  
 خصوصاً سفر میں جہاں اُفتی سامنے اور صاف میدان ہوں سیکھے یا توجہ دے الزام اُس پر ہے نہ شرعاً ملہر پر ،  
 ہاں فعل مشترک حقیقی کہ آپ واحد و جزر و ناجز ہی ہے اُس کا علم بے طرق خصوصاً انبسیار و اولیاء عامہ بشر کی  
 طاقت سے دور ہے مگر نہ اس کے اور ان کی تکلیف نہ اس پر جمع صوری کی توقیف ۔

**ثانیاً اقول** اول و آخر کا پہچانا تو شاید تم بھی فرض جانتے ہو کہ تقدیم و تاخیر بے مذر یا لا جماع  
 مبطل و عوام سے کیا اللہ عزوجل نے ہر حال کی تکلیف دی لا یكلف اللہ نفثاً الا و سعتها (اللہ تعالیٰ  
 کسی کو اس بات کا حکم نہیں دیتا جو اس کی طاقت میں نہ ہو۔ ت) فافہم ۔

**ثالثاً اقول** تحقیق عام یہ ہے کہ اوقات متصلہ میں عامہ کے لیے پانچ حالتیں ہیں : وقت اول پر  
 یقین ، اُس پر غبی ، دونوں میں شک ، آخر کا غبی ، اُس کا یقین ، فقہیات میں غبی غبی یقین ہے اور یقین  
 شک سے زائل نہیں ہوتا تو یہی اوقعتیں مکن بھی اصلاً فاصل نہیں مسئلہ تسبیح و مسئلہ صلاۃ الطہریٰ آخر وقت  
 و طہرہا میں تصریحات علامہ دیکھیے ۔

**رابعاً اقول** کس نے کہا کہ جمع صوری میں وصل حقیقی بے فصل آتی لازم ہے حدیث مذکور ابن عمر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما بروایت صحیح بخاری و حدیث میرزا حسین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بروایت ابی داؤد دیکھیے  
 مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت پر شمار حضور نے عوام ہی کے ارشاد کو یہ طرز ملحوظ رکھی کہ مغرب آخر شفق  
 میں پڑھ کر قدر سے انتظار فرمایا پھر مشا پر بھی یا میں الصلواتین کما ناظر حفظ فرمایا اور رطبت الہی یہ کہ تمام احادیث  
 جمع میں اگر منقول ہے تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل ۔ اُس کے ساتھ اُمت کو بھی ارشاد دے کہ  
 پیسے ضرورت ہو ایسا ہی کر لے اسی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے جس میں بروایت صحیح بخاری ثابت  
 کہ دو نمازوں کے بیچ میں قدر سے انتظار فرمایا تو آپ کے چل کا خود رخصت عطا فرمانے والے وقت رحیم  
 خیر علیہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لی ذکر کیا تھا مگر افسوس کہ اب بھی آپ کو شکایت اور رحمت کا نام معاذ اللہ  
 مصیبت ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ مسافر کو بار بار اترنے چڑھنے وضو نماز کا جہد سامان کرنے سے یہ بہت  
 آسان ہے کہ ایک بار اتر کر دفعہ دونوں نمازوں سے فارغ ہو لے اول قریب آخر پڑھے اور ایک طبعیت  
 انتظار کے بعد آخر اپنے اول میں اس کا انکار صریح مکارہ ہے ہاں یہ کہنے کے وقت گزار کر پڑھنے کی اجازت ملے تو  
 اور آسانی ہے ۔

**اقول** دو ٹال کر گھر پہنچ کر اکٹھی پڑھ لینے کی رخصت ہو تو اور آسانی ہے اور بالکل معاف ہو جائے تو پوری چھٹی رخصت میں آسانی درکار ہے پوری آسانی کس نے مانی !

**خامساً** احمد بن حنبل رحمہ اللہ ابو داؤد و ترمذی و غیر ہم بطریق عمرو بن دینار عن جابر بن زید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

و هذا انظر مسلم ، قال ، حدثني مع النسبي  
عن الله تعالى عليه وسلم ثمانية جميعها  
وسبع جميعها ، قلت ، يا ابا الشعثاء اظننه  
اخرا نظهر وتعمل العصر ، واخر المصرب  
وعجيد العشاء ، قال ، وانا ظن ذلك  
لانه ظهر وعصره وعشاءه واکٹھا پڑھا ہوگا ۔ ابو الشعثاء نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے ۔ (ت)

**الحکم** احمد و مسلم ابو داؤد و ترمذی و غیر ہم اسی جناب سے بطریق شعیب و الفاظ عسیدہ راوی :

وهذا حديث مسلم بطريق قتيبة عن  
ابو الزبير عن سعيد بن جبيرة عن  
ابن عباس قال صلى رسول الله صلى الله  
تعالى عليه وسلم الظهر والعصر جميعا  
بالمدينة في غير خوف ولا سفر ، قال ابو الزبير  
فأنت سعيد المفضل ذلك ؟ فقال ،  
سألت ابن عباس كما سألتك ،  
فقال ، امرأت لا يخرج احد  
من أمتي ۔

اور یہ حدیث مسلم کی واسطہ ابو الزبیر ہے کہ ہم سے بیان  
کیا سعید ابن جبیر نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے  
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر  
کسی خوف اور سفر کے مدینہ میں ظہر اور عصر اکٹھی  
پڑھیں ، ابو الزبیر نے کہا کہ میں نے سعید سے پوچھا  
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیوں کیا ؟  
تو انہوں نے کہا کہ جس طرح تم نے مجھ سے پوچھا ہے اسی  
طرح میں نے ابن عباس سے پوچھا تھا تو انہوں نے  
جواب دیا کہ رسول اللہ چاہتے تھے کہ آپ کی امت پر  
کوئی تنگی نہ ہو ۔ (ت)

وفي اخری له ولترمذی بطریق جیب  
ابن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن  
ابن عباس، قال، جمع رسول الله صلى الله  
تعالى عليه وسلم بين الظهر والعصر وبين  
المغرب والعشاء بالمدينة في غير خوف  
ولا مطر.

وسطحاً وی عن صالح مولى التوامه  
عن ابن عباس، ف غیر مسلم  
ولا مطر.

وفي لفظ للنسائي اخبرنا قتيبة ثنا  
سفيان عن حماد عن جابر بن زيد عن  
ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال،  
صليت مع النبي صلى الله تعالى عليه  
وسلم بالمدينة، ثابها جميعاً، سبعا  
جميعاً، اخر الظهر وعجل العصر، و  
اخر المغرب وعجل العشاء.

وفي لفظ له عن عمرو بن شعيب  
عن جابر بن زيد عن ابن عباس  
انه صلى بالعصر، الاولى والعصر،  
ليس بينهما شيء، والمغرب والعشاء،  
ليس بينهما شيء، فصل ذلك من شغل.

مسلم نے ایک اور روایت میں اور ترمذی نے بواسطہ  
جیب بن ابی ثابت، سعید بن جبیر سے روایت کی ہے  
کہ ابن عباس نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے بغیر کسی خوف اور بارش کے مدینہ میں  
ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کیا۔

(ت)

اور کھادی نے صالح مولى التوامہ کے واسطے سے  
ابن عباس کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں، بغیر سفر اور  
بارش کے۔ (ت)

اور نسائی کے الفاظ یوں ہیں، خبر دی ہمیں قتیبة  
نے کہ حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے عمرو سے اس  
نے جابر سے کہ ابن عباس نے فرمایا ہے کہ میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں  
اکٹھی آٹھ رکعتیں بھی پڑھی ہیں اور سات رکعتیں بھی،  
آپ نے ظہر کو تو خر کیا تھا اور عصر میں جلدی کی تھی اسی طرح  
مغرب کو تو خر کیا تھا اور عشاء میں جلدی کی تھی۔ (ت)

نسائی کی اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ عمرو بن شعیب  
جابر بن زید سے راوی ہیں کہ ابن عباس نے بصرہ  
میں ظہر و عصر کو اکٹھا پڑھا، ان کے درمیان کوئی  
شے حائل نہ تھی، اور مغرب و عشاء کو اکٹھا پڑھا  
ان کے درمیان کوئی شے حائل نہ تھی۔ اس طرح

ومرعم ابن عباس انه صلى مع رسول الله  
صلى الله تعالى عليه وسلم بالمدينة سنة  
الاولى والعصر، ثلث سجدة ليس  
بينهما شيء

ولمسلم بطريق الزبير بن العتيق  
عن عبد الله بن شقيق ان النأخير  
كان لاجل خطبة خطبها

وله بطريق عمران بن حذاف عن  
عبد الله المذكور عن ابن عباس، قال  
لعمري، قال، كنا بحمص بين الصلاتين  
على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه  
وسلم

وللطحاوي من هذا الوجه، قد  
كان النسبي صلى الله تعالى عليه وسلم  
مرجما جص بينهما بالصديقة

اسوں نے ایک معروفیت کی وجہ سے کیا تھا۔ اس جگہ  
نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کے ساتھ بھی ظہر و عصر اکٹھی پڑھی تھیں یہ آٹھ رکعتیں  
تھیں اور ان دو کے درمیان اور کوئی شے نہ تھی۔

مسلم نے زبیر بن عتیق کے واسطے سے عبد اللہ  
ابن شقیق سے روایت کی کہ یہ تاثیر ایک خطبہ دینے  
کی وجہ سے ہوئی تھی۔

اور مسلم نے بطریق عمران بن حذاف عن عبد اللہ ابن  
شقیق سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے مذکور  
واقعے میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
زمانے میں ہم دو نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے۔

اور طحاوی اس سند سے ناقل ہیں کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار دو نمازوں کو مدینہ  
میں اکٹھا پڑھا۔ (ت)

ان روایات صحیح سے واضح کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی حالت میں کہ نہ خوف تھا  
نہ سفر نہ مرض نہ مطر محض بلا عذر صریح مدینہ طیبہ میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء جماعت میں فرمائیں سفر و خطر و  
مطر کی نفی تو خود احادیث میں مذکور اور مرض بلکہ ہر عذر طبی کی نفی ساق بیان سے صاف مستفاد معہذ جب  
نمازیں جماعت سے تھیں تو سب کا مرض و معذور ہونا مستبعد پھر راوی حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
کا اسی بنا پر صرف طوں خطبہ کے سبب تاخیر و استناد و گنج ذکر اشتغافے اعداد پر صریح دلیل حالانکہ مقیم کے لیے

۱/۶۹ کتاب المواقیت مطبوعہ مکتبہ سلیمانہ و ہور  
۱/۲۳۶ صحیح مسلم جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی  
۱/۱۱۱ شریعہ منافی الآثار باب الجمع بین الصلوٰتین فی السفر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

بے مذرجمع وقتی تہی بھی حرام جانتے ہیں، حدیث مسلم انما التفریط علی من لم یصل الصلوة حتی یبقی وقت الصلوة لآخری (گناہ اس پر ہے جو نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے۔ ت۔ کے جواب میں کیا فرمائی گئی یہ حدیث اس شخص کے حق میں ہے کہ بعد نماز میں تاخیر کرے۔ حدیث امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الجعم بین الصلاتین فی وقت واحد مکبیرۃ من الکبائر (ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع کرنا کبائر میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے۔ ت۔) کے جواب میں کہہ چکے ہیں منع کرنا عمر کا جمع بین الصلاتین سے حالت اقامت میں بلا عذر تھا جیسا کہ شاہد ہے اس تاویل پر اتفاق جمہور صحابہ و من بعدہم کا اور پر عدم جواز بلا عذر کے، تو اس حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں جمع فعل مراد لینے سے چارہ نہیں اور خود بخود ہی نے امام ابن جریر شافعی اور ائیں کے توسط سے امام قرطبی و امام الحرمین و ابن المامون و ابن سید الناس وغیرہم سے یہاں ارادہ جمع فعل کی تقویت و ترجیح نقل کی مہذبہ اقلع نظر اس سے کہ روایت صحیحین میں حضرت ابن عباس کے تلمذہ و راویان حدیث جابر بن زید و عمر بن دینار نے ثنا حدیث کا یہی محل مانا قال ابن سید الناس، و راوی الحدیث ادوی بالمراد و عن غیوہ (ابن سید الناس نے کہا ہے کہ حدیث کا راوی دوسرے شخص کی نسبت حدیث کی مراد سے زیادہ بخیر ہوتا ہے۔ ت۔) روایت سنائی ہیں خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سر جمع کے جمع فعل ہوئے کی تصریح و راوی کے تلمذ و مغرب میں دیر کی اور عمرو و عثمان میں جلدی یہ خاص جمہور ہی ہے اب کسی کو محل سخن نہ رہا تھا کہ اسے امام شریکائی غیر مقلد نے نیل الاوطار میں کہا۔

مہایدی حنفی تعین حمل حدیث الباب	جو پھر یہی اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اس باب سے متعلق
علی الجعم الصوری، ما اخرجہ النسائی	حدیث کا جمیع صوری پر عمل کرنا متعین ہے۔ ان میں
عن ابن عباس (و ذکر لفظہ قل) فہذا ابن	سے ایک وہ روایت ہے جو سنائی ہے ابن عباس
عباس، و راوی حدیث الباب، قد صرح	سے نقل کی ہے (اس کے بعد شکافی نے مذکورہ روایت
بان مارواہ من الجعم المذکور ہو الجعم	بیان کی ہے اور کہا ہے) یہ ابن عباس، جو اس
الصوری	موضوع سے متعلق حدیث کے (اولین) راوی ہیں خود

تصریح کرتے ہیں کہ انہوں نے جمیع بین الصلاتین کی جو روایت بیان کی ہے اس سے مراد جمیع صوری ہے۔ ت۔)

۲۲۹/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ گراچی	باب تفسار الصلوة الفاتحة	۱۴۹/۱
۱۴۹/۱	مطبوعہ عارفیہ عالم پریس لاہور	باب الجمع بین الصلواتین فی السفر والنظر	۱۴۹/۱
۱۴۹/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب جمع المقیم لمطرا وغیرہ	۱۴۹/۱
۱۴۹/۱	مطبوعہ الحق مصر	باب معیار الحق	۱۴۹/۱

شکر کافی نے اس ارادہ کے اور چند مزیدات بھی بیان کیے اور انکا راجع صوری اور آپ کے زعم مائل مصیبت کی اپنی بساط بھر خوب خوب خبریں لی ہیں جی میں آئے تو ملا حکم کر لیجئے یا بلکہ شک نہیں کہ حدیث میں مراد صوری ہے اب اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تصریح موجود ہے کہ یہ جمع حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بظہرِ رحمت و آسانی امت کی تھی، ملا جی! اب اپنی مصیبت کی خبریں کہئے۔

سادہ سا، عجیب تر یہ کہ یہی صاحب جنہوں نے جمع صوری کو باعثِ مشقت و منافیِ رخصت مانا خود اسی حدیث ابن عباس کو جمع صوری سے تاویل کر گئے کھا افادہ اکامہ الزیلعی وغیرہ (جیسا کہ امام زلیعی وغیرہ نے اس کا افادہ کیا ہے) یہ صریح منافقت ہے۔

**اقول** ملا جی ترقیہ جامد کا جامد پینے بیٹھے ہیں اسس تنافض میں بھی تعقید کر گئے حدیث خبر کی مفید جمع صوری کہ منقریب آتی ہے حضرت اس کے جواب میں ان کی بولتے ہیں کہ اس میں کیسیت اس جمع کی ہے جو حالت قیام میں بلا عذر آنحضرتؐ سے جمع کی تھی جیہ اگر۔۔۔ ایت میں ابن عباس کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حالت قیام میں بدینہ میں جمع صوری کی تھی۔ ملا جی! ذرا آنکھ دکرا بات کیجئے اب وہ مصیبت رحمت و رافت کیونکر ہو گئی۔

**سابعاً** حدیث عند بنت حش رضی اللہ تعالیٰ عنہما صوری احمد و ابو داؤد و ترمذی جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زنا ناکہ کے لیے جمع صوری پت فرمائی ہے ملا جی! کہ وہاں بھی یہی عذر مٹولی پیش کیا کہ وہ تعلیم تھی پس مقیم پر مسافر کی ناز کر قیاس مع الفارق ہے۔

**اقول** ملا جی جمع صوری تو حرام کیا اکثر خواص کو بھی نہ صواب و شمار بلکہ ناممکن تھی وہ بھی سفر کے کھلمیہ انوں میں، اب کیا دنیا پلٹی کہ پردہ نشین زنان ناقصات العقول کے لیے گھر کی چار دیواریوں میں ممکن ہو گئی۔

**ثامناً** عبدالرزاق مصنف میں بطریق جردین شعیب راوی،

قال قال عبد الله، جمع لنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، مقيم غير مسافر، بين الظهر والعصر، والمغرب، والعشاء، فقال من اجل لاي عمر، انه تری النسبي صلي الله تعالى عليه وسلم فعل ذلك؛

اس نے کہا کہ عبد اللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے لیے دو نمازوں کو جمع کیا جبکہ آپ مقیم تھے، مسافر نہ تھے، یعنی ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو۔ ایک آدمی نے ابن عمر سے پوچھا کہ آپ کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کیا کیا؟

عنه وعنه صلى الله تعالى عليه وسلم (م)

عنه یعنی یہ حکم اب بھی مستحاضہ کے لیے ہے تو ثابت ہوا کہ پردہ نشین زنان ناقصات العقول کو جمع صوری میرے ۱۲۷۷ھ میں رسول اللہ تعالیٰ عنہ۔ (م)، فہ معیار الحق ص ۳۴، ف ۲۲ معیار الحق ص ۳۸





وقت ہے

وقت میں۔ (م)

یہ وہی حدیث طبرانی ہے جس میں جمع صوری ملاجی ابھی ابھی مان چکے ہیں اس کی نسبت باقی کلام کا رد ان شار  
مذہب العزیز آئندہ آتا ہے غرض شاہد ہے تمہارے جگہ سے کہ صحیح حدیثوں کے رد و ابطال میں کوئی دقیقہ معاملہ  
جاہلین و مکارہ عالمین و تقلید و تقلیدین کا اٹھانہ دیکھو اور پھر عل بالحدیث کی شیشی کو ٹھیس تک نہ لگے  
چوں و خوسے حکم بی بی تمسینہ

افادۃ رابعہ : الحمد للہ جب کہ احادیث جمع صوری کی صحت مہر خیر و زمانہ نیم ماہ کی طرح روشن ہو گئی تو اب  
جس قدر حدیثوں میں مطلق جمع بین الصلاتین وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر و عصر یا مغرب و  
عشاء کو جمع فرمایا عصر و عشاء سے ملائے کو ظہر و مغرب میں تاخیر فرمائی و امثال ذلک کسی میں مخالفت کے لیے اسناد حجت  
نہرچی سب اسی جمع صوری پر محمول ہوں گی اور اس سے لال مخالفت احتمال ہوائی سے مطرود و مخذول مثل حدیث بخاری  
و مسلم و دارمی و نسائی و بیہقی بطریق سالم بن عبد اللہ بہ عروسی اللہ تعالیٰ عنہم و مسلم و مالک و نسائی و  
طحاوی بطریق تافع

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما : کان النبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجمع بین  
المغرب والعشاء اذا جدد بہ السیر . و فی  
لفظ مسلم والنسائی من طریق سالم ،  
سأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم اذا اخرجہ السیر فی السفر یؤخر صلاۃ  
المغرب حتى یجمع بیہما و بین صلاۃ  
العشاء .

اسی طرح رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب چلنے میں تیزی ہوتی  
تھی تو آپ مغرب و عشاء کو جمع کرتے تھے ۔ اور مسلم  
کی ایک روایت اور نسائی کی بطریق سالم روایت  
کے الفاظ یوں ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر کے دوران چلنے میں  
جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو اتنا مؤخر کر دیتے تھے  
کہ عشاء کے ساتھ ملا لیتے تھے ۔ (د)

یہ معنی محل بروایات سالم و تافع مستفیض ہیں۔

فرواہ البعری عن ابی الیمان ، والنسائی  
چنانچہ بخاری ابوالیمان سے ، نسائی بقیہ اور

۱۰/۴۴ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت  
۱۱/۱ مکہ شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ ایچ ایم سعید میڈیا کراچی  
۱۲/۲۴۵ صلیہ الصبیح مسلم باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

عثمان سے، یزید (ابو الیمان، بقیر، عثمان،  
 شعیب ابن ابی حمزہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور مسلم  
 ابن یزید سے، وہ یونس سے روایت کرتے ہیں۔ اور  
 بخاری، علی ابن یزید سے۔ اور مسلم، یحییٰ ابن یحییٰ،  
 قتیبہ ابن سعید، ابوبکر ابن ابی شیبہ اور طبرانی  
 سے۔ اور دارمی، محمد ابن یوسف سے۔ اور نسائی،  
 محمد ابن منصور سے۔ اور طحاوی، حماد سے۔ یہ آٹھوں  
 (یعنی علی، یحییٰ، قتیبہ، ابوبکر، طبرانی، ابن یوسف،  
 ابن منصور، حماد) سیاق بن یزید سے روایت کرتے  
 ہیں۔ پھر تینوں (سلسلوں کے تین آخری راوی، یعنی  
 شعیب، یونس اور سفیان، زہری کے واسطے سے  
 سالم سے راوی ہیں۔ اور مسلم، یحییٰ ابن یحییٰ سے۔ اور  
 نسائی، قتیبہ سے۔ اور طحاوی ابن وہب سے۔ یہ  
 تینوں مالک سے روایت کرتے ہیں۔ اور نسائی،  
 بطریق عبد الرزاق، وہ معمر سے، وہ یونس ابن عقبہ سے  
 روایت کرتے ہیں۔ اور طحاوی لیث سے روایت  
 کرتے ہیں۔ اور سیقی غلافیات میں بطریق یزید ابن  
 ہارون، یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں۔ یہ  
 چاروں (آخری راوی یعنی مالک، یونس، لیث، یحییٰ) تابع  
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ (ت)

### حدیث مقلد بخاری

یہی نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موصول  
 ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب  
 چلنے والے ہوتے تھے تو ظہر اور عصر کی نمازیں جمع  
 کر لیتے تھے۔ اسی طرح مغرب و عشاء بھی جمع کر لیتے تھے۔

عن ثقیف وعثمان، کلہم عن شعیب بن  
 ابی حمزہ۔ و مسلم عن ابن وہب عن  
 یونس۔ والبیہقی عن علی بن المدینی۔  
 و مسلم عن یحییٰ بن یحییٰ و قتیبہ بن  
 سعید و ابی بکر بن ابی شیبہ و عمر و النقاد  
 و الدارمی عن محمد بن یوسف، و النسائی  
 عن محمد بن منصور، و الطحاوی عن  
 الحماد، ثمانیہم عن سفیان بن عیینہ،  
 ثلثہم عن شعیب و یونس و سفیان عن  
 الزہری عن سالم، و مسلم عن یحییٰ  
 بن یحییٰ، و نسائی عن قتیبہ، و الطحاوی  
 عن ابن وہب، کلہم عن مالک، و النسائی  
 بطریق عبد الرزاق، ثلث معمر بن موسیٰ  
 بن عقبہ، و الطحاوی عن لیث، و البیہقی  
 فی الخلاصات عن طریق یزید بن ہارون  
 عن یحییٰ بن سعید، و اسبعثہم عن ناظم،  
 کلاہما عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہما۔

چاروں (آخری راوی یعنی مالک، یونس، لیث، یحییٰ)  
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ (ت)

ووصلہ البیہقی عن ابن عباس رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما، کان رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم یجمع بین صلاۃ  
 الظہر والعصر اذا کان علی ظہر سیر،



و حدیث مالک و شافعی و دارمی و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طحاوی مطبوعہ و منقحہ

عن عاصم بن داؤد بن الضمیل عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال : جئنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی غزوة تبوک بین الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء ، قال : فقلت ، ما حملہ علی ذلک ؟ قال : فقال ، امر اذان لا یحصر احدهما

هذا العزم مسلم في الصلاة ، ومثله للطحاوی ، وعند الترمذی صدرو فقط ، وهو احد لغز الطحاوی ولما لك و من طریقه عند مسلم في الفضائل ، خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عروۃ تبوک فكان یجمع الصلاة ، فصلی الظهر والعصر جميعا ، والمغرب والعشاء جميعا حتی اذا كان یوما اخر الصلاة ، ثم خرج فصلی الظهر والعصر جميعا ، ثم دخل ثم خرج بعد ذلک ، فصلی المغرب والعشاء جميعا ، الحديث بطوله ، وهو بهذا القدر من دون زیادة عند الباقرین

یہ مسلم کے الفاظ ہیں کتاب الصلوۃ میں ، اور طحاوی نے بھی روایت کی ہے ۔ ترمذی میں صرف اس کا ابتدائی حصہ ہے اور طحاوی کی ایک روایت بھی صرف ابتدائی حصے پر مشتمل ہے ۔ مالک کے ہاں ، اور اسی کے طریقے سے مسلم کے ہاں روایت ہے کہ غزوۃ تبوک کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے ، چنانچہ آپ نے ظہر و عصر کو ملا کر پڑھا اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھا حتیٰ کہ ایک روز آپ نے نماز کو موخر کیا پھر تشریف لے گئے تو ظہر و عصر کو ملا کر پڑھا ۔ پھر اندر تشریف لے گئے پھر باہر ملوہ افرق ہوئے اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھا ۔ مالک اور مسلم نے اس حدیث کو اس تک پروری طوالت سے ذکر کیا ہے ۔ مگر دیگر محدثین کے ہاں اسی قطع ہے ۔ اس سے ناامد نہیں ہے ۔ (ت)

و حدیث مالک و مسند و منقحہ

من طریق داود بن الحصین عن حماد بن الاحمر

بطریق داؤد بن حصین ، اخرج سے ۱۰۵ بوبرہ

۲۴۶/۱ مطبوعہ قادی کتب خانہ کراچی  
۲۴۶/۲ مطبوعہ قادی کتب خانہ کراچی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجمع بین الظہر والعصر فی سفرہ الی تبوک۔<sup>۱</sup>

ہذا روی عن یحییٰ مستنداً، وهو عند محمد وجمہور رواۃ النوطا عن عبد الرحمن بن ہریرۃ مرسلاً۔ وعبد الرحمن، هو لا عرج۔ وهو عبد البزار عن عطاء بن یسار عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلاتین فی السفر۔<sup>۲</sup>

### وحدیث ۱

محمد و ابن ابی شیبۃ بطریق جب ح ابن اسحاق، مختلف فیہ، عن عمرو بن شعیب عن ایبہ عن جیدہ، وهو عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال، جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیعت الصلاتین فی خروہ من المصطلق۔<sup>۳</sup>

### وحدیث تردی فی کتاب الملل

حدثنا ابوالسائب عن المجہیری عن ابی عثمان عن اسامۃ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال، کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر تبوک کے دوران ظہر وعصر کو جمع کیا کرتے تھے۔ (ت)

یہ حدیث صحیحی سے بھی اسی طرح مستنداً مروی ہے، مگر محمد اور نوطا کے اکثر راوی اس کے بعد عبد الرحمن بن ہریر سے مرسل روایت کرتے ہیں، اور عبد الرحمن، وہی عرج ہے اور بزار کے ہاں عطاء ابن یسار اب ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں دو نمازوں کو جمع کرتے تھے۔ (ت)

احمد اور ابن ابی شیبہ مطریق جب ح ابن اسحاق، مختلف فیہ، عن عمرو بن شعیب عن ایبہ عن جیدہ، وهو عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خروہ من المصطلق میں دو نمازوں کو جمع کیا۔ (ت)

حدیث بیان کہ ہم سے ابوالسائب نے جریری سے، اس نے ابوالعثمان سے، اس نے اسامہ ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

۱۔ موطا امام مالک المجمع بین الصلوٰتین الو مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۵-۱۲۴  
 ۲۔ کشف الاستار عن زوائد البزار باب المجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ بیروت ۱/۳۳۰  
 ۳۔ المصنف لابن ابی شیبہ " " " مطبوعہ دارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی ۲/۲۵۸

وسلم اذا وجد به السيد جمع بين الظهر و  
العصر، والمغرب والعشاء، قال الترمذی  
سألت محمدا، یعنی البخاری عن هذا  
الحديث، فقال، الصحيح، هو موقوف  
عن اسامة بن شریک۔

و حدیث،

احمد بطریق ابن فضالة عن ابن النضر عن قال  
سألت جابرا رضي الله تعالى عنه، هل  
يجمع من رسول الله صلى الله تعالى عليه و  
سلم بين المغرب والعشاء؟ قال، نعم،  
عاصم بن زياتي المصطلق۔

و حدیث ابن ابی شیبہ و ابو بصیر لما روی

اما الاول فبطریق ابن ابی لیس عن حمید و  
اما الاخر فعن ابی قیس الاودی عن حمید  
بن شرجیل عن عبد الله بن مسعود رضي الله  
تعالى عنه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم  
جمع، ولفظ الاحرار ان يجمع، بين  
الصلاتين في السفر۔

والطبرانی في معجميه الكبير و

الاوسط عنه رضي الله تعالى عنه قال،  
جمع من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

وسلم کو جب چلنے میں ملے ہی ہوتی تھی تو ظہر و عصر اور مغرب  
عشاء کو جمع کرتے تھے۔ ترمذی نے کہا کہ میں نے محمد  
یعنی بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو  
انہوں نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اسامہ ابن زید پر  
موقوف ہے۔ (ت)

احمد بطریق ابن لیس، ابو الزہیر سے راوی ہیں کہ میں نے  
جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ  
تعالی علیہ وسلم نے کبھی مغرب و عشاء کو جمع کیا تھا؟ انہوں  
نے جواب دیا، ہاں، جس سال ہم غزوہ بنی مصطلق  
کے لیے گئے تھے۔ (ت)

پیش دہمیں ابن ابی شیبہ، بطریق ابن ابی سی، بدیل  
سے، اور دوسرے (یعنی طوی، ابرقیس اودی) سے  
وہ بدیل، ابن شرجیل سے، وہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ  
عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم  
نے سفر کے دوران جمع کیا۔ طحاوی کے ملفوظوں  
میں، جمع کیا کرتے تھے دو نمازوں کو سفر کے دوران۔ (ت)

اور طبرانی نے اپنی دونوں مجموعوں یعنی کبیر اور وسط  
میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ظہر و عصر

۱۴۹/۷ مطبوعہ دارالطباعة النيرة بيروت

نوٹ ایوارڈ کے ترمذی کتاب المعلق میں نہیں مل سکا اور بڑی کوشش سے ملے۔ نذیر احمد سعیدی

۳۳۸/۳ مطبوعہ دار الفکر بيروت لبنان

۲۵۸/۲ مطبوعہ دار الفکر بيروت لبنان

۱۴۹/۷ مطبوعہ دارالطباعة النيرة بيروت

نوٹ ایوارڈ کے ترمذی کتاب المعلق میں نہیں مل سکا اور بڑی کوشش سے ملے۔ نذیر احمد سعیدی

۳۳۸/۳ مطبوعہ دار الفکر بيروت لبنان

۲۵۸/۲ مطبوعہ دار الفکر بيروت لبنان

بین الظهر والعصر، والمغرب والعشاء،  
فقیل له فی ذلک، فقال، صنعت ذلک لئلا  
تخرج أصابتي۔

### وحدیث

عن ابی ہریرۃ فی المعجم الاوسط عن عطاء عن  
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان  
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجمع  
بین الصلاتین فی السفر۔

### وحدیث مرسل وبلغ مالک

ابو ہریرۃ عن علی بن حسین، هو ابن علی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہ کان یقول، کان  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اذا اراد ان یشیر یومہ، جمع بین الظهر  
والعصر، واذا اراد ان یشیر لیلہ، جمع  
بین المغرب والعشاء۔

۱۔ لہذا سمینا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤلفا شریفین میں حدیث پنجم روایت کر کے فرماتے ہیں:

بہذا، ناخذ، والجمع بین الصلاتین امت  
تؤخر الاولى منہما فتصل فی آخر وقتہا،  
وتعجل الثانية فتصل فی اول وقتہا۔

یعنی جو اس حدیث میں آیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر تبوک میں عصر جمعہ جمع فرماتے ہم

لہذا مغرب و عشاء کو جمع کیا تو آپ سے اس بارے میں  
پوچھا گیا، آپ نے جواب دیا کہ میں نے اس طرح  
اسی لیے کیا ہے تاکہ میری امت پر کوئی تنگی نہ ہو۔ (ت)

طبرانی معجم الاوسط میں ابو ہریرۃ سے، وہ ابو سعید خدری  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں دو نمازوں کو جمع  
کیا کرتے تھے۔ (ت)

مالک کو علی ابن حسین ابن علی رضی اللہ عنہم سے یہ بات  
پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم جب دن کو سفر کرنا چاہتے تھے تو فجر و عصر  
کو جمع دیکھتے تھے اور جب رات کو سفر کرنا چاہتے تھے  
تو مغرب و عشاء کو جمع کر لیتے تھے۔ (ت)

۱۰/۲۶۹	مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت	۱۰۵۲۵ حدیث	۱۰۵۲۵
۱۱/۲۶۲	مکتبہ المعارف ریاضی	۵۵۵۵۵ حدیث	۵۵۵۵۵
ص ۱۲۶	میر محمد کتب خانہ کراچی	جمع بین الصلاتین	۱۲۶
ص ۱۳۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب الجمع بین الصلاتین فی السفر والطر	۱۳۱



اسی کو اختیار کرتے ہیں اور جمع کے معنی جمع صوری ہیں۔ طحاوی تو ایک ہر مشیہ راہی احادیث اور ان کے اشل کو محمل بے سود سمجھ کر خود بھی زبان پر نہ لائے اور انہیں عوام کے لیے فوج گول در پر وہ کہنے کہ جمع بین الصلاہین فی سفر صحیح اور ثابت ہے رسول اللہ سے روایت جماعت حکیمہ کے صحابہ کبار سے۔ پھر نہ نہ صحابہ کرام کے اسلئے طبع گنا کر خود ہی گنا لاکن مجموعہ روایات میں بعض ایسی ہیں کہ ان میں فقط جمع کرنا رسول اللہ کا دو نمازوں کو بیان کیا ہے کیفیت جمع کی بیان نہیں کی پس حنفی لوگ ان حدیثوں میں رد تاویل کرتے ہیں کہ مراد اس سے جمع صوری ہے اسی لیے وہ حدیثیں جن میں تاویل کو مخالفت کی دخل نہیں ذکر کرتے ہیں تو منصفین با فہم ان حدیثوں میں ایک کیفیت کو بھی انہیں احادیث میں نہ ایک کیفیت پر محمول نہیں ہو سکتا۔

**اقول** بالفرض اگر جمع صوری ثابت نہ ہوتی تا جم محمل تھی اور احتمال قاطع اسے اولیٰ نہ کہ جب آفتاب کی طرح روشنی دلیوں سے جمع صوری کا احادیث صحیح سے ثبوت ظاہر تو اب براہ تعلیمیں پندرہ صحابہ کی روایت سے اپنے مطلب کا ثبوت صحیح بتانا اور یا عوام کو دہشت دلانے کے لیے کہیں چودہ کہیں پندرہ سننا کیا مقتضائے ظلمت ہے اب تو طحاوی کی تحریر خود ان پر باز گشتی تیر ہوتی کہ جب احادیث صحیحہ صریحہ سے جمع صوری ثابت تو منصفین با فہم ان حدیثوں میں ایک کیفیت کو بھی انہیں احادیث میں نہ ایک کیفیت پر محمول نہیں ہو سکتا۔ اس لیے وہ صحابہ جن کی روایات اپنے ظلم میں صریح سمجھ کر لائے اور انہیں مفسر ناقابل تاویل کہنے کا حربہ نکالے وہ صرف جادو اور جادو کا تعظیم و توحید تاخیر میں ان روایات کا حال بھی مغرب ان اشارۃ القریب الجیب کھلا جاتا ہے اُس وقت ظاہر ہو گا کہ دعویٰ کر دینا آسان ہے مگر ثبوت دیتے ہیں یا تقدیر آتا ہے و شر الحجة السامیہ۔

## فصل دوم ابطال دلائل جمع تعظیم

واضح ہو کہ جمع تعظیم غایت دہر ضعیف و مستقر میں ہے حتیٰ کہ بہت علماء نے شافعیہ و مالکیہ تک معترف ہیں کہ اُس کے باپ میں کوئی حدیث صحیح نہ ہوئی مگر نقابہ اپنی ظلمت کے بھرد سے بیڑاٹھا کر چلے ہیں کہ اُسے احادیث صحیحہ صریحہ مفسر قاطع سے ثابت کر دکھائیں گے۔

پہ تو ہے وہ بہت سی حق شب و عہد

اگر چاہ درو کے بیاض یاد آئے

جمع تعظیم و تاخیر دونوں کی نسبت حضرت کے یہی دعویٰ ہیں، ابھی سن چکے کہ وہ حدیثیں جن میں تاویل کو مخالفت کی دخل نہیں

جہ ذکر احادیث فرمایا یہ ہیں دلائل ہمارے جو انہیں صحیح پرچہ میں کسی طرح غدر اور تاویل اور برج اور قدر کو دخل نہیں۔ آخر کتاب میں فرمایا، انصوص قاطعہ تلویل۔ اس سے اوپر کچھ، احادیث صحاح جو کتب میں الصلواتین پر قطعاً اور یقیناً دلالت کرتی ہیں۔ بہت چاہم بھی مشتاق ہیں مگر بے حاصل سے

بہت شرمینتے تھے پہلو میں دل کا

جو چراتر اک قلم و قلم نہ نکلا

حضرت بکمان عرقریزی دوحہ شیش کا کش کر کے لائے وہ بھی ثمرۃ نظر شریفین نہیں بلکہ مقلدین شافعیہ کی تقلید ہے۔ حدیث اول بعض ارب حدیث سینا معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جناب سے روایت ہے صحیحہ مودہ مشہورہ مودہ کبار کہ تروہ تھی جو ان احادیث مجملہ سے حدیث چہارم میں گزری جس میں سوا جمع کے کوئی کیفیت مخصوصہ مذکور نہ تھی جاہیراً نہ حفاظ نے اسے یوں ہی روایت کیا۔

اس حدیث کو ابو الزبیر سے، اس نے ابو الطفیل سے، اس نے معاذ رضی اللہ عنہ سے، حفاظ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے، جن میں سفیان ثوری، قرۃ ابن خالد، مالک بن انس اور دیگر محدثین شامل ہیں۔ سفیان ثوری کی روایت ابن ماجہ کے ہاں ہے۔ قرۃ ابن خالد سے خالد ابن عمارت نے جو روایت کی، وہ مسلم میں ہے، اور جو عبد الرحمن ابن مہدی نے لیا، وہ حمادی میں ہے۔ مالک سے جو روایت شافعی نے لی ہے وہ ان کے مسند میں ہے۔ جو ابن وہب نے لی ہے وہ حمادی کے ہاں ہے۔ جو ابو القاسم نے لی ہے وہ حمادی کے ہاں ہے۔ جو ابو القاسم نے لی ہے وہ حمادی کے ہاں ہے اور داری سے مسلم نے اپنی تصحیح میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

مراد عن ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ جماعۃ من الحفاظ، منهم سفیان الثوری وقرۃ بن خالد، ومالك بن انس و آخرون، اما سفیان فعند ابن ماجہ، وقرۃ فعند خالد بن الحارث صحید مسلم، و عبد الرحمن بن مہدی عند الطحاوی، واما مالک فعند الشافعی فی مسنده، و ابن وہب عند الطحاوی، و ابو القاسم عند الشافعی، و ابو علی الحنفی عند الدارمی، و عند الدارمی مسلم فی صحیحہ۔

لی ہے وہ حمادی کے پاس ہے۔ جو ابو القاسم نے لی ہے وہ داری کے ہاں ہے اور داری سے مسلم نے اپنی تصحیح میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

یہی اہل علم کے نزدیک معروف ہے مگر ایک حدیث غریبہ شاذہ بطریق لیث بن سعد بن یزید بن ابی حبیہ عن ابی الطفیل یوں آئی، ان العی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما فی غرۃ بولک، اذا امرت بعد قبل ان تزیر الشمس اخر الطھر حتی یجمعھا الی العصر فیصلیہما جمیعاً، و اذا امرت بعد بعد شریہ الشمس صلی الظھر والعصر جمیعاً ثم صاس، وکان اذا امرت بعد المغرب تک معید الحق ص ۸۴ م ۲۸۸ ایضاً ص ۲۱۸ ف ایضاً ص ۲۰۳



منکر کما کہ فی البدء المتعبر عنه فی النہی (جیسا کہ جہیز میں آدھ اس کی لاد اولیٰ نقل کیا ہے) بلکہ نہیں ان فتویٰ  
 امام بخاری نے اشارہ فرمایا کہ یہ حدیث نہ لیث سے روایت کی نہ قتیبہ نے لیث سے سنی بلکہ خالد بن قاسم مدائنی متروک  
 بالا حارہ مطعون ہا لکذب نے قتیبہ کو دھوکا دے کر اُن سے روایت کرادی اُس کی عادت تھی کہ براہِ مکہ و جیلہ شیعہ پر  
 اُن کی ناشنیہ روایتیں داخل کر دیتا جو ہر حاکم نے علوم الحدیث میں اُس کے موضوع ہونے کی تصریح کی یہ سب باتیں  
 محل سے حنفیہ مثل امام ذہبی شارح کفر و امام بدر عینی شارح صحیح بخاری و علامہ ابوبکر طبری شارح قیہ کے سوا شافعیہ و  
 مالکیہ و ظاہریہ قاضی جمیع بین الصلاہیں مثل امام قسطلانی شافعی شارح بخاری و علامہ زرقانی مالکی شارح موطا  
 دوم و سبب و شوکانی ظاہری شارح حنفی و غیر جم نے امام ابن یونس و امام ابو داؤد و ابو عبد اللہ حاکم و ابوالحسن  
 بخاری سے نقل کیے بلکہ انھیں نے اور ان کے غیر مثل صاحب بدیع و غیرہ نے امام ابو داؤد سے حکم مطلق نقل کیا  
 کہ جو مضمون اس روایت کا ہے اس باب میں اصلاً کوئی حدیث قابل استناد نہیں کہا سبب فی باب شہدہ اللہ  
 تعالیٰ (جیسا کہ ان شارح اللہ تعالیٰ آگے آئیگا۔ ت) تو باوصف تصریحات ائمہ شان خصوصاً بخاری کے پھر  
 ظاہری کا اس روایت کی تصحیح میں حرقِ ریزی ہے حاصل اور توثیق لیث و قتیبہ و غیرہ اداۃ و قبول نقد و ثقت کے  
 اثبات میں تطویل لا طائل کرنا کیسی حماقت فاحشہ ہے کہ نے کہا تھا کہ قتیبہ یا لیث یا یزید بن ابی صیب یا معاذ اللہ  
 حضرت ابوالفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضعیف ہیں، ظاہری بایں پیار سالی و دوسرے محدثی ابھی حدیث معقول ہی کو  
 نہیں جانتے کہ اُس کے لیے کچھ ضعف راوی ضرور نہیں بلکہ باوصف و ثاقت و مدانت رواۃ حدیث میں علتِ قادمہ  
 ہوتی ہے کہ اُس کا رد واجب کرتی ہے جسے بخاری و ابو داؤد و غیرہا سے ناقدین پہانتے ہیں بخاری و ابوسعید و  
 حاکم نے بھی تو قتیبہ پر جرح کی تھی بلکہ یہ کہنا تھا کہ انھیں دھوکا دیا گیا غلطی میں پڑ گئے پھر اس سے عدالتِ قتیبہ کو کیا  
 نقصان پہنچا ثاقتِ قتیبہ سے حدیث کو کیا نفع ملا ۱۰ ہاں یہ دفتر توثیق اپنے پیشوا ابن حزم غیر مقتدلانہ سبب کو سنا ہے  
 جس حدیث اللسان نے آپ کی اس روایت کے رد میں سیدنا ابوالفضل صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عیاناً ثابت  
 مقدمہ و مجروح بتایا جسے دوسرے غیر مقتد شوکانی نے نقل کیا، غیر مقتدوں کی عادت ہے کہ جب حدیث کے  
 رد پر آتے ہیں خوب خدو شرم و نیا سبب بلا سہ طاق رکھ جاتے ہیں۔ اسی ابن حزم نے باجے حلال کر سنے کے لیے  
 صحیح بخاری شریف کی صحیح، متصل حدیث کو برعم تعلیق رکھا جس کا بیان امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شریع  
 صحیح مسلم شریف میں فرمایا وہی ڈھنگ موصول کو معلق مسند کو مرسل بنا کر احادیث صحیحہ حیدہ کو رد کرنے کے لیے  
 آپ نے کیے ہیں،

کما تقدّم، ومن يشبه اباؤه فما ظلم  
 شتم اقول، وتحسين الترمذی يرجع  
 فی حدیث معاذ، لقوله، حدیث معاذ  
 حدیث حسن غریب۔ واذا اتى عن هذه  
 الرواية لم يحسنه، انما قال، و حدیث  
 الثیث عن یزید غریب۔ و افادانه خلاف  
 المعروف، فقال، والمعروف عند اهل  
 التصحیح حدیث معاذ، الخ و اما ابن حبان فلا  
 نصله فضلا علی ابی سعید بن یوسف،  
 فانه ایضا ثقة، ثبت، حافظ، امام  
 من ائمة الثن، كلاهما من الاقران، من  
 تلامذة الامام الثقی بن حید الرحمن۔ و  
 ابن یوسف، لنزاهته من نفس فلتس،  
 احب الی الناس من ابن حبان۔ و قد  
 قال الامام ابو عمرو بن الصلاح فی طبقات  
 الثقیة، مر بها غلط لفظ النما حش  
 فی تصریفه، كما نقله الذهبی فی تذکرة  
 الحفاظ۔ فانی یدانی اباداود، فضلا ان  
 یوانزیه، فضلا ان یساریه۔ فضلا عن  
 ذالک الجیل الجلیل محمد بن اسمعیل۔  
 وقد عرف بالتساهل فی باب التصحیح،  
 مل والتحصین، هو والترمذی، كما نص

جیسا کہ گذرا اور جو شخص اپنے آباؤ سے مشابہت رکھے  
 اس کا کوئی قصور نہیں۔ بشر اقول پھر میں کہتا ہوں،  
 کہ ترمذی کا حسن قرار دینا حدیث معاذ سے متعلق ہے  
 کیونکہ ترمذی نے کہہ ہے کہ معاذ کی حدیث حسن غریب ہے  
 اور جب اس روایت کا ذکر کیلئے حسن میں کہا صرف یہ  
 کہ حدیث کی یزید سے مروی حدیث غریب ہے ترمذی  
 نے یہ افادہ بھی کیا کہ یہ معروف حدیث کے خلاف ہے۔  
 چنانچہ ترمذی نے کہہ ہے کہ اہل علم کے نزدیک معروف  
 معاذ کی وہ حدیث ہے الخ راہن حبان تو اسکی سعید بن یوسف  
 پر کوئی برکتی ہلکے علم میں نہیں ہے کیونکہ سعید بھی ثقہ ہے  
 ثبت ہے وہی نظم ہے اور حدیث کے اماموں میں سے ایک  
 امام ہے یوں ہم زمین میں امام ابو عبد الرحمن نسائی  
 کے شاگردوں میں سے ہیں تاہم ابن یونس فلسفی روح سے پاک  
 ہرے کی وہ سے و گوں کے ہاں ابن حبان سے زیادہ  
 پسندیدہ ہے۔ امام ابو عمر ابن صراح نے طبقات شافعیہ  
 میں کہا ہے کہ ابن حبان کو قصرات حدیث کے دوران  
 بسا اوقات شدید غلطیوں کا قیام تھا، جیسا کہ وہی نے  
 تذکرة الحفاظ میں بیان کیا ہے۔ تو پھر ابن حبان اباداود  
 کے قریب بھی کہاں پہنچ سکتا ہے، چر جائیکہ اس کا  
 ہمسرہ، چر جائیکہ اس کے مقابل ہو۔ اور مسلم کے  
 خلیفہ پیر محمد بن اسمعیل دبخاری، کا مقام تو پھر بہت  
 ہی اونچا ہے، جبکہ ابن حبان احادیث کو صحیح قرار دینے  
 میں تساہل ہے۔ بلکہ حسن قرار دینے میں بھی یہ ترمذی

عبيد الاثمة وحققته في رسالتنا مدارج  
صنعت الحديث على ان اخرج مقدمه  
مثل النقام ، فان من اثبت فاني نظر اليه  
ثقة الرواة ، ولم يطله على ما اطمع عليه  
نيره من العدة ، ومن يعلم قاض على  
من لا يعلم - والله اعلم ، من كل اعلم -

۳  
مقابل ہیں۔ جیسا کہ اللہ نے تصریح کی ہے اور ہم نے  
اپنے رسالے "مدارج طبقات الحديث" میں تحقیق  
کی ہے۔ علامہ ازیں ایسے مقام پر جرح ، تعدیل سے  
مقدم ہوتی ہے کیونکہ جو علماء احادیث کو ثابت قرار  
دیتے ہیں وہ صرف راویوں کا لائق ہونا نہ نظر رکھتے ہیں  
اور اس خامی سے آگاہ نہیں ہوتے ہیں جس سے دوسرے  
واقف ہوتے ہیں اور آگاہی رکھنے والے ، آگاہی نہ رکھنے والوں کی غیبت قیصلہ کن ہوتے ہیں ۔ واللہ اعلم  
من کل اعلم ۔ (ت)

**ثُمَّ اقول** اس روایت میں اسی طرح مقال واقع ہوئی اور ہنوز کلام عطا طویل ہے مگر فقیر غفر اللہ  
لہ تعالیٰ کہتا ہے نظر تحقیق کو رغبت تدقیق دیجئے تو اس روایت کا کون سا حرف جمع حقیقی میں نص ہے اُس کا  
حاصل تو صرف اس قدر کہ حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر تبرک میں ظہر و عصر کو جمع فرماتے اگر دوپہر سے پہلے  
کوچ ہوتا تو راہ میں اتر کر روزہ منزل ہی پہل صورت میں جمع حدیث سرتی سے اور دوسری میں سیر بعد جمع پھر اس  
میں جمع صوری کا خلاف کیا ہوا حدیث کا کون سا بعد تیسری کی تیسری رد ہے اور اس تحصیل بعد نہ یہ الشمس  
میں غراہی تو ایسی بعیدیت متصلہ پر کیا دلیل ہے بلکہ اس کے عدم پر دلیل قائم کہ جزا اصولی شمس سار ہے بلکہ  
الفاظ اخوان الظہر و عصر سے جمع صوری ظاہر ہے ظہر و عصر کے پڑھی عصر جملہ پڑھی اس سے یہی معنی مفہوم  
تبادر ہوتے ہیں کہ ظہر اپنے آخر وقت میں عصر اپنے شروع وقت میں دریا کہ ظہر عصر میں پڑھی جائے یا عصر ظہر میں لہذا  
علمائے کرام مثل امام اجل طوسی و ابوالفتح ابن سیدہ اناس وغیرہا بلکہ ان کے علاوہ آپ کے امام شوکانی نے  
بھی ان الفاظ تاجیر و جمیل کو جمع صوری کی صریح دلیل مانا ، شرح حقیقی میں کہا ،

مایدل علی تعیین حمل حدیث الباب علی  
الجمع لعمودی ، ما اخرجہ النسائی عن  
ابن عباس ، بلفظ ، صلیت مع النبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الظہر والعصر  
جیمعا ، والمغرب والعشاء جیمعا ، اخبر  
الظہر وجمیل العصر ، و اخبر المغرب  
و جمیل العشاء ۔ فہذا البت عباس ،

جن وجوہات کی بنا پر اس باب کی حدیث کو جمع صوری پر حمل  
کرنا متعین ہو جاتا ہے ان میں سے ایک وجہ وہ روایت  
ہے جس کی نسائی نے ابن عباس سے ان الفاظ  
میں تحریر کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ساتھ ظہر و عصر کو اکٹھا پڑھا اور مغرب و عشاء کو بھی اکٹھا  
پڑھا۔ آپ نے ظہر میں تاخیر اور عصر میں تعیل فرمائی ، اسی  
طرح مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعیل فرمائی تو یہی عباس

جو حدیث کے راوی ہیں خود ہی واضح کر رہے ہیں کہ انہوں نے جمع کی جو روایت بیان کی ہے اس سے مراد جمع صمدی ہے۔ (ت)

مرادی حدیث الباب، قد صرح بان ما رواه من الجمع المذكور هو الجمع الصمدی۔

اُسی میں ہے،

جس صمدی پر عمل کرنے کی نویدت میں سے وہ روایت بھی ہے جو ابی جریر نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارے پاس، سر شریف لائے تو ظہر کو مؤخر کرتے تھے اور عصر کو علدی، اس طرح دونوں کو بچا پڑھ جیتے تھے۔ اسی کو جمیع صمدی کہتے ہیں۔ (ت)

ومن النویدات الذی حمل علی الجمع الصمدی ایضا، ما أخرجه ابن جریر عن ابن عمر، قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكان يؤخر الظهر ويعجل العصر فيجمع بينهما، ويؤخر المغرب ويعجل العشاء فيجمع بينهما - وهذا هو الجمع الصمدی۔

معہ ظہر و مغرب کا جب وقت کمو دینا تھا تو عصر و عشاء میں جلدی کا ہے کی، اطمینان سے منزل پر پہنچ کر دونوں پڑھ لیتے، اس لیے صمدی کہتے ہیں۔ ممکن روایت کسی دن ملاحظہ بالجلد مشک نہیں کہ یہ روایت بھی انہیں احادیث محلۃ الکلیفۃ سے ہے جسے ملا جلی نے خواہی تو، ابی جع حقیقی میں نص مفسرنا قابل قبول مان لیا الحمد للہ اس تحریر کے بعد مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے مطالعہ نے ظاہر کیا کہ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الہی نے حدیث کی یہی تفسیر کی جو فقیر نے نقل کی، فرماتے ہیں،

(ظہر و عصر کو جمع کیا یعنی قیام گاہ میں، طہرہ کو آخر وقت تک مؤخر کیا اور عصر کو تعیل کر کے اول وقت میں پڑھا۔ (ت)

(جمع بین الظہر والعصر) ای فی المسئلۃ: بان احرا الظہر الی آخر وقتہ وعجل العصر فی اول وقتہ۔

بمحر فرمایا:

(مغرب و عشاء کو جمع کیا) یعنی جائے قیام میں، جیسا کہ پہلے لکھا۔ (ت)

(جمع بین المغرب والعشاء) ای فی المسئلۃ: کما سبق۔

حدیث دوم اذ تم نے کیا جانا کیا حدیث دوم وہ حدیث جسے جمع صلاتیں سے احمد علاؤہ نہیں جس میں اثبات میں کام ہیں، نشان ہیں، بُر نہیں، گمان نہیں۔ خود قائلین جمع نے بھی اُسے مناظرہ میں پیش نہ کیا۔ ہاں بعض علمائے سنی نے شرح حدیث میں استطراد جس طرح شرع بعض فوائد زوائد حدیث سے استنباط کر چکے ہیں لکھ دیا کہ اس میں جمع سفر پر دلیل ہے تا جی چار طرف ٹول میں تھے ہی تعلیقہ جامد شافعیہ کی، ٹٹی پڑے انہیں بد کیے نیچے فیہ دلیل پر اتم پڑا، کلم کل ساقطہ لا قسطہ (برجری، بُرئی چیر کو کوئی ٹٹا ملا ہو گئے تھے) جھٹ خوش وٹ ٹٹا سے اور معرکہ مناظرہ میں جمادی وہ کیا یعنی حدیث صحیحین

عن ابی جحیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خرج عییننا السببی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالہاجرۃ الی ابطحاء، فتوحاً فصیل لنا الظہر والعصر۔ ولفظ البخاری، خرج عییننا من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالہاجرۃ، فصیل بالبطحاء الظہر من کھتین والعصر من کھتین

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت مقام بطل میں ہمارے پاس باہر تشریف لائے تو وہ صوکیا وہ ہمیں ظہر و عصر کی نماز پڑھائی۔ اور بخاری کے الفاظ یوں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور مقام بطل میں ملے کی دو اہتیں در عصر کی بھی دو رکعتیں فرمائی

پتہ تو ہے بخاری کی داد نہ فریاد، اب کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت اسے جمع حقیقی کی دلیل نہ صرف دلیل ملکہ صاف صریح نامہ کے تاویل بتانا کہ کھل آئندوں کا کام ہے سبھان اللہ حدیث کا مفاد صرف۔ نہ تصور نہ حاصل نہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوپہر کو یا ظہر کے ادا دل دس یا عصر سے یہ وغیرہ اقداس سے برآمد ہو کر صوکیا اور ظہر و عصر دونوں اُسی موضع میں رہیں اور افرامیں اس میں تو مطلق میں بھی۔ کھل نہ کہ جمع حقیقی میں نص ہو، تاہی تو آپ جانتے ایسا ہر شے، رہیں خود کچھ نہ حدیث مطلب سے محض بے علاوہ ہے لہذا یہ نامہ دل زخم بھرنے کو بشرم عوام کچھ عربی محلی اور یوں اپنی خود دانی کے پردے کھولے کہ باجہرہ خروج و حضور صلاۃ سب کی طرف سے اور فی ترتیب بے حدت کے لیے و مقتضائے قاصد یہ ٹوٹے کہ یہ سب کام باجہرہ ہی میں سوئے ظاہر یہی ہے تو اس سے عدد دل بے مانع قطعاً نہ رہا، علاوہ یہی عصر ظہر پر معطوف اور صلی تو خدا سے بے صلت مربوط تو معطوف معہوں کو جدا کر لیا کیونکہ ہاں، صلح صمد یا صمد جماعا۔ اس پر بہت وجہ سے رد ہیں، مثلاً،



اول نماز کا ترتیب ذکر کی کافی، مسلم الثبوت میں ہے،

لَعَالَهُمُ التَّيْبَعُ عَلَى سَبِيلِ التَّعْقِيبِ وَلَوْ فِي الذِّكْرِ حَادِ تَرْتِيبِ كَيْ يَلْزَمَ التَّعْقِيبُ هُوَ تَرْتِيبُ  
ذکر میں ہو۔ (ت)

ثانی عدم ہمت ہر جگہ اُس کے خلاف ہوتا ہے کما فی خواتم الوجہات (جیسا کہ رائج لغتوں  
میں ہے۔۔۔) تزوج ولہ لم میں کون کیے گا نہ نکاح کرتے ہی اُسی آن میں بچہ پیدا ہوا تو جیسے وہاں تقریباً  
ایک سال کا حاصلہ منافی منقصائے قاسمیں، طہر و عصر میں دو ساعت کا حاصلہ کیوں منافی ہوگا۔

ثالث ہاجرہ طرف خروج ہے مگر کہ خروج آخر ہاجرہ میں ہو کہ وہ نماز طہر تک تمام ہوئے اور عمار عصر  
بلا ہمت اُس کے بعد ہو، ہاجرہ فجر و دہری کو ہمیں کہتے زوال سے طہر تک سارے وقت نظر کو بھی شامل ہے  
کما فی الفقہ موس۔ تو محالعت طہر کا اوسا بھی محض ماطل۔

رابع حدیث مروی، یعنی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی کہ ایسی حدیث کے و و و و و  
وغیر ہائے استدلال صحیح ہیں کما فی الحجۃ البالغۃ۔ یہ شخص و سید ہاجرہ ہے وقد ترک مشاف  
فی العدد (وہم ہے، تے ہی روایات ترک کرے۔ میں ت) وانا اقول و بحول اللہ اصول۔

خامس ہاجرہ کو ظن لعل لکھا کہ محض ایک ہے، یہاں تک کہ تعقیب چاہی ہے انھوں نے مانا  
نہیں چاہتی مگر تعدد واجب کرتی ہے کہ تعقیب بے تعدد منقول نہیں۔

سادس طہریت طہر سے ثابت یا غایت سے اول ہاجرہ ماطل کما طلت بر تقدیر ثانی حدیث فا  
لو محض ہے کہ عصر فی الباعر اُسی قدر سے ثابت، پھر باوصف لغویت اُسی کی طرف اسناد کہ بعقضاء کے و  
یہ معنی ہے اور عجیب تر

سابع درصفت حجت الوداع میں حدیث طویل سید ماجار میں عند اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیح مسلم  
وغیر میں علامہ ہو، فرماتے ہیں

فلما كان يوم النحر توجهوا الى منى فاعلوا بالحج ودكبت رسول الله صلى الله  
تعالى عليه وسلم ففعلوا به الطهر والعصر  
والعرب والعشاء والعجيرة  
بجانب انھوں دی، الحج کی ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ  
تعالیٰ عنہم حج کا احرام باندھ کر منی پہنچے اور حضور  
بروز علی اللہ تعالیٰ بوسہ و علم سوار ہوئے اوسے جس طہر و  
عصر و عرب و عشاء و فجر یا انھوں نے یہاں پر نہیں۔ (م)

مسلم مسند مستلذات الترتیب مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص ۶۱  
مذہب الترتیب شرح مسند الترتیب مع مستقصى بحث الفقہ تعقیب مطبوعہ مشورۃ الشریعہ دہلی ۱/۲۳۳  
مسند الصحیح مسلم باب حجتہ الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ قادیانی کتب خانہ راجی ۱/۳۹۶

ملاحظہ رہی فاسے وہی ترتیب وہی عطف وہی ترکیب۔ اب یہاں کہ دینا کو سوار ہوتے ہی معائبہ مہلت  
پانچوں نمازیں ایک وقت میں پڑھیں جو معنی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ہیں وہی وہاں اور یہ قطعاً  
محاورہ و مرثعہ سائنہ ہے کہ اصل مفید و محل صلوات نہیں ہوتا وہ اصل فعلیہ البیان (پرتشخص دعویٰ  
کرتا ہے اس کے ذمے دلیل ہے۔ ت۔

ثامن کلام متناقض ہے کہ اول کلام میں حکم و صل سے صحر کا فعل خلاف ظاہر مانا یہ دلیل صحت ہے آخر  
میں کیونکر جائز کیا یہ دلیل فساد۔

تاسع تاویل کے لیے قطعیت مانع ضروری حاشا عجیب چل ہے کہ اگر کسی حدیث کے ظاہر سے ایک معنی بہادر  
ہوں اور دوسری حدیث میں اس کے خلاف میں صریح تو حدیث اول کو اس کے خلاف ہی پر حمل واجب ہے کہ  
بے مانع قائل ظاہر سے مدول کیونکر ہو فعل کر لانا سہل ہے عمل و مقام و مقصد کلام کا سمجھنا نصیب اعدا۔

عاشم آپ جو اپنی نصرت خیالات کو حدیث صحیحہ میں جا بجا تاویلات کیلئے بارہ کرتے ہیں ان کے جواز کا  
قوی کہاں سے پایا، اجتہادات میں قاطع کہاں، مثلاً وقت ظہر ایک مثل مانے کو جو حدیث صحیحہ صریح بخاری حتمی و  
افضل الرسول کے معنی بگاڑتے ہیں کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ عقوبت آتا ہے اس کا اندر کیا معقول ارشاد  
ہوتا ہے، عشاء تاویلات کا یہی ہے کہ حدیث صحیحہ میں یہ مذکور ہے کہ جب کہ یہ ایک مثل کے وقت ظہر کا نہیں  
رہتا ثابت ہیں پس صحابین لا وہ یہ تاویلیں حقہ کی گئیں۔ اب خدا جانے بے قطعیت مانع یہ تاویلیں حقہ کیونکر ہوئیں  
مناہضت ہی ہر کے حادث سلسلہ گیری نہ ہو گئیں۔

حادی عشر طرد راکت صدر کلام میں یہ بیڑا اٹھا کر چلے کہ وہ حدیثیں جن میں تاویل مخالفت کو دخل نہیں  
دے سکتے ہیں، اور یہاں ایسے گزے کہ صرف ظاہر سے نہ لائے تاویل خود ہی مان گئے۔

ثانی عشر آپ کی نصریات کی گنتی کہاں تک اصل مقصود کی وجوہات سمجھیں میں حدیث مذکور کے یہ  
نقطہ نو دیکھیے جن میں فاسے یہ فی سالی مگر یہی حدیث انہیں صحیحین میں متعدد طرق سے بلفظ رقم آئی جو آپ کی  
تعلیق بے مہلت کو تعاقب سے دہلنے کی مہلت نہیں دیتی۔ صحیح بخاری شریف باب صفۃ منی صلی اللہ علیہ وسلم

طریق شعبة، و دحم سے، دی سے۔ میں نے ترجمہ

ابا حنیفہ، قال، خروج رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالہف جبرۃ

الی المطح، فتوصلاً، ثم صلی الطہر

منہ معیار الحق مسئلہ چہارم بحث آخر وقت ظہر ۱۲ مکلفہ مذکور یہ لاہور ص ۲۵۲



لحاجی! اب مزاج کا حال بتائیے مگر

جمعت شنباء وغایت عنک اشیاء

(تو نے ایک چیز یاد رکھی اور بہت سی چیزیں مجھ سے ادھل رہ گئیں۔)

المحدث اس فصل کے بھی اصل کلام نے وصل ختم پر وجہ حسن پایا۔ اب حسب فصل اول چند افاضات لیجئے۔

**افاضہ اولیٰ** ہمارے اجلہ المحدث سمیعہ مکیہ شافعیہ اور تاجی کے امام طاہر یہ سب باہر اتفاق اپنی کتب

میں نقل کر رہے ہیں کہ امام اجل ابو داؤد صاحب سنن نے فرمایا۔

لیس فی تقدیم الوقت حدیث قائمہ۔ جمع تقدیم میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ (د ت)

امام زبلی فرماتے ہیں۔

قال ابو داؤد، ولیس فی تقدیم الوقت حدیث قائمہ۔ ابو داؤد نے فرمایا، تقدیم وقت میں کوئی حدیث

ثابت نہیں ہے۔ (د ت)

امام بدر محمد عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

قلت، حکى عن ابی داؤد انه انکر هذا الحدیث، میں نے کہا، ابو داؤد سے منقول ہے کہ انہوں نے

و حکى عنه ایضاً، انه قال، لیس فی تقدیم الوقت حدیث قائمہ۔ اس حدیث کو منکر ہے۔ ان سے یہ بھی منقول ہے

الحدیث حدیث قائمہ۔ کہ تقدیم وقت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ (د ت)

اسی طرح علامہ سید میرک شاہ حنفی نے نقل فرمایا مولانا علی قاری کی مرقاة شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

حکى عن ابی داؤد انه قال، لیس فی تقدیم الوقت حدیث قائمہ۔ نقلہ میرک۔ فہذا

شہادۃ بضعف الحدیث وعدم قیام الحجۃ للشاہعینی۔ یہ حدیث کے ضعیف ہونے اور شافعیوں کی دلیل

قائم نہ ہونے پر شہادت ہے۔ (د ت)

امام احمد حنبلہ قسطلانی ارشاد ساری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں، وقد قال ابو داؤد

۲۹۲/۱

شرح الرزقانی علی الموطا المجید بین الصلاۃین مطبوعہ مطبعۃ الاستقامۃ قاہرہ مصر

۸۹/۱

تعیین الحقائق اوقات الصلوۃ مطبوعہ المطبعۃ النجریۃ الامیریہ بلاق مصر

۱۵۱/۲

عمدۃ القاری شرح بخاری باب الجمع فی السفر مطبوعہ ادارۃ الطباعتہ المیریہ دہلی

۲۲۵/۳

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب صلوة السفر مطبوعہ مکتبہ ام الدین بکراچہ



کریب عن ابن عباس عن رسول الله صلى الله تعالى  
 عنهم قال، الا اخبركم عن صلاة رسول الله  
 صلى الله تعالى عليه وسلم في السفر؟ قلنا :  
 بلى۔ قال، كان اذا تراخت الشمس في منزله  
 جمع بين الظهر والعصر، قبل ان يركب، وانما  
 لم يترج له في منزله سائر، حتى اذا كانت العصر  
 من جمع بين الظهر والعصر۔ واثبت راسيه  
 ابو داود تعليقا، فقال، مرداه هشام بن  
 عروة عن حسين بن عبد الله عن كريب عن  
 ابن عباس عن النبي صلى الله تعالى عليه  
 وسلم، ولو يدرك لفظه۔

کریب، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں  
 کہ ابن عباس نے ہم سے پوچھا، کیا میں تمہیں سفر کے  
 دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے  
 بارے میں نہ بتاؤں، ہم نے کہا، کہی نہیں ضرور  
 بتائیں، انہوں نے کہا کہ ارچائے قیام پر رول ہو جاتا تھا  
 تو سوار ہونے سے پہلے عصر اور عصر کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے  
 اور اگر جاسے قیام پر رول میں ہوتا تھا تو چل پڑتے تھے  
 اور جب عصر ہوتی تھی تو آخر ظہر و عصر کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے۔  
 اس روایت کی طرف ابو داؤد نے تعلیقاً اشارہ کیا ہے  
 اور کہا ہے کہ اس کو بشام ابن مردہ سے حسین ابن عبدہ  
 سے، اس نے کریب سے، اس نے ابن عباس سے،  
 انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر ابو داؤد نے اس کے  
 الفاظ ذکر نہیں کئے ہیں۔ (ت)

خود قائل ہیں اس کا ضعف تسلیم کر گئے شاید اسی لیے کہ سرچ سمجھ کر لاجی بھی اس کا ذکر زبان پر نہ نہ سہ ہذا  
 اس میں زیادہ کلام کی ہمیں حاجت نہیں تاہم تاہم معلوم رہے کہ اس کے داوی حقیقہ کورائے شان کے نزدیک ضعیف  
 ہیں۔ نیچے نے فرمایا، ضعیف۔ ابراہام رازی نے فرمایا، ضعیف، یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ (ضعیف  
 ہے، اس کی حدیث لکھی جائے مگر اس سے استدلال نہ کیا جائے، ت، التوزید وغیرہ نے کہا، ایس بقوی  
 (قوی نہیں ہے، ت، جو زبانی نے کہا، لا یشغل بہ (اس کے ساتھ مشغول نہیں ہونا چاہئے، ت،  
 بن حبان نے کہا، یقلب الا سائید ویرفہ المر اسید (اسنادوں کو ہیٹ دیتا تھا اور مر اسید کو مرفوع

۳۲۸/۱	مطبعة دار الفکر بیروت	سہ سنہ امام احمد بن حنبل از سنہ عبد اللہ بن عباس
۱۶۱/۱	مطبعة مطبعہ مجتہبی لاہور	سہ سنہ ابی داؤد باب الجمع من الصلاتین
۵۴۸/۶	مطبعة المکتب الاسلامی بیروت	مصنف، ابی یحییٰ محمد بن ہمام جمع بین الصلاتین
۲۰۲/۶	دار المکتب العربیہ بیروت	سہ ارشاد الساری باب یرحہ الخزل حصہ ۱
۵۳۶/۱	دار مرقہ بیروت	سہ میزان الاعتدال ترجمہ حسن بن عبد اللہ ۲۰۱۲
۲۴۴/۲	مطبعة ابیانی مصر	سہ یل الادوار شرح مختصر ابرار جمع بین الصلاتین

بنادرت تھی۔ محمد بن سعد نے کہا، کان کثیر الحدیث، ولہم ارحم یحتاجون بحديثہ (حدیثیں بہت  
میں کرتا تھا، علی، اس کی احادیث سے استدلال نہیں کرتے تھے۔ ت، یہاں تک کہ نسائی نے فرمایا: متروک  
احادیث۔ امام بخاری نے فرمایا علی بن مرینی نے کہا، توکت حدیثہ (میں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے) لاجرم  
ملاحظہ فرمایا، نصیحت۔ اس حدیث کی تصنیف شرح بخاری قسطلانی، شافعی و شرح مؤلف ریفستانی  
ماکی و شرح متقی شوکانی طبری میں دیکھیے، ارشاد میں فتح الباری سے ہے۔

نکن لہ شاهد من طریق جہاد عن ایوب عن  
ابی قلابہ عن ابی جہاد، لا اعلمہ الا  
مرفوعا، انه کان اذا انزل منزلا فی السفر  
یا بلجہ اقام فیہ، حتی یجمع بین الطہور  
العصر، ثم یرتحل، فاذا لم یرتہیا لہ  
المصل، مد فی السیر فاسحق ینزل، فیمجم  
بین الطہور والعصر، فخرجہ البیہقی، و  
رجالہ ثقات، الا انہ مشکوک فی دفعہ،  
والصحیح انہ موقوف، وقد اخرجہ من  
وجہ آخر، مجزوماً بوقفہ علی ابی  
ہاشم، ولفظہ، اذا کنتم مائتین، قد ذکر  
نحوہ۔

لیکن اس کا ایک شاہد ہے جو بطریقہ عماد مروی ہے۔  
عماد ایوب سے، وہ برقیہ سے، وہ ابن عباس  
سے روایت کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ میرے خیال  
میں یہ روایت مرفوعہ ہی ہے کہ جب سفر کے دوران  
کسی منزل پر اترتے تھے اور وہ جگہ پسند آجاتی تھی تو  
وہاں ٹھہرتے تھے یہاں تک طہر و عصر کو یکے پر ملتے تھے  
پھر سفر شروع کرتے تھے اور اگر کوئی ایسی سرزمین  
میں مروتی تھی تو چلتے رہتے تھے یہاں تک کہ کسی مکہ  
اگر طہر و عصر کو جمع کر لیتے تھے۔ اس کو بہتر ہے نہایت  
کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن اس کا مرفوع  
ہونا مشکوک ہے۔ موقوفات یہ ہے کہ یہ روایت  
موقوف ہے۔ بہیقی نے ایک اور سند سے بھی اس کو  
روایت کیا ہے جس کے معانی اس کا، ان میں اس پر موقوف ہوا یقیناً ہے، اس کے الفاظ

اس طرح ہیں جب تم چلنے والے ہو (تو یوں کیا کرو کہ (۱) اس کے بعد درج بالا طریقہ مذکور ہے۔ (۲) ت  
شرح مؤلف میں اسے ذکر کر کے فرمایا، وقد قال ابو حازم دلیس فی تعقیم لوقت حدیث قاضی  
(ابوداؤد نے فرمایا، تعقیم وقت پر کوئی حدیث ثابت نہیں۔ ت)

اقول وہ صحیف اور اس کا یہ شاہد موقوف اگر بالفرض صحیح و مرفوع بھی ہوتے تو کیا کام دیتے کہ ان کا

۱۔ فیل الادوار شرح متقی الاخبار ابواب الحج میں الصلاۃین مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۳/۲۲۲  
۲۔ ارشاد الساری شرح بخاری باب یخرج الغمر الى العصر والرحل مطبوعہ دارالکتب المعرفیہ ۲/۳۰۳  
۳۔ شرح ارتقائی علی اصول امام مالک الجمع میں المصلوۃین و لخصہ و السفر مطبوعہ مکتبۃ نہایت الکبریٰ مصر ۱/۲۹۲

حاصل قریہ کہ جو منبر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند آتی اور دوپہر میں جو جاتا تو ظہر و عصر دونوں سے فارغ ہو کر سوار ہوتے اس میں عصر کا پیش از وقت پڑھ لینا کہاں نکلا بعینہ اسی بیان سے شاہد کا سار حقیقی یذلل فی جمیع صحیح حقیقی پر اصلہ شاہد نہیں اور کانت العصر کا جواب بوقت تعالیٰ بیانات آئندہ سے لیجئے وہاں التوفیق اگر کیجئے روایت شافعی یوں ہے :

انہی بنی ابی یحییٰ عن حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس بن کریب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ، فذکر الحدیث وہیہ جمیع بین الظہر والعصر فی الزوال کہ خبر دی مجھے ابن ابی یحییٰ نے حسین بن عبد اللہ سے کہ کریب نے ابن عباس سے روایت لی ہے اس کے بعد مذکور بالا روایت یہ کہ ہے اور اس میں ہے کہ زوال کے وقت ظہر و عصر کو جمع کرتے تھے ۔ (۱) ت

**اقول** اس کی سند میں ابن ابی یحییٰ رضی اللہ عنہ نے بھی متروک واقع ہے امام اہل نجی بن سعید بن قطان و امام اہل یحییٰ بن معین و امام اہل علی بن مدینی و امام یزید بن ہارون و امام ابو داؤد و غیر ہم اکابر نے فرمایا : کذاب تھا ۔ امام احمد نے فرمایا : ساری بلائیں اُس میں تھیں ۔ امام مالک نے فرمایا : وہ حدیث میں ثقہ ہے نزدیک میں ۔ امام بخاری نے فرمایا : ائمہ محدثین کے نزدیک مرکوک ہے ۔ میزان الاعتدال میں ہے :

ابو یحییٰ بن ابی یحییٰ ، احد الثقات ، انصحہ قال یحییٰ بن سعید : سألت عما مکا عنہ ، اکان ثقۃ فی الحدیث ، قال : لا ، ولا فی دینہ ۔ وقال یحییٰ بن معین : سمعت نقطان یقولی ، ابو یحییٰ کذاب ۔ وروی ابو یحییٰ عن احمد بن محمد ، قال : ترکوا حدیثہ ، قدری ، معتزلی ، یروی احادیث لیس لها اصل ۔ وقال البخاری : ترکہ بن المبارک و الناس ۔ وروی عبد اللہ بن احمد عن اسیدہ ، قال : قدری ، جہی ، اور کہ ابن ابی یحییٰ : کذاب علماء میں سے ایک ہے ۔ یعنی اسی سعید نے کہا کہ میں نے اس کے ہاں سے مالک سے پوچھا کہ کافہ حدیث میں قابل اعتماد تھیں انھوں نے جواب دیا : نہ وہ حدیث میں قابل اعتماد تھا ۔ نہ دین میں ۔ ابویحییٰ ابن معین نے کہا : میں نے قطان کو کئے شناسا ہے کہ ابویحییٰ کذاب ہے ۔ ابو طالب نے احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا : علماء نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے ۔ قدری ہے ، معتزلی ہے ، بے اصل روایت دانت کرتا ہے ۔ بخاری نے کہا : ابن مبارک نے دیورس



کل ملا فیہ ، قولک الناس حدیثہ ، وروی عنہ  
 عباس بن یونس ، عن یونس ، کذاب ، سراقصی ۔  
 وقال محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ، سمعت  
 علیا یقول ، ابرہیم بن ابی یحییٰ کذاب ۔  
 وقال النسائی والد دارقطنی وعیرھا ، متروک  
 ابن ابی شیبہ نے کہا ہے : میں نے علی کو کتے سنا ہے کہ ابرہیم ابن ابی یحییٰ کذاب ہے ۔ نسائی ، دارقطنی ، اور  
 دوسروں نے کہا کہ متروک ہے ۔ (ت)  
 اُسی میں ہے ،

قال ابن جبہ ، کان یکذب فی الحدیث  
 اُسی میں ہے ،

قال ابو محمد الدارمی ، سمعت یزید بن  
 ہارون ، یکذب ابرہیم بن ابی یحییٰ  
 تدریب التہذیب میں ہے

عن الزہری وصالہ مولی التوامۃ وحنبہ  
 انشہی وَاخرون ، قال عبد اللہ بن احمد  
 عن ابیہ ، کان قدسریا ، معتزلیا ، جہمیّا ،  
 کل ملا فیہ ۔ قال ابو طالب عن احمد  
 بن حنبل ، قولک الناس حدیثہ ، وکامن  
 یاخذ احادیث الناس فیضعھا فی کتبہ ۔  
 وقال یحیی القطان ، کذاب ۔ وقال احمد  
 بن سعید بن ابی صریح ، قلت لیحیی بن

زہری اور صالح مولی التوامہ سے اور اس سے شافعی  
 اور دیگر علماء نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن احمد اپنے  
 والد سے بیان کرتے ہیں کہ (ابراہیم مذکور) قدری  
 تھا ، معتزلی تھا ، جہمی تھا ، ہر بلا اس میں موجود  
 تھی ۔ ابو طالب نے احمد بن حنبل سے نقل کیا کہ لوگوں  
 نے اس کی حدیث چھوڑ دی تھی ، وہ لوگوں کی حدیثیں  
 لے کر اپنی کتابوں میں بکھیرتا تھا ۔ یحیی القطان نے کہا :  
 جھوٹا ہے ۔ احمد ابن سعید ابن ابی مریم نے کہا : میں نے

۵۸ - ۵۷ / ۱	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	۱۸۹	۱۸۹	۱۸۹	۱۸۹
۶۰ / ۱	" "	" "	" "	" "	" "
"	" "	" "	" "	" "	" "



لکنہ شیبی (قلت : بل نص فی موضع اخر  
من المیزان ، فیہ وی ابن خراش ، انت  
فیہما مضایا بدعة - اه) وقد تكلّم فیہ  
الدارقطنی وحمزة السهمی و غیرہما - و  
شیحہ المتفسر بن محمد بن المنذر ، لیس  
بالقوی ایضا قالہ الدارقطنی البصا - و  
ابوہ وجده یحتاجوا الی معرفتهما -

میں سے سے لیکن شیعوں ہے ۔ میں نے کہا عکرمیر کے  
ایک اور مقام میں اس کے اور اس خراس کے متعلق  
لکھی ہے کہ ان میں رفض اور بہت مانی جاتی ہے  
خود دارقطنی اور حمزہ سہمی وغیرہ نے بھی اس پر حرج  
کی ہے ، اور اس کا استناد منذر ابن محمد بن منذر  
بھی زیادہ قوی ہیں ہے ۔ یہ بات بھی دارقطنی نے  
کہی ہے ۔ اور منذر کا باپ اور دادوں غیر مذکور ہیں ۔

اقول دہم یہی سہی تواضعا فاصاف صاف ہمارے مفید و موافق ہے اُس کا صریح مفاد یہ کہ سوار  
ڈھلتے ہی گرج ہوتا تو ظہر میں فرماتے پڑتا ہرگز زوال ہونے ہی کو چاہ اور جمع تقدیم کا جمع محال کیا پیش از زوال طرد  
عصر پڑنے لاجرم وہی جمع مراد اس کا صاف بیان خود آگے موجود کہ ظہر پیر اور عصر جملہ پڑھتے ، یہی جمع صوری ہے  
کا لایکفی ۔

افاضلہ را بعد : حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ان شاء اللہ العزیز جمع تاخیر میں آتی ہے اُس میں  
معروف و محفوظ و مروی جا میرے ساتھ و مدوں میں صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و  
مصنف علی وی و غیرہ عامۃ رواؤن اسام صرف اس قدر ہے کہ حضور پر نور صلاوات اللہ تعالیٰ و سلام علیہ  
اگر دوپہر ڈھلتے سے پہلے گرج فرماتے طہر میں عصر تک تاخیر کر کے ساتھ ساتھ پڑیتے اور اگر گرجل ہی بد وقت ظہر  
آجاتا صوفی الظہر شمس کب ظہر پڑ کر سوار ہو جاتے جس سے یکم مقابلہ و سکوت فی مہر من الیہا و صاف ظہر  
کہ ساتھ ظہر پڑھتے عصر اس کے ساتھ پڑھتے و لہذا نا فیان جمع تقدیم نے اُس سے تمسک کیا کہ فی حدیث بخاری  
و ارشاد البصری و غیرہما مگر بعض روایات غریبہ میں آیا کہ ظہر و عصر دونوں پڑ کر سوار ہوتے رہا  
نے اربعین میں بطریق

ابو العباس محمد بن یعقوب نے محمد بن اسحق صا۔ فی  
سنن ، اس نے حسان ابن عبد اللہ سے ، اس نے  
مفضل بن فضالہ سے ، اس نے فضیل سے اس نے

بنی لہباس محمد بن یعقوب عن محمد بن  
اسحق البصا عن بنی حسان بن عبد اللہ  
عن المفضل بن فضالہ عن عقیل عن

سہ عمدۃ التاری باب الجمع فی السفر من معرۃ العشاء مطبوعہ المطابع النجفیہ دمشق ۱۴۹ / ۷  
نہ صحیح بخاری باب اذا ارتحل بعد ما دعت الشمس قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۰ / ۱

ابن شہاب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
روایت کی فان مراغت الشمس قبل ان یرتحل  
صلی الظهر والعصر ثم رکب<sup>۱</sup>  
ابن شہاب سے، اس نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت کی کہ اگر روٹگی سے پہلے زوال ہو جاتا تو  
ظہر و عصر پڑھ کر سوار ہوا کرتے تھے۔ (د ت)

جعفر قزلباشی نے تفرد و ما تخی بن ابراہیم سے روایت کی،

عن شہادة بن سوار عن الليث عن عقيل  
عن الزهري عن انس رضي الله تعالى عنه،  
قال، كان النبي صلى الله تعالى عليهما وسلم  
اذا كان في سفر فزالت الشمس صلى الظهر  
والعصر جميعا ثم ارتحل<sup>۲</sup>  
عن شہادۃ بن سوار عن الليث عن عقيل  
عن الزهري عن انس رضي الله تعالى عنه،  
قال، كان النبي صلى الله تعالى عليهما وسلم  
اذا كان في سفر فزالت الشمس صلى الظهر  
والعصر جميعا ثم ارتحل<sup>۲</sup>  
اوسط طبرانی میں ہے،

حدثنا محمد بن ابراهيم بن نصر بن شبيب  
الاصبهاني قال شاهر بن عبد الله الحمالي  
ث يعقوب بن محمد الزهري ثنا محمد بن  
سعد ان ثنا ابن مجلان عن عبد الله بن  
الفضل عن انس بن مالك رضي الله تعالى  
عنه، ان النبي صلى الله تعالى عليهما  
وسلم كان اذا كان في سفر فزاحت الشمس  
قبل ان یرتحل صلى الظهر والعصر جميعا<sup>۳</sup>  
حدیث بیان کی ہم سے محمد بن ابراہیم بن نصر بن شبيب  
اصبہانی نے ہارون ابن عبد اللہ حمالی سے، اس  
سے یعقوب بن محمد زہری سے، اس نے محمد بن سعد  
سے، اس نے ابن مجلان سے، اس نے عبد اللہ بن  
الفضل سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تھے  
تو اگر روٹگی سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر و  
عصر کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے۔ (د ت)

روایت اسحق پرانہ ابو داؤد نے انکار کیا تمحیل نے اُسے معلول بتایا کما فی العدة و غیرہا۔

اقول: الا انما مر اسحق مر صر  
انہ تعالیٰ عنہ، الا كلام في جدالة قهرة  
وعظمة قهره، لكن نص الامام ابو داود انه  
میں کتابہ پر امام اسحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عند کی  
قدراور نسب افتخار میں ہوئی سب میں سے میں  
امام ابو داؤد نے تصریح کی ہے کہ وحالت سے

لہ اربعین للماکم

۱ میزان الاعتدال بحوالہ جعفر قزلباشی ترجمہ ۴۳۳۱ دار الفکر بیروت ۱/ ۸۳

۲ معجم، وسط حدیث ۴۵۴۸ مکتبہ سعادت رباض ۸/ ۲۴۹ - ۲۴۲

کوں تعذر قبل موتہ یا شہر ، قال ، وسمعت  
 منه فی تلك الايام من حديث به - كما في  
 التذهيب - ودر الحافظ المنی حدیثہ  
 الذی تراد میہ علی اصحاب سفین ، فقال ،  
 استحق احتط فی اخر عمرہ - كما فی المیزان -  
 ولا شك انه رحمه الله تعالى كان كثير التحدث  
 عن ظهر قلبه ، املی المستد کله من حفظه  
 كما فی التذهیب ، قال ، قال احمد بن  
 اسحق النضبی ، سمعت ابرهیم بن ابی طالب  
 يقول ، فذكره - فلا خروان يعتريه خطو  
 فی حدیث او حدیثین و من المعصوم  
 عن مثل ذلك فی سعة ما روی و کثرته ،  
 بن ابی طالب کو یہ بات کہتے کتاب اس سے حدیثوں میں روایت کی گئی ، ذرک سے ۔ اس میں  
 میں اگر کئی ۔ امام دارمیدوں میں خط واقع ہوئے تو کون تعجب کی بات نہیں ہے ۔ اس حدیث میں ، کثیر روایات  
 میں اتنی بخوبی سی غلطی سے اور کون معصوم ہے ، (ت)

چند ماہ پہلے اس کے حافظے میں تغیر آگیا تھا ۔ ابو داؤد  
 نے کہا کہ انہی دنوں میں میں نے اس سے کچھ سنا تھا  
 اور اس کی وجہ سے مجھے مطعون کیا گیا ۔ جیسا کہ تہذیب  
 میں ہے ۔ اور حاکم نے اس کی وہ حدیث ذکر  
 کرنے کے بعد جس میں اس نے اصحاب سفین کے  
 الفاظ پر اضافہ کیا ہے ، کہا ہے کہ اس کی بارے  
 میں کہا گیا ہے کہ آخر عمر میں اس کو احتط ہو گیا تھا  
 جیسا کہ میزان میں ہے ۔ اس میں تو کوئی شک نہیں  
 کہ اس کی (رحمہ اللہ تعالیٰ) بیشتر حدیثیں محض یاد کے  
 سہارے بیان کیا کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ انہوں نے  
 نور المسد اپنی یاد سے اٹھا کر دیا تھا ، جیسا کہ تہذیب  
 میں ہے کہ احمد بن ابی مہدی نے کہا ہے کہ میں نے ابراہیم  
 بن ابی طالب کو یہ بات کہتے کتاب اس سے حدیثوں میں روایت کی گئی ، ذرک سے ۔ اس میں  
 میں اگر کئی ۔ امام دارمیدوں میں خط واقع ہوئے تو کون تعجب کی بات نہیں ہے ۔ اس حدیث میں ، کثیر روایات  
 میں اتنی بخوبی سی غلطی سے اور کون معصوم ہے ، (ت)

لاحول ، ہام ذہبی نے اس حدیث کو منکر کہا ، اور تمام اسحق کی لغزش ، حفظ و اشتباہ سے گلا ۔

جہاں پر اس نے کہا ہے کہ اسی طرح وہ حدیث ہے روایت  
 کیا ہے فریابی نے اس کی ابن ربیع سے ، اس نے  
 شہاب سے ، اس نے لیث سے ، اس نے عقیل سے ،  
 اس نے ابن شہاب سے ، اس نے اس رضی اللہ  
 عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں

حدث قال ، وکذا حدیث رواہ جعفر العریانی  
 ثم صحق بن سراہویہ ثما شہابۃ عن  
 الیث عن عقیل عن ابن شہاب عن انس  
 ما روی اللہ تعالیٰ عنہ کان رسول اللہ صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان فی سفر فزال

۱۸۳/۱ لے میرا الاعتدالی بحوالہ ابو داؤد ترجمہ نسخی بن راویہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

۱/۱ سے سند تہذیب تہذیب الکمال ترجمہ بن راویہ مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ



کہ سچی ہے، اس کی حدیث لکھی جائے مگر اس کو حجت نہ بنایا جائے۔ مت، اُسی میں ہے،

قال ابو بکر الاثر عن احمد بن حنبل، کان  
يدعو الى الاثر جاء، وحكى عنه قول احبث  
من هذه الاقاويل، قال، اذا قال فقد  
عمل بها سرحته، وهذا قول خبيث، ما  
سمعت احدا يقولہ۔

ابو بکر اثرم نے احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ اسحق  
عقیدہ اریار کی دعوت دیتا تھا اور اس سے ایک  
ایسا قول بھی منقول ہے جو ان تمام باتوں سے زیادہ  
خبیث ہے۔ اس نے کہا کہ جب (اللہ تعالیٰ) کوئی  
بات کہتا ہے تو یقیناً اپنے ایک عضو (زبان) کو کام  
میں لاتا ہے۔ یہ ایک خبیث قول ہے، میں نے کسی کو یہ  
بات کہتے نہیں سنا۔ (مت)

اُسی میں ہے،

ابو بکر محمد بن ابی الشیخ نے کہا کہ مجھے ابوالحسن بن سنی مدنی نے بتایا  
کہ نجد سے مدائن کے ایک مشہور آدمی نے بیان کیا کہ میں نے  
خواب میں ایک خوش لباس اور خوش شکل شخص کو دیکھا  
، اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے رہتے والے ہو، میں  
نے کہا میں اہل مدائن میں سے ہوں۔ اس نے پوچھا مدائن  
کے اُس حصے میں رہتے ہو جس میں ابو شیبہ رہتا ہے؟  
میں نے کہا ہاں، اس نے کہا کہ پھر میں ایک دعا کرتا ہوں  
اور آئیں ہو۔ (اس نے یوں دعا کی، اے اللہ  
اگر شیبہ تیرے ہی کے اہل سے بعض رکھتا ہے تو اس کو  
اسی وقت فالج میں مبتلا کر دے۔ اس آدمی نے کہا کہ  
یہ دیکھ رہیں جاگ گیا اور ظہر کے وقت مدائن کے اُس  
حصے میں جہاں شیبہ رہتا تھا گیا تو دیکھا کہ لوگوں  
میں اضطراب پایا جاتا ہے، میں نے پوچھا کہ لوگ کیوں  
پریشان ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ آج سحر کے وقت شیبہ پر فالج گرنا اور ابھی ابھی مر گیا ہے۔ (مت)

قال ابو بکر محمد بن ابی الشیخ، حدیث  
ابو علی بن سہتی المدائنی، حدیثی من اجل  
معروف من اهل المدائن، قال، رأیت  
فی المنام رجلاً لطیفاً سلباً حسناً  
فقال لی، من این است، قلت، من اهل  
المدائن، قال، من اهل المجانب الذی  
فیہ شایبة؟ قلت، نعم! قال فانی ادعو  
اللہ، فامنت علیہ عافی، اللهم! ان کن  
شایبة یغفل اهل نیک فاضربہ الساعة  
بقالنج۔ قال، فانتبهت، وجئت الی  
المدائن وقت الظہر، واذا الناصب فی  
ہرب، فقلت، ما لئس؟ قالوا، فلی شایبة  
فی السحر، ومات الساعة۔

روایت حاکم و طبرانی کو مروی تھی بھی ضعیف مان چکے، فرماتے ہیں، مولف نے دلائل میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جن کی طرف ہم کو کچھ انتہات نہیں تھیں لیکن ایک روایت ابو داؤد جس کے راوی میں ضعف تھا ایک روایت بخاری اور طبرانی ایک روایت ابن ماجہ میں حاکم نقل کر کے ان پر طعن کر دیا اور جو روایتیں صحیحہ متداول تھیں نقل کر کے ان کا جواب نہیں دیا یہ کیا دینداری ہے اور کیا مردانگی کہ بخاری و مسلم کو چھوڑ کر ابن ماجہ حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور ان سے خود روایتیں ضعیف نقل کر کے ان کا جواب دیا۔ لہذا ہمیں ان کے باب میں تفصیل کلام کی حاجت نہ رہی تھا

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

خیر یہ تو ملاجی سے خدا جانے کس مجبوری نے کہو اچھوڑ کر سستم۔

تعلیقہ: اسس ماخات کی تلافی یہ ہے کہ جب یہ روایتیں ناقابل احتجاج نکل گئیں خود روایت صحیحین میں لفظ العصر بڑھ دیا۔ فرماتے ہیں روایت کی بخاری اور مسلم نے اس سے (الی قولہ) ہاں راحت الشمس قبل ان یتردد صلی الطھر والعصر ثمر کب۔

اقول ملاجی حنفیہ کی مروی ترجمہ اللہ آپ نے دیکھ لی اب تصور تعالیٰ اور دیکھئے گا یہاں تک کہ آپ کی سب ہوسوں کی تسکین ہو جائے مگر دینداری و مردانگی اس کا نام ہو گا کہ مشہور و متداول کتب میں تخریف کیجئے مردانہ پس کا دعویٰ ہے تو صحیحین میں عمارت ۱۲ اتان دینے تک نہ مانا میں آپ کو خط کفری جا گا تھا کہ زمین کے طبقات پر ہیں مصر پر روز منہ من الشمس والنظیر علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاذ اللہ پھر مثل موجود ہیں یہ بخاری و مسلم شاید انہیں طبقات کی ہوں گی۔

ثم اقول وبانہ التوفیق یہ سب کلام بالائی تھا فرض کر لیجئے کہ یہ روایت صحیحہ ملے تو صحیحین میں موجود سی پھر تعین کیا تھا اور ہمیں کیا ضرر اس کا تو اتنا حاصل کہ سو سے منزل ہی میں داخل ہوتا تو طہر و عصر دونوں سے خارج ہو کر سر اہر تے اس سے طہر کا پیش از وقت پڑھ لینا کہاں سے نکلا۔

اقول او مطلق تہ کے لیے ہے جمعیت و تعقیب کے واسطے، جمیعاً بھی اسی مطلق جمع کی تاکید کرتا ہے جو مفاد واد ہے اس کا مطلق صریح اجتماع فی الحکم ہے نہ خواہی تو اسی اجتماع فی الوقت آیت کریمہ و تو بواہی لفظی عنہ صمدی شریف میں زیر آیت کریمہ قلنا اھبطوا صفا جمیعاً ہے

جمیعاً، حال فی الموضع، تاکید فی المعنی، کا مہ  
قین، اھبطوا ہم اجمعون، ولہذا لا یستدعی  
جماہم علی البیوط فی ترصاف واحد کقولک  
جماؤ، جمیعاً ص ۱۷، صمدی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ (۴)  
جمیعاً لفظاً ماں ہے، معنی تاکید ہے، گویا کہ  
کہا گیا، تم سب اترو۔ اسی لیے اس کا یہ تفسیر نہیں  
کو سب ایک ہی وقت میں اتریں، جمیعاً تم کہتے ہو  
کہ سب آئے ۱۲ منہ عنی اللہ تعالیٰ عنہ

و معیار الحق ص ۳۶، ۳۶۲، فامعیار حق ص ۳۶۹



جميعا ايها المؤمنون لعنكم تفلحون ﴿١﴾ (اور توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف تم سب اسے اہل ایمان! تاکہ تم فلاح پاؤ۔ ست) نے یہ ارشاد فرمایا کہ سب مسلمان توبہ کریں حکم توبہ سب کو شامل ہو یا یہ فرض کیا کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک وقت ایک ساتھ مل کر منیٰ توبہ کریں۔

مثانیاً اجتماع فی الوقت کہ ہر یوم فردیت اجتماع فی الحکم مفاد ہو یا خود اس کے لیے بھی وضع ماننا اس وقت سے وقت نماز مراد نہیں ہو سکتا کہ وضع الفاظ تعین اوقات نماز سے مقدم ہے لفظ جمیع اپنے معنی لغوی پر اہل جاہلیت بھی بولتے تھے جنہیں نماز سے خبر تھی نہ اس کے وقت سے، قرآن مجید اس تقدیر پر اس کا مفاد اتنا کہ نماز و قرا و معارست فی الصلوة ہو گا وہ دن نماز فرض میں ناگھن اور اتصال بروہ تعقیب اس معنی جمیع کا فرد میں بلکہ صریح مباین، لا جرم پھر اسی معنی واضح و روشن و اقل قلیق یعنی اجتماع فی الحکم کی طرف رجوع لازم کہ تا صحت حقیقت میں نہ کی طرف نصیر نا مجاز خصوصاً مستدل کو۔

مثالاً تعقیب ہی سہی پھر جمع صوری کی نفی کہاں سے ہوتی ہے جمیعاً یوں بھی صادق اور ادعا سے تقدیر باطل و سابق ہکذا ایضاً فی التحقيق والله ولی التوفيق بحوالہ آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ جمع تقدیم پر اصلاً کوئی دلیل نہیں کسی حدیث صحیح میں اس کی بوجہ نہیں، ظاہری کا قطعی و مضمر کہہ دینا خدا نے کس نشہ کی ترجمہ تھی، سبحن اللہ! کیا ایسی ن سو سو ہر وقت صدوس قرآن و تفسیر و پیش از وقت نماز کے بطلان پر اجماع امت ترک کر دئے جائیں گے اور خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باندے ہوئے اوقات انٹ پٹ ہو سکیں گے، یہ اچھا عمل یا حدیث ہے کہ اپنی خیالی بندہ پر رگ و عویٰ بلند اور قرآن عظیم و حدیث و اجماع سب سے آنکھیں بند و لا حول و لا قوة الا باللہ العلی العظیم و حسنی اللہ تعالیٰ عن سیتہ المرسلین سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

## فصل سوم تفصیف دلائل جمع تاخیر

الحمد للہ جمع تقدیم کے جواب سے فراغ تام ملا، اب جمع تاخیر کی طرف چلیے۔ ملاحی ہزار کاوش و کاہش یہاں بھی دو ہی حدیثیں چھانٹ پاسے ہی کے الفاظ مستندہ کے ذکر سے شاید غوام کو یہ وہم دل نا ہو کہ اتنی حدیثیں ہیں یہ دو حدیثیں وہی احادیث ہیں عروا نس یعنی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ صدر فصل اول و افافہ ثانیہ ہیں جس کے بعض طرق و الفاظ حدیث اول جمع صوری و حدیث اول و دوم حدیث مجمل میں گزرے ان کے بعض الفاظ بعض طرق کو لے لے القرآن ۳۱/۳۳ لے انوار التنزیل علی بامش القرآن الکریم منصفیہ الیابی مصر ۱۸

ملاحی جمع حقیقی میں نفع صریح کھڑے اور بزم غم خود بہت چمک چمک کر دھوے فرمائے اور ہر کے تسکین نے اکثر افادات  
 علمائے سابقین اور بعض اپنے سوانح حدیدہ سے اُن کے قولوں میں کلام طویل کیے، فقیر نظر المول القسید کا  
 یہ مختصر جواب نقل ادا دل و جمیع با قال و قیل کے لیے نہیں لہذا العونہ تعالیٰ وہ افادات تازہ سنیں کہ فیض مولائے اہل  
 سے قلب عبد اذل پر فائز ہوئے اہل نظر اگر مقابلہ کریں جلیل و عظیم فرق پر خود ہی مطلع ہوں گے و اللہ ینتصہ  
 برحمۃ من یشاء واللہ ذو العجل العظیم (اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جیسے چاہے مخصوص فرمائے  
 اور اللہ تعالیٰ علم و فضل والا ہے۔ ت)

**فاقول** وبحول اللہ اصول حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے چالیس سے زیادہ طرق اس  
 وقت پیش نظر فقیر ہیں اُن میں نصف سے زائد تو محض مکی جن میں سے اشارہ کی طرف ہم نے امادیت مجلد میں اشارہ  
 کیا ہے نصف سے کم اُن میں اکثر صاف صاف جمع صوری کی تصریح کر رہے ہیں جن میں سے چودہ روایات بخاری و  
 ابوداؤد و نسائی و غیرہم سے اوپر مذکور ہوئے، ہاں بعض میں اس عسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بعد غروب شفق جمع  
 کرنا نہ کرنا میں بھی بعض بعض موقوف مثل روایت موطائے امام محمد،

الخبیر ما لث من نافع من ابن عمر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما حین جمع ہیں لغروب  
 ما رحتی ما اب الشفق

اور بعض میں رفع سے تو بالفاظ اجمال یعنی حضور ﷺ اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تصریحاً اسی قدر منقول کہ  
 جمع فرمائی قدر مروج میں غیبت شفق پر تخصیص نہیں مثل روایت بخاری،

حدثت سعید بن ابی مریم الخیرنا محمد  
 بن جعفر قال الخیر بن سید، هو احب  
 اسلم، عن ایہ، قال، کنت مع عبد اللہ  
 بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بطریق  
 مکة، فبلعه من صمیة بنت ابی عبید  
 شدة وجع، فاسرع السیر، حتی اذا کان  
 بعد غروب الشفق، ثم نزل فصلی المغرب

حدیث بیان کی ہم سے سعید بن ابی مریم نے، اس کو  
 خیر بن محمد بن جعفر نے اس کو زید بن اسلم نے  
 اپنے والد سے کہ میں مکہ کے راستے میں جبہ اللہ ابن عمر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تھا قرآن و صحیفہ بنت  
 ابی عبید کے پاس سے میں اطلاع ملی کہ وہ سخت درد میں  
 ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی رفتار تیز کر دی یہاں تک  
 کہ شفق غروب ہو گئی۔ اس کے بعد وہ ترسے اور

والعقبة ، یجمع بينهما ، فقال ، انی مرأیت  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اذا جدد بہ السیرا اخر المغرب وجمع بينهما۔

در روایت مسلم ،

حدثنا محمد بن مسلم بن یحییٰ حدث  
عبید اللہ عن نافع ان ابن عمر کان اذا  
جدد بہ السیر جمع بین المغرب والعشاء ،  
بعد ان یغیب الشمس ، ویقول ، ان رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا  
جدد بہ السیر جمع بین المغرب والعشاء۔  
ورواه الطحاوی فقال ، حدثنا ابن  
ابی داؤد شامیہ وثنایحییٰ بن  
وثنان۔

در روایت ابی داؤد ،

حدثنا سلیمان بن داود العتکی نا عماد نا  
یونیس عن نافع ان ابن عمر ، استصرخ  
علی صبیۃ ، وهو عکۃ ، فصرحت فزمت  
اشمس و بدت النجوم ، فقال ، ان النبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا جمیل  
بہ اصرفی سفر بین ہاتین الصلاتین ،

مغرب وعشاء کی نماز پڑھی ، دونوں کو جمع کیا ، پھر کہا کہ  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ  
جب انھیں سفر میں جلدی ہوتی تھی تو مغرب کو نو خسر  
کر کے دونوں کو جمع کر لیتے تھے۔ (ت)

حدیث بیان کی ہم سے محمد ابن ثنی سے یحییٰ سے ، اس نے  
عبید اللہ سے ، اس نے نافع سے کہ ابن عمر کو جب  
سفر میں جلدی ہوتی تھی تو شفق غائب ہونے کے بعد  
مغرب وعشاء کو جمع کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی جب سفر میں جلدی  
ہوتی تھی تو مغرب وعشاء کو جمع کر لیتے تھے۔ طحاوی  
نے بھی ابن ابی داؤد سے ، اس نے مسدد سے ،  
اس نے یحییٰ بن یونس سے ، اس نے ایک ہی سند  
اور ثنی کے ساتھ۔ (ت)

حدیث بیان کی ہم سے سلیمان ابن داود دمشقی نے  
عماد سے ، اس نے یونیس سے ، اس نے نافع سے  
کہ ابن عمر جب مکہ میں تھے تو ان کو عقیقہ کی شدید  
بیماری کی اطلاع ملی اور وہ چل پڑے ، یہاں تک  
کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے ظاہر ہو گئے ،  
تو کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں

۱۔ صحیح بخاری باب المسافر اذا جدد السیر وقبل الی اہلہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۴۳/۱  
۲۔ صحیح مسلم باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر " " " " ۲۳۵/۱  
۳۔ شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین کیف حد مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱۲/۱



البرۃ غیر تعیین کی بعض روایات میں فعل کی تک کی طرف اشارہ کر کے رفع ہے وہ یہ ہیں ، روایت ابی داؤد ،

حدیث بیان کی ہم سے عبد الملک ابن شعیب سے ، اس نے ابن وہب سے ، اس نے لیث سے ، اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینار سے مجھے بتایا ہے کہ میں عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ تھا کہ سورج ڈوب گیا تو ہم چلتے رہے یہاں تک کہ جب شام ہو گئی تو ہم نے کہا " نماز " مگر وہ چلتے رہے یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی اور تارے نمایاں ہو گئے ، اس وقت آپ اترے اور دونوں نمازیں اکٹھی پڑھیں ، پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں جلدی ہوتی تھی تو جس طرح میں نے نماز

حدثنا عبد الملك ابن شبيب نا ابن وهب عن الليث قال قال سريقة ، يعني كتب اليه ، حدثني عبد الله بن دينار ، و غابت الشمس ، وانا عند عبد الله بن عمر ، فرأنا فلاناً أينا قد أصعب ، قنا ، انصلا ، فأسحق غاب الشفق و تعوبت النجوم ، ثم انه نزل فوصل صلاتين جميعاً ، ثم قال ، رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا جدي به السير صلى صلاتي هذه ، يقول يجمع بينهما بعد ليل .

پڑھی ہے اسی طرح آپ بھی پڑھا کر لے تھے یعنی ذات ہونے کے بعد اکٹھی پڑھتے تھے ۔ ( ست )  
روایت ترمذی ،

حدیث بیان کی ہم سے ہناد نے عبد سے ، اس نے عبد اللہ بن عمر سے ، اس نے نافع سے کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پنے اہل عاز میں سے کسی کی سخت بیماری کی اطلاع ملی تو تیزی سے روانہ ہوئے اور مغرب کو اتنا مؤخر کیا کہ شفق ڈوب گئی ، پھر دونوں کو ملا کر پڑھا بعد میں ساتھیوں کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تھی تو اسی طرح کرتے تھے ابو حنیس نے کہا ، یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔ ( ست )

حدثنا هناد نا عبد عن عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما ، انه استفتيت على بعض اهلنا فجد به السير ، وحر المغرب حتى غاب الشفق ، ثم نزل فجمع بينهما ، ثم اخبرهم ، ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يفعل ذلك اذا جد به السير . قال ابو عيسى : هذا حديث حسن صحيح .

## روایت نسائی،

اخبرنا اسحق بن ابرہیم ثنا سفین عن ابن ابی نجیم عن اسمعیل بن عبد الرحمن عن شیخ من قریش، قال، صحبت ابن عمر الی الحمی، فلما غربت الشمس، هبت انت اقول له، الصلاة، فصار حق ذهب سیاح، لافق وفحمة العشاء، ثم نزل فصلی المغرب ثلاث رکعات، ثم صلی رکعتین علی اثرهما، قال، اھکذا السأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یفعل۔

خبر دی ہیں اسکی ابن ابراہیم نے سفین سے، اس نے ابو نجیم سے، اس نے اسمعیل ابن عبد الرحمن سے جو کہ ایک قریشی شیخ ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ تھا جب وہ چراگاہ کو گئے اور سورج ڈوب گیا تو ان کی ہیبت کی وجہ سے میں ان کو غناز کے بارے میں نہ کہہ سکا چنانچہ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ اُفّ کی سفیدی ختم ہو گئی اور عشاء کی سیاہی ماند پڑ گئی، اس وقت اترے اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں، پھر متصلاً (عشاء کی) دو رکعتیں پڑھیں کہ کہہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پڑھتے دیکھا ہے۔ (نت)۔

بظاہر زیادہ مستحبی جواب یہی تین روایتیں تھیں مگر فقیر یوں انکے تقدیر عزوجل وہ جوابات مشافہہ و کافیہ و تقریبات صافیہ و وافیہ بیان کرے کہ یہ مآثر طریقی او ان کے سوا ابھی کچھ ہو تو سب کو بجز اللہ تعالیٰ کفایت کریں۔

## فاقول وبانہ التوفیق و بہ العروج علی ادع التفتق۔

جواب اول اسی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طرق کثیرہ جلیلہ صحیحہ کہ سابقہ ہم نے ذکر کیے صاف و واضح کاف و باذہب تصریحات قاہرہ فرما رہے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز مغرب غروب شفق سے پہلے پڑھی اور عشاء غروب شفق کے بعد، اور اسی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا اُن روایات صحاح و حسان و جلیلہ الشان پر پھر نگاہ تازہ کیجئے۔ امام سالم صاحب زادہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات مرویہ صحیح بخاری و سنن نسائی و صحیح اسمعیل و غیرہ میں فرما رہے ہیں کہ دو تین میل چل کر جب تارے کھل آئے اُتر کر مغرب پڑھی پھر عشاء عشاء۔ عبد اللہ بن واقد شگرد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات مرویہ سنن ابی داؤد میں روشن تر فرماتے ہیں کہ غروب شفق سے پہلے اُتر کر مغرب پڑھی پھر عشاء عشاء یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اُس وقت عشاء پڑھی، طفریہ کہ وہی امام نافع تلمیذ خاص و رفیق سفر و حضر ابن عمر کہ غروب شفق

والی سات روایتوں میں چار اہمیں سے ہیں وہی وہاں اپنی روایات کثیرہ مرویہ سنسنی ابی داؤد و سنن نسائی وغیرہ میں یوں ہی واضح و بلیغ فرما رہے ہیں کہ جب تک مغرب پڑھی ہے شفق ہرگز نہ ڈوبی تھی بلکہ بعد کو بھی انتظار فرمایا پڑا جب ڈوب گئی اُس وقت عشا کی تکبیر کہی اور اول تا آخر ان سب روایات میں تصریح صریح ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے بلکہ حدیث امام مسلم میں یوں ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ دیا کہ جسے جلدی ہو وہ اس طرح پڑھا کرے، اللہ الصافات، ان صافات الفاظ مفسرہ قصوں میں کہیں بھی گنجانے کی تاویل و تبدیل ہے اور شک نہیں کہ قصہ صفیہ زوہر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو وہاں اور یہاں دونوں طرف کی روایات میں مذکور ایک ہی بات تھا بلکہ انہیں امام نافع سے مروی کہ ابن عمر سے سنا ہے کہ میں نے حضرت اسی بار جمع معلوم ہے اس کے سوا کسی سر میں انہیں جمع کرتے نہیں دیکھا، سنسنی ابی داؤد میں بطریق امام ایوب صحیفائی مذکور،

انہ لم یر بن حمر حمہ بینہما قط، الا تظن اللیلہ، یصغی لیلۃ استصرخ علی صفیۃ أم اما ما قال، وروی من حدیث مکحول عن نافع، ایہ سرائیما بنت عمر فعل ذلک صرة او صوتیں، اھ فاقول، فیہ شت و، لست لایعصر ہی الجبرم۔

کہ اس نے ابی عمر کو کبھی دو نمازیں جمع کرتے نہیں دیکھی مگر اس رات۔ یعنی صفیہ کی بیماری کی اطلاع والی رات۔ اور وہ جو اس نے کہا ہے کہ محول کی حدیث میں نافع سے مروی ہے کہ اس نے ابی عمر کو ایک بار جمع کرتے دیکھا تھا یا دو بار، تو میں کہتا ہوں کہ اس میں شک ہے اور شک سے یقین کا معارضہ نہیں کیا جاسکتا۔

حدیث نسائی و طحاوی میں انہیں امام نافع سے گزارشہ کہ میں نے اُن کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی محفط فرماتے۔ حدیث کتاب الحج میں انہیں نافع سے تھا کہ ابی عمر اذان ہوتے ہی مغرب کے لیے اُترے اس بار دہر نکلتی، روایت نسائی و طحاوی و حج میں تھا بھی گمان برا کہ اس وقت نماز انہیں یاد نہ رہی یہ سب اُسی قولی نافع کے مزید ہیں معتدلاً شک نہیں کہ اصل عدم قہر سے تو جب تک مراقبہ قہر و ثابت نہ ہوتا انہیں کے ادعا کی طرف راہ نہ تھی خصوصاً مستدل کو جسے احتمال کافی نہیں دفن تعارض کے لیے اس کا اختیار اس وقت کام دینا کہ خود قصہ صفیہ میں وہ نول روایات صریحاً قبل غروب و بعد غروب موجود نہ ہوتیں۔

فقط ما انتجا ایہ بعض المتأخرین، من العلماء المتأخرین فی المسألة، ظاہرہ اسے بیدرؤبہ المتعارض، وھاکیں وہ توجیہ سب قط ہو گئی جس کو س منط کے مخالف علماء متاخرین نے اس خیال سے اختیار کیا ہے کہ اس طرح تعارض رفع ہو جائیگا، حالانکہ اس

بعد دئے پہ۔  
توجہ سے تعارض رفع نہیں ہوتا۔ (ت)

ناچار خود تلاجی کو بھی، سنا پڑا کہ یہ سب طرق و روایات ایک ہی واقعے کی حکایات ہیں۔ قصہ صفیہ میں حدیث مسلم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما طریق کثیر بن قار و نذر مروی سنن نسائی پر براہ عیاری بھی جب کوئی طعن نہ ٹھکے تو اسے مخالف حدیث شیخین ٹھہرا کر زد کر دیا کہ اس میں مغرب کا بین الوقتیں پڑنا ہے اور ان میں بعد غروب شفق، لہذا یہ شاذ و مردود ہے جس کی نقل لطیفہ منعم افادہ یکم میں گزری حالانکہ حدیث مسلم کے لفظ ابھی سن چکے اسی میں قصہ صفیہ کا ذکر نہیں، تو جب تک روایت مطلقہ بھی اسی قصہ صفیہ پر محمول نہ ہو حدیث قصہ صفیہ کو مخالف روایت شیخین کہنا چہ معنی ہاں بعد اس حدیث کی اتنی روایات کثیف و میں یہ تصریح صریح ہے کہ مغرب غروب شفق سے پہلے پڑھی اور اسی کی ان روایات میں یہ کہ شفق ڈوبے پر پڑھی اور دونوں جانب طوق صحاح و حسان ہیں جن کے زد کی طرف کوئی سبیل نہیں، تو اب یہ دیکھنا واجب ہوا کہ ان میں کون سا نص مفسر ناقابل تاویل ہے جسے چار و ناچار معترض رکھیں اور کون سا محتمل کر اسے مفسر کی طرف پھیر کر رفع تعارض کریں ہر عاقل جانتا ہے کہ ہماری طرف کے نص میں اصطلاحات متال معنی خلاف نہیں رکھتے شفق ڈوبنے سے پہلے پڑھی اتنے ہی لفظ کے یہ معنی کسی طرح نہ ہو سکتے کہ جب شفق ڈوب گئی اس وقت پڑھی نہ یہ کہ جب اس کے ساتھ یہ تصریحات طلیہ سور کو بعد مغرب پڑھا کر انتظار کیا یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اس کے بعد شافعی پڑھی ان لفظوں کو کوئی نیم جنون بن عرب بیدشتی پڑھنے پر مثل نہ کر سکے گا، ہاں پورے پاگل میں کلام نہیں مگر ادھر کے نص میں کہ پہلے یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی پھر مغرب پڑھی یا قبل کی یا بعد غروب شفق، ترک جمیع کی یہ اچھے خاصے محمل مصالح تاویل ہیں جن کا ان نصوص صریح مفسر سے موافق و مطابق ہو جانا بہت آسان۔ عربی ماری اور وہ سب کا محاورہ عامہ مثلاً مشورہ واضح ہے کہ قرب وقت کو اس وقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ قصہ کے اخیر وقت کہتے ہیں شام ہو گئی حالانکہ ہنوز سورج باقی ہے۔ کسی سے اول وقت آئے کا مدعا محاورہ اس وقت آئے تو کہتے ہیں اب سورج چھپے آئے۔ قریب طلوع تک کوئی سوتا ہو تو اسے اٹھانے میں کہیں گے سورج نکل آیا۔ شروع پاشت کے وقت کسی کام کو کہا تھا مگر نے قریب نصف النہار آغاز کیا تو کیے گا اب دو پہر ڈھلے کر بیٹھے۔ ان کی صد ہا مثالیں ہیں کہ خود تلاجی اور ان کے موافقین بھی اپنے کلاموں میں رات دن ان کا استعمال کرتے ہوں گے۔ بعینہ اسی طرح یہ محاورے زبان مبارک عرب خود قرآن عظیم و احادیث میں شائع و ذائع ہیں، قال اللہ تعالیٰ،

و اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن و نسکوهن

بمعرف و اسرھوهن بمعرف و ن

تو اب انہیں اچھی طرح اپنے نکاح میں روکن لو یعنی رحمت کر لو یا اچھی طرح چھوڑ دو۔



کہ بے قصد مراجعت عتد بڑھانے کے لیے رجعت نہ کرو، قال تعالیٰ:

فَاذْكُرْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَصْكُرْنَ مَعَهُ وَهِيَ ۱۰  
فَاَسْكُرْنَ مَعَهُ وَهِيَ ۱۰  
جب طلاق والیاں اپنی حدت کو پہنچیں تو انھیں بھلائی کے  
ساتھ روک لویا بھلائی کے ساتھ جُدا کر دو۔ (ت)

ظاہر ہے کہ عورت جب عتد کو پہنچ گئی نکاح سے نکل گئی اب رجعت کا کیا محل اور اُسے روکنے چھوڑنے کا کیا  
اختیار، تو بالیقین قرب وقت کو وقت سے تعبیر فرمایا ہے یعنی جب عتد کے قریب پہنچے اُس وقت تک نہیں رجعت  
ترک دونوں کا اختیار ہے، یہ سب آیات قرآن سے جو میں امام عطاءوی وغیرہ علماء مسئلہ وقت ظہر اور نیز اس مسئلہ  
میں افادہ فرمایا چکے۔ فقیر غفرلہ المولی القدر احادیث سے بھی مثالیں اور علمائے قائلین بالجمع سے بھی اس معنی و محاورہ  
کی تصریحیں ذکر کرے۔ **فَاَقُولُ** و بالذات التوفیقی،

**حدیث** اجری امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحیح اسرا بعد فرضیت نماز اوقات نماز میں کرنے اور ان کا  
اوں آخر بتانے کے لیے، دو روز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کی، پہلے دن ظہر سے فجر تک  
پاچوں نمازیں اول وقت پڑھیں اور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت، اس کے بعد گزارش کی،

اوقت صاعیت ہذیب الموقتین ۱۰  
وقت ای دونوں وقتوں کے بیچ میں ہے۔ (ت)  
اس حدیث میں ابو داؤد، ترمذی، وحشی و علی و ابی جہل و حاکم کے یہاں حضرت عبداللہ بن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

صلى في العصر حين كان ظله مثله فلما كانت  
میرے ساتھ عصر کی نماز پڑھی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے  
برابر تھا، جب دوسرا دن ہوا کہ ظہر کی نماز اس وقت  
پڑھی جبکہ سایہ ہر چیز کا اس کے برابر تھا۔ (ت)

ترمذی کے الفاظ یوں ہیں،

صلى العصر اثنى عشرية، الظهر، حين كان  
دوسری مرتبہ ظہر کی نماز تب پڑھی جبکہ ہر چیز کا سایہ  
اس کے برابر تھا یعنی گزشتہ کل جس وقت عصر  
پڑھی تھی۔ (ت)

سہ القرآن ۲/۶۵

سہ و سہ سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ  
سہ جامع الترمذی باب ما جاء في مواقيت الصلوٰۃ  
مطبوعہ مجتبائی لاہور  
ایمین کمپنی دہلی  
۵۶/۱  
۲۱/۱

شافعی کے نظریہ میں ۱

ثم صلی الصلوة الاخری، الظھر، حیث کان کل شیء قد دخله، قدر العصر یا لا صلیٰ

پھر دوسری مرتبہ نماز پڑھی ظہر کی، جبکہ ہر چیز اپنے  
سائے کے ساتھ برابر تھی یعنی گزشتہ کل جس وقت  
عصر پڑھی تھی۔ (ت)

حدیث ۲ نسائی و طی وی و حاکم و بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا،

هذا جلیل، جاءكم يعلمكم دينكم، وفيه،  
ثم صلی العصر حیث ساء الظل مثله، ثم  
جاء العبد، ثم صلی به الظھر حیث کان  
الظل مثله۔

یہ جبریل ہیں، تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے ہیں۔ اس  
روایت میں ہے کہ پھر عصر کی نماز پڑھی، جب دیکھا کہ  
سایہ ان کے برابر ہے۔ پھر دوسرے دن رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ظہر کی نماز پڑھی جبکہ  
سایہ اسی کے برابر تھا۔ (ت)

بزار کے مفہوم میں ۱

جاء فی، فصل فی العصر حیث کان فیئ مشی  
ثم جاء فی من الفقد، فصل فی الظھر حیث  
کان فیئ مشی۔

نہر میرے پاس آئے اور مجھے عصر کی نماز پڑھائی  
جبکہ میرا سایہ میرے برابر تھا، پھر دوسرے دن  
آئے اور ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ میرا سایہ میرے  
برابر تھا۔ (ت)

حدیث ۳ نیز نسائی و امام احمد و اسلمی بن راہویہ و ابن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما سے راوی،

ان جبریل اتي نسى صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم، حیث کان ظل الرجل مثل شخصه  
فصلی العصر، ثم اتاه فی اليوم الثاني حیث

جبریل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ  
ہر شخص کا سایہ اس کے قدر تھا ہوتا ہے اور عصر کی  
نماز پڑھی، پھر دوسرے دن آئے جبکہ ہر شخص کا سایہ

له الاثم للشافعی جماع مراقبت الصلوة  
سہ سنن النسائی آخر وقت الظھر  
سہ کشف الاستار عن نوادر البزار باب ایمن یصلی

مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت  
المکتبۃ السلفیۃ، لاہور  
موسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان

۱/۵۱  
۱/۵۹  
۱/۱۰۰

کان ظل اسرجیل مثل شخصہ فصلی، الظہور اس کے قد جتنا ہوتا ہے اور ظہر کی نماز پڑھی۔ (دست)  
**حدیث ۴** امام اسحق بن راہویہ اپنی سند میں حضرت ابو سعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق  
 حدیثنا بشر بن عمرو النہرانی ثقی مسلمۃ بن بلال ثنا یحییٰ بن سعید ثقی ابوبکر بن عمرو  
 بن حزم عن ابی مسعود الانصاری اور یحییٰ کتاب المعرفۃ میں بطریق ابوبکر بن عقبہ ثنا ابوبکر  
 بن عمرو بن حزم عن عمرو بن الزبیر عن ابن ابی مسعود عن ایسہ کہ راوی اور یہ لفظ حدیث  
 اسحق ہیں،

قال، جاء جبریل الی النبی صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم، فقال، قم، فصل ! و ذلك  
 لدلوك الشمس حين مالت، فقام رسول الله  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی الظہر  
 اربع، ثم آتاه حين كان طله مثله، فقال،  
 قم، فصل ! فقام فصلی العصر اربعاً ثم  
 آتاه من الغد حين كان طله مثله، فقال  
 له، قم، فصل ! فقام فقط الظہر اربعاً  
 کہا، جبریل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور  
 کہا کہ اٹھئے اور نماز پڑھئے! اور یہ سورج  
 ڈھلنے کا وقت تھا، جب وہ ایک طرف جھک گیا تھا۔  
 تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھ کر ظہر کی  
 چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر دوبارہ آئے جب ان کا سایہ  
 ان کے برابر تھا، اور کہا کہ اٹھئے اور نماز پڑھئے! تو آپ  
 نے اٹھ کر عصر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر دوسرے دن  
 آئے، جب ان کا سایہ ان کے برابر تھا اور کہا کہ اٹھئے  
 اور نماز پڑھئے، تو آپ نے اٹھ کر ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ (ت)

**حدیث ۵** ابن راہویہ سند میں عبد الرزاق سے اور عبد الرزاق مصنف میں بطریق اخیرنا معمر عن  
 عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ایسہ عن جندہ عن عمر بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 سے راوی،

قال، جاء جبریل، فصلی بالنبی صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم، و فصلی النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم آتاه آخر وقت العصر  
 کہا، جبریل آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ظہر کی نماز  
 پڑھائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گوں کو نماز  
 مطہرہ مکتبہ سلفیہ لاہور

۶۰/۱

سند ابن اسحاق

سند کتاب المعرفۃ

سند ابن اسحاق

شہ المصنف عبد الرزاق باب الواقیت مطہرہ المکتبہ الاسلامیہ بیروت ۵۳۴/۱

تعالیٰ علیہ وسلم بالناس، حین مالت الشمس،  
الظهر، ثم صلی العصر حین کان ظلہ مثله.  
قال، ثم جاء جبریل من القدر، فصلی الظهر  
بالنبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وجعل  
النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالناس، الظهر،  
حین کان ظلہ مثله۔

پڑھائی جب سورج کا زوال ہو گیا تھا، پھر عصر پڑھی جب  
ان کا سایہ ان کے برابر تھا۔ راوی نے کہا، پھر  
دوسرے دن جبریل آئے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ظہر کی نماز  
پڑھائی جب ان کا سایہ ان کے برابر  
ہو گیا تھا۔ (د)

**حدیث ۶** دارقطنی سنن اور طبرانی معجم کبیر اور ابن عبد البر تمیید میں بطریق ایوب بن عتبہ عن  
ابی بکر بن حزم عن عمرو بن النخعی عن حفص بن ابی مسعود انصارى و بشیر بن ابی مسعود و نویر بن ابی ریحان عن  
تعالیٰ عنہما سے راوی،

ان جبریل جاء الى النبي صلی اللہ تعالیٰ  
عہ وسلم حین دلت الشمس، فقال،  
يا محمد! فصل الظهر، فصلی، ثم جاء  
حین کان ظلہ کل شیء مثله، فقال،  
يا محمد! فصل العصر، فصلی، ثم جاء والقدر  
حین کان ظلہ کل شیء مثله، فقال، فصل  
الظهر۔ الحدیث۔

جبریل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے جب  
سورج ڈھل چکا تھا اور کہا، یا محمد! عصر کی  
نماز پڑھئے! تو آپ نے ظہر پڑھی۔ پھر دوبارہ آئے  
جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر تھا اور کہا،  
یا محمد! عصر کی نماز پڑھئے! تو آپ نے عصر پڑھی۔  
پھر دوسرے دن آئے جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے  
برابر تھا اور کہا، ظہر پڑھئے! الحدیث۔ (د)

والکل مختصر ای سب حدیثوں میں کل کی عصر کی نسبت یہ ہے کہ جب سایہ ایک مثل ہوا نماز پڑھائی  
اور بعد یہی لفظ آج کی ظہر میں ہے کہ جب سایہ ایک مثل ہوا پڑھائی اور روایت ترمذی تو صاف صاف ہے کہ  
آج کی ظہر اس وقت پڑھی جس وقت کل عصر پڑھی تھی حالانکہ مقصود اوقات کی تمیز اور ہر نہ کا دل و آنروقت میں  
جدا جدا بنانا ہے لاجرم امام ابو جعفر وغیرہ نے ظہر امروہ میں ان لفظوں کے یہی معنی لیے کہ جب سایہ ایک مثل کے  
قریب آیا پڑھائی، معانی الآثار میں فرمایا،

احتمل ان يكون ذلك على قرب ان يصير ظل كل  
احتمال ہے کہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھی ہو جب ہر چیز





بھی تعبیر کر لیتے ہیں کہ دوسری نماز کے وقت میں نماز پڑھی، یہ قانہ یاد رکھنے کا ہے۔  
 شامیہ اس میں یہ بھی تصریح ہے کہ عصر اس حال میں پڑھی کہ سورج زرد ہو گیا تھا یا کھاسام ہو گئی، یہ  
 بھی قطعاً قرب شام پر محمول۔

**حدیث ۹** صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

وقت الظہر اذا زالت الشمس وکانت ظل  
 الرجل کطولہ حالہ یحصر العصر۔  
 ظہر کا وقت اس وقت ہے جب سورج ڈھلے اور  
 سایہ آدمی کا اس کے قد کے برابر ہو جائے جب تک  
 عصر کا وقت نہ آئے۔

**حدیث ۱۰** امام طحاوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث امامت جبریل میں راوی  
 حضور ﷺ صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

صلی الظہر و فی محل شقی مشدہ۔  
 اس وقت (نماز) پڑھی کہ سایہ ہر چیز کا اس کے  
 برابر ہو گیا۔

جی کے نزدیک ایک مثل کے بعد وقت طہر میں رہتا ان حدیثوں میں ایک مثل ہونے کو ایک مثل کے قریب  
 پہنچنے پر ظاہر کہتے ہیں۔

**حدیث ۱۱** امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک روز نماز عصر کو بہت اخیر کرنا اور  
 عروہ بن زبیر کا اگر حدیث امامت جبریل سننا کہ صحیحین وغیرہ میں مروی اس میں طہرائی کی ہدایت یوں ہے،

دع المؤذن لصلاة العصر فامسى عمر بن  
 عبد العزیز یقول ان یصلیہا۔  
 مروی نے نماز عصر کے لیے بلویا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز  
 نے شام کر دی اور ابھی نماز عصر نہ پڑھی۔ (ت)

یعنی عصرے شام کر دی اور بروز نماز عصر نہ پڑھی۔ امام قسطلانی شافعی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری و  
 علامہ عبد الباقی رزقانی مالکی شرح مؤطا میں فرماتے ہیں،

محمول علی انہ قاصب السماء  
 حدیث کی مراد یہ ہے کہ شام قریب آئی

۱/۲۲۱ لہ صحیح مسلم باب الصلوات الخمس مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱/۱۰۲ لہ شرح معانی الآثار باب مواقیط الصلوة = ایک ایم سعید کمپنی کراچی

۱۸/۲۵۹ لہ المعجم الکبیر للطبرانی مسند ابوسعید خدری حدیث ۷۹۶ مطبوعہ المکتبۃ الخیر فی صلیتہ





میں بالخصوص وہ صاف صریح مفسر نصوص آور انھیں بزور زبان بخاری و مسلم سب پاؤں کے عاقل رکھ کر مردود و اہیات بتائیے یا ان مسائل و محلات کے معارضی بنا کر شاہ مردود و مٹھرائیے یہ کیا مقصود انصاف و دیانت ہے یہ کیا محدث کی شان نزاکت ہے۔ اب تو کھدائے سب جعل کھن گیا، حق و باطل میزان نظر میں مل گیا، اقد واضح ہوا کہ یہ سب تو روایتیں بھی، انھیں محاورات سے ہیں جن میں دو آیتیں اور بارہ حدیثیں ہم نے نقل کیں ان سات سے مل کر کیسے مشائیں ہوئیں و باندہ توفیق۔

**جواب دوم** جانے دو ان میں قبل ان میں بعد یونہی سمجھ پھر نہیں کیا مضر اور تمہیں کیا مفید۔ شفقین دو ہیں: احمد و ابیض۔ اُن روایات قبل میں سپیدی مراد ہے اُن روایات بعد میں سُرخ۔ یوں بھی تو رض منہ فیج اور سب طرق مجتہ ہو گئے۔ حاصل یہ کہ رُشقی احمد دیتے کے بعد شفق ابیض میں نماز مغرب پڑھی اور انتظار فرمایا جب سپیدی ڈوبی شمس پڑھی۔ یہ بعینہ سارا مذہب مہذب اور سارے امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طر پر جمیع صوری ہے حقیقی تو جب ہوتی کہ مغرب بعد غروب سپیدی پڑھی جاتی اس کا ثبوت تو ہرگز نہ دے سکے۔ یہ جواب ہنگامہ ادیس ذہن فقیر میں آیا تھا پھر دیکھا کہ امام ابن الہمام قدس سرہ نے یہی افادہ فرمایا۔

ترجمہ روایت ہفتم سار حقی دھب، ص، دق و دھمة، بحث ۱۱۱ چلتے رہے یہاں تک کہ حق کی سفیدی اور عشا کی سیاہی تم ہو گئی۔ (ت) جس میں افق کی سپیدی جانے کے بعد نزول ہے۔

**اقول** و باللہ استغین اقول ایہ بھی کب رہی دس میں بھی وہی تقرر جاری جیسے باب الشفق پہلے کا وہ ان یغیب یوں ہی ذہب البیاض پہلے کا وہ ان یذہب۔

ثانیاً حدیث میں بیاض افق ہے نہ بیاض شفق، کذا و شرقی بھی افق ہے، بعد غروب شمس مشرق سے سیاہی اُٹھتی اور اُس کے اوپر سپیدی ہوتی ہے جس طرح طلوع فجر میں اس کا عکس، جسے قرآن عظیم میں حقی یقیناً مکر الخیط الا بیض من الخیط الاسود من الفجر (یہاں تک کہ فجر کے سیاہ دھانگے سے سفید دھانگے سے لیے واضح ہو جائے۔) فرمایا، جب فجر بلند ہوتی ہے وہ خیط اسود جاتا رہتا ہے، یونہی جب مشرق سے سیاہی بلند ہوتی ہے سپیدی شرقی جاتی رہتی ہے اور ہنوز وقت مغرب میں وسعت ہوتی ہے اور اس پر عمدہ قرینہ یہ کہ بیاض کے بعد فجر عشا سرشاد کا دھند لگا ہے کہ کوئٹہ گراما میں تیزی اور شمس کے سبب بعد غروب نظر کو خاسر ہوتا ہے جب تار سے کھل کر روشنی دیتے ہیں زائل ہو جاتا ہے جیسے چراغ کے سامنے سے تاریکی میں اگر کچھ دیر سخت ظلمت معلوم ہوتی ہے پھر نگاہ مٹھ جاتی ہے، زہر الہی میں ہے، فحمة

من سنن نسائی الوقت اندی یجمع فیہ المسافرین العرب والعشائر مہجوعہ کا رخا نہ تجارت کتب نور محمد کراچی ۹۹/۱



اُس وقت نماز پڑھی اور کہا اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا۔

راپعاً آجی! آپ تو بہت محدثی میں دم بھرتے ہیں صحیح حدیثیں بے وجہ محض تو رد کرتے آئے بخاری و مسلم کے رجال نا حق مرد و راویہ بنا سنے اب اپنے لیے یہ روایت حجت بنائی جو آپ کے مقبولہ اصولِ محدثی پر ہرگز کسی طرح حجت نہیں ہو سکتی اس کا ہذا ران الی کج پر سب وہ دس تھا اور یہاں روایت میں غلط کیا اور غصہ دس جہور محدثی کے مذہب مختار و معتد میں مردود و ناستند ہے اسی آپ کی مبلغ علمِ قریب میں ہے۔

عبد اللہ بن ابی نجیحہ یاسر الکلبی ابو یاسر الشقی، مولیٰ ہم، ثقہ، سخی یا القدس، و سبیادلس۔  
جہاد اللہ بن ابی نجیحہ یاسر الکلبی ابو یاسر الشقی، بخاری و ثقہ کا آزاد کردہ، ثقہ ہے، قدی ہونے سے مستم ہے۔ بسا اوقات غلطی کرتا ہے۔ (ت)

وہ قسم مرسل سے ہے قریب و تدریب میں ہے،

الصحیح، التفصیل، فہرست و اہ بلعظ محتمل لم یسب فیہ السماع، فہرست لا یقبیل، و ما بین قید، کسمعت، و حدیثا، و اخبثا، و شبہا، و مقبول یحتج بہ۔  
صحیح یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے، یعنی دس کی وہ روایت جو ایسے لفظ سے ہو جو سماع کا احتمال تو رکھتا ہو مگر سماع کی تصریح نہ ہو، تو وہ مرسل ہے اور غیر مقبول ہے، اور جس میں سماع کی صریحت ہو جیسے سمعت، حدیثا، اخبثا، اور ان جیسے لفظ تو رد نہیں ہے اور قابلِ استدلال ہے۔ (ت)

وہ مرسل کی نسبت آپ خود فرما چکے روایت مرسل حجت نہیں ہوتی نزدیک جماعت فقہاء و جہور محدثین کے یہ آپ نے اُس حدیث صحیح متصل کو مردود و مرسل بنا کر فرمایا تھا جس کا ذکر لطیفہ دہم میں گزرا جھوٹے اعلیٰ ارسال پر تو یہ جو کس و فردش اور پتے ارسال میں یوں جھٹک و خاموش، یہ کیا مقصد اے حیاء دینا نہت ہے۔

جواب سوم حدیث مذکور کے اصل کسی طریق میں نہیں کہ حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ غروبِ شفق ابیض غارِ معرب پڑھی نہ ہرگز ہرگز کسی روایت میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعدِ سفر وقت حقیقتہً قصاکر کے دوسری ماہ کے وقت میں پڑھنے کو فرمایا۔ ابنِ عسمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ سب یہ ہے کہ وقتِ مغربِ شفقِ الحمر تک ہے

الدامر قطعی عن ابن عمر، مرسل، و الصحیح وقعہ، اخادہ البیہقی والنووی، انہ قال، و اقلنی تہا بن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے، جیسا کہ پہلی اور نوی نے

سے تقریب التہذیب ترجمہ جہاد اللہ بن نجیح مطبوعہ مطبعہ فاروقی دہلی ص ۱۲۲

سے تدریب الراوی شرح تقریب الراوی القسم الثانی من النوع الثانی عشر دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/۲۲۹  
ف: معیار الحق ص ۱۰۱

افادہ کیا ہے کہ ابی عمر نے کہا ہے کہ شفق سحر خیز کو  
کہتے ہیں۔ (ت)

اور ہمارے نزدیک شفق ایسی نکتہ ہے جو الصبح سے دوایۃ والوجہ و درایۃ وقصۃ الدلیل  
فعلیہ التعلیل (یہی روایت صحیح ہے، اسی کو روایت ترجیح ہے اور دلیل کا تقاضا بھی یہی ہے اس لیے اسی پر اعتماد  
ہے۔ ت) ہمارا مذہب اسلاف کے صحیح مثل افضل الخلق بعد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و ائمہ المؤمنین صلی علیہم و آلہم و سلم  
معادین جبل و سید القراء ابی بن کعب و سید الخلفاء ابو ہریرہ و جید القدر بن سیر و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اکابر تابعین  
مثل امام اجل محمد باقر و امیر المؤمنین علی بن عبد العزیز و اسلاف کے تابعین مثل امام الشام و امامی و امام الفقہاء و  
المحدثین و الصالحین عبد اللہ بن مبارک و ذقر بن البذل و ائمہ لغت مثل مہر و ثعلب و خزاز و بعض کبار ائمہ شافعیہ مثل  
ابو سلیمان خطابی و امام مزنی قلید صاحب امام شافعی و غیر ہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے منقول کما فی عمدۃ القراء  
و عیۃ المستفی و غیرہ۔ اب اگر ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث ثابت بھی ہو کہ انہوں نے بعد غروب  
ابھی مغرب پر بھی تو صاف محفل کہ انہوں نے کسی سفر میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد شفق احر شفق  
ابھی میں مغرب اور اُس کے بعد شفا۔ پڑھتے دیکھا اور اپنے اجتہاد کی بنا پر یہی سمجھا جو کہ حضور و اہل اصحاب اللہ تعالیٰ  
وسلم علیہم نے وقت قصاکہ کے جمع قرانی اب حاسے اس طرح سے ثابت فرمائے کہ انہوں نے پہراست گئے بلکہ  
آدھی رات ڈھلے مغرب پر بھی یہ اُن کے اپنے مذہب پر ہی ہو گا کہ سب وقت خدا بری تو گھڑی اور پہر سب یکساں  
مغرب پر وقت رہے گا کہ ہمارے مذہب پر وہ جمع صوری ہی تھی جسے صحیح معنی سے اصلا علاقہ نہ تھا یہ تقریر مجھ اللہ  
تعالیٰ و فی و کافی اور مخالف کے تمام دلائل و شبہات کی داغ و بانی ہے اگر جنت ہے تو کوئی حدیث صحیح صریح  
ایسی لاؤ جس سے صاف صاف ثابت ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حقیقتہً شفق ابھی میں روز و وقت  
اجتماعی شفا میں مغرب پر بھی یا اس طرح پڑھے گا کہ فرمایا اگر بول اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی حدیث ایسی نہ دیکھ سکے  
بلکہ احادیث صحیحہ کہ جن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمع فرمایا اور اس کا حکم دینا آیا وہ حدیث ہمارے  
موافقی اور جمع صوری میں ناطق ہیں جن کا بیان واضح ہو چکا پھر ہم پر کیا جبر ہے کہ ایسی انتہائی باتوں مذہب خیالوں پر عمل  
کیں اور اُن کے سبب غاروں کی تعبیر و تفسیر اوقات کہ نصوص قاطعہ قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہے  
چھوڑ دیں۔ ہکذا ایضاً لتحقق واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی بطریق عقیل بن خالد عن ابی شہاب عن انس  
جس کے ایک لفظ میں ہے کہ غلہ کو وقت جمع تک تاخیر فرماتے،

الشیخان والیوداود والنسائی، حدیثنا قتیبة، بخاری، مسلم، ابوداود اور نسائی کہتے ہیں کہ حدیث

نہاد النوداود وابن موهب المعنی، قال لا تسأ  
المفضل ح والبخاری وحده، حدثنا حسان  
الواسطی، وهذا لفظه، ثنا المفضل بن  
فضالة عن عقيل عن ابن شهاب عن النسب  
بن النک، قال، کان رسول اللہ صلی اللہ  
تعالی علیہ وسلم، اذا اراد ان یصل قبل ان یتزیم  
الشخص، احرأ نظهر الی وقت العصر، ثم یجمع  
بینهما، وادار اعتنا الشخص قبل ان یرتحل  
صلی، اظهر ثم رکب.

بیان کی ہم سے قتیبہ نے — ابو داؤد نے اضافہ کیا ہے  
”اور ابن موهب المعنی نے“ دونوں متفقین سے روایت  
کرتے ہیں۔ یہی روایت بخاری نے بواسطہ حسان واسطی  
تنبہا بھی کی ہے، اور آئندہ الفاظ اسی کے ہیں حدیث  
بیان کی ہم سے مفضل نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب  
سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر زوال سے پہلے روانہ ہو جائے  
تھے تو ظہر کو صحر تک تو رکھ کر لیتے تھے، پھر دونوں اکٹھا  
پڑھ لیتے تھے — قتیبہ کے الفاظ یوں ہیں، ”پھر  
اُترتے تھے اور دونوں کو اکٹھا پڑھتے تھے“ اور اگر زوال ہو جاتا تھا۔ قتیبہ کے الفاظ یوں ہیں ”اور اگر  
روانگی سے پہلے زوال ہو جاتا تھا“ — تو ظہر پڑھ کے سوار ہوتے تھے۔ (د ت)

دوسرے لفظ میں ہے ظہر کو تو رکھنا ہے یہاں تک کہ صحر کا اول وقت داخل ہوتا پھر جمع کرتے۔

صحیح مسلم میں ہے، حدثنی عمر بن سائد ناقلہ — یہاں  
لمدانی ناقلہ جب سعد عن عقیل، ذکر،  
ومہ، احرأ نظهر حتى یدحل اول وقت العصر  
ثم یجمع بینہما۔  
جبریل مابن کی عمر سے عمرو بن سائد ناقلہ شہاب سے، اس نے  
بیٹ سے، اس نے سعد سے، انس نے عقیل سے،  
اس کے بعد روایت ذکر کی، اس میں ہے کہ ظہر کو  
تو رکھ کر یہاں تک کہ صحر کا اول وقت داخل ہو جاتا،  
پھر دونوں کو جمع کر لیتے۔ (د ت)

قتیبہ لفظ میں یہ لفظ رائد ہے کہ مغرب کو تاخیر کرنے بیان تک کہ شفق ڈوبنے کے وقت اُسے اور عشا کر جاتے  
یا انہیں جمع فرمائے کہ شفق ڈوب جاتی۔

صحیح مسلم میں ہے، حدثنی ابو الطاهر عمر بن سائد  
قال ناقلہ وہب شی جابر بن اسمعیل عن  
عقیل، ومہ، ینوخر المغرب حتى یجمع  
حدیث بیان کی مجھ سے ابو الطاهر اور عمرو بن سواد نے  
ابن وہب سے، انس نے جابر سے، اس نے عقیل  
سے۔ اس میں ہے کہ مغرب کو تو رکھ کر لیتے تھے یہاں تک

بينهما وبين العشاء حين يغيب الشفق . ورواه  
النسائي ، قال ، اخبرني عمرو بن سواد  
بن الاسود بن عمرو ، وابوداود مختصرا ،  
قال ، حدثنا سليمان بن داود السهمري  
كلاهما عن ابن وهب ، به ، ورواه  
الطحاوي حدثنا يونس ، قال ، انا ابن  
وهب ، وفيه ، حق يغيب الشفق .

کر اس کو اور عشاء کو جمع کر لیتے جب شفق غائب  
ہوتی تھی ۔ اس روایت کو نسائی نے بھی بواسطہ  
عمرو ابن سواد ابن اسود ابن عمرو ، اور ابوداود نے  
بھی مختصراً بواسطہ سلیمان ابن داود السهمری بیان  
کیا ہے (عمرو اور سلیمان ، دونوں نے یہ روایت  
ابن وہب سے لی ہے ۔ اور طحاوی نے اس کو  
بواسطہ یونس ، ابن وہب سے لیا ہے ۔ اس میں  
تینوں تک کہ شفق غائب ہو جاتی تھی ۔ ( ت )

غیبت شفق کے جوابات شافعیہ کو کراۓ اور پرگز سے طحاوی کو بڑا ناذ یہاں ان لفظوں پر ہے کہ ظہر کو وقت عصر  
تک مؤخر کرنا کر جمع کرتے اس پر حتی کے معنی میں لاط کی نحویت گھا کر فرماتے ہیں پس مطلب یہ ہوا کہ تاخیر ظہر کی  
اس حد تک کرتے کہ عقیقی تاخیر کا اول وقت عصر کا ہو تا یعنی ابھی تک ظہر نہ پڑے کہ عصر کا وقت آجاتا ان معنی سے  
کسی کو انکار نہیں مگر محققین منصفین کو اول وقت عصر کا عقیقی تاخیر کا ہے نہ نماز ظہر کا اگر ظہر کا ہو تو تم کیجیے بیشک کے  
چکو مے نہیں بنے کہ بعد ہو چکے ظہر کے اول وقت عصر تک ہو چکے کرنا ساتھ عصر کے کوں طرح ہوا احکاماً منہذا۔  
ان لن نزدیکیوں کا جواب بہت واضح ہے عصر یا اول وقت عصر یا اول وقت عصر تک  
ظہر کو مؤخر کرنے کے جس طرح یہ معنی ممکن کہ ظہر نہ پڑی یہاں تک کہ وقت عصر داخل ہو اور نہ ہی یہ بھی منظور کہ ظہر میں  
اس قدر تاخیر فرمائی کہ اس کے تم ہوتے ہی وقت عصر آگیا خود علمائے شافعیہ ان معنی کو تسلیم کرتے ہیں صحیح بخاری  
شریف میں فرمایا : باب تاخیر الظہر الی العصر . امام حنفی شافعی نے فتح الباری پھر قسطلانی مثقف نے  
ارشاد الساری میں اس کی شرح فرمائی :

باب تاخیر الظہر الی اول وقت العصر ، بحیث  
انہ اذا فرغ منہا یدخل وقت تالیہا ، کلا انہ  
یجمع بینہما فی وقت واحد .  
باب ، ظہر کی تاخیر عصر کے ابتدائی وقت تک کہ جب  
ظہر سے فارغ ہو ، عصر کا وقت داخل ہو جائے ، نیز  
کہ ایک ہی وقت میں دونوں کو جمع کرے ۔ ( ت )

۱/۲۴۵ مطبوعہ مستدیری کتب خانہ کراچی

سکھن ابی داؤد ۱/۱۴۲ شرح معانی الآثار ۱/۱۱۲

۱/۹۹ سنن نسائی الوقت الذی یجوز فیہ ما زاد فی العرب والعشاء مطبوعہ فور محمد کا خانہ تجارت کتب کراچی

۱/۷۰ صحیح البخاری باب تاخیر الظہر الی العصر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱/۲۹۱ متہ ارشاد الساری . . . . . دار المکتب العربیہ بیروت

۳۷۷، ۳۷۸

حافظان کے نظریہ ہیں۔

المراد انہ صدمہ رافہ صہاد خمس وقت ملا یہ ہے کہ ظہر سے فارغ ہوتے ہی عصر کا وقت داخل  
 العصر، کما سیاقی عن ابی الشعثاء؟ ہو گیا، جیسا کہ عنقریب ابوالشعثاء سے آ رہا ہے۔ مدت  
 اور اُس سے فارغ ہوتے ہی جو عصر اپنے شروع وقت میں پڑی جئے پڑا ہوا دونوں نمازیں جمع ہو جائیں گی تو  
 اس سے کہ ترتیب یا جی جیسا کے محال کما صریح جمالت ہے۔

اقول وہاذا التفتی تحقیقی مقام یہ ہے کہ یونخر الظہر میں ظہر سے صلاۃ عصر مراد ہونا تو یہی نمازی  
 قابل تاخیر و تجیل سے نہ وقت میں کی تاخیر و تجیل متعذر وراثت جہاد میں نہیں اور صلاۃ ظہر حقیقتہً تکبیر تحریر سے سلام  
 تک مجموعہ اعمال کا نام ہے نہ ہر فعل یا آغاز نماز کا کہ جزو نماز سے اور ایسے حقائق میں جزو شے نہیں جو اسم  
 کسی مرکب محو، جزائے متعاقبہ فی الوجود کے مقابل موصوع ہو بشرط حقیقت اُس کا صدق جزو آخر کے ساتھ  
 ہو گا نہ اُس سے پہلے مثلاً مکان اس مجزئہ و مستق و غیرہ کا نام ہے تو جب یہ بھری گئی یا پہلی اینٹ  
 چمائی کی رکھی گئی مکان رکھیں گے پس قبل فراغ حقیقت صلاۃ جسے شرعاً مکمل نماز گئے اور معتبر کے تحقق نہیں تو  
 بحکم حقیقت انتہائے تاخیر نماز میں وقت فراغ پر سے دو وقت تکبیر کہ بنو زمانہ عدم صدق اسم باقی ہے اب حدیث کے  
 الفاظ دیکھیے تاخیر نماز کی انتہا ہے وقت عصر یہ تاخیر کہ تاخیر نماز پر تھی تو ثابت ہوا کہ ظہر سے  
 فراغ وقت ظہر کے جزو اخیر میں ہوا یہی بعینہ ہمارا مقصود ہے اگر مصلیٰ وہ بے باقی جو طاعتی بتاتے ہیں کہ اول وقت  
 عصر میں نماز نہ شروع کی تو تاخیر نماز اول وقت عصر پر فسخ ہوئی جبکہ اوسط وقت عصر تک رہی یہ خلاف ارشاد حدیث  
 ہے تو جماعہ حقیقت شریعہ معنی حدیث وہی میں جنہیں ملائی ترتیب نصوص بتا رہے ہیں ہاں ہی زائد آغاز نماز پر بھی  
 اسم نماز اطلاق کرتے ہیں تو ہمارے اور طاعتی کے مسمیٰ میں وہی فرق ہے جو حقیقت و مجاز میں۔ لہذا اس بیان  
 بل البرہان سے واضح ہو گیا کہ ملائی کا مضمنا سے تاخیر و مضمنا سے نماز ظہر میں تفرقہ پر حکم کرنا جہالت تھا ملائی نے اتنا  
 سچ کہا کہ متے تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا آگے بویہ حاشیہ چڑھا یا کہ معنی ابھی تک ظہر پڑھتے کہ وقت عصر آج  
 تراوے جے دلیل ہے طرفہ دیگر خود بھی حضرت نے انہیں لفظوں سے تعبیر کی جس میں دونوں معنی ممکن مگر معتدل و  
 و با بیت تو باجماع فقہی طریقہ تعیین پر ہیں و اللہ اعلم۔

ثم اقول و بحول اللہ اصول (پھر میں کتابوں ارشاد کی طاعت عزت تراہی ظہر کی وقت عصر تک تاخیر  
 درکنار اگر صاف یہ لفظ آئے کہ ظہر اول وقت عصر میں پڑھی مدعا سے مخالفت میں نص نہ تھی ظہر ہی وحشائیں میں

آخر وقت اول و اول وقت آخر ان واحد فصل مشترک میں الزام نہیں ہے اور صلاۃ پہلے ابتداء صلاۃ اور قرائت عن الصلوۃ دونوں مستقل تو حکم مقدمہ اولیٰ جس نماز کے فرائض پر اس کا وقت ختم ہو جائے اسے جس طرح لوں کہہ سکتے ہیں کہ اپنے وقت کے بعد۔ اخیر میں تمام ہوتی یونہی یہ بھی کہ وقت آئندہ کے جو۔ اول میں اس سے فرائض ہو اور حکم مقدمہ ثانیہ تعبیر ثانی کو ان غفلتوں سے بھی اوکر سکتے ہیں کہ نماز وقت آئندہ میں پڑھی کہ نماز پڑھنا فرائض عن الصلاۃ تھا اور فرائض عن الصلاۃ آخر وقت میں ہو اور آخر وقت ماضی اول وقت آتی ہے ولہذا سابقوں احادیث مذکورہ امامت جبریل و سوال سائل میں جب کہ بظاہر عصر ماضی و ظہر حال دونوں ایک وقت پڑھنا نکلتا تھا بلکہ حدیث امامت عند الترمذی و حدیث سائل عند ابی داؤد میں صاف تصریح تھی کہ آج کی ظہر کل کی عصر کے وقت پڑھی خود امام شافعی و جہور علی سے کہ ہم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان میں صلاۃ عصر و روزہ کو ابتداء نماز اور صلاۃ ظہر و روزہ کو فرائض نماز پر حمل کیا یعنی ایک مثل سایہ پر کل کی عصر شروع فرمائی تھی اور آج کی ظہر ختم، اسی کو یوں تصویر فرمایا گیا کہ ظہر و روزہ عصر و روزہ کے وقت میں پڑھی امام اعلیٰ ابو ذر کیا نووی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ شرع صحیح مسلم شریف میں زیر حدیث اذا صلیتم الظہر فامہ وقت الہ ان یا عصر العصر (جب تم ظہر کی نماز پڑھنا چاہو تو حضرت تک سارا وقت ظہری کا ہے۔ ت) فرماتے ہیں،

احتمال شافعی و الاکثرون بظاہر الحدیث	امام شافعی اور اکثر علما نے اسی حدیث کے ظاہر سے
الذی یحییہ و انجابہ عن حدیث حماد	استدلال کیا ہے جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اور جبریل
عبد السلام، بان معناه، فرغ من الظہر	علیہ السلام کی حدیث سے یہ جواب دیا ہے کہ پہلے وہ
حین ہد ظل کل شیء مثله، و شریع فی	جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا تھا تو اس وقت
العصر فی اليوم الاول حین ہد ظل کل	ظہر کی نماز سے فارغ ہو گئے تھے اور دوسرے دن
شیء مثله فلا اشتراک بیدہما	جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوا تھا تو اس وقت
عصر کی نماز شروع کی تھی۔ اس طرح دونوں کا (ایک ہی وقت میں) اشتراک نہیں پایا جاتا۔ (ت)	

حرفات شرح مشکوٰۃ میں ہے،

فی روایۃ، حین کان ظل کل شیء مثله، کو وقت	ایک روایت میں ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے
العصر بالاصح۔ ای فرغ من الظہر ح،	برابر ہو گیا تھا، جیسا کہ گزشتہ کل اسی وقت عصر کے
کما شریع فی العصر فی اليوم الاول ح حیث	وقت تھا۔ یعنی آج اسی وقت ظہر سے فارغ ہوئے تھے
قال الشافعی، و یجوز متعذر اشتراکهما فی	جیسا کہ گزشتہ کل اسی وقت عصر میں شروع ہوئے تھے



نام شاہی نے کہا کہ اسی سے ایک وقت میں ان کے شراک  
کا اتنا مل تم ہو جاتا ہے۔ (د)

**ثم اقول** ہاں میں علماء سے کیوں نقل کروں خود ملا جی اپنے ہی نکلے کو نہ روئیں اقرآن کن ہاتھ کفی بنضد  
الہیوم علیک شہیداً (پڑھو اپنی کتاب کو، آج تم خود ہی اپنے آپ پر شہید کافی ہو۔ ت، مسئلہ وقت ظہر میں  
جو ایک مثل کا ثبات پیش نظر تھا پاؤں تے کی سوچی آگاہی بچا ہے سوچے کجے صاف صاف انہیں معنی کا اقرار کر گئے  
یہ کیا خبر تھی کہ ذوق قدر عمل کر یہ اقرار مان لا آزار ہو جائے گا حدیث سائل بروایت نبی من جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نقل کر کے فرماتے ہیں، معنی اس کے یہ ہیں کہ پہلے دن ظہر جب پڑھی کہ سب ایک مثل آگیا اور دوسرے دن ظہر  
سے ایک مثل پڑھا رہا ہوئے یہ معنی ہیں کہ ظہر پڑھنی شروع کی دوسرے دن اسی وقت میں جس میں پہلے دن عصر  
پڑھی تھی اور غصا۔ کیوں ملا جی! جب صلاۃ بمعنی فراغ من الصلاۃ آپ خود لے رہے ہیں تو آخر ظہر کے معنی آخر فراغ  
من الظہر کیا کیوں تعریف نفوس ہو گیا، ہاں اس کا علاج نہیں کہ شریعت تمہارے گھر کی سب اپنے لیے تعریف  
تبدیل انکار تکمیر ہے جو چاہو علال کرو۔ ہرگز یہ سب کہ فقط اسی پر قناعت نہ کی جائے گا بھلا جو حدیث امامت جبریل  
من ہی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی نقل کی اور ابو داؤد کے لفظ چور ذکر خاص ترمذی ہی کی روایت فی میں میں صاف  
نقل کیا کہ ظہر امر دوزہ عصر دوزہ کے وقت میں پڑھی اور نکال نکش عالمی اسے بھی نکل دیا کہ معنی اس کے بھی وہی  
ہیں جو حدیث نبوی کے بیاہیئے گئے یہی پہلے دن عصر شروع کی ایک مثل پڑا دوسرے دن فراغ ہوئے ظہر سے  
ایک مثل پڑا۔ ملا جی! جب ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھنا ان صریح لفظوں کے بھی خود یہ معنی لے رہے ہو  
کہ نماز پڑھی تو اپنے وقت میں مگر اس سے فراغ دوسری کے ابتداء سے وقت پر ہوا تو اب کس منہ سے یہ حدیث اثبات  
جمع میں پیش کرتے اور انہیں نص صریح ناقابل تاویل بتاتے ہو ان میں تو تصریح دکھائی دے کہ جو صاف صاف اس حدیث  
ترمذی میں تھی جب اس کے یہ معنی بنا رہے ہوں ان کے بدرجہ اولیٰ نہیں لگے اور اول تا آخر تھارے سب دعوے

محس قیاس و مناسب المقام ہذا الشہادۃ قرآن کریم سے اقتباس ہے اور مقام کے مناسب  
لا المحاب ۱۲ منہ (م)  
یہاں پر شہادت ہے نہ کہ حساب اس لیے حبیب کی  
بلکہ شہید آگیا ہے (د)

لہ مقدمات المفاتیح الفصل الثانی من باب المواقیت مکتبہ امدادیہ طہان  
سہ تقریر ۱۴/۱۳۔ فل معیار الحق مشہد چہاں بحث آخر وقت ظہر مکتبہ نیریہ لاہور ص ۳۱۵ ع ایضاً ص ۲۲۱

قل موقو بغیظہ کہ نہیں گئے انصاف ہو تو ایک ہی حرت تھاری ساری عزت کو پہلی منزل پہنچانے کے لیے بس سب سے دیر  
 ، لحد یہ کلام تو ملائی کی جہاتوں سے متعلق تھا اب مثل حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حدیث کے بھی جواب بہن الہی  
 اسی طرز صواب پر لیجئے وباللہ التوفیق۔

**جواب اول** دخول عصر سے قرب عصر مراد ہے جس کی ایکس شالیں آیات و احادیث سے گزریں خصوصاً حدیث  
 ہشتم میں ہم نے روایت صحیح صحیح مسلم و نسائی و ابی داؤد و سنن نسائی سے دو وثیق ثبوت دیا کہ دوسرے وقت تک تاخیر  
 درکنار ایک نماز اپنے آخر وقت میں دوسرے وقت کے قریب پڑھے کو کما یماں تک کہا جاتا ہے کہ دوسری نماز کے  
 وقت میں پڑھی

الحمد للہ الجواب اشار الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ، حدیث قال ، قد یحتمل ان ینکون  
 قولہ ، الی اول وقت العصر ، الی قسرب اول وقت العصر  
 اسی جواب کی طرف امام طاہری نے اشارہ کیا ہے انہوں نے  
 کہا ہے کہ اول وقت عصر سے مراد اول وقت عصر  
 کا قریب ہوتا ہے۔

(د)

**جواب ثانی ، اقول** وقت ظہر و مثل مجہد خواہ ایک اُس کی حقیقت و اقیسکا ادر اک طاقت بشری سے  
 خارج ہے آسمان بھی صاف ہو زمین بھی صاف ہو تاہم پائش اقدام یا کوئی چیز زمین میں کھڑی کر کے ناپنا تو ہرگز  
 غایت تعین مقدار تک بھی مانع نہیں ہاں آسمان و زمین ہمدیہ ہے وہ بھی تنیف امر ہرگز نہیں بتا سکتا۔  
 اولاً درے کی سمت شمس کا ، سطر اسطر و دائرة الافق سے اُس کی پوری موازات مقبالتس کا سطح دائرة  
 نصف النهار سے ذرہ بھر مائل نہ ہونا مدخل و محرک کے نقاط ماہجیزہ کی صحیح تعین قوس عصرہ کی ٹیکہ تنقیف  
 پتھر نعل کا خط ماہجیری پر واقعی انطباق پھر اُس کی حقیقی مقدار پھر اس پر مثل یا مثلیں لے کر کی جیسی ریادت ان  
 میں سے کسی پر جرم متبصر نہیں۔

ثانیاً لغرض محال عادی یہ سب حق حقیقت پر مبنی بھی ہو جائیں تاہم خط نصف النهار کا سطح خط نصف  
 النهار میں ہونا معلوم نہیں بلکہ نہ ہونا ثابت و معلوم ہے کہ جس وجہ تعاطف معدل و منقطعہ اپنی سیر خاص سے ظہر بحر  
 بھی ایک مدار پر نہیں رہتا تو منقطعہ ما بین المدخل و المخرج ہمیشہ خط نصف النهار سے شرقی یا غربی ہے مگر جبکہ  
 دائرة الزوال پر مرکز تیر کا انطباق اور احد انقلابین میں حلول آبی واحد میں ہو اور وہ سایہ تیر نا دور ہے  
 ثالثاً اسناد کو بھی فرض کر لیجئے تاہم علم کی طرف اصلاً سبیل نہیں کہ حلول انقلاب یا وصول اترہ جانتے

کے طرق و زیجات میں موضوع ہیں سب ظنی و تخمینی ہیں کسی کو کب کی تعمیر حقیقی معلوم کرنا حساب کا کام ہے نہ ارباب دکا ،  
 بعد اول حیوب ، لکھال و تیرول و اوسطا و تعاویذ مراکز و مواضع ادبیات و تفاوت ایام حقیقیہ و وسطیہ و فصل ماہین  
 المرکزی و غرض و اطوال بلاد و درج و اجزائے استوائیہ و طوابع و مطالع بلدیہ و غیرہ امور کہ اسس اور ان کے فواید  
 میں سب فی انفسا محض تخمین ہیں اور اسس پر اثبات زیجات برفہ و استقا و حصص کسرات تخمین بالا سنے تخمین پاک ہے آ  
 جس نے بہر تغیر و تغیر میں بحر و جبل بشر کو طہر کر دیا و ذرۃ عالم سے اپنے کمال طرہ قدرت کو جلوہ دیا ۔

سبحنک لا عدولنا الام حلت انت انت العظیم      تو پاک ہے ہمیں علم نہیں گھڑتے کی تو نے تعلیم دی ہے  
 الحکیم      تو ہی علیم حکیم ہے ۔ دت ۔

وہذا متقی و قیقین سے کچھ پہلے اور کچھ بعد تک حادثہ علی کے نزدیک وقت مشکوک ہے اسی کو وقت میں الوقتین  
 کہتے ہیں اس میں نظر ناظر کہیں حالت شک میں رہتی ہے کہیں بقاء سے وقت اول کہیں دخول وقت آخر گمان کرتی ہے اور  
 واقع وہ ہے جو رب العزت جل و علا کے علم میں ہے صاحب وحی خصوصاً عالم علوم الاولین و الآخرین صل اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم جبکہ مہادی العظیم الخبیر (آگاہ کیا ہے مجھے علم واسلے اور خبر واسلے ۔) میں وقت حقیقی پر مطلع ہو کر  
 ہمارے نظریے اخیر وقت میں ادا رہا ۔ اور سب سے پہلے ہی حادثہ کی رائے حقیقی جو خاص علم الہی میں متقی  
 شروع ہو جاتے اور دیگر ناظرین کو وہی سے ہو نہیں سکتے براہ استنباط اسے وقت آخر میں گمان کریں اصلاح محل تعجب  
 نہیں نہ معاد اللہ اس میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کسر نشان کہ علوم خاصہ محمد رسول اللہ صل اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم میں حضور کا شریک نہ ہونا کچھ مہادی سماعت میں بلکہ واجب و لازم ہے فقیر غفرلہ الموسی القدر ان حدیث  
 کثیرہ سے خاص اس جزئیہ کی لطیفی پستیں کر سکتا ہے کہ حضور اقدس صل اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیسے وقت غازیں  
 پڑھیں یا سحری تناول فرمائی کہ ماطرب کو بقاء سے وقت میں شک یا غروب وقت کا گمان گزرتا بلکہ اجلہ صدیقی صحابہ  
 کی تمیز و معرفت میں دیگر ناظرین شریک نہ ہوئے علم محمدی تو علم محمدی ہے صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، مثلاً :

حدیث ۱ حدیث سائل کہ صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و مسند امام احمد و ترمذی ، ماہ ابن ابی  
 و مصنف طحاوی میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس میں ظہر و زوال کی نسبت مسلم و سنن  
 کی روایت یوں ہے :

اقامہ یا نظمو حیث نہ انت الشمس ، والفقائل      سورج دھلتے ہی ظہر کی اقامت کن اسس حال میں کہ  
 يقول : قد اتممت الہمار ، وھو کانت      کچھ والا کہے ٹھیک دوپہر ہے اور حضور صل اللہ



طلوع الصبح العامة ، وقد ظهر له صلى الله  
تعالى عبود وسلطانوه ، انا يا محمد اد  
بغیرہ  
طلوع کرنا ظاہر نہ ہوا تھا حضور پر نور صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی وغیرہ سے معلوم  
ہو گیا۔

حدیث ۳ صحیح بخاری شریف میں عبد الرحمن بن زید نخعی سے خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
عنه کی نسبت ہے۔

ثم صلى العجرجين طلع العجرج ، قائل  
يقول ، طلع العجرج ، وقائل يقول ، لعل  
يطلع العجرج ، واوله ، قال ، خرجنا مع  
عبدالله الى مكة ، ثم قد صاحبنا الحديث  
يعني تم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ  
جگہ کو چلے مزدلفہ پہنچے وہاں حضرت عبداللہ نے  
نہاڑ فجر طلوع فجر ہوتے ہی پڑھی کوئی کتا فجر ہو گئی ہے  
کوئی کتا ابھی نہیں۔

حدیث ۴ امام ابو جعفر طحاوی انہیں عبد الرحمن نخعی سے راوی ،

قال صلى عبد الله باصحابه صلاة المغرب فقام  
اصحابه يترأون الشمس ، فقال ، ما تظرون؟  
قالوا ، نظرا غابت الشمس! فقال عبد الله ،  
هد ، والله الذي لا اله الا هو ، وقت هذه  
الصلاة الحديث .  
یعنی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اصحاب کو  
ماز مغرب پڑھائی ان کے ، اصحاب اٹھ کر سورج دیکھنے  
لگے ، عرض کیا دیکھتے ہو ، عرض کی ا یہ دیکھتے ہیں  
کہ سورج ڈوبا یا نہیں افرایا قسم اللہ کی جس کے  
سوا کوئی تہا معبود نہیں کہ یہ عین وقت اس کی رکعت ہے۔

تازہ سے فارغ ہو کر بھی ان کے اصحاب کو شبہ تھا کہ سورج اب بھی غروب ہوا یا نہیں فان صلی  
حقیقۃ فی لفعل دون الاسادة والفاء للتعقيب (کیونکہ صلی کا حقیقی معنی تازہ پر سنا ہے ذکر زاد کرنا اور  
تازہ تعقیب کے لیے ہے۔ ت۔

حدیث ۵ بخاری مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ طحاوی للرقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زید  
بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ،

قال اتحرفنا مع رسول الله صلى الله  
ہم نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ

۲۰/۱	مطبوعہ دارۃ الطباعة المنيرية بيروت	باب صلاة الفجر بالزوالفة	لغة عمدة القاری شرح بخاری
۲۲۸/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب منی لصلی الفجر کتب	لغة صحیح البخاری
۱۰۰/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب بواقیت الصلوة	لغة شرح معانی الآثار

تعالیٰ علیہ وسلم، ثم قمنا الى الصلاة، قلت،  
 کمرکان قدس ما بینہما؟ قال، خمسین  
 آية۔  
 سحری کھائی پھر نماز فجر کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں نے  
 پوچھا سچ میں کتنا فاصلہ دیا، کہا پچاس آیتیں  
 پڑھنے کا۔

حدیث ۶ بخاری و سنن بطریق قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،  
 ان ہی، اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و  
 مرید بن ثابت تسعرا، فلما قرعنا من سجودهما  
 قد نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الى  
 الصلاة فخطت، قلت لانی، کمرکان بین  
 قرعتهما من سجودهما وخطولهما ف  
 الصلاة؟ قال، قدر ما یقرؤ الرجل  
 خمسین آية۔  
 یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مرید بن ثابت رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ نے سحری تناول فرمائی جب کھانے سے  
 فارغ ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نماز صبح کے لیے کھڑے ہو گئے نماز پڑھ لی میں نے انس  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا سحری سے فارغ اور  
 نماز میں داخل ہونے میں کتنا فاصلہ ہوا، کہا اس قدر  
 کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے۔

امام طوریشی حنفی پھر علامہ طبری شافعی پھر علامہ غزالی قاری شرح مشکوٰۃ میں، اس حدیث کے نیچے  
 فرماتے ہیں،

هذا تقدير لا يجوز لمعوم المؤمنين الاخذ  
 به، وانما احذ رسول الله صلى الله تعالى  
 عليه وسلم لا اطلاع الله تعالى اياه، وكان  
 صلى الله تعالى عليه وسلم معصوما عن  
 الخطأ في الدين۔  
 براۓ ذہ ہے کہ عام امت کو، اسے اختیار کرنا جائز نہیں  
 سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، اسے  
 اس لیے اختیار فرمایا کہ رب العزت جل و علا نے حضور  
 کو وقت حقیقی پر اطلاع فسخہ، فی مکی اور حضور  
 پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین میں خطا سے  
 معصوم تھے۔

حدیث ۷ سنن و طحاوی بر بن جمیش سے راوی،  
 قال، قلت لعذیقة، ای ساعة تسحرت مع  
 ہم نے تیرے ہمراہ نبی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ نے

۱/۸۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی باب وقت الصبح صحیح البخاری  
 ۱/۸۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی باب وقت الفجر صحیح البخاری  
 ۱/۱۲۳ مطبوعہ مکتبۃ اعدیہ طہان باب تعیلی الصلوات الشفاء من شکوۃ الصباغ الفصل الاول من باب تعیلی الصلوات

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، قال،  
 هو انہما ر، الا ان الشمس لم تطلع  
 امام طحاوی کی روایت میں یوں صاف تر ہے :

قلت، بعد الصبح، قال، بعد الصبح،  
 غیر ان الشمس لم تطلع  
 میں نے کہا بعد صبح کے کہا یاں بعد صبح کے مگر آفتاب  
 نہ نکلتا تھا۔

رائے فقیر میں ان روایات کا عہد عمل یہی ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علم نبوت  
 کے مطابق حقیقی زمانے میں پھر ہی سوال فرمائی کہ فراغ کے ساتھ ہی صبح چمک آئی مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو  
 گمان ہوا کہ سحری دن میں کھائی بعد صبح اور، قسری جو شخص سحری کا بچہ نہ لکھا کر آسمان پر نظر اٹھائے تو صبح طالع پائے  
 وہ سو اس کے کیا گمان کر سکتا ہے۔

حدیث ۸ ابوداؤد نے اپنی کسب میں باب وضع کیا، باب المسافر و هویشک فی الوقت۔ اور  
 اس میں انہیں اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس کی حدیث میں ہم یہاں کلام کر رہے ہیں روایت کی :

قال، کنا ادا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر، قلت، ان  
 الشمس اولہ تزل، صلی الظهر ثم ارتحل  
 جب ہم حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کے ہمراہ رکاب سو میں ہوتے تھے ہم کہتے سورج اٹھ گیا  
 ابھی اٹھا ہی نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 اس وقت نماز ظہر پڑھ کر گریز فرمادیتے۔

حدیث ۹ ابوداؤد اسی باب میں اور نیز نسائی و طیبری انہیں اس رضی اللہ عنہ سے راوی،  
 کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادا  
 فزکامہ لا لم یرتحل حتی یصلی الظهر،  
 فقال لہ من اجل، وان کان نصف النہار، قال،  
 وان کان نصف النہار شی  
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی منزل میں  
 اترتے بے ظہر پڑھے کو پڑھ نہ فرماتے۔ کسی نے کہا  
 اگرچہ دوپہر کو، فسر، یا، اگرچہ  
 دوپہر کو۔

۳۰۳/۱	سنن النسائی	الحث علی السجود ذکر الاختلاف الخ	مطبوعہ دار محمد کتب خانہ کراچی
۳۰۴/۱	شرح صفائی الآثار	کتاب الصیام	مطبوعہ دار اہل بیت مدینہ کراچی
۱۰۰/۱	سنن ابی داؤد	باب المسافر صلی الخ	مجتبائی لاہور
۱۰۰/۱	کے دہ	" " " " " "	" " " " " "

نسائی کے نظریوں میں،

فقال من جسد وانكحات ينصف النهار قال د  
یعنی کسی نے پوچھا اگر چہ وہ نماز دوپہر میں ہوتی فرمایا اگرچہ  
انکحات ينصف النهار۔  
دوپہر میں ہوتی۔

**لطیفہ اقوال** ملا جی کو دیر منظور ہے کہ جہاں جیسے بنے اپنا مطلب بنائیں یہاں تو قول آئیں رضی اللہ تعالیٰ  
عنه کہ وقت عصر کا آغاز ہوتا ایسی تحقیق یقینی پر عمل کیا جس میں اصل گنجائش تاویل نہیں اور مسئلہ وقت ظہر میں جب  
علامہ حنفیہ نے حدیث صحیح حلیل صحیح بخاری شریف سے استدلال کیا کہ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ایک سفر  
میں ہم حاضر کباب سعادت سلطان رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعہ تھے مڑوں نے ظہر کی اذان دینی چاہی مسدود یا  
وقت ٹھنڈا کر دیر کے بعد انھوں نے پھر اذان کا قصد کیا پھر فرمایا وقت ٹھنڈا کر، ایک دیر کے بعد انھوں نے پھر  
ارادہ کیا فرمایا ٹھنڈا کر، حق ماوی العدل الدول (یہاں تک کہ نیلوں کا سایہ ان کے برابر آگیا، سید عالم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ان شدة الحر من فیہ جحیم (گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے،  
قرآن میں نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو، ظاہر ہے کہ ٹھیک دوپہر صومناحہم گرامی کہ وہی زمانہ ارادہ ہے نیلوں کا  
سایہ اصلاہیں ہوتا بہت دیر کے بعد ظاہر ہوتا ہے، امام اہل اورد کرنا قوی شافعی شریعہ مسلم شریعت میں دیتے ہیں،  
التكول منبطحة غیر منقصة ولا یحیرہ  
فی فی لعدۃ الا بعد نزول الشمس بکثیر  
امام ابن شیرازی شافعی سایہ میں فرماتے ہیں،  
من مبطحة لا یظهر لها ظل، الا اذا ذهب  
اکثر وقت ظہر۔

نیپے پست ہونے میں ای کے لیے سایہ ظاہر ہی نہیں  
ہوتا ملاحظہ طرک اکثر وقت جاتا رہے۔

جب خود اکثر شافعیہ کی شہادت سے ثابت اور میر مناجہ و عقل و قواعد علم ظل شاہد کہ نیلوں کے ساتھ کی  
استدلال سے بہت دیر کے بعد ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ سایہ نیلوں کے برابر اس وقت پہنچے گا جب بلند چیزوں کا سایہ  
ایک مثل سے بہت گزر جائے گا اس وقت تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کرنے کا

مسئلہ النسائی اول وقت ظہر حدیث ۳۹۹ مطبوعہ المکتبہ السلیبیہ لاہور ۵۸/۱  
شیخ البخاری باب الارادہ بالظہر فی السنۃ دار العرفۃ - قادی کتب خانہ کراچی ۷۷/۱  
تہ شریعہ الصبیح مسلم باب استجاب الارادہ بالظہر - - - ۲۳۴/۱  
کتاب بخاری شرح البخاری باب الارادہ بالظہر فی السنۃ - - - ۱۶/۲

نوٹ، یہ جو رسمیں بسیار کے باوجود نہایت سے نہیں مل سکا اس لیے فقہ اہل باری سے نقل کیا ہے۔ تیسرا سید



حکم فرمایا اور اس کے بعد فرمودی کہ اجازت ادا ہوئی تو بلا شبہ دوسرے مثل میں وقت نظر باقی رہتا تا بہت ہوا  
جس کا کہنا ہے ہمارے ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے کاغذ پر ہے برویل سے علیحدہ اللہ تعالیٰ کا جواب بھی یہاں تو جی حالت اضطراب  
میں فرمائی کہ مساوی گنت راوی بھی سیدہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سایہ یوں کوٹا ہر ہے کہ ٹھیکتا اور تقریباً ہے نہ  
باینظر کہ گزر رکھ کر پائے۔ کیوں حضرت سیدہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو گزر رکھ کر نہ پاپا تھا جو بھی ٹھیکتا مساوات  
بتا دی مگر اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر رکھ کر پائے لینا آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا آخر دخول وقت حضور فوسی تو معلوم ہو گا کہ  
سایہ اس قدر کہ پہنچنے اُس کا ظم ہے پائے کہوں کہ جو، بلکہ یہاں تو قابضہ دو ناہوں کی ضرورت ہے یکساں وقت  
نصف النہار کہ سایہ اصلی کی مقدار میں دوسرے اس وقت کہ سایہ بعد ظل اصلی مقدار مطلوب کو پہنچا یا نہیں، حسب  
اُسوں نے ایک ناپ نہ کی ہو سکی ٹھیکتا فرمادیا اُنھوں نے دو ناپ میں کا ہے کہ کی ہوں گی، جو بھی ٹھیکتا فرمادیا ہو گا کہ عصر کا اول  
وقت داخل ہو گیا جیسے آپ وہاں اتنا مل چکا پائے ہیں کہ واقع میں مساوی رہا ہو گا اور نظر ایک مثل کے اندر ہوتی  
یہاں بھی وہی احتمال پیدا ہے گا کہ واقع میں وقت عصر نہ آیا تھا پھر آپ ہی وقت پر ہوتی یہ کیا جادواری و مبارک ہے کہ  
باجا جاتی ہیں جو اعتبار کرتے جاؤ دوسرا کہ سے تو آنکھیں دکھاؤ تحریف فصوص نہاد اس حکم کی کوئی حد ہے

**طریقہ ۲۔ اقول** خدا انصاف دے گا یہاں ٹھیکر بھی اتنی ہی غلط ہوئی جتنی دیر میں طہر کی دو رکعتیں پڑھی ہیں  
اور حدیث ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سنت فی حشہ غلط، نئی پائے گئے کہ اگر آپ بے دلیل نسبت کر دیا عصر اور  
شور ادبیت، خود لام شام کی تصریح سے واضح ہو کہ سایہ طول کی انداز اس وقت ہوتی ہے جب بلند چیزوں کا  
سایہ سایہ اصلی کے سوا نصف مثل سے اکثر گزر جاتا ہے تو ہر ہے کہ ٹیلوں کا سایہ ابھی نصف مثل تک بھی نہ پہنچے گا  
کہ اگر چیزوں کا سایہ سایہ اصلی کے سوا ایک مثل سے گزرے گا کہ اول تو جس طرح ظہر ظل میں تفاوت شدید ہے  
کہ تہی دیر کے بعد ان کا سایہ پیدا ہوتا ہے یونہی زیادت ظل میں فرق رہے گا بلند چیزوں کا سایہ اپنی نسبت پر  
متنی دیر میں جتنا بڑے گا ٹیلوں کا سایہ اپنی نسبت میں اُس سے کہ بڑے گا کھلا یخنی حل العاصف بقوا عدد  
المن (جیسا کہ وہ دفعی کے جائزہ والے پر مبنی ہیں۔ مت)، تو لا جرم جس وقت ٹیلوں کا سایہ پیدا ہوا اور بلند یوں  
کا سایہ سارا، حتیٰ کے سوا نصف مثل سے زیادہ تھا اب کہ دیر کے بعد بلند یوں کا سایہ سایہ اصلی کے سوا نصف  
مثل سے زیادہ تھا اب کہ دیر کے بعد بلند یوں کا سایہ نصف مثل سے کم نہ ہو گا کہ ایک مثل ظل اصلی سے گزر گیا اُس وقت ٹیلوں  
کا سایہ اُس کم از نصف سے بھی کم ہو گا اور اس نقطہ نسبت تفاوت کو نہ بھی مانے تو حیر کہ از نصف ہی ہائے ہر ہر حال  
اس سے اتنی دیر اور بڑا کیجئے جس میں ادا ان کا حکم ہو اور اُس کے بعد جماعت فرمائی تھی تو حساب سے آپ کے طور پر  
اُس وقت ٹیلوں کا سایہ کوئی چارم ہی کی قدر رہتا ہے اُسے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمادیا کہ سایہ برابر ہو گیا تھا  
کس قدر بعد و قابل قبول ہے، کیا اچھا انصاف ہے کہ بانو ٹھیک میں اتنی غلطی مسموع کہ جس میں دو رکعتیں پڑھی ہیں

یا اپنے دائرہ کو یہ بجائی غلطی متبوی کر میر میں پسری کا دھوکا۔ بھرا نہ قناتی اسس تقریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ وہاں تجلیں سے جواب دینا محض مہمل و باطل تھا

**لطیفہ ۳۔** اقول دہاں ایک ستم غرض ادا کی یہ کہ ہے کہ وہ تھینا برابر ہونا بھی مع سایہ اصلی کے ہے نہ سایہ اصلی تک کر کے دھندلا دیتی من لہ ادا کی عقل (اور یہ ادنیٰ ہی عقل رکھنے والے پر بھی غلطی نہیں۔ ست۔ تو دراصل سایہ ٹیلوں کا بعد کھانے سایہ اصلی کے تھینا آدمی مثل ہو گا کچھ زیادہ اور مثل کے ختم ہونے میں اتنی دیر ہوتی کہ بخوبی فارغ ہونے ہوں گے۔ طبعی اذرا کچھ دنوں مثل کی ہو اٹھاؤ ٹیلوں کی ہری ہری ڈوب ٹھنڈے وقت کی سنہری دھوپ دیکھ کر آنکھوں کے چور ٹھکانے آئیں علماء تو فرما رہے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ پڑتا ہی نہیں جب تک آدھے سے زیادہ وقت ظہر مثل چلتے مگر یہی ان کے لیے ٹھیک دوپہر کا سایہ بتا رہے ہیں اور وہ بھی متورار بہت آدمی مثل بھی تو کہتے ہیں کہ وہ اپنی ہو کر آدمی کی عقل ٹیلوں کا سایہ زوال ہو جاتی ہے۔

**لطیفہ ۴۔** اقول اور بڑا کڑا کت فرماتی ہے کہ مساوات سایہ کے ٹیلوں سے مقدار میں مراد نہ ہو بلکہ ظہور میں یعنی پہلے سایہ جانب شرقی معدوم تھا اور مساوات نہ تھی ٹیلوں سے کیونکہ وہ موجود نہیں اور وقت سے اذان کے سایہ جانب شرقی بھی ظاہر ہو گیا پس برابر ہو گیا ٹیلوں کے ظاہر ہونے میں اور موجود ہونے میں نہ مقدار میں اس جواب کی قدر۔ طبعی اپنی ایمان سے اس وقت ٹھنڈا دیا یہ ان تک کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر آیا اس کے یہ معنی کہ ٹیلے بھی موجود تھے سایہ بھی موجود ہو گیا اگرچہ وہ دوسری گز ہوں یہ تو برابر اسے بھی اتنے سے کیوں تعریف نفوس کئے گا کہ یہ تو مطلب کی ٹھٹھٹ ہے۔ ایسا مقب فرما میں یہاں سے حقیقہ کا علمت ہے۔ طبعی! اگر کوئی کہے کہ میں طبعی کے پاس رہا ہوں تاکہ کہ ان کی رائے میں مانس برابر ہوئی تو اس کے معنی یہی ہوں گے کہ طبعی کا سبزہ آغاز ہوا کہ پہلے مانس موجود تھا اور طبعی کی رائے میں معدوم جب ڈواں کچھ چمکا چمکتے ہی مانس برابر ہو گیا کہ اب مانس بھی موجود ہوا یعنی موجود تھا

مرکب از بیضہ ہوں آید و دار طلبہ

(مرغ جب اٹھے سے باہر آتا ہے تو دار طلبہ کرتا ہے)

**لطیفہ ۵۔** اقول یہ بکن چراغی و تحریرت مرید قابل ملاحظہ کہ خود ہی حقیقہ و شافیہ کے مسئلہ مختلف فیہا میں شافیہ سے حجت لائے کو فتح اباری امام قسطنطنی سے یہ جہادیت نقل کی کہ :

یہتم ان یواہر ہدہ المساواة ظهور الظلم  
محجب التل بعد ان لم یکن ظاہر الیہ  
ہو سکتا ہے اس مساوات سے مراد یہ ہو کہ بٹنے کے پہلو میں  
سایہ ظاہر ہو گیا جبکہ پہلے ظاہر نہیں تھا۔ (ت)

سلف فتح اباری شرح البخاری باب الإبراد بالظہر فی السفر  
قل معیار الحق مسئلہ چہارم ص ۲۵۴ ق معیار الحق ص ۲۵۴  
۱۶/۲

جس میں ٹیلوں کے لیے سایہ اصلی ہونے کی صاف نفی تھی حضرت تو وہ دعوے کر چکے تھے کہ ان کا سایہ اصلی آدم سے  
مثل کے قریب ہوتا ہے لاجرم معدوم ہونے میں جانب مشرق کی قید بڑھائی کہ مشرق کی طرف معدوم تھا اور اسے فتح اباری  
کی طرف نسبت کر دیا کہ جیسا کہ فتح اباری میں دیکھتے ہیں ان پر ادا الخ طاجی! و حرم سے کہنا یہ تعریف تو نہیں۔

**لطیفہ ۶۔** اقول فتح اباری کے طور پر تو مشارکت فی الوجود غایت بن سکتی ہے کہ دوپہر کو ٹیلوں کا سایہ  
اسفانہ قادی فرمائی یہاں تک کہ موجود ہوا اگرچہ ٹیلوں سے سایہ متساوی ہونے کے ہرگز یہ سمجھنے میں نکلے آپ اپنی خبر  
نیچے آپ کے نزدیک تو ٹھیک دوپہر کو ٹیلوں کا سایہ آدھا مثل تھا تو طور و دوپہر میں برابری مجھ سے شام تک  
دی بھر ہی اس غایت مقرر کرنے کے کیا مجھے کہ وقت ٹھنڈا فرمایا یہاں تک کہ سایہ وجود میں ٹیلوں کے برابر  
ہو گیا اور جانب مشرق کی قید حدیث میں کہاں یہ آپ کی نرمی من گھڑت ہے، تاویل گھڑی مساوات فی الظہور،  
تفزیل کی مساوات فی الوجود، اور مغرب علیہ وجود مشرقی، کیا جب تک وجود مغرب شمالی تھا مساوات فی الوجود  
نہ تھی، اب کہ وجود مشرقی ملا مساوات ہوئی کچھ بھی ٹھکانے کی کہتے ہو۔

**لطیفہ ۷۔** اقول طاجی! جب آپ کے و حرم میں سایہ وقت نصف النہار بھی موجود تھا  
تو زوال ہوتے ہی قطعاً مشرقی ہوا تو مساوات خاص آغاز وقت ظہر پر سبدا ہوئی اور حدیث میں یہ ارشاد  
ہے کہ مؤذن نے تین بار ارادہ اذان کیا ہر بار گمراہ ہوا تا جیرا یہاں تک کہ سایہ مساوی ہو گیا یہ ارادہ ہائے  
اذان و حکم اذانے ارادہ سب پیش از زوال ہو لیے تھے شاید پہرہ چڑھے ظہر کا وقت ہو جانا ہوگا، طاجی! تحریف  
نصوص اسے کہتے ہیں، ص

بھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا کس پر

**لطیفہ ۸۔** اقول جب کہ نبی تو اسے درجے پر تیسری زاکت اس حدیث کے جواب میں فرمائی  
کہ یہ تاجیر اکثریت سے سفر میں ہوتی شاید آنحضرت نے اس ارادہ سے کی ہو کہ ظہر کو عصر سے جمع کریں گے پس  
سفر پر حضر کو قیاس مع الفارق ہے۔ طاجی! ایمان سے کہنا یہ حدیث ابراد ظہر کے ہے یعنی وقت ٹھنڈا کر کے پڑھنا  
یا تنویر ظہر کے کہ وقت کھو کر پڑھنا، حدیث میں علت حکم یہ ارشاد ہوئی ہے کہ شدت گرمی جو شش جہنم سے ہے  
تو گرمی میں ظہر ٹھنڈا کر دیا یہ کہ ابھی اذان نہ کو ہم عصر سے ملا کر پڑھیں گے۔ طاجی! اس حدیث کی شرح میں خود  
علامہ شافعیہ کا کلام سنو کہ معنی ابراد میں آپ کی یہ گھڑت بھی ٹوٹے اور سفر و حضر سے فرق کی بھی قسمت چھوٹے  
ارشاد انصاری امام قسطلانی شافعی شرح صحیح بخاری باب الابراد بالظہر فی السفر میں اسی حدیث ابوذر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیچے ہے ،

(قال ، كذا مع التبيين صلى الله تعالى عليه  
وسلم في سفر ) قیده ہوتا بالسفر ، واطلقه  
في السابقة ، مشيراً بذلك الى ان تلك  
الرواية المطلقة محمولة على هذه المقيدة ،  
لان المراد من الايراد التمهيل و  
دفع المشقة ، فلا تفاوت بين السفر  
والمحضرة

اسی میں ہے ،

(فقال له ، ابرد ، حتى مرأيا في التلول)  
وعاية الايراد حتى يصير النفل ذراعاً بعد  
ظلم الزوال ، او ربع قامة او ثلثها او  
نصفها ، وقيل غير ذلك - ويحذف باحلاف  
الاقوات ، لكن يشترط ان لا يستد الى آخر  
الوقت

دکھا ، ہم ہی سہی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سفر  
میں ، یہاں سفر کے ساتھ مقید کیا ہے اور ساتھ  
روایت میں مطلق رکھا ہے یہ بتانے کے لیے کہ سابقہ  
مطلق روایت اسی مقید پر محمول ہے کیونکہ ٹھنڈا کرنے  
کا مقصد آسانی پیدا کرنا اور مشقت دور کرنا ہے  
اور اس میں سفر حضر کا کوئی قصور  
نہیں ۔ (ت)

اس کو کہا کہ ٹھنڈا کر ، یہاں تک کہ ہم نے ٹیوں کا  
سایہ دیکھ لیا ، ابراہ کی انتہا یہ ہے کہ سایہ  
ایک گز جو سائے زوال کے سائے کے بغیر یا قد  
کا چرخائی یا تھانی یا نصف ہو جائے ، اس کے  
علاوہ بھی اقوال ہیں ۔ اور اختلاف اوقات کے ساتھ  
ابراہ میں بھی اختلاف واقع ہوتا رہتا ہے لیکن شرط  
یہ ہے کہ ابراہ اتنا زیادہ رہے کہ وقت آخر ہو جائے (ت)

ف ہاں خوب یاد آیا علمائے شافعیہ کی کیوں ٹیپے آپ اپنے ہی ٹکے کو نہ دیکھیے مسئلہ وقت مستحب ظہر  
میں فرما گئے اگر ابراہ اختیار کرے تو لازم ہے کہ ایسا ابراہ نہ کرے کہ وقت ظہر کا خارج ہو جائے یا قریب جائے  
حد میں ابراہ کی علیہ میں اختلاف ہے مگر یہ سب کے نزدیک شرط ہے کہ ابراہ اس حد تک نہ کرے کہ ظہر کے آخر  
وقت کو پہنچ جائے کہا فتح ابیاری میں اختلاف العلماء فی غایۃ الابراہ ، لكن يشترط ان لا يستد الى  
آخر الوقت فتمضوا ابراہ کی انتہاء میں علاوہ اختلاف ہے لیکن یہ شرط ہے کہ آخر وقت تک نہ پہنچے ۔ (ت)  
جب آخر وقت کے قریب تک نہ آنا لازم و شرط ابراہ ہے تو حکم ابراہ کو خارج وقت پر حمل کرنا کیسا

عذر ہر دو ہے، ملاجی ایمان سے کہنا یہ حدیث سے جواب ہے یا اپنی سخن پروری کے لیے حراۃ نفس شرع کی تکریم حدیث صحیح کا رد۔ شافعیہ حنفیہ کے مکالمات محض نفس طبع کے لیے ہیں ورنہ مذاہب مقرر ہو چکے علامہ زر قانی مالکی شرح مواہب آخر جلد ہفتم میں فرماتے ہیں،

قد اجاب الحق فظلمات حجب، عن ذلك وعن غيره من اولية المانعین، وهي عشرة، بما يطول ذكره، مع انه لا كبير فائدة فيه، اذ المذاهب تقررت، انما هو تشحيذ اذهانتك۔

ابن جریر نے اس دلیل کا بھی اور مانعین کی دیگر دس سیوں کا بھی جواب دیا ہے مگر ان کے ذکر سے طواست ہوتی ہے اور کوئی نمایاں فائدہ بھی نہیں ہے کیونکہ مذاہب مقرر ہو چکے ہیں (اور ایسے سوال جواب) معنی ذہن کو تیز کرنے کا کام دیتے ہیں۔ (ت)

آپ اپنی خبر لیجے آپ تو محقق مجتہد ہیں سب ارباب مذاہب کی ضد ہیں آپ کیوں صحیح بخاری کی حدیث جلیل میں یوں کھلی تحریریں کر رہے ہیں دعوے باطلہ عمل بالحدیث کے پھینکے اتر رہے ہیں۔ ع

شرم بادت از حسنہ او از رسول

(تم نہ اور رسول سے شرم کھاؤ)

**لطیفہ ۹۔ اقول** ملاجی ذر ہاستے تھے یہنا وہیں ہیں نفس ہیں پوچھ تقریروں سے جیسے جتنے حدیث کو ذکر کیا ہے لہذا عذر مدت تراز گناہ کے لیے ارشاد ہوتا ہے غشا تا ویلات کا یہی ہے کہ احادیث صحیحہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ایک مشکل کے وقت ظہر نہیں رہتا ثابت ہیں پس جماعین الادولہ یہ تا وہیں حق کی گئیں۔ ان تا ویلوں کو حق کہنا تو دل میں خوب جانتے ہو گئے کہ جھوٹ کہہ رہے ہو حاکم حقہ تھیں کہ ایک دم میں شلفہ ہو گئیں مگر اس دھشانی کا کہاں ٹھکانا کہ صحیح حدیث بخاری شریف کو بیکار جمع بین الادولہ یوں دانستہ بگاڑ لے حالانکہ نہ قصہ واحد نہ لفظ مساعد اور حدیث ابن عمر و بارہ غیبت شفق میں باد صفت اتحاد قصہ جمع بین الادولہ حرام اور رد احادیث صحاح واجب الاتزام۔

**لطیفہ ۱۰۔ اقول** جمع تقدیم کی ناخذ مل جواحت بھرنے کو حدیث ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وہ ن ترانیان تھیں کہ ظاہر پر حمل واجب ہے جب تک مانع قطعی نہ ہو اب اپنے داؤں کو طاہر نفس صریح کے یوں لاتھ دعو کر چیخے پڑے شیر بکر اللہ آپ ہی کی گواہی سے ثابت ہو گیا کہ جمع بین الادولہ کے لیے ایسی رکیک و پوچھ و لچر تا ویلات بکسر و ایس تو یہ صاف و لطیف و شائع و لطیف معانی و محامل کہ ہم نے جماعین الادولہ

احادیث ابن عمر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اختیار کیے اہی میں اپنی چون و چرا کی گئی آپ نے خود بند کر لی ، واللہ  
الحمد ، ع

### حدود سبب غیر مکر خدا خواہ

طرفیر کہ آپ مستند ہیں اور ہم نعم جب آپ کو ایسے طرہات نفع دیں گے ہیں یہ واضح بات بدرجہ اولیٰ نافع اور آپ کے  
تمام چواہس و وسوسوں کے قاطع ہوں گے۔

فائدہ عامدہ : سنن میں ایک حدیث اور ہے جس سے ناواقف کو جمع تاخیر کا وہم ہر کے فقیہ نے  
کلام فریقین میں اس سے استناد اجڑا ہوا اصل تعرض نہ دیکھا ، ظاہری بہت دور دور کے چکر لگا آئے جہاں کچھ بھی ملتی  
پائی بلکہ زری بے لگاؤ بھی چل کر لائے سنن کچھ دور زقیں اس کے آس پاس گھومائے مگر اس سے دہنے بائیں کرتائے  
اسی سے اس کا نہایت نامفیدی میں ہونا ظاہر گر شاید اب کسی نے متوجہ نہ ہو کر حضرت سی کو تازہ وہم جاگے لہذا  
اس کے تعرض کر دینا مناسب ہے

سنن ابوداؤد میں ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن صالح  
نے اس نے کہا کہ خبر دی میں بھی ابن کعبہ جاری نے اور سنن نسائی  
میں ہے کہ خبر دی میں کوئی ابن ابی اس نے کہا حدیث  
بیان کی مجھ سے بھی ابن کعبہ جاری نے۔ اور مصنف علی وہی میں  
ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی ابن عبد الرحمن نے  
اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے نعیم ابن حماد نے۔ اور ابی  
نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبد العزیز ابن محمد نے (نعیم نے راوی وہی  
کا اضافہ کیا ہے ، تاہم ابی الزبیر سے ، اس نے جابر رضی اللہ عنہ

فی سنن ابی داؤد ، حدیثنا احمد بن صالح ح شہا  
یحییٰ بن محمد الجارثی ، وفی سنن النسائی ،  
احمد بن الموصول بن اھاب ، قد ، حدیثنا یحییٰ  
بن محمد الجارثی ، وفی مصنف الطحاوی ،  
حدیثنا علی بن عبد الرحمن شہا نعیم بن  
حماد قالنا عبد العزیز بن محمد (مراد نعیم)  
الدرودی ، عن مالک عن ابی الزبیر عن جابر ،  
ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عہ ای یحییٰ عند الاولین و نعیم عند الطحاوی و سنن  
یحییٰ بن یحییٰ سے پہلے دو (ابوداؤد و نسائی) کے ہاں اور نعیم محمدی  
کے ہاں ۱۲ منہ (ت)

سنن ابی داؤد باب الحج بین الصلواتین مطبوعہ جمہاتی لاہور ۱۴۱/۱  
سنن النسائی الوقت الذی یجب فیہ المسافر الخ مطبوعہ مکتبہ سلیمان لاہور ۹۹/۱  
شرح معانی الآثار باب الحج بین الصلواتین الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱۱/۱

غزیرت له الشمس بمكة ، فجمع بينهما  
 بسرف (سرا دلیم) یعنی الصلوة ۔ ولفظ  
 المؤمل غابت الشمس ورسول الله صلى الله  
 تعالیٰ علیه وسلم بمكة ، فجمع بين الصلاتين  
 بسرف ۔ قال ابو داود ، حدثنا محمد بن  
 هشام جابر احمد بن حنبل ما جعفر بن  
 یحیی عن هشام بن سعد ، قال : بینهما  
 عشرة اعیال ، یعنی میں مکہ و سرف تھے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو سورج غائب ہو گیا  
 چنانچہ جمع کیا آپ نے دونوں کو سرف میں (نعم نے اسے ذکر کیا) یعنی  
 نماز کو۔ اور مؤمل کے الفاظوں میں سورج غائب ہو گیا اور  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو آپ نے دونوں نمازوں  
 کو سرف میں جمع کیا۔ ابو داؤد نے کہا کہ مجھ کو احمد ابن حنبل کے  
 ہمسائے محمد بن ہشام نے بتایا کہ جعفر بن یحیی نے ہشام ابن  
 سے روایت کی ہے کہ دونوں کے درمیان دس میل کا فاصلہ  
 ہے یعنی مکہ اور سرف کے درمیان ۔ (ت)

یعنی تصور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہ معطر میں آفتاب ڈوبا پس مغرب و عشاء موضع سرف میں  
 جمع فرمائیں ابو داؤد نے ہشام بن سعد سے (کہ ملاجی کے حسابوں رافضی مروج مردود الروایہ متروک الحدیث ہے  
 تقریب میں کہ صدوق ، لہ اوہام ، وری بالمشیہ) نقل کی کہ مکہ و سرف میں دس میل کا فاصلہ ہے  
 اقول دہانہ الترفیق اصول حدیث و نیز اصول محدث ملاجی پر یہ حدیث ہرگز قابل حجت نہیں اصول حدیث  
 پر اس کی سند ضعیف اور اصول مذکورہ ضعیف و بخت و ضعف کیا جائے کتنے ضعیفوں کی طومار اور نری مردود  
 متروک ہے ۔

اولاً دو طریق پیشین میں کیے بن محمد باری ہے تقریب میں کہا ، صدوق و یحیی (سپا ہے مگر  
 خطا کرتا ہے ۔ ت) امام بکری نے فرمایا : یتکلمون فیہ (انہ محدثین انس پر طعن کرتے ہیں ۔ ت) میزان  
 میں یہ حدیث اس کے ترجمہ میں داخل کی اور کتب ضعیف میں زیر ترجمہ ضعیف ان کی منکر حدیثیں ذکر کرتے ہیں ۔ و اس  
 کے ساتھ طریق دوم میں ترک بن ابی ہے تقریب میں کہا صدوق لہ اوہام (سپا ہے ، اس کو ادب پارہا ہے)  
 طریق ثالث میں نعم بن حماد ہے یہ اگرچہ فقیہ و فرائض دان تھا مگر حدیثی حالت میں بھی سے بھی بدتر ہے تقریب میں  
 کہا صدوق یحیی کثیر (سپا ہے مگر خطا بہت کرتا ہے ۔ ت) یہاں تک کہ ابو الفتح ازدی نے کہا ، حدیثیں  
 اپنے جی سے گھڑتا اور امام ابو نعیم کے مطابق میں جھوٹی حکایتیں وضع کرتا تھا یہ اگرچہ مجازفات ازدی سے جو  
 مکرر ہی نے طبقات الحفاظ و میزان الاحوال و دونوں میں اس کے حق میں قول امیر یہ قرار دیا کہ وہ باوصف اہل

شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلواتین الخ الحاکم سعید کینی کراچی ۱۱۱/۱

سنن السنائی الوقت الذی یجمع التیمم مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹/۱

سنن ابی داؤد باب الجمع بین الصلواتین مطبوعہ مکتبہ ثنائی لاہور ۱۱/۱





و ایضا میلوں کی گنتی حدیث میں نہیں نہ زیاد و کمزوری کی ایسی حکایات پر وہ اعتقاد ضرور جس کے سبب ترقیت صلاۃ کا حکم معروف و مشہور ثابت بالقرآن العظیم و الاحادیث الصحاح چھوڑ دیا جائے خصوصاً طاجی کے نزدیک تو یہ دس میں بنانے والا رافضی متروک ہے زمینوں کا ناپا میلوں کا گنتا ان حملہ و مدافہ کا کام نہ تھا بلکہ سرے سے ای عصارہ انصار میں اس طریقہ کا اصلاً نام نہ تھا یونہی ہر شخص اپنے تخمینہ سے یا کسی اور کی سُنی سنائی بتا دیتا و لہذا شاہین اس قدر شدت سے اختلاف پڑتا ہے کہ ای گنتیوں سے امان اٹھائے دیتا ہے۔ خود المدینہ کو مکہ معظمہ کے راستے پر مدیر طبع کے قریب ایک مشہور معروف مقام ہے اُس کے اختلاف دیکھئے امام اجل رافضی احمد شیعین مذہب شافعی اور اُن سے پہلے امام ابو الحسن عبدالواحد بن اسماعیل بن احمد شافعی معاصر امام غزالی اور اُسی سے بھی پہلے امام ابو نصر عبد السید بن محمد شافعی نے فرمایا: میرے ایک میل ہے۔ امام قسطلانی شافعی نے فرمایا، یہ وہم ہے بشہادت مشاہدہ مردود۔ بعض نے کہا، دو ایک میل، امام عینی نے فرمایا، چار میل۔ امام محمد الاسلام شافعی نے فرمایا، پچھو میل ہے۔ اسی طرح امام مجدد شافعی نے قاضی میں کہا۔ امام اجل ابو زکریا نووی شافعی نے فرمایا، یہی صحیح ہے۔ بقول علمائے کما، سات میل امام جمال اسسوی شافعی نے فرمایا، حق یہ کہ تین میل ہے یا کچھ قدر سے قلیل زیادہ جو مشاہد اس پر گروہ ہے۔ ارشاد اسلامی شریعہ صحیح بخاری میں ہے، بعدہ من المدینة میل کما عند الرافضی کفر فی السیط انہا علی سبعة امیال۔ و صحیحہ فی المجموع، و هو اندی قالہ فی العاصوس۔ و قیل، سبعة۔ و فی المهمات انصار، المعروف بالمشہد انہا علی ثلثة امیال او تزيد قليلاً۔ اُسی میں ہے، و قول من قال، کابن الصباغ فی الشامل، و النورانی فی البحر، انہ علی میل من المدینة و ہم، یہ وہ الحسب بحرف القدر شریعہ صحیح بخاری میں ہے، من المدینة علی اربعة امیال و من مکة علی حائے میل، غیر مبیہ و قلیل، بینہما و علی المدینة میل او حیثا۔ دیکھیے ایسے معروف مقام میں کہ شارع سے اُسے اہل مدینہ تک پہنچتا، احرام مقرر فرمایا، ایسے اجلہ مدرسے ایسے شدید اختلاف ہیں جنہیں تراندہ کے تخمینہ کی جھوک کسی طرح نہیں سہار سکتی ایک دو تین چار چھ سات میل تک احوال مختلف پھر نصیوں میں بھی دو تادون کا تفاوت، ایک فرسائے چھ میل صحیح ہے دوسری فرمائے تین میل حق ہے۔ موطائے امام مالک میں بسند صحیح علی شرط شیعین ہے، عن یحییٰ بن سعید انہ قال لسانہ بن عبد اللہ ما اشد ما رأیت ابانہ احرار العرق فی السفر فقال لسانہ

سے ارشاد لسانی شریعہ بخاری کتاب المواقیت باب فرض مواقیت الحج و العمرة مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۹۶/۳  
 سے " " " " باب مہل اہل کرمچ و العمرة " " " " ۹۹/۳  
 سے عمدۃ القاری شریعہ بخاری باب قول اللہ تعالیٰ یا قول رجالہ مطبوعہ ادارۃ المطابع النوریہ بیروت ۱۳۰/۹

مغربت الشمس ونحن بذات الجحیش فصلی المغرب بالعقیقۃ یعنی یحییٰ بن سعید انصاری نے امام سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا آپ نے اپنے والد ماجد کو سفر میں مغرب کی تاریخ زیادہ سے زیادہ کس قدر کرتے دیکھا فرمایا ذات الجحیش میں بھی سورج ڈوبا اور مغرب حقیق میں پڑھی اب رواتہ موطا تلامذہ امام مالک میں ان دونوں مقاموں کے فاصلہ میں اختلاف پڑا یعنی کی روایت میں سب دو میل یا کچھ زیادہ ، عبد اللہ بن وہب نے کہا پھر میل ، محمد بن وضاح اندلسی تلمیذ التلمیذ امام مالک نے کہا سات میل ، عبد الرحمن بن قاسم نے کہا دس میل ، علامہ ردی نے جرم کیا کہ بارہ میل شرح موطا میں فرمایا ، بینہما اثنا عشر میل ، وقال ابن وضاح ، سبعة امیال ، وقال ابن وہب ، ستة ، وقال القعنبي ، ذات الجحیش علی بریدیب من المدینة ، وقال ابو یوسف فی رواية یحییٰ ، و بینہما میلان او اکثر قليلا ، وفی رواية ابن القسیر ، عشرة امیال یا ان اختلافات کو خیال کیجئے کہاں دو میل کہاں بارہ میل۔

خامساً یہ واقعہ عین سب اور وقائع عین مسافر ہرگز احتمالات سرعت سیر کے لیے کوئی حد محدود نہیں نہ اس سے زیادہ نامعلوم ہو اب مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سہ منزلہ کرنا اور گزرا ام ، المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے ،

اصبہ السبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
یصلی ثم سراج وتغشی بسرف  
سیدہ زینب علیہا السلام نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہوئی پھر تشریف لے چلے اور شام کا کھانا سرسٹ میں تناول فرمایا۔

فصل اول میں گرچہ کہ کل مدیرہ طیبہ سے سترہ میل ہے اور یہیں کلام امام بدر گوردینی سے منقول ہوا کہ مدیرہ طیبہ مکہ معظمہ سے دو کم وہ سو میل ہے اب سترہ وہ اور دس میل سرف کے نکالی لیجئے تو ایک دن میں ایک سو اکثر میل راہ طے ہوئی پھر غروب شمس سے اتنے قرب حشاشک کہ ہنوز بقدر تین رکعت پڑھ لینے کے مغرب کا وقت باقی ہو دس میل قطع ہو جانے کی بجائے عجب ہے خصوصاً او آخر جزا و ادائی سرفان میں کہ ان دنوں حوالی مکہ معظمہ میں وقت مغرب کم و بیش ڈیڑھ گھنٹا ہوتا ہے اعتبار نہ اسے تو آزاد کیجئے کہ عمدہ گھوڑے تیرنا قے ڈیڑھ چور ایک ہی عہد اقول لیکن الشمس عند دخول العشاء فی اول السرفان میلہ اللہ تمام (بقیہ بصفحہ آئندہ)

سہ نزل امام مالک قصر اصدۃ فی السفر  
سہ شرح الزرقانی علی الموطا  
مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی  
الملکیتہ التجاریۃ الکبریٰ مصر  
ص ۲۹  
۲۹۷/۱



یا مخصوص صحیح بین اہل بیتین کی نفی ہے۔

**قسم اول نصوص عامہ (الآیات)** رب العزّة تبارک و تعالیٰ نے محافل و التزام اوقات کا حکم سات سو قوں میں نازل فرمایا،

۱) فرقہ (۲) نساء (۳) انفکام (۴) مریم (۵) مائون (۶) صافات (۷) ماعون  
آیت ا قان بنا عز من قائل،

ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتباً موقوتاً ۵ بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا۔  
کہ نہ وقت سے پہلے صحیح نہ وقت کے بعد تاخیر ۱۱، بلکہ فرض ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا ہو۔ میں یہاں معنی آیت میں  
کلام علمائے کرام لافوں اس سے بہتر یہی ہے کہ خود تلاّجی کی شہادت دلاؤں، مسئلہ وقت طہر میں ایک مثل تک تعالیٰ  
وقت بتانے کے لئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتباً موقوتاً یعنی ہر نماز کا  
وقت عہدہ علمہ سے تفسیر مطہری میں ہے قولہ تعالیٰ: کتباً موقوتاً، یقینی کون، نوقت لکل صلوة وقت عینہ  
تو مقتضای آیت کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ صل  
بدی لاکھ پر عبادی ہے گواہی تیری

اس میں علمائے کرام کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ابو موسیٰ  
اشعری اور بعض تابعین سے جو کچھ مروی ہے اس کے  
صحت علماء کا اجماع ہے اور اس کو یہاں ذکر کرنے  
کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ ابو موسیٰ سے نصرت  
مستقر نہیں ہے مگر ابو موسیٰ سے اس کے خلاف رو  
عمر کے کرائی قول صحیح طور پر بات ہے اس سے  
سب کا متفق ہونا ہی درست قرار  
پایا احمدی القاری ۱۲ منہ (ت)

عن هذا الاختلاف فيه بين العلماء الاشعري  
مروى عن ابى موسى الاشعري وعن بعض  
التابعين اجتمع العلماء على خلافه، ولا وجه  
لذكره ههنا لانه لا يصح عنهم، وصح عن  
ابى موسى خلافه مما وافق الجماعة، فصار  
اتفاق صحيحاً على جملة القاري ۱۲ منہ (م)

لہ العترائی ۱۰۳/۲

نہ معیار الحق مسئلہ چہدم بحث آخر وقت ظہر مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۳۱۷

## آیت ۲ قال مولانا جل وعلا،

حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى ۵  
 قوما لله قانتين ۱

محافظة کرو صلب نمازوں اور خاص پنج وای نماز کی  
 اور کھڑے ہوا اللہ کے حضور ادب سے۔

محافظة کرو کہ کوئی نماز اپنے وقت سے ادھر ادھر نہ ہونے پائے، پنج وای نماز نماز عصر ہے اس وقت  
 رگ باز اور غیر کے کاموں میں زیادہ مصروف ہوتے ہیں اور وقت بھی تھوڑا ہے اس لیے اس کی خاص تاکید فرمائی۔  
 بیضاوی شریف علامہ ناصر الدین شافعی میں ہے،

حافظوا على الصلوات، بالاداء لوقتها والمداومة  
 علیہا ۱

نمازوں کی محافظت کرو، یعنی وقت پر ادا کرو اور  
 ہمیشہ کرو۔ (ت)

دارالک شریف میں ہے،

حافظوا على الصلوات، وادوموا علیہا لوقتها ۲  
 ارشاد العقل السليم میں ہے،

نمازوں پر محافظت کرو، یعنی ہمیشہ بروقت پڑھو،

حافظوا على الصلوات ای دأوموا علی اداہا  
 لا وقتها من غیر اخلال شیء ۱

نمازوں پر محافظت کرو، یعنی ہمیشہ بروقت پڑھو  
 اور اس میں کسی قسم کا خلل نہ واقع ہونے دو۔ (ت)

## آیت ۳ قال اصل اولی تبارک وتعالیٰ،

والدين هم على صلاتهم يحفظون ۵  
 اولئك هم الخاسرون ۵ الذين يتركون  
 الفرائض هم فيها خالدون ۵

اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی نگہداشت کرتے ہیں کہ اُسے  
 وقت سے بے وقت ہیں ہونے دیتے وہی سچے  
 وارث ہیں کہ جنت کی وراثت پائیں گے وہ اس میں  
 ہمیشہ رہنے والے ہیں

عالم شریف امام بغوی شافعی میں ہے،

يخاطبون، ای یاد آویں علی حفظہا ویراعون

محافظة کرتے ہیں یعنی ہمیشہ نگہبانی کرتے ہیں اور ان کے

سہ القرآن الحکیم ۲۳۸/۲

سہ انوار التنزیل العرف تفسیر بیضاوی تحت آیت حافظوا علی الصلوات ۱ مطبوعہ مطبعۃ البانی مصر ۱۱/۱

سہ تفسیر النسخ العرف تفسیر دارالک " " " " دارالکتب المعرفی بیروت ۱۲۱/۱

سہ ارشاد العقل السليم " " " " احیاء التراث العربی " ۲۳۵/۱

سہ القرآن ۹/۲۳ و ۱۰/۲۳ و ۱۱/۲۳

اوقاتہا، کبر ذکر الصلوة لیقین فی المحافظة علیہا واجبتہ۔  
اوقات کا خیال رکھتے ہیں۔ نماز کا ذکر مکرر کیا ہے تاکہ  
واقع ہو جائے کہ اس کی محافظت واجب ہے۔ (ت)

آیت ۳ قال المولی الاہل عزوجل،

والذین ہم علی صلاتہم یحافظون ۵ اولئک  
فی جنت مکر موب۔  
اور وہ لوگ کہ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں ہر نماز اس کے  
وقت میں ادا کرتے ہیں وہ جنتوں میں عزت کے بجائیں گے۔

جلالین شریف امام علالی الملتہ والدین شافعی میں ہے، یحافظون، یاد اٹھانا فی اوقاتہ (محافظت  
کرتے ہیں یعنی وقت پر ادا کرتے ہیں۔ ت)  
نسفی شریف میں ہے

المحافظة علیہا ان لا تقسم عن مواقیہا۔  
آیت ۵ قال المولی قدس وتعالی،  
اور جنت آخرت پر یقین ہے وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں  
اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں

والذین یؤمنون بالآخرة یؤمنون بہ وہم  
علی صلاتہم یحافظون ۵  
کہ وقت سے باہر نہ ہو جائیں۔ تفسیر کبیر یہاں ہے

المراد بالمحافظة التہجد لشروطہا من وقت  
وطہارۃ وغیرہما والقیام علی امر کانہما و  
محافظت سے مراد یہ ہے کہ وقت اور طہارت وغیرہ  
تمام شروط کو ملحوظ رکھا جائے، اس کے ارکان کو قائم  
کیا جائے اور اسے مکمل کیا جائے یہاں تک کہ جب نماز کا  
وقت آئے تو آدمی ان کاموں کو بطور عادت کرنے لگے۔

المراد بالمحافظة التہجد لشروطہا من وقت  
وطہارۃ وغیرہما والقیام علی امر کانہما و  
اتمامہا حق یکون ذلک دایمہ فی کل وقت جب

حمد ذکرہ تحت آية المؤمنین ۱۲ منہ (۴)  
یہاں بھی سورۃ مومن ۲۳ کی آیت ۹ کے تحت ذکر کیا ہے ۲ منہ

۱۔ تفسیر البغوی المعروف معالم التنزیل مع الحارث  
۲۔ القرآن ۳۳/۵ و ۳۵/۵  
۳۔ تفسیر جلالین آیت مذکورہ کے تحت مطبوعہ مجتبیٰ دہلی ۲۷۲/۲

۴۔ تفسیر النسفی " " " " مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۲۹۲/۲

۵۔ القرآن ۹۲/۶

۶۔ التفسیر الکبیر والذین ہم علی صلاتہم یحافظون کے تحت مطبوعہ المطبعة البیروتیہ مصر ۸۱/۲۳

یہ وقت کے یہ معنی عام نے علماء خفیہ کے سوا ہر آیت میں ملے شافعیہ سے نقل کئے کہ ہر نماز اپنے ہی وقت پر ہو خود احادیث میں ارشاد ہوئے جن کا ذکر عنقریب آتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آیت ۶ قال رب اعلیٰ عز و علا

ثم خلف من بعدهم حلف صبا عوا الصلوة۔ پھر آئے ان کے بعد وہ برسے پھاندے جنہوں نے نمازیں ضائع کیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، اخرجوها عن موانعها واصلوها لغیر وقتہا (یہ لوگ جن کی مذمت اس آیت کریمہ میں فرمائی گئی وہ ہیں جو نمازوں کو ان کے وقت سے ہٹاتے اور غیر وقت پر پڑھتے ہیں) ذکرہ الامام البدلی عذۃ القاسمی باب تفسیر الصلوات عن وقتہا والامام البغوی فی المعالم۔

افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ہوان لا یصلی الظہر حتی اتی العصر (نماز کا ضائع کرنا یہ ہے کہ ظہر پڑھی یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا) اثنی فی السنۃ۔ تفسیر الزائر التنزیلی میں ہے، اضا عوا الصلوة ترکوها او اخروها عن وقتہا۔ آیت ۷ قال سبحن ما نکر شر

فویل للصلیین ۵ الذین ہم عن صلاتہم غافلین ۵ ان نمازیوں کے لیے غافل ہونے والے نمازیوں کے غافل ہیں (کہ وقت نکال کر پڑھتے ہیں)۔

تفسیر طبرسین میں ہے، ساہون غافلون یؤخرونها عن وقتہا۔ تفسیر مفتاح الغیب میں ہے، ساہون یعید امرین۔ اخرجاہما عن الوقت وکون الانسان غافلا فیہا۔ اس آیت کریمہ کی یہ تفسیر خود

۱۹/۵۹ من القرآن

۱۴/۵ من عمدة القاری شرح البغوی باب تفسیر الصلوة حدیث ۸ مطبوعۃ المطبعة النیرۃ بیروت

۲۵۲/۴ من تفسیر البغوی المعروف بمسلم التنزیل من القرآن تحت آیت مذکورہ مصطفیٰ البانی مصر

من الزائر التنزیلی المعروف بالبیضاوی . . . . . مجتبائی دہلی نصف ثانی ص ۹

۱۰/۴ من القرآن

۵۰۵ من تفسیر طبرسین تحت آیت مذکورہ مطبوعۃ مجتبائی دہلی نصف ثانی ص ۵۰۵

من مفتاح الغیب تفسیر کبیر میدلن جامع ازہر مصر ۱۵/۳۲





علی وضو نہیں و سر کو عین و سحر و دھت و  
ہو اقیقہ بنی علی الحدیث

حدیث ۳۴ : امام مالک و ابو داؤد و نسائی و ابن جہان اپنی صحاح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

خمس صلوات استرضیہن اللہ تعالیٰ من  
حسن و صبر و حسن و صلاہن و وقفت و  
تسمر کو عین و خشوعہن ، کان لہ علی  
اللہ عہد ان یغفر لہ ، و من لم یفعل  
فیس لہ علی اللہ عہد ، ان شاء غفر لہ ،  
وان شاء عذبہ . ہذا لفظ ابی داؤد .

حدیث ۳۵ : ابو داؤد و طبری ابن الاثرانی میں حضرت قتادہ بن ربیعہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور  
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے ،

ان فرضت علی امتک خمس صلوات ، و عہد

علی تمامہ ، و صابر من صبر و حبر البیت ان استطاع الیہ سبیلاً و اعطی الزکوۃ ، طیبۃ بہ نفسہ ، و  
دی الامانۃ ، قالوا : یا ابا الدرداء ، ما اداء ؟ لامانۃ ؟ قال : الفصل من الجنایۃ ۱۲ من ربی نہ تہن عنہ ( ۴ )  
( اس کا ترجمہ متن میں موجود ہے )

عکس و اوردہ السدری عنہ فرما دے و سجود ہن .  
بعد قولہ : سر کو عین ، و لیس فی شئ من لحو السن  
القی عنہ ، و قد قال العلامة ابوہم الحبشی فی  
غنیۃ المستقل شرح حنیۃ النصب ما نصہ ، اما  
لفظ و سجود ہن بعد رکوعین فعیقبات ۱۲ من  
ربی نہ تہن عنہ ۱۶

لے سن ابی داؤد ، حدیث ۳۲۹ دار احیاء السنۃ مصر ۱۱۷/۱ و ۱۱۷  
لے سن ابی داؤد حدیث ۳۲۵ دار احیاء السنۃ مصر ۱۱۵/۱  
لے الترغیب والترہیب فی الصلوات الخمس ۳۶۷ حدیث ۳۶۷ معنی ابی ابی مصر ۱۲۲  
لے غنیۃ المستملی مقدمہ کتب  
سید اکیڈمی لاہور ص ۱۲

عبدی عہد، اہل من جانیہا حفظ علیہم  
لوقتہن ادخلتہ الجنة، ومن لم یحافظ  
عینہن ولا عہد لہ عبدی۔

حدیث ۵: داری حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے  
رب جل و علا سے روایت فرماتے ہیں وہ ارشاد کرتا ہے

من صلی الصلوة لوقتہا فاقم حدھا کان  
لہ علی عہد ادخلہ الجنة ومن لم یصل  
الصلوة لوقتہا ولم یقم حدھا لم یکن لہ  
عندی عہد ان شئت ادخلتہ النار وان  
شئت ادخلتہ الجنة۔

حدیث ۶: طبرانی بسند صالح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ایک دی حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے، عرض کی: خدا و  
رسول خوب دانا ہیں۔ فرمایا: جانتے ہو تمہارا رب کیا دیا ہے، عرض کی: رسول خوب دانا ہیں۔ فرمایا:  
جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے، عرض کی: خدا و رسول خوب دانا ہیں۔ فرمایا: تمہارا رب حل و حل فرماتا ہے،  
و عزتی و جلالی لا یصلیہا عبد لوقتہا الا ادخلتہ  
الجنة، من جہلھا فغیر وقتہا انت شئت  
مرحتہ وان شئت عذبتہ۔

حدیث ۷: نیز طبرانی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فرماتے ہیں:

من صلی الصلوة لوقتہا واسیم لہا وضوہا  
واتو لہا قیامہا وخشوعہا و رکوعہا و

لے سنن ابی داؤد حدیث ۴۳۰ دار احیاء السنن النبویہ مصر ۱۱۷/۱

لے سنن الذری باب استجاب الصلوة فی اول الوقت حدیث ۱۲۲۸ مطبوعہ نشر السنن لمطان ۲۲۳/۱

لے المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۰۵۵۵ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۸/۱۰





راوی جبریلؑ نے عرض کی، عابینِ ہذین وقت یعنی اس والیوم (کل اور آج کے وقتوں کے درمیان ہر نماز کا وقت ہے)

حدیث ۱۵: ابو داؤد، ترمذی، نسائی، طحاوی، ابن حبان، حاکم، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جبریلؑ نے گزارش کی، الوقت مابینِ ہذین الوقتین (وقت وہ سے جو ان دو وقتوں کے درمیان ہے)

حدیث ۱۶: نسائی، طحاوی، حاکم و زرارہ، برہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حمزہ بن عبد اللہ بن ابی اسلم نے فرمایا جبریلؑ نے عرض کی، الصلاة مابین صلاتہ اس و صلاتہ اک ایوم (نمازِ دیروزہ و امروزہ کے بیچ میں نماز ہے) بزرگ کے یہاں ہے ثم قال عابینِ ہذین وقت (ان دو کے اندر وقت ہے)

حدیث ۱۷: نسائی، احمد، داؤد، ابن حبان، حاکم، جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جبریلؑ نے گزارش کی، عابینِ ہاتین الصلاتین وقت (ان دو نمازوں کے اندر وقت ہے)

حدیث ۱۸: طحاوی، ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حمزہ بن عبد اللہ بن ابی اسلم نے فرمایا جبریلؑ نے گزارش کی، الصلاة فیما بین ہذین الوقتین (نماز ان دو وقتوں کے درمیان ہے)

(نوع آخر) حدیث سائل سے حمزہ بن عبد اللہ بن ابی اسلم نے فرمایا کہ ہر نماز کا دل و آخر وقت بتایا

حدیث ۱۹: مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طحاوی، حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حمزہ بن عبد اللہ بن ابی اسلم نے فرمایا، وقت صلات کہ میت ماسر ایوم (تمہاری نماز کا وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا، مسلم کے دوسرے طریق میں ہے، مابین ماسر ایوم وقت (اسے سائل جو تو نے دیکھا اس کے اندر وقت ہے)

۳۰۵/۱	دارالکتاب بیروت	۱۰۰	فت	معجم الزائد	۱۰۰	فت	۳۰۵/۱
۲/	مطبوعہ رشیدیہ کراچی	۱۰۰	فت	معجم الزائد	۱۰۰	فت	۳۰۵/۱
۵۹/۱	مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور	۱۰۰	فت	معجم الزائد	۱۰۰	فت	۳۰۵/۱
۱۸۴/۱	مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور	۱۰۰	فت	معجم الزائد	۱۰۰	فت	۳۰۵/۱
۶۱/۱	مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور	۱۰۰	فت	معجم الزائد	۱۰۰	فت	۳۰۵/۱
۱۰۲/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۰۰	فت	معجم الزائد	۱۰۰	فت	۳۰۵/۱
۲۲۳/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۰۰	فت	معجم الزائد	۱۰۰	فت	۳۰۵/۱
۲۲۳/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۰۰	فت	معجم الزائد	۱۰۰	فت	۳۰۵/۱

ترمذی کے یہاں یوں ہے، مواقت الصلاة كما بين هذين (نہروں کے وقت ایسے ہیں جیسے ان دو کے درمیان)۔

حدیث ۲۰: مسلم ابی داؤد نسائی ابن ابی لحادی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: الوقت بین هذين (وقت ای دو کے درمیان ہے)۔

حدیث ۲۱: لحادی بطریق عطاء بن ابی رباح بعض صحابہ یعنی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور امام عیسیٰ بن ابان بنفذ عن عطاء بن ابی رباح قال بلغني ان رجلا اتى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بین هذين الوقتين كذا (جی دو وقتوں پر میں نے عازس پر میں ان کے اندر اندر سب وقت ہے) و لفظ الحجيج ثم قال ما بينهما وقت (اور کتب الحج کے الفاظ یہ ہیں) پھر فرمایا ان دونوں کے درمیان وقت ہے۔

حدیث ۲۲: مالک و نسائی و برار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حمزہ اور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ما بين هذين وقت (ای دو کے درمیان وقت ہے) و فيه الاقتصار على ذكر الفجر فكأنه مختصر قلت فقد رواه الدارقطني في حديثه من حديث قتادة عن السب موطأ و الدارقطني (علو اس آیت میں مقرر کیا کہ رب تبارک و تعالیٰ نے یہ حد بندی کی ہے۔ ان سے آگے نہ بڑھنا۔ قتادہ معصوم ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ (نوع آخر) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشگوئی کہ کچھ لوگ وقت گزار کر نماز پڑھیں گے تم ان کا اتباع نہ کرنا اسے مطلق فرمایا کچھ سفر و حضر کی تخصیص ارشاد نہ ہوئی۔

حدیث ۲۳: مسلم ابو داؤد ترمذی ابی احمد و آدمی حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وضرب إحدى كفيهما ادا بقت في قومه يؤخرون الصلاة عن وقتها قال قلت ما تأمرني حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری رائے پر ہاتھ مار کر فرمایا تیرا کیا حال ہوگا جب تیرا ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر

۲۲/۱	مطبوعہ رشیدیہ میں کمپیوٹی	۲۲/۱	سہ جامع ترمذی باب ما جاء في مواقت الصلوات
۲۲۳/۱	تقدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی	۲۲۳/۱	سہ صحیح مسلم باب اوقات الصلوات الخمس
۱۰۲/۱	ایچ اے سعید کمپنی کراچی	۱۰۲/۱	سہ شرح معانی لاشار باب مواقت الصلوات
۱۳	دار المعارف تعالیٰ لاہور	۱۳	سہ کتب المجتہ اختلافت، اہل الکوفہ و الحمدنیۃ فی الصلوة
۶۶/۱	مکتبہ سلفیہ لاہور	۶۶/۱	سہ انصاری کتب مواقت

قال صل الصلاة لوقتها الحديث

کریں گے، میں نے عرض کی حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔  
فرمایا تو وقت پر پڑھ لینا۔

حدیث ۲۴ : احمد ابو داؤد ابن ماجہ بسند صحیح عباد بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

ستكون عليكم بعدى امراء تشغلهم اشياء عن  
الصلاة لوقتها حتى يذهب وقتها فمسلوا  
الصلاة لوقتها الحديث ۔

میرے بعد تم پر کچھ حکام ہوں گے کہ ان کے کام وقت پر  
انہیں غماز سے روکیں گے یہاں تک کہ وقت نکل جائے گا  
تم وقت پر نماز پڑھنا۔

حدیث ۲۵ : ابو داؤد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،

قال قال لي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
كيف كنتم اذا انت عديكم امراء يصلون الصلاة  
لغير وقتها قلت نعم تا صرنا اذا ادرك ذلك  
يا رسول الله قال هل الصلاة لوقتها  
واجعلوا صلاة تلك معهم سبحة

فرمایا مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
فرمایا تم لوگوں کا کیا حال ہو گا جب تم پر وہ حکام آئیں گے  
کہ غیر وقت پر نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کی  
یا رسول اللہ! جب میں ایسا وقت پاؤں تو حضور مجھ  
کیا حکم دیتے ہیں فرمایا نماز وقت پر پڑھ اور ان کے  
ساتھ فضل کی نیت سے شریک ہو جا۔

(فروع آخر) ارشاد صریح کہ جب ایک نماز کا وقت آباد و سری کا وقت عانا رہا قضا ہو گئی اور اس کی  
مانعت نہ تھی۔

حدیث ۲۶ : مسلم و ابو داؤد و مسائی و یحییٰ بن ابان حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی  
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

وقت الظهر ما لم يحضر العصر وقت المغرب  
ما لم يسقط ثور الشفق سجدة محد

ظہر کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آئے اور  
مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق نہ ہو جائے۔

۱/۲۳۱ صحیح مسلم باب کراہۃ تأخیر الصلوات

۱/۹۰ سنن ابن ماجہ باب جاتی اذا اخرت الصلوة عن وقتها

۱/۹۲ سنن ابی داؤد اور اخر الامام الصلوة عن الوقت

۱/۲۲۳ صحیح مسلم باب اوقات الصلوات الخمس

قدیمی کتب جامعہ ۱۸۰/۱

حدیث ۲۷ : ترمذی و تلمذی بسند صحیح بطریق محمد بن اسماعیل عن الاعمش عن ابی صالح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان للصلاة اولا و آخر و ان اول وقت صلاة الطلوع حين تزول الشمس و آخر وقتها حين يدخل وقت العصر وفيه ان اول وقت المغرب حين تغرب الشمس و ان آخر وقتها حين يغيب الشفق

بیشک نماز کے لیے اول و آخر ہے اور بیشک آخر وقت نماز کا سورج ڈھلنے سے اور ختم وقت طلوع کا وقت عصر آگے پر ہے اور بیشک ابتدا وقت مغرب کی سورج چھپے ہے اور بیشک انتہا اُس کے وقت کی شفق ڈوبے ۔

حدیث ۲۸ : مسلم و احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ و تلمذی و ابن حبان حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ليس في النوم تفريط انما التفريط في اليقظة ان تؤخر صلاة حتى يدخل وقت صلاة

سوئے میں کچھ تقصیر نہیں تقصیر ہو جاتے ہیں ہے کہ تو ایک نماز کو اتنا چھپے بناؤ کہ دوسری نماز کا وقت آجائے ۔

یہ حدیث خود حالت سفر میں حضور نے سن لی اسد بن ابی سید و سلم نے ارشاد فرمائی تھی جہاں خاتمہ قسم صلاة الصبح ليلة التقریب وهو عند ابی داؤد و ابن ماجہ من دون قوله ان تؤخر جب ليلة التقریب کی صبح کو تکبیر کی نماز قصر ہوگئی تھی ۔ یہ روایت ابوداؤد و ابن ماجہ میں بھی ہے مگر میں ان توخر کا لفظ نہیں سمجھتا ۔ یہ حدیث نص صریح ہے کہ ایک نماز کی یہاں تک تاخیر کرنی کہ دوسری کا وقت آجائے تقصیر و گناہ ہے ۔

حدیث ۲۹ : بزار و تلمذی السنن بنحو حضرت محمد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال سألت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن قول الله عز وجل الذين هم عن صلواتهم ساهون قال هم الذين يؤخرون الصلاة عن وقتها

فرمایا میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل قرآن مجید میں فرماتا ہے غرابی ہے اُن نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں ارشاد فرمایا وہ لوگ جو نماز کو اس کے وقت سے ہٹا کر پڑھیں ۔

سلف جامع ترمذی باب ما جاء في مواقيت الصلاة

سلف سنن ابی داؤد باب في من نام ۱۱

سلف كشف الاستار عن زوائد نزار باب في الذين يؤخرون الصلوة عن وقتها مطبوعہ مرسۃ الرسال بیروت ۶۸

۲۲ /

۲۳ /

۶۸



بحوری کی روایت یوں ہے :

اخرون محمد بن عبد الله الصائغی (مسابق  
بسندہ) عن مصعب بن سعد عن ابيه رضي الله  
تعالى عنهما انه قال سئل رسول الله صلى الله  
عليه وسلم عن الذين هم في صلواتهم ساهون  
قال اضاغة الوقت  
بہیں، حدیث ۶۰ برائے اصحاب کی سے بخروی (پوری سند کو  
ذکر کیا) مصعب بن سعد سے وہ اپنے باپ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما سے کہ تصور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
سے اسی آیت کے بارے میں سوال ہوا، فرمایا اس  
سے مراد وقت کھونا ہے

حدیث ۳۰ : امام ابن انان حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی :

قال وقت الظهر الى العصر وقت العصر الى  
المغرب وقت المغرب الى العشاء وقت العشاء  
الى الفجر  
فرمایا ظہر کا وقت عصر تک ہے اور عصر کا وقت مغرب  
تک اور مغرب کا عشاء اور عشاء کا فجر  
تک۔

حدیث ۳۱ : امام طحاوی شرح معانی لا قاریں راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا،  
ما التقويظ الصلاة (فارمن تو یہ کیسے) ؟ فرمایا : ان قولاً حتى ياتي وقت الصلاة (یہ کہ تو ایک  
نہر کی تاخیر کرے یہاں تک کہ دوسری کا وقت آجائے)

حدیث ۳۲ : نیز اسی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روای قال تعون صلاة حتى  
يحيى وقت الاخرى (فرمایا سزاوت میں ہوتی سب تک دوسری کا وقت نہ آجائے) یہی باب دوسری کا  
وقت آیا پہلی قضا ہوگئی۔

تنبیہ : ان آیات و احادیث سے جواب میں قائلین جمع کی غایت سنی ادعا سے تخصیص ہے جسے قاجری  
نے کئی ورق کی طوائف تفسیر میں بہت ہی چمک کر بیان کیا جس کا مال بیکہ اگرچہ مشکاثرہ و احادیث متواترہ ہر نماز  
کے لیے بعد وقت بتا رہی ہیں محافظت وقت کی نہایت تاکید شدید فرما رہی ہیں وقت ضائع کرنے کو گناہ عظیم و  
موجب عذاب اہم ٹھہرا رہی ہیں مگر ہمیں سفر وغیرہ حالات میں ظہر و عصر و مغرب و عشاء چار نمازوں کی باندھنی وقت

شرح السنۃ لایام ابوہی باب مراعاة الوقت مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۳۹/۱

سے کہ سب محض احتکاف طیل الکوفۃ المدینۃ فی صفوات الخیار لمعارف السعائیر لاہور ۱۷۱/۱

شرح معانی الآثار باب جمع بین الصلوات مطبوعہ دارالکتاب العربیہ لاہور ۱۱۴/۱

سے کہ سب محض احتکاف طیل الکوفۃ المدینۃ فی صفوات الخیار لمعارف السعائیر لاہور ۱۷۱/۱

کچھ ضرور نہیں چاہے وقت سے پہلے پڑھ لیں چاہیں وقت کھو کر پڑھیں اصلو بخذ نہیں کہ دو چار روایتیں چار خیال کے مطابق قرآن عظیم و احادیث متواترہ کے محال آئیں وہ ہیں بے قیدی سنا گئی میں یہاں ملاجی نے بہت کچھ ابجاث اصول کو فروغ کیا ہے جس کا جواب ایسا ہی عطف و طویل دیا گیا ہے وانما اقول (اور میں کہتا ہوں)۔ ثبوت العرش ثم انقش ارشادات صریحہ قرآن عظیم و احادیث متواترہ کے مقابل ایسا ہی سہاں جمع کر دیا ہوتا تو ان کے مقابلہ کا نام لینا تھا کسبھی اندر چند نقل روایات جن میں روایت درایت سوا احتمالات، نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُن کے ثبوت ہی پر یقین نہ قلعہ عظیم ثبوت خواہی خواہی معنی جمع حقیقی کی تعین، احتمالی باتوں پر خدا و رسول کے صریح احکام کو کراٹھا دیے جائیں ایسے حکوں کے مقابلہ کو انھیں کے پایہ کا جلی واضح ثبوت دیکھا نہ یہ کہ بزور زبان استہرا میں کہہ دیجئے وہ حدیثیں جن میں تاویل کو محال کی دخل نہیں آتا میں کچھ دیجئے احادیث صحاح جو جمع پر قطعاً و یقیناً ثابت کرتی ہیں اور بس آپ کے فرماتے سے وہ فصوص قاطعہ یقینیہ مفسرہ ہو گئیں ملاجی بس اسی ایک نکتہ پر بحث کا فیصلہ ہے ان روایات کا ابجاث جمع حقیقی تقدیم و تاخیر میں بعض قطعاً یقینی مفسرنا قابل تاویل ہونا ثابت کر دیجئے یا مسترآن عظیم و احادیث متواترہ کے مقابل زری رہاں زوریوں سے کام نکالنے کا اور دیکھنے میں صرف نص قرآن و حدیث کا مامور لینا ہوں اسے حضرت عازنوں کی توقیت اُن کے لیے اوقات کی تعین تو ضرور بات دین سے ہے اور چار آپ کا قلم امت مرحومہ کا ما روتہ سے پٹ مارا، اصل ضرورہ تھا کہ دینا وقف کو دینا محرم تو اب طہیت و قیست طہرات کی بحث سے کچھ علاوہ نہ رہا۔ اس فعل میں کا جو حاصل ہے یعنی غار پیش از وقت یا تقویت وقت اس کی حمت یہ تو ہم اور آپ سب متفق ہوئے اب آپ نے لکھی کہ اس حرام قطعی کی یہ صورت حاس ملان ہے صباد و حرام قطعی ہے و بسا ہی قطعی ثبوت اس کی ممکن کا دیجئے ورنہ یقینی کے صورتی شکل کا نام یہ مجھے خدا کی مشق اور قواعد جمع تقدم میں بھی جواز کے ادا کہ تاویل کو دخل میں احادیث صحاح قطعاً دلات کرتی ہیں حالانکہ مفسر و یقینی ہونا و گنار ابو داؤد و ابی حنبلہ اشلف تصریح فرمایا کہ اس کے بارے میں اصلاً کوئی حدیث میں بھی نہ ہوئی مگر ان یہ کئے کہ اپنی رہاں یہ دعویٰ ہے توت مانگے واسے کا کچھ دیا ہوا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ علی العظیم۔

لطیفہ ملاجی نے ایک مثل راستا کے ظہر کے اثبات میں حدیث سنائی روایت نسائی عن حساب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حدیث امامت حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس سہولت میں جن میں تھا نہ پہلے دن کی ظہر حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورج ڈھلتے ہی پڑھی اور دوسرے دن کی اس وقت کہ ساہ ایک مثل کو پہنچ گیا اسس تمسک پر اختر بن ہزنا تھا کہ ان حدیثوں میں کل کی عصر بھی تو اسی وقت پڑھائی ہے تو یہ مثل پر وقت ظہر ختم ہوا نہ علاحدہ مثل ظہر و عصر دونوں عماروں میں وقت مشترک ہو یا مستفاد ہوا عجب اس کے دفع میں فرماتے ہیں روایت نسائی کے معنی یہ کہ اگر آنحضرت نے پہلے دن عصر جب پڑھی کہ ایک مثل ساہ آگیا اور دوسرے دن ظہر سے عصر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس وقت معیار لحق ص ۳۰۳

ایک مثل پر فارغ ہونے پر معنی نہیں کہ کچھ وقت بطور چار رکعت دو قوں نمازوں میں مشترک ہے دلیل مزاج باعث اختیار کرنے معنی قول کی یہ ہے کہ روایت کی ہے سلم نے عبد اللہ بن عمرو سے ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال وقت الظهر الى ان يحضر العصر اور کہا اللہ تعالیٰ نے ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتباً موقوتاً یعنی برزخ کا وقت عرصہ عرصہ ہے اسی واسطے فرمایا آنحضرت ﷺ انما التصریط علی من لم یحصل حق یحیی وقت الصلاة الاخری مرویہ مسلم و عیدہ قوم مقصداً احادیث اور اس آیت کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز داخل نہیں ہو سکتی پھر اگر حدیث جابر میں معنی وہ نہ کریں جو ہم نے کیے ہیں نہ پڑھ چکے ایک مثل میں بلکہ یہ کریں کہ پڑھتی شروعات کی جب کہ ایک مثل سوتی تو نماز میں ہو گا اور یہاں ان احادیث کے حق سے اختیار دو قات ہر نماز کی معلوم ہوئی ہے اور اس حدیث جابر میں جس سے اشتراک نکالتے ہیں اور وقت نماز میں مراعات کر لیں پڑھنے اور صورت مراعات کی یہ ہے جو ہم نے بیان کی اور شاہد اس کی حدیث جابر ہے معنی اس کے بھی وہی ہیں بعینہ اسی دلیل سے جو گزری حدیث نسائی میں اھ ملاحظہ۔

الحمد للہ یہ تو ایہ کریمہ اور ہماری حدیثوں سے حدیث ۲۶ و ۲۸ کی نسبت تلاجمی کی شہادت ہے مرقعہ حدیث و آیات کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری داخل نہیں ہو سکتی مگر یہاں تلاجمی کا ظلم ظاہر کرنا ہے فاقول بانہ الترفیق اولاً حدیث جابر و حدیث سلم یہ یہ نہ کہ تلاجمی سے تاہم کی عید باہت نہ کہ جابجائے ہرگز نہیں جتے حدیث جابر پر روایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نسائی کے یہاں یوں ہے ۱

ان جبریل فی نسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین کان الفیل مثل شخصہ فصلی العصر ثم اتاه فی الیوم الثانی حین کان فیل الرجل مثل شخصہ فصلی الظهر۔

دوسری روایت میں ہے ۱ ثم حکث حقاً کان فی الرجل مثله جاء العصر فقال قم یا محمد فصلی العصر ثم جاء من الفیل حین کان فی الرجل مثله فقال قم یا محمد فصلی العصر۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

۱۔ مینار الحق، مسئلہ چہارم بحث آخر وقت ظہر مکتبہ نذیریہ لاہور ۱۶ تا ۲۲  
۲۔ واضح رہے کہ اولاً کے ذیل میں مذکور تمام روایات کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو صفحہ ۲۷۸ کی طرف رجوع کریں۔ دہم  
۳۔ نسائی کتاب لواقیت آخر وقت العصر مطبوعہ سلفیہ لاہور ۹۰/۱  
۴۔ نسائی " " " " اول وقت العشاء " " " ۹۲/۱

متحد سخن میں بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہے ، انا ہر حین کان ظلمہ مثله فقال قم فصل فقار  
فصلی العصر ثم انا ہر من العہد حین کان ظلمہ مثله فقال له قم فصل فقام فصلى الظهر ثم انا ہر  
رقتی وظهرتی واولی عمر کے یہاں روایت حبیب بن عمرو ویشیر بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یوں ہے ، جاءہ حین کان  
ظلم کل شیء مثله فقال یا محمد صل العصر فصلى ثم جاءہ العہد حین کان ظلم کل شیء مثله فقال  
صل، الظهر فصلى۔

یہ سب حدیثیں تصریح صریح ہیں کہ روح امیں علیہ الصلوٰۃ والسلام قہر کے لیے حاضر اس وقت ہوئے جب سایہ ایک مثل کو پہنچا تھا اس وقت نماز پڑھنے کے لیے عرض کی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اس کے یہ معنی کیونکہ ممکن کہ جہم مثل تک نماز سے فارغ ہو لیے تھے۔ حدیث سائل روایت عبد اللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابوہریرہ کے یہاں مؤید ہے، امر بلا لا فاقام الفجر حیث نشو (انہی قولہ فاقام الفجر فی وقت العصر والدی کان قبلہ۔ اس میں تصریح ہے کہ ایک مثل ہونے پر حال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی تکبیر کی تو مثل تک فرائز گیا۔

شامانیہ آئیہ کر رہے تو آپ کے نزدیک عام ہے اور احادیث تحریر و سائل خاص اور آپ کے اہل میں عام خاص متعارض نہیں بلکہ عام اس میں سے نفس روحانے کا دلدادہ دینی ممال معارضہ صرف احادیث میں مانا نہ آیت و حدیث میں پھر ان حدیثوں کے مقابل آیت کا پیش کرنا کیا معنی، کیا آپ کے دلوں کو آیت عام نہیں رہتی تنصیص حرام ہر جاتی ہے۔

مثلاً نمازِ عشاء میں دفعِ عارضہ ہوئی بھی ممکن کہ حدیثِ تفریط میں وقتِ الصلوة الاخریٰ سے اس کا وقتِ عارضہ ملا لیجئے یعنی نمازِ قضاء عشاء ہوئی ہے کہ دوسری نماز کا وقت خاص آجائے جب تک وقتِ مشترک باقی ہے قضاء نہ ہوئی اور حدیثِ عبد اللہ بن عمر میں ظہر فراء عصر دونوں سے جس میں چاہئے وقتِ خاص ملے لیجئے اور دوسری میں وقتِ مطلق یعنی ظہر کا وقت خاص وقتِ عصر آنے تک ہے جب عصر کا وقت کیا طرکاً خاص وقت نہ رہا اگرچہ مشترک باقی ہو یا ظہر کا وقت عصر کے وقت عارض آئے تک ہے کہ اسی کے بعد ظہر کا وقت خاص خواہ

۲۲۳

۲۵۹/۱

۵۴/۱

سہ ترمذی باب المواقیت مطبوعہ رشیدیہ دہلی ۲۵/۱

مشترک اصول ہیں رہتا تو صورت موافقت اسی میں منحصر نہ تھی جس سے آپ احتمال اشتراک کو دفع کر سکیں، ملاجی مدعی  
بہر آسان ہے مگر اقامت دلیل کے گرانیدہ عددوں سے مسکنت نکل جانا مشکل۔

اب اس صریح غلط و ناانصافی کو دیکھیں کہ مسئلہ وقت ظہر میں آیت و احادیث توقیت کے علوم و ظواہر پر  
وہ ایمان کہ نہ آیت صراح تخصیص نہ یہ حدیثیں لائق تاویل زمان کے مقابل صراح حدیث قابل قبول بلکہ واجب کہ  
کہ وہ حدیثیں تاویلوں کی گھڑت سے موافق کر لی جائیں اگرچہ وہ اس تاویل سے صاف ابا کرتی ہوں اور ان میں ہرگز  
تاویل نہ کی جائے اگرچہ بے وقت سے جگہ دیتی ہوں۔ اور جب مسئلہ جمع کی باری آئے فوراً نگاہ پٹ جائے اب آیت  
احادیث واجب التخصیص، اور ان کے مقابل زنی احتمالی چند روایات واجب الامتداد و قطعی التخصیص، اور ان کے یہ  
آیات و احادیث کے مطابق صاف و نقیض معاملہ مردود و باطل بغیر شریعت اپنے گھر کی ہے، اجتہاد کی کوٹھری  
دوہرے در کی سی ہے۔ دیانت کا ٹودہ نوں باگوں کستا ہے۔ پورب کی سڑک میں کچم کا راستہ ہے۔

گر میں گیا، ادھر سے ادھر سے نکل گیا

**فصل طہ** حدیث بست و ششم مروی یک مسلم شریف کے جواب میں ملاجی کی نزاکتیں قابل تماشاء۔  
اقول یہ حدیث اسی شخص کے حق میں ہے کہ جلاحدہ را تائید کرے کہ اس کے حق میں جو مسافر ہو یہ وہی  
دعویٰ باحدہ تخصیص ہے تخصیص ب

ثانیاً سبب حدیث خود عمار سفر کا سوتے ہیں قصا ہو جانا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اس وقت سفر میں تھے تو نماز سفر کو اس حکم سے خارج ماننا ظرف جہالت ہے۔

ثالثاً صدر بہ ترا نگاہ سنئے فرماتے ہیں اگر کہو کہ یہ حدیث سفر میں فرمائی تھی پس مسافر کو حکم اس کا شامل ہرگز  
تو کہ جائے گا کہ ظرف قول کی اعث اور قریر اس کی تعلیم یا تخصیص پر ہیں ہوتی۔

اقول ملاجی، کسی برائے بکے سے ظرف و سبب کا فرق سیکھو یہ ہیں کہا جاتا کہ حدیث سفر میں فرمائی تھی  
بلکہ مطلب یہ ہے کہ عمار سفر کا قصا ہو تا سبب ارشاد ہوا تو خود سبب نفس حکم نفس سے کیونکہ خدا ہے گا کیا ظلم۔ ہے  
کہ نفس کا حامی جس مرد میں مرد وہی خارج و نا مقصود، اور نفس اس کے مجاہد پر مقصود و محدود۔

**عہ اقول** ظاہر ہے کہ احتمال اشتراک مسئلہ جمع میں قابل جمع کو اصل واقع نہیں جیسے تقدیم سے تو اسے جس میں نہیں اور  
جمع تاخیر بھی اس کے قابل کے نزدیک صرف آثار و استدائے وقت آخر بقدر چار رکعت سے مخصوص ہیں معزز جب وقت  
مشرک ٹھہرا پہلی نماز بھی اپنے وقت پر ہوئی اور اس کے بعد دوسری بھی اپنے وقت میں یہ جمع صوری ہے نہ حقیقی کہ ایک  
نماز اپنے وقت سے خارج ہو کہ دوسری کے وقت میں پڑھی جائے کہ لا ینفخ فیہ ۱۲ منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (م)  
فت معیار اثنی عشر مسئلہ جمع میں الصلوٰۃین ص ۴۷ فت معیار الحق ص ۴۷

رابعاً قیامت در بار اکت تو یہ کی کہ فرماتے ہیں اگر ظرف کو داخل ہو تو کہا جائے گا کہ یہ قول آنحضرت نے وقت نماز فجر کے اور وقت ہو جائے نماز فجر کے غنہ میں فرمایا تھا پس حکم سفر غری کا سان کیا جس کا جمع کرنا کسی نماز سے ممکن رہتا نہ عصر و عصر و عصر و عصر سفر کی کا۔

**اقول** یعنی یہ تو غریب کی کیا، ہاں ثاقبی! حدیث میں کلمہ کا ارشاد ہو رہا ہے فجر سفر کی کا۔ اور نماز میں سفر کی کا یعنی صبح کی نماز میں تقصیر اُس وقت ہوگی کہ تو اسے نہ پڑھے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آجائے بہت معقول سوچنے کے بعد پھر پڑھے ٹھیک دوپہر ہو جب تک نماز فجر اٹھا رکھنے کے بعد تقصیر نہیں بپا ظہر کا وقت آئے اس وقت تقصیر ہوگی اللہ و اللہ! لیہ راجعون! ثاقبی! بدی میں تو اچھے اچھے حکم سنے گئے ہیں، لکھنے چلے گئے تو پسند و مانع کی نہیں دکھال ہوتی، نماز میں پانچ میں اُن میں چار متوالی الاوقات اور فجر نہ سب کا حکم بیان کیجئے تو بطور تظہیر یہ کہ صبح جیسا کہ حدیث ۳۲۰۳۱ میں اقول حضرت ابوہریرہ و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے گزارش کرنا کہ خاص فجر کا حکم ان دونوں سے ارشاد ہو کہ جب تک ظہر نہ آئے فجر نہ پڑھنے میں تقصیر نہیں۔

**خامساً اقول** ثاقبی! اعتبار عود لفظ کا ہے، خصوصاً جب کا تو افراج ظہر و عصر و مغرب و عشاء کے کیا معنی، یہ کیا ستم جہالت ہے کہ آپ کا خصم اطلاق نص و شمول مورد سے تمسک کرے آپ جواب میں اقتصار علی المورد پیش کر دیں یا وہ سب کچھ کہ وہ حق ہو دے رسالہ کا کیا یہ تو اس پر کسی پر انقطاع کسی میں انحصار غرض سیدھا چلنا ہر طرح ناگوار۔

**سادساً** اب اور آنکھیں کھلیں تو علاوہ کی پوٹ باندھی کہ مسافر جمع کرنے والے کو ضرور ہے کہ ارادہ جمع کا پہلی بار کے وقت کے اندر اندر کر سکے جس نے ارادہ نہ کیا اس کی جمع درست نہ ہوگی پس اگر مسافر کو بھی شام کی رو تو یہ مسافر ضرور وہ محل حدیث کا ہوگا۔

**اقول** یہ ایسا دیس آتم کہ سب سے جویا حدیث ارشاد فرما رہی ہے حدیث میں تو ایسے ویسے کی کہیں بُری نہیں کہ اپنی ہوا سے نفس پر احادیث کا ڈھال لانا ہی عمل بالحدیث ہے۔

**سابعاً اقول** خود مسافر کو شامل کہ رہے ہو نہ مسافر سے خاص تو لا جرم حدیث وہ حکم فرما رہی ہے جو مسافر مقیم سب کو شامل کیا بھلا چنگا مقیم بھی اگر وقت کے اندر اندر نیت نہ کرے کہ یہ نماز وقت گزار جانے کے بعد پڑھ لوں گا تو تقصیر نہیں گنہ گار قصیوں کا نہ سب کیوں نہیں کہہ دیتے اور بعد حرائی ضرور تہیں بلکہ تباہی کو ڈا اگر حاصل ٹھہرے گا تو وہی کہ حدیث احادیث جمع سے مخصوص یہ شامت امام سے وہی آپ کا عذر معمولی جا ہی ہے پھر اُسے

علاوہ کس منہ سے کہہ رہے ہو، ملا جلی ایکھی کسی کوسے سے پالانہ پڑا جو گا کر غل یا حدیث کا دعویٰ بھلا دیتا، سُبْحٰنَ اللہ  
تحریف احادیث اور اس کا نام غل یا حدیث اسم طیب و عمل خبیث، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ  
العن العظیم۔

قسم دوم نصوص خصوص، حدیث ۳۳ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی  
و مختلف قوی کی ہر طریق میں وہ واثق و مجملہ و متصلہ و متفرقہ و مطوّر مروی و ہذا لفظ الحدیثی حدیثاً عامہ  
یہ حصص بن عیاد ثب ابی ثمالا عیش ثقی عمارۃ عن عبد الرحمن عن عبد اللہ رضی اللہ عنہما  
عنہ قال ما رأیت السبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی صلاۃ لعیب میق تھا الا صلاتین  
جمع بین المغرب والعشاء و صلی العجیر قبل میق تھا و لمسلم حدیثاً یحییٰ بن یحییٰ  
و ابویکرب ابی شیبہ و انوکریب جمیعاً عن ابی معویہ قال یحییٰ اخبرنا ابو معویہ عن الاعمش  
عن عمارۃ عن عبد الرحمن بن یزید عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما رأیت رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی صلاۃ الا لقیق تھا الا صلاتین صلاۃ المغرب والعشاء بجمعه  
و صلی العجیر من قبل میق تھا و حدیثاً عث بن ابی شیبہ و اسحق بن ابراہیم جمیعاً عن  
جمہر عن الاعمش بهذا الاسناد قال قتیبہ و ہذا لفظ حدیثی حدیثاً عامہ و متفرقہ و متصلاً و  
لازم طوت و طوت سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا بعد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سابقین و امین  
فی الاسلام و ملازمین خاص من بعد سیدہ نام غیر افضل الصلاۃ والسلام سے تھے ہر جو کمال قرب بارگاہ اہلبیت رسالت

علیہ بخاری مسلم ترمذی نسائی ابو موسیٰ شمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

قال قدمت اماماً علی من الیس فکفنا حیدم  
مانوی الا ان عبد اللہ بن مسعود رجع من اہلبیت  
لسی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لثری من دخولہ  
و دخول امہ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
و سلم۔ ۱۷

فرمایا میں اور میرے بھائی یس سے آئے تو مدت تک  
ہم بھاگے کہ عبد اللہ بن مسعود حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلبیت سے ہیں انھیں اور ان کی ماں  
کو جو بکثرت کا شانہ رسالت میں آستہ جاتے  
دیکھتے تھے۔ ۱۷ منہ

سنن صحیح بخاری باب من صلی العجیر جمیع مطبوعہ مطبعہ اشرفیہ میرٹھ ۲۲۸/۱  
سنن صحیح مسلم باب استحباب زیادۃ التخلیس بصلوۃ الصبح مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۴۱۶/۱  
سنن ابی داؤد صحیح بخاری من قبل عبد اللہ بن مسعود قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۳۶/۱





انتقرب۔ حافظ الشان نے تہذیب التہذیب میں فرمایا: سلیمان بن ابی یحییٰ حجازی روایت  
ابن شریک و ہش عمر، و عبد بن مجلان و داؤد بن قیس و ابو موسیٰ و عبد الصمد بن سلیمان  
قال ابو حاتم، ما یحدثہ یاس، و فکرہ ابن جبار فی الثقات، و روی لہ ابو داؤد و حدیثاً واحداً  
فی الجمع بین المغرب والعشاء۔

**فقہ اقول** بعد از مت سندہ مثل حدیث کا بروایت ابوبکر عن تافع عن ابن عمر فقط لم یروا عن  
جمع بیہما قط الا ثلث اللیلۃ (ابن عمر کو نہیں دیکھا کہ دو نمازوں کو جمع کیا ہو سوائے اس رات کے رت) مروی  
ہوا کچھ مصر نہیں اگر یہاں تافع ضل ابی خراور و ابن عمر فضل سید البشر علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روایت کریں کیا منافق  
ہے خصوصاً مروی عن ابوبکر متصل سے اور متصل لابی کے نزدیک محض مردود و مہمل اور وہ بھی تصنیف مجہول کہ غالباً  
مشیر ضعف ہے تو ایسی تفسیق حدیث منہ متصل کے کتب معارف ہو سکتی ہے۔

**حدیث ۳۵**، عوطا سے امام محمد میں ہے، قال محمد بن یحییٰ عن حماد بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ  
عنه انه کتب فی الافاق یناھم ان یجمعوا بین الصلوة و احبہم ان الجمع بین الصلاتین  
فی وقت واحد کبیرۃ من الکسائر اذہم ما مذکب الثقات عن العلاء بن الحارث عن مکحول بنہ  
(یعنی امیر المؤمنین امام القادلیں، علی بن ابی طالب، سوا ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام آفتق  
میں فرمان واجب ارذعان ماحد فرمائے کہ کوئی شخص دو نمازیں جمع نہ کرنے پائے اور ان میں رشا و فرما دیا  
کہ ایک وقت میں دو نمازیں ملانا گناہ کبیرہ ہے،

الحمد للہ امام عادل فاروق الحق و الباطل نے حق و واضح فرما دیا اور ان کے فرمان پر کہیں سے انکار نہ کرنے  
نے گویا مسئلے کو درجہ اجماع تک مترقی کیا۔

**اقول** یہ حدیث بھی ہمارے اصول پر حسن جید محنت ہے علامہ ابن الحارث تابعی صدوق حقیقہ رحمان  
صحیح مسلم و سنن ابی یوسف میں ہے۔

و اختلافہ لا یصور عند ما مالویشیت الاحد	عوار کا عند ہونا ہمارے نزدیک مصر نہیں ہے جب
بعده فقد ذکر المحقق علی الاطلاق	تک یہ ثابت نہ ہو کہ یہ روایت اس سے اختلاف
فی فتح القدر کتاب الصلوة باب التہید	بعد لگتی ہے کیونکہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدر کی

خبر احمد ثنا عفان بن مسلم ثنا حماد بن  
سدة ثنا عطاء بن السائب ومعلومات  
عطاء بن السائب من اختار فقال ارجوان  
حماد بن سلمة من اخذ منه قبل المتغير  
ثم ذكر لدليل عليه ثم قال وعنى لا بهما  
لا يبرهن عن الحسن. اهـ

کتاب الصلوة باب الشہید میں احمد کی روایت ذکر کی ہے  
جس کا ایک راوی عطاء بن سائب ہے اور عطاء  
ابن سائب کا منقول ہونا سب کو معلوم ہے، مگر  
ابن ہمام نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ حدیث ابی سلمہ نے یہ  
روایت عطاء کے استناد میں منقول ہونے سے پہلے اس  
سے اخذ کی ہوگی۔ پھر اس کی دلیل بیان ل اور کہا کہ اگر  
ابراہیم یا دیگر بھی بنائے تو حسن کے درجے سے کم نہیں ہے۔  
اور امام محمول ثقہ فقیہ حافظ طویل القدر بھی رجال مسلم واریہ سے ہیں۔

والسئل حجة عندنا وعده الجمهور اما ابهام  
شيوخ محمد فتوشق البهيم مقبول عندنا  
كما في المسند وغيره لا سيما من مثل الامام  
محمد ومقطوع النظر عنه طفا ان يقول  
قد اخبرنا بالعدد في فتح المعيب في ذكر  
المقلوب مرويا في مشيخ البخاري لا يلى احمد  
بن عدى قال سمعت عدة مشايخ يحكون  
وذكرها ومن طريق احمد بن عدى مرواها  
المطيب في ترميحه وغيره ولا يصح جهالة  
شيوخ ابن عدى فيها فانهم عدة يسحب  
به جهالتهم

مرسل ہمارے اور جمهور کے نزدیک حجت ہے رہا حد  
کے اساتذہ کا مبہم ہونا، تو مبہم کی توثیق ہمارے نزدیک  
زیریک مقبول ہے، جیسا کہ مسلم وغیرہ میں ہے خصوصاً  
عصب توثیق کرنے والی امام محمد صلی ہستی ہو، اور  
اس سے قطع طریق بھی کہا جاسکتا ہے کہ متعدد اسنادوں  
سے مروی ہونے کی وجہ سے اس کی یہ حالی دور ہوگی  
ہے۔ فتح المعیث میں مقلوب کا ذکر کرتے ہوئے ہے  
ہے کہ مشائخ البخاری میں احمد بن عدى سے مروی  
ہے کہ میں نے متروک مشائخ کو یہ حدیث بیان کرتے  
سنا ہے ابن عدى بنی کے واسطے سے یہ حدیث  
خطیب نے بھی اپنی تاریخ میں لکھی ہے اور دیگر  
علمائے بھی اور ابن عدى کے اساتذہ کا مبہم ہونا متعین نہیں ہے کیونکہ ان کی تعداد اتنی ہے کہ اس کی وجہ  
سے وہ مجہول نہیں رہتے۔ ات

حدیث ۴۴ : امام محمد بن احمد بن عثمان بن عیسیٰ بن ابان میں روایت فرماتے ہیں:  
أخبرنا اسفیل بن ابرهیم البصری عن خالد الخداع عن حمید بن ہلال عن ابی قتادة

ابعدی قال سمعت قراءة كتاب عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه ثلث من الكتب  
الجميع بين الصلوات والنضار من سرجة واليهمة (يعني حضرت ابو قتادة عدوی کہ اجلہ اکابر  
و ثقات تابعین سے میں مذکور نے انھیں صغار میں گنا، فرماتے ہیں میں نے امیر المومنین فاروق اعظم  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شوق و فرمان سنا کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں : دو نمازیں جمع کرنا اور جہاد میں غار  
کے مقابلے سے بھاگنا اور کسی کا مال لوٹ لینا)

**اقول** یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے اس کے سب رجال اسمعیل بن ابرہیم ابن علیہ سے آخر تک کثرت  
عدول رجال صحیح مسلم سے ہیں و شراح۔

لطیفہ حدیث مؤطا کے جواب میں تو قاجا کی کو سی ان کا عذر معنوی عارض ہوا کہ مس کرنا عمر کا حالت قامت  
میں بلا عذر تھا۔

**اقول** اگر ہر جگہ ایسی ہی تھیں تراش لیے کا دروازہ کھلے تو تمام احکام شریعہ سے بے قیدوں کو سہل چھٹی  
ٹے جہاں چاہیں کہہ دیں یہ حکم عام فلاں لوگوں کے لیے ہے۔ حدیث صحیحین کو تین طرح رد کرنا چاہا۔  
**اول** انکار میں اس سے بطور مقدم لکھا ہے اور حنفیہ قائل مفہوم نہیں، اس جواب کی حکایت خود اس  
کے زوہد میں کفایت ہے اس سے اگر طریقہ مذکور ملے تو اس کے بعد اس کے نزدیک مسکوت عنہ ہے  
انکار میں تو اس کا صریح مطلق و عدولی مطابق و مخصوص جبارۃ النفس ہے۔

**اقول** اولاً اس کی نسبت اگر بعض اجلہ شافعیہ کے قلم سے براہ بشریت لفظ مفہوم نکل گیا تھا مدعی  
اجتہاد و عزمت تعلیہ او حنیفہ و شافعی کر کیا لائی تھا کہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم ذکر کرنے کے لیے ایسی بدیہی غلطی  
میں ایک متاخر مقلد کی تعلیہ جامد کرتے شاید رد احادیث صحیحہ میں یہ شرک صریح جائز و صحیح ہو گا اب نہ اس میں  
شانہ نعرانیت ہے نہ اتحد و الاحیاس ہم و سرہیانہم اس باباً من دون اللہ (انہوں نے اپنے عالموں  
اور راہبوں کو اللہ کے علاوہ اپنا رب بنالیا۔ ت۔ کی آفت کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا املاً تفعلون) اللہ  
کے نزدیک بڑا جرم ہے کہ تم اس کام کا کہو جو خود نہیں کرتے۔ ت۔

ثانیاً بعض غلط مفہوم ہی سہی اب یہ نامسلم کہ حنفیہ اس کے قائل نہیں صرف جہاد شائع غیر متعلقہ

باعتقبات میں اس کی نفی کرتے ہیں کلام صحابہ و من بعدہم علی الاعلیٰ میں مفہوم مخالفت ہے خلاف عربی و معتبر کما نص حدیثہ  
فی تفسیر الاحکام والحدود والنفق والفقار والفساد والفساد من الاسرار قد ذکرنا خصوصاً فی  
مسائلنا القطوف الدامیۃ لمن احسن الجساعۃ الثانیۃ۔

دوم ایک رام پوری ملا سے نقل کیا کہ ابن مسعود سے سند ابی یعلیٰ میں یہ روایت بھی ہے کہ کان رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ینجم بین الصلواتین فی السفر (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں دو نمازیں جمع  
کرتے تھے۔) تو موجد ہے کہ حدیث صحیحین کو حالت نزول منزل اور روایت ابی یعلیٰ کو حالت سیر پر حمل کریں یہ مذہب  
نام مانگ کی طرف غور کر جائے گا۔

اولاً ملا جی خود ہی اسی بحث میں کہہ چکے ہیں کہ شاہ صاحب نے مسند ابی یعلیٰ کو طبقہ تالیف میں جس میں سب  
اقسام کی حدیثیں صحیح غریب معروف شاذ منکر منقول موجود ہیں ٹھہرایا ہے۔ پھر خود ہی اس طبقے کی کتاب کو کہتے  
اس کتاب کی حدیث سے وہ تفہیم کسی محدث کے یا پیش کر کے سند کے یوں تسلیم کی جاوے یہ کتاب اس طبقے کی ہے  
جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح اور یقیم منکر ہیں یہ کیا دھرم ہے کہ اور وہ پر سر آؤ اور اپنے لیے ایک رام پوری ملا  
کی تقلید سے مدلل بناؤ اتحاد واجتماع ہم دوسرا ہم یہ

ثانیاً قول ملا جی اکس فی حلیۃ التکرار کہ یہ ایک دھم دھمکن و محفل کا فرق سکھائے حدیث  
صحیحین نگار جمع تحقیق میں نص صریح ہے اور روایت ابی یعلیٰ حقیقی میں کا اصطلاح نہیں دیتی بلکہ احادیث جمع صوری  
میں جبہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں صاف صاف جمع صوری تیار ہی ہیں تمھاری ذی ہوشی کہ نص و محفل کو  
را کر خدات محل سے راہ فریق ڈھونڈتے ہو۔

لطیفہ قول ملا جی کا اضطراب قابلِ تماشہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہیں راوی جمع  
ٹھہرا کر عدد رواۃ پندرہ ساتے ہیں کہیں نا فی تک کر چودہ صدر کلام میں جہاں راویان جمع گنائے صاف صاف کہا  
ہی مسعود فی احادیث ابی رامپوری ملا کی تقلید سے وہ احدی اور، تین بھی گئی ابن مسعود غاص  
مشتبان جمع میں ٹھہر گئے۔

سوم جسے ملا جی بہت ہی علق نفیس سمجھے ہوئے ہیں اُن دو کو عربی میں بولے تھے یہاں چمک چمک کر اردو  
میں چمک رہے ہیں کہ اگر کو جس میں کو ابن مسعود نے میں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر یہ ہمارا معصیت کا ٹوٹے گا





اور یہ بھی اجماعِ موافقی و مخالفت ہے کہ عصرِ فرد و مغرب فرد لفظِ حقیقتہً غیر وقت میں پڑھیں تو فجرِ نحر و مغرب مرد لفظ کا حکم یقیناً غلط ہے ہاں عصرِ فرد و مغرب فرد لفظ متحدہ الحکم اور غیر وقت میں پڑھنے کے حقیقی معنی انہیں کے ساتھ نہ ملے اور جب تک حقیقت بنتی ہو مجاز کی طرف عدول جائز نہیں نہ بمعنی الحقیقتہً و المجاز ممکن خصوصاً تلاجی کے نزدیک۔ تو جب تک مانع قطعی موجود نہ ہو تا ہر محل واجب اور مشک نہیں کہ بے وقت پڑھنے سے ظاہر و متبادر وہی معنی ہیں جو اُن عصر و مغرب میں حاصل نہ وہ کہ فجر میں واقع تو واجب ہوا کہ جملہ صلی الفجر اُن صلاتین کا بیان نہ ہو بلکہ یہ جملہ مستقلہ ہے اور صلاتیں سے وہی عصر و مغرب مراد تو اُن میں اصلاً کسی کا ذکر ہرگز متروک نہیں، ہاں تفصیل میں پتے کے لیے ایک ہی کا نام یا پوجہ کماں اشتہار و دوسری کا ذکر مطوی کیا بحدِ اللہ یہ معنی ہیں جو اب علماء کے جس سے تلاجی کی فہم میں اور ناحق آنچہ، سان میکس کی ہوس، ملاجی، اب اس برابری کے بڑے بول کی خبریں کئے کہ جو جواب تھا اسے وہی چار اچھے خدا کی مشائے سے

ادگمان پردہ کہ من کردم چو او

فرق را کے بیند آن استیزہ جو

**فائدہ :** یہ معنی نہیں فتنہ فتحِ علیم جل مجدہ سے قلب فقیر پر القاء ہوئے پھر ارکانِ اربعہ ایک لفظ بکر الصوم قدس سرہ مطالعہ میں آئی دیکھ تو عید ہی تھے اور وہ فرما سے میں محمد بن علی حسن التہفیم ارشاد فرماتے ہیں رکتہ اللہ تعالیٰ علیہ

و یصا، حبر البصم، لب نعتوا فی عروۃ تبوک،  
وکان فی تلك العروۃ الاف من الرجال، وکان  
کل صلو حلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم، ولم یحرم صلوہ الا واحد او اشان،  
ولم یشہر، ولم یرو غیرہ، بل نعصر  
لما ضرب ابنک و اذک، حتی قال ابن مسعود،  
ماں آیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم صلی صلاۃ لعیبہ میقاتھا، لاصی صلوۃ  
جمع بین المغرب والعشاء بجمع، و صلی  
الفجر یومئذ قبل میقاتھا، رواہ شیخان

نیز دو نمازوں کو جمع کرنے کی خبر صرف عروۃ تبوک میں  
مقول ہے اور اس خبر سے میں ہزاروں لوگ شامل  
تھے اور حسب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
پچھے نمازیں پڑھی تھیں، مگر ایک یا دو کے علاوہ کسی نے  
جمع کرنے کا ذکر نہیں کیا، نہ یہ بات مشہور ہوئی، اس  
روایت کے علاوہ جمع کی کوئی روایت نہیں آئی ہے،  
بلکہ بعض حاضرین تبوک نے اس جمع سے صاف انکار  
کیا ہے، حتیٰ کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ — جن کے بارے  
میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
ابن ام عبد (یعنی ابن مسعود) کی باتوں سے تمسک کیا کرے

وابوداؤد والنسائی، عقی ابن مسعود، الدی  
قال فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،  
تمسکوا بعقد ابن اُحجید، تقدیم صلاۃ  
عن الوقت وثا غیرہ، واخر بابہ لہ یقع  
الاف صلاتین، بین اُحدھما، وهو المغرب  
مجمع اخرھا فی وقت العشاء، ولم یبیین  
لاخر، وهو العصر یوم حرفة، بتقدیسہ  
فی وقت ظہر، لشہرتہ، ویعلق بالمقایسۃ،  
واحبر حبرا اخر، وهو تقدیم الفجر عن الوقت  
المسنون لعماد عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
وسلو۔ واذا کان حال غدر الجمع ما ذکرنا  
وحب مردہ او تاویلہ۔

نے فرمایا ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی نماز بغیر وقت کے پڑھی ہو مگر دو  
نمازیں تھیں مغرب و عشاء کو جیسا کہ اس دن فجر کی  
نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔ بحوالہ بخاری، مسلم،  
ابوداؤد، نسائی۔ اس طرح ابن مسعود نے نماز کی پہلے  
وقت سے تقدیم و تاخیر کی نفی کر دی ہے اور بتا دیا ہے کہ  
ایسا صرف دو نمازوں میں ہوا تھا، جن میں سے ایک نماز  
کاتوا نسوں نے ذکر کر دیا یعنی مزدلہ کی مغرب، کہ اس کی  
عشاء تک مؤخر کیا تھا، مگر دوسری نماز کا ذکر میں کیا،  
یعنی عرفہ کی عصر کا، کہ اس کے ظہر کے وقت میں مقدم  
کر کے پڑھا تھا، عدم ذکر کی وجہ اس کا مشہور ہونا ہے  
نیز یہ بات قیاس سے بھی معلوم ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس

کی بجائے اسوں سے دوسرا واقعہ، نہ کر دیا کہ فرور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسنون اور اپنے معقول وقت  
سے پہلے پڑھا، تو جب جمع کی روایت کا حال یہ ہے جو ہم نے ذکر کیا، تو ضروری ہے کہ یا تو اس کو نہ کر دیا جاسکے یا  
کوئی تاویل کی جائے۔ (ت)

اور اس کے معاملہ سے بعد اللہ تعالیٰ ایک اور قوادحی معلوم ہوا فقیر خفر لہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما سے پہلے جواب میں غروب شفق کو قرب غروب پر حمل اور اس حمل کو ان نصوص صریحہ مصر و کی طرف رد کیا اور قصہ  
مروریہ ابن عمر کو واحد بتایا تھا بغیر یہی مسلک حکم العلماء نے اختیار فرمایا، فرماتے ہیں،

بل المراد بغروب الشفق، قرب غروبہ، کانت  
القصة واحدة، وما ذکرنا من قبل  
مفسر لا یقبل تاویل، فیأول بقرب غروب  
الشفق، او یقال، هذا من وهم بعض  
الرواة، واما ما ذکرنا اولاً، فهو مطابق

غروب شفق سے مراد غروب کے قریب ہونا ہے کیونکہ  
قصہ ایک ہی ہے اور ہم نے پہلے جو روایت بیان  
کی ہے وہ معسر ہے، تاویل کا، حتماً نہیں رکھتی، اس  
نیے یا تو غروب شفق کی، قرب غروب سے تاویل کرنی  
پڑے گی، یا یہ کہا جائے گا کہ یہ کسی راوی کا وہم ہے ورنہ



۱۰۰۰ مقتصر فی الشرح من تعیین الاوقات ۱۰۰۰  
جو ہم نے روایت ذکر کی ہے وہ شریعت میں جو کچھ مقرر ہو چکا ہے  
یعنی تعیین اوقات اس کے مطابق ہے۔ (ت)

بھگوانہ تعالیٰ تیسرا توارد اور واضح ہوا حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کلام فقیر یاد کیجئے کہ اس روایت  
میں اسی طرح مقال واقع ہوئی مگر فقیر کہتا ہے اس کا کوئی ساروف جی حقیقی میں نہیں ہے البتہ یہی طریقہ صحیح ہے  
زانہ مولانا بکر قدس سرہ پٹے بعد عبارت مذکورہ فرماتے ہیں،

ما جمعه استعیدیم، علم یر والای الروایات ان ذلک  
لا یعتد بہا عند سطوم شمس العاطم۔ فقہ  
لیس فی روایۃ ابی داود عن معاذ ما یدل علی  
تقدیم العصر عن وقتھا وانما فیہ اذاعت  
الشمس قبل ان یرتحل جمع بین الطہر و  
العصر، ویجوز ان یمکن الجمع ما یؤخر  
الطہر الی آخر وقتہ ویجعل العصر ذل وقتھا  
او ان المراء بالجمع، الجمع فی نزول واحد  
و یکاتبت فی وقتھا فہم۔ ہکذا یسعی  
ان یجمع المقام۔

اگرچہ وہ اپنے اپنے وقت میں کرتے تھے۔ اس کے بعد۔ اسی طرح اس مقام کو گننا چاہئے۔ (ت)

اور واقعی بھگوانہ تعالیٰ یتیموں صاحب عالیہ وہ جو اہر غالیہ میں جن کی قدر اہل انصاف ہی جانتے گئے مگر  
قدس سرافا ضل جامع اجل داغ دقین النظر ایک بیان مسلسل محل مختصر میں ہمیں افادہ فرما جائے، ان کی شان  
تدقین سے کیا مستند پھر بھی ایک رنگ، تھار ان کے کلام سے مترشح کہ فرماتے ہیں ہکذا ینبغی ان یجمع  
المقام مگر فقیر فقیر قاصر فاقہ پران جہل قدس سیر زابہ اور ان کے ساتھ اور دقین و حقائق باہرہ مذکورہ  
کیثہ واقفہ کا افادہ محض عطیہ علیہ حضرت و باب جواد بے بہت استحقاق و تقدم استعداد ہے ذلک فضل اللہ  
علیہ و علی الناس و ملک اکثر الناس لا یشکرون ہ ربی ملک الحمد کما ینبغی لجلال و جہدک

وَكَمَالُ لَدُنْكَ وَوَفُودُ لِعَمَائِكَ حَمْدٌ وَسَلَامٌ وَبَارَكْ عَلَى أَكْسَمِ أَيْدِيكَ مُحَمَّدٌ وَآلُهُ وَسَائِرُ أَصْفِيَاكَ 'عَيْنِ.  
مولانا قدس سوان نفائس عزیزہ کو بیان کر کے فرماتے ہیں :

انظر ما ادو نظر اثنتا حيث لا تغوت عنهم دیکھ تو ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نظر کیسی  
دقیقہ ہے کہ کوئی دقیقہ ان سے فروگزاشت نہیں ہوتا۔

فقیر کہتا ہے ہاں واللہ آپ کے آئمہ اور کیا جانا کیسے آئمہ ماسکان ازمدہ کا شعاع آئمہ ایسے ہی دقیق النظر و  
عانی مدارک و شاہین بزم و شیراز معارک ہیں کہ مسائل دقیق اجتہاد میں اوروں کے مساعی حیلہ ان کے توسیق و تیار  
کے گرد و رہنے اور کیوں نہ ہو کہ آفرودہ وہی ہیں کہ اگر ایمانی و علم ثریا پر معلق ہوتا ہے آئے آج کل کے کوران بے بصر  
ان کے معارف علیہ سے بے خبر اگر آئینہ عالمیاب میں اپنا مسہر دیکھ کر طعن و تشنیع سے پیش آئیں کیا کیجئے سہ  
مرفقہ اندر و سنگ عروج کنند

ہر کسے بر خلقت خود سے تسند

(چاندروشی پھیلتا ہے اور کتا بھونکتا ہے ہر کوئی اپنی فطرت کے مطابق چلتا ہے)

ان حضرات کی طویل و عریض ہدایا میں کانو نہ ہیں دیکھ لیجئے مسند میں ملائی کے دوے حقے کہ وہ دلائل قطعیہ  
سے ثابت ہے اور اس کا خلاف کسی حدیث سے ثابت نہیں رہتا سوری پر مسند کوئی دلیل منفیہ کے پاس ہے  
اس کمال و قوت سے قدیر سب اہل اصناف نے دیکھ لیا کہ کس جہتی پر یہ ن ترانی کس پرستے پر تپا پانی و لا حول لا قوۃ  
الا باللہ العلیٰ بعظیم۔

ثانیاً اقول و باللہ التوفیق اگر نظر متبع کر غصت جلاں دیکھتے تو بعونہ تعالیٰ واضح ہو کہ یہ جواب علی  
محض تنزیلی تھا ورنہ اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عرفات بھی ذکر فرما چکے ، یہی حدیث  
مشہور سنائی کتاب الکتاب باب الجمع بین الظہر والعصر مرد میں یوں ہے :

استحبوا ان یصلی بن مسعود عن خالد عن	ہیں خردی ، اسمعیل بن مسعود نے خالد سے شعبہ سے
شعبة عن سليمان عن حمارة بن حمير عن	حمارة بن حمير سے عبد الرحمن بن یزید سے کہ عبد اللہ بن مسعود
عبد الرحمن بن یزید عن عبد الله بن مسعود	رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
تعالیٰ عنہ قال : کان رسول الله صلی الله	و سلم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے تھے مگر
تعالیٰ علیہ وسلم یصلی الصلوة لوقتها الا	مزدلفہ و عرفات میں

بجمہ فی مزدلفہ و عرفات

سہ ارکان اربع البحر العظم مستحق الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ مطبع علوی انڈیا ص ۱۳۸

سہ انسانی کتاب الجمع بین الظہر والعصر بوقتہ مکتبہ سفیہ لاہور ۳۹/۲





پس بگو اللہ تعالیٰ واضح و آشکار ہوا اگر یہ حدیث بھی تمام و کمال یوں ہے کہ میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو نمازیں جمع فرمائی ہوں کبھی کوئی نماز اپنے وقت سے پہلے یا وقت کے بعد پڑھی ہو مگر صرف دو عصر و عشاء وقت عصر اور مغرب مرد اللہ وقت عشاء، اور اُس دن فجر کو بھی وقت مسنون و معمول سے پہلے طلوع فجر کے بعد ہی تاریکی میں پڑھتا تھا اُس دن کے سوا کبھی ایسا بھی نہ کیا۔ الحمد للہ کہ آفتاب حق و صواب ہے پردہ و حجاب رافعتہا پر پہنچا، اب اس حدیث فساداتی پر مع ذکر عرفہ و مرد اللہ پڑھتی نے کہاں بکا رہ جو چٹیں کی میں اُن کی مدست گزاری کیجئے اور ماہ ضیاء پناہ رسالہ کو باز نہ تھامے شب تمام کا ترودہ دیجئے واللہ المبین و ہر مستقیم۔

**لطیفہ** یارب جل جلالہ سے تیری پناہ، طاعتی تو روزِ احادیث و جراحِ ثنات و قدحِ صحاح کے وصفی ہیں۔ غلّ بالحدیث کے اوعایِ رائج میں انھیں مکاروں کی دیواریں بنی ہیں۔ حدیث صحیح نسائی شریف کو دیکھا کہ انھیں مصیبت کا پھاڑ توڑے گی۔ حضرت کے غلّ سرسبد کو گل تہ گن سا چھڑے گی ہدایامِ حیا سے تیغِ رانساں اور حدیث صحاح میں بکلیں مصویٰ حقیقتا تنگد ہوں و ہر یقیناً تفتلویں کی یوں سا ڈالنی حدیثِ سنان، مایوں اور مجرد اح اور متر وک سے پہلے دُرادی اس کے مجرد ہیں ایک سیلیم بن ارقم کہ اُس کی فوتی کسی سے نہیں کی غلّ ضعیف کہ اس کو تقریب میں سیلیم بن ارقم ضعیف اور ایک عابد بن محمد کہ یہ شخص رافعتی تھا اور صاحبِ احادیث ادا کا بہ تقریب میں نہ رہیں محمد صمد و قسیم و افراد۔

**اقول** اولاً وہی طاعتی و قدیمی سنا ہے نسبتیہ و دفعی کے فرق سے جہالت۔

**ثانیاً** صحیحین سے وہی پرانی عبادت عابدی غلّہ صرف نسائی بلکہ بخاری و مسلم و غیرہا جملہ صحاح ستہ کے رجال سے ہے امام بخاری کا خاص استاد اور مسلم و غیرہ کا استاد الاستاذ۔

**ثالثاً** الشانگاہی! تم نے تو علمِ حدیث کی الفت ہے مگر نہ چڑھی اور ادعا ہے اجتہاد کی یوں ہے وقتِ حرمی ذر کسی پڑھے لکھے سے ضعیف و تشبیہ صاحبِ افراد اور متر وک الحدیث میں فرق سیکو، تشبیہ و صاحبِ اشہاد ہوتا تو ملا سبب ضعف ہیں، تمہیں دیکھے ان کے رد او میں کہتے تشبیہ موجود ہیں اور نہ افراد و لوں کی کیا گئی جبکہ ہم حاشیہ میں بکثرت نہ اوجہا بہم، سبب و ہم، یخلف، یا عطل کشیا، کشیہ لخط، کشیہ لخط و غیرہ والے ذکر کر آئے، رہا صیف اُس میں اور متر وک میں بھی رہیں و آسمان کا بل ہے ضعیف و حدیث معتبر و مکتوب اور ثنات و تراجم میں مقبول و مطلوب ہے بخلاف متر وک، اس صیغہ اور اس کے متعلقہ کی

علیٰ بن یرید، عطاء بن ید، ابی ایوب، عبد الرحمن بن عروان وغیرہم ۱۲ھ (م)

علیٰ بن یسیر سے زیادہ حاشیہ میں پرہیزگار ہوئے عامہ (م) فہمیدار الحق ۳۸ھ

تحقیقات جلیلہ فقیر غفرلہ التقدیر کے رسالہ **الہدایہ الکافی فی حکم الضعاف** میں مطالعہ کیجئے اور سرپرست نئی مبلغ علم تقریب ہی دیکھیے کہ ضعیف درجہ نامزد اور متروک اُس کے دو پایہ نیچے درجہ عاشروں میں ہے خود بعض ضعیف رجال شیخین میں اگرچہ متعلقہ یا یوں بھی واقع جس سے اُن کا نام متروک ہونا واضح۔

9

مثلاً (۱) اسید (۲) اسباط (۳) عبد الکرم (۴) اشعث  
(۵) زمرہ (۶) محمد ابن یزید رفاعی (۷) محمد بن عبد الرحمن  
(۸) احمد (۹) اُتی اور دوسرے۔

تقریب میں کہا کہ پہلے پانچ ضعیف ہیں، چنانچہ  
بھی حاصر قوی نہیں ہے، سب تو ان بھول ہے،  
اُنہوں کو احوال نام نے ضعیف کہا ہے، فہم میں بھی  
ضعف ہے۔

عبد الکرم کے لیے مری نے تہذیب میں "نعت" کی  
صواب ہے۔ دیکھ رہے کہ "ج" سے مراد بخاری ہے  
اور "ت" سے تعلق، یعنی بنی رہی نے بھی اس کی روایت  
تعلیقاً ہے (میران میں بھی تہذیب کی پیروی کرتے ہوئے  
کہا ہے کہ اس سے بخاری نے تعلیقاً اور مسلم نے تہذیب  
روایت کی ہے۔ اسی طرح حافظ نے بھی تقریب کی  
روایات میں اس کی پیروی کی ہے لیکن پھر تنبیہ کیا ہے کہ  
صحیح "ج" ہے ("ت" نہیں) چنانچہ حافظ نے پہلے  
تو عبد الکرم کی وہ روایت ذکر کی ہے جو بخاری میں ہے  
پھر کہا ہے کہ یہ روایت وصل کے ساتھ ہے مگر تعلیق کے  
طور پر۔ (اس لیے "ج" کے ساتھ "ت" نہیں پرانی  
چاہئے کیونکہ "ت" تعلیق کی علامت ہے۔

(محمد ابن یزید، رفاعی کے بارے میں کہا ہے

۴۲۲- محمد بن یزید دارالکتب العینہ بکرات ۲/ ۱۳۷ (باقی اگلے صفحہ پر)

عہ مثل اسید بن مزید، اسباط ابو الیسم،  
عبد الکرم بن، ابی المنذر، والاشعث بن  
سوار، نمر بن عبد الرحمن بن جف  
الرفاعی، محمد بن عبد الرحمن بن جف  
نہضہ، احمد بن یزید الحضرمی، اُتی بن جف  
وغیرہم، قال فی التقریب فی المحسن الاول،  
ضعیف، والسادس یس بن القوی، والسادس  
مجهول، والسادس ضعفہ ابو حاتم، والسادس  
لیہ ضعف۔ وعبد الکرم، عدم لہ الضعیف  
فی التہذیب نعت، وضعہ فی السیران، فقال،  
اخرج لہ فی تعلیقہ، و ہ متابعہ۔ و کذا  
تابعہ الحافظ ف ہ موس التقریب  
ثم نبہ امت الصواب فی، حیث ذکر  
مالہ فی الجامع الصحیح، ثم قال،  
ہذا موصول ولیس متعلقاً۔ وقال فی الرفاعی،  
ذکرہ ابن حدی فی شیوخ البخاری،  
و حرم الخطیب بات البخاری  
سروک عمر، لکن قد قال  
لیجری، رأیتہم مجتمعین علی  
صفحہ ۱۰ قلت، المثبت اثبت، فلذا  
لہ تقریب التہذیب ترجمہ ہر ۴۲۲- محمد بن یزید دارالکتب العینہ بکرات ۲/ ۱۳۷ (باقی اگلے صفحہ پر)







خالد، امام جل ثلثہ ثبت حافظ جلیل الشان خالد بن عمارث بصری ہیں کہ امام شعبہ بن الحجاج بصری کے فقیہ تلامذہ اور امام اسمعیل بن مسعود بصری کے اجل اساتذہ اور رجال صحاح کثیرہ سے ہیں اسمعیل بن مسعود کو ان سے اور انھیں شعبہ سے اکثر روایت بدرجہ غایت ہے، اسی سبب نسائی میں اسمعیل کی بیسیوں روایات ان سے موجود، ان میں بہت خاص اسی طریق سے ہیں کہ اسمعیل خالد بن عمارث سے اور خالد شعبہ بن الحجاج سے ان میں بہت جگہ خود اسمعیل نے نسب خالد مصرعاً بیان کیا ہے۔ بہت جگہ انھوں نے عربی عادت مطلق چھوڑا۔ امام نسائی نے واضح فرمادیا ہے کہ بہت جگہ سببی و لاحق بیانوں کے اعتماد پر یوں ہی مطلق باقی رکھا ہے میں آپ کا جواب ناداقی توڑنے کو ہر قسم کی مصرع روایات سے یہ نشان کتاب و باب کچھ حاضر کروں۔

**طریق شعبہ ۱۰** کتاب الامتاع باب التطبيق اخبارنا اسمعیل بن مسعود حدیثا خالد بن الحارث عن شعبہ عن سلیمان الخ۔

(۲) کتاب الطہارۃ باب النضح اخبارنا اسمعیل بن مسعود حدیثا خالد بن الحارث عن شعبہ الخ۔

(۳) کتاب الوضوء فی الرضعة فی الصلاة بعد العصر اخبارنا اسمعیل بن مسعود عن خالد بن الحارث عن شعبہ الخ۔

(۴) کتاب الامامة بالجامة او کار شین اخبارنا اسمعیل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث عن شعبہ الخ۔

(۵) کتاب السور باب التخری اخبارنا اسمعیل بن مسعود حدیثا خالد بن الحارث عن شعبہ الخ۔

(تصریح اسمعیل سوئے ماصر)

(۶) کتاب الامامة الرضعة للامام فی التطویل اخبارنا اسمعیل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث الخ۔

جله الشانی	باب التطبيق	مطبوعہ مطبع سلیمان لاہور	۱۲۳/۱
۴	باب النضح	"	۱۹/۱
۴	الرضعة فی الصلاة بعد العصر	"	۹۷/۱
۴	الجماعة اذا كانوا اثنين	"	۹۷/۱
۵	باب التخری	"	۱۳۶/۱
۴	الرضعة للامام فی التطویل	"	۹۳/۱

(۷) کتاب قیام اللیل باب وقت رکعتی فجر اخیرنا اسمعیل بن مسعود قال ثنا خالد بن الحارث الخ۔  
(۸) کتاب الزکوة طبعہ المراءہ بغیر اولیٰ زیوہا اخیرنا اسمعیل بن مسعود ثنا خالد بن حارث الخ۔

(۹) المزارعہ احدیث انسی عن کرمی الارض بالثکث والربیع، اخیرنا اسمعیل بن مسعود قال ثنا خالد بن الحارث الخ۔

(۱۰) القسامہ والقود باب عقل الاصابع، اخیرنا اسمعیل بن مسعود حد ثنا خالد بن الحارث الخ  
اتصویرح النساء فی

(۱۱) کتاب الجحیم مد احدی الجحیم فی ثیاب جنتہ، اخیرنا اسمعیل بن مسعود حد ثنا خالد بن الحارث الخ۔  
(۱۲) قبیل کتاب الکعبات اذ اقبل للرجل لیسیت اخیرنا اسمعیل بن مسعود و محمد بن عبد الاعلی قال حد ثنا خالد بن الحارث الخ۔

(۱۳) کتاب الصیام التمتع قبل شھر رمضان اخیرنا اسمعیل بن مسعود حد ثنا خالد بن الحارث الخ۔  
(۱۴) المزارعہ من الاب ویرث الذکرہ اخیرنا اسمعیل بن مسعود حد ثنا خالد بن الحارث الخ۔

(۱۵) کتاب الاشرۃ الخ فی انباء البسراہ اخیرنا اسمعیل بن مسعود حد ثنا خالد بن الحارث الخ۔  
کیوں ملتا جی ایہ کیا دین و دیات سے کہ بیشین و کرب کرے کہ یہ موت فقر سے مٹاؤ اور سچے مکان جزم کرتے ہوئے چلے چکے ہوں، وہ تو حد اسے غیر کر لی کہ امام نسائی نے اسمعیل بن مسعود کہہ دیا تھا میں نے اسمعیل ہوتا تو ملتا جی کہتے کی لگا کر یہ حدیث تم اہل سنت کے روایت سخت مردود کہ اس کی سند میں اسمعیل ہوتی ہو جو

۲۰۶/۱	مطبعہ مطبعہ سلفیہ لاہور	باب وقت رکعتی فجر	سنن نسائی
۲۸۹/۱	" " "	طبعہ المراءہ الخ	" " "
۱۰۴/۲	" " "	الثالث من الشرط فی المزارعہ والتمات	سنن نسائی
۲۸۴/۲	مطبعہ مطبعہ سلفیہ لاہور	باب عقل الاصابع	سنن نسائی
۳۳/	" " "	مضاجعہ الجحیم الخ	سنن نسائی
۱۶۰/۱	" " "	باب اذ اقبل للرجل الخ	" " "
۲۳۹/۱	" " "	التقدم قبل شھر رمضان	" " "
۱۴۶/۲	" " "	المزارعہ من الاب ویرث الذکرہ	" " "
۳۲۱/۲	مطبعہ سلفیہ لاہور	الترخیص فی انباء البسراہ الخ	" " "

ملا جی! معرفت ایک مسئلے میں اول تا آخر اتنی فراغت، علم حدیث کی کھلی کھلی باتوں سے یہ جاہل نہ مخالفت، اگر دیدہ و دانستہ میں تو شکایت کیا ہے کہ اختلائے حق و طبع باطل و تبلیغ عامی و اغوائے جاہل، طوائف ضارہ کا ہمیشہ داب رہا ہے، تاہم اگر وہ حضرت کی حدیث دانی اتنی ہے تو خدا را حمد اور رسول سے جیا کیجئے، اپنے دین و دھرم پر دیا کیجئے یہ سہرا اور اجنبی کی ہیک، یہ ریافت اور جہتدین پر ہیک، غرور خاکرے تو آنکھ دس برس کسی وی علم مقلد یا کنش برداری کیجئے، حدیث کے متون و شروح و اصول و رجال کی کتابیں بکھر کر پڑھ لیجئے اور یہ نہ شرمائے کہ کوثریہ غلوں کے پڑھنے پر لوگ ہنستے ہیں، جسے وہ ہنستے ہی مگر ہستے ہیں، اگر علم مل گیا تو عین سعادت یا طلب میں مر گئے جب جی شہادت، بشرط صحت ایمان و محبت تبت و اللہ الہادی لقلب احبت۔

الحمد لله مہر حق تعالیٰ جو اور آفتاب صواب تعالیٰ جن جن احادیث سے جمع ہیں، اصداتین کا ثبوت نہ سہل ثبوت حکم قطع ثبوت، رحم کی گئی تھو اور اصح ہو اگر ان میں ایک حرف ثبوت متنازع نہیں، سبب منفی اثبات ضروری و نفی حقیقی دونوں میں بے دلیل بتا دیا تھا، روشن ہو اگر قرآن و حدیث اُسی کے موافق دلائل سائل اُسی پر مائل جن میں رد و انکار کی اصطلاح ہیں، اور بعونہ تعالیٰ بطلان مسئلہ وہ تازہ مجدد کتب مشغلہ اَدَمائے حق و حدیث کا اُشفاق اُس کا بہر بھی من ماننا کھلا کہ ہمارے عرض ہو کسی سے کام اور اتباع حدیث کا نام نہ نام، پُرانے پُرانے حد کے سیانے جب اپنی سخن پروری پر آئیں قیام توں و مرد و تائیں نہ مرد و معونہ، کای و مسلم پس پشت ڈالیں، اُن کے رداۃ و اسانید میں شاحسانے نکالیں، ہزار چھل کریں سو ہزار چھلے بنے یہ حدیثیں صحیح، اقامت کتب و امام شافعی کی تقلید حرام نہ فقط حرام کہ شرک کا پیغام، مگر جب حنفیہ کے مقابل دم پر بنے تہمت چھوڑ مقلدوں کی تقلید کا گارمی چھنے، اب ایک ایک شے حق مائل کو محک محک کر سہم، جس کے پاؤں پڑا اُس کا دامن تمام، یہ بڑا پیشوا وہ بھاری امام، اُن میں جس کا کلام کہیں ہاتھ نہ لگ گیا اگرچہ کیسا ہی صبیح کتنا ہی عطا پس غصہ مل گئے غصے کھل گئے، اندر کے جی کے کواڑ کھل گئے سب کو مت سوخت کے جبار و سل گئے، وحی مل گئی ایمان سے آئے اُس سے حنفیہ پر محبت لائے، اب خبردار کوئی جیچے نہ پڑو، آج اور رہبان کی آیت نہ پڑھو، چھٹکارے کی گڑھی بچاؤ کا وقت ہے، شرک بلا سے ہوا اب تو کت ہے، مسلمان حضرات کے یہ انداز دیکھئے ہمارے اپنا ایمان بچائے سنبھالے، قریب میں نہ آنا یہ نہ ہر در جام ہیں دھوکا نہ کھانا، سبزہ بردام ہیں بے سہاروں کی چال برمالی بُری ہے تقلید بری ائمہ سے بری ہے، اتنے راہ مدی کا دھیان نہ لانا چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلانا، اتباع ائمہ راہ بُری ہے راہ بُری کا وہ الی خدا ہے، اللہ الحمد ولی الہدایۃ منہ البدایۃ والیہ النہایۃ۔

خلاصۃ الکلام و حسن الختام الحمد للہ عن اپنے ذر وہ اقصیٰ کو پہنچا اب غرض کلام و حاصل مرام چن باتیں یاد رکھئے،

اولاً جمع صوری بدلے میں روٹن ثبوت سے ہے پر وہ وجہ اب اور اُس کا انکار انکار آفتاب ۔  
ثانیاً کسی حدیث صحیحہ میں جیسے تقدیم کا نام کو بھی اصلاً پتا نہیں اُس کی نسبت ادعا سے قطعی ثبوت محسوس  
نہیں ہو سکتا ۔

مثلاً شام میں تاخیر میں بھی کوئی حدیث صحیحہ صریح ہے کہ ادا کیا جاتا ہے ہرگز موجود نہیں یا ضماٹ و مناکیہ  
ہیں یا محض بے عائد یا صاف محض اور محکمت سے ہو ہی ثبات محل و محل ۔

رابعاً جب جمع صوری پر ثبوت مفسر متعین یا قابل تاویل قائم نہ محکمت خصوصاً حدیث ابن عمر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما کا کسی کی طرف رجوع لازم کہ قاعدہ اربعہ محض پر متعین ہے ۔ جس کو سراسر ٹکس ۔

خامساً عاز بعد شہادتین اہم فرائض و اعظم ارکان اسلام ہے اور اُس میں رعایت وقت کی فرضیت  
اور اظہر ضروریات دین سے ہے مسلمانوں کا ایک ایک بچہ جانتا ہے یہ ہیں اوقات خمسہ غایت شہرت و استغناء پر  
بالغ حد تو تو ہیں اگر حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حالت سفر میں جس کی ضرورت ہمیشہ  
ہر زمانہ میں ہر شخص کو رہی اور رہتی ہے چار نمازوں کے لیے اوقات مشہورہ معلوم معروفہ کے ساتھ قولاً یا فعلاً کوئی  
اور حکم عطا فرمایا ہوتا تو واجب تھا کہ جس شہرت جلیلہ کے ساتھ اوقات خمسہ منقول ہوئے کسی طرح یہ نیا وقت بھی  
نقل کیا جاتا آخر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فعل کسی مدت میں نہ کیا مگر وہ توک میں ہزاروں صیہہ گرام  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہزاروں رکاب مساوت مابین تھے مگر حضور جمیع فرماتے بلاشبہ وہ سب کے سب دیکھتے و رکھتے  
رواہ سے اسے بھی مشہور رکھ چکے ہوتے یہ کہ ایسی عظیم بات ایسے جلیل فرض کے ایسے ضروری لازم میں ایسی مسیریج  
تبدیل ایسے عجیب کثیر کے سامنے واقع ہوا اور اُسے یہی وہ ایک راوی روایت فرمائیں تو بلاشبہ یہی صحیح صوری فرمائی  
جس میں نہ وقت بدلانا کسی حکم میں تغیر نہ راہ پائی کہ اُس کے اشتہار پر وہ اعلیٰ متفرق ہوتے نظر انصاف صاف ہو  
تو صرف ایک ہی کلام تمام دلائل خلاف کے جواب کو پس ہے کہ جب باوصف تو فرد اعلیٰ نقل آما ہے تو لاجرم  
جمع صوری پر محمول کہ تو فرمایا اور بالفرض کوئی روایت مفسرہ ناقابل تاویل سے تو متروک العمل کہ ایسی جگہ اکابر ہن  
عقل سے دور ۔

سادساً نمازوں کے لیے تعین و تخصیص اوقات و آیات قرآن عظیم و احادیث حضور سید المرسلین  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قطعی الثبوت ہے اگر کسی اُس کا خلاف مانے تو وہ بھی ویسا ہی قطعی چاہیے جیسے  
حضر عرقہ و مغرب مزدلفہ کا اجماعی مسئلہ و نہ یقینی کے مقابل قطعی مضمن ۔

سابعاً بالفرض اگر مثل منہ و اول جمع بھی قابل میں تسلیم کیجئے تاہم ترجیح منہ کو ہے کہ جب حاضر و معین جمع  
ہوں تو حاضر مقدم ہے ۔



برام غفر (میں نے اپنی امت کے لیے پسند فرمایا جو کچھ عبد اللہ بن مسعود اس کے لیے پسند کرے) (دواہ الہام  
سند صحیح)۔

لاحرم ہمارے، مگر کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک غفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بعد وہ  
جناب تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے علم و فقہ است میں زائد ہیں، مرقاة شرح مشکوٰۃ میں ہے،  
هو عند الشئنا افضل لصحابة بعد الخلفاء ہمارے ائمہ کے نزدیک بہت ہی مسعود و خلفاء اربعہ کے بعد سب  
الاصحاب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ (۱)۔

عاشراً اگر بالفرض براہین منع و ادلة جمیع کائنات کی قول برابر ہی سہی تاہم منع ہی کو ترجیح دے گی، اس میں  
احتیاط زائد ہے اگر عند اللہ جمیع درست بھی ہوئی تو ایک جائز بات ہے جس کے ترک میں بالجماع گناہ نہیں مگر اتفاقاً اس  
کا ترک ہی اصل ہے اور اگر عند اللہ نا درست ہے تو جمیع تاخیر میں نماز دانستہ قضا کرنی ہوگی اور جمیع تعظیم میں سرسے سے  
ادا ہی نہ ہوگی فرض گردن پر دے گا تو ایسی بات جس کا ایک پہلو خلافت ادنیٰ اور دوسری جانب حرام و گناہ کبیرہ ہو مطلق  
کام بھی ہے کہ اس سے احتراز کرے، یہاں جو مطلق ایمان کی آنکھ پر ٹھیکہ رکھ کر لکھ گئے ہیں کہ تشکیک ذکر اس  
صورت میں جاری ہوتی ہے جس میں طرفین کا مذہب بدل بدل ہو اور صورت اختلاف کی ہر حال نہ سمجھا جمیع میں بالجماع  
کا دعویٰ ہے دلیل ہے اور ناجائز اس کا رد ہے اختلاف میں ہی رحمت، مگر بدل بدل کے قول ہے دلیل  
شک ڈال دیا کہ تو سیکڑوں اعمال باطل برعکس اور حق و باطل میں کچھ تمیز نہ ہے، ان جہوں بالا احادیث میں رد  
کی من ترانیوں کا کچھ چٹا بھور تھا ہے سب کھل چکا مگر حیا کا بھڑا جو جس کے آسرے بیٹھے ہیں یو جس تو آفتاب پر خاک  
اڑا کر ادمیوں کو کھجاندیا کرتے ہیں کہ حنفیہ کا مذہب ہے دلیل و خلاف حدیث ہے، خدا کی شان قرآن عظیم و احادیث  
رسول کریم علیہ و علی آله افضل الصلوٰۃ والسلام کی ان قابر دیلوں کو جیسے سنسن کر بگڑنا تک دھمک پہنچی ہوگی ہے، میں شہداء  
اور اپنے صحیفہ و سہ ثروت قول کو قطعی بخشنی بدل نہ دو اور عمل ما حدیث و دین و ریاست کا نام پتے نہ نہ ماوتہ شد  
وانا الیہ مراجعون۔ ع

ادبیاں کم شدہ تک گرفت اجتہاد

فقیر غفرہ الولی القدر نے یہ چند اوراق کہ بنظر احقاق حق سے موی قنای عروہ میں اپنے کرم سے قبول فرمائی

میں یعنی نصوح منقول و قواعد اصول سے قطع نظر کرنے پر مقتصارے عقول ہے۔ (م)

۳۱۶ ۲

لے المستدرک کتاب معرفة المصنعة و اراء الحكماء بیروت

لے مرقاة شرح مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المصنفات الفصل الاول من جلد تیس عمر مطبوعہ ادبیہ طبعان ۱۱/ ۲۰۹

فہ معیار الحق ص ۳۱۵

شریعت اور شامت ذنوب سے محفوظ رکھے۔ وجہ ثبات واستقامت متعین کرام سنائے، یہ امید تو ان شاء اللہ تعالیٰ اقرب الحبيب بعد وقت ہے مگر دشمنان جنفیت کو ہدایت ملنے عناد حنفیہ کی راہ نہ چننے کی طرف سے یاس سخت ہے کہ کچھ مکابروں میں جن صاحبوں کی یہ ہمتیں بڑھی ہیں یہ مشقیں چرخی ہیں انھیں آئندہ ایسی اور ان سے بڑھ کر اور ہزار ہٹ دھرمیاں کرتے کیا لگتا ہے، تحریف تعصب مکابریے تکمل کا کیا علاج ہے تو اس کے کہ شریعت پر ان سے اپنے رب عزوجل کی پناہ لوں اور جو رسول روح اکرم امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے عرض کروں رب انی اعوذ بک من ہموات، مشیطین واعوذ بک رب ان یحضر ون ۵ وصلى الله تعالى على الهادي الامين الامام المأمون محمد وآله وصحبه الكرام والذين هم بهمسد يوسف عتدون الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله تعالى على سيد المرسلين محمد وآله وصحبه اجمعين انك انت السميع العليم وصلى الله تعالى على سيد المرسلين محمد وآله وصحبه اجمعين آمين سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرک والقوب الیک و اللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ انتم واحکوم۔

۱۴- جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ

منزلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام باجیائے ربیع کی نماز پڑھتے وقت ایسی بڑی سورت پڑھی کہ جب نماز شروع کی تھی اس وقت سورج نہیں نکلتا تھا اور جب سلام پھیرا تو سورج نکل آیا یہ نماز ہوئی یا نہیں، بیٹھا تو قیروا۔

## الجواب

نماز فجر میں اگر قعدہ سے پہلے آفتاب نکل آیا یعنی ہنوز اتنی دیر جس میں اتمیات پڑھ لی جائے نہ بیٹھے پایا کہ سورج کی کرن چمک تو بالاتفاق جاتی رہی اور اگر تحریمہ نماز سے باہر آنے کے بعد نکلا تو بالاتفاق ہو گئی مثلاً جب تک پہلی بار فقط السلام کہنا تھا سورج نہ نکلا تھا السلام کہتے ہی فوراً چمک آیا کہ علیہ السلام رحمۃ اللہ سورج نکلے میں کہا تو نماز صحیح ہو گئی کہ فقط السلام کہنا تحریمہ نماز سے باہر کر دیتا ہے الامن علیہ سہو، بشرط ان یأتی بالاجود (مگر جس پر سہو ہو، بشرطیکہ سہو کرے۔ نہ، اور نہ طلوع شمس دونوں اور کے بیچ میں) یعنی قعدہ بعد تشهد کر چکا اور ہنوز تحریمہ نماز میں تھا کہ آفتاب طالع ہوا تو ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جاتی رہی یعنی یہ فرض نفل ہو کر رہ گئے فرضوں کی قصاصات پر رہی

فی الدس لصحتہ، ولو وجد الصافی ملاحظہ درمختار میں ہے، ایسا کہ اتنی نماز کہ جس میں نماز کی

قبل القعود بطلت اتفاقاً، ولو بعد بطلت عند،  
 كطلوع الشمس في الفجر - ولا تغلب الصلاة  
 نفل الا في احوالها، واطلعت احوالها مطلقاً وقت  
 شمس عن المخرج عن التجسس، الامام اذا فرغ  
 من صلاته، فلما قال، السلام، جاء من اجل  
 واقته به قد ان يقول، عليك، لا يصير  
 داخل في صلاته، لان هذا اسلام، الا ترى  
 انه لو اراد ان يسلم على احد في صلاته ساهايا  
 فقال، السلام، ثم علم فسكت، تفسد  
 صلاته۔

ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی بھول کر نماز میں کسی کو سلام دینا چاہے اور کہے "السلام" پھر اسے یاد آجائے  
 (کہ میں نماز میں ہوں) اور چپ ہو جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (د۔ت۔)

مقدمہ یوں کو چاہئے کہ اپنے اس نا حین امام کو پیش از شروع متنبہ کر دیا کریں کہ آج وقت اس قدر ہے پھر  
 بھی اگر تعویل سے باز نہ آئے اور پوٹنی نماز نہ کھوئے تو آپ ہی امامت سے عروہ کا مستحق ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔  
 (۲۸۸) مسئلہ از جبل پر رقبہ کو قوالی مرسلہ مولوی محمد برہان الحق صاحب سلسلہ شیخان ۳۲۵۔

حضور پر نور بعد سلام نیاز گزارش ضحوة کبرئے نکالنے کا کیا قاعدہ ہے ایک بار پہلے ارشاد ہوا تھا مگر  
 غلام بھول گیا۔

## الجواب

فوریۃ سعادت مومننا المکرم جلالہ المولیٰ تعالیٰ کا سلمہ برہان الحق السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، غیریت  
 مزاج جناب مومننا المکرم اگر ہم السلام و سلمہ سے اطلاع دیکھتے اور میرے لیے بھی طلب دعا کیجئے ابھی ایک ہفتہ میں  
 تین دورے بخار کے ہو چکے ہیں ضعف قوی ہے اور قوی ضعیف و حسبنا المولیٰ المکرم اللطیف جس دن کا ضحوة کبرئ  
 نکالنا منظور ہو اس دن کے وقت صبح و وقت غروب کو جمع کر کے تنصیف کریں اور اس پر چھ گھنٹے بڑھالیں یہ  
 وقت ضحوة کبرئ ہے جو گا اس سے لے کر نصف النہار حقیقی تک نماز مکروہ ہے یہ وقت ہمارے بلاد میں کم سے کم



۴۹ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۷۷ منٹ ہوتا ہے مثلاً کل روز پچیس منٹ بحساب قواعد بشرط رویت یک ماہ مبارک ہے اوقات یہ ہیں :

۳	۲۷	۲۶	ختم سحری
۷	۱۶	۷	افطار
۱۰	۵۳	۳۳	
۵۶	۲۶	۴۶۲۵۵۲	+
۱۱	۲۶	۴۶۲۵۵۲	+
۳	۵۲	۵۷	ختم سحری
۷	۱۳	۲۹	افطار
۱۱	۶	۲۶	
۵۶	۳۳	۱۸	۵۶۲
۱۱	۳۳	۱۸	۵

نقشے میں تمام اوقات ثانیوں سے اعشاریہ تک تھے جن کے رفع اسقاط کے سبب ۶۲ یعنی تفاوت آیا

مثال دوم : ماہ مبارک کو

الحس علیہ السلام، واللہ تعالیٰ اعلم

۷۸۹۱ھ از شہر ام مدرسہ عربیہ مولوی مظاہر الدین صاحب مدرس اولی مدرسہ مذکور  
۹ رمضان ۱۳۳۵ھ

بمضوری حضرت عظیم البرکت قبلہ و کعبہ دام ظلہم الاقدس۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : خاکسار حضور والا کے قواعد فرمودہ کے مطابق برابر وقت نکالا کرتا تھا مگر اس دفعہ جب میں مدرس گیا وہاں مولوی عبداللہ صاحب کی استحضار سے ملاقات ہوئی وہ برابر وقت مدرس شائع کیا کرتے ہیں چنانچہ ایک تختہ جس پر تمام شمسی کے اوقات انھوں نے استخراج کر کے شائع کیا ہے مجھے دیا اور یہ کہا کہ : پرچہ میں نے بریلی بھی روانہ کیا ہے تاکہ وہ حضرات میری غلطی پر مجھے متنبہ فرمائیں اس کی طرف توجہ فرمائیے جناب کو میں بھی اسی غرض سے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ پرچہ لیتا ہوا میں یہاں آیا ۲۲ جون ۱۹۱۷ء سے میں نے جانچ شروع کیا وقت غروب میرے قاعدہ کے مطابق ۶ بج کر ۳۷ منٹ ۲۵ سکند اور طلوع ۵ بج کر ۳۳ منٹ ۱۹ سکند ہوا اور اس نقشہ میں غروب ۶ بج کر ۳۳ اور طلوع ۵ بج کر ۳۸ منٹ لکھا ہے، غرض ۳، ۴ منٹ کا فرق ہے حشاکا وقت نقشہ میں ۷ بج کر ۵۶ منٹ لکھا ہے میں پریشان ہوا کہ آخر فن کا جاننے والا اس قدر غلطی کیا کرے گا لاجرم میں نے اپنے ہی استخراج وقت کو غلط سمجھ کر اس غلطی کی جستجو میں ہوا تو سو ۱۱ اس کے اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ میں نے بوجہ موافقت الجتہ ہونے کے عرض بلد اور میل سے تقریب کر کے حاصل فرق کو صحیح کر کے مل کیا ہے اور جگہ کے لیے میل کو عرض بلد سے کم

۱۰ نوٹ : الحس علیہ السلام، واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ غیر مربوط عبارت اصل مطبوعہ نسخوں میں اسی طرح ہے۔



معدل تعدیل ریلوے وقت غروب ۲۵ ۲۷ اور طلوع ۱۹ ۲۴  
اس کا تمام ۲۲۳۵ - تمام غروب ۲۲۳۵

۲۱۲۴ =

نصف ۱۰۵۲

یہی منٹ سکند آگے جو تعدیل مرصدی ۲۲ جون کے تھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے یہاں وقت حقیقی غروب ۲۲ ۲۶ تھا کیا اور طلوع ۲۰ ۲۳ تھا تو آپ کے  
اور یہاں کے محسوب میں ۶۱ سکند کا تفاوت ہے خیر ایسا کثر نہیں۔ مدراسی صاحب کا حساب یقیناً درست نہیں  
رکھتا کہ غروب ساڑھے تین منٹ کم ہے اور طلوع سا پچاس منٹ زیادہ، اور اس سے یہ ہر جہتا ہے کہ انہوں نے  
طلوع و غروب نکالنے کا قاعدہ ہی استعمال نہ کیا بلکہ معمول خوام بے علم کی طرح طلوع و غروب نجومی حقیقی مرکزی  
سے کر ان میں تعدیل ریلوے کا دی نقل میل راس الصرطان ۲۶ ۲۹ ۶۳ ۹۱ اس جیب کی قوس تقریباً  
کا صر ہے جس کا وقت + نقل مریض مدراس ۱۳ ۱۶ ۵۶ ۳۶ ۹۱ القوج + غروب نجومی و القوج | اور دقائق  
نور نجومی ۵ لوب | تعدیل بھی

انہوں نے نوک ہر وہی قیاس ہی ہے ۲ و القوج ۵ لوب  
+ یاسب + یانب  
= ولول = مرصد  
غروب طلوع  
۲۳ ۲۴  
یہ ان کا مشاغل ہے۔ رہا وقت مشاغل وہ اسوں  
نے میگ دیا ہے پرچہ صاحب ملاحظہ ہو۔  
وقت حقیقی ۲۴ ۲۶ | یہ وقت ہوا  
+ تعدیل ریلوے ۲۴ ۲۳  
سکندوں میں فرق ہے وہیں۔

## مؤامرات

مدراس ف مہ - عرض

مرکز نصف اول

۹۰۹۳۲۸۹۷۹

نایا ۳۷۷

الم ارہ ۲۷ - ۲۳

- عرض = ۲ - ۱۳

یہ اقل = ۲۳ - ۱۰

۹۰۹۳۲۹۲۵۳

$$\begin{array}{r} ۱۰۸ \\ ۱۱۸ - ۲۳ \\ \hline \end{array}$$

$$۵۹ - ۱۱ - ۳۰$$

$$۴۸ \quad ۴۸ \quad ۳۰$$

$$۹۰۹۲۲۹۳۵۳$$

$$۹۰۸۶۶۵۱۲۶$$

$$۱۰۳۶۳۳۶۹$$

$$۱۰۱۱۲۹۳۰$$

$$۹۰۸۵۹۲۶۸۹$$

$$۱۹۶۸$$

$$۸۰۸$$

$$۹۰۳۵۱۱$$

$$۱۰۰۲۶۵۹$$

$$۹۰۹۱۹۶$$

$$۴۰۱۳۹$$

$$۶ - ۴۹ - ۰$$

$$۶ - ۴۹ - ۴۰۱۳۹$$

$$۴ - ۰۳ - ۵۵۰۸۶۳$$

صفت اول

$$۹۰۸۸۸۰۲۹۸$$

$$۹۰۸۸۸۱۰۸۴$$

$$۴۵۵۰$$

$$۱۰۳۶$$

$$۳۱۸۵۰$$

$$۱۲۹۵۰$$

$$۴۵۵۰۰$$

$$۴۰۱۸۳$$

صفت دوم

$$۹۰۸۶۶۵۵۴$$

$$۵۵۳$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

$$۹۰۸۶۵۱۲۶$$

مثلاً

$$\left[ \begin{array}{l} \text{وقت در برج} \\ ۰ - ۴۹ - ۰ \\ ۱۰۳۶۵۹ \\ \text{در فصل} \end{array} \right]$$

صفت اول =

صفت دوم =

صفت اول =

صفت دوم =

قاعده میل =

صفت اول =

صفت دوم =

صفت اول =

صفت دوم =

صفت اول =

صفت دوم =

صفت اول =

صفت دوم =

صفت اول =

صفت دوم =

صفت اول =

صفت دوم =

صفت اول =

صفت دوم =

صفت اول =

صفت دوم =

صفت اول =

صفت دوم =

صفت اول =

صفت دوم =

$$۹۰ - ۳۳ - ۵۴۸۱$$

$$۸۶۶۸$$

$$۹۰ - ۳۳ - ۵۴۸۱$$

$$۹۰ - ۳۳ - ۵۴۸۱$$

$$۹۰ - ۳۳ - ۵۴۸۱$$

$$۹۰ - ۳۳ - ۵۴۸۱$$

$$۹۰ - ۳۳ - ۵۴۸۱$$

$$۹۰ - ۳۳ - ۵۴۸۱$$

$$۹۰ - ۳۳ - ۵۴۸۱$$

بعد از آنکه مطلق

صفت اول در سطح

صفت دوم در سطح

صفت اول در سطح

صفت دوم در سطح

صفت اول در سطح

صفت دوم در سطح

$$\begin{array}{r}
 ۹۰ \overline{) ۴۸۳۱۸۳} \\
 ۴۲۰ \\
 \hline
 ۵۱۸ \\
 ۴۸۰ \\
 \hline
 ۳۸۳ \\
 ۳۶۰ \\
 \hline
 ۲۳
 \end{array}$$

صفت نصف دوم

$$\begin{array}{r}
 ۲۸۱۰۰۱۶۲ \\
 ۱۱۳۳ \\
 \hline
 ۹۲۸۱۰۱۳۰۵
 \end{array}$$

$$۴۵۲۲۹$$

$$۳۲۹۳$$

$$۱۸۱۹۹$$

$$۴۰۹۴۰$$

$$۱۸۱۹۹$$

$$۴۵۳۹$$

$$۹۰ \overline{) ۴۴۹۶۲۱۱۳۳}$$

$$۱۰$$

$$۵۹$$

$$۹۰$$

$$۱۹۹$$

$$۱۸۰$$

$$۱۹۲$$

$$۱۲۰$$

$$۴۲$$

$$\text{نصف دوم} = ۴۵۲۲۹ - ۱۳ - ۴۰$$

$$\text{نصف اول} = ۹۲۸۱۰۱۳۰۵$$

$$\text{نصف دوم} = ۹۲۸۱۰۱۳۰۵$$

$$\text{قاطع میل} = ۲۰۳۴۳۲۶۹$$

$$\text{عرض} = ۲۰۱۱۳۹۳۰$$

$$\text{لورج} = ۱۶۴۰۹۹۵$$

$$\text{لورج} = ۶۹۵۱۳$$

$$۱۱۸۱$$

$$۹۲۵۱۵۹$$

$$+ \text{و فضل} = ۱۰۶۱۰۸۱$$

$$۹۲۹۲۲۰$$

$$\text{تحویل} = ۴۲۲۰۸$$

$$+ \text{وقت لورج} = ۶ - ۲۶ - ۵۰$$

$$\text{خروج} = ۶ - ۲۶ - ۵۲۲۰۸$$

$$\text{طیوع} = ۵ - ۳۳ - ۵۲۴۹۲$$

$$\left\{ \begin{array}{l} \text{وقت لورج} \\ ۶ - ۲۶ - ۵۰ \\ \hline \text{فضل} \\ ۱۰۶۱۰۸۱ \end{array} \right\}$$

ملک از شهر جامع مسجد مسلولودی محمد افضل صاحب بخاری طالب علم مطهر اسلام

شیعی در نماز غیر بود که ناگاه بشنید که گویند میگفت  
که آفتاب برآمد همان ای کس در نماز است نماز را  
بگذارد یا رد ایس اعاده کند یا سلام بد بعد طلوع  
کوفی آدمی فجر نماز پڑھد یا نماز چنانکس نه سنه کوفی  
که ریاضه سورت تکلیف آما ہے اب یہ آدمی جونی محال  
نمازیں ہے اپنی نماز پوری کر کے اس کا اعاده کرے یا

آفتاب بخواند، جینا تو جروا۔

مسلم پھیرے اور طلوع کے بعد دوبارہ پڑھے ؟  
جینا، تو جروا۔ (ت)

## الجواب

نماز تمام کند و باز اگر صدق قائل در یاد امانہ نماید پس زلن  
بسیار سے ارمو دم وقت نمی شناسند و بقرب طلوع  
بانگ برآند کہ آفتاب برآمد حاشہ تعالیٰ اعلم۔

نماز پوری کرے بعد میں اگر ثابت ہو جائے کہ سورج نکلے  
وال بات درست تھی تو اعادہ کرے۔ آج کل اکثر لوگ  
وقت کا صحیح علم نہیں رکھتے اور طلوع قریب ہوئے پر تسبیح  
پھاڑتے ہیں کہ سورج نکل آیا ہے۔ واقعہ تعالیٰ اعلم دس  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک امام صبح کی نماز اتنی  
تاخیر سے پڑھتا ہے کہ مسلم پھیرنے کے بعد سورج طلوع  
ہونے میں صرف پانچ منٹ یا دس منٹ باقی رہتے ہیں کیا نماز  
بغیر کراہت کے ادا ہو سکتی ہے یا  
نہیں؟ جینا تو جروا۔ (ت)

مسوال دوم : چه میفرایند علمائے دین کہ امام نماز  
صبح زاین قدر تاخیر میکند کہ از برآمدن آفتاب پنج دقیقه یا  
دو دقیقه میماند کہ مسلک میدہایں طرفدار بغیر کراہت ادا میشود  
یا نہ؟ جینا تو جروا۔

## الجواب

در بحر الرائق دیر و تصریح فرمودہ اند کہ وقت فجر و وقت  
ظہر اول تا آخر صبح کراہت ندارد یعنی خلاف ماتی اوقات  
کہ آخر آنجا مکروہ است پس ہر کہ در وقت مشناسی  
دست گاہ کافی دارد یاں طرف نماز او بلا شہرہ بے کراہت  
است کہ بوسے اند کہ بہت دارد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الحار رائق دیر میں تصریح کی گئی ہے کہ فجر اور ظہر کے  
اوقات میں اول سے آخر تک کوئی کراہت نہیں ہے  
بجلاف اقی اوقات کہ وہ آخر میں مکروہ ہوا کرتے ہیں  
اس لیے جو محقق وقت شناسی میں مہارت رکھتا ہو، اگر  
اس طرح نماز پڑھے (جیسا کہ سوال میں مذکور ہے)  
تو اس کی ماریعیر کراہت کے صحیح ہے۔ اس میں کراہت کا  
کوئی شائبہ تک نہیں ہے۔ (ت)

مسئلہ از جرودہ صلیغ میرٹھ مسؤلہ سید سرائی احمد صاحب ۱۳۳۴ھ شعبان ۱۳۳۴ھ

(۱) فجر کی نماز کا مستحب وقت کون سا ہے اور جس مکہ اقی صاف نظر آتا ہو وہاں طلوع کی کیا پہچان ہے؟  
(۲) ظہر کا اول وقت کئے یکے بوا ہے اور ضلع میرٹھ میں کئے یکے سے کئے یکے تک رہتا ہے اور جماعت  
کے یکے ہونا چاہیے موسم گرما اور موسم سرما کب سے کب تک مانے جاتے ہیں اور ان میں ظہر کے مستحب اوقات

(۳) عصر کا مستحب وقت کون سا ہے، جماعت کے بچے ہونا چاہئے؟

(۴) جس جگہ اُفتی نظر آتا ہو وہاں غروب کی کیا پہچان ہے اور غروب سے کتنی دیر بعد مغرب کی اذان اور جمعہ ہونا چاہئے اور مغرب کا وقت کتنی دیر تک رہتا ہے؟

(۵) عشا کا وقت مغرب سے کتنی دیر بعد ہوتا ہے؟

### الجواب المفرد

(۱ و ۵) فجر کا مستحب وقت اس کے وقت کا نصف اخیر ہے مثلاً اگر آج ایک گھنٹہ بیس منٹ کی صبح ہو تو اس وقت کے طلوع شمس میں چالیس منٹ باقی رہیں اور افضل یہ ہے کہ ایسے وقت ۱۰ یا ۱۰-۱۱ آیتوں سے پڑھی جائے کہ اگر فساد نماز ثابت ہو تو پھر صلوٰۃ سے پہلے یونہی اعادہ ہو سکے اس کا لحاظ رکھ کر جتنی بھی تاخیر کی جائے فضل ہے جب اُفتی صاف نظر آتا ہے اور نیچے میں درخت وغیرہ کچھ عامل نہیں تو طلوع یہ ہے کہ آفتاب کی پہلی کرن چمکے اور غروب یہ کہ کھپل کرن نکلاہ سے غائب ہو جائے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ظہر کا اول وقت آفتاب نصف انوار سے زچھت ہی شروع ہوتا ہے اور گھنٹوں کے اعتبار سے باختلاف بلاد مختلف ہوگا یہاں تک کہ بعض بلاد ہندوستان میں بعض ایام میں ریلوے گھڑی سے ۱۲ بجے بھی وقت شروع ہوگا اور بعض یعنی بعض ایام میں ۱۱ بجے سے پہلے ظہر کا وقت ہو جائے گا یہ تعدیل ایام و اختلافات طوں معلوم ہونے پر موقوف ہے جماعت گری میں وقت ظہر کے نصف آخر میں ہر دو چاروں میں نصف اول میں، میرٹھ میں بھی ۵ بجے سے بعد تک وقت ظہر باقی رہتا ہے اور کبھی پوسنے چار بجے سے پہلے ختم ہو جاتا ہے اس میں بیانات کا اختلاف ہے اصل تقسیم اہل بیت نے یہ کی ہے کہ راس الحبل سے ختم جواز تک بہار اور راس السرطان سے ختم مسند تک گرہ اور راس الیزن سے ختم قوس تک خریف اور راس الجہدی سے ختم ٹوٹ تک سرما نگر یہاں کی فصلوں سے مطابق نہیں آتی، صاحب بحر نے ربیع کو گما سے طعی کیا ہے اور یہ بھی قرین قیاس کہ آخر ستمبر سے دو ٹولٹ مارچ تک سرما سمجھا چاہیے اور باقی گرما، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) عصر کا وقت مستحب ہمیشہ اس کے وقت کا نصف اخیر ہے مگر روزِ اربعہ چاہئے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) غروب کا جس وقت یقین ہو جائے اسی دیر اذان و اخطاء میں نہ کی جائے اس کی اذان و جماعت میں فاسد

نہیں، مغرب کا وقت میرٹھ میں کم از کم ایک گھنٹہ ۱۹ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۹ منٹ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ (۲۹۴) از مجموع سرائے ذکر حائز باشند در تقصیر ضلع جملہ مسئلہ حافظ سجاد شاہ ۱۷ شعبان ۱۳۳۷ھ

بخدمت جناب فیض مآب سرکنج حنفیان حضرت احمد رضا خان صاحب ادام اللہ فرحکم السلام علیکم ورحمہ اللہ  
تعالیٰ کے بعد ہنر آداب التماس کہ ہم حنفیان کو بڑا فخر ہے کہ آپ جیسے مجتہد فقیہ خلیفہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ واما اعظم  
اس زمانے کے آپ موجود ہیں ان مسئلوں مندرجہ ذیل کی سخت ضرورت ہے مہربانی فرما کر تحقیق عین وقت میں یا بطریق ارشاد  
فرمادیں عند اللہ باجور ہوں گے اما مسئلہ اولیٰ فی الزوال کی اور شناخت وقت ظہر کی سخت ضرورت ہے میں اس میں  
بہت حیران ہوں بعض اوقات مجمع عام میں نماز ظہر جو بدوئل وقت اول ہی پڑھی جاتی ہے مگر مجھے یقین دخول وقت کا بھی  
میں ہوتا آپ تحریر فرمائی کہ بارہ بجے کے بعد ایک دو منٹ پر وقت ظہر داخل ہوتا ہے یا نہیں اور جن دیہات میں  
حساب گھڑی کا نہ ہو تو مسجد کے دروازہ سے اگر سایہ باہر ایک دو انگشت نکلے تو ظہر داخل ہے یا نہ ہے پھر جب سایہ بڑھنے  
میں ہو تو وقت ظہر داخل ہے یا نہ قبل قیام ظہر نصف شمار کے سایہ گھٹتا رہتا ہے نصف شمار کو کھڑا ہوتا ہے پھر  
بڑھنے لگتا ہے جب سایہ ٹھکانے میں ہو تو ظہر داخل ہے یا نہ اور سایہ اصل ظہر کے واسطے نکال دیا جاتا ہے یا نہ شناخت  
ظہر سفر حضر میں کس طرح ہوتی ہے اور سایہ اصل قبل رواں یا وقت زوال یا بعد زوال کیا ہوتا ہے اور سایہ اصل  
بوقت دو پہر بطرف شمال ہوتا ہے پس مہر کے واسطے مقیاس کی بنیاد سے سایہ اصل خارج بطرف مشرق کیا جاتا ہے  
یا کہ بطرف شمال خارج کر کے چہرہ چھو کر جائے فرمائی کہ سبیل کی بابت سے معلوم ہوتا ہے کہ بطرف شمال سایہ اصل  
کو چھو کر دو چند کیا جائے۔ عہدت فرمائے کہ سبیل کی یہ ہے۔

معرفة فی الزوال یفید حشیۃ مستویۃ فی  
امرض مستویۃ قبل الزوال فانظر ینقص  
عادا وقلبا ینقص و لہیزد فہو قیاسہ  
الظہیرۃ فاذا اخذ فی الزیادۃ فقد نزلت  
الشمس فخط علیہ اسب الزیادۃ خط فیکون  
من اس الخط الی العود فی الزوال فاذا  
جہ اس خط الی العود مثلیہ او مثلیہ من اس  
الخط من موضع عود الی العود خرج وقت  
الظہر و دخل وقت العصر و فی الزوال فیکون  
الی شمال ینقص

اور زوال کا سایہ شمال کی جانب ہوتا ہے۔ (ت)

سہ فرمائے کہ سبیل



اس مسئلہ کی بے سخت ضرورت ہے مہربانی فرما کر اس میں اچھی غور فرما کر پھر ان میں جو جو میرے سوالات ہیں جن کے سبب میں غلطی میں پڑا ہوں ان کو بنور سواد منور فرماؤ۔

### الجواب

نصف النهار یعنی الزوال کی یہ کافی پہچان ہے جو آپ نے ذائد سفید سے نقل کی ہوا زمین میں سیدھی لکڑی عمودی حالت پر قائم کی جائے اور وقتاً فوقتاً سایہ کو دیکھتے رہیں جب تک سایہ گھٹنے میں ہے دوپہر نہیں ہوا۔ جب پھر گھٹنا نصف النهار ہو گیا اس وقت کا سایہ ٹھیک نقطہ شمال کی جانب ہو گا اسے تاپ رکھ جائے کہ یہی نصف الزواں ہے اس سے پہلے سایہ مغرب کی طرف تھا جب سایہ بڑھنے لگا دوپہر ڈھل گیا اب سایہ مشرق کی طرف ہو جانے کا سبب لکڑی کا سایہ مشرق و شمال کے گوشہ میں اس نصف الزوال کی مقدار اور لکڑی کے دو ٹول کو سچ کیا مثلاً ۱۰ ٹھیک دوپہر کو لکڑی کا سایہ اس کے نصف مثل تھا اور اس وقت خاص نقطہ شمال کو تھا اب وقتاً فوقتاً بڑھے گا اور مشرق کی طرف جھکے گا سبب لکڑی کا ڈھانی مثل ہو جائے صبر ہو گیا اور اس سے زیادہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ صحیح کپاس سے نہایت ہموار زمین میں سیدھا خط جانب قطب کھینچ لیجئے اور اس خط کے جنوبی کنارے پر وہ لکڑی عموداً قائم کیجئے لکڑی کا سایہ جب تک اس خط سے مغرب کو ہے دوپہر ہو احب سایہ اس خط پر منطبق ہو جائے ٹھیک دوپہر ہے اور اسی وقت کا سایہ نصف الزواں ہے جب سایہ اس خط سے مشرق کو ہے دوپہر ڈھل گیا مسجد کی مشرقی دیوار اگر سیدھی ہو اور ٹھیک نقطہ جنوب و شمال کو ہے اور اس کے دونوں پہلو پر زمین ہموار ہے تو اس سے بھی شبہات ہو سکتی ہے دیوار کا سایہ جب تک اسی سے مغرب کو ہے دوپہر نہ ہوا اور جب مشرق کو پڑے دوپہر ڈھل گیا اور جب دونوں پہلوؤں پر سایہ نہ ہو تو ٹھیک دوپہر سے گزریوں کے بارے سے اس کی تسامح تبدیل ایام و فصل طویل جانے پر منحصر ہے اصل ملدی وقت سے دوپہر کبھی سو ابارہ بیگے بھی نہیں ہوتا اور کبھی پونے گیارہ بیگے ظہر ہو جاتا ہے اور بیگہ گھڑیاں منطامی وقت پر چلیں بلکہ دوسری جگہ کے وقت پر جیسے ہندوستان میں مشرق سے مغرب تک ساری گھڑیاں وسط ہند کے وقت پر جاری ہیں جس کا طول ۸۲ درجہ ۳۰ دقیقہ ہے جب تو سمت کثیر تفاوت ہو جانے کا مثلاً جہلم میں ۱۱ فردری کو ۱۳ بج کر انچائٹس منٹ تک بھی دوپہر نہ ہو گا اور بلکھتہ میں نومبر کی چوتھی کو ۱۱ بج کر ۲۰ منٹ پر وقت ظہر ہو جائے گا ۱۰۱۵ تھانی اعظم۔

مسئلہ ۲۹۹ اگر منگ لاہور مسجد ابراہیم علیہ السلام نے خطیب و امام جامع مسجد ملک سرد رغاں مرحوم

۱۳ ذی قعدہ ۱۰۳۴ھ

کی فرمائے ہیں علمائے دین کہ اوقات نماز جو شارع علیہ السلام نے معین فرمائے ہیں ان کے بیچ میں کسی

نماز کا فاصلہ وقت مقرر کرنا جائز ہے یا حرام ؟

## الجواب

حدیث میں سنت اقدس نبویؐ کے سب لوگ جلد حاضر ہو جاتے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز جلد پڑھ لیتے اور عاصری میں دیر ملا نظر فرماتے تو تاخیر فرماتے اور کبھی سب لوگ حاضر ہو جاتے اور تاخیر فرماتے یہاں تک کہ ایک بار نماز عشاء میں تشریف آوری کا بہت انتظار طویل صحابہ کرام نے کیا بہت دیر کے بعد مجبور ہو کر میر المؤمنین عاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیر اقدس پر عرض کی کہ غور میں اور بچے سو گئے، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم براہ ہوئے اور فرمایا: ”وہ زمین پر تھا اسے سوا کوئی نہیں جو اس نماز کا انتظار کرتا ہو اور تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے انتظار میں رہو۔ نمازوں کے بچے اگر گھٹنے ٹھڑی کے حساب سے اگر کوئی وقت معین کر لیا جائے جس سے لوگوں کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے اور وقت معین پر جلد جمع ہو جائیں جیسا کہ میں طہن میں اب معلوم ہے تو اس میں بھی حرج نہیں جبکہ ضعیفوں اور مرضیوں پر تکلیف اور جماعت کی تفریق نہ ہو، واللہ تعالیٰ اعلم“

۲۹۹۱ھ زمرہ آباد مرشد موری مدظلہ العالی سب  
صفر ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی امام عادتاً مغرب کی اذان اُس وقت دلاوے کہ اس شہر کی سب مسجد میں یقیناً نماز ہو چکی ہو مثلاً ہاسٹ کے بعد اور اپنے پیر کے دکھانے کو یعنی اُس کی موجودگی میں بیتل منٹ قبل قصداً ایسا کرے اور ساتھ ہی اس کے نزدیک وہ حادثہ کرنا تھا اپنے پیر کی موجودگی اُس سے سہجہ وقت میں داکر سے تو یہ اذان و نماز کہاں تک ریا و مکاری پر ڈال ہے۔

## الجواب

اذان مغرب میں بلا وجہ شرعی تاخیر خلاف سنت ہے پیر کے سامنے جلد دلوانا ریا پر کیوں محمول کیا جاسکتا ہے بلکہ پیر کے غرض یا لہذا سے اُس خلاف سنت کا ترک پیر کے سامنے رکوع و سجود میں دیر بھی خواہ مخواہ ریا اور مکاری پر دلیل نہیں بلکہ اس کے موجود ہونے سے تاخیر بھی ممکن اور مسلمان کا خلل حتیٰ الامکان محل صحت پر محمول کرنا و جب اور بدگمانی ریاست کچھ کم حرام نہیں، ہاں اگر کعبہ و سجود میں اتنی دیر لگتا ہو کہ سنت سے زائد اور مقتدیوں پر گراں ہو تو ضرور گناہگار ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال دوم کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ طلوع آفتاب ہونے کے کتنی دیر کے بعد نماز قضا پڑھنے کا حکم ہے اور وہ شخص جس نے کہ سنتیں فجر کی نہ پڑھی ہوں اور دس بارہ منٹ طلوع میں باقی ہوں نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں، اسی طرح پر ظہر کی سنت ہے پڑھے امامت کر سکتا ہے یا نہیں، مینا تو جردا۔

## الجواب

ظہر کے بعد کم از کم بیس منٹ کا انتظار واجب ہے۔ دس بارہ منٹ میں سنتیں اور فرض دونوں ہو سکتے ہیں سنتیں پڑھ کر نماز پڑھائے، اگر وقت بعد فرض ہی کے باقی ہے تو آپ ہی سنتیں چھوڑے گا پھر اگر جماعت میں کسی نے ابھی سنتیں نہ پڑھیں یا جس نے پڑھیں وہ قابل امامت نہیں تو جس نے نہ پڑھیں وہی امامت کرے گا اور اگر وقت میں وسعت ہے تو سنت قبلہ کا ترک گناہ ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۰۶ از موضع بالکلی صلیح گورگانہ ڈاک خانہ دھندہ مستولہ محمد حسین خاں ۱۰ رمضان ۱۳۳۱ھ

علمائے دین کیا فرماتے ہیں ایک مولوی صاحب مولود شریف حشا سے لے کر ایک بجے رات تک پڑھتے اور نماز عشا بعد مولود شریف کے ایک بجے کے بعد پڑھتے ہیں جیسے مذکور کے فقط۔

## الجواب

نماز عشا کی نصف شب سے زائد تاخیر مکروہ ہے ان کو چاہئے عشا پڑھ کر مجلس شریف پڑھائیں، وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۷ از جے پور بیرون اجیری دروازہ، کوٹلی س جی چند تر بعد عمل ۱۰ مستولہ حامد حسن قادری

۱۰ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نماز مغرب اور افطار کا حکم ایسے وقت دینا کہ چند حضار مسلمانوں کو غروب میں کلام ہو گیا ہے اور ان دونوں کا صحیح وقت کیا اور اس کی شناخت کیا ہے؟

(۲) نماز مغرب اور اذان عشا میں کس قدر فاصلہ درکار ہے، کیا جس جگہ پر بحباب دُھوپ گھڑی قریب مساوات بجے شام کو اذان مغرب ہوتی ہو وہاں آٹھ بجے فرض عشا پڑھ سکتے ہیں، اور یہ جو نماز جاتا ہے کہ کم از کم ایک گھنٹا پچیس منٹ کا فاصلہ اذان مغرب و اذان عشا میں ہونا چاہئے، اس کا کیا حکم ہے؟

جیوا تو جروا۔

## الجواب

جب مشرق سے سیاہی بلند ہو اور مغرب میں دن چھپے اور آفتاب ڈوبنے پر یقین یعنی پورا غنّ غالب ہو جائے اُس وقت افطار کیا جائے اُس کے بعد دیر لگانا نہ چاہئے، یہی علامات حدیث میں ارشاد ہوئیں اور جو عالم مقتدا ہو اور علم توقیت جانتا ہو اور اُسے قرآن مجید سے غروب کا یقین ہو گیا ہو وہ افطار کا فتویٰ دے سکتا ہے اگرچہ بعض ناواقفوں کو غروب میں ابھی تردد ہو کما ذلّ علیہ حدیث ازل فاجد حنّ واللہ تعالیٰ اعلم۔



مسئلہ نماز عرفی و شرعی میں کیا فرق ہے، بیّناتوجروا۔

### الجواب

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ نماز عرفی طلوع مرئی کماۃ شمس سے غروب مرئی کل قرص شمس تک ہے

اس سے میں نے احتراز کیا ہے نماز نجومی سے، کیونکہ وہ مشرقی جانب کے افقی دائرہ پر سورج کے مرکز کے منطبق ہونے سے شروع ہوتی ہے اور مغربی جانب کے افقی دائرہ پر سورج کے مرکز کے منطبق ہوتے پر ختم ہوتی ہے تو نماز عرفی، نماز نجومی سے ہمیشہ اتنی بڑی ہوتی ہے جتنی دیر میں سورج کا آدھا کرہ طلوع ہوتا ہے اور آدھا غروب ہوتا ہے، جیسا کہ فقہی نہیں ہے، اور دونوں طرف جو افقی انکسار واقع ہوتا ہے اس کے تقاضے کا اندازہ کیا جائے گا اور وہ ہر جانب، فلک مرجع کے دقیقوں میں سے پچیس دقیقوں کے برابر ہوتا ہے۔ (د)

واحتسرت بدلت عن الہام المنجومی فامہ  
من انطباق مرکز الشمس علی دائرة الافق  
من قبل المشرق الی انطباقہ علی فی جریۃ  
المغرب ، فیکون المشرق اکبر من المغرب  
اہداً بقدر ما یطلع نصف کرۃ الشمس و  
یمرب النصف کلا ینحرف ، و یقدر ینقص  
الانکسار لافق فی الجانبین ، و هو قدر  
اربعة و ثلثین دقیقه من دقیق فلك البروج  
فی کل جانب ۔

اور نماز شرعی طلوع فجر صادق سے غروب مرئی کل آفتاب تک ہے تو اس کا نصف ہمیشہ اس کے نصف سے پہلے ہو گا مثلاً فرض کیجئے کہ جو تحویل محل کا دن ہے کہ آفتاب بریلی اور اس کے قریب کے مواضع میں چھ بجے نکلا اور چھ بج کر چودہ منٹ پر ڈوبا اور تقریباً پونے پانچ بجے صبح صادق پھلے تو اس دن نماز شرعی ساڑھے تیر (۱۲½) گھنٹے کا ہے جس کا آدھا چھ گھنٹے سینتیس منٹ، اسی مقدار کو پونے پانچ (۳½) پر بڑھایا تو ساڑھے گیارہ بجے کا وقت آیا اسی کو ضحوة کبریٰ کہتے ہیں اس وقت تک کچھ کھایا پیا نہ ہو تو روزہ کی نیت جائز ہے اس دوسرے قول پر اس وقت سے نصف النہار حقیقی تک کہ روزہ تحویل محل یعنی بریس اکیس وار پر کہ تقریباً بارہ بجے سات منٹ پر ہوتا ہے سارا وقت سینتیس منٹ کا وقت استواء ہے جس میں نماز تا جائز و ممنوع اور یہ ظاہر کہ یہ مقداریں اختلاف موسم سے گھٹتی بڑھتی رہیں گی۔ یہ قول امر عازم کی طرف نسبت کیا گیا اور امام رکن الدین صباغی نے اسی پر فتویٰ دیا، رد المحتار میں ہے،

قہستانی میں اس قول کو کہ مراد نماز عرفی کا انتفاء  
ہے، امر عازم النہر کی طرف غسوب کیا ہے اور

عزافی القہستانی، القول بامت الممراد  
انتصاف الہام من العروق، الف اثمۃ

ماوراء النهر، ویان المراد انتصاف النهار الشرعی، وهو الضحوة الكبرى الى الزوال الى ائمة خواص<sup>لحم</sup> ثم وههنا اباحت سنوردها ان شاء الله تعالى في غير هذا التفسير۔ <sup>د</sup> واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ مافذ علی بخش ساکن قصبہ آذر ضلع بریلی محلہ گنج مسجد طیفان ۲۵ شوال الموم ۱۳۳۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں،

(۱) ۱۳ اگست کو دھوپ گھڑی سے ۱۱ بج کر ۱۴ منٹ پر اور بعد اس ٹائم سے ۱۱ بج کر ۲۳ منٹ سے ضحوة کبریٰ شروع ہوا اور دھوپ گھڑی سے ۱۲ بجے اور ریلوے ٹائم سے ۱۲ بج کر ۱۶ منٹ پر تمام ہوا تو ضحوة کبریٰ سے لے کر حقیقی نصف نایت تک کوئی نماز مثل عیدین، جنازہ درست ہے یا نہیں؟

(۲) مدراسی ٹائم شرعی وقت سے جنوری فردی میں ۲۰ منٹ آگے ہوتا ہے جبکہ شرعی وقت میں ۲ بجتے ہیں تو مدراسی ٹائم میں ۱۲ بج کر ۲۰ منٹ آتے ہیں اگر کسی مسجد میں مدراسی ٹائم سے گھڑی ہوا کسی حساب سے ۱۲ بج کر ۲۰ منٹ باقی ہیں اور زوال دھوپ گھڑی سے ۱۱ بجے گا یا مدراسی ٹائم سے اوپر بعد زوال ہوتا ہے یا نہیں؟

### الجواب

(۱) اصح و احسن یہی ہے کہ ضحوة کبرے سے نصف النهار حقیقی تک سارا وقت وہ ہے جس میں نماز نہیں ہاں جنازہ اسی وقت میں آیا تو پڑھ سکتے ہیں لہذا یہاں کا وجہ۔

(۲) ہمارے مذہب میں ہر روز جمعہ بھی وقت استرا پر وہی احکام ہیں جسے لوگ وقت زوال بولتے ہیں، زوال میں صبح دھوپ گھڑی کا اعتبار ہے مدراسی وغیرہ کے اوقات کا کچھ لحاظ نہیں، جو اذان زوال سے پہلے ہوئی نابالغ ہوئی رول آئے پر پھر کسی جگہ کما ہو حکم کل اذان اذان قبل الوقت اب ریلوے گھڑیوں میں جولائی ۱۹۰۵ء سے مدراسی وقت بھی نہیں بلکہ وسط ہند کا وقت ہے جہاں فصل طول سارے بیاسی درجے یعنی سارے پانچ گھنٹے کا ہے لہذا ہندوستان بھر کی گھڑیاں جب سے نومنت زمانہ گروی گئی ہیں اس سے زیادہ پر بھی جنوری کی ابتدائی تاریخوں

عہد میاض فی الاصل بخط الناسخ حقه علی لفظ التی قبل لثانہ بالتحویر ۱۳ مسجد العقیر جامعہ رضا خان فخر

میں ۱۲ بج کر ۲ منٹ سے پہلے نواں ہے ، ہاں بعد کی تاریخوں اور فروری میں اتنا اور اتنے سے زائد آؤں میں ۱۲ بج کر ۲۹ منٹ تک ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ مستور عبد اللہ ڈکانہ ( مقام درو ضلع قنبرا ) ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس میں کہ :

(۱) صبح کا دپ اور صبح صادق کی جگہ قطعی پہچان نہیں ہے کہ صبح صادق کتنی دیر کی ہوتی ہے کل میعاد لگادی جائے کہ گھنٹہ بھر کا یا کم و بیش مجھے نفلوں میں شک رہتا ہے اور بار بار میرے ایک ہی برابر ہوتا ہے یا کچھ فرق ہے ہر ہفتہ کی علم و علمہ میعاد لگا دیجئے تاکہ تسکین ہو ۔

(۲) تہجد کے وقت بسین رکعت قضا پڑھے تو ہر نیت کے ساتھ اقامت کرے یا کہ پہلی نیت کے بیڑا تو جہدہا ۔

### الجواب

(۱) ان شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹہ انیس منٹ کی ہوتی ہے یعنی صبح صادق ہونے سے طلوع آفتاب تک اتنا وقت رہتا ہے یہ مارچ کے مہینہ میں ہے پھر وقت بڑھتا جاتا ہے اجیروں میں ایک گھنٹہ پچیس منٹ ہو جاتا ہے اس سے زیادہ صبح کی مقدار ان شہروں میں نہیں ہوتی پھر گھنٹہ جاتا ہے اخیر تکبر میں وہی ایک گھنٹہ انیس منٹ رہ جاتا ہے چوبیس اکتوبر تک یہی رہتا ہے پھر زما ہے ۱۱ دسمبر کا ایک گھنٹہ ۱۰ منٹ رہ جاتا ہے جڑ سے کے موسم میں اس سے زیادہ نہیں بڑھتا پھر گھنٹہ شروع ہوتا ہے مارچ میں وہی ایک گھنٹہ ۱۹ منٹ رہ جاتا ہے انیس ۱۹ منٹ کے اندر دور کرتا ہے یعنی کم سے کم ایک گھنٹہ ۱۹ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۲۰ منٹ ۔

(۲) قضا کہ تہجد پڑھے اس میں ایک دفعہ بھی اقامت نہ چاہئے کہ قضا کرنا گناہ تھا اور گناہ کے چھپنے کا حکم تھا نہ کہ احکام کا ، واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ مستور محمد یوسف ازفتح پور ڈکانہ ( سیوڑ ضلع بھگل پور ) بتاریخ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اوقات نماز کو مقرر کرنا چاہئے یا جس وقت خاص لوگ آئیں اس وقت نماز شروع کرنا چاہئے ، بیڑا تو جہدہا ۔

### الجواب

عادۃ کرید حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ تھی جب لوگ جلد جمع ہو جاتے نماز پڑھ لیتے ورنہ دیر فرماتے مگر آج کل لوگوں کو شوق جماعت کم ہے وقت مستحب کی تعیین مناسب ہے پھر بھی اگر تاخیر دیکھیں تو اتنا انتظار کریں کہ حاضرین پر بار نہ ہو اور کسی خاص شخص کے انتظار کے لیے تاخیر نہ چاہئے مگر چند صورتوں میں اول کہ وہ امام معین ہو ، دوم عالم دین ، سوم حاکم اسلام ، چہارم پابند جماعت کہ بعض اوقات مرض وغیرہ صذر

کی وجہ سے اسے دیر ہو جائے، پنجم سر پر آوردہ شرعی جس کا انتہاء نہ کرنے سے ایذا کا خوف ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔  
مسئلہ ۳۰۸۔ مقام آبور ملک مارواڑ متصل آیر پتور پیر محمد امیر الدین بروز یک شنبہ بتاریخ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ  
نماز عصر کے بعد قرآن شریف پڑھا دیکھ کر یا زبانی امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں،  
بیّنوا تو جردا۔

### الجواب

بعد نماز عصر تلاوت قرآن عظیم جائز ہے دیکھ کر جو خواہ یا دیر، مگر جب آفتاب قریب غروب پہنچے اور  
وقت کراہت آئے اس وقت تلاوت التوی کی جائے اور اذکار الہدیہ کیے جائیں کہ آفتاب نکلے اور ڈوبے اور  
ٹھیک دوپہر کے وقت نماز نا جائز ہے اور تلاوت عکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
مسئلہ ۳۰۹۔ بعد نماز عصر کے اور فجر کے سجدہ کرنا یا فقہ پڑھنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے یا  
نہیں؟ بیّنوا تو جردا۔

### الجواب

جائز ہے مگر جب عصر میں وقت کراہت آجائے تو قضا بھی جائز نہیں اور سجدہ مکروہ اگرچہ مہویا تلاوت کا ہو  
اور سجدہ شکر تو بعد نماز فجر و عصر مطلقاً مکروہ، رد المحتار میں ہے،  
مکروہ تحریمی، دکل مالا یجوز مکروہ، صلاۃ  
مطلقاً، ولو قضا، لا واجبۃ او نفلا او علی  
جنازۃ و سجدۃ تلاوت و سہو، مع شروق  
واستواء وغروب۔  
مکروہ تحریمی ہے۔ اور جو کام جائز نہ ہو وہ مکروہ ہی  
ہوتا ہے۔ نماز مطلقاً خواہ قضا ہو، واجب  
ہو، نفل ہو یا نماز جنازہ ہو۔ اور سجدۃ تلاوت  
اور سجدۃ سہو۔ بوقت طلوع، استواء اور  
غروب۔ (ت)

### رد المحتار میں ہے،

یکرہ فی سجدۃ شکر بعد الصلاۃ، فی الوقت  
الذی یکرہ فیہ النفل ولا یکرہ فی غیرہ  
واللہ تعالیٰ اعلم



- (۳۱۰) مسئلہ از سہ ماہیہ ضلع ایٹہ مسئلہ اولاد علی صاحب پرورد شنبہ بتاریخ ۵ صفر ۱۳۳۲ھ
- (۱) زید نے نماز فجر طلوع آفتاب سے پہلے شروع کی اور اس کے نماز پڑھنے میں آفتاب نکل آیا تو وہ نماز ہوئی یا نہیں؟
- (۲) نماز مغرب غروب آفتاب سے پہلے شروع کی اور نماز پڑھتے ہی میں آفتاب غروب ہو گیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
- بینوا تو جروا۔

### الجواب

- (۱) نماز فجر میں سہ ماہ سے پہلے اگر ایک ذرا سا کندہ طلوع ہوا نماز نہ ہوگی۔
- (۲) اگر ایک نقطہ بحر کنارہ شمس غروب کو باقی رہے اور اس نے مغرب کی تحقیر تحریر گئی نماز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۳۱۱) مسئلہ مسئلہ غشی عبد الرحمن صاحب اعظمی اور ریاست جے پور محاشہ دہ از ۲۴ محرم ۱۳۳۵ھ
- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ فجر کی نماز جو اصحاب حنفیہ کے یہاں استقامت میں ہے کہ وہ کس وقت سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب سے کتنے پر نماز ختم ہونی چاہئے، اس کی کیا مقدار ہے اور بعد اختتام نماز فجر کتنے منٹ طلوع آفتاب کر مانی رہ جائیں، معطل درمیان فرمایا جائے، بینوا تو جروا۔

### الجواب

- آج صبح کا جتنا وقت ہے اس کا نصف اول چھوڑ کر نصف ثانی سے وقت مستحب شروع ہوتا ہے کما فی الجواز اثنی عشر وغیرہ اور اس میں بھی جس قدر تاخیر ہو افضل ہے اس قدر و ابالغیر فائدہ اعظم للاجتر (المرکز) خوب روشن کر دیکر کہ اس میں زیادہ جا رہے۔ (ت) مرکز اس قدر کہ طلوع میں شبہ پڑ جائے اتنا وقت رہنا اولیٰ کہ اگر نماز میں کوئی عدا ہو تو وقت میں مسنون طور پر عدا ہو سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۳۱۲) مسئلہ مسئلہ ولی احمد علی گرائی کھیت صدر بارہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ
- جناب پیر صاحب قبلہ السلام علیکم، بعد سلام علیک کے واضح ہو کہ جمعہ کا وقت چارے کے دنوں میں کتنے بجے تک رہتا ہے اور گرمیوں میں کتنے بجے تک رہتا ہے خلاصہ حال سے براہ مہربانی اطلاع دیجئے اور جمعہ کا وقت کتنے بجے تک رہتا ہے یہ بھی اطلاع دیجئے ایک شخص اعتراض کرتے ہیں جمعہ کے وقت کا اس وجہ سے آپ کو تکلیف دی فقط والسلام۔

## الجواب

بعد از ظهر کا ایک ہی وقت ہے سایہ جب تک سایہ اصل کے سوا دوسرے کو پہنچے جو دو ظہر و زوال کا وقت باقی رہتا ہے، بریلی میں ریلوے وقت سے جائزوں میں کم از کم ۴ بج کر پانچس منٹ تک وقت رہتا ہے اور گرمیوں میں زیادہ سے زیادہ ۵ بج کے، منٹ تک، عصر کا وقت غروب تک ہے اور اس سے تقریباً پینس منٹ پہلے وقت گزارنا شروع ہو جاتا ہے، غروب جائزوں میں ۵ بج کر ساڑھے ۱۵ منٹ پر ہوتا ہے اور گرمیوں میں زیادہ سے زیادہ سات بج کے چودہ منٹ پر، وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کو سفر کے عذر سے جس میں تعذر لازم آتا ہے دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں۔  
بیروا تو جردا۔

## الجواب

جائز ہے، قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ الصَّلٰوةَ کَآتِلٰتٌ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ کَثٰرًا مَّوْقُوٰتًا (بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا) کہ نہ وقت سے پہلے صحیح: وقت کو کر پڑھا رہا بلکہ فرض ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا ہو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس فی النہوم تصریط انما التضریط فی البقطة  
ان تؤخر صلاۃ حتی یدخل وقت صلاۃ  
سوتے ہیں کچھ تقصیر نہیں تقصیر تو جائگے میں ہے کہ تو  
ایک نماز کو اتنا مؤخر کر کہ وہ دوسری نماز کا وقت  
آجائے۔

یہ حدیث خود عاصم بن عمر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمائی تھی مروا لا یصلو و احمد و ابو داؤد و الطحاوی و ابن حبان و ابن قتادہ رضی اللہ عنہما سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سفر میں حاضر بارگاہ رسالت پناہ ہر کام نبوت مآب دہا کرتے صاف صریح انکار فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی دو نمازیں جمع فرماتے نہ دیکھا مگر مزدلفہ عرفات میں جہاں کی جمع ہنگام حج حجاج کے لیے سب کے نزدیک متفق علیہ ہے بویں تاریخ عرصات میں ظہر و عصر پھر نوی شب مزدلفہ میں مغرب عشا سا کر پڑھتے ہیں صحیح بخاری صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و شرح معانی الآثار امام طحاوی میں اس جتنا

ہے، قال ہاں ایت النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی جملۃ لغير ميقاتها الاصلتين  
جمع بين المغرب والعشاء وصلی الفجر قبل ميقاتها۔ وفي لفظ للنف في كان رسول الله صلی  
الله تعالیٰ علیہ وسلم یصلی الصلوة لوقتها الا بجمع وحرفات۔ سیدنا امام محمد بن شریف  
بسنہ صحیح امیر المومنین عرفا وحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، انہ کتب فی الافاق ینہ ہم ان یجمعوا  
بین الصلاتین ویخیرهم ان الجمع بین الصلاتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر (یعنی اس  
جواب خلافت آداب ناطق بالحق والاصواب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام افاق میں فرمان تحریر فرمایا ہے کہ کوئی شخص نمازیں  
جمع نہ کرے اور ان میں ارشاد فرمادیا کہ ایک وقت میں دو نمازیں ملا کر نہ کرے گا ہوں سے ایک گناہ کبیرہ ہے،  
حقائق کے پاس جمع حقیقی پر قرآن و حدیث سے اصلاً کوئی دلیل نہیں دیکھ سکتے ہیں یا تو جمع صوری صریحاً سے یعنی  
نہر یا مغرب کو اس کے ایسے آخر وقت میں پڑھنا کہ فارغ ہوتے ہی فوراً یا ایک وقفہ قلیل کے بعد عصر یا عشا کا وقت  
آجائے پھر وقت ہوتے ہی عصر یا عشا کا پڑھ لینا کہ حقیقت میں تو ہر نماز اپنے وقت پر پڑھنی چاہیے نہ کہ کسی ایسی  
جمع صوری و مسافر کے لیے ہم بھی جائز مانتے ہیں اور حدیثوں سے یہ ثابت ہے یا بعض محل ہے جس میں جمع حقیقی کی اصلاً  
ہو نہیں یا صاف محل کہ احادیث میں صوری سے بہت اچھے طور پر متنی ہو سکتی ہے فرض کوئی حدیث صحیح و صریح مفسرین  
کے ہاتھ میں اصلاً نہیں ہے نہ قول کسی کا نہایت ثنی و ثناء ہے نہ اس نے رسالہ عاجز ابصرین المواقف  
میں جمع الصلواتین میں لکھا کہ اس سوال کے آنے پر تحریر کیا جیسے تحقیق منظر ہر اس کی طرف رجوع  
کرے و باللہ التوفیق واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مستلمہ مسئلہ جناب مولانا مولوی شاہ عبدالغفار صاحب قادری قدوسی مدرس اول مدرسہ جامع العلوم  
معتمد بنظرہ

مرفعا مولوی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب قادری المتنفذ البرکاتی البریلوی اداہم برکاتکم والیٰ فکم  
السلام علیکم وعلیٰ سہ لیکم حضرت قاضی متقی رضاعلی خاں صاحب جو وقت اخراج کے اس طور سے کہ پہلے ایک  
تختہ اصطلاح اپنے سامنے رکھے تھے اور دو دائرہ ہندیہ پتھر پر تیار کر کے اصطلاح پرست قول پھرائے اور  
دائرہ ہندیہ پر نظر کر کے ایسا ایک ہی کامل محنت کر کے یہ سالہ لکھے ہیں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ بدراس تیرہ

سہ صحیح مسلم باب استجاب زیادة التغلیس صلوة الصبح مطبوعہ جامع المطابع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۷

سہ سنن النسائی الجمع بین الظهر والعصر جوفہ - سلسلہ لاہور ۲/۲۹

سہ عوطا امام محمد باب الجمع بین الصلواتین فی السفر والمطہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس مجتبیٰ لاہور ۱۲۶

درجہ پر واقع ہے اور یہ محسوس ہوگا کہ دو سو سترہ میل پر ساڑھے سترہ درجہ پر ہے ہم اس حساب سے ۵ لمحہ بڑھ کر لیتے ہیں اس حساب میں جو ۵ لمحہ دیری کرنا لگے ہیں حاجت نہیں رہے حساب سے حد اس اور یہاں دو لمحہ ہی کا فرق ہے اگر ۵ لمحہ تاخیر کریں تو کافی رہا آپ کا بریل شہر اس حساب کے موافق ہرگز نہ ہوگا کیونکہ اغلباً شہر یہ چوڑا درجہ پر ہے،  
بیتہ اوجہ وا۔

## الجواب

استقام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اختلاف اوقات بہ تقدم و تاخر تو ضرور تبدیل طول بلد سے ہو جاتا ہے مگر وہ وجہ تغیر حساب نہیں مثلاً جس بلد میں طلوع شمس کسی جزیں سات بجے ہو تو اس عرض کے جتنے بلاد و آفاق ہیں سب میں طلوع شمس جہز مذکور میں سات ہی بجے ہوگا بل تفاوت اگرچہ بلد شرقی میں سات پہلے بھیں گے اور غربی میں بعد میں اختلاف عرض موجب تزیادہ و نقصان تغیر حساب ہوتا ہے کہ اس کے باعث تبدیل انتہا و مطلع لبروج و قرس انتہا و قوس الیل و غایت ارتفاع و غایت انکض و غیرہ امور جن پر اوقات حساب اوقات ہے تبدیل ہو جاتے ہیں مگر اس بنکار کے عرض میں ایسا تفاوت نہیں کہ تغیر متدہ ۲۸ درجہ اس تیز درجہ ۵ دقیقہ پر ہے اور ہنگامہ جہاں تک مجھے مراجعت اطالس سے معلوم ہوا ہے بل قول باقہ درجہ ۱۸۵ دقیقہ اور بل قول آخر ۱۲ درجہ ۵۵ دقیقہ پر ہے۔ یہ چھ یا دس دینچہ کا عادت چھداں میرا اوقات نہ ہوگا، پانچ دقیقہ ساعت جو آپ نے مقرر فرمایا ہے کثیر ہیں بریلی کا عرض ۲۸ درجہ ۲۱ دقیقہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ وقت فجر کا کس وقت سے شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے اور جو شخص نہایت اندھیر سے میں اول وقت نماز فجر پڑھے اور لوگوں کو اُسی وقت پڑھنے کی تاکید کرے اور کچھ بعد روشنی کے نماز مکروہ ہوتی ہے وہ شخص چاہے یا نہیں اور وہ نماز اُس کی مستحب وقت پر ہوتی یا نہیں اور مستحب وقت اس نماز کا کیا ہے، بیتہ اوجہ وا۔

## الجواب

وقت نماز فجر کا طلوع یا انتشار صبح صادق سے ہے علی اختلاف المشائخ اور انتہا اس کی طلوع اول کناۃ شمس ہے اور ہمارے علماء کے نزدیک مردوں کو وہ نماز ہر زمان و ہر مکان میں اسفار فجر یعنی جب صبح خوب روشن ہو جائے نماز پڑھنا سنت ہے سوا یوم النحر کے کہ حجاج کو اُس روز مزدلفہ میں بغیر چاہتے ہر جہز حدی عامۃ کہتے ہیں (فقہ کی عام کتاب میں احکامات کی تصریح ہے) اس میں احادیث صریحہ معتبرہ و رد، ترمذی اور داود و نسائی و ارمی ابن جہان طبرانی حضرت رافع بن خدیج سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۱

اسفرو بالفجر فانه اعظم للاجور (یعنی صبح کو خوب روشن کرو کہ اسفار میں اجر زیادہ ہے) ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے ولفظ الطبرانی، فكلما اسفرت بالفجر فانه اعظم للاجور۔ ولفظ ابن حبان: كلما اصبحتم بالصلاة فانه اعظم للاجور کہتے ہیں ان الفاظ کا حاصل یہ ہے کہ جس قدر اسفار میں جانفرو گئے ثواب زیادہ پاؤ گے اور طبرانی و ابن حبان نے انہی صحابی سے روایت کیا۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يا بلال! ما د بصلاة الصبح حتى يبصر  
القوم مواقع تنبهم من الاسرار  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال سے ارشاد فرمایا: اے بلال! فجر کی اذان اس وقت دیا کرو جب لوگ اپنے تیر گزرنے کی جگہیں دیکھ لیں بسبب روشنی کے۔

اور پڑھا ہرگز یہ بات اس وقت حاصل ہوگی جب صبح خوب روشن ہو جائے گی اور جب اذان ایسے وقت ہوگی ترمذی اس سے بھی زیادہ روشنی میں ہوگی۔ ابن حبان اپنی صحیح اور امام طحاوی شرح معانی الآثار میں بسند صحیح حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ما اجتمع اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
عليه وسلم على شيء اكما اجتماعهم على  
اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
في شيء اكما اجتماعهم على شيء  
اسفار پر۔

حدیث صحیحین سے ثابت کہ غزہ فجر اول وقت پڑھنا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت شریفہ کے عادت تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزدلفہ میں حضور کے مغرب کو بوقت مشا اور فجر کو اول وقت پڑھنے کی نسبت فرمایا: ان هاتين المصلاتين حولتا عن وقتيهما في هذا المكان (یعنی یہ دونوں

۶۱/ص	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب تعیل الصلوة	۶۱/ص
۲۲/۱	مکتبہ رشیدیہ دہلی	ما جاء بالاسفار بالفجر	۲۲/۱
۲۵۱/م	المکتبۃ الفیصلیہ بیروت	حدیث رافع بن خدیج	۲۵۱/م
۲۳/م	مطبوعہ المکتبۃ الاثریہ سانچول شیخ پورہ	حدیث ۱۴۰۴	۲۳/م
۳۱۶/۱	مطبوعہ دار الکتاب بیروت	باب وقت صلاة الصبح	۳۱۶/۱
۱۲۶/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الوقت الذي يصلی ای وقت هو	۱۲۶/۱
۲۲۸/۱	مطبوعہ اصح المطابع قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الصلوة حتى یصلی بالفجر کتب	۲۲۸/۱

نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی گئیں اس مکان میں) بخاری و مسلم کی دوسری روایت میں ہے اہل الفجر قبل وقتہ افضل ہے صبح کی نماز پڑھی قبل اس کے وقت کے تاہم کی میں اور قبل وقت سے قبل از طلوع فجر مراد نہیں کہ یہ غلط اجتماع ہے معنی حدیث بخاری سے ثابت کہ فجر طالع ہو چکی تھی تو بالفجر قبل از وقت معنی مقصود ہے و ہوا المطلوب، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اس حدیث کے راوی ہیں حضر و سفر میں ملازمت والا سے مشرعت رہتے یہاں تک کہ لوگ انھیں اہل بیت نبوت سے گمان کرتے اور ان کے لیے استیذان ممانعت تھا علیٰ ذلک ثابت ہوا حدیث (یہ سب احادیث سے ثابت ہے۔ ت، قرآن کا یہ فرمانا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیکھا کہ کسی نماز کو غیر وقت پر پڑھا ہو سوا ان دو نمازوں کے، اس معنی کا نہ کہ وہیود ہے اور حکمت فقہی اس باب میں یہ ہے کہ اسفار میں تکثیر جماعت ہے جو شارع کو مطلوب و محبوب اور تقنیس میں تفہیل اور لوگوں کو مشقت میں ڈالنا اور یہ دونوں ناپسند و مکروہ اسی لیے امام کو تخفیف صلاۃ اور کبر و ضعیف و مرض و جہنم کی فراعات کا حکم فرمایا سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت میں قرأت طویل پڑھی لوگ شاک ہونے اور شاد ہوا،

یا معاذ! فت فت انت! یا معاذ! فت انت! اے معاذ! کیا تم، لوگوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہتے تھے ثلاثاً۔  
یہ بات آپ کے تین دفعہ کہی۔ (متن)

اور اول وقت نماز کی افضلیت اگر مطلقاً تسلیم کر لی جائے تاہم دفع مفاسد جلب مصالح سے اہم و اقدس، آخر نہ دیکھا کہ تطویل قراءت پر عتاب ہوا حالانکہ قرآن میں قدر بھی پڑھا جائے احسن و افضل ہی ہے معنی افادہ فجر کے بعد تاہم شراق و کراہی میں مشاور ہونا مستحب ہے اور یہ امر اسفار میں آسان اور تقنیس کے ساتھ دشوار، اب رہا یہ کہ حد اسفار رک گیا ہے، ما یلیع و سراج و ہاج سے ثابت کہ وقت فجر کے دو حصے کئے جائیں حضر اول تقنیس اور آخر میں اسفار ہے۔ اور امام حوائی و قاضی امام ابو علی مستفی و غیر جماعت مشائخ فرماتے ہیں کہ ایسے وقت مشروع ہوئے کہ نماز بقراءت مسنونہ ترتیل و الطبیان کے ساتھ پڑھنے بعد نسیان حدیث پر متنبہ ہو تو وہو کر کے پھر اسی طرح پڑھ سکے اور ہنوز آفتاب طلوع نہ کرے، بعض کہتے ہیں کہ نہایت تاخیر چاہئے کہ فساد و موہوم ہے اور اسفار مستحب، مستحب کو موہوم کے لیے نہ چھوڑیں گے مگر ایسے وقت تک تاخیر کہ طلوع کا اندیشہ ہو جائے بالا جماع مکرر ہے۔

فی غیۃ المستملی للعلامة المحلی  
 شراعت البدائع وحده (یعنی  
 التعلیل) ما دام فی النصف الاول من  
 الوقت - وفيها، من الفتاوی  
 الحنفیة، وحدث التوسیر ما قال شمس  
 الاشارة المحلوی والقاضی الا ما مر ابو علی  
 السفی، انه یبدأ بالصلاة بعد انقشاس  
 البیاض فی وقت لوصول العجربقراءة  
 مسنونة ما بین اربعین آية الاستین  
 آية، ویوترل القراءة، فاذا فرغ من  
 الصلاة، ثم طهر له سورتی طه مرتبه، یحکمہ  
 انیتوصلاً ویعید الصلاة قبل طلوع الشمس،  
 كما فعل بوبکر وعمر رضی اللہ عنہما،  
 وعلى هذا، ما فی محیط من صنف الحديث و  
 الخلاصة والکافی وغیرها، انتهى قلت  
 ومثله فی فتاوی قاضی خاں، ونحوه فی الصادق  
 اعلیٰ التکبیرة عن التبيين - وقيل، یؤخرها  
 جدا، لان یوم وهو من یتروک المستحب

غیۃ المستملی میں علامہ محلی نے بیان سے یہ اثر نقل  
 کیا ہے کہ اس کی مقدار (یعنی تعلیل کی) یہ ہے کہ  
 وقت فجر کے پہلے نصف تک۔ اسی میں فتاویٰ حنفیہ  
 سے منقول ہے کہ شمس الائمہ محلوی اور قاضی امام ابو علی  
 نسفی کے بقول تنور کی مقدار یہ ہے کہ نماز سعید کہہ سکتے  
 کے بعد اس وقت شروع کرے کہ اگر فجر کی نماز قرآن  
 مسنونہ سے پڑھے، یعنی چالیس سے ساٹھ تک آیتیں  
 ترتیل کے ساتھ پڑھے، اور جب نماز سے فارغ  
 ہو تو یاد آئے کہ ہمارت میں سہو چوگن تھا تو (اتفاقاً)  
 باقی ہو کر، وضو کر کے طوع سے پہلے دوبارہ نماز  
 پڑھ سکے، جیسا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔  
 محیط رضی الدین، خلاصہ اور کافی وغیرہ میں بھی اسی کے  
 مطابق ہے، حتیٰ میں نے کہا اسی کے مطابق  
 فتاویٰ قاضی خان میں بھی ہے اور ان لمگیری میں بھی  
 عین سے منقول ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ (نماز  
 فجر میں) بہت زیادہ تاخیر کر کے کہہ کر (نماز کے  
 بعد ہمارت میں غلطی رہ جانے کا خیال آنا اور اس  
 طرح) نماز کا فاسد ہونا، محض فرضی صورت ہے۔

۱۔ اس تعلق الحمل لانی مینہ المصلیٰ مع مینہ المصلیٰ شروط من الوقت مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ مدینہ منورہ ص ۲۰۶  
 نوٹ، اعلم حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فنی غیۃ المستملیٰ فرما کر مینہ المصلیٰ کی شرح صلی کبیر کی طرف اشارہ  
 کیا ہے، فقیر نے صلی کبیر کو کافی کوشش کے ساتھ دیکھا ہے۔ اس میں یہ عبارت نہیں مل سکتی، ہو سکتا ہے کہ کاتب  
 کی غلطی سے غیۃ المستملیٰ لکھا گیا ہو اصل لفظ حلیۃ الحمل ہو، کیونکہ التعلیق، لجمعی جو مینہ المصلیٰ کی شرح پر ایک  
 حاشیہ ہے۔ اس میں یہ عبارت حلیۃ الحمل کے حوالے سے ملی ہے اور چونکہ حلیۃ الحمل بھی اس وقت دستیاب نہیں  
 آئی ہے التعلیق الحمل سے حوالہ نقل کیا ہے (مذہب احمد سعید)

لاجله - وقيل ، حده ان يرى مواضع الدين .  
ثم كما في محيط سرى الدين وقيل .  
لا يؤخرها ما حير ايقم ، الشك في  
طلوع الشمس - انتهى ملخصا - وفي  
المحصر الرائق ، قالوا ، يسفر بها بحيث  
لو ظهر فساد صلاته يمكنه ان يعيدها  
في الوقت ، بقراءة مستحقة - و  
قيل ، يؤخر هلهلجدا ، لان الفساد موهوم فلا  
يتك المسحوب لاجله - وهو طهر اطلاق  
الكتاب (يعني كثر) ، حيث قال ، وندب تاجر  
المحصر ، ولم يقيد بشئ ، لكن يؤخرها  
بحيث يقع الشك في طلوع الشمس - وفي  
المرج الواف ، حده الاسرار ان يصل الى  
النصف الثاني ، ولا يخفى ان الحاج بمنزلة  
لا يؤخرها - وفي المستغنى ، بانفس المعجزة ،  
الا فضل السيرة في الفجر والعصر - وفي خبره  
الاستيفاء في فراغ الرجال عن الجماعة - انتهى  
ما في المحصر - وفي الدر المختار ، والمستحب  
للرجل الاستد ، في المحصر باسراف والحكم  
به ، هو المختار ، بحيث يترك امرين اية  
شريعة بطريق الوعد ، وقيل ، يؤخره  
لان الفساد موهوم ، الاحاج مرد لفظه

اس لیے اس کی وجہ سے مستحب (تخیر) کو نہیں  
چھوڑا جاسکتا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اتنی تخیر ہونی  
چاہیے کہ تیر گزے کی جگہ نظر آئے۔ پھر۔ جیسا کہ  
محیط وغیرہ میں ہے۔ یہ خیال رکھے اتنی تاخیر  
نہ ہونے پائے کہ سورج طلوع ہونے کا شک  
ہونے لگے۔ انتہی ملخصاً۔ اور بحر الرائق میں ہے کہ  
علمائے کرام نے کہا ہے کہ اتنی تخیر کرے کہ اگر نماز کے  
بعد نماز کے فاسد ہونے کا پتا چلے تو قرات مستحب کے  
ساتھ اسی وقت میں لوٹا سکے۔ اور بعض نے کہا کہ  
بہت تاخیر کرے کیونکہ اس طرح نماز کا فی سبب ہونا  
ایک عذر نہ ہے اس کی وجہ سے مستحب کو نہیں  
چھوڑنا چاہیے۔ کتاب کے اطلاق سے بھی یہی ظاہر  
ہوتا ہے کہ یہ سے مراد اکثر ہے ، کیونکہ اس نے  
کہا ہے کہ فجر کی نماز مستحب ہے ، نہ کوئی قید نہیں  
لگائی لیکن اتنی تاخیر ہر حال ذکر ہے کہ سورج چڑھ  
جانے کا شک ہونے لگے۔ اور السراج اوباح میں ہے  
کہ تخیر کی مقدار یہ ہے کہ وقت کے نصف ثانی میں  
پڑھے ، یعنی واضح رہے کہ تردد میں حاجی تاخیر  
نہ کرے۔ اور جتنی میں ہے کہ عورت کے لیے صبح میں  
تغییس بہتر ہے اور دیگر نمازوں میں لوگوں کے جماعت  
سے فارغ ہونے تک انتظار بہتر ہے۔ اتنی تاخیر  
اور درختار میں ہے کہ مرد کے لیے مستحب یہ ہے کہ صبح

لے التعلیق الجلی ما فی مآب المصلی مع مآب المصلی  
سہ البحر الرائق کتاب الصلوة  
مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی  
شوال خمس الوقت مطبوعہ دارہ جامعہ نظامیہ رضویہ پورہ ص ۲۰۶  
۲۳۷/۱



فالتغلیس افضل، کسرافہ مطلق۔  
 کی نماز شروع بھی تنویر میں کرے اور ختم بھی تنویر میں  
 کرے۔ یہی مختار ہے۔ اس طرح کہ اس میں چالیس آیتیں ترتیل سے پڑھے اور بعد میں اگر فاسد ہونے کا پتا چلے  
 تو وضو کر کے ٹوٹا سکے، اور بعض نے کہا ہے کہ بہت عذر کرے کیونکہ ایسا فاسد ہونا عوبہم ہے، البتہ مزا اللہ  
 میں حاجی کے لیے تغلیس بہتر ہے جیسا کہ عورت کے لیے ہر جگہ تغلیس بہتر ہے۔ (د ت)  
 اُس شخص کا اول وقت اذہ جیسے نماز پڑھنا سنت کی مخالفت کرنا ہے اور اُن کو اس کی تاکید کرنی  
 مخالف سنت کی طرف بلانا ہے اور یہ کہنا کہ روشنی میں نماز مکروہ ہوتی ہے سنت کو مکروہ کہنا اور شریعت  
 مطہرہ پر ہتھان اٹھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
 مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وقت مستحب ظہر کا کرنا میں کیا ہے اور چوتھے منہ کو  
 میں بعد نماز اول وقت نماز ظہر پڑھے اور لوگوں کو بھی تاکید کرے کہ وقت اولیٰ یہی ہے۔ آیا وہ شخص حق  
 پر ہے یا ناحق پر، بینوا تو حق ہے۔

### الجواب

مومن گرام میں ظہر کا اذان دکر کے پڑھا مستحب ہے تمام کتب متفقہ میں یہی مذکور ہے اور اول وقت میں پڑھنا رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کواقدس سے عدول تصور دیتے ہیں،  
 اذا اشتد الحر فاعرءوا لظہر وہ شدۃ  
 الحر من فیہ جہنم۔ متفق علیہ  
 اور بخاری و سنن ابی نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی واللفظ للنفی قال،  
 کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 اذا کان الحر ابدہ بالصلۃ و اذا کان البرد  
 عجل ۃ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب گرمی سخت ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کر دے شدت گرمی  
 ٹھنڈی کرتے اور جب سردی ہوئی تغلیس  
 فرماتے۔

اور بخاری مسلم ابوداؤد ابی ماجہ نے تسبیح ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، قال،  
 ادی مؤذن المسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی مؤذن ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان ظہر

۱/۶۰	مطبوعہ مکتبائی دہلی	کتاب السنۃ	۱/۲۲۲
۱/۲۲۲	قدیمی کتب خانہ امجدیہ کراچی	استحباب الابرار بالظہر فی شدۃ الحر	۱/۲۲۲
۱/۵۰	مکتبہ سفینہ لاہور	تجمل الظہر فی البرد	۱/۵۰

انظر، فقال، ابرو، ابرو، اوقال، انظر،  
انظر، وقال، شدة الحر من فيح جهنم  
فاد، اشتد، لحر فاسد من الصلاة، حتى  
مرأيت في التلويح  
دی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد  
فرمایا: ٹھنڈا کر، ٹھنڈا کر، یا فرمایا، انتظار کر،  
انتظار کر۔ اور فرمایا، سختی کر، جہنم کی وسعت نفس  
سے ہے تو جب گرمی نہ ہو نماز ٹھنڈی کر دینا تک  
کہ ہم نے دیکھا ٹیلوں کا سایہ۔

دوسرے طریق میں ہے،

كما صرح النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في السفر  
فاسد، الصلوات اب يوذى الظهر فقال النبي صلى  
الله تعالى عليه وسلم ابرو ثم ساد اب يوذى  
فقال له ابرو حتى رأيت في التلويح، الحديث۔  
ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے  
مؤذن نے اذان کا ارادہ کیا کہ ظہر کی اذان دے، حضور  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ٹھنڈا کر، پھر  
پاؤں کی اذان دے پھر فرمایا، ٹھنڈا کر، یہاں تک  
کہ ہم نے ٹیلوں کے سایہ دیکھے۔

اور مسلم میں ابراہیم کے طریق میں شیعہ سے مؤذن کا تین بار ارادہ اور حضور کا ہی حکم فرمانا اور ہر اوقات و  
مسجد ثقافت فریادہ مقبولہ (میں نے کہا، سلم ٹھنڈا ہے اس لیے اس کا سرفہ مقبول ہے۔)۔

اقول اب یہاں سے بجا نہ تاخیر کا اندازہ کرنا چاہئے کہ مؤذن نے تین بار اذان کا ارادہ کیا اور ہر دفعہ  
ابراد کا حکم ہوا اور یقیناً معلوم ہے کہ ہر دو ارادوں میں اس قدر حاصد ضرورت تھیں کہ ابراہیم کہہ سکیں اور وہ وقت پر نسبت  
پہلے وقت کے ٹھنڈا ہو کر لازم آئے کہ سیدہ ابلا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تعمیل حکم نہ کی اور جب اذان میں یہ تاخیر ہوئی  
تو عمار تو اور بھی درمیں ہوئی ہوگی۔ ظاہر فرماتے ہیں ٹیلے غالباً بسیط اور پھیلے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کا سایہ دوپہر  
کے صمت ویرجہ ظاہر ہوتا، غلات اشیائے مستطیلہ مانند صار و دیار وغیرہا، امام جام احمد بن محمد خطیب قسطنطنیہ  
ارشاد اساری شرمایہ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں، ٹیلوں کا سایہ طلب نہیں ہوتا، مگر جب اکثر وقت ظہر کا  
جاتا ہے ابرو، ود وفسا فی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں قال،

كان قدر صلاة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
عليه وسلم الظهر في الصيف، ثلثة اقدام  
گرمی میں نماز حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی معتدات تین قدم سے پانچ قدم

سنہ سنن ابی داؤد وقت صلوٰۃ الظهر

آئین عالم پریس لاہور

۵۸/۱

۵۸/۱ " " " " " " " " " " " "

یعنی جب سایہ ہر چیز کا اس کے ساتویں حصہ کے تین یا پانچ مثل ہو جاتا تو حضور پر نور نماز کو فرماتے اور معلوم ہے کہ عربین شریفین راویا، اللہ تعالیٰ شرفاً میں گرمی کے موسم میں اس قدر سایہ ہایت دیر میں واقع ہوگا کہ وہاں سایہ اصل اس موسم میں نہایت قلت پر ہوتا ہے بعض اوقات میں دو انگل سے زیادہ نہیں پڑتا اور مکہ معظمہ میں تو بعض اوقات یعنی آفتاب بہت ارا اس پر گزرے مطلقاً نہیں ہوتا یہ بات وہاں اس وقت ہوتی ہے جب آفتاب ہشتم جزو بہت و دوم سرطان پر ہو یعنی ۲۰ مئی اور ۲۳ جولائی،

ابو داؤد و ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر گلی بیت اللہ کے پاس دو مرتبہ میرے امام بنے، تو ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج ٹھہل گیا اور سایہ تسبیح تھا ہو گیا، الحدیث، اور بخاری میں بسوط سے منقول ہے کہ جان لو رہاں کے وقت ہر چہ کا سار ہوتا ہے، عمر سال کے سب سے طویل دن میں مکہ معظمہ میں سایہ نہیں ہوتا کیونکہ ان دنوں سورج چاروں دیواروں پر پڑ رہا ہوتا ہے، اھ

میں کتابوں، یوں لگتا ہے کہ صاحب بسوط رحمہ اللہ تعالیٰ نے سایہ نہ ہونے سے مرد سایہ تصور ہونا لیا ہے، ورنہ بیدار علیہ السلام "الہ" ہے جو میل کل سے ایک درجہ و تینتیس دقیقہ راہ ہے، قوداں سایہ کیسے محدود ہو سکتا ہے؟ ورنہ کا عرض کام "سے جو میل اعظم سے ایک درجہ اور سینتیس دقیقہ کم ہے، اس لیے سب طویل دن میں

اخر جہ ابوداؤد و الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اصابني جمريل عند البيت مرتين، فصلى في الظهر حين زالت الشمس وكانت قدس لشركتي، الحدیث والی البحر الرائق من المبسوط، واعلم ان لكل شئ طلا وقت الزوال لا سكة، السديسة في طول ايام السنة لان الشمس فيها تأخذ المحيط، الامر بعه

اقول وكانہ رحمہ اللہ، اطلق لعدم وامر اذ القلة، والا فالحدیثۃ اعطیہ عرضہا "الہ" ثم اذ اعطى الميل كل بدرجة وثلاث وثلاثين دقيقة، فكيف ينعدم فيها الظل، ومكة عرضها "کام" اقل من الميل الا اعظم بدرجة و سبعة واربعين دقيقة، فلا يصعد فيها الظل

۵۹/۱

مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور

لے سنن النسائي باب البراد بالظہر

۵۹/۱

آفتاب عالم پریس لاہور

لے سنن ابی داؤد باب المواقیف

۶۵۵/۱

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

لے البحر الرائق کتاب الصلوة

فی اطلول الايام؛ بل یكون جنوبیا، واما ینحدم حیث ذکرنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہاں سایہ معدوم نہیں ہوتا بلکہ جنوبی طرف ہوتا ہے۔

معدوم ہونے کا وقت وہ ہے جو ہم ذکر کر آئے ہیں (یعنی جب آفتاب سمت الراس پر گزرے)۔ (ت)

اور مدار و فعل شریف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یا عادیث یقیناً ابی ذر و یقیناً ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما معلوم ہو چکی مگر سایہ کا حال اختلاف بلاد سے مختلف ہوتا ہے اور فقہ میں اس کی یہ حد ذکر کی گئی کہ سائے ساتے میں مسجد تک چلے آئے فی الدر المختار و تاجیر الصیغ بیحیث یمشی فی الطل اور اسی طرح ایک حدیث میں وارد ہوا در بکر الراتی میں ہے کہ قبل اس کے کہ سایہ ایک مثل کو پہنچے ادا کرے حیث قال و حدہ امنہ یصلی قبل الشد شاید یہ اس پر مبنی ہے کہ انتہائے وقت ظہر میں ملتا مختلف ہیں امام کے نزدیک دو مثل اور صاحبین کے نزدیک ایک مثل معتبر ہے تو بہتر یہ ہے کہ ایک مثل تک ادا ہو جائے ورنہ ہدایہ میں تصریح کرتے ہیں کہ ظہر میں ابراہیم کا حکم ہے اور حرمین شریفین میں جب سایہ ایک مثل کو پہنچتا ہے عین الشدہ اور غمی کا وقت ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## فصل فی اماکن الصلوٰۃ

مسئلہ ۳۱۴۱ از مقام چٹوڑ گڑھ علاقہ آدیپور مسئولہ مولوی عبدالکریم صاحب بتاریخ ۹ ربیع الاول شریف  
بروز سہ شنبہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قریب کو ایسی جگہ نماز کا وقت آیا کہ وہ درجہ یک ذمی تر اور ناپاک  
ہے اگر سجدہ کرتا ہے تو کپڑے تر ہو کر ناپاک ہوتے ہیں اور کوئی ایسی چیز نہیں کہ نیچے بچا کر اس پر کپڑا پاک ڈال کر نماز پڑھے  
تو ایسی صورت میں کس طرح نماز ادا کرے اشارہ سے یا سجدہ درگاہ سے۔ جیز اتوجروا۔

### الجواب

شرعاً مطہر کسی وقت کسی سوال کے جواب سے عاجز نہیں مگر ایسی صورت میں قبل از وقوع ہے اندیشہ صحیح  
وقوع فرض کر کے سوال کیا و بالکل نا ہے اور کبھی اُسے مشکل میں مبتلا کر دینا ہے، حدیث میں ہے ۱  
یہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ضرورت  
عن نفس المسائل

رد سوال کا جواب، وہ قرآنی مجید میں موجود ہے کہ ۱

لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ نَفْسًا وَلَا وَجْهًا (اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔)

۲۸۶/۲

فاثقوا الله ما استطعتم (جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو۔ ت)  
 ما جعل علیکم فی الدین من حرج (اُس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں کی۔ ت)  
 نماز کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے۔ وادۃ قائلے اعلم۔

(۱۲۱۸) مسند محمد بن عبد بن زرارہ زودہ ڈاک خانہ پنڈراول ضلع بلتہ شہر یکشنبہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ  
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موضع بزودہ ضلع بلتہ شہر میں کوئی عید گاہ نہیں ہے مگر تینینا  
 ۸ سال کا ہوا جب میں نے آبادی دیدہ جانب اتر جنگل ادھر ملکیت خود میں نے ایک چوتڑہ خام واسطے عید گاہ  
 کے بنوایا تھا جس کی بنیاد جناب مولانا بہار الدین شاہ صاحب ساکن مرشد آباد نے رکھی تھی اس جنگل ادھر  
 میں جگہ عید گاہ و متصل چوتڑہ عید گاہ اہل ہندو کے مڑوے جگا کرتے تھے جب چوتڑہ عید گاہ قائم ہوئی تو اہل ہندو نے  
 دوسری جگہ مڑوے جلائے شروع کر دیے اب بعض اشخاص اس بات پر اعتراض کرتے ہیں کہ مرگٹ قبر کی تعریف  
 میں نہیں آتا ہے کیونکہ ہوا بارش سے ہڈیاں و خاک مہ جاتی ہے اور قبر کے اندر مڑوہ دفن ہوتا ہے امید کہ جواب  
 سے معزز فرمایا جائے۔

## الجواب

اگر چوتڑہ ایسی مٹی سے بنایا گیا جس میں مڑوہ ہندوؤں کی نہاست رہتی یا اس زمین کی مٹی جہاں تک اُن کی  
 نہاستیں تھیں کھود کر پھینک اوی پھر اس زمین ہی کو نماز کے لیے کر دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں حضور اقدس صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے جب مسجد مدینہ طیبہ بنا فرمائی وہ ایک نخلستان تھا جس میں مشرکین دفن ہوتے تھے غاصد  
 بقبور المشوکیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا مشرکوں کی قبریں کھود کر وہ نجس مٹی پھینک  
 دی گئی پھر وہاں مسجد کریم تعمیر فرمائی حکما فی صحیحہ ابی بخاری وغیرہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۲۱۹) مسند محمد بن زرارہ درگاہ جیلانی موضع بزودہ ضلع بلتہ شہر معرفت مولوی اسماعیل صاحب محمد آبادی  
 یکشنبہ ۲۳ رمضان شریف ۱۳۳۴ھ۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ایک چوتڑہ کو جس میں ہڈیاں تک  
 مشرکین کی نظر آتی ہیں اُسے چھو کر عید گاہ میں نماز ادا کرنے سے خالی و گنہ گار تو نہ ہوں گے اختلاف اس

سہ العتہ آف ۱۹/۶۳

سہ القرآن ۷۸/۶۳

سہ صحیح البخاری باب بل سبیش قبر مشرکین الجاہلیۃ النو مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۶/۱

چوترا پر نماز ادا کرنے سے اکثر لوگوں کو سہ جگہ لگتی سال ہوتے جب سے چوترا بنایا گیا اکثر مسلمان دوسری جگہ نماز پڑھنے جاتے تھے اس سال سبھوں نے فی کر حید گاہ پختہ بنانا شروع کر دی، جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے،  
بیّنہ اتوجروا۔

### الجواب

۱۶ شعبان کو یہ سوال آیا تھا جواب دیا گیا کہ اگر چوترا لگتی میں نجاست کی آمیزش نہیں یا زمین ہی کھود کر اُن نجاستوں سے پاک کر دی گئی تو کوئی مضائقہ نہیں اب سوال میں اظہار ہے کہ اس میں مشرکوں کی ہڈیاں تک نظر آتی ہیں ایسی حالت میں اُس پر نماز پڑھنا ہی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۰ از مدی پارہ کی علاقہ ریاست گزایا رگونا بادریلو سے ڈاک خانہ ندی مذکور مرسلہ سید کرامت علی صاحب محمد غنی محمد امین صاحب ٹھیکیداریلو سے مذکور سم رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

بخدمت فیض درجت جناب مولانا و مرشد نامولی احمد رضا خان صاحب دام اقبالہ بعد السلام  
علیک و اخیارائے شریف ہو کر بوجہ چند ضروریات کے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ بنظر توجہ بزرگانہ جواب سے معزز فرمایا جاتوں، اول یہ کہ جس مکان میں کوئی شخص شرب ہے کسی نہ کسی پر چھ دیا ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ جاسے نماز پر کسی شخص کی چارپائی کے بچا کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اُس صورت میں کہ اُس چارپائی پر وہ شخص سوتا ہو یا بیٹھا۔ بیّنہ اتوجروا۔

### الجواب

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگر وہ شخص وہاں اُس وقت شراب پینے میں مشغول نہیں، نہ وہاں شراب کی نجاست ہے نہ ایسے وقت وہاں نماز پڑھ لینے میں حرج نہیں اور اگر بالفعل وہ شخص شراب پی رہا ہے تو بلا ضرورت وہاں نماز نہ پڑھے کہ شراب خورد پر ہلکے احادیث صحیحہ لعنت اللہی اُترتی ہے اور محلِ رولِ لعنت میں نماز نہ پڑھنی چاہئے اس لیے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوم ثمود کی جانے ہلاک میں نماز نہ پڑھی کہ وہاں عذاب نازل ہوا تھا نیز شراب پیتے وقت شیطان حاضر اور اس کا فلبہ واستیغظا ہر ہے اور محلِ غلبہ شیطان میں نماز نہ پڑھنی چاہئے اسی لیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ تعریسِ حبیب نماز فجر سوتے میں تضا ہوئی تھا ہر کام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ نماز آجے چل کر پڑھو کہ یہاں تمہارے پاس شیطان حاضر ہو تھا حالانکہ وہ فوتِ قصہ ہی نہ تھا سوتے سے آنکھ بھٹکتی الہی نہ کھلتی اور اگر وہ مکان ہی شراب خوری کا ہو کہ فسادِ قمار اپنا یہ بھی ناجائز وہاں کیا کرتے ہوں جب تو بدرجہ اولیٰ وہاں نماز مکروہ ہے کہ اب وہ مکان حمام سے زیادہ مرجع و مآوا ہے شیاطین ہے اور علماء نے حمام میں کراہت نماز کی یہ وجہ ارشاد فرمائی کہ وہ شیطان کا مادی ہے

محکم دلائل سے مزین و غیرہ - واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم ۔

(۲) اگر کوئی شخص چار پائی پر بیٹھا خواہ لیٹا ہے اور اس طرف اس کی پیٹھ ہے تو اس کے پیچھے جانا نہ بچ کر نماز پڑھے میں کوئی عرج نہیں ، اسی طرح اگر اس طرف پیٹھ کیے سو رہا ہے جب بھی مضائقہ نہیں ، مگر سوتے کے نیچے پڑنے سے احتراز مناسب ہے دو وجہ سے ، ایک یہ کہ کیا معلوم اس کے نماز پڑھنے میں وہ اس طرف کروٹ لے لے اور دوسرے اس کا نہ ہو جائے ، دوسرے یہ کہ سوتے میں اس سے کوئی ایسی شے صادر ہو جس سے نماز میں اسے ہنسی آجائے گا ایشہ ہر المسألة فی سواد المسکت مر عن الغنیۃ - الوجه الاول صاعداً دتہ (یہ مسئلہ در مختار میں فقہ سے منقول ہے اور پہلی دلیل افادہ کرتا ہے) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ (۳۲۱) از موضع مندظور تھانہ ڈاکٹر میر گل خان ضلع بریلی مرسلہ عظام ربانی صاحب زمیسنڈار  
یوم ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص جنگل میں ہے اور نماز کا وقت ہو گیا تو حکیت یا بخر حکیت غیر میں نماز پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں اور ٹانڈ پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ، فقط ۔

### الجواب

دوسرے حکمت میں نماز پڑھا سوتا ہے ، اس کی عبادت صریحاً منع نہیں ہوگا مگر نماز ادا ہو جائیگی اور بخر میں پڑھے میں کچھ مضائقہ نہیں ، یونہی وہ حکیت جس میں کھیتی رہو ۔ ٹانڈ پر نماز میں ہو سکتی مگر اس حالت میں کہ وہ مثل تخت کے برتن ٹکڑیاں باندھ کر ان پر تخت رکھ لے بوں یا خود تخت ہی باندھ لیا ہو یا ایسا سخت بنا ہوا ہو کہ سجدہ میں سر ٹھہر جائے زور کرنے سے زیادہ نیچا نہ بجھے ، وہ بتوالی اعلم ۔

مسئلہ (۳۲۲) ازین پوری مکان مولوی محمد حسن صاحب وکیل مرسلہ شیخ انوار الحسن صاحب ابن مولوی صاحب کور  
« ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ »

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چار پائی پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ، اور یہ جو مشہور ہے کہ اگلی اُمتوں میں کچھ لوگ چار پائی پر نماز پڑھنے کے سبب بندہ ہو گئے یہ بات ثابت ہے یا نہیں ، میواتو جرحہ ۔

### الجواب

اصل میں مسائل میں یہ ہے کہ جو چیز ایسی ہو کہ سجدہ میں سر اُس پر مستقر ہو جائے یعنی اُس کا دنیا ایک حد پر ٹھہر جائے کہ پھر کسی قدر بماند کریں اس سے زائد نہ دے ایسی چیز پر نماز جائز ہے خواہ وہ چار پائی ہو یا زمین پر رکھی ہو اگر گاڑی کا کھنڈ لایا کوئی شے ، اور یہ جو جاہلوں میں بلکہ عورتوں میں مشہور ہے کہ اگلی اُمتوں میں کچھ لوگ چار پائی پر نماز پڑھے سے مسخ ہو گئے محض غلط و باطلہ ہے ۔ علامہ ابراہیم علی غنیہ میں فرماتے ہیں :



صاحبہ ان لا یستغل بالتسفیل، فحینئذ  
جائنا سجودہ علیہ  
رواۃ البخاری ہے۔

اس کا تاثر یہ ہے کہ اگر دبانے سے نیچے نہ دے تو اس  
پر سجدہ جائز ہے۔ رت

تصیوہ، ان الساجد لہ یاتم لا یستغل بہا سہ  
اہل من ذلک، فصم علی طنفسہ وحصیو  
وحنطہ وشعیو وسمرو وحنطہ الکانت علی  
لامرضی لہ

اس کی تشریح یہ ہے کہ سجدہ کرنے والا اگر سر کو مزید نیچے  
کرنا چاہے تو کر سکے، اس لیے دبیز کپڑے پر،  
پتھری پر، گندم پر، تو پر، تخت پر اور گاڑی پر اگر  
وہ زمین پر کھڑی ہو تو سجدہ صحیح ہے۔ رت

نظر کیے تو یہ خاص مسئلہ کا جزو یہ ہے زبان عرب میں سر یہ تخت و چار پائی دونوں کو شامل ہے کما لا یحقی  
عن من طالع الاحادیث لہ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از غیر آباد ضلع سیپہ پور جملیاں سرائے مدرسہ عربیہ قدیم مرسلہ خطاب سیدہ فخر الحسن صاحب  
نبیرہ مولوی نجی بخش صاحب مرحوم مفتی غیر آباد۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دینی و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ

(۱) حضرت شیخ محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے تحت حدیث شریف الامراض کلہا مسجد  
الاصغرۃ ۱۱۱ تحریر فرمایا ہے،

اما مقبرہ ازہمت اگر غالب دروہ سے قدر است و  
اغلاط تربت اوست با نچہ جدا میگردد از مرد با از نہایت  
و اگر مکان ظاہر و لطیف باشد پس بیج با کے نیست و  
کراہتہ نہ و بعضی براسد کہ نماز در مقبرہ مکروہ است  
ازہمت ظاہر اس حدیث است

قبرستان میں نماز اس وجہ سے مکروہ ہے کہ عام طور پر وہاں  
گندگی ہوتی ہے اور اس کی مٹی مردوں سے برآمد ہونے  
والی نجاستوں سے غلط ہوتی ہے اور اگر جگہ پاک اور  
سنتھری ہو تو وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے  
نہ اس میں کوئی کراہت ہے۔ اور بعض کہ اس کے لیے  
کہ قبرستان میں بہر شہر نماز پڑھی جاتا ہے اس حدیث کی بنا پر

اور کتاب حصہ دوم سرور عزیزی ترجمہ فتاویٰ عزیزی کی حسب ذیل عبارت ہے ۱  
حدیث میں وارد ہے کہ قبرستان میں نماز نہ پڑھنا چاہئے اور اس کی شرح میں علیؑ نے جو کچھ لکھا ہے اس

میں بہتر قول یہ ہے کہ اسی وجہ سے منع ہے کہ اس میں ایک قسم کی مشابہت کفار کے ساتھ پائی جاتی ہے اور یہ مشابہت جمادات کو سجدہ کر کے میں ہوتی ہے اور اس سبب سے یہ حکم ضروری ہے کہ قبرستان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور خفیہ کے کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر قمر نازی کے سامنے ہو تو یہ زیادہ مکروہ ہے اور اگر قبر دابنہ یا بانیں جانب ہر تو اس سے کم مکروہ ہے اور اگر قبر نازی کے نیچے ہو تو یہ اس سے بھی کم مکروہ ہے اور یہی قول اصح ہے در علما اعلیٰ اسی پر ہے۔ اور شافعیہ کے فقہانے لکھا ہے کہ قبرستان میں نماز پڑھنا اس وجہ سے مکروہ ہے کہ وہ نجاست کی جگہ ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

حضرت شیخ محمد فی علیہ الرحمۃ نے اپنے قول کی تائید میں کسی کتاب یا قول کسی محدث و امام کا حوالہ نہیں دیا ہے بلکہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف اپنا مذہب تحریر فرما رہے ہیں۔ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ عمل ملائے خفیہ اور کتب فقہ سے اپنے قول کو مضبوط تو کیا ہے مگر کوئی صاف پتا کسی کتاب یا قول کا نہیں تحریر کیا ہے جس سے اطمینان حاصل کیا جاسکے مگر شاہ صاحب بصرہ کے فتوے کی ذرور و عبارات سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اس مذہب کو اختیار کیا ہے جو مذہب اصح اور مختار حضرت ملائے خفیہ کے خلاف اور ملت شافعیہ کے مطابق ہے جو ملائے خفیہ کے نزدیک غیر صحیح ہے اور اپنے اس غیر صحیح مذہب کو اس قدر قوی کیا ہے کہ اس کی تائید میں فرماتے ہیں:

اگر مکان ظاہر و لطیف باشد پس میچ با کے نیست اگر جگہ پاک و مستطری ہو تو وہاں نہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ نہ اس میں کوئی کراہت ہے۔ (د)

اس سوال کا جواب ایسی تفصیل کے ساتھ بجا ان کتب فقہ خفیہ تحریر فرمایا جائے کہ جس سے تناقض اقوال حضرات شیخ علیہ الرحمۃ و شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بخوبی فیصلہ ہو کر آئندہ کے واسطے کوئی جھگڑا باقی نہ رہے اور کسی مخالف کو ارزوں سے دلیل غلطی انکار کا موقع نہ ہو سکے۔

(۲) لفظ مقبرہ جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے سے کونسا مقام مراد ہے آیا محض وہی مقامات ہیں جہاں معمولاً مردگان دفن کیے جاتے ہیں مگر وہاں متعدد قبور ساتھ ساتھ موجود ہیں یا وہ مقام بھی مراد ہے کہ بوجہ وصیت وغیرہ کے اندر کسی مکان کے یا متصل کسی مسجد کے یا نیچے کسی درخت کے کوئی میت مدفون کی گئی اور اب وہاں قبر موجود ہے یا کسی میدان میں اتفاقاً کسی وجہ سے ایک یا دو مردے مدفون کر دئے گئے اور قبر موجود ہے یا کسی جگہ کوئی قبیر اتفاقاً ہے اور اصطلاح عام میں وہ مقام لفظ قبرستان سے تعبیر نہیں کیا جاتا ہے ہر چار مقامات مذکور بالا کی نسبت کیا کیا حکم ہے اور کون کون مقامات مکمل مقبرہ میں جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے داخل ہیں۔

(۳) کو جب فتویٰ جناب شاہ عبد العزیز صاحب اگر کیا و شہان و غلغا قبر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے تو ضرور ہوا

کہ متصل قبر اندر مقبرہ جو عکاز کے واسطے حاصل کی گئی یا متصل قبر انفاقہ کے یا بیرون مقبرہ غیر محاط متصل اس کے واسطے دفع کراہت نماز کے سترہ کی یا مقدار فاصلے کے معلوم ہونے کی ضرورت ہے کہ بصورت سامنے قبر ہونے کے سترہ یا فاصلہ کی ضرورت کتب فقہ سے معلوم ہوتی ہے اس کی نسبت جو حکم موافق قول اجماع اور موافق عمل حضرت علمائے حق ہو، تحریر فرمایا جائے۔

## الجواب

اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ نماز قبر پر مطلقاً مکروہ و ممنوع ہے مگر قبر پر پاؤں رکنا ہی جبائز نہیں،  
عائگیری میں ہے،

يا شهم بوطء القبور لان سقوط القبر حق الميت اه وقد حققنا في اهلالات الوطاسيين

اور قبر کی طرف بھی نماز مکروہ و ممنوع ہے جبکہ سترہ نہ ہو اور صحوا یا مسجد کبیر میں قبر موضع سجود میں جو عیسیٰ اتنے فاصلے پر جبکہ یہ خاشعین کی کسی نماز پڑھے اور اپنی نگاہ خاص موضع سجود پر جمی رکے تو اس پر نظر پڑے کہ نگاہ کا قدمہ ہے جس محل خاص پر آئے ہو یا جائے اس سے کچھ دور آئے ہوتی ہے وہاں اس میں ہی لت نہ کر دے جہاں تک نگاہ پہنچے سب موضع سجود ہے کما فی علیہ فی الحلیۃ وغیرھا۔ حاجتی۔ پھر بجز پھر فتح اللہ عیسیٰ میں ہے،

يكره ان يطأ ثلث قبر او يدخل او ينال عليه او يمس عليه او يمس عليه

جائز علیہ پھر جائز رد المحتار میں ہے،

تكره الصلاة عليه واليه لورد المصنف عن ذلك

سنة فتاویٰ ہندیہ الباب السادس عشر في زيارة القبور

۳۵۱/۵

۳۶۲/۱

۶۶۷/۱

فتاویٰ ہندیہ میں ہے ،

انکاب حیہ یہاں القبر مقدس مالوکان فی  
الصلاة ویستأمنان لا یکره ، فیہا ایضا  
لا یکره . کذا فی التتارخانیۃ .

اگر اس کے درمیان اور قبر کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ  
اگر یہ شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے سامنے سے  
کوئی گزرے تو اس کا گزرنا مکروہ نہ ہو ، تو یہاں بھی  
مکروہ نہیں ہے ۔ اسی طرح تئارخانیہ میں ہے ۔ (دست)

در مختار میں ہے ،

ولا یفسد ما مرور ہات فی الصلوات وادب مسجد  
کبیر بموضع بنجودہ ، لا لاصح ، او مرور بین  
یدیہ فی حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیر  
لا تکلیفۃ واحدة ، وان اثم الصلوات .

اصح یہ ہے کہ صریحاً بڑی مسجد میں نماز کی جگہ بھرہ سے کسی  
کا گزرنا سزا کوئی نہ نہیں کرتا ۔ اسی طرح گھر میں یا چھوٹی مسجد  
میں کہ چھوٹی مسجد ایک ہی قطعے کے حکم میں ہے ، کسی کا قیلے  
والی جانب سے ماری کے کنگے سے گزرنا ، نماز کو فاسد  
نہیں کرتا ، اگر گزرنے والا گناہگار ہوتا ہے ۔ (دست)

اور اگر قبر بننے یا چھجے ہے تو اصل موجب کراہت نہیں ، جامع والمضرات پھر جامع روز پھر طحاوی علی  
مرانی صلاح اور مختار علی الدر مرآت ہے ،

لا تکرہ لصلاة الی جبة قبر ، وادکان میت  
بدیہ ، بحیث یوصلی صلاة الی شیعین وقسم  
بصرہ حیہ

قبر کی طرف منکر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے ہاں اگر قبر  
بالکل اس کے سامنے ہو کہ اگر وہ خاشعین وان نماز پڑھے  
تو قبر پر اس کی نظر پڑے ، اس صورت میں مکروہ ہے ۔ (دست)

علی قاری حنفی مرقاة شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اذات  
القصور والسخفین حیثہا الساجد (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر در  
قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر لعنت کی ہے ۔) تحریر فرماتے ہیں :

قال ابن الطلث ، اما حرم اتھا ذالک جد علیہا  
لان فی الصلاة فیہا استئناسا بسنة الیہود

ابن اعلک نے کہا ہے کہ قبروں پر مسجدیں بنانا اس لیے  
حرام قرار دیا ہے کیونکہ ان میں نماز پڑھنا یہودیوں کے

شفہ فتاویٰ ہندیہ ، الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوة ولا یکرہ  
شفہ الدر مختار ، ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا  
شفہ رد المحتار ، ایضاً  
حظیوہ فورانی کتب خانہ پشاور ۱۰۷/۱  
• مطبعہ ممبئی دہلی ۹۱/۱  
• مطبعہ دہلی مسر ۱۰۷/۱



علامہ عارف حنفی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں :  
عن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبورا نبيا لهم  
مساجد . كانوا يجعلونها قبلة ، يسجدون  
اليه في الصلاة ، كانوا في ، وامامن اتخذ  
مسجدا في جوار مصالح ، اوصل في مقبرة ،  
قاصدا به الاستغفار ، اوصل اثر  
عاص اثار عبادته اليه ، لا التوجه نحوه  
والتعظيم له . فلا حرج فيه الا يري ان مرقد  
سنييل في الحدر في المسجد الحرام  
وانضلة فيه فصل

لعلت بھیجے اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے انبیاء  
کی قبروں کو مسجدیں بنالیا یعنی ان کو قبلہ بنا لیا اور نماز میں  
انہی کی طرف سجدہ کرتے تھے جیسا کہ بیت کے روبرو۔  
ہاں اگر کسی نیک انسان کے پڑوس میں کوئی شخص مسجد  
بنائے یا ایسے ہی جگہ کے میں نماز پڑھے اور مقصد یہ ہو کہ  
اس نیک انسان کی روح سے تقویت حاصل کرے یا  
اس کی عبادت کے اثرات سے کچھ اثر اس شخص تک  
پہنچ جائے ، یہ مقصد نہ ہو کہ اس کی طرف منہ کرے اور اس  
کی تعظیم کرے ، تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے ۔ کیا معلوم

نہیں ہے کہ انہیں بلکہ اس کی قبر مسجد حرام میں ہے ، اس کے باوجود اس میں نماز افضل ہے ۔ (ت)  
قاضی ، مرادین بیہاوی شافعی پھر امام علامہ عبد الدین محمد بن علی حنفی عمدة القاری پھر علامہ احمد محمد علیہ السلام  
شافعی ارشاد ساری شروع مجمع بحار میں فرماتے ہیں ،

من اتخذ مسجدا في جوار مصالح وقصد التبرك  
بقرب منه ، لا التعظيم ولا التوجه اليه ، فلا  
يحد في الوحيد المذكور  
فمن حدیث میں مذکور وہ (یعنی لعنت) میں داخل نہیں ہو گا اور (ت)  
امام علامہ تورپشتی حنفی شرح صحابہ میں زیر حدیث اتخذوا قبورا نبيا لهم مساجد فرماتے ہیں ،

هم خرج عن وجهين ، احدهما ، انهم كانوا  
يسجدون بقبور الانبياء تعظيما لهم وقصد  
للعادة في ذلك . وثانيهما ، انهم قصدوا  
يتحرون الصلوة في مداخل الاببياء والتوجه  
اس کی دو وجہیں ہیں ، ایک تو یہ کہ یہود و نصاریٰ  
قبر انبیاء کو بطور تعظیم اور قصد عبادت سجدہ کیا کرتے  
تھے ، دوسری یہ کہ وہ انبیاء کے مقبروں میں نماز پڑھنے  
کی نوعی طور پر کوشش کرتے تھے اور نماز میں ان کی طرف

الی قبور ہے فی حالة الصلوة ، وکلا ، طریقین  
غیر مرضیہ ، فاما اذا وجد بقربها موضع  
میں للصلوة ، او مکان یسلم المصلی فیہ عند  
التوجه الی القبور ، فانه فی فتحہ من الاصر .  
وکذا لک ادا مصلی فی موضع قد اشتهر بان  
فیہ مدفن ہی ، ولم یرحیہ للقبور علما ، ولم  
یکس قصده ما ذکرناه من الشوک الخفی : اذ  
قد نوافات احبار الاھم علی ان مدفن  
اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام فی المسجد  
الحرام عند الحطیم ، وھذا المسجد انفصل  
مکان یتحرى الصلوة فیہ ۱۷ مختصراً

منکرتے تھے اور یہ دونوں طریقے ناپسندیدہ ہیں ۔ ہاں  
اگر قبرستان کے قریب کوئی ایسی جگہ ہو جو بہت ہی ہی  
غار کے نیچے گئی ہو یا ایسی جگہ ہو کہ وہاں نماز پڑھے ولے  
کا منہ قبروں کی طرف نہ پڑتا ہو تو ایسی جگہوں پر نماز پڑھی  
جاسکتی ہے ، اسی طرح اگر کسی ایسی جگہ میں نماز پڑھے  
جہاں کے بارے میں مشورہ ہے کہ یہاں کسی نبی کا مدفن ہے  
لیکن قبر کی کوئی علامت نظر نہ آتی ہو اور نمازی کا مقصد  
بھی شرک حسی نہ ہو ( تو نماز پڑھنی جائز ہے ) کیونکہ روایت  
اس پر متفق ہیں کہ اسمعیل علیہ السلام کی قبر مسجد حرام میں  
حطیم کے پاس ہے اس کے باوجود یہ مسجد ان  
تمام جگہوں سے افضل ہے جہاں نماز پڑھنے کی  
جستجو کی جاتی ہے اور مقلد آ ( ت )

شیخ محقق حنفی لمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں :

وفی شرح الشیخ ایضا مثله ، حیث قال ، وحرر  
بذلك اتحاد مسجد بجمار ہی او صالح ، و  
لصلوة عند قبور ، لا لتعطیہ والتوجیس  
نحوہ ، بل للحصول مدد منہ ، حق تکمیل  
عبادتہ بمرکۃ مجاورتہ لتلذذ الروح الطھرۃ ،  
فلا ھرج فی ذلك ، لما ورد ان قبر اسمعیل علیہ  
الصلوة والسلام فی الحجر تحت المیزاب ،  
وان فی الحطیم ، بین الحجر لا سود و  
سر مزہ ، قبر سمیع نبیا ، ولم ینہ احد  
عن الصلوة فیہ ۱۸ وکلام الشارحین متطابق فی ذلك

اور شیخ کی شرح میں بھی اسی طرح ہے ۔ چنانچہ شیخ نے  
لکھا ہے کہ اس سے وہ صورت خارج ہو گئی جس میں  
کسی نبی یا صالح کے پاس اس نے مسجد بنائی جائے  
کہ اس کی قبر کے پاس نماز پڑھی جائے ، لیکن مقصود قبر  
کی تعظیم اور اس کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ غرض یہ ہو کہ  
صاحب قبر سے مدد حاصل کی جائے تاکہ اس پاک روح  
کے قرب کی وجہ سے عبادت مکمل ہو جائے ، تو اس میں  
کوئی حرج نہیں کیونکہ روایات میں یہ ہے کہ اسمعیل علیہ السلام  
کی قبر حطیم میں میزبان ہے اور حطیم کے پاس حجر اسود و  
نزم کے درمیان مشرعیان کی قبریں ہیں ۔ اس کے باوجود

وہاں نماز پڑھنے سے کسی نے منع نہیں کیا اور اس مسئلے میں تمام شارحین نے ایسی ہی گفتگو کی ہے ۔ ۱۰ ت ۔

۱۷ و ۱۸ ملکہ لمعات التبیح شرح مشکوٰۃ النصاب ، باب المساجد ومواضع الصلوة ، حدیث ۱۲ ، مطبوعہ المعارف العلمیہ لاہور ۱۳۷۳ھ

23

23

امام بل برہن الدین فرغانی حنفی صاحب دلیہ کتاب الجنس والفریہ میں فرماتے ہیں :

قال ابو یوسف انکان موا سراً یا فکعبة تسکوه  
صلاته ، وانکان عن یمنہ ویسارہ  
لا تسکوه ۔  
ابو یوسف نے کہا ہے کہ اگر قریبے والی جانب ہو تو  
خارجہ مکروہ ہے اور اگر دائیں بائیں ہو تو مکروہ  
نہیں ہے ۔ عادی ۔ (ت)

بھرتا تارخائیر پھر عالمگیر میں ہے :

انکات بقبور ما وراہ المصلی لا یکرہ ، فاند  
انکان بینہ و بین القبر مقدار ما لوکان فی  
الصلوة ویسار انساں لا یکرہ ۔ فہہنا ایضا  
لا یکرہ ۔  
قبر نمازی کے نیچے ہوں تو خارجہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ اگر  
سامنے بھی ہوں لیکن اتنے عاصی پر ہوں کہ اگر یہ شخص  
نماز میں ہو اور کوئی سامنے سے گزرے تو اس کا گزرنا  
مکروہ نہ ہو ، تو یہاں بھی مکروہ نہیں ہے ۔ (ت)

اور یہ امر کہ سامنے ہونا زیادہ مکروہ ہے اور دہنے بائیں اس سے کم اور نیچے ہونا اس سے بھی کم کتب خفیر میں  
تفسیر جہاد کی نسبت ہے نہ کہ قبر کی ۔ رد المحتار میں زیر قول درختار و اختلف فیما اذا کان التمثال حلقہ ، و  
الاطہر ، لکراۃ ( اگر تصویر اس کے نیچے ہو تو اس میں اختلاف ہے ، اظہر یہ ہے کہ مکروہ ہے ۔ ت ) تحریر  
فرماتے ہیں :

وفی البحر قانونا ، واشدھا کراۃ ما یكون  
على القبلة اماہ لمصلی ، ثم ما یكون فوق  
راسہ ، ثم ما یكون عن یمنہ ویسارہ ہی  
المحاط ، ثم ما یكون خلفہ عن المحاط والسرور  
اور بکرمیں ہے کہ علماء نے کہا ہے کہ سب سے زیادہ  
کراہت اس صورت میں ہے جب تصویر قریبے والی طرف  
ہو اور نمازی کے سامنے ہو ، پھر جو اس کے سر کے اوپر ہو ،  
پھر جو اس کے دائیں بائیں دیوار پر ہو ، پھر جو اس کے  
نیچے دیوار پر یا پردے پر ہو ۔ (ت)

جامع الرموز میں ہے :

اما خص الصورة لانه لا یکرہ فی جهة القبر الا  
اذا كانت بین یدیه ۔ حکما  
تصویر کی تصویر اس لیے کی ہے کہ قبر کی طرف منہ کرنا  
مکروہ نہیں ہے ، جب تک قبر بالکل دوبرون نہ ہو  
اس کتاب الجنس والفریہ

کے فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوة وما لا یکرہ  
کے اور مختار باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا  
کے رد المحتار مطلب فی الفرس فی المسجہ  
مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱۰۴/۱  
مطبع مجتہائی دہلی ۹۲/۱  
مطبع مصطفیٰ بیانی مصر ۲۰۹/۱



فی حدیث مصبرات

جیسا کہ سنن ابی حاتم میں ہے۔ (د ت)

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر کی طرف مار پڑھتے دیکھا، فرمایا قبر پر وہ نہ رہی میں آگے بڑھ گئے، اس حدیث سے بھی ظاہر ہوا کہ قبر کی طرف ہی نماز پڑھنا مکروہ ہے نہ کہ درست۔  
صحیح بخاری شریف میں ہے :

ورأى عمر رضي الله تعالى عنه انس بن مالك رضي الله تعالى عنه يصلي عند قبر، فقال: القبر، القبر، ولم يصح بالاعتادة.  
اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک قبر کے پاس نماز پڑھ رہے ہیں تو فرمایا، قبر، قبر۔ (یعنی قبر سے بچو) مگر اس میں نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا۔ (د ت)

امام علامہ بیہقی اس کی شرح ۹۰۰ القاری میں فرماتے ہیں :

هذا التعلیق مراد وکیع بن الجراح فی مصنفه، فیما حکاه ابن حزم عن سعید بن سعید عن حمید عن انس، قال، رأی عمر رضي الله تعالى عنه اصلي الى قبر فنهاه في ذلك القبر اصامك. قال، وعن حميد عن ثابت عن انس، قال، رأی عمر يصلي عند قبر، فقال في القبر، لا تصل اليه. قال ثابت، فكان انس يأخذ مبدی، او مراد ان يصلي ميتنحي عن القبر. ورواه ابو نعیم شيخ البخاری عن حرث بن اسباب، قال، سمعت الحسن يقول بين انس وحميد رضي الله تعالى عنه يصلي ان قبرهما حميد، القبر، القبر، وظن انه يعني، القبر، فلما رأى انه يعني،

اس تعلیق کو وکیع بن جراح نے اپنے مصنف میں ذکر کیا ہے جیسا کہ اس کو ابن حزم نے سعید بن سعید سے اس نے حمید سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے فصل یارب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قبر کی طرف مار پڑھتے دیکھا تو مجھے منع کیا اور کہا، "تہرسه سائے قبر ہے" ابن حزم نے کہا کہ تم نے ثابت سے، انس نے اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ عمر نے مجھے ایک قبر کے پاس مار پڑھتے دیکھا تو کہا، قبر، اس کی طرف نماز پڑھو۔ ثابت نے کہا کہ اس کے بعد اس نے جب نماز پڑھنا چاہتے تھے تو میرا ہاتھ تمام لیتے تھے اور قبروں سے ایک طرف ہٹ جاتے تھے۔ اور بخاری کے استاد ابو نعیم نے حرث بن اسباب



مطابق فی الحاشیہ۔  
 نیک ہستیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا تھا۔ بعض نے کہا ہے  
 کہ اس میں یہودیوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے۔ غائر میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ (د ت)  
 ظاہر ہے کہ پہلی دو تعلیل صرف اس صورت کی کراہت بتاتی ہیں کہ نماز قبر کی طرف ہو کہ دہنے بائیں یا  
 قبر کو پیچے کر نہ مشہد جہاد سے نہ تشبہ یہود۔ خود شاہ صاحب سے سائل نے نقل کیا کہ یہ مشابہت  
 جمادات کو سجدہ کرنے میں ہوتی ہے انتہی ولہذا شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لمعات التفتیح میں زیر حدیث  
 اجعلوا فی بیوتکم من صلاتکم ولا تتخذوا قبورا (گھروں میں بھی کچھ نمازیں پڑھا کرو اور گھروں کو قبریں  
 نہ بناؤ۔ د ت) فرمایا،

ای ولا تکوموا فی البیوت کالمیت ، الذی  
 لا یعمل ، او تکوموا ناسین فتکوموا مشاہدین  
 للاموات ، لا ینووا اخرا الموت ، خیر مشتہیں  
 بالعبادة ، ثم اعلم ، انہم اختلفوا فی الصلاة  
 فی المقبرة ، فکرمہا جماعہ ، وانکان المکان  
 طاهرا ، فہو احتجوا بہ ، بحديث ، وہ  
 یدل علی ان الصلاة لا تکن فی المقبرة ، لانہ  
 جعل کومہ قبوراً کیتہ عن عدم الصلاة فیہا ،  
 معہم ان لا صلوۃ فیہ ۔ وہذا ضعیف لہذا کہنا  
 من معہ ، علی ماہ ان دل فاما یدل علی عدم  
 الصلاة فی القبر ، فی المقبرة ، فافہم وتارة  
 بالحديث السابق ذی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم لعن اللہ لیلہود والنصارى اتحدوا  
 قبورا نبیہم صاجد) وهو ایضا لا یستقر  
 لما عظم من المراد بہ (ای ما قد مناه عنہ  
 عن التوریشتی وغیرہ من الشراح ، فانه انما  
 یعنی تگھروں میں اس طرح نہ رہا کرو جس طرح مردہ ہوتا  
 ہے کہ کوئی عمل نہیں کرتا ، یا یہ مراد ہے کہ تم سوئے  
 نہ رہا کرو جس طرح مرنے سوئے پڑے ہیں ، کیونکہ  
 جہنم موت کی سن ہے ، یعنی یہ نہ ہو کہ مردوں کی طسرح  
 تم بھی کوئی جمادات نہ کرو۔ پھر یہ بات جانو کہ مقبرے  
 میں مارنے ، رے میں فقہا کا اختلاف ہے ، ایک  
 جماعت اس کو مکروہ قرار دیتی ہے ، اگرچہ جگہ پاک ہو  
 اور اس پر کبھی تو اسی حدیث کو دلیل پیش کرتے ہیں اور  
 کہتے ہیں کہ "گھروں کو قبریں نہ بناؤ" سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ قبروں میں نماز نہیں پڑھی جانی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبرے  
 میں نماز نہیں ہوتی ، لیکن یہ دلیل ضعیف ہے کیونکہ  
 اس حدیث کا صحیح مفہوم ہم بیان کر آئے ہیں ۔ علاوہ  
 ازیں اگر یہ حدیث نماز کے نہ ہونے پر دلالت کرے گی  
 تو قبر میں نماز نہ ہونے پر دلالت کرے گی ذکر مقبرے  
 میں نہ ہونے پر بلا جگہ گفتگو مقبرے کے بارے میں  
 ہو رہی ہے ، اس کو سمجھو اور کبھی سکی میں کو وہ حدیث پیش



اس کے اُپر ہوا یا نیچے ہوا جس چیز پر یہ کھڑا ہے اس کے نیچے ہو۔ تاہم یہی تشابہ ہے اخلاق متون کا ورہ اگر مقبرہ میں کوئی عکس صاف و پاک ہو کہ نہ اُس میں قبر جو نہ مصلیٰ کا قبر سے سامنا ہو تو وہاں نماز ہرگز مکروہ نہیں غائب و قیہ و رآؤ فقیر امام ابن الہمام و علیہ وغیرہ و بحراری و شریکانی علی الدرد و علی و طحاوی و رد المحتار وغیرہ کتب کثیرہ میں ہے۔

لاباس بالصلاة فيها اذا كان فيها موضع اعد  
للمسلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة۔  
مقبرے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر وہاں کوئی عکس نماز کے لیے تیار کی گئی ہو اور اس میں قبر اور نجاست نہ ہو۔ (دست)

زاد العیون بشارت یہ ہے :

تكره الصلاة في المقبرة الا ان يكون فيها موضع  
اعد للصلاة لانجاسة فيه ولا قد دخل فيه  
مقبرے میں نماز مکروہ ہے، لیکن اگر وہاں نماز کے لیے کوئی جگہ تیار کی گئی ہو جس میں نجاست اور گندگی نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ (دست)

اس تحقیق سے پتے یقین سوالوں کا جواب ظاہر ہو گیا کہ قبر پر نماز مطلقاً مکروہ ہے اور قبر کی طرف بھی جبکہ قبر موضع بود میں مطلقاً یا گھر یا مسجد صغیر میں جانب قبلہ ملا حائل ہو اور اس کے لیے کچھ ہست سے قبور ہر نادار کار نہیں، تنہا ایک ہی قبر جو جب بھی ہو کر ہے، اعدا ہے، یعنی جیسے ہر دین میں نماز پڑھنا سے پاک و صاف ہو تو اصرار کر ہست نہیں، یہ حکم حضرت شیخ محقق نے اپنی طرف سے لکھا نہ ملائے حنیفہ کے قول کے خلاف بلکہ عامر کتب حنیفہ میں اس کی صاف تصریح ہے جیسا کہ گزر اور جب اس میں کراہت ہی نہیں تو کسٹرو کی کیا حاجت درستابر میں جہاں کسٹرو سے دفن ہوتے پتے آئے ہیں اور ان میں قبر یا نجاست کا مظنہ ہے نماز مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ قبر معلوم نہ ہو یا نہ ہو مگر اُس صورت میں کہ کوئی زمین پاک صاف معلوم ہو اور اس کے قبلہ میں قبر ملا حائل یعنی مذکور نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## باب الاذان والاقامة

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دس سے بعد صلاۃ کسا میں طرح یہاں رمضان مبارک میں معمول ہے جائز ہے یا نہیں؟ یا بیوا تو جہد!

### الجواب

اسے فقہ میں توثیب کہتے ہیں یعنی مسلمانوں کو نماز کی اطلاع اذان سے دے کر پھر دوبارہ اطلاع دینا اور وہ شہروں کے عرف پر ہے جہاں جس طرح اطلاع کر دیا جائے ہو وہی توثیب ہے خواہ عام طور پر ہو جیسے "مسئلة" کہی جاتی ہے یا خاص طریقہ پر، مختلف کسی سے کتنا اذان ہو گئی یا جماعت کھڑی ہوتی ہے یا امام گئے یا کوئی قول یا فعل ایسا جس میں دوبارہ اطلاع دینا ہو وہ سب توثیب ہے اور اس کا اور صلاۃ کا ایک حکم ہے یعنی جائز، جس کی اجازت سے عام کتب مذہب مستون مثل تشریح الابصار و فتاویٰ و فتاویٰ و غرض الاحکام و کفر و غرض ان ذکار و ذاتی و عشق و اصلاح و ذرا الايضاح و مفرح مانند درمعار و رد المحتار و طحاوی و غنایہ وغیرہ شرح شیعہ و صفیری و بحر اربعی و نہر حقائق و تبیین الحقائق و رجندی و قسستانی و درر دہی و کانی و معنی و یضاح و اندر معارج و مرقی العلام و جہانگیریہ مرقی الملام و نکھاری و قفاوی مثل ظہیریہ و فتاویٰ و حقائق و حقائق مسترین و جہانگیری و حقائق و غیرہ بالامان میں و هو الذی علیہ عامۃ الائمة المتأخرین و الاختلاف خلاف ذلک لا یوحدون عام المرقع ہی ہی ہیں اور یہ اختلاف رہانی اختلاف ہے رہانی ہیں۔ ت۔

مختصر لوقیہ میں سبب التثویب حسن فی کل صلاة (تثویب ہر نماز کے لیے مستحب - ت) متن علامہ ذی قمر تاشی میں ہے یشوب الاصل المضیق : مغرب کے علاوہ ہر نماز کے لیے تثویب کی جائے - ت) شرح محقق علائی میں ہے یشوب بین الاذان والاقامة فی الكل للكل بما تعارفوه (اذان اور قامت کے درمیان متعارف و معروف طریقہ پر تمام نمازوں میں ہر ایک کے لیے تثویب کی جائے - ت) حاشیہ آفندی نمبر ۱ عابدین میں ہے ۱

قوله یشوب التثویب : تثویب : اطلاع کے بعد اطلاع کو کہاجاتا ہے . ورنہ ، قوله فی الكل یعنی تمام نمازوں میں کہنی چاہیے کیونکہ امور دنیہ کے بے لالے میں بہت سستی کا بل آچک ہے ، قوله بما تعارفوا مثلاً کھانا یا نماز کھڑی ہو گئی نماز کھڑی ہو گئی یا نماز نماز اگر کوئی اور طریقہ اس کے علاوہ اپنالیں تب بھی جائز ہے - تہرنے جتنے سے نقل کیا ہے ، مختصراً . (ت) قوله یشوب التثویب العود الی الاعلام بعد لاعلامہ در قوله فی الكل ای کل الصلوات لظہور التواتر فی الامور الدینیة قوله بما تعارفوه کنتھم عاداتهم قد امرو بالصلاة الصلوة ولو احدثوا ، علاماً مخالفاً لذلک جائز ہر عن المجتہدین ۱۱۱ مقتطاً

شرح اونی علام المصنف عدم جاذبہ لیس فی ہر تہنہ ۱۱۱ ہے ، تثویب کل بدعة علی ما تعارفوه لایہ للباہظة فی الاعلام و ما یحصل ذلک بما تعارفوه ۱۱۱ مدحہ ۱۱۱

اور ماہ مبارک رمضان سے اس کی تخصیص ہے جانیں کہ لوگ افطار کے بعد کھانے پینے میں مشغول اور نفس آرام کی طرف مائل ہوتے ہیں نہ اتنی حد تنبیہ مناسب ہوئی جس طرح ہی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اداب فجر میں الصلوة عیدوں السوۃ مقرر کرنے کی اجازت عطا فرمائی اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر

۱۲۰	فصل الاذان	نور محمد کارخانہ تجارت کراچی	۱۲۰
۹۲/۱	مجتہدانی دہلی	۹۲/۱	۹۲/۱
۲۸۶/۱	مصلحہ ابائی مصر	۲۸۶/۱	۲۸۶/۱
۲۵۵/۱	مسجد بلالی بن رباح	مطبوعہ المکتبۃ الفیضیہ بیروت	۲۵۵/۱





محمد بن اہام فرماتے ہیں :

لإقامة في المسجد ولا يدعه واما الاذان  
فعلى المتدنية فان لم تكن ففي فناء المسجد  
وقالوا لا يؤذن في المسجد

تجیر مسجد کے اندر کی جائے اور اس کے بغیر کوئی  
اور صورت میں البتہ دان منارہ پر دی جائے ،  
اگر وہ نہ ہو تو فناء مسجد میں وی چاہئے اور فقہائے  
بیان کیا ہے کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے ۔

اور اس مسئلہ میں روح کراہت کی تصریح کلمات طحا سے اس وقت بحر فقیر میں نہیں ہاں صیغہ لا یفعل  
سے قہار کراہت تحریم ہے کہ فقہائے کرام کی یہ عبارت ظاہر ، مشیر ، حائست و عدم ایاحت ہوتی ہے عسدر  
محمد محمد ابن امیر حاجی نے علیہ میں فرمایا ، قول النہی لا یرید یثیری عدم اباحتہ الزیادۃ ( معشت کا  
قول لا یرید اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ زیادتی جائز نہیں ۔ ت ۔ لہذا اس کی فعل و لیتول ہے کہ ظاہر مفید و جب  
ہے کہ نص عیبہ ایضا فیہا جیسا کہ اس پر بھی اس میں تصریح ہے ۔ ت ۔ یونہی عبارت نظم میں لفظ یرک  
کہ ابان کراہت مطلقہ سے کراہت تحریم مراد ہوتی ہے

جیسا کہ در مختار ، رد المحتار اور دیگر معتبر کتب میں ہے اور  
مساجد میں حداد رست منع کرنا بھی اس کی تائید  
کرتا ہے جیسا کہ حدیث ابن ماجہ میں ہے اپنی مساجد  
کو اپنے ہاتھ پتوں سے ، دیو فوں سے ، تلواروں کو  
سوتلتے سے اور آوازوں کو بلند کرنے والوں سے  
محفوظ رکھو ، اور بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
میں آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اس پر  
تمام اعمال کے ضائع ہونے کی دھمکی دی گئی ہے  
اور بارگاہ خداوندی اس ادب و احترام کے زیادہ  
لائق ہے جیسا کہ تم قیامت کے روز دیکھو گے رحمن

کہ فی الدار المحتاد و در المحتار و غیر ہما  
من لا سفاد ویؤیدہ عنہ مرفعہ الصوت من  
السا جہ کما فی حدیث بن ماجة جہنبا  
ما جہدکم صیابکم و محی بینکم و سئل  
سیوفکم و رفعہ صو تکر و قد نہوا عن مرفعہ  
الصوت بحضور النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم و حذرو علی دلت من جہظ لا اعمال و  
المحصرة الالهية احق بالادب ک تری یسوم  
القيمة و حشمت الاصرات للرحمن و قد تسمع  
الاهمسا و بعد ایضاً ما یظن ان لیس

۲۱۵/۱

مطبوعہ قدیرہ رضویہ سکھر

باب الاذان

سے فتح فقیر

سے علیہ

۵۵/۱

مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

باب مایکرو فی المساجد

سے سنن ابی ماجہ

فیه اختلاف المسئلة فلا یکره ولا یتزیهہا  
 علی ان التحقیق ان خلاف المسئلة المتوسطة  
 متوسطین کو اطلاق التبرید والتحریم وهو المعتبر  
 بالامادة كما سیظهر لمن له الماہی بخدمة  
 العلماء الشرفین العفة والحديث فلیراحم  
 ولیحرم والله سبحانه وتعالى اعلم  
 سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ یہ اس شخص پر ظاہر ہو جائیگا جس نے دو مقدمہ علوم حدیث و فقہ کی خدمت کی ہے اس کی  
 طرف رجوع کیا جائے اور اسے دین نشین کرنا پائے۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔ (ت)  
 ۲۶ صفر ۱۳۱۱ھ

کی فرماتے ہیں عمامہ دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ جمیع وقت چوگانہ نماز میں بعد اذان  
 کے لازم پکڑنا مومن کا ہر نمازی کو بآواز بلند اور غازیوں کا اسی لحاظ سے اذان پر خیال نہ رکھنا بلکہ بعد اذان کے  
 بلانے سے آنا اس صورت میں بلانا مومن کا بعد اذان کے پائے یا نہیں اور سرے یہ کہ امام کے انتظار میں  
 وقت میں تاخیر کرنا مقتدیوں کو درست ہے یا نہیں؟ اور فجر کی سنتیں بعد جاہت فرض مسنونہ ادا کرے درست ہے  
 یا نہیں؟ بیّنہ الرجاء۔

### الجواب

حب نمازی اذان سے آجاتے ہوں تو بلا وجہ بعد اذان ہر شخص کو جدا جدا بلانے کا التزام کرنا جس سے  
 انھیں اذان پر آنے کی عادت حاقی رہے نہ چاہئے فان فیہ علی هذا التقدير اخلاء للاذان من یقصد  
 بہ (کیونکہ ایسی صورت میں اذان کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ت) اور وقت کراہت تک انتظار امام میں  
 ہرگز تاخیر نہ کریں ۱۰ وقت مستحب تک انتظار باعث زیادتی اجرو تحصیل فضیلت ہے پھر اگر وقت طویل ہے  
 اور غزوہ وقت مستحب تک تاخیر عامرین پر شاق نہ ہوگی کہ سب اس پر راضی ہیں تو جہاں تک تاخیر ہو جاتا  
 ہی ثواب ہے کہ یہ سارا وقت اُن کا نماز ہی میں کھا جائے گا،

وقد صرح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 انتقل من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 حق مضی نحو من شطر الدیل وقد اقرہم  
 علیہم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 وقال نکملنتم نزالوا فبمسلا  
 یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ صحابہ کرام  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم رات گئے تک نبی اکرم صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کا انتظار کرتے حتیٰ رات کا ایک حصہ گزر جاتا  
 اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکے اس عمل کی تعویذ فرمائی اور  
 ارشاد فرمایا: جتنا وقت تم نماز کا انتظار کرتے ہو

ما انتظرتم الصلاة

یہ سارا وقت تم نمازیں ہی ہوتے ہو۔ (ت)

ورنہ اوسط درجہ تاخیر میں حرج نہیں جہاں تک کہ حاضرین پر مشق نہ ہو

فی لانقر دية عن التأخر دية عن المقتضى  
للأصام المحاكم لشهيدان تاحير المؤذن  
وتطويل لقراءة لا درك بعض الناس حرام  
هذا إذا كان لأهل الدنيا تطويلاً وتأخيراً  
يشق على الناس والحاصل أن التأخير القليل  
لأئمة أهل الخير غير مكره ولا باس بان  
ينتظر الأصام متظاراً وسطاً

اور سنت فجر کہ تنہا وقت ہو جس میں فرض پڑھ لے سکتیں رہ گئیں اُن کی قضا کرے تو بعد بلندی قباب پیش از  
نصف انہار شرمی کرے طلوع شمس سے پہلے اُن کی قضا ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک منوز و ناجائز ہے،  
بقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
لا صلاة بعد الصبح حتی ترفع الشمس  
کوئی عار جا رہیں یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مسئلہ ۳۲۷ از گلستانہ دھرم تلامہ مسئلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۵ رجب ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مؤذن کی بغیر اجازت دوسرا شخص قیامت کہہ سکتا ہے یا نہیں؟  
در صورت عدم جواز بدون اجازت مؤذن مائل حدیث شریف سے مستحاجبتا ہے اور کہتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ اذان کہتے اور قیامت وہ سے صاحب کہا کرتے۔ چنانچہ توجہ!

### الجواب

ناجائز نہیں، ہاں خلاف اولیٰ ہے اگر مؤذن حاضر ہو اور اسے گراں کرے ورنہ تنہا بھی نہیں۔ مسئلہ  
امام احمد و سنن ابوداؤد و شرح معانی الآثار میں زیادہ بن حارث صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، میں نے اذان

۱۲۳۴/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	صالح مسلم باب فصل، المکتوبہ
۵/۱	انتشارات المدبریہ قندھار افغانستان	کتب الصلوٰۃ
۸۳/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتب صحیح بخاری

کسی تھی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکبیر کہنی چاہی فرمایا یقیم اخر صند اذ ان من اذن فہو یقیم قید صند کا بحال  
اقامت کے گا کہ جواز ان دسے وہی تکبیر کے۔ فی الدر المختار (در مختار میں ہے) :

اقامہ غیر من اذن لعیبہ ای المؤمن بدیکرہ  
مطلقاً وان یحصرہ کمرہ للحقہ وحشۃ۔  
مؤمن کی غیر موجودگی میں غیر کا تکبیر کہنا مطلقاً مکروہ نہیں  
البتہ جب مؤذن موجود ہو اور اس پر گرائی گزرسے تو  
مکروہ ہے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے :

هذا الاختيار هو المراد ومشى عليه في  
الدور والخاصة لكن في الخلاصة وان لم  
يرض به يكره وجواب الرواية انه لا بأس به  
مطلقاً اه قلت وبه صرح الا صام الطحاوی  
في معانی لا تثار معنیاً الى ائمت الثلثة وقال  
في البحر ویدل علیہ اطلاق قول الحمہ وبیکرہ  
من طبرہ فنافی شرحہ لابن مفلح من انہ  
لو حصر ولم یرض یکرہ اتفاقاً فیہ نظر اه  
وکذا یدل علیہ اطلاق نکاحی معتلاً ہاں کل  
واحد ذکر فلا یاس ہاں یاتی کل واحد مرحل اخر  
ولکن الاصل ان یكون مؤذن هو المقیم اذ

یہ جو یزاد کا مختار ہے اور یہی رد اور غایہ میں ہے  
لیکن خلاصہ میں ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو تو کر سکتا  
اور ردیست کا جواب یہ ہے کہ اس میں مطلقاً  
کوئی حرج نہیں اور میں کہتا ہوں امام علی و علیہ السلام میں  
ہمارے تینوں ائمہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے یہی  
تہدیکہ ہے اور یہ کہ فرمایا قول صحیح کا اطلاق کہ ہم  
اسے غیر سے طرہ میں سمجھتے اسی پر دل ہے اس کی  
شرح لابن عکب میں جو ہے کہ اگر مؤذن موجود ہو اور  
وہ راضی نہ ہو تو اتفاق مکروہ ہے اس میں نظر ہے  
اور کالی کا اطلاق بھی اسی پر دل ہے اور استدلال  
یہ ہے کہ ہر ایک ذکر ہے اگر ہر ایک ذکر کو دوسرا  
بجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہاں اصل یہ ہے کہ مؤذن ہی  
تکبیر کے۔ (ت)

۹۸/۱ سہ شرح معانی لا تثار باب، در طبع مؤذن اعد باقر عظیمی ال آخر مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۶۲/۱ سہ ابراہیم باب ال اذان مطبوعہ معتبانی دہلی

۲۹۱/۱ سہ رد المحتار مطلب فی المؤمن اذ کان غیر مختب فی اذانه مطبوعہ مطبعۃ البابا مصر

**اقول** : ادا احمد انکراہۃ علی کراہۃ  
التزنیہ ونفیہا علی المحرم حصل الوفاق  
الا تری الی قول النکافی انما کیف یقول  
لاباس و لیکن الافضل و کذلک غیر الامام  
الطحاوی و غیرہ بلا پاس و قد صرحوا ان  
مرجعہ الی کراہۃ التزنیہ ۔

**اقول** : جب ہم کراہت کو کراہت تزیہی اور سنی  
نقی کو کراہت تحریم پر محمول کریں تو مسئلہ میں اتفاق  
ہو جائے گا ۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ کافی نے نخی کراہت  
کا قول کرتے ہوئے لاباس اور لیکن الافضل کہا  
اور اسی طرح امام طحاوی وغیرہ نے بھی لاباس سے  
تفسیر کیا حالانکہ حق نے تفسیر کی ہے کہ اس سے کراہت تزیہی  
ثابت ہوتی ہے ۔ (د)

پھر یہ استمرا کا دعویٰ کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کہتے اور اقامت دے سنا تھا جب کہا کرتے  
تھے کسی حدیث سے ثابت نہیں ، ہاں حدیث میں ایک بار کا یہ ذکر آیا ہے کہ جب عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نے خواب میں اذان دیکھی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ، ارشاد ہوا : بلال کو سکھا دو  
کہ اُن کی کو زہلہ تر ہے ۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی جب تکبیر کہنی چاہی جبکہ عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ رادم ہوئے اور عرض کی ، خواب تم میں نے دیکھا تھا میں تکبیر کہتا چاہتا تھا فرمایا : تو تمہیں کہو انھوں نے تکبیر  
کہی روایا الامام احمد و ابو داؤد و الطحاوی عنہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے امام احمد ، ابو داؤد اور  
طحاوی نے نہیں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ۔) یہ حدیث کچھ ہمارے مخالفین نہیں کہ کلام اُن  
صورت میں ہے جب توذن کو ناگوار گزرے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاں کے بعد بلال رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کی ناگوری کا کیا احتمال ، معینانہ حدیث ابتدائے امر کی ہے وہ پہلی اذان تھی کہ اسلام میں کوئی نئی اور حدیث  
مقدم اُس سے متاخر ہے تاہم ثبوت صرفہ افضلیت کا ہے ذکر اقامت غیر کی ممانعت کمالا یخلف و اللہ  
تعالیٰ اعلم ۔

مر (۳۳۸) ۹ رمضان المعظم ۱۱۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خطیب کے سامنے جو اذان ہوتی ہے مقتدیوں کو اُس کا  
جواب دینا اور جب وہ خطبوں کے درمیان جلسہ کرے مقتدیوں کو دُعا کرنا چاہئے یا نہیں ؟ بینوا تو جردا ۔

### الجواب

ہرگز نہ چاہئے یہی احوط ہے رد المحتار میں ہے ، اجابۃ الادان خ مکروہۃ (اذان کا جواب

سہ سنی ابو داؤد	الربیع یوذن و یقیم آخر	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	۶/۱
سہ رد المحتار	باب الجمع	مصطفیٰ ابراہیمی مصر	۶۰۴/۱

اُسی وقت مکروہ ہے۔ ت) شرعاً اتفاق پھر رد مختار میں ہے :

يشق ان لا يعيب بلسانه اذعاناً في الاذعان  
بين يدي المحطوب له  
اُسی میں ہے :

اذا اخرج الامام من المحبرة اكلان والا فبقائه  
للصعود فلا صلاة ولا هكلا ولا تمها و  
قالا لا باس بالكلام قبل الخطبة وبعد ما اذا  
جلس عند الثالث والخلاف في كلامه يتصلق  
بالأخرة من غيره فيكون اجماعاً وعلى هذا  
فالترقية المتعارفة في زماننا تنكرو عنده  
والعجب ان الصوفي ينهى عن الكلام بالمعروف  
بقصص الحديث ثم يقول المستواس حكمه الله اهملها  
ونظيرك سامعاً، یہ کریمہ ان اللہ و منسک۔ لایزما بسیار سار سے رشیدیہ صوف سے امام اعظم کے نزدیک مکروہ ہے تعجب  
اس بات کا ہے کہ کراچی کے پڑھنے والے حدیث شریف کے تعارض کے مطابق دو مردوں کو نیک کا حکم دینے سے منع کر لے پھر خود  
کتا ہے چُپ۔ ہو۔ اللہ تمہارے تم پر رحم فرمائے اور عطا (ت)

ہاں یہ جواب اذان یا دُعا اگر صرف دل سے کریں زبان سے تلسفہ اصلاً نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کما افادہ  
کلام علی القاسمی وفروع فی کتب المذہب (حبیب الرحمن علی قادری کے بیان سے مستفاد ہے اور دیگر  
فروع کتب مذہب میں ہیں۔ ت) اور امام یعنی غیبی تو اثر زبان سے بھی جواب اذان دے یا دُعا کرے بلاشبہ  
ما تر ہے وقد صح کلام الامیرین من سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی صحیحہ لبیحارہ  
وعیدہ (صحیح بخاری وغیرہ میں ہے یہ دونوں امور تسبیح کوین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبات ہیں۔ ت) یہ قول  
بجمل ہے وقد تبیل السقام مع نهاية العناية والامالة لا وهما فی صاؤنا بتوفیق الملك العلاص  
(اس مقام کی غرض تفصیل اور ارادہ امام اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کئے ہیں۔ ت) ۴  
و نہ سبغہ و تعاقی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و اکمل۔

سہ الدار المنار	باب الادان	مطبوعہ مجتہدی دہلی	۶۵/۱
سے	باب الجمعہ	۔ ۔ ۔	۱۱۳/۱

مسئلہ (۳۲۹) از موضع بکرجنی والہ علاقہ جاگل تھانہ بری پور ڈاک خانہ تحبیب اللہ خاں مرسلہ مولیٰ شیر محمد صاحب  
۲۳ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ

کیا دہاتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں اذان دینی واسطے بارش کے درست ہے یا نہیں؟

### الجواب

درست ہے اذلا حظرت الشروع (اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ ت) اذان ذکر الہی ہے اور بارش رحمت الہی، اور ذکر الہی باعث نزول رحمت الہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ (۳۳۰) ذائع و باکے لیے اذان درست ہے یا نہیں؟

### الجواب

درست ہے۔ فقیر نے خاص اس مسئلہ میں رسالہ نسیم العباد فی ان الاذان یعھول الوباکھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ (۳۳۱) بدھ دفن میت قبر پر اذان جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

جائز ہے۔ فقیر نے خاص اس مسئلہ میں رسالہ نسیم العباد فی ان الاذان یعھول الوباکھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ (۳۳۲) ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں اذان دہنے ہاتھ کو ہونا چاہئے کہ دہنے ہاتھ کو فضیلت ہے اور بعض کہتے ہیں بلکہ بائیں ہاتھ کو، اس میں شرعاً کیا حکم ہے؟ بیزا تو جروا۔

### الجواب

اذان منارہ پر رکھی جائے جس طرف واقع ہو یا بیرون مسجد جہر زیادہ نافع ہو، مثلاً ایک جانب کوئی موضع رفیع زائد ہے یا اُس طرف مسلمانوں کی آبادی دوز تک ہے تو اُسی سمت ہونی چاہئے کہ اصل مقصود اذان تبلیغ و اعلام ہے جس طرف یہ مقصود زیادہ پایا جائے وہی افضل ہے باقی دہنے بائیں کی کوئی تخصیص شرع مطہر سے ثابت نہیں، ہندو میں ہے:

یعنی ان یؤذن علی الشدۃ او خارج المسجد  
ولا یؤذن فی المسجد کذا فی فتاویٰ قاضی خان  
اسیۃ، نہ یؤذن فی موسم عیال یکون، مسجع  
اذان منارہ پر یا مسجد سے باہر دی جائے مسجد کے  
اندر اذان نہ دی جائے کہ اتی فتاویٰ قاضی خان بیست  
یہ ہے کہ اذان ایسے بلند مقام پر دی جائے کہ گرد و نواح

لجیرانہ ویرمہ صوته کذا فی البحر  
لوگوں کو آواز خوشنالی سے اذان میں آواز بخند رکھے۔  
لرائق۔ اذ

معہذا کہہ سکتے ہیں کہ دونوں جاہیں دہنی اور دونوں بائیں ہیں کہ جو قسمہ دیکھتا ہو اس کی دہنی طرف کعبہ معظمہ  
و مسجد کی بائیں ہے اور اُس کی بائیں کعبہ و مسجد کی دہنی توجیب دونوں طرف نفع برابر ہو دونوں یکساں ہیں، واللہ  
سبغہ تعالیٰ اعظم۔

۳۳۲) اذان و اقامت کس جانب کو چاہئے۔ بیضا تو جروا۔

### الجواب

جس مسجد میں اذان کے لیے منارہ بنا ہو جب تو اُس کی سمت خود معین ہو اُس منارہ پر اذان دینا چاہئے  
خواہ وہ کسی جانب ہو

فی البحر الرائق تحت قوله ویجلس بینہما  
البحر الرائق میں مان کے قولی ویجلس بینہما  
کے تحت ہے کہ سنت یہ ہے کہ اذان منارہ پر  
دی جائے الخ (ت)

اور جہاں نہ ہو تو طرفین میں نسبت یہ کہ جس طرف حاجت رہے وہ اُس جانب کو اختیار کرے مثلاً ایک  
جانب مسلمان زیادہ رہتے ہیں یا اُس طرف مکان اُن کے دور ہیں تو وہی جانب اذان کے لیے السبب ہے۔

مانہ انما شرع للاعداد ما کان اذ حل فی  
المنقصود کان احسن بل مہایت التختار بما  
عالی الی هذا المعنی والیہ اشاروا صحت  
دون تعیین لجهة فی البحر الرائق ورد المختار  
عن السراج ینفی للمؤذن امت یؤذن فی  
موضعہم یكون اجمع للجبیران۔

اذان کی مشروریت نماز کی اطلاع کے لیے ہے تو یہ  
مقصود جس احسن طریقہ سے حاصل ہو گا اسے اپنایا جائے  
بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے اکثر علماء اسی معنی کی طرف  
مائل ہو چکے ہیں اور اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کسی  
جہت کا تعیین نہیں کیا۔ البحر الرائق اور رد المحتار میں  
سراج کے حوالے سے ہے مؤذن ایسی جگہ اذان دے  
کہ وہاں سے گزردن و راج کے لوگوں کو زیادہ آواز پہنچے۔ (ت)

لہ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فی کلمات الاذان و کیفیتیہا مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵۵/۱  
لہ البحر الرائق باب الادان مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۶۱/۱  
لہ رد مختار مطبوعہ البانی مصر ۲۸۳/۱



اور اقامت کی نسبت بھی تعینِ جہت کر دینی جانب ہر پاداشِ فقیر کی نظر سے نہ گزری بلکہ ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ امام خود اذان و اقامت کہے۔

فی الدر المنثور الاقصیٰ کوں الامام هو المؤذن  
انتهی وہ فتح القدیر الاقصیٰ کوں الامام  
هو المؤذن وهذا صدهبنا وعلیہ کانت  
ابو حنیفہ انتہی وہی مراد المحتار السنۃ  
اد یقیم المؤذن انتہی وہیہ عن السراج ان  
ابا حنیفہ کان یبأثر الاذان و الاقامة بنفسه۔  
در مختار میں ہے کہ افضل یہی ہے کہ امام خود مؤذن ہو۔  
انتہی۔ اور فتح القدیر میں ہے کہ امام کا ہی مؤذن ہونا  
افضل ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی امام اعظم  
کی رائے ہے، انتہی۔ اور رد المحتار میں ہے جہت  
یہ ہے کہ مؤذن تکبیر کہے، انتہی۔ اور اسی میں سرسج  
سے ہے کہ امام اعظم اپنے اذان و اقامت خود  
کہتے تھے۔ (د ت)

در علماء جاتر رکھتے ہیں کہ جہاں اذان ہوئی وہیں اقامت بھی کوئی جائے، اور ظاہر ہے کہ اذان مسجد کے  
نذر نہیں ہوتی بلکہ مکہ وہ ہے پھر جب بایں افضلیت پر آتے ہیں تو اسی قدر فرماتے ہیں کہ قامت کا مسجد میں  
ہونا بہتر ہے اور یہاں لفظ کو مطلق چھوڑتے ہیں تعینِ جہت کچھ نہیں کرتے،

فی البحر الرائق یستحب المحور ثلاثاً منہ  
غیر موصیہ الاذان انتہی وہیہ لین الادان  
فی موصیہ حال و الاقامۃ علی الارضین  
ہاں اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ محاذات امام پھر جانبِ راست مناسب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔  
مستملہ ۳۲۴

۳۲۴/۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذانیں واسطے طلبِ باران کے مسجدوں میں کنن درست ہے

۶۵/۱	مطبوعہ عتباتی دہلی	باب الاذان	۱۰
۲۲۳/۱	ذریعہ رضویہ سکھر	"	۱۰
۲۸۶/۱	مصطفیٰ البانی مصر	"	۱۰
۲۹۵/۱	"	"	۱۰
۲۶۱/۱	ایچ ایم سید گنجی کراچی	"	۱۰
۲۵۵/۱	"	"	۱۰

یا ہیں، اور اس طرح سے بھی واسطے طلبِ باران کے اذانیں کہنے کا ثبوت ہے کہ امام سورہ یسین پڑھے اور میر میں پر اذان کہے اور سب مقتدی بھی اس کے ساتھ اذانیں کہیں، مطلق اذان میں کانوں میں انگلیاں رکھ کر ان کو ہاناؤ گھا، کیسا ہے؟ جیسا تو جروا۔

### الجواب

مسجد کے اندر وقتی اذان کہنا مکروہ ہے کما فی فتاویٰ فقہ العتدود و عیون (حمیا کہ فتح القدیر وغیرہ میں ہے) مگر اذان بغرض طلبِ باران یا دفعِ وبا بہ نیت اذان و اعلان و طلب مردمان نہیں ہوتی بلکہ بہ نیت ذکر اور ذکر مسجد میں جائز ہے پھر اولیٰ یہ ہے کہ بیرون مسجد فصیل وغیرہ پر ہو اور اس میں، اصلاً کوئی حرج نہیں کہ اذان ذکر الہی ہے اور بارش رحمت الہی، اور ذکر الہی باعث نزول رحمت الہی ہے۔ یونہی طریقہ مذکورہ یسین و اذان بھی از قبیل اعمال ہے جس کے لیے اس سے زیادہ کسی ثبوت کی حاجت نہیں کہ شرعاً سے اس کی ممانعت نہیں کی یسین شریف کیلئے حدیث میں آیا، یسین لہ حق، سورہ یسین اس کام کے لیے ہے جس سے پڑھی جائے یعنی جس نیت سے پڑھی جائے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ اذان میں انگلیاں کان میں رکھا سنون و مستحب ہے مگر ہلانا اور گھمانا حرکت فضول ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بے وضو اذان کہنا جائز ہے یا ناجائز؟

### الجواب

جائز ہے بایںچہ کہ اذان ہو جائے گی مگر چاہئے نہیں، حدیث میں اس سے ممانعت آئی ہے، و ہذا علامہ شرنبلالی نے نظر بحدیث کو بہت اختیار فرمائی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۶ از ریاست رآتم پور بزریر ملا ظریف بیگلہ متعل مسجد مرسلہ مولوی عظیم الدین صاحب اسلام آبادی

۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

الا صلتا، اما قولکم رحمکم اللہ ربکموف	سوالی، اسے علماء رد اللہ تعالیٰ تم پر رم فرمائے
ادان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ	اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے، کیا نبی اکرم
وسلمہ هل هواقن منصفہ علیہ الصلاۃ	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اذان دی ہے یا
والسلام امر لادلوکان صرة فی عمرہ علیہ	نہیں، اگرچہ تمام عمر میں ایک دفعہ ہو۔ اور نیت پر
الصلاۃ والسلام و فی امتداء وجوب صلاۃ	نماز جنازہ کے وجوب کی ابتدا رکب ہوتی؟ سب
الجماعة عن المیت ای سر صامت کان	سے پہلے کس کی نماز جنازہ پڑھائی گئی، کیا یہ بدعت منورہ

وعن من جئنا في المدينة المنورة وجبت  
أمر في المكتة المعظمة وأول الصلاة صليها  
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم على  
أى صحابى كانت وما كان اسمه رضى الله  
تعالى عنه يتيوا تو جروا -

میں لازم ہوئی یا مکہ مکرمہ میں ؛ سب سے  
پہلے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
کس صحابی کی نماز جنازہ ادا فرمائی ، اس  
صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام کیا ہے ؟  
جینا تو جروا ۔

### الجواب

قال في الدر مختار وفي الضياء انه عليه  
الصلاة والسلام اذن في سفر بنفسه و  
اقام وصلى الظهر وقد حققناه في الحزانى انه  
قال في سرد المختار حيث قال بعد ما هنا هذا  
وفي شرح البحري لابن حجر ومبايكة السوال  
عنه اهل باشر انسى صلى الله تعالى عليه  
وسلم الا اذن بنفسه وقد اخرج الترمذى  
انه صلى الله تعالى عليه وسلم اذن في  
سفره صلى باصحابه وجزيره النودى و  
قواء ولكن وجد في مسند احمد من ههنا  
الوجد فاصبلا لا فاذن فعلم ان في رواية  
الترمذى احتصارا وان معنى قوله اذن  
امريلا لا كما يقال اعطى الخليفة العالم  
العلاى كذا وانما باشر العطاء غير ان  
ورأيتنى كتبت فيما علفت على سرد المختار  
ما نصه اقول لكن سياتى صفة الصلاة عند

در مختار میں روایا اور الضیاء میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر میں بعض نفیس اذان دی ، تکبیر  
کئی اور ظہر کی نماز پڑھائی اور ہم نے خزانہ میں اس  
بار سے میں تحقیق کی ہے اور مختار میں کہا وہاں اس  
گفتگو کے بعد یہ فرمایا کہ ابن حجر کی فتح اباری شرح  
البحاری میں ہے کہ اکثر طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا  
بنی اہم نے اس سے عید و سلم نے خود اذان دی ہے ؟  
اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے دوران سفر  
خود اذان دی اور صحابہ کو نماز پڑھائی امام نووی نے  
اس پر جزم کرتے ہوئے اسے قوی قرار دیا لیکن سی  
طریق سے مسند احمد میں ہے کہ آپ نے بلال کو حکم دیا تو  
اسوں نے اذان کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت  
ترمذی میں مختار ہے اور ان کے قول اذن کا معنی  
یہ ہے کہ آپ نے بلال کو اذان کا حکم دیا ، جیسا کہ محاورہ  
کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے فلاں عالم کو یہ عہدہ عطا کیا  
وہ خود عہد نہیں کرتا بلکہ عطا کرنے والا کوئی غیر ہوتا ہے ۔

ذكر الشهد عن تحفة الامام ابن حجر المكي  
 انه صلى الله تعالى عليه وسلم اذن مسورة في  
 سفره قال في تشهده "اشهد اني رسول الله"  
 قد شارحت حجة في صحته وهذا نص  
 مفسر لا يقبل التأويل اوبه يتقوى تقوية الامام  
 النووي رحمه الله تعالى اه ما كنت اوبه ظهور  
 الجواب عن المسألة الاولى اوصافه وعبادة  
 الجلالة فكان من لدن سيدنا آدم عليه  
 الصلاة والسلام اخرج الحاكم في المستدرك  
 والطبراني والبيهقي في سننه عن ابن عباس  
 رضي الله تعالى عنهما قال خرجا كبر النسيبي  
 صلى الله تعالى عليه وسلم على الجفارة اخرج  
 تكبيرات وكبير عمر على ابى بكر اخرج وكبير ابن عمر  
 على عمر اربع وكبير الحسن بن علي على علي اربع  
 وكبير الحسين بن علي على الحسن بنت علي  
 اربع وكبيرت المشككة على آدم اربع اربع  
 تشريح في الامام الا في المدينة المشورة  
 اخرج الامام الواقدي من حديث حكيم بن  
 حزام رضي الله تعالى عنه في امر المؤمنين  
 غديجة رضي الله تعالى عنها انها توفيت  
 ستة عشر من ابنة لعد خروج بنى هاشم  
 من الشعب ودفت بالعجون ونزل النسيبي  
 صلى الله تعالى عليه وسلم في حفرةها و

مجھے اس بارے میں مزید جو سمجھ آئی اسے میں نے اپنے  
 حاشیہ رد المحتار میں تحریر کیا ہے اور اسکے الفاظ یہ ہیں  
 اقول، عن قرب صفات نماز کے تحت ذکر تشہد  
 میں کہ امام ابن حجر مکی سے آ رہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے سفر میں ایک دفعہ اذان دی تھی اور کلمات  
 شہادت یوں کہے "اشہد انی رسول اللہ" (میں گواہی  
 دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں) اور ابن حجر نے اس کی  
 صحت کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ نفع منسب ہے جس میں  
 تاویل کی کوئی گنجائش نہیں اور اس آہم روایت میں  
 قول کو اور قوت ملتی ہے کہ (میری تحریر ختم ہوئی) اس سے  
 پہلے سوال کا جواب آگیا۔ باقی وہی جنازہ کی ابتداء، تو یہ  
 سیدنا آدم علیہ السلام کے دور سے ہے حاکم نے مستدرک  
 ج ۱، ص ۱۰۱ پر اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن  
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سارہ پر جو غری میں تکبیرات  
 کہیں وہ چار تھیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
 جنازہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر چار تکبیرات کہیں،  
 اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ حضرت عمر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ پر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ حضرت  
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ  
 نے جنازہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چار  
 تکبیرات کہیں، حالانکہ نے سیدنا آدم علیہ السلام پر  
 چار تکبیرات کہیں اور اسلام میں وجوب نماز جنازہ کا حکم

لم تكن شرعة الصلاة على الجنائز <sup>۱</sup> وقال  
الامام ابن حجر العسقلاني في الاصابة  
في ترجمته اسعد بن خزيمة رضي الله تعالى  
عنه ذكر الواقدي انه مات على راس تسعة  
شهر من الهجرة رواه الحاكم في المستدرک  
وقال الواقدي كان ذلك في شوال قال المغوي  
بعض اهل اول من مات من الصحابة بعد الهجرة  
وايه اول ميت صلى عليه النبي صلى الله تعالى  
عليه وسلم اذ ربه اتضح الحواب - و الله  
تعالى اعلم -

یہ مذکورہ میں نازل ہوا، امام واقدی نے حضرت ام المومنین  
سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں حکیم بن حزام  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کا وصال  
بعثت کے دسویں سال شعب ابی طالب سے خروج  
کے بعد ہوا اور آپ کو حجون کے قبرستان میں دفن کیا گیا  
اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ان کی مدین تھے  
اور اس وقت میت پر بارہ کا حکم نہیں تھا اور  
امام ابن حجر عسقلانی نے اصحاب میں حضرت سعد بن زید  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں واقدی کے حوالے سے  
لکھا ہے کہ ان کا وصال ہجرت کے بعد نہیں ہوا  
اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور بقول واقدی یہ شوال کا مہینہ تھا، بخوی نے کہا کہ ہجرت کے بعد سب سے  
پہلے اسی صحابی کا وصال ہوا اور یہ پہلے صحابی کی میت تھی جس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی اور اس  
جواب واضح ہو گیا۔ و اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳۸ از شہر کنگہ ۲۳ شوال محرم ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رید نے بندہ سے مسجد کے اندر رنایا بعد ذہابہ من ذہاب  
زید مسجد میں نماز نہ سکتا ہے یا نہیں، اور جو لوگ زید کو مسجد میں رکھنے کے واسطے کوشش اور محنت کرتے ہیں ان کے  
بارے میں کیا حکم ہے، تینا تو جروا۔

## الجواب

نسأل الله العافية (اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال ہے۔ ت اگر یہ امر ثابت ہے تو پر ظاہر کہ زید  
اجنب فاسق و فجار سے ہے اور فاسق کی اذان اگرچہ اقامت شہار کا کام دے مگر عظام کہ اس کا بڑا کام ہے اُس سے  
حاصل نہیں ہوتا، اذ فاسق کی اذان پر وقت روزہ و نماز میں اعتما و جائز۔ لہذا مذہب ہے کہ اگر فاسق نے اذان  
دی ہو تو اس پر قناعت نہ کریں بلکہ دوبارہ مسلمان متقی پھر اذان دے، تو جب تک یہ شخص صدق دل سے تائب نہ ہو

اُسے ہرگز مؤذن نہ رکھا جائے مسجد سے باہر اگر دینا ضرور ہے۔ دو مختار میں ہے،

حرم المصطفیٰ عدم صحۃ اذان محسوب و معتوہ  
وصبی لا یعقل قلت و کافر وہ۔ عدم قبول  
قوله فی الدیانات  
مصنعت نے دیوانے، ناقص العقل اور نا سمجھ بچے کی  
اذان کے بارے میں عدم صحت کا قول کیا ہے۔ میں  
کہتا ہوں کہ کافر و فاسق کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ انہیں  
میں اذان کا قول قابل قبول نہیں۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

المقصود الاصلی من الاذان فی الشرع الاسلامی  
بدخول اوقات الصلاة بشم عبار من شعاع  
الاسلامی کل بلدة او ناحية من البلاد الواسعة  
فمن حیث الاعلام بدخول الوقت و قبول قوله  
لا بد من الاسلام والعقل والبلوغ والعدالة  
فادان تصف المؤذن بهذه الصفات یصح اداؤه  
والافلا یصح من حیث الاعتقاد علیہ او اما من  
حیث اقامة الشعار الالهیة لللاثم عن اهل  
الذمة فیصح اذان کل سوی الصبی السدی  
لا یعقل فی اذان کل ندبا علی الاصح کما  
قد هناه عن القمستانی اھ ملخصا۔

اور جو اُس کی حمایت میں فضولِ محبت کہتے ہیں امرِ ناحق کے مدعا رہتے ہیں انہیں باز نہ کرنا چاہئے۔ اللہ عزوجل  
فرماتا ہے: وَلَا تُلْهِكُمْ فِی الدِّینِ خِصَائِمَ بَنَاتِکُمْ وَالَّذِیْنَ لَا دِیْنَ لَهُمْ فِی الدِّینِ وَلَا یَعْلَمُونَ شَیْءًا وَلَا یُذِکِّرُونَ۔ (سورۃ النور: ۳۸)

مسئلہ ۳۳۸ از نقشبندی مجددی بریل مستور لکھنؤ احمد حسین صاحب ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین صلاۃ کے بارے میں کہ بروز جمعہ بعض مسجدوں میں لوگوں نے بعد اذان کے صلاۃ کا

۶۲/۱	مطبوعہ مجتہبائی دہلی	باب الاذان	سۃ الحدائق
۲۹۰/۱	مطبعة البانی مصر	باب الاذان	سۃ رد المحتار

معمول رکھا ہے اکثر آدمی اذان سن کر مسجد میں فوراً حاضر نہیں ہوتے صلاۃ کے منتظر رہتے ہیں جب اذان سے کچھ دیر کے بعد صلاۃ ہوتی ہے تو مسجد میں حاضر ہوتے ہیں یہ فعل جائز ہے یا ناجائز، اور بعد اذان کے مسجد کے اندر سے کسی باہر کے شخص کو نماز کے واسطے پکارنا درست ہے یا نادرست؟

### الجواب

صلاۃ جائز ہے مگر جمعہ کے دن اذان اول سن کر نہ آنا حرام ہے هو الصحيح۔ المعتمد کما فی الدر المنہار و تنقیہ (صبح اور جمعہ میں ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت۔ اگر صلاۃ کی وجہ سے یہ یسقط ہو جمعہ کے دن صلاۃ کا ترک کرنا ضرور ہے بعد اذان باہر والے کو آواز دینے میں حرج نہیں جب کوئی محذور شرعی نہ ہو مثلاً بعد شروع خطبہ آواز دینا حرام ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ (۳۳۹) از بنگار ضلع پابندہ ڈاکخانہ سراج گنج موضع بھنگا باڑی حرسہ منشی عنایت اللہ صاحب

۶ شوال ۱۳۱۶ھ

ماقولکم سر حکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے دن دونوں اذان باؤ اور بلند چاہئے یا اول باؤ اور بلند اور ثانی پست کر کے؟ جینا تو فرما۔

### الجواب

دونوں اذانیں پوری آواز سے خوب بلند کسی جانی جس طرح اذان میں سنت ہے آج کل جو عام دوسری اذان کو کر خطبہ کے وقت ہوتی ہے پست آواز سے مثل تکبیر کے کہہ لیتے ہیں محض جہالت ہے۔ اس سے سنت اور نہیں ہوتی، اصل اذان زمانہ اقدس حضور ربیعہ المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانہ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں تھی، پہل اذان امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائد قرانی سے کہا ثبت فی اہل بیت و جبرہ (جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ میں ثابت ہے۔ ت۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ (۳۴۰) اگر نمازیوں کو نماز کے وقت سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ پہلے ان کی اجازت سے یا بغیر اجازت ان کے مکانوں پر جا کر فجر کی نماز کے واسطے بتا کید لگا دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

نماز کے لیے جگانا موجب ثواب ہے مگر وقت سے اتنا پہلے جگانے کی کیا حاجت ہے البتہ ایسے وقت جگانے کو استنجا، وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر سنتیں پڑھے اور تکبیر اعلیٰ میں شامل ہو جائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ (۳۴۵) اذان مسجد میں صبح کا ذب میں کنا چائے یا صبح صادق میں ،

الجواب

ہمارے مذہب میں اذان قبل وقت جائز نہیں اگرچہ فجر کی ہو ، واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ (۳۴۶) ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں صلاۃ پکارنا حدیثی وجہ میں کیسا ہے ؟ بینوا تو جبروا ۔

الجواب

حدیث میں انصلوۃ جامعۃ کہا جائے ، اور بعد میں تشریب حسب استسکان متاخرین جائز ہے در تحقیق یہ کہ وہاں کے غازیوں کی حالت و مصلحت پر نظر کی جائے اگر وہ لوگ اذان سن کر خود جمع ہو جاتے ہیں تو تشریب ہرگز نہ کی جائے کنائی سے یہ عادت حسنہ ٹھہر کر انتظار تشریب کا تو کر دینا ہو گا اور جہاں ایسا نہیں بلکہ اُس کی حاجت اور اُس کے فعل میں مصلحت ہے وہاں کسی جائزے ہذا هو التحقیق ، بہ یحصل التوفیق (تحقیق یہی ہے اور اس سے مطابقت حاصل ہو جاتی ہے ۔ ت ، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ (۳۴۷) سو اذان کے آواز دینا کہ جلو کا صحت تیار ہے یا کسی نمازی جو قنۃ یا امام کو آواز دینا یا روز کے نمازی آنے والوں کا وقت آخر تک انتظار کیا جائے یا بیو تو جبروا ۔

الجواب

آخر وقت تک انتظار کرنا بایں مینے کہ وقت کراہت آجائے مطلقاً مکروہ ہے اور وقت استحب تک اگر قوم حاضر ہے اور شخص غلط مرد شریر نہیں جس سے خوفہ ایذا ہو اور انتظار حاضرین پر تفصیل ہو گا تو قدر سنت سے زیادہ انتظار مکروہ ہے اور اگر ابھی لوگ حاضری نہیں یا غلط سے ترک انتظار میں خوف ایذا ہے یا سب حاضرین انتظار پر بدل راضی ہیں تو حرج نہیں اور بقدر سنت تو انتظار ہمیشہ ہی چاہئے جب تک وقت کراہت نہ آئے انتظار مسنون ، جو عوام میں بقدر چار رکعت کے مشہور ہے پہلے اصل ہے بلکہ اس کی حد غیر مغرب میں یہ ہے کہ اذان سن کر جسے وضو نہ ہو وضو کرے کھاتا ہو تو اس سے فارغ ہو جائے حاجت کی ضرورت ہو تو اس سے انفراس و طہارت کے بعد حاضر مسجد ہو جائے ، واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ (۳۴۸) از مدرسہ اشاعت العلوم دوم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شریعتین اس مسئلہ میں کہ زید دعویٰ کرتا ہے کہ جب تک سب مقتدی کھڑے نہ ہوں اور صف سیدھی نہ ہو اور امام اپنی جانناز پر کھڑا نہ ہو تب تک اقامت نہ کی جائے اور عمرو دعویٰ کرتا ہے کہ مقتدی اور امام کو پہلے ہی سے کھڑا ہونا ضروری نہیں بلکہ اقامت شروع کی اور عمرو ذی علی بصلاح



تک پہنچ جائے، اُس وقت امام مقتدی کھڑے ہو جائیں اور جس وقت قدامت الصلۃ کئے تب امام تکبیر کے اب ان دونوں میں کون حق پر ہے، دیگر صورت مسئلہ یہ ہے اگر کوئی شخص نماز جمعہ میں امام کو تشہید میں پائے یا سجدہ سہویں اب جہر اُس کا اور گویا نہیں؟

## الجواب

مزدحق پر ہے کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ سے یہاں تک کہ علما حکم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر سوری ہے وہ اُس کے تمام تک کھڑا نہ رہے بلکہ ٹیٹھ جائے یہاں تک کہ تکبیر حق علی الغلاح تک پہنچے اُس وقت کھڑا ہو، وقایہ میں ہے،

يقوم لاحد والقوم عند حق على الصلاة و  
يشروع عند قدامت الصلاة  
تجسس و ہدیہ میں ہے،

يقوم لاحد والقوم اذا قال لمؤذن حم  
على الصلاة عند علي ثلثة ثلثة هو الصحيح  
ہمارے تینوں ائمہ کے نزدیک جب اقامت کئے والا  
حق علی الغلاح کئے تو اُس وقت امام اور تمام  
نماز کھڑے ہوں وہی صحیح ہے۔ (ت)

جامع المفردات وعالمگیری و رد المحتار میں ہے،  
و دخل الرجل عند الاقامة يكره له الانتظار ثلثاً  
وكنى يقعد ثم يقوم اذا علم المؤذن قولاً  
حق على الصلاة  
اسی طرح بہت کتب میں ہے،

اقول ولا تقام عنده  
ہیں قول الوقایہ و اتباعہا یقوی ہوں عند  
حق علی الصلاۃ و المحيط و المصمومات  
و من معہما عند حق علی الصلاۃ فانما اذا  
اقول، صاحب وقایہ اور ان کے تفسیر  
حق علی الصلاۃ کے موقع پر کھڑا ہونے کا قول  
کرتے ہیں اور صاحب محیط، مفردات اور ان کی  
جماعت حق علی الصلاۃ کے وقت کھڑا ہونے کا قول

لے مختصر الوقایہ فصل الاذان نور محمد کا خانہ تجارت کراچی

سہ ماوی ہدیہ الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ المطبوعہ رانی کتب خانہ پشاور ۵۷/۱

هنا الاول على الانتهاء والاخر على الابتداء  
اتعد القولان اى يقومون حين يتم المؤذن  
على الصلاة ويأتى على الفلاح وهذا ما  
يعطيه قول المصنفات يقوم اذ ايلة المؤذن  
على على الفلاح ولعل هذا اولى مما قد  
مجمع الا نه من قوله وفى الوقاية ويقوم  
الامام والقوم عند على على الصلاة اى  
قبيلته

کرتے ہیں میرے نزدیک ان میں کوئی تعارض نہیں  
اس لیے کہ جب ہم پہلے قول کو انتہا اور دوسرے کو ابتدا  
پر محمول کریں تو دونوں قولوں میں اتحاد حاصل ہو جائیگا  
یعنی جب مؤذن "على الصلاة" پڑھ کر کے "على  
الفلاح" کہے تو کھڑے ہو اور اس کی تائید مصنفات کے  
ان الفاظ سے ہوتی ہے "اس وقت کھڑ ہو جب  
مؤذن "على الصلاة" پڑھنے اور یہ اس سے مترتب ہے  
جو مجمع الانہر میں لکھا ہے، "وقایہ میں ہے کہ

امام اور نمازی "على الصلاة" کے وقت یعنی اس سے پہلے کھڑے ہوں اور۔ (ت)

یہ اسی صورت میں ہے کہ امام بھی وقت تکبیر مسجد میں ہو اور اگر وہ حاضر نہیں تو مؤذن جب تک اُسے  
آواز نہ دیکھے تکبیر نہ کہے نہ اُس وقت تک کوئی کھڑا ہو بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تقوموا حتى  
تروى دیکھو تکبیر ہی آکر من اقلہ قائل علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سے "تم نہ کھڑے ہو اگر وہاں تک کہ گھٹے دیکھو نہ  
پھر جب امام آئے اور تکبیر شروع ہو اس وقت دو صورتیں ہیں اگر ہم سمتوں کی طرف سے داخل مسجد ہو تو جس صفت سے  
گزرنا پائے وہی صفت کھڑی ہوتی جائے اور اگر سامنے سے آئے تو اُسے دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں اور اگر  
خود امام ہی تکبیر کے وجہ تک پوری تکبیر سے فارغ نہ ہوئے مقتدی اصل کھڑے نہ ہوں بلکہ اگر اس نے تکبیر مسجد  
باہر کی تو فراغ پر بھی کھڑے نہ ہوں جب وہ مسجد میں قدم رکھے اُس وقت قیام کریں، جہیز میں بعد عبادت مذکور مسجد  
اگر امام مسجد سے باہر ہو اگر وہ صفوں کی جانب سے  
مسجد میں داخل ہو تو جس صفت سے وہ گزرے وہ  
صفت کھڑی ہو جائے "شمس الارض حلوانی، سرخسی  
شیخ الاسلام خواہر زادہ اسی طرف گئے ہیں اور  
اگر امام اُن کے سامنے سے مسجد میں داخل ہو تو اُسے  
دیکھتے ہی تمام مقتدی کھڑے ہو جائیں، اگر مؤذن  
اور امام ایک ہی جگہ ہیں اگر اس نے مسجد کے اندر

فاما اذا كان الامام خارجا عن المسجد فان  
دخل المسجد من قبل الصفوف فكلما  
جاوز صفاه قام ذلك الصف واليسى صالى  
شمس الاثمة الحلوانى والسرخسى وشيخ  
الاسلام خواهر زادہ وان كانت الامام  
دخل المسجد من قدامهم يقومون كما  
مرأوا الامام وان كان المؤذن والامام واحدا

فان اقام في المسجد فانقوم لا يقومون  
 ما لو يرفع عن الاقامة وان اقام خارج  
 المسجد تشايخنا اتفقوا على انهم لا يقومون  
 ما لو يدخل الامام المسجد ويكبر الامام  
 قبيل قوله قد قامت الصلاة قال الشيعة  
 الامام شمس الانسة الحلواني وهو الصحيح  
 هكذا في المحيط.

ہی تکبیر کی تو قوم اس وقت تک کھڑی نہ ہو جب تک  
 وہ تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے اور اگر اس نے  
 خارج از مسجد تکبیر کی تو ہمارے تمام مشائخ اس پر  
 متفق ہیں کہ لوگ اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب  
 تک امام مسجد میں داخل نہ ہو اور امام قد قامت  
 الصلاة سے تھوڑا پہلے تکبیر کر دے کہ امام شمس الانسہ  
 حلوانی کہتے ہیں کہ یہی صحیح ہے، عید میں یہی طرح ہے۔ (ت)  
 جمعہ بھی ہمارے امام کے نزدیک اس بارے میں مثل اور نمازوں کے ہے۔ سلام سے پہلے جو شریک ہو یا اس نے

جمعہ پایا دو ہی رکعت پڑھے، درمختار میں ہے،

من ادركها في تشهد او سجود سهو على القول  
 به يهايتها جمعة خلا قال محمد

والله تعالى اعلم۔  
 مسئلہ ایک طالع علم اذ میں حق علی الصلاة ایک بار دہنی طاعت مہیر کرکتے ہیں اور پھر بائیں  
 طرف منہ پھیر کر ایک بار حق علی الصلاة کہتے ہیں اور پھر دہنی طرف منہ پھیر کر ایک بار حق علی الصلاة  
 اور پھر بائیں طرف منہ پھیر کر حق علی الصلاة کہتے ہیں اور اس طرح اذان دینے کو افضل کہتے ہیں اور سانشیہ  
 ہدایہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ اس میں اس طرح آیا ہے، یہ قول اُن کا درست ہے یا نہیں؟ اور اس طرح اذان  
 دیا کریں یا نہیں؟ بینوا اور جروا۔

### الجواب

یہ محض علم و خلاف سنت ہے۔ علمگیریہ و محیط سرخی میں ہے ایوتب بین کلمات الاذان و  
 الاقامة کما مشیخ (کلمات اذان و تکبیر میں اسی ترتیب کا قائم رہنا ضروری ہے جس پر مشروع ہے۔ ت)  
 مسند احمد و سنن ابی داؤد و غیر ہا میں عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث تعلیم اذان میں ہے

لے مآوی ہندیۃ الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامة الا مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵۷/۱  
 لے درمختار کتاب الصلوة باب الجمعة م مجتبیٰ دہلی ۱۱۳/۱  
 لے مآوی ہندیۃ الفصل الثانی فی کلمات الاذان الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵۶/۱



الثانی اوجہ و مردہ المرسلین یا نہ خلافت الصحیحہ المنقول عن السلف اھ یا ختمہا س  
مشارع مردنے کہا ہے کہ ہر ایک میں دائیں اور بائیں منہ پھرے (جیسے کہ تثنائی میں ہے) فتح میں ہے کہ وہ سر اقول اوچہ  
سے، ورنہ اسے سن کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ اسلاف سے منقول صحیح قول کے منافی ہے اھ اختصار۔ ت۔ و لہ

تعالیٰ اعظم  
مسئلہ ۳۴۷

۲۱ ذی قعدہ ۳۷۶ ھ

بعد اذان کے پھر کسی خاص شخص کو پکارنا بالخصوص خودی والے کو درست ہے یا نہیں؟

### الجواب

بعد اذان کے سلطان اسلام و قاضی شرع و عالم دین کی خدمتوں میں مؤذن دوبارہ اطلاع کے واسطے  
موجود ہاں حاضر ہو یہی سنت ہے باقی لوگوں میں اگر سامنے سے گردیں تو کہہ دینا کہ نماز کو آؤ جماعت تیار ہے یا مسجد کو  
جاتے راہ میں جو ہیں انھیں تاکہ کرتے آنا مضائقہ نہیں رکھتا مگر گھر پر آدمی بھیج کر بلانے کی حاجت نہیں خصوصاً خودی  
والے متکبر کہ کہ متکبر شرفاستی ترین ہے نہ لائق رعایت جبکہ منکر فتنہ نہ ہو۔ وائے تعالیٰ اعظم  
مسئلہ ۳۴۸ غشی عبد القادر صاحب عیسوی

یہاں یہ دستور ہے کہ نماز پختہ دینے والے و نماز گزارہ میں شہرہ و ورقہ وغیرہ سب جا صلاۃ صلاۃ  
پکار کر کہتے ہیں یہ صلاۃ پکارنا کیسا ہے کس زمانہ و کن بزرگوں سے ابتدا جاری ہے اس کے پکارنے سے نماز میں  
خلل ہے یا نہیں، یہاں چند صاحبان صلاۃ پکارنا بہت یعنی ناجائز سمجھتے ہیں ازراہ مہربانی جواب تحریر کریں۔

### الجواب

عیدین میں الصلاۃ جامعۃ (نماز کی جماعت تیار ہے۔ ت۔ باوانر بلند و بار پکارنا مستحب ہے  
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

یہ آواز دینا کہ جماعت تیار ہے بالافتق  
بالافتق ہے  
مستحب ہے۔ (ت۔)

سوائے مغرب ہر نماز میں صلاۃ پکارنا یعنی دوبارہ اعلان کرنا ائمہ متاخرین نے مستحب رکھا ہے بلکہ

۲۸۵/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب الاذان	لے رد المحتار
۲۱۰/۱	فردیر ضویہ سکھر	"	لے فتح الفقیر
۳۰۰/۳	مطبوعہ مکتبہ امدادیہ طان	افضل الثالث من باب صلاۃ العیدین	لے مرقاۃ لطایف شرح مشکوٰۃ

و رخصت میں سب نمازوں کی نسبت کیا۔

يثوب بين الاذان والاقامة في لكل لكل  
بما تعارفوه رد المحتار میں ہے،

قوله في الكل اي كل الصلوات نظير الصلوات  
في الامور الدينية قال في العناية احد مش  
المتأخرون التثويب بين الاذان والاقامة على  
حسب ما تعارفوه في جميع الصلوات سوى  
المغرب مع ابقاء الاول بعض الاعمال وهو  
تثويب الفجر وما سواه المسلمون متفقون  
عند الله حسن۔ ۱۱

متعارف طریقہ پر تمام نمازوں میں ہر ایک کے لیے اذان  
اقامت کے درمیان تثویب کنی چاہئے۔ (ت)  
فی السکال سے مراد یہ ہے کہ تمام نمازوں میں تثویب کے  
کیونکہ دینی امور میں سستی غالب آپکے ہے۔ عنائیں  
ہے کہ متاخرین نے اصل یعنی تثویب فجر کو باقی رکھتے  
بوسے مغرب کی نماز کے علاوہ ہر نماز کی اذان اقامت  
کے درمیان متعارف طریقہ پر تثویب کو بری کیا ہے  
اور جسے مسلمان بہتر جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی  
بہتر ہوتا ہے (ت)

نماز جنازہ میں عربین شریفین میں دستور ہے کہ مؤذن باذان بلند کہتے ہیں، الصلوة علی البیت یرحمک  
لله امیت پر نماز جنازہ ادا کروا کر وہ ائمہ تم پر دم فرماتے۔ (ت) اور یہ سب اس آیت کریمہ کے تحت میں داخل ہے کہ  
من احسن قولاً من دعا فی الله باسم الله کی بات بہتر ہے (اللہ کی طرف بلائے) رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
من دعا فی الهدی ھلہ اجرہ واجر من  
تبعہ

اور درہم بدعت کا رد ہزار بار ہو چکا۔ ہر نو پسند بات ناجائز نہیں ورنہ خود مرے بنانا، کتہا میں  
تصنیف کرنا، صرف و نحو وغیرہا علوم کہ نفاذ رسالت میں نہ پڑھے جاتے تھے پڑھنا پڑھنا سب حرام ہو جائے  
اور اسے کوئی عقل نہیں یہ سکتا خود یہ اہل بدعت ہزار باجید باتیں رستے ہیں کہ رسالت میں اس  
ہیت کذائی سے موجود نہ تھیں بعد کہ حادث ہوئی مگر اپنے لیے حرجا میں ملا کر دیتے ہیں واللہ سبحانہ و تعالیٰ

۹۳۶/۱

مطبوعہ مجتہبی دہلی

باب الاذان

سنة ابرہہ

۲۸۶/۱

مصحف مصطفیٰ البانی

۱۱

سنة رد المحتار

سنة القرآن ۳۳/۴

۳۴۱/۲

مطبوعہ قادیانی کتب خانہ کراچی

باب من سن سنة الخ

نوٹ: مسئلہ شریف کے الفاظ کیوں ہیں من دعا فی الهدی کان له من الاجر مثل اجر من تبعہ لا ینقص  
ذلك من اجورهم شیئا الخ۔ تذیر احمد سعیدی

اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

۵  
۵

مسئلہ ۳۴۸ از من خرد علما سی پر نکال مسئلہ مولوی ضیاء الدین صاحب ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اقامت کے قبل درود شریف باذان بلند پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اقامت یعنی تکبیر شروع کر دیتا ہے کہ جس سے عوام کو معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف اقامت کا جز ہے اور نہ درود شریف نہیں پڑھتا صرف اقامت کہتا ہے تو یہ کہ یہ فعل اس کا ناپسند آتا ہے اور اصرار سے اس کو پڑھنے کو کہتا ہے اس صورت میں درود شریف پھر سے پڑھنا اور زید کا اصرار کرنا کیسا ہے؟ جینو تو جروا۔

### الجواب

درود شریف قبل اقامت پڑھنے میں عرج نہیں مگر اقامت سے فصل چاہئے یا درود شریف کی آواز کو زقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز سے اور عوام کو درود شریف جز اقامت نہ معلوم ہو، یا زید کا عجز و اصرار کرنا وہ اصلاً کوئی وجہ شرعی نہیں رکھتا یہ زید کی زیادتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴۹ از کبیر میرٹھ کوٹھی خان بسا در کرہ شیخ علاء الدین صاحب مسئلہ سید حسن صاحب

۱۲ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ

باعث استغفر یہ ہے کہ اگر کسی اذان کو گویں کہ سحری کے وقت کے اختتام سے آگاہی کے واسطے میں صادق نکلے سے آٹھ یا دس منٹ پہلے دے دی جائے کہ تو اس میں کوئی عرج تو نہیں ہے؟ جینو تو جروا۔

### الجواب

اذان وقت سے پہلے دینی مطلقاً ناجائز و ممنوع ہے، تبیین اعمق میں ہے۔

لا یؤذن قبل الوقت ویعاد بہ و اسکار السلف  
قبل از وقت اذان نہ دی جائے اور اگر دے دی جائے  
علیٰ من یؤذن یبیل دلیل علیٰ انہ لم یجسز  
تو وقت کے اندر پھر نوائی جائے اور اس دن کا رات کہ  
قبل الوقت لے  
اذان دینے والے پر انکار اس بات کی دلیل ہے کہ  
قبل از وقت اذان جائز نہیں۔ (ت)

بہر اراقتی میں ہے ۱ لا یجوز قبلہ (قبل از وقت اذان جائز نہیں۔ ت) ختم سحری کے لیے صلاۃ وغیرہ کوئی اور اصطلاح مقرر کر سکتے ہیں اور وہ بھی چار پانچ منٹ سے زیادہ وقت صبح سے مقدم نہ ہو کہ تاخیر سحر سنت اور اس میں بکت ہے اور زیادہ اول سے منع کر دیا فتوائے باطل و بدعت و خلاف شریعت ہے پھر یہ بھی اس کے لیے ہے

لے تبیین اعمق باب الاذان مطبوعہ المطبعۃ العربیہ الامیر میرٹھ ۹۳/۱  
لے البحر الرائق ۱۰۰ ایچ ایم سعید کینیڈا کراچی ۲۶۲/۱

جو وقت صحیح جانتا ہو نہ وہ جو آج کل کی عام جہتوں میں چھپا یا چھپتا ہے کہ اکثر باطل و ضلالت ہے انھیں میں سے میرے لئے  
 کی دوامی جہت ہی بھی سراپا غلط و لطالت ہے یہیں ہمیشہ رات کا فلاں صبح چھوڑنا بعض نادانی و جہالت ہے ان محل  
 الفاظ کی تشریح اول طبع ہو چکی اور بعض فتوئے دیگر مفسر سے معلوم ہوگی جو تہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۹ از ملک گجرات پیر و پچ محلہ گونساوارہ آدم مسجد مدرسہ محمد الدین مجددی، اجمادی الاخریٰ ۱۳۲۹ھ  
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سنت جمعہ پڑھنے کے لیے ملک گجرات کے  
 بعض مقام میں جو ایک صلاۃ سنت قبل جمعہ پڑھنے کے واسطے نوؤن بلند آواز سے روز جمعہ کے پکارتے ہیں اور بغیر صلاۃ  
 سنت قبل جمعہ پکارنے کے سنت قبل الجملہ کی روگ نہیں پڑھتے اور اس صلاۃ سنت قبل جمعہ کا مسجد میں جمع ہو کر انتظار  
 کرتے ہیں تا کہ نوؤن یہ صلاۃ سنت کی پکار سے تو سنت قبل جمعہ پڑھیں احاطہ یہ ہیں، الصلاۃ سنت قبل لجمعۃ  
 الصلاۃ مرحمکم اللہ (جمعہ سے پہلے سنتیں ادا کروا لے تم پر رحم فرمائے۔ ت۔) کیا ان الفاظ سے صلاۃ کتنا فرض  
 ہے یا واجب ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے اور کس جہتہ نے اسلام میں اس کو جاری کیا ہے اور یہ صلاۃ سنت  
 قبل الجملہ اگر کوئی شخص نہ پکارے اور سنتیں جمعہ کی پڑھ لے تو سنتیں ہو جاتی ہیں یا نہیں اور نہ پکارنے سے مرکب گناہ  
 کا ہوگا یا نہیں، اندر جمود اور سنت جمعہ میں بھی نہ پکارنے سے قصور لازم آتا ہے یا نہیں، اور نہ کہنے والا مذہب امام عظیم کا  
 مقتدر رہتا ہے یا وہابی نجدی ہو کہ سنی سے نہ۔ نہ ہو جاتا ہے کیا وہ بے ایمان ہو جاتا ہے، کیا تشویش میں کہ  
 فقہائے حنفیہ نے مستحسن فرمایا ہے وہ یہی صلاۃ سنت قبل الجملہ ہے یا اس کی کوئی اور صورت ہے؟ مستند  
 کتب حنفیہ سے ثبوت مع دلائل تحریر فرما کر احقر عظیم پانی صریح و مستند علمائے کرام ثبت ہو۔

### الجواب

تشویش مجھے ہمارے علمائے متاخرین نے نظر بحال زمانہ جائز رکھا اور مستحب و مستحسن سمجھا وہ اعلام بعد اعلام  
 اور اس کے لیے کوئی صیغہ صحیح نہیں ملکہ جو اصطلاح مقرر کر لیں اگرچہ انھیں بعضوں سے کہ الصلاۃ لجمعۃ  
 قبل لجمعۃ الصلاۃ مرحمکم اللہ تعالیٰ (نماز جمعہ سے پہلے سنت نماز ادا کروا لے تم پر رحم فرمائے۔ ت۔) تو  
 اس وجہ پر کہنا زیر مستحب داخل ہو سکتا ہے۔ درمختار میں ہے،

یشوب بین الاذان والاقامة فی کل مکان بما  
 اذان واقامة کے درمیان معروف طریقہ ترتیب  
 کہیئے۔ (ت۔)



رواۃ میں ہے :

باب تعارفہ کتب جنم او قامت قامت او المصلوة  
المصلوة نولواحد ثوا اعلاما مخالف لذلک جواز  
نہر عن المجتہدین۔  
بمعانی دفعہ سے مراد مثلاً کھانسنہ، نماز گھڑی ہو گئی،  
کا گھڑی ہو گئی، نماز، نماز، اور اگر اس کے علاوہ  
کوئی الفاظ اظہار کے لیے مخصوص کر لیے جائیں تو جائز  
ہیں۔ نہر نے مجتہد سے نقل کیا ہے۔ (ت)

اسی میں عنایہ ہے :

احداث الت خرون التثویب بین الاذات و  
الاقامة، علی حسب ما تعریف فی جہم  
الصوت سوری المغرب، مع ابقاء الاول،  
یعنی الاصل، وهو تثویب الثوب، و ما  
سواء المسلمون حسنا، فهو عند الله  
حسن۔  
کر متاخرین نے اصل یعنی تثویب فجر کو باقی رکھتے ہوئے  
معروف طریقہ پر مغرب کے علاوہ ہر نماز کی اذان و  
اقامت کے درمیان متعارف طریقہ پر تثویب کو  
جاری کیا ہے، اور جسے مسلمان بہتر جانیں  
وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی بہتر ہوتا  
ہے۔ (ت)

مگر اس پر اور باتیں ہر سال لکھیں ہیں، (مستند)

- (۱) جب تک یہ صلاۃ نہ پکاری جائے سنت جمعہ نہ پڑھنا۔
- (۲) مسجد میں جمع ہو کر اس پکارنے کا منتظر رہنا گویا سنت قبل الحمد کو اذان مؤذن کا قتل کر رکھا ہے کہ وہ صلاۃ  
پکار کر عازت دے تو پڑھیں یہ بدعت ہے۔
- (۳) بغیر اس کے یہ گھنٹا کہ سختیں نہ ہوں گی۔
- (۴) نہ پکارنے کو گناہ جاننا۔
- (۵) نہ پکارنے سے نماز جمعہ میں قصور گھنٹا۔
- (۶) نہ پکارنے والے کو تعزیر مستید امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باہر خیال کرنا۔
- (۷) معاذ اللہ اسے دیانی و بے ایمان گمان کرنا یہ پانچوں اعتقاد باطل و ضلال ہیں ان کے معتقدین پر توبہ  
فرض قطعی ہے اور ای ساقوں رسوم و خیالات باطلہ کا جہم و اعدام لازم ہے۔



القہستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ اعلم

سب مل کر نہ کیں۔ جیسا کہ جلائی اور قمر تاشی میں ہے۔  
اس کو قہستانی نے ذکر کیا ہے۔ (د ت)

مسئلہ اولاً از شہر ہٹرو پال بازار چنار واڑہ مسئلہ عباس میاں صاحب و مولوی علی میاں صاحب ابن  
مولوی محمد نصر اللہ صاحب حدیثی۔

ثانیاً راجہ آزاد محلہ خان پور متصل درگاہ حضرت شاہ وجیہ الدین صاحب مولوی مسئلہ جناب شاہ سید محمد  
صاحب ابن سید غلام وجیہ الدین صاحب مولوی ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ

مرشد جناب مولین حاجی مولوی احمد رضا خان صاحب بعد سلام علیک کے بندہ غلام خاکسار عباس میاں  
کی طرف سے عرض خدمت بابرکات میں یہ ہے کہ ایک سال سے یہ فقہ ہمارے شہر میں پڑا ہے کہ جو شخص صلاۃ  
جمعہ کیے وہ گناہ کرتا ہے اور بدعتی کسی کو کہتے ہیں اور مکرر دہانتے ہیں اور دلیل مولوی خرم علی اور ترجمہ غایۃ الاولیاء سے  
اور نائے مسائل کی پیش کرتے ہیں اور مولوی اشرف علی اور گسٹنگ ہی کی کتابوں کی سند لاتے ہیں اور آپ کا فتویٰ جو  
اس خط کے ہمراہ رکھا ہے جس کی مرہ میں ۱۳۰۱ھ ہے وہ ہر ایک کو دکھاتے ہیں حضور جو آپ نے مسألت عقائد  
باطل و ضلال لکھے ہیں وہ ہمارا گناہ نہیں فقط اتنا ہے کہ روز جمعہ کو نہ جو معمول حدیث مدیدہ سے پلا آتا ہے اور اس  
کے لیے دل ایک رسالہ نور المسند ص ۱۸۰ سے لے کر ص ۱۸۱ تک حسن ہے اور جناب مولوی  
نذیر احمد رضا خان صاحب احمد آبادی نے ایک فتویٰ اس مذاکرے کے جواب میں دیا ہے اور تمام کہتے ہیں حدیث مدیدہ سے  
اس کو آپ شخص منع کرتا اور بدعتی کسی گناہ بنانا ہے اور جو نے سوال لکھا اور جواب لکھا آتا ہے غلام گنہگار ہے  
خدا آپ بزرگوار کی دعا اور غنیل غوث الوری کے میرے گناہ بخشے آئیں! عباس میاں و مد علی میاں۔

خط ثانی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بحسب البرکات حاجی شریح حسین مولانا و اولنا جناب مولوی  
احمد رضا خان صاحب از جانب فقیر فقیر سید احمد علی الوجہی بعد تبلیغ مراسم نیاز عرض خدمت فیض مرحبت  
میں یہ ہے کہ جناب عالی بندہ نے مستشار اعلیٰ لاہور آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہے کہ اس اشتہار کو ملاحظہ  
فرمائیں اس کا بانی کار محمد دین ایک پنجابی ہے پہلے بندہ تہ پھر مسلمان ہوا اور دیوبندہ و سنگھ میں جا کر کچھ پڑھائی الحال  
بہر دیا میں رہتا ہے اور سلسلہ پیری مریدی کا ضلع ہٹرو پال کے گاؤں میں جاری کیا ہے قبلہ عالم نفس تشویب کا یہ  
شخص منکر ہے کہ تشویب کا ثبوت کسی کتاب حنفیہ سے نہیں یہ بدعت مذکور ہے آپ نے تشویب کو اسی مستشار اعلیٰ  
میں بہت اچھی طرح سے ثابت کر دیا ہے بندہ جب یہ پیش کرتا ہے کہ دیکھو اسی اشتہار میں مولوی صاحب نے

توثیب کو بکراۓ کہ کتاب حنفیہ سے ثابت کیا ہے اور وہ لوگ نفسِ توثیب کے منکر ہو اور جو شخص پکارتا ہے اس کو بدعتی کہتے ہو، تو وہ اور اسکے اسی جواب دیتے ہیں کہ ایک شخص کے قوسے پر غل چاہئے یا دس کے ایسے جواب دیتے ہیں، ریستہ دار العلماء اس نے چھو کر تمام گاؤں میں بانٹ دیے ہیں تحریرات سے بہت جلد مشرف فرمانا کہ جو کہہ رہے ہیں ان کے دونوں میں جہم گئی ہیں آپ کی تحریر کی برکت سے اللہ پاک دُور فرمائے، آمین۔ وقیمہ نیاز سید احمد علوی الرجوی

## الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الھم للک الحمد صل علی المصطفیٰ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہم خاندانی دارالافتا جواب سے پہلے کچھ دیوبندی خیانتیں گزارش کریں جن سے واضح ہو کہ ان حضرات کی حیاء و دینیت کس وجہ تک پہنچی ہے اور ایسوں سے محابہ کیا کیا مخرج رہا ہے اُس کے بعد اصل سؤل توثیب کا جواب جو بعون الہواب اعلیٰ حضرت مولانا مودودی احمد رضاعاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ارشاد فرمایا بحمدہ مبارکہ فتاویٰ اسے رضیہ سے نقل کریں وباللہ التوفیق یہاں خیانت ہائے دیوبند پر یہ امر یہاں دامجی ہوا کہ دارالافتا کا فتویٰ توثیب جمعہ جو جناب کے مسئلہ رسالہ میں محمد دین صاحب یا ان کے رفداروں نے شائع کیا جس کا سوال دارالافتا میں ملک محمد شہر بہار نے مکتوب نمبر ۱۲۲۹ کو اس کا جواب دارالافتا سے امضا ہوا جس کی نقل فتاویٰ اعلیٰ حضرت کی جلد دوم ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۲۹ء کو اس کا جواب دارالافتا سے امضا ہوا جس کی نقل فتاویٰ اعلیٰ حضرت کی جلد دوم کتاب المصلوٰۃ میں ہے۔ اس میں شائع کنندہ نے سخت تحریریں کیں جو کسی جہادار مسلمان کو زیبا نہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ جنگِ ذہنیہ و لنگوہ کے تعلیم یافتہ ہیں تو اس کا تعجب حیاتا رہا کہ حضرات دیوبند کا یہ قدیم شیورہ ہے ہذا اطلابِ مسلمین کے لیے اُن کی خیانتوں کا تذکرہ ضرور ہو اگر مسلمان اُن صاحبوں کی عادت پہچانی لیں اور اُن کے خور سے محفوظ رہیں، کسی مسئلہ میں ان کے شر و غل پر کبھی کان نہ رکھیں کوئی عقل نہ ایسی فہستہ والوں کی بات پر کان نہیں دھرتا۔

## دیوبندی خیانتوں کے نمونے

جو شخص کلہ پڑھتا اور اللہ کو ایک رسول کو برحق جانتا ہو وہ ایک ساعت انصاف و ایمان کی نگاہ سے ملاحظہ کرے کیا ایسی خیانتیں اہل حق کرتے ہیں یا وہ کچھ باطل واسلے جو ہر طرح اپنی باطل پروری سے عاجز آگئے اور ناچار ایسی شرمناک حرکات پر اترے کیا کوئی ذی عقل ایسوں کی کسی بات پر کان دھرنا گوارا کرے محایا انھیں کسی انسان کا قابلِ خطاب جانے گا۔ جو ایمان سے کچھ بھی علاوہ رکھتا ہے وہ ایمان کی نگاہ سے دیکھے اور انصاف کرے

اور بہت دھرم بے جا کا کہیں علاج نہیں، ہم پہلے فتوے توثیب میں ان کی خیانتوں کو ذکر کریں گے کہ یہ سوال اسی سے متعلق ہے پھر ان کے بڑوں کی بھاری خیانتیں زیر ذکر لائیں گے کہ معلوم ہو کہ یہ خوبیاں چھوٹوں نے بڑوں ہی سے سیکھیں۔

ایں خانہ تمام آفتاب است

**پہلی خیانت** فتوے مبارکہ میں اس عبارت کے بعد کہ اس کے لیے کوئی صیغہ معین نہیں یہ عبارت تھی بلکہ اصطلاح مقرر کریں اگرچہ انہیں غفلت سے کہ الصلاة الستة قبل الجمعة الصلاة راحمکم اللہ کہ اس وجہ پر یہ کب زیر مستحب داخل ہو سکتا ہے بھلا اس کا زیر مستحب داخل ہونا انہیں کب گوارا ہوتا ہے ۱۱ سے ایک دم ہضم فرمایا۔

**دوسری خیانت** عبارت رد المحتار اوقامت تک فعل کر کے الخ بنا دیا حالانکہ فتوے مبارکہ میں وہ یوں تھی،

اوقامت قامت او الصلاة الواحدة  
اعلما معالفة لذلك جازئ فہر عن الستة  
نماز کھڑی ہو گئی، نماز کھڑی ہو گئی، نماز، نماز،  
اگر کوئی اور اصطلاح بھی اطلاع کے لیے بنائی جائے  
نوبت یہ ہے کہ یہ میں نہیں سے نقل ہے۔ (د ت)  
یہ عبارت اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ کے اس ارشاد کی صریح دلیل تھی کہ اس وجہ پر الصلاة الستة قبل  
الجمعة کہا بھی مستحب ہو گا لہذا اسے بھی کتر لیا۔

**تیسری خیانت** اس کے بعد فتوے مبارکہ میں یہ عبارت تھی، اُنکی میں عنایہ سے ہے،  
حدث المتأخرين التثويب في الاذان و  
الاقامة عن حسب ما تقام فوه في جميع  
الصلوات سوى المغرب مع ابقاء الاول  
يعني الاذان وهو تثويب الفجر والمغرب  
المسلمون حسنا فهو عند الله حسن  
منافخین نے اصل یعنی توثیب فجر کو باقی رکھتے ہیں  
معروف طریقہ پر مغرب کے علاوہ ہر نماز کی اذان و  
اقامت کے درمیان متعارف طریقت پر توثیب کو  
جاری کیا ہے، اور جسے مسلمان بہتر جانتیں وہ اللہ تعالیٰ  
کے ہاں بھی بہتر ہوتا ہے۔ (د ت)  
یہ بھی اسی جرم پر ڈالی گئی کہ اس میں بھی اس کی دلیل کو علی حسب ما تقام فوه موجود تھا

چوتھی خیانت فتوے مبارکہ میں تحایر پانچوں اعتقاد باطل و ضلال ہیں اس میں ساتوں اعتقاد بنائے گئے کہ اگر پانچ اعتقاد اخیر جو مسلمانوں کی طرف نسبت کیے ثابت نہ ہو سکیں تو انکی دو باتوں کو بھی بزور خیانت اعتقاد میں داخل کر کے مسلمانانِ بڑو پر اہل سنت کا فاسد العقیدہ ہونا بتا سکیں۔

پانچویں خیانت اس کے اخیر میں اخصرت کی مہر پر چھانی <sup>محمد علی حسنی قادری</sup> <sup>محمد علی حسنی قادری</sup> <sup>محمد علی حسنی قادری</sup> یہ مہر بھی اپنی طرف سے بنائی یہ مہر ۱۳۲۶ھ میں تم برکٹی تھی تو ۱۳۲۹ھ کے فتوے میں کہاں سے آئی بلکہ اس پر ۱۳۲۸ھ کی مہر تھی جو اصل مسئلہ کے جواب پر اخیر میں آپ کا منظر کریں گے اس میں یہ شعر کندہ ہے،

یا مصطفیٰ یا ماحضۃ الرحمن

یا مرتضیٰ یا غوثنا البہیلا فی

غلبہ انہیں کلمات طیبہ کی ناگواری اشاعت کنندہ کو تبدیل مہر پر باعث ہوئی۔

چھٹی خیانت ایک ان کی خیانتوں پر کی تجویز امام دیوبندیوں خصوصاً ان کے بڑوں کا قدیم سے یہی مسلک ہے، ایک صاحب مذہب دیوبندی سکنا رام پوری سنہی بن کر یہاں آئے بعض مسائل کھڑے نقل کیے فتاویٰ کے بارے میں کہ کتاب المخطوطات ہوئی ایک مسئلہ میں جس کا سوال محمدیج سے عبد القادر غلام رام پوری نے پوچھا تھا اور اس میں پانچ سوال تھے، سوال پہلے یہ تھا یہ کس سے کہے کہ وہ جہت ہے یا سوہی، اس کا جواب اخصرت نے یہ ارشاد فرمایا تھا شریعت میں قرابہ پسند ہے دوسرے دن یا تیسرے دن باقی یہ تعینیں عربی میں جب چاہیں کریں انہیں دونوں کی گنتی ضروری جانتا جہالت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ان بزرگ نے بین السطور میں موٹے قلم سے کہ وہی اس وقت ایک بچے سے انہیں مل سکا جہالت ہے کے بعد لفظ و بدعت اور بڑھایا وہ اب تک فتوے مبارکہ میں غیر قلم کا سطر سے اوپر لکھا ہوا موجود ہے فتاویٰ مبارکہ کی جلد ہشتم کتاب المخطوطات ۳۱۱ کا خط ہو لفظ یہ کہ یہ بچہ بھی کرنے کو ہنر چاہئے جہالت سے یہ لفظ جہالت ہے کے بعد بڑھایا اور و بدعت حذف واد سے رکھا کہ جلد اردو پر جملہ عاری کا حذف ہو گیا جو ہرگز اخصرت بلکہ کسی زبان دان کا بھی محاورہ نہیں، فترا کرنا تھا تو لفظ جہالت کے بعد و بدعت بڑھایا ہوتا کہ لفظ مفرد عربی پر اس کے مثل کا حذف واد سے ہوتا، قرہ یہ کہ مجملہ فتاویٰ گنگوہی صاحب حصہ اول میں ان کے حاریوں نے مجد والمنازل کا یہ فتویٰ مع زیادت منفری چھاپ دیا اور اس میں منظر پر یوں بنا دیا جہالت و بدعت ہے ان کو سوجھی کہ عبارت یوں ہونی چاہئے تھی۔

ساتویں خیانت ظلم پر ظلم یہ کہ فہرست میں یوں لکھا فتوے مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی تعین سوم کی جہالت اور بدعت ہونے میں، حالانکہ فتوے اقدس میں تصریح تھی جب چاہیں کریں ہاں دو جے یا تیجے کی گنتی ضروری جانے کو ضرور جہالت فرمایا تھا کہاں یہ کہ خاص اس تعین کو ضروری جانتا جہالت ہے اور کہاں یہ

کہ کمرے سے تعین ہی جہالت و بدعت ہے اُن رام پوری دیوبندی نے خیانتِ نقلی کی تھی ان دیوبندی دیوبندیوں نے دیکھا کہ کام اب بھی نہ چلا اصل سوہ تو باز ہی رہا لہذا انوں اس کے ساتھ خیانتِ معنوی کا گتھ جوڑا ملا دیا، غرض یہ

ہیک ہو عیار ہو جو آج ہو تم ہو

بند ہے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے

**انگھوس خیانت** یونہی لکھ لکھ ہی صاحبِ حصہ دوم صفحہ ۹۰ پر مجدہ المائۃ الحاضرہ کا ایک فتویٰ چھاپا جس میں حاصل سوال یہ تھا کہ جو شخص بے نماز شراب خوردارمی منہ انگستانی سے جھوٹی روایتیں پڑھنے والا شریعت پر بیٹے والا ہوا ایسے شخص سے مولود شریف پڑھانا یا منبر پر قسطیں بٹھانا جائز ہے یا نہیں، اور حاصل ارشاد جواب یہ تھا کہ افعال مذکورہ صحت کبار اور ترغیب شدہ فاسق اور مستحقِ ناروغ غضبِ حق ہے اُسے منبر پر بٹھانا اُس سے مجلس مبارک پڑھانا حرام ہے اور ذکر شریف حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا وضو ہونا مستحب اور بے وضو بھی جائز اگر نیست، استغاثہ کی نہ ہو اور تکبیر کی نیست ہو تو صریح کفر ہے یونہی مسائل شریعہ کے ساتھ استغاثہ کفر ہے یونہی دارمی رکھنے کی تو یہیں کلمہ کفر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسئلہ دیکھیں کہ اس فتوے مبارک میں ایسے فاسق حلال بے نمازی شراب خوردار تو ہیں کلمہ شریعت کو منبر پر بٹھانے کی ممانعت ہے یا معاذ اللہ مطلقاً مجالس مبارک مروجہ طوب و عظیم کا عدم جواز۔ مگر یہ داروں نے عوام کی آنکھوں پر دھندلایا ہے کہ یہ کسی کا سر ہمارا نہ دیا فتویٰ و درباب عدم جواز مجلس مولود مروجہ از جگہ مذکور علی مولوی احمد رضا خاں صاحب، یہ ہے جیسا باش و آنچه خواہی کن! بے حیا ہو جا پھر چپا سے کرتا رہ۔ ت، قائمہ و تالیفہ مراجعہ۔

**نویں خیانت** جیاداردوں کو اور تیز و تند چرچی اسی صفحہ کے حاشیہ پر یوں نے برمی قبیحین مولوی احمد رضا خاں صاحب کو خوف کرانے کا مقام سے کہ وہ مجالس مروجہ منورہ جتہ و ولادت کہ جن کو خود ان کے مقتدا نے عوام کیا بلکہ کفر و مستحقِ ناروغ غضبِ حق تعالیٰ شانہ رکھتے ہیں۔ مسئلہ فریاد اذ انصاف، حرام کا لفظ تو آپ دیکھ چکے کہ فاسق شرابی کو منبر پر قسطیں بٹھانے کی نسبت تھا عظیم یہ کہ مستحقِ ناروغ غضبِ حق کو اُس تارک الصلاۃ شراب خوردار تو ہیں کلمہ شراب کو کہ تھا بے حیاءوں نے اسے بھی مجالس مبارک پر ڈھال دیا۔ مسئلہ اب کیا اسی کو دین و دیانت رکھتے ہیں مگر آدمیان گم شدہ ملک خیانت گرفت

**دسویں خیانت** مجلس مبارک کو حرام و مستحقِ ناروغ غضب جیادار بٹھانے پر بھی دشمنانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلتے کلیجے ٹھنڈے نہ ہوئے بھلا اپنی گھٹیوں میں پڑے ہوئے کفر کی چاشنی یاد آتی اور بحال بے ایمانی اپنی اس بکری فکر کی نسبت اعظم حضرت مجددِ دین و ملت سے کر دی کہ وہ مجالس مروجہ کو کفر سے رکھتے ہیں، یہاں ہے جب لعلہ اللہ علی الکادین سے صدر لیں تو پورا ہی نہیں بن پڑے تو ابلیس کے لیے

بھی ماتی نہ چھوڑیں مسلمانو! اللہ انصاف، کفر کا لفظ ذکر نہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور شریعت و سنت پر  
 چھنے کی نسبت تھا یا مجالس مبارکہ کی نسبت، مسلمانو! اللہ انصاف، شیطان اس سے زیادہ اور کیا مکر کرتا ہوگا،  
 دلائل و اقوال الایمانہ خود اعلیٰ حضرت کے یہاں ان کے پڑاوا صاحب حضرت مولانا حافظ محمد کاظم علی خاں صاحب  
 بہادر رئیس اعظم قادری رزاقی قدس سرہ الشریف خلیفہ حضرت مولانا شاہ انوار الحق کھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 کے وقت سے بھٹکتے آئے آج تک کہ تنویر کمال سے زائد ہوئے مجالس میلاد شریف کا انعقاد کمال اہتمام  
 و اطلاع عام کے ساتھ ہوتا ہے بجز قتلے ہزاروں مسلمان حاضر آئے اور ذکر اقدس حضور پر نور سیدہ یوم النور  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فیض و شرف پائے میں شہر بھر میں معلوم ہے کہ ربیع الاول شریف کی بارہویں خاص  
 اعلیٰ حضرت کے دولت خانہ فیض کاشانہ کے لیے اُسی زمانے سے مخصوص ہے اعلیٰ حضرت کے یہاں اور بھی مجالس میلاد  
 مبارکہ ہوا کرتی ہیں مگر بارہویں شریف کا پڑھنا خصوصاً خاص ذکر ولادت اقدس رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود حضرت ماتی مجلس  
 صاحب خانہ کا حق ہے جو جہیزہ تعالیٰ تنویر کمال سے آج تک نانہ نہ ہوا سو آریع الاول شریف ۲۶۴ھ کے کہ  
 اس کی بارہویں مبارکہ کو اعلیٰ حضرت بجا لائے تھا سرکار اعظم دین علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبارکہ سلم میں شرف  
 آستانہ ہوسے مشرف تھے اُس سال اعلیٰ حضرت کے برابر لوسط مولوی حاجی محمد حسینی رضا خاں صاحب حسن  
 قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہاں تک پہنچ گئے تھے کہ وہ ان کے والد اقدس سید سید کے فتویٰ و مستقل تصانیف  
 اس مجلس مبارکہ کے استیجاب و استحسان میں موجود ہیں معتقدین اعلیٰ حضرت اس تمام آفتاب عالمیاب سے معاذ اللہ  
 آنکھیں بند کر کے کون کی شہادت پر دیوبندیوں کی مانتیں گے کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک معاذ اللہ مجلس مبارکہ عوام بلکہ  
 کفر ہے تعجب ہزار تفت مسلمانو! دیوبندی صاحبوں کی دیوبندگی دیکھیں پھر دلو اسے دین و دینیت باقی ہے بھی نہیں  
 یہ مزہ ادیہ دوسے خیر اتنی چھی کھی کہ معتقدین اعلیٰ حضرت کے لیے خوف کا مقام ہے الحمد للہ خوف کا مقام اولیا و صلوا  
 کو ملتا ہے مگر دیوبندیوں کو نہ خوف خدا نہ شرم رسول دن در اسے مسلمانوں کی آنکھوں میں عاک جو نکلتے پھرتے ہیں  
 کہ ان کو دھوکے دیں ان کے عقائد کفر و منہاجی میں ای کے اکابر کی نیک نامی کو دھبا لگائیں مگر بھلا اللہ ان کی خاک لٹ کر  
 انھیں کے منہ اور ان کے پیشوا حضرت تگلو بی صاحب کی آنکھوں میں پری اور پڑتی ہے حق بھگدار رسید۔

گیارہویں خیانت خیرتہ ملک عشرۃ کاتہ جیسی تھیں۔ اب ان کی وہ لیجے جس کے آگے یہ اور  
 ان جیسی سو حیاتیں اور ہوں تو کای ٹیک دیں وہ کیا وہ رسالہ خبیثہ سیف الحق کے کہ تک کہ اعلیٰ حضرت عہد  
 ائمہ الحاضہ دام ظلہم العالی کے حضرات عالیہ والد ماجد و جد امجد و پیر مرشد و حضور پر نور سیدنا موصی اعظم رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہم کے نام سے گناہیں تراشیں ہیں ان کے مطبع گھر ایسے صفحے دل سے بنا لیے جاتے ہیں خود سب ختم کھڑے کہ ان  
 کے حرف بے حد و حد نسبت کر کے چھاپ دیں اور سر بازار اپنی حیا کی اور حنی اتار آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بیک دیا کہ



آپ تو یوں کہتے ہیں اور آپ کے والد ماجد و جد امجد و پیر و مرشد و غوث اعظم قلوں قلوں کتابوں مطبوعات قلوں قلوں مطالب کے قلوں قلوں صفحہ پر یہ فرماتے ہیں حالات کہ دنیا میں نہ اُن کتابوں کا پتا نہ نشان سب بالکل افتر اور من گھڑت، جو ات ہو تو اتنی تو بڑا اس کا حال العذاب الیقین و الجحیم و ریح القہار وغیرہ میں بار بار چھاپ دیا، اب پھر کس جیسے اسی رسالہ حبیب کے صفحہ ۱ پر ایک کتاب بنام تحفہ المقلدین المصنف کے والد ماجد اقدس حضرت مولانا مولوی محمد تقی علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز کے نام سے گھڑا حالانکہ حضرت مدد و ع کی کوئی تصنیف اس نام کی نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۳ از نجیب آباد ضلع جنمور محلہ عید گنج مسئلہ ۱۲۱۱ بحسب صاحب تحکیم دار، اجمادی الاول ۱۳۳۱ ھ ایک بار اذان ہو چکی ہے کسی دوسرے شخص نے لاعلمی میں پھر اذان پڑھنا شروع کر دی درمیان میں کسی ہمسایہ نے، اطلاع دی کہ پڑھی جا چکی ہے اب یہ شخص معاذ رک جائے یا اذان کو پورا پڑھے۔

### الجواب

اگر مسجد مسجد ہے جہاں کے لیے امام و جماعت متعین ہے اور جماعت ادا ہے ہر چکی اور اب کچھ لوگ جماعت کو آئے اور لی کر اذان کی خبر نہ تھی اور شروع کی اور اطلاع ہوئی تو معاذ رک جائے اور اگر مسجد عام ہے مثلاً مسجد بازار و سرا و اشیش و جامع تو ہرگز رک کے اذان پوری کرے نہ سنت جماعت ہے اور اگر مسجد محلہ یا عام ہے اور جماعت ادا ہے ابھی نہ ہوئی تو اختیار ہے چاہے رک جائے یا پوری کرے اور اتمام ادا ہے۔

وذلك لان في الاذان اعادة اذان لجماعة  
ثانية في مسجد واحدة وهو لا يجوز وقت  
ثانية اعادة اذان لجماعة اخرى في  
مسجد شارع وهو موقوف فلا يترك اذان  
الثالثة لانها لا تطلب في غير اتمام ذكر  
شرع فيه افضل لاسيما وقد استحسنوا  
التشويب -

اور یہ اس لیے ہے کہ پہلی صورت میں محلے کی مسجد میں  
دوسری جماعت کے لیے دوبارہ اذان دی جا رہی ہے  
جو کہ ممنوع ہے اور دوسری صورت میں شارع عام کی  
مسجد میں دوسری جماعت کے لیے اذان کا اعادة ہے  
اور یہ سنوئی ہے، تیسری صورت میں نہ منع ہے نہ  
نہ حکم، پس اب اختیار ہے، اور جب شروع کر لی گئی  
تو اپنے مکمل کرنا افضل ہے خصوصاً اس حال میں جبکہ فقہائے  
تشویب کے عمل کو مستحسن قرار دیا ہے۔ (۱۰۰)

والله اعلم و تعالى اعلم -

مسئلہ (۳۵۴) از مقام کبیر کلان ڈاک خانہ خاص علاقہ ڈہائی ضلع جتہ شہر مسند عطاء اللہ ٹھیکہ دار  
۲۹ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ

اقامت صفت کے دینی جانب کئی جائے یا بائیں، اس میں کوئی فصیلت دہنے بائیں کی ہے یا نہیں فقط  
الجواب

اقامت امام کی محاذات میں کئی جائے یہی سنت ہے وہاں جگہ نہ ملے تو دینی طرف بعض الیمین حسب  
الشمال (کیونکہ دائیں جاگے بائیں پر فصیلت ہے) دین بائیں طرف للحصول المقصود بکل حال (کیونکہ مقصود  
ہر حال میں حاصل ہوتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم  
مسئلہ (۳۵۵) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ،

(۱) جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر  
ہوتی تھی یا باہر؟

(۲) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں کہاں ہوتی تھی؟

(۳) فقہ حنفی کی مسجد کتاہوں میں مسجد کے اندر دینے کو صیغہ فرمایا اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں؟

۴۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درمیان میں رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اذان مسجد  
کے باہر ہوتی تھی اور جاسے اماموں نے مسجد کے اندر اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم رواج  
پر؟ اور جو رسم و رواج حدیث شریف و احکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہی مسلمانوں کو پیروی حدیث و فقہ کا حکم  
ہے یا رسم و رواج پر اڑا رہنا؟

(۵) نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین و احکام اللہ کے مطابق ہو

یادہ بات یہی ہے جو ان سب کے خلاف لوگوں میں رائج ہو گئی ہو؟

(۶) مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث و فقہ ہوتی ہے یا اس کے خلاف، اگر خلاف ہوتی ہے

تو وہاں کے علمائے کرام کے ارشادات و بارہ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تخواہ و ائمہ دین کے فعل اگر حسب  
خلافت شریعت و حدیث و فقہ ہوں؟

(۷) سنت کے زندہ کرنے کا حدیثوں میں حکم ہے اور اس پر سوشیہوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں، اگر

ہے تو سنت زندہ کی جانے لگی یا سنت مردہ۔ سنت اُس وقت مردہ کہلائے گی جب اُس کے خلاف لوگوں میں رائج  
پڑ جائے یا جو سنت خود رائج ہو وہ مردہ قرار پائے گی؟

(۸) علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں، اگر ہے تو کیا اُس وقت اُن پر یہ اعتراض ہو سکے گا

کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے، اگر یہ اعتراض جو سکے گا تو مسفت زندہ کرنے کی صورت کیا ہوگی؟  
(۹) جن مسجدوں کے تیار ہیں وضو ہے اُس کی تحصیل پر کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم  
ادا ہو جائیگا یا نہیں؟

(۱۰) جن مسجدوں میں منبر ایسے بنے ہیں کہ ان کے سامنے دیوار ہے اگر کوئی باہر اذان دے تو خطیب کا سامن  
نہ رہے گا وہاں کیا کرنا چاہئے؟ امید کہ دوسرے مسئلوں کا بعد ازاں جواب مفصل مدلل ارشاد ہو، چنانچہ توجہ دوا۔

## الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد سے باہر دروازے پر ہوتی تھی۔  
سنن ابی داؤد شریف جلد اول صفحہ ۱۵۵ میں ہے،

عن اسائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال  
کان یؤذن مین یدی رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم اذ اجلس علی المنبر يوم  
الجمعة علی باب المسجد وابی بکر وعمر  
سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔  
فرمایا حسب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے  
دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے  
دروازے پر ان ہوتی اور ایسا ہی ابو بکر و عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں۔

اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین سے مسجد کے اندر اذان دلائی ہو، اگر اس کی اجازت  
ہوتی تو بیانِ براز کے لیے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔

(۲) جواب اول سے واضح ہو گیا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی (اذان) مسجد باہر ہی پڑھاؤں ہے۔ اور  
میں سے ظاہر ہو گیا کہ بعض صاحب جو بھی یدیدہ سے مسجد کے اندر جاتا جگتے ہیں غلط ہے۔ دیکھو حدیث میں  
نہیں یدی ہے اور ساتھ ہی "علی باب المسجد" ہے۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرہ انور کے مقابل مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی پس اسی قدر "میں یدیدہ" کے لیے درکار ہے۔  
(۳) بیشک فقہ حنفی کی متعدد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مذکورہ کما ہے۔ فتاویٰ قاضی حناں  
طبع مصر جلد اول صفحہ ۷۰ لا یؤذن فی المسجد (مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے) فتاویٰ غلام علی صفحہ ۶۲ لا یؤذن





بلند مکبرہ پر کھتے ہیں طریق ہند کے قریب بھی خلافت ہوا اور وہ جو بین یدیدہ وغیرہ سے منبر کے متصل ہونا چاہتے تھے اس سے بھی رد ہوئی تو ہندی فہم و طریقہ خود ہی دونوں حرم محترم سے جدا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ مکبرہ قدیم سے ہے یا بعد کہ حادث ہوا اگر قدیم ہے تو مثل مذکور ہوا کہ وہ اذان کے بجائے مستثنیٰ ہے جیسا کہ فقہ سے گزارش اور اسی طرح خلاصہ فتح القدیر و برجندی کے صفحات مذکورہ میں ہے کہ اذان منارہ پر ہو یا مسجد سے باہر مسجد کے اندر نہ ہو۔ اس کی نظیر موضع و خود چاہ ہیں کہ قدیم سے جدا کر دئے ہوں نہ اس میں حرج نہ اس میں کلام، اور اگر حادث ہے تو اس پر اذان کہنا بالاسے طاق پسے یہی ثبوت دیکھئے کہ وسط مسجد میں ایک جدید مکان ایسا کھڑا کر دینا جس سے صفیں قطع ہوں کس شریعت میں جائز ہے قطع صفت بلاشبہ حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من قطع صفا قطعہ اللہ ۛ (جو صفت کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے) رواہ النسائی والحا کہ بسند صحیح عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

نیر علما نے تصریح فرمائی کہ مسجد میں پڑھنا منع ہے کہ نماز کی جگہ لکیر سے گانہ یہ کہ مکبرہ کو چار جگہ سے جبرگہ لکیر کر کے دو کتنی صفیں قطع کرتا ہے بالجلد اگر وہ جائز طور پر بنا تو مثل منارہ ہے جس سے مسجد میں اذان ہونا نہ ہوا اور ناجائز طور پر ہے تو اسے ثبوت میں پیش کرنا کمال انصاف ہے۔ اب اس حال میں جس سے بحث کی حاجت نہیں مگر جواب سوال کو گزارش کریں کہ ان کا فعل کیا محبت ہو مگر کہ خطیب خطبہ پڑھتا ہے اور یہ بولتے جاتے ہیں حسب ۛ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیتا ہے یہ باؤازہ برنامہ پر رضی اللہ عنہ کہتے جاتے ہیں جب وہ سلطان کا نام لیتا ہے یہ باؤازہ دھا کرتے ہیں اور یہ سب باہر اتفاق ناجائز ہے صحیح حدیثیں اور تمام کتابیں ناظر ہیں کہ خطبہ کے وقت بولنا حرام ہے۔ در مختار ۛ رد المحتار جلد اول صفحہ ۵۹۹ ۛ

اما ما يفعله المؤذنون حال الخطبة من الترضي يعني وہ جو یہ مؤذن خطبے کے وقت رضی اللہ عنہ وغیرہ و نحوه، فمكروه اتفاقاً۔

یہی مؤذن نماز میں امام کی تکبیر پہنچانے کو جس وضع سے تکبیر کہتے ہیں اسے کون عالم جائز کہہ سکتا ہے مگر سلطنت کے خطیب داروں پر علا کا کیا اختیار۔ علامہ کرام نے تو اس پر یہ حکم فرمایا کہ تکبیر درکار اس طرح تو ان کی نمازوں کی بھی حیر نہیں، دیکھو فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۶۷ و ۲۶۸ و در مختار ۛ رد المحتار صفحہ ۲۱۵ خود مفتی بدیع زہود

علامہ سید اسعد حسینی مدنی قلیہ علامہ صاحب مجمع الانہر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بکیر میں اپنے یہاں کے مکبروں کی سخت  
بے اعتدالیان تحریر فرمائی ہیں دیکھو فتاویٰ اسعدیہ جلد اول صفحہ ۱۰۸ میں فرمایا ہے :

ما حرکات الکفریث و صنعہم ، قنا ابوا  
یسی ان مکبروں کی جو حرکتیں جو کام ہیں میں ان سے اللہ تعالیٰ  
کی طرف برائت کا اظہار کرتا ہوں۔

اور اُس سے بڑھ کر لفظ مکمل ، پھر کسی عاقل کے نزدیک اُن کا فعل کیا جنت ہو سکتا ہے نہ وہ علماء ہیں نہ علماء کے  
زیر حکم ۔

(۱) بیشک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اور اُس پر بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں انس رضی اللہ تعالیٰ  
عندک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من حیاسنی ، فقد احبنی ، و من احبنی  
جنت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں  
کان معی فی الجنة ۔ اللہم ارحمنا ۔

میرے ساتھ ہو گا ۔ اے اللہ ! ہمیں یہ رفاقت عطا فرما

سواء السجری فی الابانة والترمذی بلفظ من احب (۱) بکری نے اپنا نام میں روایت

کیا اور ترمذی نے "من احب" کے الفاظ سے روایت کیا ہے ۔ (۲)

لال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من احیاسنة من سنن قد احیت بعدی فان  
جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد  
له من الاجر مثل اجور من حمل بها من  
چھوڑ دی ہو جتنے اس پر عمل کریں سب کے برابر اسے  
غیران یقین من جو رہم ثبوت ۔ رواہ  
گراں ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کی دہر ۔ اے  
ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس کو ابن ماجہ نے  
استرمذی و رواہ ابن ماجہ عن حمیر و بن حوف  
سرخنی اللہ تعالیٰ عنہ ۔  
حضور محمد بن حوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من تمسك بسنن من فساد احسنی فسله  
جو خدا راست کے وقت میری سنت مضبوط تھامے

سلف فتاویٰ اسعدیہ کتاب الصلاة مطبوعہ المطبعة الخيرية مصر ۸/۱

سلف جامع الترمذی باب اخذ بالسنة واجتناب البدعة مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۹۲/۲

سلف جامع الترمذی ابواب العلم باب الاخذ بالسنة واجتناب البدعة مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۹۲/۲

سنن ابن ماجہ باب من سنن الا مطبوعہ راجع ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹

اجرومانۃ شہیدؒ سے رواہ البیہقی فی الزہد۔ اسے سوشیدوں کا ثواب ملے۔ اسے بہیقی نے زندہ ہیں روایت کیا۔

اور ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جو مردہ ہو گئی اور سنت مردہ جیسی ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے۔

(۸) اچانک سنت علما کا تو خاص فرض منصبی ہے اور جس مسلمان سے کہیں ہو اس کے لیے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں اور سوشیدوں کا ثواب لیں اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے تو انہوں نے تو کوئی سنت زندہ ہی نہ کر سکے، امیر المؤمنین عربیہ عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی ششستیں زندہ فرمائیں اس پر ان کی مدعا بونی ذکر الہا اعتراض کہ تم سے پہلے تو صحابہ و تابعین تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۹) وحی کہانی مسجد نے قبل مسجدت بنایا اگرچہ وسط مسجد میں جو وہ اور اس کی تفصیل ان احکام میں خارج ہے لہذا موضع اعد للوضوء کہ تقدم (کیونکہ یہ جگہ وضو کے لیے بنائی گئی ہے جیسا کہ مقرر چکا ہے۔ ت۔)

(۱۰) گڑی کا منبر بنائیں کہ نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ پیر و سلم ہے اسے گوشہ محراب میں رکھ کر مجاہد ہو جائے گی اور اگر صحن کے بعد مسجد کی بلند دیوار ہے تو اسے قیام مؤذن کے لائق تراشیں کہ باہر کی جانب جالی یا کراڑ نکالیں۔

مسلمان بھائیو! یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا انہیں دیکھو کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کیا ہے، تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے۔

حضرات علمائے اہلسنت سے معروض، حضرات! اچانک سنت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمائیے کہ آپ کے ایک چھوٹے بھائی سے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے، آپ کے رب کا حکم ہے۔

تعاذوا علی الیوم والنوعیؑ۔ نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (ت۔)

اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں بے تکلف بیان ہی فرمائیے اور اس وقت



لازم ہے کہ ان دسوں سوالوں کے جدا جدا جواب ارشاد ہوں اور ان کے ساتھ ان پانچ سوالوں کے بھی،

(۱۱) اشاعت مرجوح ہے یا بابت اور ان میں فرق کیا ہے؟

(۱۲) کیا محقق صریح کا مقابل ہو سکتا ہے؟

(۱۳) تصریحات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے ایک استنباط پیش کرنا کیسا ہے خصوصاً استنباط

بعید یا جس کا غشائے غلط؟

(۱۴) منقح کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا ہے؟

(۱۵) قرآن مجید کی تفسیر فرضی میں ہے یا نہیں، اگر ہے تو کیا سب ہندی علماء اسے بجاتے ہیں یا سنو میں

کہتے؟ بینوا تو جروا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ہدایوں مسئلہ مولوی عبدالمقصد صاحب ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ

حضرت جناب مخدوم و محترم و مکرم و معظم ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ

بات کہ اس اذان کا کتب سے داخل مسجد بنام معمول و مروج ہوا، یقینی طور سے محقق نہیں ہوا، علی الباب اذان

کا مسنون ہونا اگر کسی کتب فقہ میں نظر ثانی ہو تو ممکن اکثر لوگ اس کے طالب میں فقط۔

### الجواب

علی الباب اذان مسنون ہونے کی سند فقہی کے اکثر لوگ کیوں طالب ہیں یہ دعویٰ کس کا ہے یہاں سے تو

دو باتیں کہی گئی ہیں، ایک یہ کہ مابین یدیدہ (خطیب کے سامنے۔ ت، دوسرے یہ کہ داخل مسجد مروج ہے،

دو دونوں کی روشنی سنہری کتب فقہ سے دسے دی گئیں مسجد مکرم میں زمانہ اقدس میں دروازہ شمالی خاص می ذات

منبر طہر میں تھا کاف صبیحہ البیہری (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ ت) لہذا وہ مسجد پر یہ اذان ہوتی

تھی کہ خصوصیت باب طوطی یہاں کے فتوے میں جواب سوال دہم ملاحظہ ہو نسبت خصوص علی الباب کا کون قائل

ہے اذان اول کی نسبت پرنس اد عثمان علی الموداء (حضرت عثمان نے مقام زور را پر اذان کا اضافہ کیا۔ ت)

سے استناد کر لے والے علما کیا اس کے قائل ہیں کہ پہلی اذان بالخصوص بازار میں ہونا سنت ہے یا ان سے یہ

مطالبہ ہو سکتا ہے کہ فقہانے اس خصوصیت بازار کو کہاں مسنون لکھا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مسئلہ قاضی محمد مسمران صاحب از بریلی شہر کمنہ محلہ قاضی ٹولہ

۱۷ ربیع الاول شریعت ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اسی مسئلہ میں بروز جمعہ زمانہ حضرت تاج مدینہ

غفر المرسلین کے اراد میں ہوا کرتی تھیں اور ان کے کون کون موقع تھے۔ آیا پہلی اذان جو ہوتی ہے وہ کہاں

ہوتی تھی اور دوسری جو اس زمانہ میں وقتِ خطبہ خطیب کے سامنے قریب منبر ہوتی ہے وہ کہاں ہوتی تھی اور اگر حضرت کے زمانہ میں ایک ہی اذان علی باب المسجۃ ہوتی تھی تو دوسری جو خطیب کے سامنے قریب منبر ہوتی ہے وہ کس کے حکم سے شروع ہوتی اور ائمہ کرام کے نزدیک اس کے جواز کی بابت کیا حکم ہے فقط۔

### الجواب

زمانہ ائمہ کس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صرف ایک اذان ہوتی تھی جب حضور ائمہ کس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے حضور کے سامنے جو ائمہ اقدس میں مسجد کرم کے دروازے پر۔ زمانہ اقدس میں مسجد شریف کے صرف تین دروازے تھے ایک مشرق کو جو حجرہ شریف کے متصل تھا جس میں سے حضور ائمہ کس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے اس کی سمت پر اب باب جبریل ہے، دوسرا مغرب میں جس کی سمت پر اب باب الزمزم ہے، تیسرا شمال میں جو خاص محاذی منبر اطہر تھا جسے بخاری شریف میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

وخل من اجل يوم الجمعة من باب ماں وجاء	ایک شخص جمعہ کے دن اس دروازے سے داخل
المسجد ورسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم	ہوا جو منبر کے سامنے ہے اور ساتھ اب صلی اللہ تعالیٰ
قائما يخطب فاستقبل رسول الله صلى الله	علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو وہ شخص
تعالى عليه وسلم قائما، فقال يا رسول الله	آپ کی طرف منبر کے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ
الحدیث	صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث (ت)

اس دروازے پر اذان جمعہ ہوتی تھی کہ منبر کے سامنے بھی ہوتی اور مسجد سے باہر بھی۔ زمانہ صدیقی کبر و عطر فاروق و ابتدائے خلافت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی ایک اذان ہوتی رہی جب لوگوں کی کثرت ہوئی اور شہابی حاضری میں قدر کے کھل واقع ہوا میرزا منین عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اذان شروع خطبہ سے پہلے بار بار میں ولواتی شروع کی مسجد کے اندر اذان کا ہونا ائمہ نے منع فرمایا اور مکروہ کہا ہے اور موقوف سنت ہے، یہ زمانہ ائمہ کس میں تھا نہ زمانہ خلفائے راشدین نہ کسی صحابی کی خلافت میں، نہ تحقیق معلوم کہ یہ بدعت کب سے ایجاد ہوئی نہ چھ ماہ سے قبل اس کا بانی ضرور، بعض کہتے ہیں کہ ہشام بن عبد المنک مرواتی بادشاہ خاتم کی ایجاد ہے واللہ تعالیٰ اعلم بہر حال جبکہ زمانہ رسالت و خلافت سے راشدہ میں نہ تھی اور چارے ائمہ کی تقریباً ہے کہ مسجد میں اذان نہ ہو مسجد میں اذان مکروہ ہے تو ہمیں سنت اختیار کرنا چاہئے بدعت سے بچنا چاہئے اس تحقیقات سے پتہ کہ سنت

پہلے کس نے بدل، اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو توفیق دے کہ اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت اور اپنے فقہائے کرم کے احکام پر عمل ہوں اور ان کے سامنے رواج کی آڑ نہ لیں و بیا اللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم۔  
**مسئلہ ۳۵۵** از پبلی سیت محمد غفار خاں مرشد حافظ محمد صدیق امام مسجد چھپپالی، تاریخ الاول ۱۳۲۲ھ  
 اذان جو خارج مسجد کن مسنون ثابت ہو ہے اب بہ نظر دفع فساد پھر یہ دستور قدیم اذان شبر کے پاس دینا جائز ہے یا نہیں کیونکہ در صورت عدم جواز فساد اور فتنے کا احتمال قوی ہے بیٹو ابالھوابہ تو جود ایوم الحساب۔

### الجواب

یہاں دو چیزیں ہیں ایک اتیان معروف واجتباب منکر، دوسرے امر بالمعروف ونہی عن المنکر، مسجد میں اذان دینا ممنوع ہے اور اس میں دربار الہی کی جگہ ادبی ہے تو مسجد اپنی ہے اس میں خود مخالفت سنت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کتاب ہے ادبی وہاں عزت کا نواغذا اس کی ذات پر ہے اور مسجد پرانی ہے اوروں کا اس میں اختیار ہے اس کا مواخذہ ان پر ہے اس کے ذریعہ تہذیب اٹار کھا گیا ہے کہ ازالہ منکر پر قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اس میں بھی فتنہ و فساد ہو تو دل سے بڑا جائے، پھر ان کے فعل کا اس سے مطالبہ نہیں، قال اللہ تعالیٰ ولا تزددوا ضررہ و سر راحہ لہ (کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ت) وقال اللہ تعالیٰ

یا ایہا الدین امنو علیکم الفسک لا یسرکم من اسے مل ایمان انہ راسی حال لازم ہے تمہیں کوئی فعل اذا ھتدیتم نہ گراہ نقصان نہیں پہنچا سکتا جبکہ تم جاہل یا لغت ہو۔ دستا وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من سرى منکم منکر اعلیٰ فیہ بیدہ فان لم یستطع فب نہ، فان لم یستطع فبقلبہ، و ذلک واضعفت الايمان۔ تم میں سے جب کوئی بڑائی دیکھے تو ہاتھ سے اُسے روکنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کرے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو دل سے بڑا جائے اور یہ ایمان کا کردار قریب دہر ہے۔ دت،

اور جس طرح یہ دوسروں کو حکم شریع ماننے پر مجبور نہیں کر سکتا یوں ہی دوسرے حکم شریع کی مخالفت پر اسے مجبور نہیں کر سکتے یہ اپنے نزدیک جو طریقہ اپنے رب کی عبادت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع سنت کا

سۃ القرآن ۱۶۴/۹

سۃ القرآن ۱۰۵/۵

سۃ سنن النسائی تفاضل اہل الایمان حدیث ۵۰۱۱ مطبوعہ المکتبۃ المسلمیۃ لاہور ۲۶۵/۲

اپنی کتب وغیرہ سے جانتا ہے دوسرا اگر اس میں نزاع مت کرے گا اور فتنہ و فساد اٹھائے گا تو اس کا ذمہ دار وہ دوسرا ہوا  
مکومت ہر مفید کا ہاتھ پکڑنے کو موجود ہے اس کے ذریعہ سے بندوبست کر سکتا ہے، ہاں اگر یہ صورت بھی ناممکن ہوتی  
اور مفیدوں کا خوف مدعویٰ تک پہنچاتا تو حالت کر لہ تھی اس وقت اس پر برا فتنہ نہ ہوتا، قال تعالیٰ:

الامین انکسر و قلبسہ طمئن بالایمانتہ۔  
خود شخص جس کو مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان کے  
ساتھ مطمئن ہے۔ (ت)

بالجہد دوسروں کو حکم کرنا ان کی سرکشی و فتنہ پر داری کے وقت مطلقاً ساقط ہو جاتا ہے کہ ان علیہ ف  
المہندیۃ وغیرہا اور خود عمل کرنا اس وقت ساقط ہوگا جب یہ بذریعہ مکومت بھی بندوبست نہ کر سکے اور حقیقی مجبوری  
ہو کر استطاعت اصلاً نہ رہے، قال تعالیٰ:

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمِعُوا وَأَطِيعُوا۔  
تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے اور اس کا  
فرمان سنو اور حکم مانو۔ (ت)

یاد رکھنا کہ بندوبست و استقامت مجبورت خوف یا کاہلی یا خود داری یا رو رعایت یا نئی تہذیب یا  
مصلحت کی پالیسی سے اتباع شرع چھوڑ دینا جائز نہیں ہو سکتا اسے یوں خیال کریں کہ مفیدین آج اس امر کے لیے  
کھتے ہیں کہ اگر انہوں نے خود نہ پر فتنہ اٹھایا تو کیا ہم بھی چھوڑ دے گا۔ یہیں ہیں حکم اس پر خیال کرے کہ مفید  
نے کہا کہ اپنا مکان خالی کر دو ورنہ ہم فساد کرتے ہیں یا اپنی جائداد کا برباد کر دو ورنہ ہم فتنہ اٹھاتے ہیں (قر) اس وقت  
اُن کا کچھ بندوبست کرے گا استغاثہ کرے گا یا چپکے سے جائداد مکان چھوڑ بیٹھے گا جو جب کرے گا وہ اب کرے  
اور اتباع احکام شرع کو مکانیہ جائداد سے ہلکانہ جانے، ذہن دوسروں کے سرچڑھنے اور فتنہ و فساد کے اٹھانے کی  
اجازت نہیں ہو سکتی، قال تعالیٰ:

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (فتنہ قتل سے بدتر ہے۔ ت)

وقال تعالیٰ:

لَا تَفْسُدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا۔  
زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ (ت)

سہ القرآن ۱۹/۱۰۶

سہ القرآن ۱۶/۶۴

سہ القرآن ۱۹۱/۲

سہ القرآن ۵۶/۷

وقال تلے :

لہما ما کسبت ولکم ما کسبتکم ولا تسئلون عسما  
کانوا یعملون

اس امت کے لیے وہ ہے جو اس نے کیا اور تمہارے  
لیے وہ ہے جو تم نے کیا ، تم سے ان کے اعمال کے  
بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا ۔ (ت)

سأل الله العفو والعافية ، وصلى الله تعالى على سيدنا ووالينا محمد وآله وصحبه وبارك وسلم  
والله تعالى اعلم۔

۱۳۵۹ھ از سہارن ضلع ، پٹر مسلمان چودھری عبدالحکیم خان صاحب رئیس ۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

اذان ثانی جو خارج مسجد مکی کے نیچے جوتے اتارنے کی جگہ اگر کسی جگہ تو اس میں کچھ عرصے سے یا باب مسجد پر ہی  
ہونا ضروری ہے ای دونوں میں کسی بات میں اولیت ہوگی یا مساوی حالت ، دوم یہ کہ محراب مسجد بھی اس بار سے میں  
باب مسجد کے قائم مقام ہو سکتی ہے یا نہیں ، دیوبندی سب کا عقود ہے کہ محراب مسجد خارج مسجد کا حکم رکھتی ہے اور  
اسی لیے اس میں امام کا کھڑا ہونا جائز نہیں (حالانکہ اپنے نزدیک یہ بات نہیں آئندہ جو مفتی صاحب فرمائیں) سوم یہ  
کہ اگر باب مسجد والے ان مسجد کے بالمقابل نہ ہو بلکہ شمال و جنوب واقع ہو اور مکی مسجد مشرقی جانب حدیوار سے ملتا ہو اور  
اور اس کے بعد کوئی جگہ خارج مسجد ہو تو ، باب کیا جائے اور اذان ثانی کہاں ہو اور خطیب کہاں بیٹھے تاکہ مؤذن کا  
مقابلہ فوت نہ ہو۔ چہاں یہ کہ اذان نہ کر باب مسجد پر جردی جائے تو وہ باب مسجد کے وسط میں کھڑے ہو کر یا اس سے پرے  
نیچے اتر کر یہاں تو کچھ وسط باب پر کی گئی ہے آئندہ جیسا ارشاد ہو واسطہ فقط ۔

### الجواب

مکی مسجد کے نیچے جو جگہ غلط تھا کہ ہے خارج مسجد ہے اس میں اذان بے تکلف مطابق سنت ہے  
علیٰ اباب کرنا کچھ ضرور نہیں مسجد کربہ میں باب شمالی محاذی منبر اطہر تھا کما فی صحیح البخاری (جیسا کہ صحیح بخاری  
میں ہے ۔ ت) لہذا علیٰ اباب جرتی تھی ورنہ خصوصیت باب طحطا نہ تھی بلکہ صرف دو باتیں محاذاتہ خطیب و  
اذان خارج مسجد۔ محراب مسجد و طاق ہے کہ دیوار قبلہ کے وسط میں بنتا ہے اس میں اذان ہونے کے کوئی معنی نہیں  
نہ اس میں محاذاتہ خطیب ہو اور نہ اسے درجہ جانب مشرق پر جردی ہے یہ محراب نہیں ان کو بین اصابتیں کہتے  
ہیں ان میں امام کا کھڑا ہونا ناجائز نہیں یاں خلاف سنت ہے نہ اس وجہ سے کہ یہ زمیں مسجد نہیں بلکہ اس لیے کہ امام اور  
جملہ مقتدیوں کا درجہ بدل ہوا ہونا خلاف سنت ہے کما فی شروح العقایۃ (جیسا کہ شرح نقایہ میں ہے ۔ ت) مشرق

جانب اگر دیوار مسجد سے تو اس کی نسبت قوت میں معروض ہے کہ اس میں طاق محراب نما محاذیت منبر میں بنائیں اور اگر دیوار کسی غیر کی ہے اور وہ اجانتہ نہ دے تو اس کا سوال مراد آباد سے یا تھا اس کے جواب کی نقل حاضر کرتا ہے باب مسجد ہی میں مرقن کھڑا ہو دروازہ سے باہر جانے کی حاجت نہیں کہ اس جگہ میں مسجد کی دیواریں تفصیل دروازہ کی زمین خارج مسجد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶۰ جناب مشتاق احمد صاحب از شہر ربی محلہ مبارکی پور ۲۸ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد متصل دفتر چھوٹی ریل کی میں ہم لوگ نماز جمعہ پڑھا کرتے ہیں وہاں جو شخص نماز پڑھتا ہے وہ خطبہ کے وقت اذان مسجد کے اندر دہرایا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوسری ۱۰ بجے کی خطبہ کے وقت خطبہ شام نے مسجد کے اندر لوگوں سے دلوانا شروع کیا ہے وہ بدعت حسنی ہے یعنی وہ بدعت سیئہ نہیں ہے اور بدعت حسن کے کرنے کو کسی نے بھی عالموں میں سے منع نہیں کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیشہ اذان کا مسجد کے دروازہ پر ہونا ثابت نہیں ہے اس وجہ سے جو لوگ مسجد کے اندر اذان دلاتے ہیں ان کو منع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ بدعت حسنی کرتے ہیں اور سنت مواظبہ کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ لہذا عرض یہ ہے کہ مسجد کے دروازے کے اوپر ہمیشہ ہونا اذان کا ثابت ہے یا نہیں اور سنت مواظبہ ہے یا نہیں اذان مسجد کے اندر دینے سے سنت چھوٹ جائے گی یا نہیں اور نہ سو کی زبان سے ہوگی بدعت حسنی ہوگی بدعت سیئہ ہوگی اگر بدعت حسنی ہوگی تو اس کو منع کرنا چاہئے یا نہیں اور اگر بدعت سیئہ ہوگی تو منع کرنا چاہئے یا نہیں اور منع کرنے والا کوئی ہوگا اور اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں اور اذان خطبہ والی کو اندر دینا کس نے شروع کیا ہے فی الواقع ہوا۔

### اجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مسجد کے اندر اذان دلوانا کبھی ایک بار کا بھی ثابت نہیں، جو لوگ اس کا دعویٰ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر افرا کرتے ہیں شام سے بھی اس اذان کا مسجد کے اندر دلوانا ہرگز ثابت نہیں، بلکہ پہلی اذان کے نسبت بعض نے لکھا ہے کہ اسے شام مسجد کی طرف منتقل کر لیا اور اس کے بھی یہ معنی نہیں کہ مسجد کے اندر دلوائی بلکہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں پہلی اذان دلاتے تھے شام نے مسجد کے منارہ پر دلوائی، رہی یہ دوسری اذان خطبہ، اس کی نسبت تصریح ہے کہ شام نے اس میں کچھ تغیر کیا اسی حالت میں باقی رکھی جیسی نماز رست و نماز خلافت میں تھی۔ امام محمد بن عبد الباقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مواہب شریف جلد ہفتم طبع مصر ص ۳۴۳ میں فرماتے ہیں،

فلما کانت عشی، امر بالاذان قبلہ علی یعنی جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ ہوئے اذان خطبہ

الزور حاشہ نقہ ہشام الى المسجد اى امر  
بفعله فيه ، وحمل لآخر المدي بعد  
جلوس الخطيب على المنبر بين يدیه بعضی  
انه البقاء بالمکان الذى يفعل فيه ، فلم  
يحدث ، بخلاف ما كان بالسروراء فحولہ الى  
المسجد على المترا انتهى

سے پہلے ایک اذان بازار میں ایک مکان کی چھت پر  
دوائی پھر اس پہلے اذان کو ہشام مسجد کی طرف منتقل  
کر دیا یعنی اس کے مسجد میں ہونے کا حکم دیا اور دوسرا  
کہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے وہ خطیب  
کے سراج میں کی یعنی جہاں ہوا کرتی تھی وہیں باقی رکھی اس  
اذان ثانی میں ہشام نے کوئی تبدیلی نہ کی مگر بازار  
والی اذان اول کے کہ اسے مسجد کی طرف مندر پر لے کر آتی تھی

ہاں وہ مجبوراً لکھ کر اذان ثانی کہ امام کی محاذات میں ہونا بدعت کہتے ہیں اور اس کا بھی منارہ پر رہا ہونا  
سنت بتاتے ہیں اُن میں بعض کے کلام میں واقع ہوا کہ سب میں پہلے اذان ثانی امام کے دوبارہ ہشام نے کہوائی  
کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں یہ اذان بھی محاذات امام نہ ہوتی تھی  
منارہ ہی پر تھی ، پھر اس سے کیا ہوا فرض ہشام بیمار سے بھی ہرگز اس کا ثبوت نہیں کہ اس نے اذان خطبہ مسجد کے  
اندہ منبر کے برابر کہوائی ہو جیسی اب بھی جانے لگی اس کا کچھ بتا نہیں کہ کس نے یہ ایجاد نکالی ، اور اگر ہشام سے ثبوت ہوتا  
بھی تو اس کا قول و فعل کیا ہوتا تھا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
بیٹے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام باقر کے بھائی سیدنا امام زید  
بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کر دیا شولی دوائی اور اس پر یہ شہرہ ظلم کو فحش مبارک کو دفن نہ ہونے دیا  
برسوں شولی ہی پر رہی جب ہشام مر گیا تو فحش مبارک کو دفن ہوئی ان برسوں میں بقی مبارک کے کپڑے گل گئے تھے قریب  
تھا کہ بے ستری ہو ، اللہ عزوجل نے بکڑی کو حکم فرمایا کہ اس نے جو مبارک پر ایسا جالافان دیا کہ بچائے تبسن  
ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض صالحین نے دیکھا کہ امام مظلوم زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکسوں  
سے پشت اللہ اس لگائے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں یہ کچھ کیا جاتا ہے میرے بیٹوں کے ساتھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
علیہ وسلم ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت کے خلاف  
ایسے فلم کی سنت پیش کرنا اور پھر امام اعظم وغیرہ پر اس کی تحمت دھرنا کہ ان اماموں نے رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین کی سنت چھوڑ کر ظالم بادشاہ کی سنت قبول کر لی کیا صریح ظلم اور انحراف کرام کی  
شان میں کیسی بڑی گستاخی ہے اللہ عزوجل پناہ دے ، اس کے بدعت حسنہ ہونے کا دعویٰ بعض باطل و

بے اصل ہے۔

(۱) بدعت حسنہ سنت کو بدل نہیں کرتی اور اس نے سنت کو بدل دیا۔

(۲) مسجد میں اذان دینی مسجد و دربار الہی کی گستاخی و بے ادبی ہے۔ علامے کوام فرماتے ہیں ادب میں طریقہ محمودہ فی الشاہد کا اعتبار ہوتا ہے۔ فتح القدیر میں فرمایا،

یصال عن المعهود من وضعها حال قصد یعنی قیام تعظی میں بادشاہوں وغیرہم کے سامنے التحظیم فی القیام والمعہود فی الشاہد منہ باعتبار یرتات بانہ کوکھڑے ہونے کا دستور ہے۔ اسی دستور کا نماز میں لحاظ رکھ کر یرتات باندھیں گے۔ تحت السنۃ۔

اب دیکھ لیجئے کہ درباروں میں و درباریوں کی حاضری پکارنے کا کیا دستور ہے، کیا عین دربار میں کھڑے ہو کر پوزدار چلتا ہے کہ درباریو چلو ہرگز نہیں۔ بے شک ایسا کرے تو بے ادب گستاخ ہے جس نے شاہی دربار نہ دیکھے ہوں وہ یہی کہیں دیکھ لے کیا ان میں مدعی مدعا علیہ گواہوں کی حاضریاں کر کے اندر پکاری جاتی ہیں یا کر کے باہر جا کر کیا اگر چہ اسی خاص کر کچہری میں کھڑا ہو اور حاضریاں پکارے چوتھے تو بے ادب گستاخ ہوتا کہ نہ نکال دیا جائیگا، المسکوس جو بات ایک منصف یا جنت کی کچہری میں نہیں کر سکتے احکم الحاکمین حل جلاز کے دربار میں روا رکھو۔

(۳) مسجد میں چلانے سے خود حدیث میں ممانعت ہے اور فقہاء نے یہ ممانعت ذکر الہی کو بھی عام رکھی جب تک شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت نہ ہو، درختا در میں ہے،

یحرمہ (ای المسجد) السؤال ویکرہ الاعتدال مسجد میں سوال کرنا حرام اور سائل کو دینا مکروہ ہے۔ و رفع صوت بذكر، الا للشفقة۔ مسائل فقہیہ سیکھ سکھانے کے علاوہ وہاں ذکر سے آواز کا بلند کرنا بھی مکروہ ہے۔ (ت)

ذکر اذان کر یہ تو خاص ذکر بھی نہیں کسافی البناية شروح الهداية للامام (یعنی) جیسا کہ امام عینی نے بتایہ شرع ہدایہ میں تصریح کی ہے۔ (ت)

(۴) بلکہ شرع مطہر نے مسجد کو ہر ایسی آواز سے بچانے کا حکم فرمایا جس کے لیے مساجد کی بنائے ہو — صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،



من صومر جلا ینشد صلاتہ فی المسجد ،  
 فلیقل لا مردھا اللہ علیک . فان المساجد  
 لعقین لہذا ۱۱  
 جوگی ہوئی چیز کو مسجد میں دریا فت کرے اس سے  
 کہو اللہ تیری بھی چیز تجھے نہ ملائے ، مسجدیں اس لیے  
 نہیں بنیں ۔ (ت)

حدیث میں حکم عام ہے اور فقہ نے بھی عام رکھا ، درمختار میں ہے ، کہو النشاد ضالۃ (مسجد میں گم شدہ  
 چیز کی تلاش مکر وہ ہے ۔ ت) ، تو اگر کسی کا مصحف شریف گم ہو گیا اور وہ قنوت کے لیے ڈھونڈتا اور مسجد میں  
 پوچھتا ہے اسے بھی یہی جواب ہو گا کہ مسجدیں اس لیے نہیں بنیں ، اگر اذان دینے کے لیے مسجد کی بنا ہوتی تو  
 ضرور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کے اندر ہی اذان دلاتے یا کبھی کبھی تو اس کا حکم فرماتے ، مسجد جس کے لیے  
 بنی زمانہ اقدس میں اسی کا مسجد میں بننا کبھی ثابت نہ ہو یہ کیونکر معقول ، تو جہود ہی ہے کہ اذان عاقری دربار پکارنے  
 کو ہے اور خود دربار عاقری پکارنے کو نہیں بتا ۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ کبھی کبھی سنت کو ترک فرماتے کہ اس کا وجہ  
 ثابت ہو ترک کا جواز معلوم ہو جائے ورنہ احادیث سے سنت کی قرینہ میں ثمة البتہ ایماناً ، خذیک کہ ہمیشہ کیا مگر  
 کبھی کبھی ترک بھی فرمایا اور یہاں صفحہ ایک بار بھی ثابت نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد کے اندر  
 اذان دوائی موجود تھی ہو ثبوت ۔

(۶) فقہائے کرام نے مسجد میں اذان دینے کو مکروہ فرمایا ہمارے اصل فتوے میں گزریں اور حنفیہ کے یہاں مطلق  
 کراہت سے غالباً مراد کراہت تحریم ہوتی ہے جب تک اس کے خلاف پر دلیل قائم نہ ہو اور بیان خلاف پر دلیل  
 دوکر اس کے موافق دلیل موجود ہے کہ یہ گستاخی دربار معبود ہے ۔

(۷) فقہائے کرام نے مسجد میں اذان دینے سے بصیغہ نفی منع فرمایا کہ صیغہ نفی سے زیادہ مکرہ ہے جہاد کثیرہ  
 اصل فتوے میں گزریں اور فقہ کا یہ صیغہ غالباً اُس کے ہمارے جوئے پر دلالت کرتا ہے ، امام ابن امیر الحاج علیہ میں  
 فرماتے ہیں ،

ظاہر قول المصنف و لا یزید علیہا شیئاً ، یسیر  
 قول مصنف لا یرید علیہ شیئاً ، کافی ہر اشارۃ و نفی  
 کہ اسے کہ اس پر اضافہ جائز نہیں ۔ (ت)

کتاب المساجد باب النبی عن نشد الضلۃ  
 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱/۱  
 مطبوعہ مجتہباتی دہلی ۱۳/۱  
 کتاب المساجد باب النبی عن نشد الضلۃ  
 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱/۱  
 مطبوعہ مجتہباتی دہلی ۱۳/۱  
 کتاب المساجد باب النبی عن نشد الضلۃ  
 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱/۱  
 مطبوعہ مجتہباتی دہلی ۱۳/۱  
 کتاب المساجد باب النبی عن نشد الضلۃ  
 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱/۱  
 مطبوعہ مجتہباتی دہلی ۱۳/۱



مطلقاً (اذان میں منہ پھیرے اور اسی طرح تکبیر میں بھی ہر حال میں - ت) قنید میں ہے :

الاصح ان الصلاة عن يمينه ، والفلاح عن شماله ، مت ، شمس ، قمر ، ضلع ، والاقامة كذلك احدى مجده الاثمة التوجعافي وشرف الاثمة السكى والغاصى جبد الجبار والايضا اوصيا والاثمة العجيج .  
اسی یہ ہے کہ حق علی الصلوۃ کے وقت دائیں اور حق علی الفلاح کے وقت بائیں جانب منہ پھیرے مت ، شمس ، قمر ، ضلع . اور اسی طرح اقامت میں بھی اسی منہ سے جبد الائمہ ترجمانی ، شمس سے شرف الائمہ المکی ، قمر سے قاضی جبد الجبار اور ضلع سے ایضاً جبد الجبار الائمہ ترجمانی مراد ہیں - (ت)

اسی میں نقطہ سے ہے :

لا يحول راسه في الاقامة عند الصلاة و الفلاح الا كما تاس ينطقون الاقامة .  
تکبیر کے اندر حق علی الصلوۃ اور حق الفلاح پر دائیں بائیں سر نہ پھیرے مگر اس صورت میں کہ جب لوگ تکبیر کا انتظار کر رہے ہوں - (ت)

مسئلہ از دین خود بخدا ری پر نگاہی مستور مولوی خیار الدین صاحب ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ استھدا ان محمد رسول اللہ جہ اذان و اقامت میں واقع ہے اُس میں اگر مٹھوں کا پُٹھنا جو مستحب ہے اگر کوئی شخص باوجود قائل ہونے استحباب کے ایسا نہ کرے ترک کرے تو وہ شخص قابلِ طاعت ہے یا نہیں ۔

### الجواب

جبکہ مستحب جانتا ہے اور غلطیوں پر اصرار طاعت روا نہیں جانتا غلطیوں پر طاعت کرنے والی کو بُرا جانتا ہے تو خود اگر ایسا نہ کرے ایسا نہ کرے ہرگز قابلِ طاعت نہیں فان المستحب هذا شانه (کہ مستحب کا درجہ و مقام یہی ہے - ت) واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ از مولود آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مدرسہ مولوی عبدالودود قادری برکاتی رضوی طاب علمہ در صدر مذکور

۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

حضور پرنور کے نام مبارک میں کہ لا تھوچوم کر آنکھوں پر لگانا کیسا ہے ؟

## الجواب

جائز بلکہ مستحب ہے جبکہ کوئی ممانعت شرعی نہ ہو مثلاً حالت خطبہ میں یا جس وقت قرآن مجید سُن رہا ہے یا نماز پڑھ رہا ہے ایسی حالتوں میں اجازت نہیں باقی سب اوقات میں جائز بلکہ مستحب ہے جبکہ برکتِ محبت و تعظیم ہو اور تفصیل ہمارے رسالہ میر العین میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶۷ از ادبِ ضلعِ اناؤہ مدرسہ اسلامیہ مدرسہ عبدالحی صاحب مدرس ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذان کے وقت انگڑے چڑھنا اس کا جو طریقہ ہو اور دعا وغیرہ اور جس جس موقع پر کیا جائے مفصل اطلاع بخئیے۔

## الجواب

جب مؤذن پہل بار اشہد ان محمد رسول اللہ کے یہ کہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ جب دوبارہ کہے یہ کہ قوۃ عینی پٹ یا رسول اللہ اور ہر بار انگڑوں کے ناخن انگڑوں سے لگائے آخر میں کہ اللہم متحنی بالنسم والبطور (اے اللہ! میری انگڑوں اور سمیع کو نفع عطا فرما۔ ت۔ مراد المعتاد عن جامع السنن مؤرخ کس العباد (رد المحتار میں جامع الرموز سے اور اس میں کنز العباد سے منقول ہے۔ ستا یہ اذان میں ہے اور تکبیر کے وقت بھی اسی لڑے رکچہ عرب میں کہ بیاد فی وصالتنا (جیسے ہم نے اسے اپنے رسالہ میں بیان کیا۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶۸ از حبیب اللہ ضلعِ بجنور تحصیل دہلی مدرسہ منظور صاحب ۱۱ شوال ۱۳۳۷ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں دستور ہے کہ قبل صلاۃ عیدین دو شخص کھڑے ہو کر کانوں میں انگلیاں دے کر الصلوۃ یوحکمہ اللہ الصلوۃ کنی مرتبہ پڑھتے ہیں آیا یہ فعل جائز ہے یا بدعت؟ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فعل منقول ہے یا نہیں؟

## الجواب

جائز ہے کہ منع نہیں اگرچہ منقول نہ ہو جیسے ترویج نہیں نہیں بلکہ خود صاحبِ شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول کہ عیدین میں مؤذن کو حکم فرماتے کہ الصلاۃ جامعۃ پکارے

ردی الامام شافعی عن الزہری قال کانت  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
امام شافعی نے زہری سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدین کے لیے مؤذن کو

یا صر النودن فی العیدین ، یقول الصلاة جامعة۔ حکم دیا کرتے تھے (کہ یہ بلند آواز سے کہے) تو وہ کہتے تھے

الصلاة جامعة (جماعت نماز تیار ہے)۔ (ت)

لاحرم علمائے کرام نے بالاتفاق عیدین میں صلاة پکارنا مستحب فرمایا، شرع صحیح مسلم امام نووی میں ہے،  
یقول اصحابنا و غیر ہم انه یستحب ان یقال ہمارے علماء شوافع اور دیگر علماء کہتے ہیں کہ الصلاة  
الصلاة جامعة۔

مرقاۃ علی قاری میں ہے،

یستحب ان ینادی لها الصلاة جامعة۔ نماز کے لیے "الصلاة جامعة" کہنا مستحب ہے (ت)

وہ الفاظ کہ سائل نے ذکر کئے الصلاة یوحکمہ اللہ (نماز پر اللہ تم پر رحم کرے۔ ت) انہیں کے معنی  
میں ہیں پس بدعت نہیں مستحب ہیں۔

اقول : وہ جو سلم میں حضرت عابر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نماز عید الفطر کے لیے نہ اذان  
نہ اقامت اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی آواز دی جاتی  
تھی ترس سن کوئی خبیثت نہیں یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کا فتویٰ ہے اسی سے مروی روایت کا ذکر جو پہلے  
ہوا اس میں صوف اتنا ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے  
اذان نہیں ہوتی تھی یعنی اس میں صرف نفی اذان ہے  
حضرت جابر بن سمرة وغیرہ نے اقامت کی نفی کا بھی اضافہ کیا  
حالانکہ ان دونوں کی نفی پر اجماع منقطع ہو گیا ہے اور  
خلافت شاذ قابل توجہ نہ ہوگا، تو اب حضرت جابر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول میں امام نووی کی اس تاویل

اقول : وہ مروی صلوة عن جابر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان لا اذان للصلاة يوم  
الفطر، ولا اقامة ولا نداء ولا شئ من شئ  
منہ ماضی اللہ تعالیٰ عنہ انما یرید ان یشہد ان  
اولاً قال لم یکن یؤد یوم الفطر ولا یوم الاضحیٰ  
ولیس فیہ الا نفی الاذان، وذاہ جابر بن سمرة  
و غیرہ نفی اقامة، وقد انعقد علی نفیہما  
الاجماع، ولا نظر لحداثۃ شاذ، فلا حاجة  
الی ما ذکرہ الامام النووی فی قولہ جابر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ، یتدل علی ان المراد لا اذان، ولا  
قامة ولا نداء فی مصاہبہما ولا شئ من ذلك

۲۳۵/۱	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	سنہ الامام اشافعی من قال لا اذان للعیدین
۲۹۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	سنہ شرع صحیح مسلم امام النووی مع مسلم کتاب صلاة العیدین
۳۰۰/۲	مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان	سنہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب صلاة العیدین
۲۹۰/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	سنہ صحیح مسلم کتاب صلاة العیدین
۲۹۰/۱	" " " "	سنہ شرع صحیح مسلم امام النووی مع مسلم " " " "

کی ضرورت نہیں کہ مراد یہ ہے کہ نہ اذان ہوتی نہ تکبیر اور نہ ہی ان دونوں کی مانند کوئی نہ ہوتی تھی اور شدۃ الامعات کے اس معنوی پر تعجب ہے جو حضرت جابر بن سمرک کی حدیث کے تحت ذکر کیا گیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مصیبت میں ایک یا دو دفعہ سے زائد مرتبہ بغیر اذان و اقامت کے عیدین کی نماز پڑھی کہ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ”المصلیۃ جامعۃ“ کے الفاظ بھی نہیں ملے جاتے تھے اھ یہ لکھ صحیح مسلم میں نہیں اگر ہو تو صرف عدم براہبست پر دلیل ہے یعنی

ومن العجب ما وقع في الاشعة تحت حديث جابر بن سمرق رضي الله تعالى عنه صلوات الله وسلامه على النبي وآله وصحبه وسلم ولا امرتين غير اذان ولا اقامة، نه مراد في رواية، ولا المصلیۃ جامعۃ اه فلا اثر له في صحيح مسلم، ولو كان له يدل الا على عدم المصليۃ، ولم يعارض ما ثبت في مرسل الزهري، ومرسل الثقة حجة عندنا، والله تعالى اعلم۔

بیشکل نہیں فرمائی لہذا یہ مرسل زہری کے معارض ہیں اور مرسل ثقہ ہمارے ہاں محبت ہے۔ (ت۔)

مسئلہ ۳۶۹) زیکیانیر، رواد ہارین، مسئلہ قاضی قرالدین صاحب ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر، دو شریف ہم پڑتے ہیں لیکن ہاتھوں کو پڑا نہیں ہوا یہ ایک نفس کہتا ہے کہ ہر بار نہ ٹپٹ دو مرد و عورتوں سے، اب اگر ارش ہے کہ ہاتھ پوننا کیسا ہے اور پوننا جائے تو کیا ہمارے ذمے گناہ ہوگا، اگر تو مناسخ ہے تو وہ شخص کہ جو نہ پوننے وال کو کھاتہ نہ دے، ہاں کھاتا ہے اُس کے لیے کیا حکم ہے آیا وہ کافر ہوا یا اسلام میں رہا؟

### الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اقدس اذان میں سن کر انگوٹھے پوننا مستحب ہے اچھا ہے ثواب ہے کما فی کتب العباد و جامع المرود و مرد المحتسب و غیرہ (جیسا کہ کتب العباد، جامع الرموز اور رد المحتار وغیرہ میں ہے۔) مگر فرض واجب نہیں کہ ذکر سے گناہ ہو اور صرف اس قدر مرد و عورتوں کو سخت باطل و مردود ہے ہاں جو برائے و باہیت اسے بُر جای کرنے پڑے تو وہ اپنی ضرورت مرد و عورتوں سے و اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷۰) ازربیل مسئلہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

(۱) الاقامة حق للسودن ولا یقیم غیر اذنه، (۲) تکبیر مؤذن کا حق ہے اس کی اجازت کے بغیر سمعت صاحب اساتذہ مرویۃ، وان قال الامام دوسرا نہ کہ، بعض اساتذہ کے حوالے سے میں نے

- بغیرہ قم، وهو ايضا جائز بغیر المکراهة،  
 صحیح، ام لا۔
- (۲) والسکرة فی یوم العید والجمعة ان  
 کبر بغیر اذیت الا مامر الا یجوز الاخذ  
 بقوله ولا بطلت صلوٰۃ من سرک  
 او سجد بتکبیر، صحیح ام لا۔
- ۱۷ یہ سننا ہے کہ اگر امام غیر مؤذن کو کہہ دے ”تکبیر رکوع“  
 ۱۷ تو بھی بلا کراہت یہ جائز ہے، کیا یہ صحیح ہے یا غلط؟  
 (۲) عید اور جمعہ کے موقع پر اگر تکبیر جائز امام کے  
 بغیر تکبیر کہے اس کے قول پر عمل جائز نہیں  
 اور اس کی تکبیر پر رکوع و سجدہ کرنے والے کی نماز  
 باطل نہ ہوئی، کیا صحیح ہے یا نہیں؟

### الجواب

- (۱) انکشاف المؤذن حاضرا لا یقیم عبود  
 الا بذاته ولا ینفی للامام ان یا مرغیرہ  
 بالاقامة الاوجه شرعی مثل ان تکون  
 اقامته مستمدة علی لحن وذلك لانه یوحش  
 المؤذن به۔
- (۱) اگر مؤذن موجود ہے تو اس کی اجازت کے بغیر  
 کوئی دوسرا تکبیر نہ سکے اور امام کے لیے بھی مناسب نہیں  
 کہ شرعی عذر کے بغیر کسی دوسرے کو تکبیر کے لیے سکے، شرعی  
 عذر مثلاً اس کی اقامت لحن پر مشتمل ہو، جائز مؤذن کے  
 عذر اقامت کما مناسب نہیں کہ شاید وہ اسے ناپسند  
 کرتا ہو۔ (ت)
- (۲) هذا باطل لا اصل له، ویحوز التبیہ  
 عن الحاجة وان لم یاذن الامام، بل وان  
 ینہ۔ وهو تعالیٰ اعلم۔
- (۲) یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں، ضرورت  
 کے موقع پر تبلیغ جائز ہے اگرچہ امام اجازت دے  
 بلکہ وہ منع بھی کرے تب بھی جائز ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۴ بیت الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام مقتدیوں کو جب تکبیر نماز کی جائے تو تکبیر شروع ہوتے  
 ہی کھڑا ہونا چاہئے یا سب جی علی الصلاۃ، جی علی الصلاۃ، تکبیر کے تب کھڑے ہوں اور مقتدی و امام  
 اس میں یعنی قیام و قعود میں مساوی ہیں یا ہر ایک کے واسطے جداگانہ حکم ہے، مثلاً جو کہ مقتدی بیٹھے رہیں اور  
 جی علی الصلاۃ پر کھڑے ہوں لیکن امام فوراً جب تکبیر شروع ہو کھڑا ہو جائے اس کا فعل صحیح ہے یا غلط؟

### الجواب

جی علی الصلاۃ پر کھڑے ہوں جس نے کہا امام فوراً کھڑا ہو جائے غلط کہا، حوالہ دے، وائد  
 قائل اعلم۔

مسئلہ ۳۷۲۱ از چتر گڑھ میواڑ مسجد فتح محمد صاحب ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ  
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے حجرہ میں امام ہو اور تکبیر تکبیر شروع کرے اب امام حجرہ سے  
 روانہ ہو ختم تکبیر سے پہلے حتی علی الصلاح کے وقت یا بعد ختم تکبیر مصطلے پر پہنچ جاوے اس میں کوئی قباحت تو  
 نہیں ہے بصورت احیاء یا بصورت دواما، ہر دو صورت کا کیا حکم ہے؟

### الجواب

اس صورت میں کوئی عرج نہیں۔ امام تکبیر کا پابند ہو سکتا ہے بلکہ تکبیر کو امام کی پابندی چاہئے حدیث میں ہے  
 المذون اهلک بالاذان، واکامام اهلک بالاقامة (اذان کا اختیار مؤذن کو ہے اور اقامت کا اختیار  
 امام کو۔ ت) اور اگر وہ تکبیر ہوتے میں پہلے تو اسے بیٹھنے کی بھی حاجت نہیں مصطلے پر جائے اور حتی علی الصلاح یا  
 ختم تکبیر پر تکبیر تحریر کے، یوں ہی بعد خطبہ اسے اختیار ہے کہیں منقول نہیں کہ خطبہ فرما کر تکبیر بولے تک جلوس فرماتے  
 یہ حکم قوم کے لیے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۲۲ از ہرودہ ضلع میرٹھ مسئلہ سید سراج احمد صاحب ۱۲ شعبان ۱۳۴۷ھ

تکبیر سے پہلے کچھ لوگ بیٹھ جاتے ہوں اور کچھ لوگ کھڑے ہوں تو کیا تکبیر شروع ہوتے ہی سب کو کھڑا  
 ہو جانا چاہیے یا بیٹھ جانا چاہیے، اگر بیٹھ رہیں تو کس بعد پر کھڑا ہونا چاہیے، اگر تکبیر شروع ہوتے ہی فوراً کھڑے  
 ہو جائیں تو کچھ عرج نہیں ہے۔

### الجواب

تکبیر کھڑے ہو کر سنتا مکروہ ہے یہاں تک کہ علمائے فرمایا ہے کہ اگر تکبیر ہو رہی ہے اور مسجد میں آیا  
 تو بیٹھ جائے اور جب تکبیر حتی علی الصلاح پر پہنچے اس وقت سب کھڑے ہو جائیں، واللہ تعالیٰ اعلم  
 مسئلہ ۳۷۲۳ محمد عبدالرشید از حصار مدرسہ انجمن محاسن اسلام احاطہ عبد الغفور صاحب

۱۳ محرم ۱۳۴۶ھ

مسجد میں بلا اذان نماز جماعت درست ہے یا نہیں اور تنگ وقت کی وجہ سے صرف تکبیر جماعت  
 کے لیے کافی ہے یا نہیں، جتنا تو خدا۔

### الجواب

بلا اذان جماعت ہونے مکروہ و خلاف سنت ہے، ہاں وقت ایسا تنگ ہو گیا ہو کہ اذان کی گنجائش



نہ ہو تو مجبورانہ خود ہی چھوڑی جائے گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مسائل از شہر کتبہ محد کا نکر ٹولہ مسئلہ فقہی حان ۱۵ محرم ۱۳۳۹ھ

- (۱) اذان سنت ہے یا واجب ؟
- (۲) اذان نابالغ دسے تو جائز ہے یا ناجائز ؟
- (۳) تکبیر واجب ہے یا سنت ؟
- (۴) مصیبت پر امام نہ ہو تو تکبیر جائز ہے یا ناجائز ؟

### الجواب

- (۱) جمعہ و جماعت پنجگانہ کے لیے اذان سنت منکرہ و شمار اسلام و قریب واجب ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۲) نابالغ اگر عاقل ہے اور اس کی اذان اذان بھی چلے تو جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۳) یوں ہی تکبیر بھی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

- (۴) جب امام مسجد میں یہ تہیہ نماز آئے تو تکبیر کہہ سکتے ہیں اگرچہ مصیبت تک نہ پہنچے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر مسئلہ وکیل الہدی طالب علم مدرسہ منظور اسلام ۹ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعت میں اس مسئلہ کو زید بہت ہی چٹا سنتی ہے اہلسنت کے طریقہ پر قدم چلتا ہے ایک ذبح بھی و بابیت کا نقص نہیں پایا جاتا و بابیوں سے قنفر بتا ہے الفرض عقائد میں کسی قسم کی غرائی نہیں ایسے شخص کو کبر و بلی و کافر کہتا ہے چونکہ زید نے بوقت اذان کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک پر انگشت کو بوسہ لیتے ہوئے اور درود شریف باوازی بلند پڑھتے ہوئے نہ دیکھا زید کہتا ہے کہ اذان کا جواب دینا اور درود شریف حضور کے نام مبارک پر اس وقت پڑھنا دل میں چاہیے لہذا میں دل میں پڑھتا ہوں اور جواب ان دیتا ہوں اور زید انگشت پونے سے انکار بھی نہیں کرتا ہے اس وجہ سے زید کو اسلام سے خارج کر کے کفر میں داخل کر دیا ہے اور زید کے عقائد کی حالت بھی ہے۔ اس صورت میں بکر کا یہ کلام زبان سے نکلنا صحیح ہے یا نہیں، اگر صحیح نہیں تو بکر پر شارع علیہ السلام کا کیا حکم جاری ہوگا، بینوا تو جہودا۔

### الجواب

اگر یہ بیان واقعی ہے تو زید کو وہابی کہنا جائز نہیں اور اسے خارج از اسلام ٹھہرانا سنت اشد تکبیر ہے بکر پر تو یہ فرض ہے اور اس وقت درود شریف دل میں پڑھنے سے اگر زید کی مراد یہ ہے کہ زبان سے نہ پڑھا جائے تو غلط ہے زبان سے پڑھنا لازم ہے اور باوازی ہر مستحب ہے کہ اعدا کو بھی ترغیب و تذکیر ہو اور اس پر درود شریف نہ پڑھنے کی بدگمانی نہ ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر محلہ طوگہ پور مسئلہ شفیق احمد خان صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ  
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تکبیر کے شروع ہونے کے وقت امام و مقتدی کو کھڑا رہنا  
 چاہیے یا بیٹھ جانا چاہیے اور بیٹھ جانے میں کیا فضیلت ہے اور کھڑا رہنے میں کیا نقصان ہے؟

### الجواب

امام کے لیے اس میں کوئی خاص حکم نہیں مقتدیوں کو حکم ہے کہ تکبیر بیٹھ کر شنیں ہی علی الفلاح پر کھڑے ہوں،  
 کھڑے کھڑے تکبیر سننا مکروہ ہے یہاں تک کہ تکبیر میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں آئے کہ تکبیر  
 سوری ہو فوراً بیٹھ جائے اور علی علی الفلاح پر کھڑا ہو اور اس میں راز تکبیر کے اس قول کی مطابقت ہے کہ قد  
 قامت الصلاة اور اس نے علی علی الفلاح کہا کہ آدمی کو پانے کو جماعت کھڑی ہوئی، اس نے کہ قد قامت  
 الصلاة جماعت قائم ہو گئی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر بازار شہامت گنج مسئلہ شیت خان ۹ صفر النظر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد اذان کے اور جماعت سے ذرا قبل الصلوة والسلام  
 حدیث یا رسول اللہ الصلوة والسلام جلیک یا حبیب اللہ پڑھنا یا وا ز بند چاہئے یا نہیں؟ ایک شخص کہتا ہے  
 کہ صلاۃ و سلام پڑھنے سے اذان کی حیثیت ٹھکی سے کر دی جوت میں ہے وہ اس سے مشرف فرمایا جاسے۔

### الجواب

پڑھنا چاہیے اور صلاۃ و سلام سے اذان کی حیثیت بڑھتی ہے کہ وہ اعلام کے لیے تھی اور یہ اسی کی ترقی ہے  
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر محلہ صابوگر مسئلہ کنایت درری ساز ۱۱ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص وہابی ہے یا ان کا خیال ہے اگر وہ اذان دے سنتی کی  
 مسجد میں تو اس کا جواب سنتی دے یا نہیں، اور جب سنتی اس مسجد میں نماز کے لیے جائے تو اپنی اذان کے یا اسی کی  
 اذان پراکتفا کرے اور دوسری اذان نہ کہے؟ مینوا تو جروا۔

### الجواب

اسم جلال پر بکرہ تعظیم اور نام رسالت پر درود شریف پڑھیں گے اگر پیر اسما سے طیبہ کسی کی زبان سے ادا ہوئی  
 مگر دیانی کی اذان اذان میں شمار نہیں جواب کی حاجت نہیں، اور اہلسنت کو اس پراکتفا کی اجازت نہیں بلکہ ضرور  
 دوبارہ اذان کہیں، درمختار میں ہے، و بعد اذان کا ضرور حاسق (کا فز اور فاسق) کی اذان لوٹائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۸۰ موضع بشارت گنج ضلع بریلی مسطور حاجی فنی رضا خان صاحب رفوی ۲۷ صفر ۱۳۲۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صلوٰۃ جو بعد اذان بلفظ الصلوٰۃ والسلام عیدک یا رسول اللہ پڑھی جاتی ہے مخالف کتا ہے کہ یہ فعل قرآن شریف اور حدیث شریف کے باہر ہے اور شارب اسلام کے خلاف ہے یا کوئی جگہ بتائے کہ فرض ہے یا واجب یا سنت ہے یا مستحب، اور یہ فعل نیم مولوی کا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا ہے یا نہیں اس کو امام بنانا چاہئے یا نہیں؟

(۲) بروقت جماعت کے قبل جو تکبیر پڑھی جاتی ہے اس کو زیہ کتا ہے کہ امام و مقتدی جلیلہ کوسنیں، عمر و کتا ہے کہ کھڑے ہو کر سنا چاہیے اور بروقت قیام ہے اور سنے مولویوں کی فتنہ انگیزی کی بات ہے۔

### الجواب

مخالف جھوٹا ہے اور شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے ثبوت دسے شرع مطہر نے اسے کہاں منع فرمایا ہے کہ خلاف شرع کتا ہے ہاں وہ فردا مستحب ہے اور اصل فرد فرض ہے قال اللہ تعالیٰ،

ان الله و عليه صلتون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما  
بیشک اللہ اور اس کے سب فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر اسے ایمان والو اور دو محبوبان پر اور خوب سلام عرض کرو اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رب عز وجل کا حکم مطلق ہے اس میں کوئی استثناء فرمایا ہے کہ بعد اذان کے بعد بھی جب پڑھا جائیگا اسی حکم الہی کا استعمال ہوگا لہذا ہر بار درود پڑھنے میں اسے فرض کا ثواب ملتا ہے کہ سب اسی مطلق فرض کے تحت میں داخل ہے تو جتنا بھی پڑھیں گے فرض ہی میں شامل ہوگا لہذا اس کی تلاوت قرآن کریم ہے کہ ویسے تو فرض ایک ہی آیت ہے اور اگر ایک کلمہ میں سارا قرآن علیہ تلاوت کرے تو سب فرض ہی میں داخل ہوگا اور فرض ہی کا ثواب ملے گا سب فاقروا ما تيسرو من القرآن (پس پڑھو قرآن سے جو تمہیں آسانی ہے۔ تاکہ اے اطلاق میں ہے آج کل ایسا انکار کرنے والے کوئی نہیں مگر وہ باہر اور دباہر کے پیچھے نماز باطل فرض ہے واقعہ حاسنے اعلم۔

(۲) مسئلہ شریعہ کو سننے مولویوں کی فتنہ انگیزی کہ اگر براہ جماعت نہ ہو کہ کفر ہے کہ توہین شریعت ہے مقتدیوں کو حکم یہ ہے کہ تکبیر جلیلہ کوسنیں جب تکبیر حمی علی الفلاح پڑھنے اس وقت کھڑے ہوں کہ اس کے اس قول کی مقتدی ہو جو وہ اس کے بعد کہے گا کہ قد قامت الصلوٰۃ جماعت کھڑی ہوئی یہاں تک کہ اثر تکبیر ہو رہی ہے اور اس وقت کوئی شخص باہر سے آیا قرآن خیال ذکر سے کہ چند کلمات رہ گئے ہیں پھر کھڑا ہونا ہوگا کھڑا فوراً جلیلہ جاسے اور حمی علی الفلاح پڑھ

کھڑا ہو۔ تکبیر یہی ہے۔

اد ادخل الرجل عند الاقامة يركع لما استقام  
قائما ولكن يقعد ثم يقوم اد ابلغ المؤذن  
قوله حي على الصلاة - كذا في المصبر امت -  
والله اعلم -

مسئلہ ۳۸ از ریاست رام پور علامہ دین خان گلی موچیاں مستولہ محمد نور ۱۰ رمضان ۱۳۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں پنجگانہ اذان واسطے نماز کے کہاں کی جائے اور بانی مسجد نے کوئی جگہ اذان کی مقرر نہیں کی اکثر لوگ مسجد میں اذان کہہ دیتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مسجد کی داہنی طرف یعنی جہرب کو اذان ہو اور مسجد کی بائیں طرف یعنی شمال کو تکبیر کی جائے اور جس مسجد کا کوٹھانہ ہو صاف میدان عدست ہو اُس مسجد کی کون سی داہنی اور بائیں پر ٹل کیا جائے اور یہ بھی سُنا ہے کہ جماعت پر حق سبحانہ کی رحمت اول نام پر اور بعد اس کے صف اول کی داہنی جانب سے تمام پر شروع ہوتی ہے پھر دوسری تیسری صفوں پر آخر تک جن لوگوں کا یہ قول ہے کہ مسجد کی داہنی جانب جہرب ہے اسی جانب سے مصیبات پر رحمت حق نازل ہوتی ہے یا اس کے بالعکس اور منبر مسجد کو بائیں جانب کہتے ہیں اور نہ مسجدوں میں دایں جانب اور بائیں جانب بُرج بنے ہوتے ہیں اُنس پر اذان ہوا کرتی ہے اس وقت کے مؤذنان نے اُس کو چھوڑ دیا مسجد میں جہاں چاہتے ہیں اذان کہہ دیتے ہیں آیا اذان پنجگانہ نماز سنت خارج مسجد مثل منہ حیر وغیرہ ہے یا مسجد میں اذنا تو عروا۔

### الجواب

مسجد میں اذان کہنا مطلق منع ہے خلاصہ و جندیہ و بحر الرائق وغیرہ میں ہے لا یؤذن فی المسجد  
(مسجد میں اذان نہ دی جائے۔ ت۔ نظم زندگینی و جامع الرموز میں ہے ایکوہ الاذن فی المسجد) مسجد میں

۵۴/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	۵۴/۱	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور
۴۹/۱	مکتبہ حبیبیہ کونٹہ	۴۹/۱	مکتبہ حبیبیہ کونٹہ
۵۵/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	۵۵/۱	نورانی کتب خانہ پشاور
۲۵۵/۱	ایک ایم سعید کمپنی کراچی	۲۵۵/۱	ایک ایم سعید کمپنی کراچی
۱۲۳/۱	مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران	۱۲۳/۱	مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران

موسٹ جامع الرموز میں یہ عبارت بالمتنی سے بالالفاظ نہیں جامع الرموز کے الفاظ یوں ہیں : مانہ لا یؤذن فی المسجد فانہ حکوہ کما فی النظم۔ نذیر احمد سعیدی

اودان محروم ہے۔ ت) اذان کے لیے کوئی دہنی بائیں جانب مقرر نہیں، منارہ پر جو جس طرف ہو اور جہاں منارہ یا کوئی بلند ی نہیں وہاں فصیل مسجد پر اس کی طرف ہو جو دہر مسلمانوں کی آبادی راندہ ہے اور دونوں طرف آبادی برابر ہو تو انصاف ہے جو دہر چاہیں ہیں۔ تکبیر میں مناسبت یہ ہے کہ امام کے محاذی ہو ورنہ امام کی دہنی جانب کہ مسجد کی بائیں جانب ہوگی ورنہ جہاں بھی جگہ ملے۔ رجعت الہی پہلے امام پر آتی ہے پھر صفت اول میں جو امام کے محاذی ہو پھر صفت اول کے دہنے پر پھر بائیں صفت دوم میں امام کے محاذی پھر دوم کے دہنے پھر بائیں پر اسی طرح آخر صفوں تک۔ امام کا دہنا مسجد کا بائیں ہوتا ہے مسجد میں عمارت جو دہن ہو کہ مسجد تابع کعبہ معظمہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از درنگرد ایر مرسانہ۔ گجرات کا ذیکے دروازہ متصل مکان چاند رسول مسئلہ عبدالرحیم احمد آبادی

۲۲ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مسجدوں کے دروازوں پر گھنٹا لٹکا کر نچوٹہ نمازوں کے وقت پر جاننا مشابہت کفار سے یا نہیں۔ جیزا توجروا۔

### الجواب

یہ سنت حرام اور ناپاک و ملعون فعل کفار ملعونین سے برا اور اشد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از اکثر اصحاب بلا سید۔ ی پی مسئلہ عبدالرحیم احمد آبادی ۲۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک مؤذن روزہ نہیں رکھتا کتنی ہی بار امام سے لڑنے پر آمادہ ہوا امام سے کہا زیادہ بات کرے گا تو تنگ کرنا لی میں موڑ کر ڈوں گا ایک ہی خبر کا لہجہ لگائے والا بھانڈا می مسخرا چور بھی مسجد کے چار قفل چوری کیے پتا لگنے پر کہا تم نے دو دیے تھے ابھی تک وہ مسروق قفل اس کے پاس ہیں امام پر بہتان لگاتا ہے کہ تم مسجد کی لائشیں کا تیل چوری کرتے ہو حالانکہ کبھی نہیں دیکھا امام کہتے ہیں اگر ثبوت مل جائے تو میرا ہاتھ کاٹ لو بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر بھی تو کبھی درود شریف پڑھتے نہیں سنا اور ۵ رمضان کو عین جماعت فجر کے وقت جھڑو دیتا تھا میں نے کہا ابھی جھاڑو نہ دو تو جماعت کے سامنے کھنکھانکا کہ موت تو تو آگ نہ مورتو، بے حیا ڈاکا فساد ہے ایک روزہ دار مسافر کو بھی ہسکاتا تھا لہذا اس مؤذن کے متعلق فتوے سے مطلع فرمائیں۔

### الجواب

اگر یہ باتیں واقعی ہیں تو وہ مؤذن ہی سمیت فاسق فاجر ہے اُسے مؤذن بنانے کی ہرگز جازت نہیں اُسے معزول کرنا لازم، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الامام من والى المؤذن هو معون (امام جو اُسے اور مؤذن امین ہے) رواہ ابوداؤد والترمذی

۲۹/۱

مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور

لے جامع الترمذی باب ما جاء من الامام ضامن

۴۴/۱

" " " " " " " "

مسئلہ ابی داؤد باب ما یکب علی المؤذن

وابن حبان والبیہقی عن ابی ہریرۃ واحمد عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند صحیح (۱) اسے  
ترمذی، ابن حبان اور بیہقی نے سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عزادار امام احمد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
میں گند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت) اور ظاہر ہے کہ فاسق امین نہیں ہو سکتا لہذا مقصود اذان کہ، عظام باوقاست  
نہ روز محری و افطار ہے فاسق کی اذان سے حاصل نہیں ہو سکتا، تنویر میں ہے،

یجوز اذان صبی صراحت و عبید و  
اعلیٰ  
قرب البطلان بچے، عندہم اور نابینا کی  
اذان جائز ہے۔ (ت)

تبیین الحقائق میں ہے،

لان قولہم مقبول فی الامور الدینیۃ،  
فیكون مبذوماً، فیحصل بہ لاعلام بخلات  
الفاستق  
رواق میں ہے،

یؤخذ من قد صاہ من انه لا یحصل الاعلام  
من غیر العدل ولا یقبل قرینہ انہ لا یجوز لاحتمال  
على البطلان الفاسق خلف الاما  
ہمارے سابقہ بیان سے واضح ہو چکا ہے کہ اعظام  
بغیر عدل کے حاصل نہیں ہو سکتا اور اس کا قول قبول  
نہیں کیا جائیگا یعنی امام کے پیچھے فاسق مگر پر امتداد  
جائز نہیں۔ (ت)

درمختار میں ہے،

و جزم المصنف بعدم صحۃ اذا مت محسوس و  
ومفتوء وصبی لا یعتد قلت وکافر و فاسق  
لعدم قبول قوله فی المدیات  
مصنف نے دیرونی، ناقص عقل، نا سمجھ بچے کی اذان  
پر عدم صحت کے ساتھ جزم کیا ہے۔ میں کہت ہوں اور  
کافر و فاسق بھی اس مثال میں شامل ہیں، کیونکہ ان کا  
قول امور دینیہ میں معتبر نہیں۔ (ت)

۶۳/۱	مطبوعہ مجتہباتی دہلی	شرح تنویر الابصار باب اللذان	سہ درمختار
۹۵/۱	مطبوعہ مکتبۃ امیر برہان مصر	"	سہ تبیین الحقائق
۲۹۰/۱	مطبوعہ ابائی مصر	"	سہ رد المحتار
۶۴/۱	مجتہباتی دہلی	"	سہ درمختار

غیر میں ہے،

یحب اعادة اذن السكران والمجنون و  
نصب غیر العاقل لعدم حصول المقصود لعدم  
لاعتدای عن قولہم اھ وقد نقده فی رد المحتار  
واقربہ بل یدہ بہ بحث البکری فلا وجہ لبحثہ  
فی انفاست وقد سلمہ عدم حصول المقصود  
بإذناہ کما تقدم۔

فشر کرنے والے اور مٹنے، تاباخیج بچہ کی اذان لڑائی جائیگی  
کیونکہ ان کے قول پر عدم اعتماد کی وجہ سے مقصود حاصل  
نہیں ہو پاتا ۱۳ رد المحتار میں اسے نقل کر کے ثابت  
رکھا بلکہ بھر کی عبارت سے اس کی تائید کی پس فاسق  
کے بارے میں بحث کی حاجت ہی نہیں کیونکہ بچے  
مزدحکا ہے کہ اس کی اذان سے سلام کا حصول مسلمہ

واللہ تعالیٰ اعلم  
طریق پر نہیں ہوتا۔ (ت)

مسئلہ ۳۲۴ از سینہ الیم فیصل عینی مال مستوفی سراج علی خان صاحب قادری رضوی بریلوی ۱۹ شعبان ۱۳۳۹ھ  
کی فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں نماز جماعت کے لیے اذان پنجوقتہ کیا اہمیت رکھتی ہے  
مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ چار شخص جماعت سے نماز پڑھیں تو اذان ضروری ہے یا نہیں۔ جینا تو جبروا

### الجواب

مسجد میں پانچوں وقت جماعت سے پہلے اذان سنت مذکورہ قریب، جب ہے اور اس کا ترک بہت شنیع،  
یہاں تک کہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کسی شہر کے لوگ اذان دینا چھوڑ دیں تو میں ان پر جہاد کروں گا۔  
شہر میں اگر کچھ لوگ مکان یا دکان یا میدان میں اذان نہ کہیں تو حرج نہیں، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اذان  
ادان اللہ یکھیا محمد کی اذان ہیں کفایت کرتی ہے، یوں ہی مسافر کو ترک اذان کی اجازت ہے لیکن اگر قیامت  
بھی ترک کرے گا تو مکروہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۲۵ از بریلی بازار مستوفی عزیز الدین خان دکاندار ۲۰ شوال ۱۳۳۹ھ

کی فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کتا ہے کہ نماز سے قبل صلاۃ پکارتا اور اذان ثانی باہر  
مسجد کے کتا دبا بید کا کام ہے اُس کے بچے نماز جائز ہے یا نہیں؟ جینا تو جبروا

### الجواب

نماز سے پہلے صلاۃ پکارتا ستمیں ہے حرمین شریفین و تمام بلاد دارالاسلام میں راجح ہے اسے دبا بید کا کام

کنا عجیب ہے وہاں یہی اسے بڑا کہتے ہیں اذانِ ثانی امام کے سامنے منبر کے محاذی مسجد کے باہر ہوتا ہے جی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے صدیق اکبر کی سنت ہے، فاروقی کا حکم کی سنت ہے، اُسے وہاں یہ کلام کنا محض بہارت و عاقبت ہے اگر یہ شخص جاہل ہے کسی اہل حق سے سُنی سانی ایسی کہتا ہے اُس کے مذہب میں کوئی فتور نہیں اور فاسق معنی بھی نہیں اور اس کی عمارت و قرأت صحیح ہے قرآنِ شریف کے ساتھ اس کے پیچھے نمازیں حرام نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

---



## رسالہ

# مُنِيرُ الْعَيْنِ فِي حُكْمِ تَقْبِيلِ الْإِبْهَامَيْنِ

(انگوٹھے چومنے کے سبب آنکھوں کا روشن ہونا)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذان میں گزرا شہدا ان محمدًا رسول اللہ ﷺ کے انگوٹھے چومنا آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟ بَقِيَتْ اَوْ جُنْدًا۔

## فتویٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمام خوبیاں اللہ کے لیے جس نے گروہ انبیاء و مرسلین کے سربراہ کے نور سے تمام مسلمانوں کی آنکھوں کو روشنی بخشی، عطا و سلام ہو اس پر جو آنکھوں کا نور پریشان دلوں کا سرور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کا ذکر اذان و نماز میں بلند ہے۔ جس کا اسم گرامی ہلایمان کے ہاں نہایت ہی محبوب ہے، آپ کی آل و اصحاب پر

الحمد لله الذي نور عيون المسلمين بنور عين اعيان المرسلين، والقسلة و السلام على نورا لعيون سرور القلب المحزون محمدًا الرفيع ذكوة قلب الصلاة والاذان، والمحبيب اسمه عند اهل الايمان، وعلى آل وصحبه

المشروحة حمد و رهم للجلال اسودا و  
المفتوحة حية فهم بجمال انوارا، واشهد  
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له،  
وان محمدا عبده ورسوله  
يا مهدى ودين الحق ارسله  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ  
الہ وصحبہ اجمعین، وعلینا  
معہم وبعہم ولہم یا ارحم الراحمین  
'میں'، قال العبد الدلیل للمولی العلیل  
عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی السنی الخفی  
القادری البرکاتی البریوی، نور اللہ حیونہ و  
صلوہ شیعونہ مستعینا برہب، شفق من شمس  
ما خلق و حامدا اللہ علی ما اللہم ووفقہ۔

جی کے مبارک سینے آپ کے اسرار و رموز کے جلال کیسے  
کھل دیے۔ اور میں کی آنکھوں کو آپ کے انوار جمال  
سے منور کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے  
سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے اور حضرت  
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے برگزیدہ بندے  
اور رسول ہیں جن کو چاہت اور دین حق کے ساتھ مبعوث  
کیا اللہ ہم پر بھی رحمت ہو ان کے ساتھ، ان کے سبب  
اور ان کے صدقہ میں یا ارحم الراحمین، مولیٰ حلیل کا بے دلیل  
عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی بٹی، حنفی، قادری، برکاتی، برہوی  
کتاب ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو منور فرمائے اور اس کے  
تمام احوال کی اصلاح کرے درنہا لیکہ وہ رب العلق کی پناہ  
میں آجائے، بہت کم محنت کے شر سے اور حمد کرتا ہے اللہ کی  
اس پر جو اس نے عطا کی اور اس کی توفیق دی۔ (ت۔)

## الجواب

حضور پر نور شفیع یوم النور صاحب لوہک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سننے وقت انگوٹھے  
یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز، جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم، اور خود اگر  
کوئی دلیل نہ ملے تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لیے دلیل کافی تھا، جو نایاب نہ بتائے ثبوت دینا اس کے  
ذمہ ہے کہ قائل جواز متمسک باصل ہے اور تمسک باصل محتاج دلیل نہیں، پھر یہاں تو حدیث و فقہ و ارشاد علماء و عمل  
قدیم سلف صلی سب کچھ موجود۔ علامتے محدثین نے اس باب میں حضرت غنیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا  
صدیق اکبر و حضرت یحیٰ بن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن و حسین و حضرت نقیب ادیانے رسول اللہ صلی  
تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر اسد اللہ علیہ وسلم علیہ السلام و غیرہم اکابر دین سے حدیث روایت  
فرمائی جس کی قدر سے تفصیل امام علامہ تمس الدین سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مستطاب مقاصد حسنہ میں ذکر فرمائی  
اور جامع الزمور شرح نقیۃ مختصر لوقایہ و فتاویٰ صوفیہ و کنز العباد و رد المحتار حاشیہ در مختار و غیرہ کتب فقہ میں اس  
فعل کے استحباب و استئمان کے صلیت تصریح آئی، ان میں اکثر کتابیں خود مانعیں اور ان کے اکابر و علماء مثل مشکوٰۃ

وغیرہ کے مستندات سے ہیں اور ان حدیثوں کے بارہ میں اُنی محدثین کرام و محققین اعلام نے جو تصحیح و تضعیف و تخریج و توثیق میں دائرہ بہت حدال سے نہیں نکلے اور راہِ تساہل و تشدد نہیں چلتے حکم اخیر و خلاصہ بحث و تنقیر یہ قرار دیا کہ خود حضرت اقدس سید عالم سے، ائمہ قائلین علیہ وسلم سے جو حدیثیں یہاں روایت کی گئیں باصطلاح محدثین درجہ صحت کو جائز نہ ہوں، مقاصد میں فرمایا،

لا نصحہ فی المرفوع من کلّ هذا شیئاً۔ بیان کردہ مرفوع احادیث میں کوئی بھی درجہ صحت پر فائز نہیں۔ (د ت)

مولانا علی قادری علیہ رحمۃ الہی ہر موضوعات گہر میں فرماتے ہیں، کل ما یرد فی ہذا خلاصہ مرفوعہ البتہ۔ اس بارے میں جو بھی روایات بیان کی گئی ہیں ان کا مرفوع ہونا حتمی ہے۔ (د ت)

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی، الکتاب میں علامہ اسماعیل خراجی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں، لا نصحہ فی المرفوع من کلّ هذا شیئاً۔ بیان کردہ مرفوع احادیث میں کوئی بھی درجہ صحت پر فائز نہیں۔ (د ت)

پھر خادم حدیث پر روشنی کی سعادت کدیب میں بھی صحت نہ ہو۔ کہیں مستند نہیں۔ نہ لفظی صلاح و تمام سبک و صلاح تسک نہ کہ دینی وضع کذب، تو عند تحقیق ان احادیث پر جیسے باصطلاح محدثین حکم صحت صحیح نہیں پڑی حکم وضع و کذب بھی ہرگز مقبول نہیں بلکہ تصریح اکثر فن کثرت طرق سے جبر نقصان مقصور آدم علی علماء قبول قدما حدیث کے لیے قوی و دیگر آئندہ سہی تو ضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول، اور اس سے بھی گزریے تو چاہے مشہور یہ فعل اکابر دین سے مروی و منقول اور مصلحت صالح میں عطا صحت بصورت و شنائی چشم کے لیے مجرب اور معمول، ایسے عمل پر بالفرض اگر کچھ نہ ہو تو اسی قدر سند کافی بلکہ اصلاً نقل ہی نہ ہو تو صوف تجرید والی کو آخر اُنس میں کسی حکم شرعی کا ازالہ ہیں نہ کسی سنت ثابتہ کا خلاف اور نفع حاصل تو منع باطل۔ بلکہ انصاف کیجئے تو محدثین کا علمی صحت کو احادیث مرفوعہ سے خاص کرنا صاف کد رہا ہے کہ وہ احادیث مرفوعہ کو غیر صحیح میں لکھتے پھر یہاں حدیث موقوف کیا کہ ہے، ولہذا مولانا علی قادری نے عبارت مذکورہ کے بعد فرمایا، قلت اذا ثبت مرفوعہ الی الصدیق رعی اللہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت

تَعَالَى عَنْهُ فَيَكْفِي لِلْعَمَلِ بِهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بَسْمُكَ وَسَمَةِ الْخُلَفَاءِ  
الرَّاشِدِينَ عَلَيْهِ

عمل کو پس ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
قرآتے ہیں میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے  
خلفائے راشدین کی سنت۔ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم وجمعین۔

تو حدیث سے کسی شے کا ثبوت بعینہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے اگرچہ بالخصوص حدیث  
مرفوعہ وچہ صحت تک مرفوعہ نہ ہو، امام سخاوی المقاصد الحسنة فی الاحادیث الذاریة علی الالسنہ میں فرماتے ہیں،  
حدیث شریفہ: صحیح العیسیٰ بن باطن انملیٰ لعیبایتین  
بعد تقدیلہما عند سماع قول المؤذن اشہد  
ان محمداً رسول اللہ مع قوله اشہد ان  
محمداً عبداً ورسولاً من ضعیف بائین  
من باء بالاسلام دینا وبعیداً بمحمد صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم ونبی ذکرہ اللہ ملیس  
فی العرف و من حدیث ابی نکر وصدیق مرعی  
للہ تعالیٰ عنہ انہ لما سمع قول المؤذن  
اشہد ان محمداً رسول اللہ قال هذا  
وقبل باطن الاصلین البایتین وسمی  
عیسیٰ فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من  
فَعَلَ وَثَلْ مَا فَعَلَ خَلِیْنِی فَقَدْ حَلَّتْ عَلَیْهِ  
شَفَاعَتِی وَلَا یَصِحُّ

یعنی مؤذن سے اشہد ان محمداً رسول اللہ سن کر  
انگشتاں شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر  
آنکھوں پر دنا اور دنا چار حنا اشہد ان فَعَلَ خَلِیْنِی  
وَوَسُوْلًا مِنْ ضَعِیْفٍ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِیْنًا  
وَبِعَمَلٍ ضَعِیْفٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا  
اس حدیث کو دیکھ کر نے مسند احمد وکس میں حدیث سیدنا  
صدیق اہل بیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جب اس  
جانب سے مؤذن کہ اشہد ان محمداً رسول اللہ  
کہتے پناہ دنا چار و دنا چار کے کی انگلیوں کے پورے  
جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگاتے، اس پر  
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ  
جیسا کہ پائے کی لاس کے میری شفاعت حاصل ہو جائے  
حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں  
درجہ صحت نام رکھتے ہیں۔

پھر فرمایا،

وَكَذَا مَا أَوْصَى بِهِ ابْنُ الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ

یعنی ایسے ہی وہ حدیث کہ حضرت ابو العباس احمد بن ابی بکر

الرداد الخالی المتصوف فی کتابہ موجبات الرحمة  
وعزائم المغفرة یستند فیہ مجاہیل مع  
انقطاعه عن المحضر علیہ السلام اذ قال  
من قال حین یسمع المؤمن یقول اشهد ان  
محمد رسول الله ، مرجحاً یجیبی وقرع عینی  
محمد بن عبد الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم ،  
ثور یقتل ابهامیه و یجعلہم علی عینیہ  
لہ یوم ابد الیہ

پھر فرمایا ،

ثم روی بسند یحییٰ من لم اعرفہ عن اخب  
الفقہ محمد بن ابی اقیسا حکي عن نفسه  
انه هبت مریح ، فوقت منه حصاة فی عینہ  
فاغیاه لمرحها والمتہاشدا لفرع واقس  
لہا سمع المؤمن یقول اشهد ان محمد رسول  
الله ، قال ذلك وخرجت الحصاة من فوسہا ،  
قال الرداد رحمہ الله تعالیٰ ، وهذا یسیر  
فی جنب فضائل الرسول الله صلی الله تعالیٰ  
علیہ وسلم

پھر فرمایا ،

وحکی ان شمس محمد بن عباس المدنی اصابہ  
وحطیبا فی تاریخہ من المجد احد القدماء  
من المصريين ، انه سمعہ یقول من صلی

رداد الخالی متوفی نے اپنی کتاب موجبات الرحمة وعزائم المغفرة  
میں ایسی سند سے جس میں مجاہیل ہیں اور منقطع بھی ہے  
حضرت سیدنا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت  
کی کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص مؤمن سے اشہد ان  
محمد رسول الله سن کر مرجحاً یجیبی وقرع عینی  
یعنی محمد بن عبد الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم  
وصلہ کے پھر دونوں انگوں کے چوم کر آنکھوں پر رکھے  
اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

یعنی پھر ایسی سند کے ساتھ جس کے بعض رواۃ کو ہیں  
ہیں پہچاننا فقیر بن ابی بک کے بھائی سے روایت کی  
کہ وہ اپنا حال بیان کرتے تھے ایک بار جو اچل ایک  
کنری ان کے درمیان پر لگی نکلتے تھک گئے ہرگز نکل  
اور نہایت سخت درد پہنچایا انہوں نے مؤذن کو اشہد  
ان محمد رسول الله کہتے ہوئے یہی کہ فوراً نکل گئی  
رداد بکر اذہ تعالیٰ فرماتے ہیں مصطفیٰ صل الله تعالیٰ  
علیہ وسلم کے فضائل کے حضور اتنی بات کیا چیز  
ہے۔

یسی شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام  
وحطیب نے اپنی تاریخ میں جو مصری سے کہ سلف  
صالح میں تھے نقل کیا کہ میں نے انہیں فرماتے سنا

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سمع  
ذکرة فی الاذن ، وجسمه اصبغہ السبحة  
والایهام وقلمہ ومسح بہما عینہ لیس  
یومدا مدائن

پھر فرمایا ،

قال ابن صالح ، سمعت قلت ایضا من الفقیہ  
محمد بن الرمدی عن بعض شیوخ العراق  
او العجم انہ یقول عند ما یسبح عینیہ ، صلی  
اللہ علیہ یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب  
قلی و یا مورعہری یا قرۃ عینی ، قال لی کل  
منہما عند فعلہ لہ ترمذ عینی

پھر فرمایا ،

قال ابن صالح وانا ولله الحمد والشکر مند  
سمعتہ منہما استعملتہ ، ہذا ترمذ عینی  
وامرجان عینہما تدوم وانی اسلموسن  
الہی ان شاء اللہ تعالیٰ

پھر فرمایا ،

قال وروی عن الفقیہ محمد بن سعید الخولانی  
قال اخبرنی الفقیہ العلام الوالحسن علی بن محمد  
بن حدید المحسینی ، اخبرنی الفقیہ الزاهد المولانی

جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں  
سُن کر لڑکی اُنکلی اور اُنکو ٹھٹھا سے اور انھیں برسہ  
دے کر آنکھوں سے لگائے اُس کی آنکھیں کبھی نہ  
دھکیں۔

یعنی ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زری  
سے بھی سنا کہ بعض مشایخ عراق یا عجم سے راوی تھے اور  
ان کی روایت میں یوں ہے کہ آنکھوں پر مس کرتے وقت  
یہ ورد عرض کرے صلی اللہ علیہ یا سیدی یا  
رسول اللہ یا حبیب قلی و یا مورعہری یا قرۃ عینی  
و یا قورۃ عینی ، اور دونوں صاحبوں یعنی شیخ محمد و  
فقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرتے ہیں  
ساری آنکھیں نہ دھکیں۔

یعنی ، ابن صالح مدوح نے فرمایا اللہ کے لیے حمد و  
شکر ہے جب سے میں نے یہ عمل ان دونوں صاحبوں  
سے سنا اپنے عمل میں رکھی آج تک میری آنکھیں  
نہ دھکیں اور اُمید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں  
کبھی انہ سارہ مرنے کا : ان شاء اللہ تعالیٰ ۔

یعنی بنی امام مدنی فرماتے ہیں فقیہ محمد سعید خولانی سے مروی  
جو اگر انھوں نے فرمایا مجھے فقیہ عالم ابو الحسن علی بن محمد  
بن حدید حسینی نے خبر دی کہ مجھے فقیہ زاہد بلانی نے

حضرت ام حسن علی جدہ لکیرہ وغیرہ الصلوٰۃ والسلام سے  
خبر دی کہ حضرت امام نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کو اشهد  
ان محمدًا رسول اللہ کہتے سن کر یہ دعا پڑھے مَوْحِبًا  
بِعَیْنِیْ وَ قُوَّةً بِعَیْنِیْ مُحَمَّدٍ اِنِّیْ عَبْدُیْ اللہ  
صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور بنے انکو کھٹے  
چوم کر انکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہو نہ آنکھیں دکھیں۔

یعنی عاؤسی فرماتے ہیں اُنھوں نے جو جوشمس لہریں  
محمد بن ابی نصر یحاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے  
کلمات شہادت سن کر انکھوں کے، غن چومے اور  
آنکھوں سے ملے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ خَفِّضْ  
حَدِّ قَتْلِیْ وَ نَوِّ رَحْمَۃً عَلَیْ کَیْۤہِ حَدِّ قَتْلِیْ مُحَمَّدٍ  
رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
نورس کھمّا ۱ ازنا نہ ہو۔

یعنی خبردار ہو بیشک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہل  
بار اشهد ان محمدًا رسول اللہ سے پہلے اللہ  
حَیْثُ یَا رَسُوْلَ اللہ کہے اور دوسری بار قُرْۃً عَلَیْکَ  
یَا رَسُوْلَ اللہ پھر انکھوں کے ماحن آنکھوں پر  
رکھ کر کہے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْ بَیْۤی بِالْشَّجْعِ وَ ابْتَصِّرْ لَکَ بَیْ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے سے جنت  
میں لے جائیں گے، ایسا ہی کثر العباد

بن الحسن علیہ السلام، ائمہ قال، من قال  
حین یسمو المؤذن یقول اشهد ان محمدًا  
رَسُولَ اللہ مَرْجَبٌ حَیْثُ وَ قُرْۃً عَلَیْکَ مُحَمَّدٌ  
عَبْدُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، و یَقْبَلُ  
اَبْہَا مَیْہِ وَ یَحْمِلُہَا عَلٰی عَیْنِیْہِ لَعَلَّہُمْ وَلَہُ  
یَرْمَلُ۔

پھر لکھنا یا،

و قال الطوسی، اہ سمع من الشہس محمد  
بن ابی نصر البخاری خواجه، حدیث من قبل  
عند سماعہ من المؤذن کلمۃ الشہادۃ  
فلعمری اہم مَیْہِ و مَیْہِ عَلٰی عَیْنِیْہِ، و قال  
عند الحسنؑ اللہم احفظ حدیثی و نورس کھمّا  
ببرکۃ حدیثی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
علیہ وسلم و نورس کھمّا لعلہم یصلو۔

شرع نفاہ میں ہے،

واعلم انه یستحب ان یقال عند سماع  
لاولی من الشہادۃ الثانیۃ "صلی اللہ تعالیٰ  
علیک یا رسول اللہ" و عند الثانیۃ منہا  
"قُرْۃً عَلَیْکَ یا رسول اللہ" ثم یقال  
"اللہم متعنی بالسمع والنور بعد وسمع  
طفری الا بھامین علی العیدین" فانہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یكون قاعدًا لہ

میں ہے۔

الی العجۃ کذا فی کنز العبادۃ۔

علامہ شامی قدس سرہ السامی سے نقل کر کے فرماتے ہیں،، نحوه فی، نفی وی، التوفیقۃ یعنی اسی طرح  
امام فقیر عارف باللہ سیدی فضل اللہ بن محمد بن اویس سرور دی تلمیذ امام علامہ یوسف بن عمر صاحب جامع لفہ است  
شرح قدوسی قدس سرہ اپنے قدوسی صوفیہ میں فرمایا، شیخ مشایخ خاتم المتقین سید العلماء المنفید بکمال الحمد مولانا جمال بن  
عبد اللہ عمر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے قدوسی میں فرماتے ہیں،

سکت عن تقبیل الابیہا میں، ووضعیہا علی  
العیین عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلو فی الاذان، هل هو جائز اور لا اجبت  
بناصہ نعم تقبیل الابیہا میں، ووضعیہا علی  
العیین عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلو فی الاذان جائز، بل هو مستحب سرور  
بہ مشایخنا فی غیر ماکت ہے

علامہ محدث محمدی ہرقنی رحمہ اللہ فرماتے، تکرر جمع عادات اور، میں حدیث کو صرف نہ لایصح فرما کر  
لکھتے ہیں، وروی تجویزہ، وذلک عن کثیرین، یعنی اس کے تجزیہ کی روایات بکثرت آئیں۔  
فقیر عجیب خیر اللہ تعالیٰ لہ کہتا ہے، اب طالب تحقیق و صاحب تدقیق، افادات چند، نفع و سود مند  
پر لکھا کرے، تاکہ بجز اللہ تعالیٰ چہرہ حق سے قیاب آئے اور صد کلام میں جن طبع جہاں پر ہم نے نہایت اجمال  
اشارہ کیے ان کی قدر سے تفصیل زیور بخش سامعین بنے کہ یہاں بسط کامل و شرح کامل کے لیے تو دفتر و صیغہ  
بلکہ جملہ بسط و رکاز واللہ العلی و نعم المعین فاقول وبالله التوفیق وبہ الوصول

لمری التحقیق۔

اقادۃ اول (حدیث صحیح نہ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ غلط ہے) محدثین کرام کا کسی حدیث کو فرمانا کہ  
صحیح نہیں اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ غلط و باطل ہے، بلکہ صحیح اُن کی اصطلاح میں ایک اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے



جس کے شرائط سخت و دشوار اور موانع و عوائق کثیر و بسیار، حدیث میں ان سب کا اجتماع اور ان سب کا ارتقاع کم ہوتا ہے، پھر اس گئی کے ساتھ اس کے اثبات میں سخت دقتیں اگر اس بحث کی تفصیل کی جائے کلام طویل تحریر میں آئے ان کے نزدیک جہاں ان باتوں میں کہیں بھی کمی ہوئی فرما دیتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں "یعنی اس درجہ عیا کو زہنی، اس سے دوسرے درجہ کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں یہ بات اگر صحیح نہیں پھر بھی اس میں کوئی قباحت نہیں ہوتی ورنہ ضعیف ہی کیوں کہلاتی، فقط اتنا ہوتا ہے کہ اس کا یا بعض اوصاف میں اس بلند مرتبے سے ٹھکا ہوتا ہے، اس قسم کی بھی سیکڑوں حدیثیں صحیح مسلم وغیرہ کتب صحاح جگہ عند التمثیل بعض صحیح بخاری میں بھی ہیں، یہ قسم بھی استثنائاً و اجتماع کی پروری یا قوت رکھتی ہے۔ وہی علماء جو اسے صحیح نہیں کہتے برابر اس پر اعتقاد فرماتے اور احکام حلال و حرم میں حجت بناتے ہیں، امام محقق محمد محمد بن امیر الحاج علی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت خیر میں فرماتے ہیں:

ترمذی کا یہ فرمان کہ اس باب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث نہیں ملے انتہی حسن اور اس کے مشکل کی نفی نہیں کرتا اور ثبوت مقصود کچھ صحیح ہی پر موقوف نہیں، بلکہ جس طرح اس سے ثابت ہو سکے یونہی کسی سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

قول الترمذی لا یصح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ہذا الباب شیء انتہی لاسفی وجود الحسن ونحوہ والمطلوب لا یوقوف ثبوته علی الصحیح، بل کما ثبت بہ یثبت بالحسن یحییٰ۔  
اسی میں ہے۔

یعنی اصطلاح علم حدیث کی رو سے صحت کی نفی حسن ہو کر ثبوت کی نافی نہیں۔

علی اشفی علی مقتضی الاصطلاح الحدیثی لایلزمن نفی الصحیح عن الثبوت علی وجہ الحسن۔  
امام ابن حجر مکی صراحۃً محرقہ میں فرماتے ہیں،  
قول احمد "امہ حدیث لا یصح" اے

ذکر کے بعد قول مستحکم کرنے کے مسئلہ میں اس کو ذکر کیا ہے (ت) صفحہ ۱۷۷ کے آخر میں فیما کوہ فعل فی الصلوۃ سے متعلق پہلے اسے ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

گیا رحوں باب کی فصل اول کے آخر اور فصل ثانی سے متعلق اپنے عاشوراء کے دن اہل و عیال پر وصیت و فی حدیث میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

علیہ ذکر فی مسئلۃ تصحیح بالندیل عدد الوضوء ۱۲ منہ  
محلکۃ الوضوء فی فصل فیما کوہ خود فی الصلوۃ ۱۲ منہ

محلکۃ ذکر فی حدیث التوسعة علی النیال میومہ  
العاشوراء فی آخر الفصل الاول من الباب الحادی عشر فی فصل انشائی ۱۲ منہ

لذا انہ فلا یثنیٰ کو صحاح لغیرہ ، والحسن لغیرہ  
یحتج بہ کہ بیان فی علو الحدیث ہے  
سند الحفاظ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اذکار امام نووی کی تحریک احادیث میں فرماتے ہیں ،  
من لقی بالصحة لا یستغنی الحسن اذ ملخصا  
یعنی صحت کی نفی سے حدیث کا حسن ہر نامتنی نہیں ہوتا  
ام ملخصا

یہی امام نربہ انظر فی توضیح نخبة الفکر میں فرماتے ہیں ،  
هذا القسم من الحسن مشارک للصحيح في  
الاحتجاج به ، وکان دونہ  
موسائل قاری مومناات کیر میں فرماتے ہیں ،  
لا یصح لایب الف الحسن اذ ملخصا  
یعنی محدثین کا قول کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس کے حسن  
ہونے کی نفی نہیں کرتا۔ ام ملخصا

میدی نور الدینی علی سمودی جواہر العقیدین فی فضل الشرفین میں فرماتے ہیں ،  
قد یکون خیر صحیح و هو صالح لا صاحب  
به ، اذ الحسن مرتبة بین الصحیح والضعیف  
یعنی یہ حدیث صحیح نہیں ہوتی اور باوجود اس کے  
وہ قابل بحیثیت ہے ، اس لیے کہ حسن کا درجہ صحیح و  
ضعیف کے درمیان ہے۔

حدیث کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یطوف انت ینقل الیہ قائل  
( حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر  
جوتا پیٹنے سے منع فرمایا۔ کہ امام ترمذی نے جابر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے فرمایا ،

- |       |                               |       |  |
|-------|-------------------------------|-------|--|
| ۱۸۵ ص | مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ طہان      | ۱۸۵ ص | سہ الصراحت الموقرہ الفصل الاول فی الآیات الواردة فیہم      |
| ۳۳ ص  | مطبوعہ مطبع علمی لاہور        | ۳۳ ص  | سہ نزہۃ النظر فی توضیح نخبة الفکر بحث حدیث حسن لذاتہ       |
| ۲۳۶ ص | مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت | ۲۳۶ ص | سہ ادرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعة حدیث ۹۲۹             |
|       |                               |       | سہ جواہر العقیدین فی فضل الشرفین                           |
| ۲۰۹/۱ | مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور  |       | سہ جامع الترمذی باب ما جاء فی کراہیۃ المشی فی الفضل الواحد |

کلا الحدیثین لا یصح عند اهل الحدیث <sup>۱</sup> دونی حدیثین محدثین کے نزدیک صحیح نہیں۔

علامہ عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں <sup>۲</sup>

لعلہ الصلحۃ لا ینالہ حسن کما علمت <sup>۳</sup> عمت کی نفی حسن ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ معلوم

ہو چکا ہے۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ زرقانی شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں،

حکم بعدم صحت کردی بحسب اصطلاح محدثین فراہم نہ ارد <sup>۴</sup>  
چھ صحت در حدیث چنانچہ در مقدمہ معلوم شدہ درجہ اولیٰ <sup>۵</sup>  
ست دائرہ آتی تنگ تر جمیع احادیث کہ در کتب مذکور <sup>۶</sup>  
ست، حتی درین شش کتاب کہ آنرا اصحاح ستہ گویند ہم <sup>۷</sup>  
بر اصطلاح ایشان صحیح نیست، بلکہ تسمیہ آنہا صحاح <sup>۸</sup>  
باعتبار تغلیب ست <sup>۹</sup>

اصطلاح محدثین میں عدم صحت کا ذکر غرابت کا حکم نہیں <sup>۱۰</sup>  
دکھتا کیونکہ حدیث کا صحیح ہونا اس کا اعلیٰ ترین درجہ ہے <sup>۱۱</sup>  
جیسا کہ مقدمہ میں معلوم ہو چکا ہے اور اس کا دائرہ ستہ <sup>۱۲</sup>  
ہی تنگ ہے تمام احادیث جو کتابوں میں مذکور <sup>۱۳</sup>  
ہیں حتیٰ کہ ان چھ کتب میں بھی جن کو صحاح ستہ <sup>۱۴</sup>  
کہا جاتا ہے۔ محدثین کی اصطلاح کے مطابق صحیح <sup>۱۵</sup>  
نہیں ہیں بلکہ ان کو تفسیلاً صحیح کہا جاتا <sup>۱۶</sup>

ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں امام محقق علی الاطلاق سیدی کمال الحق والدین محمد بن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول،

وقول من یقول فی حدیث نہ لویصح ان سلم <sup>۱۷</sup>  
یقدح لان الحجیۃ لا تتوقف علی الصلحۃ، بیل <sup>۱۸</sup>  
الحسن کا ت <sup>۱۹</sup>

عنه المقصد الثالث النوع الثاني ذکر نعلہ صلی <sup>۲۰</sup>  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲ صہ (۲۱)

۲۰۹/۱ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور <sup>۲۲</sup> باب ماجاء فی رایتہ المشی فی النعل الواحد <sup>۲۳</sup>  
۵۵/۵ مطبوعہ عامہ مصر <sup>۲۴</sup> شرح الزرقانی علی المواہب ذکر نعلہ صلی اللہ علیہ وسلم <sup>۲۵</sup>  
۵۰۲۰ مکتبہ نور بنی خضیرہ سکھر <sup>۲۶</sup> شرح صراط المستقیم لعبدالحق الحداد الدہلوی <sup>۲۷</sup>  
۱۸/۳ مطبوعہ مکتبہ امجدیہ سلطان <sup>۲۸</sup> مرقاۃ شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب ما یجوز من علی فی الصلاة <sup>۲۹</sup>

تو یہ بات عجب یاد رکھنے کی ہے کہ صحت حدیث سے انکار نفی محسوس میں بھی نہیں جس سے قابلیت اجتہاد فقہی ہو  
 نہ کہ صالح و لائق، اعتبار ہونا کہ محض باطل و موضوع ٹھہرا جس کی طرف کسی عامل کا بھی ذہن نہ جاسے گا کہ صحیح و موضوع دونوں  
 ابتدا و انتہا کے کناروں پر واقع ہیں، سب سے اعلیٰ صحیح اور سب سے بدتر موضوع اور وسط میں بہت اقسام حدیث  
 ہیں و جب بدرجہہ (۱) حدیث کے مراتب اور اُرائی کے احکام، ترتیب صحیح کے بعد مستحکم لفظ صحیح لغیرہ صحیح لذات، پھر  
 عتیق لغیرہ، پھر ضعیف بضعف قریب اس حد تک کہ صحت اعتبار باقی رکھے جیسے اختلاف راوی یا ثبوت حفظ یا عیس  
 وغیرہ، اول کے تین بلکہ چاروں قسم کو ایک دوسرے پر اس ثبوت متبادل ہے اور وہ سب صحیح ہوا ہیں اور آخر کی قسم صالح، یہ  
 مقابلات و ثبوت ہیں کام آتی ہے اور جاریہ سے قوت پاکر حسن لغیرہ ملکہ صحیح لغیرہ ہوتا ہے، اُس وقت وہ صلاحت  
 اجتہاد و قبول فی الاحکام کا زیر گرا نہا پہنچتی ہے، ورنہ دوبارہ فضائل تو آپ ہی مقبول و تنہا کافی ہے، پھر درجہ ششم  
 میں ضعف قوی و ذہن شعیہ ہے جیسے راوی کے متفق و غیرہ قواعد قویہ کے سبب متردک ہونا بشرطیکہ جنوز سرحد کذب سے  
 بُدائی ہو، یہ حدیث احکام میں اجتہاد و کنار اعتبار کے بھی لائق نہیں، ہاں فضائل میں مذہب راجح پر مطلقاً اور بعض کے  
 طور پر بعد انجاء متعدد مخالف و تنوع طرق منصب قبول و عمل پاتی ہے، کما استنبطتہ ابن شاہ، اللہ تعالیٰ (ان شاء) نہ  
 تعالیٰ عنقریب کی تفصیلات آ رہی ہیں۔ ست، پھر درجہ ہفتم میں مرتبہ مطروح ہے جس کا طر و ضاع کذب یا تمہ یا کذب پر  
 ہو، یہ بدترین اقسام ہے بلکہ بعض کی اس کے، اس کے، ایک حدیث، اس کی قوت اشد یعنی جس کا مدار کذب  
 پر ہو میں موضوع یا نظر دقیق میں یوں کہے کہ ان اطلاقات پر داخل موضوع ملکی ہے۔ آٹھ سب کے بعد درجہ موضوع کذب  
 یہ بالاجماع نہ قابل انجاء نہ فضائل وغیرہ کسی باب میں وقتی احتساب، بلکہ اسے حدیث کہنا ہی توسع و تجرؤ ہے، حقیقتاً  
 حدیث نہیں محض عیون و اقرا ہے، والیاء اللہ تبارک و تعالیٰ۔ وسیرہ حدیث تفصیل حد و لک ان شاء اللہ  
 العلوی الاصلی (اس کی روشنی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے لیے بیان کی جائے گی۔ ست) طالب تحقیق میں  
 چند حلوں کو یاد رکھے کہ بالاضافہ و جازات محمل و محض علم کثیر میں اور شاید اس تحریر میں کے ساتھ ان سطور کے غیر  
 میں کم ملیں، واللہ الحمد والعمۃ (سب خوبیاں اور احسان اللہ تعالیٰ کیلئے ہے)۔ خیر بات دُور پڑتی ہے کہ اس  
 قدر ہے کہ جب صحیح اور موضوع کے درمیان اتنی منزلیں ہیں تو انکار صحت سے اثبات وضع ماننا زمین و آسمان کے  
 قلابہ ملانا ہے، بدنی صحت مگر معنی لغی ثبوت ہی لینے یعنی اُس فرقہ محدثین کی اصطلاح پر جس کے نزدیک ثبوت حدیث  
 محسوس دونوں کو شامل، تاہم اُس کا عامل اس قدر برہنہ کہ صحیح و حسن نہیں نہ کہ باطل و موضوع ہے کہ حسن و موضوع کے  
 بیچ میں بھی دُور و ازیمہ کی پڑے ہیں۔

میں اس واضح بات پر سسٹریں کیا پیش کرتا مگر کیا کیجے کہ کام اُن صاحبوں سے پڑا ہے جو اغوائے عوام کے لیے  
 دیر و دانستہ محض اُمتی حامی بن جاتے اور ہر سیر کو زیر و امن کر دیتے ہیں۔ لہذا کلماتِ علماء سے اس روشنی

مقدمہ کی تصریحیں لیجئے،  
 انا م سندا عن انا م محقق علی الاطلاق وانا م علی وانا م مکی وانا م زرقانی وانا م سمودی وانا م بروی کی عبارت  
 کہ ابھی تک روایتیں بحکم دلائل اس و فوری الخطاب اس و فوری بنیہ پر دلیل میں کرجب نفی صحت سے نفی حق تک لازم نہیں  
 قرابت وضع تو خیال محال سے بعد و کس و قرین۔

حدیث کے صحیح نہ ہونے اور موضوع ہونے میں زمین آسمان کا فرق ہے، تاہم عبارات انصاف سے،  
 امام ہرالدین زکشی کتاب النکت علی ابن الصلاح پھر امام جلال الدین سیوطی لکے مصنف پھر علامہ ابن حجر  
 عراقی کنانی تنزیہ الشریعہ امر فہم ان انہار الشیخ المصنف پھر علامہ محمد طاہر فقی خاتمہ جمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں،  
 میں قویا لم یصحہ و قویا موضوع ہون کثیر، فانی  
 الوهم اثبات الکذب والاختلاق، و قویا  
 لم یصحہ لایلز منه اثبات الحدیث، واما ما  
 احبہ من حدیث الثبوت، و فرق بین الاصلین۔  
 یعنی ہم محدثین کا کسی حدیث کو کسا کہ یہ صحیح نہیں در موضوع  
 کہنا ان دونوں میں بڑا بل ہے کہ موضوع کہنا تو اسے  
 کذب و افتراء ٹھہرانا ہے اور غیر صحیح کہنے سے نفی حدیث  
 لازم نہیں بلکہ اس کا حاصل تو سلب ثبوت ہے اور  
 ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

یہ لفظ لکالی کے ہیں اور اسی سے جمع میں تفرقہ افتراق، تفریق میں اس سے زیادہ فرمایا،  
 و ہذا ایضاً فی حدیث قال فیہ ابن الجوزی  
 لایصحہ تثبت حدیث  
 سب میں یہی تقریر جاری ہے کہ ان اوصاف کے عدم سے ثبوت وضع سمجھنا علیہ صحت سے عاقل و عاری ہے۔  
 امام ابن حجر مستطال القول المسدوقی الہب من سند احمد میں فرماتے ہیں،  
 لایلز من کون الحدیث لم یصحہ ان یکون  
 موضوعاً۔  
 یعنی حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم  
 نہیں آتا۔

امام سیوطی کتاب التعقبات علی الموضعات میں فرماتے ہیں،  
 اکثر ما حکم الدہبی علی ہذا الحدیث،  
 یعنی بڑھ سے بڑھ اس حدیث پر امام ذہبی نے اتنا

۵۰۶/۳	نوکشہ لکھنو	فصل و علوم و اصطلاحات	۱۰ جمع بحار الانوار
۱۴۰/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت	کتاب التوجید فصل ثانی	۱۰ تنزیہ الشریعہ
۴۵	مطبوعہ دارۃ المعارف النجاشیہ جدید آباد دکن ہند	الحدیث السابغ	۱۰ القول المسدود

اِنَّهٗ قَالَ مَتَنٌ لِّیْسَ بِصَحِیْحٍ وَهَذَا صَادِقٌ  
بضمه ۛ  
حکم کیا کہ یہ متنی صحیح نہیں، یہ بات ضعیف ہونے سے بھی  
صادق ہے۔

علی قاری موضوعات میں زیر بیان احادیث نقل فرماتے ہیں،

لَا یُزَمُّ عَنْ عَدَمِ الصَّحَّةِ وَجُودُ الْوَحْصِ كَمَا  
لَا یُخْفَى ۛ  
یعنی کئی بڑی بات ہے کہ حدیث کے صحیح نہ ہونے سے  
موضوع ہونا لازم نہیں آتا،

اسی میں رد ذی شوز سررنگا نے کی حدیث پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا حکم لَا یُصَحِّحُ هَذَا  
الحدیث (یہ حدیث صحیح نہیں۔ ت. نقل کر کے فرماتے ہیں،

قُلْتُ لَا یُزَمُّ عَنْ عَدَمِ صَحَّتِهِ ثَبُوتُ وَضْعِهِ وَ  
عَایَتُهُ اِنَّهٗ ضَعِیْفٌ ۛ  
یعنی میں کہتا ہوں اس کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا  
لازم نہیں، غایت یہ کہ ضعیف ہو۔

علامہ طاہر صاحب جمیع تذکرۃ الموضوعات میں امام سید الخفایہ سے نقل،

اِنَّ لَعَلَّ لَا یُثَبِّتُ لَا یُثَبِّتُ الْوَضْعَ قَانَ الثَّابِتِ  
یشمل الصحیح فقط، والضعیف دونہ ۛ  
یعنی کسی حدیث کو بے ثبوت کہنے سے اس کی موضوعیت  
ثابت نہیں ہوتی کہ ثابت تو وہی حدیث ہے جو صحیح ہو

اور ضعیف کا دہر اس سے کم ہے۔

بلکہ مولانا علی قاری آخر موضوعات کبیر میں حدیث الطبیخ قبل الطعام یغسل البطن غسلاً ویذهب بالذہا  
احمد (کھانے سے پہلے تبرز کھانا پیٹ کو خوب دھو دیتا ہے اور بیماری کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔ ت. کی نسبت  
قراب امام ابن عساکر "ث ذ لا یصح" (یہ شاذ ہے صحیح نہیں۔ ت. نقل کر کے فرماتے ہیں،

ہو یضید، نہ غیر موصوح کسا لا یخفی ۛ  
یعنی ان کا یہ کہنا ہی بتا رہا ہے کہ حدیث موضوع میں  
بیساکر خود ظاہر ہے۔

یعنی موضوع جاستے تو باطل یا کذب یا موصوع یا منقری یا منتفی کتے نقلی صحت پر کیوں اقتدار کرتے، فافہم

سہ التعلقات علی الموضوعات باب بدو الخلق والانبیاء مکتبہ اشرفیہ ساکنہ علی شیخوپورہ ص ۴۹

سکھ موضوعات طاعلی قاری بیان احادیث العقل حدیث ۱۲۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۱۸

سکھ " " " بیان احادیث الاکمال یوم عاشوراء الحدیث ۱۲۹ " " " " ص ۳۴۱

سکھ جمیع تذکرۃ الموضوعات (باب) الثانی فی اقسام الواضعیین مکتبہ خانہ مجیدریہ ملتان ص ۴۷

سکھ موضوعات طاعلی قاری حدیث البطح قبل الطعام حدیث ۱۳۳۳ " " " " ص ۳۵۰

واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبشیر کچھ اندر تہائی یہاں سے ان تسکلیں طائفہ دیگر کا حاصل مشنیہ و زور فکیعہ و طرح تام طشت از بام ہو گیا جو کلمات علامت مقاصد حسنہ و مجمع البحار و تذکرۃ الموصوعات و مختصر المقاصد و غیرہ سے احادیث تقبیل بہانین کی نفی صحت نقل کر کے بے دھڑک دعویٰ کر دیتے ہیں کہ ان کے کلام سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو احادیث انکو طے چوٹنے میں لائی جاتی ہیں سب مرفوض ہیں اور یہ فعل ممنوع و غیر مشروع ہے، سبحان اللہ کہاں نفی صحت کہاں حکم وضع، کیا مراد کی بات ہے کہ جہاں درجات متعدد ہوں وہاں سب میں اعلیٰ کی نفی سے سب میں ادنیٰ کا ثبوت ہو جائے گا، مثلاً زید کو کہیے کہ باوٹہ نہیں تو اس کے معنی یہ نہیں کہ ناجائز شیعہ کو محتاج ہے، یا تسکلیں طائفہ کو کہئے کہ اولیا نہیں تو اس کا مطلب یہ قرار پائے کہ سب کافر ہیں و لکن الوہابیت قومہ یجھلون

افق دوم (جہالت راوی سے حدیث پر کیا اثر پڑتا ہے) کسی حدیث کی سند میں راوی کا مجہول ہونا اگر اثر کرے تو صرف اس قدر کہ اسے ضعیف کہا جائے نہ کہ باطل و مرفوض بلکہ علما کو اس میں اختلاف ہے کہ جہالت قاصر صحت و مانع حجت بھی ہے یا نہیں تفصیل مقام پر کہ (مجہول کی اقسام دوران کے احکام مجہول کی تین قسمیں ہیں، اول مستور جس کی حدیث ظاہری معادار باطنی کی حیثیت نہیں اس قسم کے راوی صحیح مسلم شریف میں بکثرت ہیں، دوم مجہول العین، جس سے صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہو۔

وہذا علیٰ شرح فیہ، فان من العباد من یقول الجہلۃ بروایۃ واحد محتشد مطلق، واداکان لا یروی، کلامن عدل عندہ، کیجی بن سعید القطان و عبد الرحمن بن مہدی و الامام احمد فی مسندہ، و ہذا اقوال اخر۔

اس قسم میں نزاع ہے بعض محدثین نے مطلقاً صرف ایک فقہ راوی کی وجہ سے جہالت کی نفی کی ہے یا اس شرط کے ساتھ نفی کی ہے کہ وہ اس سے روایت کرتا ہے جو اس کے ہاں عادل ہے مثلاً یحییٰ بن سعید بن اعلان، عبد الرحمن بن مہدی اور امام احمد اپنی مسند میں اور یہاں دیگر اقوال بھی ہیں، (ت)

سوم مجہول المال، جس کی حدیث ظاہری و باطنی کچھ ثابت نہیں و قد یطلق علیٰ مالشہد المستور (کسی اس کا اطلاق ایسے معنی پر ہوتا ہے جو مستور کو شامل ہو جائے۔ ت)

قسم اول یعنی مستور تو مجہور تحقیق کے نزدیک مقبول ہے، یہی مذہب امام امامہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے، فتح المغیث میں ہے، قبلہ ابو حنیفہ خلافاً لاشافعی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے قبول

کرتے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ عزاسم میں اختلاف رکھتے ہیں۔ متدا امام نووی فرماتے ہیں یہی صحیح ہے۔  
 قالہ فی شرح المہذب، ذکرہ فی التدریب،  
 وکذلک مال الخا حنفیہ الامام ابو عمرو  
 بن الصلاح فی مقدمتہ، حیث قال فی  
 المسئلة الثامنة من النوع الثالث والعشرين  
 ویثبہ ان یشیون العمل علی هذا الرأي فی کثیر  
 من کتب الحدیث المشہورۃ فی غیر واحد من  
 من الرواة الیٰ بن نقادہ المہذبہم و  
 تعددت الخیرۃ الیٰ طنۃ بہتم۔

(ت)

اور دو قسم باقی کو بعض اکابر حجت جانتے جمہور روایت ضعف مانتے ہیں۔ امام زین الدین عروقی الغیری فرماتے ہیں:

وہو علی ثلثۃ مجہول	واحتما ھل یقبل المجہول
وہو بد، لا کثیر و تقسم الوسط	مجہول عین من بد، نقد
وحکمہ الروایۃ الجماعہ	مجہول حال باطن و ظاہر
فی باطن فقط قدس رأی لہ	الثالث المجہول للعدالة
ما قبلہ منہم شلیم فقط	حجیۃ بعض من منہم

(مجمول کے بارے میں صحابہ حدیث کا اختلاف ہے کہ آیا اسے قبول کیا جائے گا یا نہیں؟ اس کی تین اقسام ہیں، مجہول العینی جس کو صرف ایک شخص نے روایت کیا ہو اسے اکثر نے رد کر دیا ہے۔ اور دوسری قسم وہ مجہول ہے جس کے راوی کی گامبری اور باطنی عدالت دونوں ثابت نہ ہوں اسے جمہور نے رد کر دیا ہے تیسری قسم وہ مجہول ہے جس میں راوی کی صرف باطنی عدالت ثابت نہ ہو، اسے بعض نے رد کیا ہے اور بعض نے قبول کیا ہے اور قبول کرنے والوں میں امام سلیم ہیں تو انہوں نے قطعی قبول کیا ہے۔ ت)

عہ ای للامام سلیم یا الضحیر ابن ایوب	اس سے مراد امام سلیم (تصغیر) ابن ایوب
الرازی الثانی فانہ قطع نقولہ ۱۲ حد	رازی شافعی ہیں ان کے نزدیک ایسی روایت کو
مرعی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (دھ)	قطعاً قبول کیا جائیگا ۱۲ حد یعنی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)

۱۵۳ ص مطبوعہ فاروقی کتب خانہ  
 منہ المقدمۃ اصلاح النوع الثالث والعشرون  
 من الفی فی اصول الحدیث مع فتح المغنیث معرقۃ من تقبل روایتہ ومن ترد وازال امام الطبری بیرو ۲/۴۳۲



اسی طرح تقریب النواوی و تدرب الراوی وغیرہا میں ہے بلکہ امام نووی نے مجہول العین کا قبول بھی بہت محققین کی طرف نسبت فرمایا مقدمہ منہاج میں فرماتے ہیں :

المجهول اقسام مجہول العدالة ظاهراً و باطناً ، و مجہولہا باطناً مع وجودہا ظاہراً و هو المستور ، و مجہول العین ، عاماً الاول فالجسور علی انہ لا یتحتج بہ ، و اما الاخران فاحتج بہما کثیرون من المحققین

مجہول کی کئی اقسام ہیں ، ایک یہ کہ راوی کی عدالت ظاہر و باطن میں غیر ثابت ہو ، دوسری قسم عدالت باطن مجہول مع ظاہر معلوم ہو ، اور مستور ہے ، اور تیسری قسم مجہول العین ہے ، پہلی قسم کے بارے میں جمہور کا اتفاق ہے کہ یہ قابل قبول نہیں اور دوسری دونوں اقسام سے اکثر محققین استدلال کرتے ہیں ۔ (نتہ)

بلکہ امام اجل عارف باللہ سیدی ابوطالب مکی قدس سرہ الملکی اسی کو فقہائے کرام و ادویائے عظام قدس سرہ اہل کلام کا مذہب قرار دیتے ہیں ، کتاب مستطاب طیل القدر عظیم الفخر قوت القلوب فی معادہ المہبوب کی فصل ۳ میں فرماتے ہیں :

بعض ما یضعف بہ رواۃ الحدیث و اتصال بہ حدیثہم لا یکون تعدد الفقہاء ولا تعد العدا ، ہا للہ تعالیٰ عثل ان یکون الراوی مجہولاً ، لایثبہ احضول وقد ندب الیہ ، اولقلۃ الاتباع نہ اولم یقولہم الاثرۃ عندہ

یعنی بعض وہ باتیں جن کے سبب راویوں کو ضعیف اور کسبہوں کو غیر صحیح کہہ دیا جاتا ہے ، فقہاء و علماء کے نزدیک باعث ضعف و جرح نہیں ہوتیں جیسے راوی کا مجہول ہونا اس لیے کہ اس نے گناہی پسند کی کہ خود شرح مطہر نے اس کی تفسیر فرمائی یا اس کے شاگرد کم ہوئے کہ لوگوں کو اس سے روایت کا اتفاق نہ ہوا۔

بہر حال نزاع اس میں ہے کہ جہالت سرے سے وجود غرض سے بھی ہے یا نہیں ، یہ کوئی نہیں کہتا کہ جس حدیث کا راوی مجہول ہو خواہی خواہی باطل و مجہول ہو ، بعض تشدد دین نے اگر دھوسے سے قاصر دلیل ذکر بھی کی علماء نے فوراً رد و ابطال فرما دیا کہ جہالت کو وضع سے کیا علاقہ ، مولانا علی قاری رسالہ فصائل نصف شعبان فرماتے ہیں :

منہ مقدمہ للامام النووی فی شرح صحیح مسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۷  
سکے قوت القلوب فصل الحادی والثلاثون باب تفضیل الاخبار مطبوعہ دار صادر بیروت ۱/۷۷

جہالت بعض الرواۃ لا تقتضی کون الحدیث  
موضوعاً وکذا النکارہ الا لحاظ، حیث فی ان  
یحکم عدیہ بانہ ضعیف، ثم یعمل  
بالضعیف فی مسائل الاعمال<sup>۱</sup>

یعنی بعض راویوں کا بھول یا انصاف کا بے قاعدہ ہونا  
یہ نہیں چاہتا کہ حدیث موضوع ہو، ہاں ضعیف کو، پھر  
فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں امام ابن حجر مکی سے نقل فرمایا، فیہ سواد مجہول، ولا یضرب لہ من احادیث  
الضعفاء (اس میں ایک راوی بھول ہے اور کچھ نقصان نہیں کہ یہ حدیث تو فضائل کی ہے،  
موضوعات کبیر میں اسناد الحدیث امام زین الدین عراقی سے نقل فرمایا، انہ لیس بموضوع وفي سندہ  
مجہول (یہ موضوع نہیں اس کی سند میں ایک راوی بھول ہے)

امام ہرالدین زرکشی پھر امام محقق جلال الدین سیوطی لاکھنؤ میں فرماتے ہیں،  
لو ثبتت جہالتہ لویدر ما یشکون الحدیث موضوعاً  
مالحدیث فی سوادہ من یتھم یا لوضہ<sup>۲</sup>

یعنی راوی کی جہالت ثابت بھی ہو تو حدیث کا موضوع  
ہونا لازم نہیں جب تک اس کی سند میں کوئی راوی  
وضع حدیث سے متہم نہ ہو۔

عنه ذکرہ فی باب فصل الآداب و اجابہ  
البؤن آخر الفصل الثاني ۱۲ منہ (ہ)

عنه یزید حدیث عالم قریش یمنو، لا سرخ  
عدا ۱۲ منہ (ہ)

عنه قالہ فی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما فی صلاۃ التسمیۃ کن الحمد ابو العروج  
بجہالتہ موسیٰ بن عبد العزیز ۱۲ منہ (ہ)

عصیدت اذان در جواب اذان کے باب کی فصل ثانی کے آخر  
میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

حدیث قریش کا ایک عالم زمین کو علم کی دولت سے بھر لے گا  
کے تحت اس کو ذکر کیا ہے ۱۳ منہ (ت)

صلوۃ التسمیۃ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس  
کی حدیث میں اس کو ذکر کیا ہے لیکن ابو الفرج نے  
موسیٰ بن عبد العزیز کی جہالت کی بنا پر اس کو چھوڑ دیا ہے۔

۱۔ رسالہ فقہ کل نصف شعبان

۲۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ باب الاذان فصل ثانی مطبوعہ مکتبہ امدادیہ طرابلس ۱۴۹/۲

۳۔ الاسرار المرفوعة فی اخبار الرضوة حدیث ۹۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ص ۱۵۷

۴۔ لآئی مصنفہ صلوۃ التسمیۃ التجاریۃ المکبریٰ مصر ۱۴۲/۲

یہ دونوں امام تحریر احادیث رافضی و کوفی میں فرماتے ہیں:

وَالْجَاهِلُ مِنَ الْجَاهِلِ بِحَالِ الرَّادِيِّ أَنَّهُ يَكُونُ رَادِي كَيْفَ يَجُولُ الْحَالُ هُوَ تَمَّ مِنْ حَدِيثٍ كَمَا مَوْضُوعٌ هُوَا  
الْحَدِيثُ هُوَ مَوْضُوعًا لَزِمَ نَحْنُ آتَا.

امام ابو الفرج ابن الجوزی نے اپنی کتاب موضوعات میں حدیث عن قس بن بیت شہر بعد العشاء  
لَا خَيْرَ لِمَنْ تَقْبِلُ لَهُ صَلَاةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ جس نے آخری عشاء کے بعد کوئی (لفظ) شعر کہا اس کی اس رات  
کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (ت) کی یہ علت بیان کی کہ اس میں ایک راوی مجہول اور وہ سراسر مضطرب کثیر القضا ہے، اس  
پر شیخ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی نے القول المسد فی الذب عن مسند احمد پھر ماہ سیوطی نے لآلی و تحفیات میں فرمایا،  
لیس فی شیء مما ذكره ابو الفرج ما يقتضي الوصف یہ عینیں جو ابو الفرج نے ذکر کیں ان میں ایک بھی موضوعیت  
کی مقتضی نہیں۔

امام ابن حجر مکی صرائح محرقہ میں حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی تزویج عاتکہ من عنی مرضی اللہ تعالیٰ  
عنہما کی نسبت فرماتے ہیں:

كُونَهُ كَذِبًا بِهَذَا نَظَرًا وَاسْمًا هُوَ غَرِيبٌ فِي مَسْنَدِهِ اس کا کذب ہونا مسلم نہیں ہاں غریب ہے اور راوی  
مجہول ہے

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

عَنْ قَالَاهُ فِي حَدِيثٍ وَجَدَ تَارِكًا الْحَجَرَ فَلَيْسَتْ  
اَشَاءَ يَهُودِيًا اَوْ نَصْرَانِيًا ۱۲ مَدْرَسِي لَمْ تَعَالَى عَنْ  
ایسا بندہ جو حج کو ترک کرنے والا ہو اگر وہ چاہے تو  
یہودی یا نصرانی مر جائے ۱۲ مدرسی نہ تعالیٰ سے لے  
عنه (ت)

عَنْهُ بَابُ دُخَانِ اَهْلِهِ وَ مَا يَتَّخِذُ بَابُ يَهُودِيَةٍ عَلَى اَللّٰهِ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲ عَنْهُ  
باب دُخَانِ اَهْلِهِ وَ مَا يَتَّخِذُ بَابُ يَهُودِيَةٍ عَلَى اَللّٰهِ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲ عَنْهُ

۱۸/۲	مطبوعہ التجارۃ الکبریٰ مصر	صلوة التبعیہ	لہ لآلی مصنفہ
۱۹۱/۱	مطبوعہ دار الفکر بیروت	فی حدیث انتشار الشریعہ العشاء	ملک کتاب موضوعات
ص ۳۶	مطبوعہ دائرة المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ہند	الحدیث الثانی	ملک القول المسد
ص ۱۲۳	دعوت مجیدیہ ملتان	الباب الحادی عشر	ملک الصرائح المحرقہ

قال السیوطی فی اسنادہ مجاہیل و هو یضیف  
صحیفہ فقط، وقال ابن کثیر متکرجدا و سندہ  
مجہول و هو یصاصر یح فی انہ ضعیف فقط،  
فالمتکر من قسم الضعیف، ولد اقال السیوطی  
بہ ما اور د قول ابن عساکر متکر "هذا حجة  
لما قلته من انه ضعیف، لا موضوع، لان المتکر  
من قسم الضعیف، و بینه و بین الموضوع فسوق  
معروف فی النسخ، فالمتکر ما انضردیه الراوی  
الضعیف مجالاً لروایہ الثقات فان استعت  
کان ضعیف فقط و هی مرتبة فوق المتکر اصلہ  
حاکما مہ آہ ملخصاً

امام سیوطی کہتے ہیں کہ اس کی سند میں مجہول راوی ہیں جو اس کے  
فقط ضعیف پر ال ہیں۔ ابن کثیر نے کہا کہ بہت زیادہ متکر  
ہے اور اس کی سند مجہول ہے اور یہ بھی اس بات کی  
تصریح ہے کہ یہ فقط ضعیف ہے، کیونکہ متکر ضعیف کی قسم  
میں سے ہے، اسی لیے امام سیوطی نے ابن عساکر کے قول  
"یہ متکر ہے" واد کرنے کے بعد فرمایا یہ میرے اس قول  
"یہ ضعیف ہے" کی دلیل ہے موضوع ہونے کی نسبت  
کیونکہ متکر ضعیف کی قسم ہے اس کے بعد اور حدیث موضوع  
کے درمیان فی اصول حدیث میں فرق واضح اور مشہور ہے  
متکر اس روایت کو کہتے ہیں جس کا راوی ضعیف ہوا اور  
روایت کرنے میں منفرد اور ثقہ راویوں کی خلاف ہو یہ کزوری

اگر متکی ہو جائے تو صرف ضعیف ہوگی اور اس کا مرتبہ متکر سے اعلیٰ ہے اور اس سے حال کے لحاظ سے بہتر ہے اور ملخصاً  
خلاصہ یہ کہ سند میں متعدد مجہولوں، بر ما حدیث میں صرف ضعف کا ثبوت ہے اور صرف ضعیف کا مرتبہ حدیث  
متکر سے احسن و اعلیٰ ہے جسے ضعیف راوی نے ثقہ راویوں کے خلاف روایت کیا ہو، پھر وہ بھی موضوع نہیں تو فقط  
ضعیف کو موضوعیت سے کیا علاقہ، امام طہیل جلال الدین سیوطی نے ان مطالب کی تصریح فرمائی واللہ تعالیٰ اعلم۔  
افی وہ سوم، حدیث منقطع کا حکم، اسی طرح سند کا منقطع ہونا مستلزم وضع نہیں، ہمارے اندکرام اور  
جمہور علماء کے نزدیک تو انقطاع سے صحت مجتہد ہی میں کچھ غلط نہیں آتا، و محقق کمال الدین محمد بن امام حق نقیر  
میں فرماتے ہیں،

ضعیف بالانقطاع و هو عندنا کالارضال بعد  
عنک یعنی حدیث احیاء لا یوین انکریم حتی احیا  
بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ من (۳۰)  
عنک قولہ کالارضال یعنی علی تفسیر و هو منہ علی اخر  
و هو علی اطلاق ۱۲ من (۳۰)

اسے انقطاع کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے جو کہ نقصان نہیں  
یعنی وہ حدیث جس میں ہے کہ حضور کے والدین کی کہیں زندہ ہو کر  
آپ کی ذات پر ایمان لائے یہ اس حدیث کے تحت مذکور ہے ۱۲ من (۳۰)  
قولہ کالارضال یعنی ایک تفسیر پر اور وہ یہ ہے کہ سند کے آخر  
سے راوی ساقط ہوا اور وہ ارسال انقطاع علی لاطلاق ہے ۱۲ من (۳۰)

مدالة الرواة وثقتهم لا يضر.

کیونکہ راویوں کے عادل وثق ہونے کے بعد منقطع ہمارے  
نزدیکہ مرسل کی طرح ہی ہے۔ (ت)

امام ابن امیر الحاج علیہ میں فرماتے ہیں،

لا يضر ذلك فان المنقطع كالمرسل في قبوله  
من ثقات.

مرقاہ نامی قاری مرقاة میں فرماتے ہیں،

قال ابو داود هـ والمرسل اي صحيح مرسل وهو  
المنقطع لكن المرسل صحيح عندنا وعند  
الجمهور.

یہ بات نقصان نہیں دیتی کیونکہ منقطع جوہیت میں مرسل  
کی طرح ہے جبکہ فقرے مروی ہو۔ (ت)

ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ مرسل یعنی مرسل کی قسم منقطع ہے  
لیکن مرسل ہمارے اور حسبہور کے نزدیک جماعت  
ہے۔ (ت)

اور جو اسے قارح جانتے ہیں وہ بھی صرف مورث ضعف جانتے ہیں نہ کہ مستند موضوعیت، مرقاة شریف  
میں امام ابن حجر کی سے منقول،

لا يضر ذلك في الاستدلال به ههنا لان المنقطع  
عليه اول صفة الصلاة في كلامه من رواية  
ثناؤه في الثناء ۱۲ من (هـ)

یعنی یہ امر یہاں کی مستند قول کو مضر نہیں کہ منقطع پر فضائل  
سنہ ۱۲ من (هـ) میں جہاں ثناء میں وجہ ثناء کے  
انفاق کے اضافہ میں کلام ہے وہاں اس کا ذکر ہے ۱۲ من (ت)  
اس کا ذکر امام المؤمنین کی اس حدیث کے تحت ہے کہ نبی کریم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج مطہرات سے  
قبول فرماتے تو وہ ضرر کے بغیر انہی نماز پڑھ لیتے تھے۔  
۱۲ من (هـ) میں اللہ تعالیٰ منہ (ت)

عليه تحت حديث (ع) المؤمنين رضي الله تعالى  
عنه. كان لبي جمل الله تعالى عليه وسلم  
يقبل بعض ازواجه ثم يعسلي ولا يتوضوء  
۱۲ من (هـ) من (هـ) من (هـ)

اس حدیث کے تحت اس کا ذکر ہے کہ جب تم میں سے  
کوئی رکوع کرے تو وہ رکوع میں تین دفعہ سبحان اللہ  
العظیم پڑھے اس طرح اس کا رکوع مکمل ہو جائیگا۔ ترمذی نے کہا  
اس کی سند متصل نہیں تھا وذا ابن حجر نے کہا یہ نقصانی نہیں ۱۲ من (ت)

عليه تحت حديث او ركه احدكم فقال في ركوعه  
سبحان ربی لعظيم ثلاث مرات فعده ركوعه قال  
الترمذي ليس استاده يستعمل فقال ابن حجر  
هو لا يضر ذلك ۱۲ من (هـ) من (هـ) من (هـ)

سنة فتح القدير كتاب الصلاة مطبوعه نوريه ضويرة سكر ۱۹/۱

سنة حلية عمل شرح مشكوة الفصل الثاني من باب رجب الوضوء مطبوعه مكتبة امدادية ملتان ۳۴۳/۱

يعمل به في الفضائل اجماعاً

میں تو بالا جماع عمل کیا جاتا ہے۔

افادہ چہارم (حدیث مضطرب بلکہ منکر بلکہ درج بھی موضوع نہیں) القطع تو ایک امر سہل ہے جسے صرف بعض نے طعن کیا، ملّا فرماتے ہیں، حدیث کا مضطرب بلکہ منکر جزا بھی موضوعیت سے کچھ علاوہ نہیں رکھتا، یہاں تک کہ دوبارہ فضائل مقبول رہے گی۔ بلکہ فرمایا کہ درج بھی موضوع سے جدا قسم ہے حالانکہ اُس میں تو کلام غیر کا خلط ہوتا ہے۔ تعقیبات میں ہے :

المضطرب من قسم الضعیف لا الموضوع  
اُسی میں ہے :

المسکون بخبر الموضوع وهو من قسم الضعیف  
اُسی میں ہے :

صرح ابن حلی بان الحدیث متکرفلیحسب موضوع  
اُسی میں ہے :

المنکر من قسم الضعیف وهو یحسن فی الفضائل  
قابل استدلال ہے۔ (ت)

عنه ذکره فی حریب الحب ثو ۱۷ من (م)  
عنه اول باب الاصله ۱۷ من (م)  
عنه اول باب البعث ۱۷ من (م)  
عنه قاله فی وانحر الكتاب تحت حدیث حصل قہرہ میں ۱۲ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

سہ مرقات شرح مشکوٰۃ الفصل شالی ہی باب الزکوة مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۳۱۵/۲  
سہ التعقیبات علی الموضوعات باب الجنائز مکتبہ اثریہ ساکنہ علی سٹیشن چورس ۶۲  
سہ " " " " باب الاطعمہ ۳۰  
سہ " " " " باب النعبہ ۵۱  
سہ " " " " باب المناقب ۶۵

اسی میں ہے،

مرأيت الذهبي قال في تاسر يخه "هذا حديث منكر لا يعرف الا ببترو وهو ضعيف انتهى" معلوم انه ضعيف لا موضوع۔

اسی میں ہے،

حديث ابن ابي امامة مرصى الله تعالى عنه عليكم بلباس الصوف تجدوا خلاوة الايمان في قلوبكم تنكبوا بحديث بطوله فيه الكذب وضاع قلت، قال البيهقي في الشعب هذه الجملة من الحديث معروفة من غير هذا الطريق، وراه الكذب فيه زيادة منكرة، ويشبهه نيكون من كلام بعض الرواة فالحق بالحديث انتهى، والجملة معروفة اخرجها حاكم في المستدرک والحديث الطول من فقه المدرج لا الموضوع۔

میں نے پڑھا ہے امام ذہبی نے اپنی تاریخ میں کہا کہ یہ حدیث منکر ہے، یہ بشر ضعیف کے علاوہ معروف نہیں انتہی، پس معلوم ہوا کہ یہ ضعیف موضوع نہیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ تم صوف کا لباس پہناؤ اس سے تمہارے دلوں کو صوفت ایمان نصیب ہوگی (طویل حدیث، اس میں کیدی راوی حدیث گھڑنے والا ہے، میں کہتا ہوں کہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں کہا ہے حدیث کا یہ حصہ اس سند کے علاوہ سے معروف ہے اور کیدی نے اس میں ایسی زیادتی کی ہے جو منکر ہے اور ممکن ہے کہ یہ کسی راوی کے کلام راویوں نے اسے حدیث کا حصہ بنا دیا ہو انتہی، اور اس جملہ معروفہ کی امام حاکم نے مستدرک میں تحریر کیا ہے اور یہ طویل حدیث درج ہے موضوع نہیں۔ (ت)

افادہ پنجم (جس حدیث میں راوی بالکل مبہم ہو وہ بھی موضوع نہیں) غیر جہالت راوی کا تو یہ حاصل تھا کہ اگر ایک یا عدالت مشکوکہ شخص تو معین تھا کہ فلاں ہے، مبہم میں تو اتنا بھی نہیں، جیسے حدیثی سراج (مجموعہ ایک شخص نے حدیث بیان کی، یا بعض اصحابنا) ایک رفیق نے خبر دی (پھر یہ بھی

ملاحظہ ذکرہ فی آخر باب التوجید ۱۲ منہ ۱۴۱ باب التوجید کے آخر میں اس کو ذکر کیا ہے۔

ملاحظہ اول باب اللباس ۱۲ مرصی اللہ تعالیٰ عنہ (م) باب اللباس کے شروع میں اس کا ذکر ہے ۱۲ منہ (ت)

سنة التقیبات علی الموضوعات باب التوجید مکتبہ اثیریہ ساکنہ بل، شیخ پورہ ص ۳۴  
سنة " " " " باب اللباس " " " " ص ۳۳

صرف سرش ضعف ہے نہ کہ موجب وضع۔ امام الشافعی رحمہ اللہ نے اس پر مستطانی و مسالہ قوۃ الحجة فی عموم المعطوف للحجاج پھر خاتم الحفاظ کا لی میں فرماتے ہیں،

لا یستحق الحدیث ان یتوضف بالوضع بحدود ان راویہ لم یسم۔  
صرف راوی کا نام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے حدیث موضوع کہنے کی مستثنیٰ نہیں ہو جاتی۔ (ت)

(تحد و طرق سے بہم کا جبر نقصان ہوتا ہے) و لہذا تصریح فرمائی کہ حدیث بہم کا طرق دیگر سے جبر نقصان ہو جاتا ہے، تعقیبات میں زیر حدیث اطلبوا الخیر عند حسن الوجہ (سین چہرے والوں سے محبت کی طلب کرو۔ ت) کہ عقیل نے بطریق یزید بن ہارون قال ایسا ناشیخ من قریش عن المرہری عن عائشة رضی اللہ عنہا روایت کی فرمایا،

اور وہ (یعنی ابوالفرج) من حدیث عائشة من طرق فی الاول مرسل لم یسم، و فی الشافعی عبد الرحمن بن ابی بکر الملیکی موقوف، و فی الثالث المحکم بن عبد اللہ لایلی احادیث موضوعة، قلت عبد الرحمن لم یتهم مکذبا ثم انه لم ینفرد بہ بل تابعہ اسنعیل بن حیاث و کلاهما یجبواں ابہام الذی فی الطریق الاول آھ محققوا۔  
اسے اس (یعنی ابوالفرج) نے حدیث عائشہ سے مختلف سندوں سے روایت کیا ہے، پہلی سند میں مجہولی شخص ہے (نام معلوم) اور دوسری میں عبد الرحمن بن ابی بکر الملیکی موقوف راوی ہے، تیسری میں حکم بن عبد اللہ الہجلی سے اس کی حدیث موضوع ہیں، میں کہتا ہوں کہ عبد الرحمن متهم بالکذب نہیں، پھر وہ اس میں منفرد بھی نہیں بلکہ اسمعیل بن قیس ش نے اس کی متابعت کی ہے اور ان دونوں نے اس ابہام کی کی کا ازالہ کر دیا جو سند اول میں تھا احقر۔ (ت)

(حدیث بہم دوسری حدیث کی مقوی ہو سکتی ہے) بلکہ وہ خود حدیث دیگر کو قوت دینے کی یاقوت رکھتی ہے استاذ الحفاظ قوۃ الحجاج پھر خاتم الحفاظ تعقیبات میں فرماتے ہیں،

رجالہ ثقات الا ان فیہ مبہما لسم یسمہ اس کے رجال ثقات ہیں مگر اس میں ایک راوی بہم ہے

عہ باب الحج حدیث دعا لامته عشية عرفة بالمقصرة ۱۲ منہ ۱۲۔  
یہ باب الحج کی اس حدیث کے تحت ہے جس میں ہے کہ نبی اکرم نے عرہ کی شام امت کے لئے بخشش کی دعا مانگی۔

سلف الذی المنقوۃ فی الاحادیث الموضوعة کتاب الباس مطبعة التجاریۃ الکبریٰ مصر ۲۶۲/۱  
سلفہ التعقیبات علی الموضوعات باب الادب والرفاق مکتبۃ اثریہ سالکہ علی شیخ پورہ ۳۵۔



فی مکان ثقة فهو علی شرط الصحيح ، وان  
 کان ضعیف فهو عاضد للمستند المذكور  
 جس کا نام مسلم نہیں ہے پس اگر وہ ثقہ ہے تو یہ صحیح کے  
 شرائط پر ہے اور اگر وہ ثقہ نہیں تو ضعیف ہے مگر  
 سند کو روکو تقویت دینے والی ہے ۔ (ت)

**اقادہ ششم** (ضعیف راویان کے باعث حدیث کو موضوع کہہ دینا ظلم و جزاوت ہے) مجہول  
 بہالت و ابہام تو عدم علم عدالت ہے اور بہت عقل شاید کہ علم عدم ، عدم علم سے زائد ، مجہول و مبہم کا کیا معلوم  
 شاید فی نفسہ ثقہ ہو کما مرانفعان الا مامین الخافطین (جیسا کہ ابھی دو حافظ ائمہ کے حوالے سے گزرا  
 ہے ۔ ت) اور جس پر جرح ثابت ، احتمال ساقط ۔ ولہذا محدثین و زیارۃ مجہول زد و قبول میں مختلف اور  
 ثابت الجرح کے زور پر متفق ہوئے ۔ امام نووی مقدمہ منہاج میں ابو علی غسانی جیاتی سے ناقل :

الناقلون سبع طبقات ، ثلاث مقبولة ، وثلاث  
 متروكة والسابعة مختلف فيها (ابن قولہ)  
 السابعة قوم مجہولون النظر و ابروايات ،  
 لم يتابعوا علیہا ، فقبلہم قوم ، ودفعہم  
 اخرون  
 ناقلین کے سات درجات ہیں ، تین مقبول ، تین  
 متروک ، اور ساتوں مختلف فیہ ہے (اس لٹیکہ)  
 ساتوں طبقہ وہ لوگ ہیں جو مجہول ہیں اور روایات  
 کرینے میں منفرد ہیں ، ان کی متابعت کسی نے نہیں  
 کی ، بعض نے انہیں قبول کیا ہے اور بعض نے ان کے

بارے میں توقف سے کام لیا ہے ۔ (ت)

پھر علماء کی تصریح ہے کہ مجرد ضعف رواتہ کے سبب حدیث کو موضوع کہہ دینا ظلم و جزاوت ہے  
 حافظ سیف الدین احمد بن ابی المجد پھر قدوة الفہم شمس دہلوی اپنی تاریخ پھر خاتم الخفا و تعقیبات و کالی و  
 تدرب میں فرماتے ہیں :

صنف ابن الجوزی کتاب الموضوعات فاصاب  
 ابن جوزی نے کتاب الموضوعات لکھی اس میں انہوں

عہ قالہ تحت حدیث من قرأ آیتہ انکرسی و برکلی  
 صلاة مكتوبة لم یمنعه من دخول الجنة  
 ۱۵۱۱ یعوت ۱۲ سرمدی اللہ تعالیٰ عنہ (م)  
 یہ انہوں نے اس حدیث کے تحت کہا ہے جس شخص نے  
 ہر فرض نماز کے بعد آیتہ انکرسی پڑھی اس کے جنت میں  
 داخل ہونے کو موت کے علاوہ کوئی رکاوٹ نہیں ۲ منہ (ت)

لہ التعقیبات علی الموضوعات باب الحج مکتبہ اثریہ سالکہ بل شیخوپورہ  
 ۶۳۷  
 لہ مقدمہ منہاج للنووی من شرح صحیح مسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۷

فی ذکر احادیث مخالفۃ لنقل والعقل ، وما  
 لم یصب فیہ اطلاقہ الوهم علی احادیث  
 یحکم بعض الناس فی روائہا ، کقولہ فلان  
 ضعیف او یس بالقری اولین ، ولیس ذلک الحدیث  
 مما یشہد القلب بطلانہ ولا فیہ مخالفۃ  
 ولا معارضۃ لکتب ولا سنت ولا اجماع  
 ولا حجة بانه موضوع سوء کلامہ لذلک  
 الرجل فی روائہ وھذا عدوان و بھتان  
 بات پر بحث ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اس آدمی کے کلام کے اور یہ زیادتی و تکبر ہے ۔ (دست)  
 افادۃ مضبوط (ایسا غامض کہ حدیث میں دھڑے کی تلقین قبول کرے اس کی حدیث بھی موضوع نہیں)  
 پھر کسی کے سے ضعف کی تصریح نہیں ، بلکہ سنت تحت اقسام جرح میں جو کہ برابر ایک جہالت راوی سے ہر جہاں ہر  
 ہے ، یہی تصریح ہے کہ اُن سے بھی موضوعیت لازم نہیں ، مثلاً راوی کی اپنی روایات میں ایسی غفلت کہ دوسرے کی  
 تلقین قبول کرے یعنی دوسرا جہاں سے کہ توت یہ سب ہی دہان سے ۔ پھر ہر کہ یہ شدت غفلت سے ناشی اور  
 اور غفلت کا ضمن فسق سے بھی بہتر اور جہالت سے تو چار درجہ زیادہ سخت ہے ، امام الشان نے تجزئہ الطکر میں  
 اسباب طعن کی دس قسمیں فرمائیں :

- (۱) کذب کہ معاذ اللہ قصداً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء کرے ۔
- (۲) قہصمت کذب کہ حدیث اُس کے سوا دوسرے نے روایت نہ کی ، مخفی عن قواعد دینیہ ہو یا اپنے  
 کلام میں جھوٹ کا عادی ہو ۔

- |                 |              |
|-----------------|--------------|
| (۳) کثرت خلط    | (۴) غفلت     |
| (۵) فسق         | (۶) وہم      |
| (۷) مخالفت ثقات | (۸) جہالت    |
| (۹) بدعت        | (۱۰) سوء حفظ |

اور تصریح فرمائی کہ ہر پہلا دوسرے سے سخت تر ہے ۔

حيث قال الطعن يكون بعشرة اشیاء بعضها  
اشد في القدح من بعض وترتيبها على الاشد  
فالاشد في موجب الرداد مخلصا۔  
الفاظیر میں کہ اسباب طعن دس اشیا ہیں، بعض بعض  
سے جرح میں اشد ہیں اور ان میں موجب رد کے اعتبار  
سے "الا شد" "فالاشد" کی ترتیب ہے (مخلصات)

پھر علماء فرماتے ہیں ایسے غافل رشید الطعن کی حدیث بھی موضوع نہیں، اور آخر تعقیبات میں ہے،  
یہ یرید بن ابی ثریاد وکان یلقن یلقن، قلت  
هذا لا یقضى المحکم بوضع حدیثہ۔  
اس میں زیادہ ابن زیاد ہے اسے تلقین کی جاتی تو وہ  
تلقین کو قبول کر لیتا تھا، میں کہتا ہوں کہ یہ قول اس  
کی وضع حدیث کا تقاضا نہیں کرتا۔ (ت)

**افادہ، شتم** (منکر الحدیث کی حدیث بھی موضوع نہیں، یوں ہی منکر الحدیث، اگرچہ یہ حبر ج  
امام اجل محمد بن اسمعیل بخاری علیہ رحمۃ الہی سنے فرمائی ہو حالانکہ وہ ارشاد فرما چکے کہ میں جسے منکر الحدیث کہوں  
اُس سے روایت مول میں، میزان الاعتدال امام ذہبی میں ہے،

نقل ابن القطان اب الجہادی قال کل من  
قلت ید منکر الحدیث فلا تحل الروایۃ عنہ۔  
ابن القطان نے نقل کیا ہے کہ امام بخاری نے فرمایا  
ہر وہ شخص جس کے بارے میں منکر الحدیث کہوں اُس  
سے روایت کرنا پڑ نہیں۔ (ت)

علیہ کا نہ مرضی اللہ تعالیٰ عنہ کانت یتورع  
عن اطلاق الفظ شديدة مخافة انیکوت  
بعضیہ من باب شتم الاعراض وقد وحسب  
الذب عن الاحادیث ما صطلح علی هذا  
جسمابین الامیرین ۱۲ منہ (م)  
علیہ ذکرہ فی ابان بن جبلة الکوفی ۱۳ منہ (م)

گویا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت الفاظ کے  
استعمال سے پرہیز کرتے تھے تاکہ کسی کی عزت دری  
لازم نہ آئے حالانکہ احادیث کی حفاظت و دفاع لازم  
ہے لہذا دونوں امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ اصطلاح  
استعمال کی ہے ۱۲ منہ (ت)  
ابان بن جبلة الکوفی کے ترجمہ کے تحت اس کو  
ذکر کیا ہے ۱۳ منہ (ت)

۱۔ شرح تجرید الفکر بمثل المرسل النحوی مطبوعہ مطبعہ علمی اندرون لوباری دروازہ لاہور ص ۵۲  
۲۔ تعقیبات باب المناقب مکتبہ اشرفیہ سالک علیہ اشیحویں ص ۵۸  
۳۔ میزان الاعتدال فی ترجمہ ابان بن جبلة الکوفی مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۶/۱

اسی میں ہے ،

قد مرل ان البخاری قال من قلت فيه منكر الحديث فلا يحل من رواية حديثه۔  
 میرے امام بخاری کا یہ قول گورچکا ہے کہ جس کے بارے میں میں منکر الحدیث کہہ دوں اس کی حدیث روایت کرنا جائز نہیں۔ (ت)

با اینہر ملانے فرمایا: ایسے کی حدیث بھی موضوع نہیں، تعقیبات میں ہے ،

قال البخاری منكر الحديث ، فقاية امر حديثه سيكون جميعاً۔  
 بخاری نے کہا یہ منکر الحدیث ہے تو زیادہ سے زیادہ اس کی حدیث ضعیف ہوگی۔ (ت)

افادۃ اہم (متروک کی حدیث بھی موضوع نہیں) ضعیفوں میں سب سے ہر درجہ متروک کا ہے جس کے بعد صرف مستہم بالوضع یا کذاب و جال کا مرتبہ ہے ، میزان میں ہے ،

عنه قاله في سليمان بن داود يعني ۱۲ من (م)  
 سليمان بن داود یعنی ۱۲ من (م)

عنه باب فضائل القرآن ۱۲ من (م) سرحدی اور تھانی من  
 باب فضائل القرآن میں یہ ٹکڑہ ہے ۱۲ من (ت)

عنه بذكر مولانا علي قاضي نے حاشیہ پر بتا دیا ہے متروک و مستہم بالوضع کا ایک مرتبہ میں سونا نقل کیا ،

حدث قال قال السريفة الثالثة فلاح متهم  
 ان کے الفاظ یہ ہیں تیسرا مرتبہ یہ ہے فلاح

بالكذب او لوطهم او ساقط او هالک او ذاهب  
 متہم یا کذب یا باوضع یا ساقط یا ہالک یا ذہب

الحديث وفلاح متروك او متروك الحديث وتروك  
 الحدیث اور فلاح متروک یا متروک الحدیث یا دوڑوں

نہ سے ترک کر دیا ہے اقوال گر یا اس قائل نے

بھی تمام مذکور کو ایک مرتبہ میں برابر قرار نہیں دیا بلکہ اس

میں بھی اس کے نزدیک تشکیک ہے۔ گویا انہوں نے

اپنے قول "متروک" سے پہلے "فلاح" کا اعادہ

کر کے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے مگر اس میں

کلام ہے کہ ساقط اور اس کا مابعد، متروک اس کے مابعد سے فوق و بلند مرتبہ نہیں ہو سکتے ۱۲ من (ت)

۲۰۲/۲	مطبوعہ دار الموقر بیروت	سہ میزان الاعتدالی فی ترجمہ سلیمان بن داود الیہانی
۹	مکتبہ ائمریہ ساکنہ بل	سہ التعقیبات علی الموضوعات باب فضائل القرآن
ص ۱۱	مطبع علی	سہ حاشیہ نمر بنہ المنظر مع نخبة الفكر مراتب الجرح

اردی جاسرات الجرح، و دجال کذاب، او وضاع  
یصم الحديث ثم متهم بالكذب و متفق علی  
ترکہ، ثم متروک الاثر

جرح کے سب سے گھٹیا الفاظ یہ ہیں، و دجال، کذاب،  
وضاع جو حدیثیں گھڑتا ہے اس کے بعد تمام بالکذب متفق  
علی ترکہ ہے پھر متروک کا لفظ ہے (ت)

امام الشافعی تقریب التہذیب میں ذکر مراتب اہل تس فرماتے ہیں،

العاشر، من لم یوثق البتة وضعف مع ذلك  
بقلاص و ایسی آلات مرة بمتروک او متروک  
الحديث او واهی الحديث او ساقط، الحادية  
عشر، من اتهم بالكذب الثانية عشر، من  
اطلق علیه اسم الکذب و الوضع

دسواں مرتبہ یہ ہے کہ اس راوی کی کسی نے توثیق نہ کی ہو  
اور اسے جرح کے ساتھ ضعیف کہا گیا ہو۔ اس کی طرف  
اشارہ متروک یا متروک الحدیث یا واهی الحدیث اور  
ساقط کے ساتھ کیا جاتا ہے "گیا رحواں درجہ تہ ہے"  
جو متهم بالکذب ہو، اور بارحواں درجہ یہ ہے کہ جس  
پر کذب و وضع کے اسم کا اطلاق ہو۔ (ت)

اس پر بھی علماء نے تصریح فرمائی کہ متروک کی حدیث بھی صرف ضعیف ہی ہے موضوع نہیں۔ امام ابن کثیر  
اثر العشر پھر خاتم الحفاظ لائی میں فرماتے ہیں،

مرحم بن حبان و تبعہ ابن، الحوری، و  
المتن موضوع، و لیس كما قال، فان الراوی  
وان کان متروکا عند الاكثر ضعیفا عند البعض  
فلیرتصب للوضع انه مختصرا۔

ابن بقیہ سے یہ تم کیا اور ابن جوزی نے ان کی تہذیب میں  
کہا کہ یہ متن موضوع ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اگرچہ  
راوی اکثر کے نزدیک متروک اور بعض کے نزدیک ضعیف  
ہے، لیکن یہ وضع کی طرف منسوب نہیں ہے (ت)

اس کا ذکر کتاب التوحید میں ابن عدی کی کس  
حدیث کے تحت ہے جس میں ہے کہ اللہ عزوجل نے  
نکد اور لیس تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے پڑھا  
الحديث ۱۲۷ (ت)

علی فی التوحید تحت حدیث ابن عدی ان الله  
عزوجل قرأه و لیس قبل ان یخلق آدم  
الحديث ۱۲۷ (ت)

۴/۱	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	۱	۴	۱	۱
۳/۱	مطبع فاروقی مدنی	۱	۳	۱	۱
۲/۱	التحاریۃ الجبرائیل مصر	۱	۲	۱	۱

امام بدر زکشی کتاب الفکت علی ابن الصلاح، پھر خاتم الخفافہ لاکھ میں فرماتے ہیں،  
 میں قول ابو یوسف و قولنا موصیج عون کبیر، و یمن  
 بن ارقم وان کان متروکا فظہر یتھم بکذب  
 ولا وصیۃ اھ ملخصا۔  
 ابو لفرج نے ایک حدیث میں طعن کیا کہ "الفضل متروک" (فضل متروک ہے۔ ت) لاکھ میں فرمایا،  
 فی الملک موضعہ نظر، فاب الفضل لیتھم  
 بکذب۔  
 تعقیبات میں ہے،

احیة شیعی متروک عند الناسی، فی حمل کلامہ  
 "اہ ضعیف لا موضوع" و یذ لك مصدر  
 البیہقی۔  
 اصیح شیعہ ہے امام نسائی کے ہاں متروک ہے اہی  
 کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ ضعیف ہے موضوع نہیں  
 اور اسی بات کی تصریح بہیقی نے کی ہے۔ (ت)

عَلَّہ فیہ تحت حدیثہ ایضا والدی یصح بیہ  
 ما ازل اللہ من وہی قط علی نبی ینہ و ینہ الایا  
 العربیۃ الحدیث ۱۲ منہ (م)۔  
 عَلَّہ فیہ ایضا تحت حدیث ابن شاہیں  
 ما کلم اللہ تعالیٰ موسیٰ یومہ انطور کلمہ  
 بغير الکلام الذی کلمہ یومہ فسادہ  
 الحدیث ۱۲ منہ (م)۔  
 عَلَّہ ذکرہ فی اول باب الصلاۃ۔  
 عَلَّہ الکناۃ للذهب ۱۲ مرئی اللہ تعالیٰ (م)۔  
 اس میں یہ حدیث نے تحت یہ بھی ہے کہ قسم ہے مجھ اس  
 ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ  
 اس میں حدیث ابن شاہین کے تحت یہ بھی ہے کہ جب  
 اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے طور کے دن گفتگو  
 فرمائی تو یہ کلام اس کلام کی طرح نہ تھا جو انکے ساتھ  
 خدا کے وقت کیا تھا، الحدیث ۱۲ منہ (ت)  
 باب الصلاۃ کے شروع میں اسے ذکر کیا ہے (ت)  
 اس کا نام ذہبی کی طرف کنایہ ہے ۱۲ منہ (ت)

۱/۱۱  
 ۱/۱۲  
 ۱/۱۳  
 ۱/۱۴  
 ۱/۱۵  
 ۱/۱۶  
 ۱/۱۷  
 ۱/۱۸  
 ۱/۱۹  
 ۱/۲۰  
 ۱/۲۱  
 ۱/۲۲  
 ۱/۲۳  
 ۱/۲۴  
 ۱/۲۵  
 ۱/۲۶  
 ۱/۲۷  
 ۱/۲۸  
 ۱/۲۹  
 ۱/۳۰  
 ۱/۳۱  
 ۱/۳۲  
 ۱/۳۳  
 ۱/۳۴  
 ۱/۳۵  
 ۱/۳۶  
 ۱/۳۷  
 ۱/۳۸  
 ۱/۳۹  
 ۱/۴۰  
 ۱/۴۱  
 ۱/۴۲  
 ۱/۴۳  
 ۱/۴۴  
 ۱/۴۵  
 ۱/۴۶  
 ۱/۴۷  
 ۱/۴۸  
 ۱/۴۹  
 ۱/۵۰  
 ۱/۵۱  
 ۱/۵۲  
 ۱/۵۳  
 ۱/۵۴  
 ۱/۵۵  
 ۱/۵۶  
 ۱/۵۷  
 ۱/۵۸  
 ۱/۵۹  
 ۱/۶۰  
 ۱/۶۱  
 ۱/۶۲  
 ۱/۶۳  
 ۱/۶۴  
 ۱/۶۵  
 ۱/۶۶  
 ۱/۶۷  
 ۱/۶۸  
 ۱/۶۹  
 ۱/۷۰  
 ۱/۷۱  
 ۱/۷۲  
 ۱/۷۳  
 ۱/۷۴  
 ۱/۷۵  
 ۱/۷۶  
 ۱/۷۷  
 ۱/۷۸  
 ۱/۷۹  
 ۱/۸۰  
 ۱/۸۱  
 ۱/۸۲  
 ۱/۸۳  
 ۱/۸۴  
 ۱/۸۵  
 ۱/۸۶  
 ۱/۸۷  
 ۱/۸۸  
 ۱/۸۹  
 ۱/۹۰  
 ۱/۹۱  
 ۱/۹۲  
 ۱/۹۳  
 ۱/۹۴  
 ۱/۹۵  
 ۱/۹۶  
 ۱/۹۷  
 ۱/۹۸  
 ۱/۹۹  
 ۱/۱۰۰

حدیث چلے صوفیہ کرام قدس سرہم کر،

من احصى لله تعالى اس بعين جو ما ظہر و ما  
یسیر بحکمة من قلبه علی لسانہ بی

جس شخص نے پائیس دن اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص  
کیا اس کے دل سے حکمت کے چٹے اس کی زبان پر  
جاری ہو جائیں گے۔ (ت)

ابن جوزی نے بطریق حدیدہ روایت کر کے اس کے رواق میں کسی کے جہول کسی کے کثیر الخطا کسی کے مجرد کسی  
کے متروک ہونے سے طعن کیا۔ تعقیبات میں سب کا جواب یہ فرمایا کہ ما فیہم متہم بکذب یہ سب کچھ سہی پھر  
ان میں کوئی متہم بکذب تو نہیں کہ حدیث کو موضوع کر سکیں۔ یوں ہی ایک حدیث کی علت بیان کی، بشریب  
میں من القاسم متروکات (بشریب نے قاسم سے روایت کی تھیں دونوں متروک ہیں۔ ت) تعقیبات میں  
فرمایا ابشولسم یتہم بکذب (بشریب متہم بالکذب نہیں۔ ت) حدیث ابی ہریرہ "اتخذ اللہ ابراہیم  
خلیلاً" الحدیث (اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، پوری حدیث۔ ت) میں کہا  
تفرد بہ مسلمۃ من علی الخشخوش و هو متروک (اس میں مسلمہ بن علی الخشخوشی منفرد ہے اور وہ متروک  
سے۔ ت) تعقیبات میں فرمایا، مسلمۃ و ان ضمنت ظلم یجرح بکذب (مسلمہ اگرچہ ضیغ ہے مگر اس پر  
جرح بالکذب نہیں۔ ت) حدیث ابی ہریرہ تثنی لا یعادون (تین چریں ہیں وٹائی جائیں گی۔ ت) پر بھی  
مسلمہ مذکور سے طعن کیا، تعقیبات میں فرمایا ولم یتہم بکذب، والحدیث ضعیف لا موضوع (یہ  
متہم بالکذب نہیں اور یہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں۔ ت)

سبحان اللہ! جب انتہا و بجد کی شہید جرحوں سے موضوعیت ثابت نہیں ہوتی، تو صرف جہالت راوی  
یا انقطاع سند کے سبب موضوع کہہ دینا کیسی جہالت اور عدل و عقل سے انقطاع کی حالت ہے و لکن الوہابیۃ  
قوم یجھلون۔

حدیث یحییٰ حدیث بی امامۃ من قال حیو یمسی  
صلی اللہ تعالیٰ علی موح و علیہ السلام لم تلدخہ  
عقرب تلث الیلۃ ۲ منہ رھی اللہ تعالیٰ عندہ (م)  
اس سے مراد حدیث ابی امامہ ہے جس میں ہے کہ جس شخص  
نے شام کے وقت یہ کہا "صلی اللہ تعالیٰ علی موح و  
علیہ السلام" تو اسے اس رات بچھ نہیں ڈے گا (۱۲۸)

۲۱۱	التعقیبات علی موضوعات	باب الادب والدقائق	مکتبہ اترہ سالکہ ہل شیخ پرورہ	۲۴
۲۱۲	"	"	"	۲۶
۲۱۵	"	باب المناقب	"	۵۳
۲۱۶	"	باب الجائزۃ	"	۱

**تذریل** یہ ارشادات تو چار سہ ائمہ کرام رحمہ اللہ تعالیٰ کے تھے، ایک قول وہابیہ کے امام شوکانی کا بھی لیجئے، موضوعات ابو لکھنؤ میں یہ حدیث کہ جب مسلمان کی عمر پانیس برس کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جنون و جذام و برص کو اس سے پھیر دیتا ہے اور پچاس سال والے پر مصاب میں نرمی اور ستائش برس والے کو توبہ و عبادت نصیب ہوتی ہے، ہفتاد سالہ کو اللہ عزوجل اور اُس کے فرشتے دوست رکھتے ہیں، اسی برس والے کی نیکیاں قبول اور برائیاں معاف، نوے برس والے کے سبب گناہ پچھلے گناہ مغفور ہوتے ہیں، وہ زمین میں اللہ عزوجل کا قیدی کہلاتا ہے اور اپنے گھر والوں کا شفیع کیا جاتا ہے، بطریقِ حدیدہ روایت کر کے اُس کے راویوں پر طعن کئے کہ یوسف بن ابی ذرہ راوی مناگیر لشی ہے اور فرج ضعیف منکر الحدیث کہ وہابی حدیثوں کو صحیح سندوں سے طاہر ہے اور محمد بن عامر حدیثوں کو پلٹ دینا اشاعت سے وہ روایتیں کرتا ہے جو اُن کی حدیث سے نہیں اور عزیزی مکر وہ عرب و بن جہاد مستحق ترک اور عزیزہ کو کھکی بن معین نے ضعیف بتایا اور ابوالحسن کوئی مجہول اور عارض ضعیف ہے۔ شوکانی نے ان سبب مطاعن کو نقل کر کے کہا:

هذا في ما اهدى ابن الجوزي، وليلا علم  
ما حكم به من الوضع، وقد اضرط وجازف  
فليس مثل هذه المقالات توجب حكم  
بما وضع بل قد حوال الحديث ان يكون  
حسنا لغيرة استحسن

یعنی ابن جوزی نے جو اس حدیث پر حکم وضع کیا اُنکس کی دلیل میں انتہا درجہ طعن پیدا کیے اور بے شک وہ حدیث بڑے اور بیباکی کو کام میں لائے کہ ایسے طعن حکم وضع کے موجب نہیں، بلکہ کم درجہ عالی اس حدیث کا یہ ہے کہ حسن لغیرہ ہو۔

والله الهادي الى سبيل الهدى -

**افادہ وجم** (موضوعیت حدیث کی نگر ثابِت ہوتی ہے) غرض ایسے وجوہ سے حکم وضع کی طرف راہ چاہنا محض برس ہے، اِن موضوعیت یوں ثابت ہوتی ہے کہ اس روایت کا مضمون (۱) قرآن عظیم (۲) یہ سُنّت متواترہ (۳) اجماعی قطعی قطعیات الدلالتہ (۴) اِقتل صریح (۵) یا حسن صحیح (۶) یا تاریخ یقینی کے ایسے مخالفت ہو کہ احتیاج تاویل و تطبیق نہ رہے۔

(۷) یا معنی شنیع و فحیح ہوں جن کا حد درجہ درجہ زور صلوات اللہ علیہ سے منقول نہ ہو، جیسے معاذ اللہ کسی فساد یا ظلم یا عیث یا سفسط یا مدعا باطل یا ذم حق پر مستعمل ہونا۔

(۸) یا ایک جماعت جس کا عدد حد تو اتار کو پہنچے اور ان میں احتمال کذب یا ایک دوسرے کی تقلید کا نہ رہے اُس کے



کذب و لظان پر گواہی مستنداً الی اللہ ہے۔

(۹) یا خبر کسی ایسے امر کی ہو کہ اگر واقع ہوتا تو اس کی نقل و خبر مشہور و مستفیض ہو جاتی، مگر اس روایت کے سوا اس کا کہیں پتا نہیں۔

(۱۰) یا کسی حقیر فعل کی عزت اور اس پر وعدہ و بشارت یا صغیر امر کی نزہت اور اس پر وعید و تنہید میں ایسے لمبے چوڑے مبالغے ہوں جنہیں کلام مجز و نفاہ نبوت سے مشابہت نہ رہے۔ یہ دس صورتیں تو صریح ظہور و وضوح وضع کی ہیں

(۱۱) یا یوں حکم وضع کیا جاتا ہے کہ لفظ ایک و سیف ہوں بغض سمیع دفع اور طبع منع کر دے اور ناقل مدعی ہو کہ یہ بھینٹا الفاظ کی نہ حضور اقصیٰ، عرب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یا وہ محل ہی نقل بالمعنی کا نہ ہو۔

(۱۲) یا ناقل رافضی حضرات اطہر کرام علی سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے فضائل میں وہ باتیں روایت کئے جو اس کے غیر سے ثابت نہ ہوں جیسے حدیث،

لحمک لحمی ودمک دمی (تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خون میرا خون۔ ت)

اقول انصافاً یوں ہی وہ مناقب امیر معاویہ و مسعود بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما صرف تو اصعب کی روایت سے آئیں کہ جس طرح وہ افضل تھے فضائل میرا نہیں وہاں بیت طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں قرب تین لاکھ حدیثوں کے وضع کیں کہ نص علیہ الحدیث ابو یعلیٰ والی حفظ الخلیل فی الامم شاذ (جیسا کہ اس پر حافظ بوسیل اور حافظ خلیل نے ارشاد میں تصریح کی ہے۔ ت) یوشی تو اصعب نے مناقب امیر مویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حدیثیں گھڑیں کہ ارشاد ایہ الامام المذاب عن المسۃ احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ (جیسا کہ اس کی طرف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی جو سنت کا ذخیرہ کرنے والے ہیں۔ ت)

(۱۳) یا قرنی عالیہ گواہی دے رہے ہوں کہ یہ روایت اسی شخص نے کسی طبع سے یا غضب و غیرہما کے باعث بھی گھڑ کر پیش کر دی ہے جیسے حدیث سبق میں زیادت جناح اور حدیث ذم مطہرین اطفال۔

(۱۴) یا تمام کتب و تصانیف اسلام میں استقرائے ہم کیا جائے اور اس کا کہیں پتا نہ چلے یہ صرف اجل حفاظ کرام کا کام تھا جس کی بیافقتہ صد ۱۰ سال سے معدوم

(۱۵) یا راوی خود اقرار وضع کر دے خواہ مراد خواہ ایسی بات کہ جو مجتزلہ اقرار ہو، مثلاً ایک شیخ نے سے بلاد واسطہ

حکمہ رد قلہ لان التواتر لا یعتبر الا فی الحسیات  
کہما نصوا علیہ فی الاصلی ۱۲ منہ (ص)

میں نے اس کا اضافہ کیا کیونکہ تواتر کا اعتبار حسیات کے علاوہ میں نہیں ہوتا جیسے کہ انہوں نے اصول میں اس کی تصریح کی ہے ۱۲ منہ (ت)

مذہبی سماع روایت کرے، پھر اُس کی تاریخ وفات دے بتائے کہ اُس کا اس سے سننا معقول نہ ہو۔

یہ پتہ نہ پاتیں ہیں کہ شاید اس مجمع و تجمیع کے ساتھ ان سطور کے سوا نہ ہیں و لو بسطنا المقال عن کل صورة لظان انکلاہ و تقاضی العرام، و لسانہا لک لحدود دلت (اگر ہم ایک صورت پر تفصیل گفتگو کریں تو کلام طویل اور متعدد دور ہو جائے گا لہذا ہم یہاں اس کے درپے نہیں ہوتے۔ ت)

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) رہا یہ کہ جو حدیث ان سب سے خالی ہو اس پر علم وضع کی رخصت کس حال میں ہے، اس باب میں کلمات علماء کے کرام تین طرز پر ہیں:

(۱) انکلاہ عن یعنی بے امور مذکورہ کے اصلاح حکم وضع کی راہ نہیں اگرچہ راوی وضاع کذاب ہی پر اُس کا مدار ہو، امام شافعی نے فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں اسی پر جزم فرمایا، فرماتے ہیں:

مجرد تغرد الکذاب بل الوضاع ولو کان بعد الاستقصاء فی التفتیش من حافظ متبحر تمام الاستقراء خیر مستلزم لدلت بل لا بد معہ من لعمام شئی مما یشاقی۔  
یعنی اگر کوئی حافظ جلیل القدر کہ علم حدیث میں دریا اور اس کی تلاش کامل و محیط ہو، تفتیش حدیث میں استقصائے تمام کرے اور بائینہ حدیث کا پائیک راوی کذاب بلکہ وضاع کی روایت سے جدا کیےں شرط

تاہم اس سے حدیث کی موضوعیت رزم نہیں آتی جب تک امور نہ کرے کہ اس سے کوئی امر اس میں موجود نہ ہو۔ (ت)

مولانا علی قاری نے موضوعات کبیر میں حدیث ابن ماجہ، بارہ اتخاذ و جائی کی نسبت نقل کیا کہ اُس کی سند میں علی بن عروہ دمشقی ہے، ابی حبان نے کہا: وہ حدیث صحیح کرتا تھا۔ پھر فرمایا، والیف ہر انت الحدیث ضعیف لا موضوع (ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں) حدیث فضیلت مسلمان کا راوی ابو عقال بدل بن زید ہے، ابی حبان نے کہا وہ اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موضوعات روایت کرتا و مسند ابن الجوزی نے اُس پر حکم وضع کیا۔ امام الشان حافظ ابن حجر نے قول مسند و پھر خاتم المغافل نے لائی میں فرمایا:

هذا الحدیث فی فضائل الاعمال والتحریص علی الرماط، و لیس فیہ ما یجیل الشروع ولا یعقل، فالحکم علیہ بالبطلان بمجرد کونه من روایۃ ابی عقال لا یتبعہ، و طریقۃ الامام احمد معروۃ فی التماسع فی۔  
یہ حدیث فضائل اعمال کی ہے، اس میں مردود و الحوب پر گھڑے باندھنے کی ترغیب ہے اور ایسا کوئی امر نہیں ہے شرح یا عقل محال، نے تو صرف اس بنا پر کہ اس کا راوی ابو عقال ہے باطل کہہ دینا نہیں چاہتا، امام احمد کی روش معلوم ہے کہ خاتم فضائل

احادیث القصائل دون احادیث الاحکام۔  
یعنی تو اسے درج مستند فرمایا کچھ معیوب نہ ہوا۔  
میں نرمی فرماتے ہیں نہ احادیث احکام میں۔ (ت۔)

(۲) کذاب وضاع جس سے عداۃ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر محاذ اللہ برتانی وافر کرتا ثابت ہو، صرف ایسے کی حدیث کو موضوع کہیں گے وہ بھی بطریق علی نہ ہو جو یقین کہ بڑا جھوٹا بھی کہیں سچ ہوتا ہے اور اگر قصداً افتر اس سے ثابت نہیں تو اس کی حدیث موضوع نہیں اگرچہ تم کذب و وضاع جو یہ مسلکہ تمام الشان وغیرہ علماء کا ہے، تجربہ و تجربہ میں فرماتے ہیں،

الظن اجمالی کون کذب المرادی بان یرد علیہ  
مالہ یقلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متہد الذلک  
او فہمتہ بذلک، الاول هو الموضوع، والحق کہ  
علیہ بالموضوع، نما ہو بطریق الظن الذلک  
لاہا لقطع، اذ قد یصدق الکذب، والشان  
هو المتروک، ملقطاً  
ظن یا تو کذب راوی کی وجہ سے ہو گا مثلاً اس نے  
عداۃ اپنی بات روایت کی چہاں اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے نہیں فرمائی تھی یا اس پر ایسی قہمت ہو۔  
پہلی صورت میں روایت کو موضوع کہیں گے اور اس پر  
وضیح کا حکم یقینی نہیں بلکہ بطور ظن غالب ہے کیونکہ بعض  
اوقات بڑا جھوٹا بھی سچا ہوتا ہے، اور دوسری صورت  
میں روایت کو متروک کہتے ہیں احصیاً۔ (ت۔)

یہی امام کتاب الاحباب فی تہذیب الصحابہ میں حدیث اب الشیطان یحب الحمرة غایاکہ والحمرة وکل ثوب  
یہ شہرة (شیطان سرخ رنگ پسند کرتا ہے تم سرخ رنگت سے بچو اور ہر اس کپڑے سے جس میں شہرت ہو۔ ت)  
کی نسبت فرماتے ہیں،

قال الجورقانی فی کتاب الابطال ہذا حدیث  
یظن و سنادہ منقطع کذا، قال وقولہ باحد  
مرود فان ابابکر المہدی لم یوصف بالموضوع  
وقد وافقہ سعید بن بشیر، وامتدادہ  
جوز خانی نے کتاب الابطال میں کہا کہ یہ روایت باطل  
ہے اور اس کی سند میں انقطاع ہے۔ اسی طرح  
انہوں نے کہا اور ان کا باطل کن مرود ہے کیونکہ ابوبکر  
ذہبی وضاع نہیں اور اس کی سعید بن بشیر نے رفعت

عن ذکرہ فی ترجمۃ رافع بن یرید الشافعی (۳) رافع بن یرید ثقفی کے ترجمہ میں اس کا ذکر کیا ہے ۱۲ منہ ازت

سہ القول المسند الحدیث الثانی مطبوعہ مطبعہ مجلس اترۃ المعارف الشمانیہ حیدرآباد دکن ہند ص ۳۲  
مک شرح تجرید الفکر معز بہرہ النظر بحث الظن مطبوعہ مطبعہ علیی لاہور ص ۵۴ تا ۵۹

المسد رجلاً، فقد رتبته ان المتن ضعيف اما حكمه  
 بما هو صريح فمردود عليه  
 کی، اگرچہ سند میں انہوں نے ایک آدمی کا اضافہ کیا ہے  
 زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ متن ضعیف ہے لیکن اس پر  
 وضع کا حکم جاری کرنا مردود ہے۔ (ت)

علی قاری حاشیہ زیر میں فرماتے ہیں،

الموضح هو الحديث الذي فيه الطعن بسند  
 الراوي عليه  
 موضوع اس روایت کو کہا جاتا ہے جس کے راوی پر  
 کذب کا طعن ہو۔ (ت)

علامہ ربیع الباقی زرقانی شرما سبب لذیہ میں فرماتے ہیں،

احادیث الذیٰٹ حکم اس الجوزی بوضعها و مرد  
 علیه الحافظ بما حمله انه لم يتبين له الحكم  
 بوضعها او ليس فيه وضاع ولا كذاب نعم  
 هو ضعيف من حميم طريقة  
 روایات دیک (مرغ) کو ابن جوزی نے موضوع قرار  
 دیا ہے اور فقط نے ان کا رد کیا ہے جس کا حاصل  
 یہ ہے کہ اس کا مرفوع قرار دینا بیان نہیں کیا کیونکہ اس  
 میں نہ کوئی وضاع ہے اور نہ کذاب، اُن وہ جمع  
 طرق کے لحاظ سے ضعیف ہے۔ (ت)

اسی میں حدیث کان لا یعود الا بعد ثلاث  
 یدلت مرخص فرماتے تھے۔ ت پر اس طعن کے جواب میں کہ اس میں سلمہ بن علی حرک و افعیٰ ہے فرمایا،

ورده ابن الجوزی في الموضوعات و تعقبوا بانه  
 ضعيف فقط، لا موضح، فان مسلة يجهل  
 بكذب كما قاله الحافظ ولا التفت لمن غر  
 ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شامل کیا ہے محدثین نے  
 ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ صرف ضعیف ہے مرفوع  
 نہیں کیونکہ سلمہ پر جرح بالکذب نہیں جیسا کہ فقط نے کہا

عليه المقصد الثاني آخر الفصل الثاني ۱۲ من ۱۲  
 عليه المقصد الثاني من الفصل الاول في طب  
 صلى الله تعالى عليه وسلم ۱۲ حنه رضي الله تعالى عنه  
 دوسرے مقصد کی ساتویں فعل کے آخر میں اس کا ذکر ہے ۱۲ من ۱۲  
 آٹھویں مقصد کی پہلی فصل سے طب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم میں اس کا ذکر ہے ۱۲ من ۱۲ (ت)

له الاصابة في تمييز الصحابة القسم الاول حروف الراء  
 حاشیہ زبیر النظم مع نخبة الفكر بحماسة الموضوع  
 مطبوعه دار صادر بيروت ۵۰۰/۱  
 مطبع طبعی لاہور ۵۶

شرح الزرقانی علی الموابب المقصد الثاني من الفصل الثاني مع  
 الفصل الاول من المقصد الثاني من في طب صلى الله عليه وسلم مطبوعه مطبعة عامره مصر ۲۵۰/۳  
 ۵۸/۴



۲

۳

(اس واقعہ کا امام مالک سے نقل کرنا جھوٹ ہے۔ ت) علامہ ذرقانی نے اُس کے رد میں فرمایا،

هذا بقول عجمي ، قال الحكاية رواها ابو الحسن بن  
بن مهران كتابه فضائل مالك باسناد لا بأس  
به ، واخرجها القاضي عياض في الشفاء من  
طريقه عن شيوع عدة من ثقات مشايخه  
فمن اين اليها كذب وليس في اساده او ضاع  
ولا كذاب

حالانکہ اسی سند میں نہ کوئی راوی وضاع ہے اور نہ ہی

کذاب۔ (ت)

افادہ نهم میں تمام اشخاص نام خاتم الحقائق کا ارشاد گزرا کہ راوی متروک کسی نے اُسے وضع تو نہ کیا  
تمام آخر کا قول گزرا کہ مسلمہ ضعیف سی اس پر ظن کذب تو نہیں ، نیز تعقیبات میں فرمایا  
لم یجرح بکذب فلا یدرہ انیکون حدیثہ موضوعا۔ اس پر کذب کا ظن نہیں لہذا اس کی روایت کا موضوع  
ہونا لازم نہیں آتا۔ (ت)

(۳) بہت علماء جہاں حدیث پرست تھے جہاں حدیث کے ساتھ تہمت کذب بھی شامل  
فرماتے ہیں کہ یہ کیونکر موضوع ہو سکتی ہے حالانکہ اس کا کوئی راوی نہ کذاب ہے نہ مبہم یا کذب۔ کبھی فرماتے ہیں کہ موضوع  
تو جب ہوتی کہ اس کا راوی مبہم یا کذب ہو یا یہاں ویسا نہیں تو موضوع نہیں۔ افادہ دوم میں امام زرکشی و  
امام سیوطی کا ارشاد گزرا کہ حدیث موضوع نہیں ہوتی جب تک راوی مبہم یا وضع نہ ہو۔ افادہ پنجم میں گزرا کہ ہر طرح  
کمال کی متروک ہے ، تعقیبات میں فرمایا متہم کذب تو نہیں۔ افادہ نهم میں انہی دونوں ائمہ کا قول گزرا کہ راوی متروک کسی  
مبہم یا کذب تو نہیں۔ وہیں تمام خاتم الحقائق کے چار قول گزرے کہ راویوں کے مجمل ، مجروح ، کثیر القتل ، متروک اور  
سب کے یہی جواب دیے۔ نیز تعقیبات میں ہے

عن المقصد العاشر تفصیل ثانی فی سیرۃ قبو نسبی

عنہ المقصد العاشر تفصیل ثانی فی سیرۃ قبو نسبی

باب فضائل القرآن میں اس کا ذکر ہے ۱۲ منہ (ت)

باب البعث کے آخر میں اس کا ذکر ہے ۱۲ منہ ۱ ت

شرح الزرقانی علی المراجع الفصل الثانی المقصد العاشر

عنہ المقصد العاشر تفصیل ثانی فی سیرۃ قبو نسبی

باب فضائل القرآن

مطبوعہ مطبعہ دار مصر

مکتبہ اشرفیہ سازنگر مل

اس حدیث کی سند میں حسن بن فرقہ کوئی شکی نہیں، میں  
کتا بڑوں کو یہ متحمم یا کذب نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ  
حدیث ضعیف ہے۔ (د ت)

حدیث فیہ حسن بن فرقہ یسبش، قلت۔ لہ  
یتھم کذب، واکثر ما فیہ ان الحدیث  
ضعیف <sup>لہ</sup>

اسی میں ہے

حدیث لیہ عطیۃ العوفی و بشر بن عمارۃ  
ضعیفان قلت فی الحکم بوضعہ نظر فلم  
یتھم واحد منهما بکذب <sup>لہ</sup>  
اسی میں ہے

اس حدیث کی سند میں عطیہ اور بشر دونوں ضعیف ہیں  
میرے نزدیک اس حدیث پر وضع کا حکم نافذ کرنا محض نظر  
سہہ کیونکہ ان دونوں میں سے کسی پر بھی کذب کی تہمت نہیں۔

حدیث اطلبوا العلم ولو بالقیین، فیہ ابو عاتکہ  
منکر الحدیث قلت لہ یجرح بکذب ولا تہمة۔

حدیث علم حاصل کرو اگرچہ چھین جانا پڑے اس کی سند  
میں ابو عاتکہ منکر الحدیث ہے میں کتا ہوں اس پر کذب  
اور تہمت کا طعن نہیں ہے۔ (د ت)

اسی میں ہے

حدیث فیہ عمارۃ لا یحتج بہ قال العاصم  
ابن جبیر، تابعہ اعلیٰ و اعلیٰ سببہ یعب مرۃ  
فی الضعف، لکن لم اس من اتھمہ بالکذب۔

اس حدیث کی سند میں عمارہ ہے لہذا یہ قابل استدلال  
نہیں، نافع بن جبر کہتے ہیں کہ اس کی اعلیٰ متابعت  
کی ہے اور اعلیٰ ضعف میں عمارہ کے مثل ہے لیکن  
میرے علم میں کوئی ایسا نہیں جس نے اس پر کذب کی  
تہمت لگائی ہو۔ (د ت)

علامہ زرقانی نے شرح براہین میں حدیث عالم قریش یسبذا الاذن علما (عالم قریشی زمین کو علم سے  
بہرہ دے گا۔ ت) کی نسبت فرمایا، کیف یتھم بوضعہ ولا کذاب فیہ ولا ضعیف اس کا موضوع ہونا

عن آخر التوحید ۱۲۸

علہ اول الصدۃ ۱۲

علہ اول باب البعث

باب التوحید کے آخر میں اس کا ذکر ہے ۱۲ منہ (ت)  
باب العلم کی ابتداء میں اس کا ذکر ہے ۲ منہ (د ت)

۱۔	التعقیبات علی الموضوعات	باب البعث	مکتبہ اشریہ سالگرہ ہل	۵۳
۲۔	التعقیبات علی الموضوعات	باب التوحید	"	۴۰
۳۔	"	باب العلم	"	۴۰
۴۔	"	باب البعث	"	۵۵
شہ شوال ۱۲۸۲ فی علی الموابہ المقصد الثاني ل ثباتہ بالاستشیار التعقیبات مطبوعۃ مطبعۃ العاصمہ مصر ۱۲۹۱				

کیونکہ مقصود ہو حالانکہ نہ اُس میں کوئی کذاب نہ کوئی متهم۔

باتجملہ اُس قدر براجماع حقیقی ہے کہ حدیث جب اُن دلائل و قرآن قطعیہ و غالبہ سے خالی ہو اور اُس کا مدار کسی متهم یا کذاب پر نہ ہو تو ہر کسی طرح اُسے موضوع کنا ممکن نہیں جو بغیر اس کے حکم یا وضع کر دے یا مشدود مفروضہ یا محفل خالط یا متعصب معاند و اللہ الہادی و علیہ اعتمادی۔

**افادہ یازدہم** (۱) بارہا موضوع یا ضعیف کنا صرف ایک سند خاص کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ اصل حدیث کی، جو حدیث فی نفسہ ان پندہ و دلائل سے منزہ ہو محدث اگر اُس پر حکم وضع کرے تو اس سے نفس حدیث پر حکم لازم نہیں بلکہ صرف اُس سند پر جو اُس وقت اُس کے پیش نظر ہے، بلکہ بارہا اسانید عدیدہ عافروہ سے فقط ایک سند پر حکم مراد ہوتا ہے یعنی حدیث اگرچہ فی غلبہ ثابت ہے، مگر اُس سند سے موضوع و دلائل اور بصورت موضوع بلکہ انصاف ضعیف کنا میں بھی یہ حاصل حاصل ہے، نیز حدیث نے ان مطالب کی تصریحیں فرمائیں تو کسی عام کا حکم وضع یا ضعف دیکر خواہی خواہی یہ سمجھ لینا کہ اصل حدیث باطل یا ضعیف ہے، نادانوں کی فہم بخت ہے، میزان الاصلہ عام و ذہبی میں ہے،

ابراہیم بن موسیٰ المروزی عن صاحبنا قسم  
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث طلب  
احمد بن حنبل "قال احمد بن حنبل" هذا  
کذب "یعنی بهذا الاسناد واکلا فالمتت  
له طرق ضعیفہ۔  
ابراہیم بن موسیٰ المروزی عن صاحبنا قسم  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث طلب احمد بن حنبل  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث طلب احمد بن حنبل  
کو کذب فرمایا اسی سے مراد یہ ہے کہ خاص اسی سند  
سے کذب ہے، و دراصل حدیث تو کئی سندوں سے ثابت  
سے وارد ہے۔ (ت)

امام شمس الدین ابو الخیر محمد محمد بن ابی الخیر استاذ امام الشافعی امام ابن حجر مستقر فی رحمہ اللہ تعالیٰ نے  
حصن حصین شرحین میں جس کی نسبت فرمایا، فلیعلم انی ارجو انیکون جمیعہ حافیہ صحیحہ (معلوم رہے کہ  
میں امید کرتا ہوں کہ اُس کتاب میں جتنی حدیثیں ہیں سب صحیح ہیں) حدیث حاکم و ابن مردودہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ تقریر نامہ ارسال فرمایا ذکر کی، مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الہامی



اُس کی شرحِ ترمذی میں لکھتے ہیں،

صرح ابن الحوزی ہاں هذا الحديث موضوع  
قلت "يمكن بيكون بالنسبة الى استاده المذكور  
عنده موضوعاً"

ابن جوزی نے تصریح کی ہے کہ یہ روایت موضوع ہے "میں  
کتابوں میں ممکن ہے اس نہ کو سند کے اعتبار سے  
ان کے نزدیک موضوع ہو۔ (ت)

اسی طرح ترمذی میں ہے، نیز موضوعات کثیر میں فرماتے ہیں،

ما اختلفوا في انه موضوع تركت ذكره للخذر من  
الخطر لاحتمال ان يكون موضوعاً من طريق  
وصحيحاً من وجه آخر

جس کے موضوع ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے  
تو میں نے اس حدیث کا ذکر اس خطرہ کے پیش نظر  
ترک کیا کہ ممکن ہے یہ ایک سند کے اعتبار سے  
موضوع ہو اور دوسری سند کے اعتبار سے صحیح ہو۔ (ت)

علامہ زرقانی حدیث اچھے ابون کریم کی نسبت فرماتے ہیں،

قال السهيلي ان في اسناده مجاهيل : هو  
يفيد ضعفه فقط ، وبه صرح في موضع آخر  
من الروص وايد به حديث ولا يفي به  
توجيه صحته لان مراده من غير هذا  
الطريق ان وجد ، اوفي نفس الامر كانت  
الحكم بالضعف وغيره انما هو في الظاهر

سہیلی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں راوی مجهول ہیں جس  
کے قطع ضعف پر وال ہیں اور اسی بات کی تفسیر یہ  
نزد میں ہیں اور سند تمام پر کہ ہے اور اس کو حدیث  
کے ساتھ کویت دی اور یہ صحت حدیث کی توجیہ کے  
منافی نہیں کیونکہ اس کی مراد اس سند کے علاوہ ہے  
اگر وہ موجود ہو ورنہ نفس الامر کے اعتبار سے یہ کو ضعف  
وغیرہ کا حکم ظاہر میں ہوتا ہے۔ (ت)

اور شیخ حدیث "صلاة بعد صلاة خمسين من سبعين صلاة بغير سواك" (مسواک کے ساتھ نماز  
بے مسواک کی نشتر نمازوں سے بہتر ہے) ابو نعیم نے کتاب السواک میں دو جہد صحیح سندوں سے روایت کی،  
امام ضیاء نے اسے صحیح قرار دیا اور حاکم نے صحیح مستدرک میں داخل کیا اور کہا شرط مسلم پر صحیح ہے۔ امام احمد بن حنبلہ  
حارث بن ابی اسامہ و ابو یعلیٰ و ابن عدی و بزار و حاکم و بیہقی و ابو نعیم و غیر جماعت محدثین نے بطریق مرید و اسانید قریبہ

من ترمذیین صح حسن حسین تعزیتہ اہل رسول اللہ عند وفایتہ نوکشدہ لکھنو ص ۴۰

سلفہ الاسرار المرفوع فی الاخبار الموضوع الدافع للوہن فی ایضہ المقتصر مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ص ۵۵

سلفہ شرح زرقانی علی المواہب باب وفات ائمہ دین علیہ السلام مطبوعہ المطبعۃ العامہ مصر ۱۹۹/۱

سلفہ مسند احمد بن حنبل زمسند عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۰۲/۶

احادیث اُمّ الرئیس حدیثتہ۔ عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر و جابر بن عبد اللہ و انس بن مالک و ام الدرداء و غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تخریج کی، جس کے بعد حدیث پر حکم بطلان قطعاً محال، بایںہذا ابو عمر ابن عبد البر نے تمسید میں امام ابن معین سے اس کا بطلان نقل کیا، علامہ شمس الدین سخاوی مقاصد حسنیہ میں اسے ذکر کر کے فرماتے ہیں،  
 قول ابن عبد البر فی التمسید عن ابن معین، یعنی امام ابن معین کا یہ فرمانا ذکر یہ حدیث باطل ہے  
 اہ حدیث باطل، ہو بالنسبۃ لما وقع لہ اس سند کی نسبت ہے جو انھیں پہنچی۔  
 من طریقہ۔

ورنہ حدیث تو باطل کیا میرے ضعیف بھی نہیں، نقل و بہ حسن ثابت ہے۔

اور نیکے حدیث حسن صحیح مروی سنن ابی داؤد و نسائی و صحیح عثمان

و غیرہ صحاح و سنن،

ان سر جلا فی الہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 فعال اکس مرأی لاند قد یدک لاس قسالی  
 طلقھا قال اتی اجبھا قال استمتعت بھا۔  
 ایک شخصی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس  
 میں حاضر ہوا اور عرض کیا، میری بیوی کسی بھی چھوٹے لڑکے  
 ہاتھ کو منع نہیں کرتی۔ فرمایا، اُسے طلاق دے دے۔  
 عرض کیا، میں اس سے محبت رکھتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا،  
 اس سے نفع حاصل کر۔ (ت)

کہ باسبب ثقات و مؤثقین احادیث جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آئی، امام ذہبی  
 نے مختصر سنن میں کہا، "سادہ صالح" (اس کی سند صالح ہے۔ ت) امام عبد الغفور منذری نے مختصر سنن میں  
 فرمایا، "اس رجال سندہ صحیح یصح فیہم فی الاتحاق و لا نظر لہ" (اس روایت کے تمام روی

عند ای کل من سائب شینا من طعام او سال  
 اعطتہ ولم ترد هذا هو المراجع عندنا فی  
 معنی الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (د)  
 یعنی جو شخص بھی اس سے طعام یا مال مانگتا ہے وہ اسے  
 دے دیتی ہے رد نہیں کرتی، حدیث کے معنی میں ہمارے  
 نزدیک یہی رائج ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

لہ المقاصد الحسنۃ للسخاوی حدیث ۶۲۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ص ۲۶۳  
 سنن النسائی باب ما جاء فی الخلع . المکتبۃ السلفیہ لاہور ۹۸/۲  
 سنن مختصر سنن ابی داؤد و حافظ منذری باب النہی عن تزویج من لہ من النساء مطبوعہ المکتبۃ الامریۃ بحمد علی ۶/۳

ایسے ہیں جن سے بخاری و مسلم میں اتفاقاً اور انفراداً استدلال کیا: دست امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، حسن صحیح (حسن صحیح ہے۔ ت) اس حدیث کو جو حافظ ابوالفرج نے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد و یس لہ اصل ولا یثبت عن النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ت) کی جمعیت سے لا اصل لہ (اس کی کوئی اصل نہیں۔ ت) کہا امام الشافعی حدیث کا صحیح ہرنا ثابت کر کے فرماتے ہیں،

لا یلقت فی ما وقع من ابی الفرج ابن الجوزی؛  
 حیث ذکر هذا الحدیث فی الموصوعات، ولم  
 يذكر من طرق الا طریق التی اخرجهما  
 الخلال من طریق ابی الزبیر بن جابر، واعتمد  
 فی بطلانہ علی ما نقلہ الخلال عن احمد؛  
 فبان ذلك من قوة اطلاع ابن الجوزی  
 وغلبة التقليد علیہ، حتى حکم موضعه  
 الحدیث بمجرد ما جاء عن امامه، ولو عرفت  
 هذه الطرق علی امامه لاعترف ان الحدیث  
 احمد، ولكنه لم یفهم له فلهذا لم ار له  
 فی مسنده، ولا فی ما یروی عنه ذکر احمد؛  
 لامن طریق ابن عباس ولا من طریق جابر  
 سوى ما سألہ عنه الخلال وهو معتمد  
 فی جوابہ بالنسبة لتلك الطريق بخصوصها  
 اه ذرہ فی اللالی۔

ابوالفرج ابن جوزی کی اس بات کی طرف توجہ نہیں  
 دی جاسکتے گی کہ انہوں نے اس حدیث کو موضوعات  
 میں شامل کیا ہے اور اس کی دیگر اسناد ذکر نہیں  
 ماسوائے اس سند کے جس کے حوالے سے خلال نے  
 ابوالزبیر بن جابر سے ایت کیا اور اس کے بطلان میں  
 اسی پر اعتماد کر لیا جو خلال نے احمد سے نقل کیا ہے،  
 قریب بات ابن جوزی کے قلم مطالعہ درخشاں تقلید کو  
 واضح کر رہی ہے کہ انہوں نے اپنے امام سے  
 منقول متن راہ کی بنیاد پر حدیث کو موضوع کہہ دیا  
 حالانکہ یہ سندیں اگر ان کے امام کے سامنے پیش  
 کی جاتیں تو وہ فی الفور اعتراف کر دیتے کہ حدیث کی اصل  
 لیکن ایسا نہ ہو سکا اس وجہ سے یہ حدیث صحت ان کی  
 سند میں نہیں آئی اور نہ ہی ان روایات میں جو ان سے  
 مروی ہیں نہ سند ابن عباس سے اور نہ ہی سند جابر سے  
 ماسوائے اس سند کے جس کے حوالے میں خلال نے سوال کیا تھا اور

امام احمد اس کے جواب میں عندہ پھر سے کیونکہ ان کا جواب اسی سند کے اعتبار سے ہے اور اسے لالی میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

باب النکاح کے آخر میں اس کا ذکر کیا ہے (ت)

عہ فی اواخر النکاح

(نتیجۃ الافادات) بجز اللہ تعالیٰ فقیر آستان قادری فقیر اللہ تعالیٰ کے ان گیارہ افادات نے ہر تیر روز و ہادیم ماہ کی طرح روکش کر دیا کہ احادیث تفصیل ابہامین کو وضع و بطلان سے اصلہ کے علاوہ نہیں، ان پندہ عیبوں سے اس کا پاک ہونا تو بدیہی اور یہ بھی صاف ظاہر کہ اس کا کہ کسی ضلع کذاب یا تہم یا کذب پر نہیں۔ پھر حکم وضع محض پہلے اصل واجب الرفع، و لہذا علما نے کرام نے صرف لا یصلحہ فرمایا یہاں تک کہ وہاں سے کے امام شوکانی نے بھی بآئندہ ایسے مواقع میں سخت تشدد اور بہت مسائل میں بے معنی تفرق کی عادت ہے، فوائد مجموعہ میں اسی قدر پر اقتضار کیا اور شروع کئے کا راستہ نہ ملا، اگر بالفرض کسی امام متمد کے کلام میں محکم وضع واقع ہوا ہو تو وہ صرف کسی مستند خاص کی نسبت ہو گا نہ اصل حدیث پر جس کے لیے کافی سندیں موجود ہیں جیسے وضع واضعین سے کچھ تعلق نہیں کہ جمالت و انقطاع اگر ہیں تو محدث ضعیف نہ کہ مثبت وضع۔ جو نہ تعالیٰ یہاں تک کی تقریر سے موضوعیت حدیث کی نسبت منکرین کی ہاذا خوانیاں بالا بالا گئیں، آگے چلے وہ اللہ اتوفیق۔

افادۃ دوازدہم (تعدد طرق سے ضعیف حدیث فوت پاتی بلکہ حسن ہو جاتی ہے) حدیث اگر متعدد طریقوں سے روایت کی جائے ادوہ سب ضعیف رکھتے ہوں تو ضعیف ضعیف کی کبھی فوت حاصل کر لیتے ہیں، بلکہ اگر ضعیف غایت شدت و قوت پر نہ ہو تو جبر نقصان ہو کہ حدیث درج حسن تک پہنچی اور مثل صبیح خود احکام حلال میں بہت ہو جاتی ہے۔

مرقاۃ میں ہے :

تعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حد الحسن۔  
متعدد روایتوں سے آنا حدیث ضعیف کو درجہ حسن تک پہنچا دیتا ہے۔

آخر موضوعات کبیر میں فرمایا :

تعدد الطرق ولو صحت برفق الحدیث الی الحسن۔  
طرق متعددہ اگرچہ ضعیف ہوں حدیث کو درجہ حسن تک ترقی دیتے ہیں۔

تحقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں :

لو تم تصحیف کلہا کات حسنة لتعدد الطرق  
اگر سب کا ضعیف جماعت ہو بھی جائے تاہم حدیث حسن

علہ الاخر الفصل الثانی باب ما لا یجوز من العمل فی الصلاة ۱۲ باب ما یجوز من العمل فی الصلاة کی فصل ثانی کے آخر میں ذکر کیا ہے :

علہ ذکر فی مسئلۃ السجود علی کور العامة ۱۲ مر ۱۴۴۱ ریحہ ذکر نہ کے مسئلہ میں اس کو ذکر کیا ہے ۔ ت ۔

سہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فصل الثانی من باب ما یجوز من العمل فی الصلاة مطبوعہ مکتبہ اذادیہ لبنان ۱۸/۳

سہ الاسرار فی اخبار الامم احادیث الخیض مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ص ۳۴۶



الى درجة الضعيف الغريب، بل مرصداً وتقف  
الى الحسن<sup>۱۲</sup>۔  
ترقی کرتی ہیں۔

افادۃ سیزدہم (حدیث مجہول و حدیث مبہم تعدد طرق سے سن ہو جاتی ہے اور وہ جابر و منہجر  
ہونے کے صراح میں، جہالت راوی بلکہ ابہام بھی انہیں کم درجہ کے ضعیفوں سے سہجہ تعدد طرق سے منہجر ہو جاتے  
ہیں اور حدیث کو تہہ حسی تک ترقی سے مانع نہیں آتے، یہ حدیثیں جابر و منہج دونوں ہونے کے صراح ہیں، فادۃ  
پنجم میں امام خاتم الحفاظ کا ارشاد گزرا کہ حدیث مبہم حدیث ضعیف سے منہجر ہو گئی، امام الشافعی کا فرمانا گزرا کہ  
حدیث مبہم حدیث ضعیف کا جبر نقصان کرے گی۔ ابو الفرج نے حدیث،

لیث عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم من ولد له ثلثة اولاد فلم  
یسر احدہم محمداً فقد جہل<sup>۱۳</sup>۔  
حضرت مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کے تین بیٹے ہوں اور ان  
میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے اس نے جہالت سے

کام لیا م دہت ۱۱۶۱

پر طعن کیا کہ لیث کو امام احمد وغیرہ نے متروک کیا اور ابن جہان نے مختصر بتایا، امام سیوطی نے اس کا شاہد  
بروایت نظر بن شقی مرسلاً مستند حدیث سے ذکر کر کے ابن النعمان سے نظر کا مجہول ہونا نقل کیا، پھر فرمایا،  
هذا المرسل يعضد حديث ابن عباس ويدخله  
في قسم المقبول<sup>۱۴</sup>۔  
یہ مرسل اس حدیث ہی جہاں سے کہ مزید ہر کسے قسم مقبول میں  
داخل کرے گی۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع منیر میں فرماتے ہیں،

في اسامہ جہالة لكنه احتضد مصداقاً<sup>۱۵</sup>۔  
اس کی اسناد میں جہالت ہے مگر تائید پاکر حسن ہو گئی۔

سہ لاف کتاب المبتداء

عکس تحت حدیث ابنو المساحد واخرجه القامة ص ۱۲۸ منہجی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۵	مکتبہ اریہ سانگلہ ل	باب المناقب	لمع التعقیبات علی الموضوعات
۵۶/۱	مطبوعہ دار الفکر بیروت	باب التسمیۃ بحجہ	۵۶
۱۲/۱	دار المعرفۃ بیروت	کتاب المبتداء	۱۲

۱۳ تیسیر شرح جامع الصغیر لمناوی حدیث ابنو المساحد کے تحت مکتبۃ الامام الشافعی ریاض سعودیہ ۱۵۶/۱

**افادہ چہارم** (حصول قوت کو صرف دو سندوں سے آنا کافی ہے) حصول قوت کیلئے کچھ بہت سے بھی طرق کی حاجت نہیں صرف دو بھی مل کر قوت پا جاتے ہیں، اس کی ایک مثال ابھی گزری، نیز تیسری میں فرمایا،  
 ضعیف لضعف عمرو بن واقد لکھ یقولہ یعنی حدیث تو اپنے راوی عمرو بن واقد متروک کے باعث  
 بورودہ من طریقین ہے ضعیف ہے مگر دو سندوں سے اگر قوت پائی۔

اُسی میں حدیث "اگر وہاں المعزی و امسحوا یرعاہما فانہما من دو اب الجنة" (برکری کی عزت کو اور اس سے مٹی بھاڑو کیونکہ وہ جنتی جانور ہے۔ ت) بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ  
 یزید بن ابی بنی کے سبب تفسیف کی پھر اس کے شاہد بروایت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرمایا  
 اسادہ ضعیف لکن یحییٰ ما قبلہ جتہما ضعیف سند اس کی بھی ضعیف ہے لیکن پہلی سند اس کی کافی  
 کرتی ہے تو دونوں کو قوی ہو جائیں گے۔

جامع صغیر میں حدیث "اگر وہاں العلماء عامہ ورثۃ الابیہ" (علماء کا احترام کرو کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ ت) دو طریقوں سے ایراد کی، اول، ابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ دوم، خط  
 یعفی الخطیب فی التاریخ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ علامہ مناوی و علامہ عزیزی نے  
 تیسیر و سرآج المنیر میں زیر طریق اور بھی ضعیف مکن یتویدہ ما بعدہ (ضعیف ہے مگر کچھ حدیث سے  
 قوت دیتی ہے) زیر طریق دوم فرمایا، ضعیف لضعف الضعفاء بن حمزہ لکن یعصده ما قبلہ (ضعف  
 بن حمزہ کے ضعف سے یہ بھی ضعیف ہے مگر پہلی اسے طاقت بخشی ہے۔ ت) متبع کلات علماء اس کی بہت  
 مثالیں پاسے گا۔

**افادہ پانزواں** (اہل علم کے ملل کرنے سے بھی حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے) اہل علم کے ملل کر لینے  
 سے بھی حدیث قوت پاتی ہے اگر پر سند ضعیف ہو۔ مرقاۃ میں ہے،

عنہ بابا ملل العلماء من المتابعۃ اول الفصل الثانی فی ما مللہ من روایہ تالیفہ

- |     |                                      |   |                               |
|-----|--------------------------------------|---|-------------------------------|
| ۱۔  | تیسیر شرح الجامع الصغیر للمناوی حدیث | اگر وہاں المعزی کے تحت مکتبۃ الامام الشافعی ریاض سعودیہ | ۲۳/۱                          |
| ۲۔  | جامع الصغیر مع فیض التقدير           | حدیث ۱۳۲۱   | مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۹۱/۲ |
| ۳۔  | تیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث         | اگر وہاں المعزی کے تحت مکتبۃ الامام الشافعی ریاض سعودیہ | ۲۳/۱                          |
| ۴۔  | جامع الصغیر مع فیض التقدير           | حدیث ۱۳۲۸   | مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۹۲/۲ |
| ۵۔  | المرآۃ المنیر شرح جامع الصغیر        | زیر حدیث اگر وہاں العلماء                               | مطبوعہ مطبعۃ ازہریہ مصر ۲۶/۱  |
| ۶۔  | "                                    | "   | "                             |
| ۷۔  | "                                    | "   | "                             |
| ۸۔  | "                                    | "   | "                             |
| ۹۔  | "                                    | "   | "                             |
| ۱۰۔ | "                                    | "   | "                             |

رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب والعلی علی  
 هذا أحد اهل العلم ، قال النووی واستاده  
 صحیف نعلک میرک ، فكان الترمذی یرید تقویۃ  
 الحدیث بعمل اهل العلم ، والعلی عند الله تعالى  
 لما قال ان الشیخ علی الدین ابن العربی انه بلغنی  
 عن النبی صلی الله تعالی علیہ وسلم : انما  
 من قال لا اله الا الله سبعین الفا ، غفر الله  
 تعالی لہ ، ومن قیل لہ غفر لہ ایضا ، فکنت  
 ذكرت التهلیلۃ بالعدد والروای من غیر ان  
 امری لاحد بالمصوح ، فحضرت طعاما مع  
 بعض الاصحاب وخیمہم شاب مشہور بالکشف  
 فاذا هو فی اثبات الاحکام اظهر لیساً ، فسألته  
 عن السبب ، فقال انی اری فی لفظی ، فوجبت  
 فی باطنی ثواب التهلیلۃ المذكورة لہ فضحک  
 وقال انی اراها الا فی حسن العآب فقال  
 الشیخ فعرفت صحة الحدیث بصحة کشفه  
 وصحة کشفه بصحة الحدیث

یعنی امام ترمذی نے فرمایا حدیث غریب ہے اور اہل علم  
 کا اس پر عمل چاہیے میرک نے امام نووی سے نقل کیا  
 کہ اس کی سند ضعیف ہے تو گویا امام ترمذی عمل اہل علم  
 سے حدیث کو قوت دینا چاہتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم  
 اس کی تفسیر وہ ہے کہ سیدی شیخ اکبر امام علی الدین  
 ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے حضور اقدس  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص  
 شتر ہزار بار لا اله الا الله کہے اس کی مغفرت  
 ہو اور جس کے لیے پڑھا جائے اس کی مغفرت ہو ، میں نے  
 لا اله الا الله اتنے بار پڑھا تو اس میں کسی  
 کے لیے خاص نیت نہ کی تھی اپنے بعض رفیقوں کے  
 ساتھ ایک دعوت میں گیا ان میں ایک جوان کے کشف  
 کا شہرہ تھا کہ نہ کہتے دیکھتے دیکھتے دیکھتے  
 سبب پوچھا ، کہا اپنی ماں کو مذاہب میں دیکھتا ہوں ،  
 میں نے اپنے دل میں فکر کا ثواب اس کی ماں کو بخش  
 دیا فرادہ جوان نے لگا اور کہا اب میں اسے اچھی جگہ  
 دیکھتا ہوں ، امام علی الدین تہمس ہر فرماتے ہیں ترمذی  
 نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف کی صحت سے پہچانی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے جانی ۔

امام سیوطی تعقیبات میں امام سیوطی سے ناقل تہاد لہا العالون بعضهم من بعض وفذلك  
 تقویۃ للحدیث السرفوع (۱) سے مانعین نے ایک دوسرے سے اخذ کیا اور ان کے اخذ میں حدیث مرفوع

علی باب الصلاة حدیث صلاة التمجید ۱۲۷

سہ مرتقات شرح مشکوۃ الفصل الثانی باب علی الماوم من الماتیۃ مطبوعہ ادارہ مکتب  
 تہہ التعقیبات علی المرفوعات باب الصلاة مکتبہ رضیہ سالک کربل  
 ۹۸/۳ ص ۱۲



کی تقویت ہے) اُسی میں فرمایا ،

قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ  
الحديث قول اهل العلم به وان لم يكن له  
اسناد يعتمد على مثله  
معتد علمائے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت صحیح  
حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اُس کے لیے کوئی سند  
قابل اعتماد نہ ہو۔

یہ ارشاد علی احادیث احکام کے بارے میں ہے پھر احادیث فضائل تو احادیث فضائل ہیں۔

افقاده شاذ و جہل (حدیث سے ثبوت ہونے میں مطالبہ تین قسم ہیں) جن باتوں کا ثبوت حدیث سے  
پایا جائے وہ سب ایک پتر کی نہیں ہوتیں بعض تو اس اعلیٰ درجہ قوت پر ہوتی ہیں کہ جب تک حدیث مشہور متواتر نہ ہو  
اُس کا ثبوت نہیں دے سکتے احاد اگرچہ کہیں ہی قوت سند و نہایت صحت پر ہوں اُن کے معاملہ میں کام نہیں دیتیں۔  
(عقائد میں حدیث احاد اگرچہ صحیح ہو کافی نہیں) یہ اصول عقائد اسلام ہیں جن میں غلط فہمیں دیکار، عسدرہ  
تغذائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں ،

خبر الواحد على تقدير اشتغاله على جميع  
الشرائط المذكورة في اصول الفقه لا يفيده  
الا الظن ولا عبارة بالظن في باب الاعتقاد والاعتقاد  
حدیث احاد اگرچہ تمام شرائط صحت کی جامع ہو  
ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں غفایت  
کا کچھ اعتبار نہیں۔

باب الصلاة في الحديث من جمع بين الصلاتين  
من غير حذف فقد اتى بابا من ابواب الكهان  
اخرجه الترمذي وقال حسين ضعفه احمد  
وغیره والاعمل على هذا الحديث عند اهل  
العلم فاشار بذلك الى ان الحديث اعتقد  
بقول اهل العلم وقد صرح غير واحد ان  
۱۲ منه رضي الله تعالى عنه (۱۲)

باب الصلاة في الحديث من جمع بين الصلاتين  
من غير حذف فقد اتى بابا من ابواب الكهان  
اخرجه الترمذي وقال حسين ضعفه احمد  
وغیره والاعمل على هذا الحديث عند اهل  
العلم فاشار بذلك الى ان الحديث اعتقد  
بقول اهل العلم وقد صرح غير واحد ان  
۱۲ منه رضي الله تعالى عنه (۱۲)

سنة التعقبات على الموضوعات باب الصلاة  
سنة شرح عقائد نسفی بحث تعداد الانبياء  
سنة التعقبات على الموضوعات باب الصلاة

مکتبہ اشریہ سائیکرل  
مکتبہ اشریہ سائیکرل  
مکتبہ اشریہ سائیکرل

ص ۱۲  
ص ۱۰۱  
ص ۱۲

مولانا علی قاری منہج الروض الاذہر میں فرماتے ہیں، الاحاد لا تغید الا عتقادہ فی الاعتقاد (احادیث  
احاد و بارۃ اعتقادہ قابل اعتقاد)۔

(در بارۃ احکام ضعیف کافی نہیں) دوسرا درجہ احکام کا ہے کہ اُن کے لیے اگرچہ اتنی قوت و کار نہیں پھر بھی حدیث  
کا صحیح لہانہ خواہ لغیرہ یا حسن لہانہ یا کم سے کم لغیرہ ہونا چاہئے، جبکہ علماء یہاں ضعیف حدیث نہیں سنتے۔

(مضائق مناقب میں باتفاق علماء حدیث ضعیف مقبول و کافی ہے) تیسرا مرتبہ فضائل و مناقب کا ہے  
یہاں باتفاق علماء ضعیف حدیث بھی کافی ہے، مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا  
ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انھیں اللہ عز و جل نے یہ مرتبہ بخشا، یہ فضل عطا کیا، تو ان کے  
لئے کوئی ضعیف حدیث بھی بہت ہے، ایسی جگہ صحت حدیث میں کلام کر کے اسے پایہ قبول سے ساقط کرنا فرق مراد  
نہ جاننے سے ناشی۔ جیسے بعض جاہل بول اُٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں  
یہ اُن کی نادانی ہے علماء محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں، یہ بے جگہ فدا جانے کہاں سے کہاں لے جاتے  
ہیں، عز و جل کو مسلم کہ صحت نہیں پھر حسن کیا کم ہے، حسن بھی نہ سہی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے، رسالہ قاری و مرقاۃ و  
شرح ابن حجر کی تعلیقات و لائے امام سیوطی و قول مستد امام عسقلانی کی پانچ جہاتیں احادہ دوم و سوم و چہارم و دہم میں  
گزریں، عبارت تعلیقات میں تصریح تھی کہ صرف سیف میں بدتر کسی فضائل اعمال میں مقبول ہے، بالآخر اُس میں  
ضعف راوی کے ساتھ اپنے سے اوّل کی مخالفت بھی جوتی ہے کہ تنہا ضعف سے کہیں بدتر ہے، امام اجل شیخ الطہار  
والعزماری سیّدی ابو طالب محمد بن علی کی قدس سرہ النکاح کتاب جلیل القدر عظیم العز و قوت القلوب فی معارفہ المحبوب

علمہ ای ولا عبودۃ بمن شذ ۲، منہ (یعنی کسی شاذ شخص کا اعتبار نہیں رہتا)

علمہ الاجماع المذکور فی الضعیف المطلق کما نحن فیہ ۱۲ منہ

عَلَمٌ مَسْئَلُ امیر مؤید مدنی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق و تنقیح فقیر کے رسالہ البشری العاجلۃ من تحف اجلۃ و رسالہ الاحادیث  
الراویۃ لحدود ۱۳، لا میر معویۃ و رسالہ العرش الامزاز و الاکرام لاول ملوک الاسلام و رسالہ الذب الہوی، النواہیۃ صف  
باب لا میر معویۃ و غیرہ میں ہے دفعتاً اللہ تعالیٰ ہمہ و کرمہ لتخصیضہا و تبیینہا و تقویہ و لبساً و تہنئۃ لیسلی امتہ  
الاسلام بفتحہا و تعہیدہا امین یا عظم القدیر و اسم الرحمة امین صلی اللہ تعالیٰ و بارک وسلم علی میدنا محمد و آلہ  
وصحبہ و سلم منہ سنی، اللہ تعالیٰ منہ ۱۶،

علمہ فی عدد لحدادی و الششین ۱۲ منہ

لہ منہج الروض الاذہر شرح فقہا کبر الانبیاء منہج جون عن الکبار و الصغائر مصطفیٰ الدہلی مصر ص ۷۵

میں فرماتے ہیں،

الاحادیث فی فضائل الاعمال وتفضیل الکامیبات  
متصلة محتملة علی کل حال مطابقہا و مراعیہا  
لا تعارض ولا تردد، کذلک کان السلف  
یفعلون۔  
فَضَائِلُ اَعْمَالٍ وَ تَفْضِیلُ مَسَارِکَہِمْ عَنِ الْمَذْهَبِ الَّذِیْ عَلَّمُوهُ  
عِدَّتِیْ کَیْسِیْ ہِیَ ہُوں ہر حال میں مقبول وہ غرض میں مقلودع  
ہوں خواہ مرسل نہ اُن کی مخالفت کی جائے نہ انھیں  
زد کریں، ائمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔

اتام ابو زکریا نووی اربعین پھر امام ابن حجر کی شرح مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاری مرقاۃ و حزنہ ثمین شرح حصین  
میں فرماتے ہیں،

قد اتفق الحفاظ و الحفاظ الامریین قد اتفق العلماء  
علی جو اسما العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل  
الاعمال و لفظ المحرم لحوار العمل بہ فی فضائل  
الاعمال ہا لا یفای۔  
یعنی مشکوٰۃ حدیث و علماء دی کا اتفاق ہے کہ  
فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔  
(مختصاً)

فتح المبین بشرح الاربعین میں ہے،

لانہ ان کان صحیحاً فی نفسہ لا یترک منہ  
حقہ من العمل بہ، و الا لہو یترتب علی العمل  
بہ مفسدۃ تحلیل و لا تحریم و لا ضیاع حق  
لظہور فی حدیث ضعیف من بلفہ عنی ثواب عمل  
فعلہ حصل لہ اجر و ان لہ اکن ثلثہ او کما  
یعنی حدیث ضعیف فضائل اعمال میں عمل اس لیے ٹھیک  
ہے کہ اگر واقع میں صحیح ہوئی جب تو جو اس کا حق تھا کہ اس  
پر عمل کیا جائے حق ادا ہو گیا اور اگر صحیح نہ بھی ہو تو اس پر  
عمل کرنے میں کسی تحلیل یا تحریم یا کسے کی حق تلفی کا مفسدہ تو  
نہیں اور ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حدیث کو پڑھے اس کا اجر ہے

علی تحت حدیث من حفظ علی اربعین حدیثاً قال النووی طرقہ کلہا ضعیفۃ ۱۲ منہ (م)

علی فی شرح المخطوۃ تحت قول المصنف رحمہ اللہ تبارک و تعالیٰ انی امر جواد یكون جسیعاً فیہ صحیحاً ۲ منہ (م)

علی فی شرح المخطوۃ ۱۳ منہ عنی اللہ تعالیٰ ۴ منہ (م)

۱۷۸	مطبوعہ دار صادر مصر	فصل الحادی والعشرون	سہ وقت القلوب فی مسالۃ المحبوب
ص ۲	مصحف الباب فی مصر	خطبۃ الکتاب	سہ شرح اربعین النووی
ص ۲۳	نور الکشف لکھنؤ	شرح خطبۃ کتاب	سہ حزن ثمین شرح مع حصین

قَالَ وَاشْرَأَ الْمُصَنِّفُ مِنْ حَمْدِ اللَّهِ تَعَالَى بِحُكَايَةِ  
الْإِجْمَاعِ عَلَى مَا ذَكَرَهُ إِلَى الْوُجُوهِ مِنْ تَسَانُحِ  
فِيهِ <sup>۱۰</sup>   
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جسے مجھ سے کسی عمل پر  
ثواب کی خبر پہنچی وہ اس پر عمل کرے اُس کا اجر اُسے حاصل  
ہو اگرچہ وہ بات واقع میں میں نے نہ فرمائی ہو۔ لفظ حدیث  
کے یونانی ہیں یا جس طرح حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی، امام خودی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فعل اجماع  
علامہ سے اشارہ فرمایا جو اس میں نزاع کرے اُس کا قول مردود ہے <sup>۱۱</sup>  
مقاصد حسنة میں ہے،

قَدْ قَالَ ابْنُ عَبْدِ البراءِ نَهَمُ يَتَسَاهَدُونَ فِي  
الْحَدِيثِ إِذَا كَانَ مِنْ مِثَالِ الْأَعْمَالِ <sup>۱۲</sup>  
أَمْ تَحْتَقِ عَلَى الْأُطْلَاقِ فَتَحْتَ الْقَدِيرِ مِمَّا فَرَّاسَةٌ هِيَ،  
الضَّعِيفُ غَيْرُ الْمَوْضُوعِ يَعْمَلُ بِهِ فِي فَضَائِلِ  
الْأَعْمَالِ <sup>۱۳</sup>  
بے شک ابو ہریر بن عبد البر نے کہا کہ علماء حدیث میں تساہل  
فرماتے ہیں جب فضائل اعمال کے بارہ میں ہو۔  
یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا  
بس اتنا چاہئے کہ موضوع نہ ہو۔  
مقدمہ امام ابو طوایب الصلاح و مقصود جو جائز و مشروع الاولیۃ للضعف و تقریب الراوی اور اس کی شرح  
تدریب الراوی میں ہے،

وَالْفُضْلُ لَهَا يَجُوزُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمْ  
التَّسَاهُلُ فِي الْأَسَانِيدِ الضَّعِيفَةِ وَرَوَايَةِ مَا سَوِيَ  
الْمَوْضُوعِ مِنَ الضَّعِيفِ وَالْعَمَلُ بِهِ مِنْ غَيْرِ بَيَانٍ  
فَضِيحَةٍ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ وَغَيْرِهَا مِمَّا لَا تَقْلُقُ لَهُ  
بِالْعَقَائِدِ وَالْأَحْكَامِ وَمِمَّنْ تَقْلُقُ عَنْهُ ذَلِكَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ  
وَأَبْنُ مَهْدِيٍّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ قَالُوا إِذَا دُرِيسًا  
محمد بن و غیر ہم علماء کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل اور  
پہلے اظہار ضعف موضوع کے سوا ہر قسم حدیث کی روایت  
اور اُس پر عمل فضائل اعمال و غیرہ امور میں جائز ہے  
جنہیں عقائد و احکام سے تعلق نہیں، امام احمد بن حنبل  
و امام عبد الرحمن بن مہدی و امام عبد اللہ بن مبارک  
و غیر ہم ائمہ سے اس کی تصریح منقول وہ فرماتے جب

عَنْ ذِكْرِ فِي مَسْأَلَةِ تَقْدِيرِ الْأَوْجَحِ ۱۲ م (م)  
صاحب ورنہ و تقری کی تقدیم میں اس کا بیان ہے ۲ منہ <sup>(د)</sup>

سہ فتح المبین شرح الاربعین

سہ المقاصد الحسنہ زیر حدیث من یلعب عن الله الخ  
سہ فتح القیید باب الامارات  
مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت  
نویہ رضویہ سکھر  
ص ۴۰۵  
۳۰۳/۱

فی العلل والحرام شد دنا و اذا اسويتا فی الفصائل  
وجوہا قاضیاً لہما منحصراً۔  
ہم ملال و علم میں حدیث روایت کریں سختی کرتے ہیں اور  
جب فضائل میں روایت کریں تو نرمی اور مہربانی۔

امام زین الدین عراقی نے اخصیۃ الحدیث میں جہاں اس مسئلہ کی نسبت فرمایا عن ابن مہدی وغیر واحد  
(یعنی امام ابن مہدی وغیر ائمہ سے ایسا ہی منقول ہے) وہاں شرح نے فتح المغیث میں امام احمد و امام ابن مہدی  
و امام ابی المبارک و امام سفینی ثوری و امام ابن عیینہ و امام ابو زریا عنہری و حاکم و ابن عبد البر کے اسماء و اقوال  
نقل کیے اور فرمایا کہ ابی ہدی نے کامل اور غیبی نے کفایہ میں اس کے لیے ایک مستقل باب وضع کیا۔ طریض مسئلہ  
مشہور ہے اور نصوص نامحسورہ بعض دیگر عبارات جلیلہ افادات آئندہ میں مسطور ان شاء اللہ العزیز الغفور۔  
تذریع کبرائے دو باب بھی اس مسئلہ میں اہل حق سے موافق ہیں، مولوی خرم علی رسالہ دعا تیر میں لکھتے ہیں،  
ضعافت در فضائل افعال و فیما نھی فیہ باتفاق مطاوعول  
یہاں اس مسئلہ پر فضائل افعال میں اور جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس میں  
میں باتفاق مطاوعول ضعیف حدیثوں پر عمل درست ہے اور

مذاہر حق میں راوی حدیث صلاۃ او ابن کاسک الحدیث ہونا امام بخاری سے نقل کر کے لکھا، اسی حدیث کو  
اگرچہ ترمذی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن فضائل میں عمل کرنا حدیث ضعیف پر جائز ہے اور  
اسی میں حدیث فضیلت شب بارات یا ضعیف امام ربیع سے نقل کر کے لکھا، یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے  
لیکن عمل کرنا حدیث ضعیف پر فضائل افعال میں باتفاق جائز ہے اور

افادۃ ہنقد ہم فضائل افعال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ مرن جائز بلکہ مستحب ہے حدیث ضعیف ثروت  
استجاب کے لیے بس ہے۔ امام شیخ الاسلام ابو زریا نے ضعیف، شدہ قضاے برکات کتاب الادکار المستحب میں کلام اللہ عز وجل  
عَلَّاهُ لَعَلَّ هَذِهِ الْعِبَادَاتُ الثَّلَاثَةُ مَحَقَّقَاتٌ  
و مایۃ اصحابنا جہاں انھوں نے حب الرسول صولانا  
الولوی عبد القادر ابیدونی ادام اللہ تعالیٰ فیضہ  
فی کتابہ صیغۃ الاسلام السلول علی منہ یعمل الخیر  
والقیامہ ۱۲ منہ (ص)

حکملہ اول کتاب ثالث فصول المقدمۃ ۱۲ منہ دم، یہ کتاب کے شروع میں مقدمہ کی تیسری فصل میں ہے ۱۲ منہ

سہ تدریب الراوی فی سبیل نوح الثانی والعشرون مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ لاہور ۲۹۸/۱  
سہ رسالہ دعا تیر مولوی خرم علی  
سہ مذاہر حق باب المسنن و فضائلہا مطبوعہ دار الاشاعت کراچی ۶۶/۱  
سہ مذاہر حق اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف باب قیام شرمضان مطبوعہ دار الاشاعت کراچی ۸۴۳/۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں :

کان لعناء من السجدین والعقہ، و غیرہم  
یحجون ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب  
والترہیب بالحدیث الضعیف ما لم یکن  
موضوعاً۔

محمد بن وفیہا وغیرہم علمائے فرمایا کہ فضائل اور نیک  
بات کی ترغیب اور بڑی بات سے خوف دلانے میں  
حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جبکہ موضوع  
نہ ہو۔

بعینہا یہی الفاظ امام ابن الدائم نے العقیدۃ النضیہ فی تحقیق کلمۃ التوحید پھر عارف ہا اللہ سیدی عبد الغنی  
نابلسی نے حدیث مدیر شرح طریقہ محمد بن یحییٰ نقل فرمے، امام فقیہ النفس متقی علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں،  
الاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع (حدیث ضعیف سے کہ موضوع نہ ہو فعل کا مستحب ہونا ثابت  
ہو جاتا ہے) علامہ ابراہیم علی غیہ المستملی فی شرح مدیر المصلیٰ میں فرماتے ہیں،

یستحب ان یسجد بدوہ بعدیل بعد الضا  
لحدوت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان  
للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرقۃ  
یتشعب بها بعد الوضوء، ۵۱ الترمذی  
وہو ضعیف وکنس یجوز العمل بالضعیف فی  
الفضائل۔

(شاہ رحمہ اللہ سے بدوہ پونچھنا مستحب ہے جیسا کہ ترمذی نے  
امام ابن ماجہ سے نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ  
عنہ پر زور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو کے بعد  
دو ہال سے، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴

ولذا قد ائتمنا ان مسح الرقبة مستحب او  
سنة۔  
کیا جاتا ہے اسی لیے ہمارے اکثر کرام نے فرمایا کہ وضو میں  
گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

امام شافعیؒ بول سیر علی طوایف الثریا باظهار ما کان خفیا میں فرماتے ہیں،

استحبہ ابن الصلاح و تبعہ النووی نظر الی  
ان الحدیث الضعیف یتسامح بہ فی قلوب ثل  
الاعمال۔  
تفہیم کو امام ابی الصلاح پھر امام نووی نے اس نظر سے  
مستحب مانا کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کے  
ساتھ نرمی کی جاتی ہے۔

عقلمرمتی جلالی دہ آئی رحمہ اللہ تعالیٰ انہودج العلوم میں فرماتے ہیں،

الذی یصلح للتقریل علیہ ان یقال اذا وجد  
حدیث فی فضیلة عمل من الاعمال لا یحتمل  
الحرمة و الکراهیة یجوز العمل بہ و یستحب  
لا بہ مومن الحظر و مرجوا السفہ۔  
اعتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت  
میں کوئی حدیث پائی جائے اور وہ حرمت و کراہت  
کے قابل نہ ہو تو اس حدیث پر عمل جائز و مستحب ہے  
کہ اندیشہ سے امان ہے اور نفع کی امید۔

اندیشہ سے امان یوں کہ حرمت و کراہت کا عمل نہیں اور نفع کی امید یوں کہ فضیلت میں حدیث مروی اگرچہ ضعیف  
ہی تھی۔

اقول و ہائے التوفیق بلکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کے معنی یہ ہیں کہ استحباب مانا جائے

علہ نقله بعض المعصومین و ہریمانوی ثقتہ فی النقل ۲ من (م)

علہ نقله الصلوات شہاب الخفا ج۱ فی نسیم الریاض شرح شفاء القاضی میاض فی شرح الادیباجة  
حدیث روی المصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ بسندہ الی ابی داود حدیث من مثل من علم فکتبہ الحدیث و  
للمحقق ہذا کلام طویل نقلہ الشرح ملخصا و نامرہ بما ہو من مزج عیہ و الوجہ مع المحقق فی  
عامۃ ما ذکرہ و لا خشیۃ الاطلالۃ لاتیابہما مع مالہ و علیہ و لکن منشیہ ان شاء اللہ تعالیٰ  
لی اخرین یسیر فیہم بہ الصواب بعون الملک الوہاب ۱۲ من روی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

ص ۶۳

۱۹۱/۲

۳۳/۱

مطبوعہ مجتبائی دہلی

دار الفکر بیروت

مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان

سہ موضوعات کبیر حدیث مسح الرقبة

کہ الحادی للفتاویٰ خفیا

سہ نسیم الریاض شرح شفاء دیباچہ

ورنہ نفس جواز تو اصل است اباست و انعام نہی شرعی سے آپ ہی ثابت، اُس میں حدیث ضعیف کا کیا دخل ہوا، تو  
 لا جرم و رد حدیث کے سبب جانب فعل کو ترجیح مانے کہ حدیث کی طرف اسناد متحقق اور اُس پر عمل ہونا صادق ہو اور یہی معنی  
 استحب ہے، آخر نہ دیکھا کہ علامہ طبری و علامہ قاری نے اسے عمل و جواز عمل کو دلیل و ثبوت استحب قرار دیا اور امام  
 محمد محمد گدائی امیر حجاز نے مقام اباست میں اُس سے تمسک کو بدعت ترقی و اولیت میں رکھا کہ جب اُس پر عمل ہونا ہے  
 تو ثبوت اباست تو بدرجہ اولیٰ اس سے کھل گیا کہ اُس پر عمل کے معنی نفس اباست سے ایک ذائد و بالاتر چیز ہے اور وہ  
 نہیں مگر استحب و هذا ظاہر لیس دومہ حجاب (ادویہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ ت) حلیہ  
 شرح فیہ میں فرماتے ہیں،

الجمہور علی العمل بالحديث الضعیف الذی  
 لیس بموضوع فی مسائل الاعمال فهو فی ابقاء  
 الاباحة السی لم یتتم دلیل علی انتعاشها  
 حکما فیما نحن فیہ اجدد  
 امام ابو طالب کی قوت القلوب میں فرماتے ہیں،

الحديث اذا لم ينافه كتاب وسنة و لم  
 يشهد له ان لم يخبرنا واوله عن اجماع  
 الامة، فانه يوجب القبول والعمل لقوله  
 صلى الله تعالى عليه وسلم كيف وقد  
 قيل  
 حدیث بخیر قرآن نغیر یا کسی حدیث ثابت کے منافی نہ ہو  
 اگرچہ کتاب و سنت میں اس کی کوئی شہادت بھی نہ تھکے،  
 تو بشرطیکہ اُس کے معنی مخالفت اجماع نہ پڑتے ہوں اپنے  
 قبول اور اپنے اوپر عمل کو واجب کرتی ہے کہ حضور مکرر عالم  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کرنا ماننے کا  
 حال نہ کرنا کرنا گیا۔

یعنی جب ایک راوی جس کا کذب یقینی نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک بات کی خبر دیتا ہے اور اُس

علہ سنی الفصل مسئلۃ التمدیل ۱۲ منہ (م)  
 علیہ فی الفصل الحادی والثلاثین ۱۴ منہ (م)  
 سنی غسل میں (حوالی کے مسئلہ میں اس کو ذکر کیا ہے (ت)  
 اکتیسویں فصل میں اس کو بیان کیا ہے ۱۳ منہ (ت)

سہ حیات العمل شرعیۃ فیہ المصلی

علہ قوت القلوب الفصل الحادی والثلاثون باب تفضیل الاخبار مطبوعہ المطبعة المبینة مصر ۱۴۷/۱



دریں کتاب وسنت و اجماع است کی کچھ مخالفت نہیں تو نہ ماننے کی وجہ کیا ہے۔

**اقول** اما قوله قدس سرہ یوجب "یوجب القبول" سے تاکید مراد ہے جیسا کہ تو اپنے قرض خواہ سے کہے کہ تیرا حق مجھ پر واجب ہے۔ درغبار میں ہے کہ یہ مسلمانوں کا تعامل ہے پس ان کی اتباع واجب ہے (وجوب معنی ثبوت ہے) یا اس میں اس مسئلہ کی طرف اشارہ ہے جو بجا پہنچنے والے سادات احمد و صوفیہ (۱) نے قائلے ان کے پاکیزہ اسرار کو چارے لیے مبارک کرے، کا ہے کہ وہ مستحبات کی بھی اس طرح پابندی کرتے ہیں جیسا کہ واجبات کی اور مکروہات سے بلکہ بہت سے جماعات سے اس طرح بچتے ہیں کہ گویا وہ محرمات ہیں، ان (ابو حنبلہ مکی) کا مذہب ہے کہ نہ ہم آپ قدس سرہ کو مجتہدین میں شمار کرتے ہیں ان میں ہونا آپ کا حق ہے جیسا کہ ان تمام بزرگوں کا مقام اور شان ہے جو شریعت عظیمہ کی حقیقت کو جاننے والے ہیں اگرچہ وہ ظاہراً اپنا انتساب کسی امام فتویٰ کی طرف کرتے ہیں۔ اس مسئلہ میں عارضت باللہ سیدی عبد الوہاب شمرانی نے میزان میں تفصیل گفتگو کی ہے اور اللہ تعالیٰ اہل معرفت کی مراد کو زیادہ بہتر سمجھ بہتر جانتا ہے۔ (د ت)

علیٰ الخ باب العیدین ۱۲ مزیں اللہ تعالیٰ عز (د) باب العیدین کے آخر میں اس کا ذکر ہے (د ت)  
عَلَيْكَ فِي فَعْلٍ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَعَلْتُ يَجِبُ عَلَيْكَ عَلَى الْمُقْلَدِ الْإِذْنُ فِي فَعْلٍ إِنْ قَالَ قَائِلٌ كَيْفَ الْوَصُولُ إِلَى الْإِطْلَاقِ  
عَلَى عَيْنِ الشَّرِيعَةِ الْمُطَهَّرَةِ الْإِذْنُ فِي غَيْرِهَا ۱۲ م مَزِيٍّ لِمَنْ تَقَالَى (م)

سے درختاً باب العیدین مطبوعہ محبتیاتی دہلی ۱۱۷/۱  
سے میزان اکبر سے فصل ان قال قائل کیف الوصول الى مطبوعہ مصطفیٰ اہلبائی مصر ۲۲/۱



فرماتے ہیں :

ما جاءكم عنى من خبر فقلته اولم اقله فاني اقولہ  
وما جاءكم عنى من شوماني لا اقول الشوملہ  
تھیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی  
ہو یا نہ فرمائی ہو میں اسے فرماتا ہوں اور جس بُری بات  
کی خبر پہنچے تو میں بُری بات نہیں فرماتا۔

ابن ماجہ کے فقیر ہیں :

ما قيل من قول حسن فاما قلته  
يونيك بات میری طرف سے پہنچائی جائے وہ میں نے  
فرمائی ہے۔

عقیلی کی روایت یوں ہے :

خذ بابہ حدثت به اولم احدث به  
اُس پر عمل کرو چاہے وہ میں نے سنائی ہو  
یا نہیں۔

وفى اب ب عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعن ابن عباس رضى الله  
تعالى عنهما (اس باب سے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آکر ذکر و غلام حضرت ثوبان اور حضرت  
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت ہے۔ مت)  
خلفی اپنے فوائد میں قزوینی بن عبد الحمید رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی :

سأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
في نومنى الحبر فقلت بابى است و اتمم  
يا رسول الله انه قد بلغت عندك انك قلت من  
سمع حديثا فيه ثواب فعمل بذلك الحديث  
مرجا ذلك الثواب اعطاه الله ذلك الثواب  
وان كانت الحديث باطلا فقال  
اى ورب هذه البلية انه لمع  
میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو  
خواب میں عظیم کعبہ معظمہ میں دیکھا عرض کی یا رسول اللہ  
میرے ماں باپ حضور پر قربان ہیں حضور سے حدیث  
پہنچی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی  
حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اُس  
حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عز و جل اسے  
وہ ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ حدیث باطل ہو۔ حضور اکرم

۱۔ مستند امام احمد بن حنبل مرویات ابی ہریرہ  
۲۔ سنن ابی ماجہ باب اتباع السنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ مجتہبائی لاہور  
۳۔ کنز العمال بحوالہ عن الکمال من روایۃ الحدیث و حدیث ۱۰۱۰ مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت  
۴۔ ۲۶۹/۱۰  
۵۔ ۳۶۶/۶  
۶۔ ۳۶۶/۶

اما قلتہ علیہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم اس شہر کے باب  
کی بے شک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے مستداتی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔  
ابو یعلیٰ اور طرائی رحمہ اللہ میں سیدنا ابی حمزہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من بلغ عن رسول الله تعالى فضيلة فلهم صدق  
بھا لھو یثھار  
جسے اللہ تعالیٰ سے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ ملنے  
اُس فضل سے محروم رہے۔

ابو مسر ابن عبد البر نے حدیث مذکور روایت کر کے فرمایا،

اهل الحديث جماعتهم يتساهلون في الفضائل  
فیہ رو بہا عن کل وانما یتشددو فی احادیث  
تمام علمائے محدثین احادیث فضائل میں نرمی فرماتے  
ہیں انھیں ہر شخص سے روایت کر لیتے ہیں، ہاں  
احادیث احکام میں سختی کرتے ہیں۔

ان احادیث سے معاف ظاہر ہوا کہ جسے اس قسم کی خبر پہنچی کہ جو ایسا کرے گا یہ فائدہ پائے گا اسے چاہیے  
نیک نیتی سے اس پر عمل کرے اور تحقیق صحت حدیث و تلافیت سند کے پیچھے نہ پڑے وہ ان شاء اللہ اپنے حسن نیت اس شخص  
کو پہنچا ہی جائیگا اقول میں جہت کہ اس حدیث و بیان ظاہر ہو کہ حدیث بطلان رجاء و امید کے کوئی معنی نہیں۔  
لقول الحدیث وان لم یکن ما یلقہ حقا و نحوه  
انما یصح بہ فی نفس الامر لا بعد العلم بہ و  
ہذا واضح جدا اعتبرت ولا تنزل۔ نفس الامر ہے نہ کہ بعد از حصول علم، اور یہ بہت ہی واضح ہے اسے یاد رکھو،  
اور وہ اس عطاءے فضل کی نہایت ظاہر کہ حضرت حق عزوجل اپنے بندہ کے ساتھ اس کے گمان پر معاملہ فرماتا ہے،  
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے روایت فرماتے ہیں کہ مومن سبھانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ  
انا عند علی بن عبدی بنی (میں اپنے بندہ کے ساتھ جمہور کرتا ہوں جو بندہ مجھ سے گمان رکھتا ہے) رواہ البخاری و مسلم  
و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ و العاصم و جعناہ عن انس بن مالک (اسے بخاری، مسلم، ترمذی،

سلف فوائد علمی

سلف مسند ابو یعلیٰ انس بن مالک حدیث ۳۴۲۰  
سلف کتاب العلم لابن عبد البر  
سلف ابن المسلم کتاب التوبہ  
مطبوعہ دار القیامہ لاہور ۱۳۸۶ھ  
مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی  
۲۸۶/۲  
۲۵۲/۲

نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اور حاکم نے حضرت انس بن مالک سے منقول سے روایت کیا۔ (ت)  
 دوسری حدیث میں یہ ارشاد زائد ہے، "فلیظن فی ما شاء" (اب جیسا چاہے پھر پرگمان کرے) آخر جہ  
 الطبرانی فی الکبیر والحاکم عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیحہ (اسے طبرانی نے  
 معجم کبیر میں اور حاکم نے معجم واثلہ بن اسقع سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔ ت)

تیسری حدیث میں یوں زیادت ہے، "ان ظن خیرا فخلہ وان ظن شرا فخلہ" (اگر بھلا گمان کرے گا  
 تو اس کے لیے بھلائی ہے اور اگر بُرا گمان کرے گا تو اس کے لیے بُرائی)۔ (رواہ الامام احمد عن ابی ہریرہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن علی الصحیحہ ونحوہ الطبرانی فی الاوسط والوفعی فی المجلد  
 عن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (اسے امام احمد نے سند صحیح سے صحیح قول پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 اور اسی کی مثل طبرانی نے اوسط اور ابویوسف نے علیہ میں حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)  
 جب اُس نے اپنی صدق نیت سے اس پر عمل کیا اور رب عزوجل اسے اس فتح کی امید کی تو مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے  
 اکرم الاکرمین ہے اُس کی، میضائیہ ذکر سے گا اگرچہ حدیث واقع میں کسی ہی ہو۔ واللہ المجد فی الاولیٰ والاخریٰ  
 افادہ فوز و ہم (عمل بھی گواہ سے کہ ایسی حدیث ضعیف مقبول سے) و باللہ التوفیق، عقل العظیم  
 ہر تو ان نصوص و اقوال کے علاوہ مذکور بھی نہ ہوگا فی سبہ میں، بڑی ضعیف حدیث متبر اور اس کا ضعف مفقور کہ سند میں  
 کتنے ہی نقصان ہوں آخر بطلان پر یقین تو نہیں فان الکذب قد یصدق (بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے) تو کیا  
 معلوم کہ اس نے یہ حدیث ٹھیک ہی روایت کی ہو۔ مقدمہ امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے،

اذا قالوا فی حدیث انہ غیر صحیحہ فلیس ذلک  
 قطعاً بانہ کذب فی نفس الامر اذ قد یكون  
 ہدقاً فی نفس الامر وانما المراد بہ لغو الصحیح  
 اسنادہ علی الشرح المذکور  
 حدیث میں جب کسی حدیث کو غیر صحیح بتاتے ہیں تو یہ اس کے  
 فی الواقع کذب پر یقین نہیں ہوتا اس لیے کہ حدیث  
 غیر صحیح کبھی واقع میں سچی ہوتی ہے اس سے تو متنی مراد  
 ہوتی ہے کہ اس کی سند اس شرط پر نہیں جو محدثین نے  
 صحت کے لیے مقرر کی۔

تقریب و تدرب میں ہے۔

اذا اقبل حدیث ضعیف، فصحاء لم یصححوا  
 من المستند علی الصحیحین للحاکم کتاب التوبۃ والاناۃ  
 من مستند الامام احمد بن حنبل مسند ابی ہریرہ  
 من مقدم ابن الصلاح النوع الاول فی معرفۃ الصحیح  
 کسی حدیث کو ضعیف کہا جائے تو معنی یہ ہیں کہ اس کی  
 مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ۲۴۰/۴  
 بیروت ۳۹۱/۲  
 - غار و فی کتب خانہ ملتان ص ۸



کون الصحیح موضوعی و عکسہ کذا افسادہ اور موضوع صحیح، جیسا کہ شیخ ابن حجر مکی نے فتوہ الشیخ ابن حجر المکی۔ فرمایا ہے۔

**اقول** (احادیث ادویا کے کرام کے متعلق نفیس جامعہ) یہی وجہ ہے کہ بہت احادیث جنہیں محدثین کرام اپنے طور پر ضعیف و نامعتبر ٹھہرائے، علمائے طیبہ عرفائے ربانہ عارفین سادات مکاشفین قدسنا اللہ تعالیٰ باسراہم الجلیلہ و نور قلوبنا بانوارہم الجلیلہ انہیں مقبول و مستحب بناتے اور بصیغہ جزم و قطع حضور پر نور صلیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت فرماتے اور ان کے علاوہ بہت وہ احادیث تازہ لاتے جنہیں علما اپنے زبرد و غارتیں کہیں نہ پاتے، ان کے علوم الہیہ بہت ظاہر جنوں کو نفع دینا درکنار اُن کے باعث طعن و وقصیت و جرح و اہانت ہو جاتے، حالانکہ العظمۃ اللہ و جہاد اللہ ای طاعنین سے بدرجہا اتنی قدر و اعظم باللہ و اللہ توفیقاً فی القول عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حالانکہ وہ ان طعن کرنے والوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنے والے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادہ علم رکھنے والے، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کسی قول کی نسبت کرنے میں بہت احتیاط کرنے والے تھے۔ مگر) تھے۔ ولکن

کل حزب بما لدیہم فرحون و مرکب اعلیٰ بالمہتدین۔ اور ہر ایک گروہ اپنے گروہ پر خوش ہے اور تیز اسب ہدایت یافتہ کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ (ت)

میزان مہار کی میں حدیث،

اصحابی کا مجموعہ یا ہم اقتدیتم اقتدیتم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی

اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (ت)

کی نسبت فرماتے ہیں،

هذا الحديث وان كان فيه مقال عند المحدثين اس حدیث میں اگر قصہ محدثین کو گفتگو ہے

عنه فی فعل فان ادعی احد من الصحابہ فوق هذا المیزان ۱۲۷ (۲۵)۔

۱۔ موضوعات کبیرہ لکھنؤ علی قاری زیر حدیث من بلعہ عن اللہ شہ ۶۱ مطبوعہ مقبلی دہلی ص ۶۸

۲۔ القرآن ۵۲/۲۳ و ۲۲/۳۰

۳۔ القرآن ۷۸/۷ و ۱۵۲/۱۶ و ۱۱۷/۶

۴۔ المیزان الکبریٰ فصل فان ادعی احد من الصحابہ مطبوعہ مصطفیٰ البابا مصر ۳۰/۱

فہرست صحیحہ عبد اہل، لکھتے ہیں:

کشف الغم عن جمیع الامور فی ارشاد فرمایا،

کان علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من حسلی  
علی طہر قلبہ من اسواق ، کما یطہر الثوب  
بالماء ، وکان علی اللہ تعالیٰ یقول من حسلی  
علی اللہ علی محمد فقد فتحت علی نفسی  
سبعین بابا من الرحمة ، و اللہ تعالیٰ صلیتہ فی  
قلوب الناس فلا یغصبہ الا من فی قلبہ نفاق ،  
قال شیخنا رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ ہذا الحدیث  
والدی قبلہ مرینا ہما عن بعض الناس فین  
عن الحضر علیہ الصلوٰۃ والسلام عن  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ہما  
عندنا صحیحان فی اعلی درجات الصحة وانت  
لم یثبتہما الصحاح ثوث علی مقتضی اصطلاحہم۔

مگر وہ اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔

حضرت پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے جو مجھ پر  
دروغ بھیجے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہو جائے  
جیسے کپڑا پانی سے ، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فرماتے جو مجھ صلی اللہ علی محمد اس نے شر و رواج  
رحمت کے اپنے اوپر رکھ لیں ، اللہ عزوجل اس کی  
جست لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ اس سے بغض  
نہ رکھے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق ہوگا۔ ہاں یہ شیخ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ حدیث اور اس سے  
پہلی میں نے بعض اولیاء سے روایت کی ہیں انہوں نے  
سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام انہوں نے حضور پر نور  
سیدنا م علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل اسلام سے یہ دونوں  
حدیثیں ہمارے نزدیک اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں مگر چہ  
محدثین اپنی اصطلاح کی بنا پر انہیں ثابت نہ کریں۔

نیز میزان شریف میں اپنے شیخ سیدی علی قوامی قدس سرہ العزیز سے نقل فرماتے ہیں:

کما یقال عن جمیع ما رواہ المحدث ثوث  
بالسند الصحیح المتصل ینفخ سندہ اسے  
حصول الحق جبل وعلا فکد لک یقال فیما  
جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ جو کچھ محدثین نے سند صحیح متصل  
روایت کیا اس کی سند حضرت امی مزوہل تک پہنچی ہے  
یہی جو کچھ علم حقیقت سے صحیح کشف والوں نے نقل فرمایا

علی آخر الجلد الاول باب جامع فیما فی الذکر آخر فصل الامر بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ  
عکس فی بیان مستحالة خروج شی من اقوال المجتہدین عن المشویعة ۱۲ منہ

۱۳۰/۱ فی میزان شریف فی فصل فان ادعی احد من العلماء  
۱۳۴/۱ کشف الغم عن جمیع الامور فی فصل فی الامر بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبعہ دار الفکر بیروت



نقلہ اہل الکشف الصحیح من علم الحقیقۃ۔ اُس کے حق میں یہی کہا جائے گا۔

بالجملہ اولیا کے لیے سوا اس سند ظاہری کے دوسرا طریقہ رافع والی ہے و لہذا حضرت سیدی ابویہ بسطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدس سرہ السامی اپنے زمانہ کے منکرین سے فرماتے،

قد اخذتہم عنکم مینا عن صیغۃ واخذنا علمنا  
عن الھی الذی لا یموت

تم نے اپنا علم سلسلہ اموات سے حاصل کیا ہے اور ہم  
نے اپنا علم حیات و نبوت سے کیا ہے۔

نقلہ سیدی الاعوام اشعرا فی کتابہ المبارک  
الفاخر الیو قیت والجواہر احرا البیحت السابغ  
والاس جین۔

۱ سے سیدی امام شمرانی نے اپنی بارگ اور عظیم کتاب  
ایرواقیت و الجواہر کی سینا لیسوی بحث کے آخر میں  
ذکر کیا ہے۔ (ت)

حضرت سیدی امام الکاشغین محی اللہ والدین شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ احادیث کی تصحیح  
فرمائی کہ طور علم پر ضعیف مافی کی تھیں

کما ذکرہ فی باب الثالث والسبعین من المصنوعات  
الکیة الشریعة الانہیة المکیة ونقلہ فی  
ایرواقیت ہ۔

جیسا کہ انہوں نے فتوحات الکیة الشریعة الانہیة المکیة  
کے تیرمویں باب میں ذکر کیا اور ایرواقیت میں اس مقام  
پر اسے نقل کیا ہے۔ (ت)

اسی طرح فاقم مفاہیج الحدیث امام حبیل عدل اللہ والدین سیوطی قدس سرہ العزیز پچھتر بار بیداری میں مجال  
جہاں آرائے حضور پر نور سید الانبیاء علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہوئے بالمشافہ حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم سے تحقیقات حدیث کی وہ امت پائی بہت احادیث کی کہ طریقہ محدثین پر ضعیف ٹھہری تھیں یہ تصحیح فرمائی جس کا بیان  
عارف ربانی امام العلامة عبد الوہاب شمرانی قدس سرہ التورانی کی میزان الشریعة الکبریٰ میں ہے من شاء  
قلبت شرف بسط العتہ (جو اس کی تفصیل چاہتا ہے میزان کا مطالعہ کرے۔ ت) یہ نفیس و جلیل فن ہے کہ

عہ فی الفصل المذكور قبل ما مر بہ وہ صفحہ ۳۳ متدی من قبل منہ (ہر)

۲۵/۱	ملفوظ مصطفیٰ البانی مصر	فصل فی استحداد خروج شی من اتوال الجہتین الم	ملفوظ الکبریٰ
۹۱/۲	~ ~ ~ ~	باب الثالث والسابع والاربعین	ملفوظ الیرواقیت والجواہر
۸۸/۲	~ ~ ~ ~	~ ~ ~ ~	~ ~ ~ ~
۴۴/۱	~ ~ ~ ~	فصل فی استحداد خروج شی الم	ملفوظ الیرواقیت الکبریٰ

بنا بہت مقام کماۓ تھے نفع رسائی برادرانِ دینی کے لیے حوالہ قلم ہوا صبحِ دلی پر نقشِ کرینا چاہئے کہ اس کے جاننے والے کم ہیں اور اس فخرِ شگاہ میں پھینٹنے والے بہت قدم سے

تخیلی قطع الصیاقی الحب العلی

کثیر وایاب الوصول قسلائل

(اے میرے دوست! چراگاہوں میں ڈاکہ ڈالنے والے کثیر اور منزل کو پانے والے کم ہیں۔ ت)  
 بات دُور پہنچی کہنا یہ تھا کہ سسر پر کیسے ہی طعن و جرح ہوں اُن کے سبب بطلانِ حدیث پر جزم نہیں ہو سکتا ممکن کہ واقع میں حق ہو اور جب صدق کا احتمال باقی تو ماقبل جہاں نفع بے ضرر کی اُمید پاتا ہے اُس فعل کو بجا لاتا ہے دین و دنیا کے کام اُمید پر چلتے ہیں پھر سنہ میں نقصان دیکھ کر ایک دست دس سے دست کش ہونا کس عقل کا مقتضی ہے کیا معلوم اگر وہ بات سچی تھی تو خود فضیلت سے محروم رہے اور خجوتی ہو تو فعل میں اپنا کیا نقصان فایده و تشبہت ولا تکن من المتعصبین (اے! اچھی طرح سمجھ لے اس پر قائم رہ اور تعصب کرنے والوں سے نہ ہو۔ ت) انصاف کیجئے مثلاً کسی کو نقصان حرارت غریزی وضعف اہل ان کی شکایت شدید ہو نہ اس سے بیان کر سہ کرناں حکیم حاذق نے اس مرض کے لیے سونے کے ورق سونے کے کھول میں سونے کی منزل سے حرقِ بید مشک یا بتیلی پر انگلی سے شہد میں کئی بیٹھ کر کے چنا تمیز فرمایا ہے قرعہ سیرک اوقاف نہیں رجب تک اس یوم تک سیرج متعل کی طوب تحقیقات ذکر ہے اس کا استعمال بنا حرام جانے۔ پس اتنا دیکھنا کافی ہے کہ اصولِ جلیہ میں میرے لیے اس میں کچھ ضرر تو نہیں ورنہ وہ مرین کہ لفظ اسے قراہان کی سندیں اُچھوٹتا اور حالِ روادِ تحقیق کرتا پھر سے گا قریب ہے کہ بے عقل کے سبب اُی ادویہ کے فوائد و مصلح سے محروم رہے گا نہ عراقِ قیچ سے تریاقِ قیچ یا تھوٹا سنے گا نہ یہ مارگزیدہ دوا پائے گا بید نہ ہی حالِ ای فضائلِ اعمال کا ہے جب ہمارے کان تک یہ بات پہنچی کہ اُی میں ایسا نفع ذکر کیا گیا اور شرعِ مطہر نے ان افعال سے منع نہ کیا، تو اب ہمیں تحقیق محشر کیا ضرور ہے اگر حدیث فی نفسہ صحیح ہے فیما ورنہ ہم نے اپنی نیک نیت کا اچھا پھل پایا اہلِ تہ تصوف بنا الا احدی الحنفیہ (تم م پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا۔ ت)

افادہ ستم (حدیث ضعیف احکام میں بھی مقبول ہے جبکہ محلِ احتیاط ہو) مقاصدِ شرح کا مارت اور کلماتِ علما کا اوقافِ جب قبولِ ضعیف فی الفضائل کے دلائل مذکورہ عبارات سے بقرۃ فتح البین امام ابن حجر علی و انور ذی العلوم تفسیر دوانی و قوتِ احتساب امام کی رحمہ اللہ تھانے و نیز تقریر فقیر مذکور افادہ سے بقرۃ نظر صحیح کرے گا



حول بعضی یوشک ان تر تم فیہ الاوان کل ملک  
 حصی الاوان حصی اللہ صحا سر مدہ  
 روایہ الشیخان عن المعین بن بشر ورضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما  
 روایہ الشیخان عن المعین بن بشر ورضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما  
 روایہ الشیخان عن المعین بن بشر ورضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما  
 روایہ الشیخان عن المعین بن بشر ورضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما

امام ابن جریر کی نے فتح البین میں ان دونوں حدیثوں کی نسبت فرمایا :  
 راجوعہما الی شی واحد وهو المنہی التثنیہ  
 عن الوقوع فی الشہات  
 یعنی حاصل مطلب ان دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ شبہہ  
 کی بات میں پڑنا خلاف اولیٰ ہے اس کا مرجع کراہت  
 تنزیہہ

اللہ عزوجل فرماتا ہے :  
 ان ینک کا دیا فعلیہ کذبہ وان ینک ہما دقا  
 یحبکم بعد الذی یعدکم  
 اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہے  
 اور اگر سچا ہو تو تمہیں پہنچ جائے گی کہ نہ کذبہ وہ مصیبت  
 پس لا وہ نہیں ورنہ دیتا ہے

بکہ اللہ تعالیٰ یہ معنی ہیں ارشاد امام ابوالبیہ کی حدیث میں فرمایا :  
 ان الاخبار الضعاف غیر مضافۃ الی کتاب و  
 السۃ لایزمت مرد ہابل فیہا ما یدل علیہا  
 ضعیف حدیثیں جو مخالف کتاب و سنت نہ ہوں ان کا  
 ذکر ناہیں لازم نہیں بلکہ قرآن و حدیث ان کے قبول  
 پر دلالت فرماتے ہیں

لاحرم علی س کرام نے تصریح فرمائی کہ دربارہ احکام بھی ضعیف حدیث مقبول ہوگی جبکہ جانب احتیاط

عہ فی حدی والثلثین ۱۳ (د) اکتیسویں فصل میں اس کا بیان ہے - (دست)

لہ صیح بخاری باب فصل من استبرأ لہ  
 مسلم شریف باب انہ الحلال وحکم الشہات  
 فتح البین شرح ربیعین  
 قوت القلب باب تفضیل الاخبار الو  
 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی  
 مطبوعہ دار صادر بیروت  
 ص ۱۳  
 ۲۸/۲  
 ۲۸/۲  
 ۱۴۴/۱

میں ہوا، امام نووی نے اذکار میں بعد عبادت مذکور پھر خمس بخاوی نے فتح المغیث پھر شہاب خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا،

اما الاحکام كاللحلل والحرام والبیسع و  
السکاح و الطلاق وغير ذلك فلا يعمل فيها الا  
بالحدیث الصبیح او الحسن الا انیکون فی  
احتیاط فی شئ من ذلك کما اذا ورد حدیث  
ضعیف بکراهة بعض البیسع او الانکحة فان  
المستحب ان یتنزه عنه ولكن لا یجب له  
یعنی محدثین و فقہاء وغیرہم علماء فرماتے ہیں کہ حلال و حرام  
بیع نکاح طلاق وغیرہ احکام کے بارے میں صرف حدیث  
صحیح یا حسن ہی پر عمل کیا جائے گا مگر یہ کہ ان موقع  
میں کسی احتیاطی بات میں جو جیسے کسی بیع یا نکاح کی  
کراہت میں حدیث ضعیف آئے تو مستحب ہے  
کہ اس سے بچیں ہاں واجب نہیں۔

امام جلیل جہول سیر علی تدریب میں فرماتے ہیں،  
و یعمل بالضعیف یضانی الاحکام اذا کان  
فیہ احتیاط۔  
علامہ علی بن غفیر میں فرماتے ہیں،

الاصول ان الوصل بین الادب و مذاہب مذکور  
فی کل الصلوة لما روی الترمذی عن جابر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لبلال اذا اذنت  
فترسل و اذا قمت فاحدروا جعل من  
او تک و اذعت قدر ما یفرغ لا تکمل من  
اکله فی غیر المضرب و الشارب من شربہ  
یعنی سیر یہ ہے کہ مذہب ہی ذرا اقامت کہ دینا مطلق  
سب نمازوں میں مکروہ ہے اس لیے کہ ترمذی نے جابر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا حضور سرور عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اذان  
ٹھہر ٹھہر کر کہہ کر اور تکبیر طہ جلد اوروں میں اتنا غاص  
کہ کہہ کر نہ نکالے (مگر کچھ علاوہ) اور پینے والا پیے اور  
خوردہ والا خضائے حاجت خارج ہو جائے، یہ حدیث

عنه في شرح الخطبة حيث استدل امام المصنف حديث من مثل من علم فكله الحديث ۱۲ من

عنه في معمل سخن الصلاة ۱۲ من

عنه قوله في غير المضرب هكذا هو في مستحق الضية وليس عند الترمذی بل هو مدرج فيه نعم هو تاویل من  
العب، کما قال فی الضیة بعد ما عتقنا قال قوله قدر ما یفرغ الاکل من اكله فی غیر المضرب من شربہ فی المضرب

نسیم الریاض شرح الشعار تتمہ و قاعدہ صمد فی شرح الخطبة مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۲۲

عنه تدریب الرادی شرح تقریب الزاوی النزاع اثباتی و الغشرون المصوب دار نشر مکتب الاسلامیہ بیروت ۲۹۹

والمتقصر داحل نقصاء حاجتہ و هو واجب  
کال صعبا لکن یجوز ان یرى فی مثل هذا الحكم  
اگر چہ ضعیف ہے مگر ایسے حکم میں اس میں پر عملی رہا ہے۔

تقسیم (بدھ کے دن بدن سے خون لینے کے باب میں) ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن پچھنے لگانے سے ممانعت آئی ہے کہ

من احتجم یوم لاسر بعد یوم السبت فاجابہ  
برص فلا یلو من الا لنفسه  
جو بدھ یا ہفتہ کے روز پچھنے لگانے پر اس کے بدن پر سپید آنا ہو جائے تو اپنے ہی آپ کو طاعت کرے۔

امام سیوطی لکھتے ہیں منہذ الفردوس دینی سے نقل فرماتے ہیں

سمعت ابی یقوز سمعت ابا عمرو معمر بن جعفر  
بن مطر الیبوری قال قلت یوہا ان هذا  
الحديث یس بصحیح فاصححت یس  
الاسر بعد ایضا من الیوم وایت رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الیوم فطکوت  
الیہ منی فقال یا لک و لا منہ منہ بحدی  
فقلت قلت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
ایک صاحب محمد بن جعفر بن مطر خثا پوری کو فصد کی ضرورت تھی بدھ کا دن تھا خیالی کیا کہ حدیث مذکور صحیح نہیں فصد لے لی فوراً برص ہو گئی، خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہوئے حضور سے فریاد کی، حضور پر فوراً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یا لک و لا منہ منہ بحدی (خبردار میری حدیث کو بلکا نہ سمجھنا، انھوں نے تو بہ کی)

عنه امام ترمذی نے فرمایا، هو استاد مجهول (یہ مسند مجہول ہے) ۱۲ منہ (م)

عنه اواخر کتاب المرض والطب ۱۲ منہ (م)

کتاب المرض والطب کے آخر میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (م)

عنه باب الجنائز ۱۲ منہ (م)

باب الجنائز میں اس کو بیان کیا ہے ۱۲ منہ (م)

سہ غنیۃ المستفی فی فصل سنن الصلاة مطبوعہ سبیل اکیڈمی لاہور ص ۷۷ - ۳۷۹

سہ اسکاٹ لین عدی من ابتداء امرین عبداللہ بن زیاد مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ شیخ پورہ ۱۴۴۹/۲

سہ اللکالی المصنوع فی الاحادیث الموضوہ کتاب المرض والطب مطبوعہ ادبیہ مصر ۱۳۸۹/۳

وسلم واستهبت وقد عاقاني الله تعالى وذهب  
ذلك عني

جلیلہ (ہفتہ کے دن خون لینے کے بارے میں) امام ابن مساکرہ ایتہ فرماتے ہیں ابو سعید بن حسنی  
طبری نے کچھ لکھنے چاہے، ہفتہ کا دن تھا غلام سے کہا تمام کو بلو، جب وہ چلا حدیث یاد آئی پھر کچھ سوچ کر کہا  
حدیث میں تو ضعف ہے، عرض لکھئے، برص ہو گئی، خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کیا،  
فرمایا،

ایک والاستہبۃ بعدیتی (دیکھ مری حدیث کا معاملہ آسان نہجائنا)

انہوں نے منت مانی، اللہ تعالیٰ اس مرض سے نجات دے تو اب کبھی حدیث کے معاملہ میں سہل انگاری نہ کروں گا  
صحیح ہو یا ضعیف، اہل علم و عمل نے شفا بخشی ہے لالی میں ہے،

اخرج ابن عساکر فی تاریخہ عن طریق ابی علی مہران بن ہارث بن الحافظ الہاربی قال سمعت ابی سعید  
الحسین بن الحسن الطبری یقول سمعت المجاہدۃ یوم السبت نقلت للعلام ادعی الی الحجاء فلما ولی  
العلام ذکریت لعل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حاتم یوم السبت ولیوم الابداع فاصابہ منہ  
فلا یلو من الانفسہ قال فذہبت العلم ثم تفکرت نقلت ہذا حدیثی اسنادہ بعض یضعف نقلہ

امع الحجاء فی فداہ، فاحتجمت عاصی الیوم، ورایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
وسلم فی النور مشکوک الیہ حالی مقال یا ک ولا، تھامۃ بعدیتی قد روت اللہ نذر الن، وذهب  
اللہ مالی عن البرص لم اتھاون فی جہر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبیحا کاب اوسقیا وذهب  
اللہ عنی ذلک الیوم۔ (نوٹ، اس عربی عبارت کا ترجمہ لفظ جید سے شروع ہو کر عربی عبارت سے پہلے ختم ہو جاتا ہے)

مفہیدہ (بدھ کے دن ناخن تراشنے کے امر میں) یوں ہی ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن ناخن  
کتروانے کو آیا کہ مرثیہ میں ہوتا ہے، بعض علما نے کتروائے، کسی نے برہنائے حدیث منکیر، فرمایا حدیث

عہ تلوامر ۱۲ منہ ۴م، لالی میں اس عبارت کے قریب جو پہلے گزر چکا ہے (ت)

سہ الاثنیٰ المنصور فی الامور المنصورہ کتاب المرض والطب مطبعہ ادبیہ مصر ۲/۲۱۹

۴۹۹

صحیح نہیں فرد جہنم ہو گئے۔ خواب میں زیارت جمال ہے مثال حضور پر نور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے، شافی کافی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے دُستار تھا کہ ہم نے اس سے نفی فرماتی ہے؛ عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی تھی۔ ایشاد ہوا: تمہیں اتنا کافی تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر حضور مہربان لاکھ والا برص مکی المونی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ و دجھان و دوستیگر بیکسائی ہے، ان کے بدن پر لگا دیا، فوراً اپنے ہو گئے اور اسی وقت قہر کی کہ اب کبھی حدیث سن کر من لفت نہ کرونگا (۱)۔

علامہ شہاب الدین غفاری مصری عنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: قص الاظفار وتلبسها سنة وورد النهی عنه فی يوم الاربعاء وانه يورث البرص، وحكى عن بعض العلماء انه فعله فنهى عنه فقال لم يثبت هذا الخلفه البرص من ساعته فزاي السبب من الله تعالى عليه، وسئل في مناهه فتكر اليه فقال له الم قسم نهى عنه، فقال لم يصح عندى فقال منى الله تعالى عليه وسئل كيف انك سمع، ثم مسح بدنه بيده الشريفة، فذهب ما به فتاب عن مخالفة ما سمع الله (۲) فحوت، اس عربی عبارت کا ترجمہ مفید ص ۹۹ سے شروع ہو کر عربی عبارت سے ختم ہوا ہے۔ یہ بعض علما امام غفاری الحاج مکی، کس قدس، اللہ سرہ العزیز سے عکس طحاوی ماسنیہ ورمخاری میں فرماتے ہیں: وروى بعض الأئمة النهى عن قص الأظفار بعض آثار میں آیا ہے کہ برص کے دن ناخن کتروانے

والے کو برص کی بیماری عارض ہو جاتی ہے اور صاحب مدخل ابن الحاج کے بارے میں ہے کہ انہوں نے بعد کے روز ناخن کاٹنے کا ارادہ کیا، انھیں یہ بھی بات یاد دلائی گئی کہ انہوں نے اسے ترک کر دیا پھر خیال میں آیا کہ ناخن کتروانا سنت ثابت ہے اور اس سے نہی کی روایت میرے نزدیک صحیح نہیں۔ لہذا انہوں نے ناخن کاٹنے کے لیے تو انھیں برص عارض ہو گیا تو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی

وردی بعض الأئمة النهى عن قص الأظفار

يوم الاربعاء فانه يورث وهو ابن الحاج صاحب المدخل انه هم بقص الأظفار يوم الاربعاء، فتذكر ذلك، فتتركه، ثم سرائى ان قص الأظفار سنة حاضرة، ولم يصح عنده النهى فقصرها، فلحقه اى احسا بسا البرص، فزاي السبب من الله تعالى عليه، وسئل في المنوم فقال الم قسم نهى عن ذلك، فقال يا رسول الله لو يصح عندى ذلك؟ فقال



يَكْفِيكَ اَنْ تَسْمَعَ، ثُمَّ صَدَّقَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَدَيْهِ فَذَلِكَ خَرَالُ الْمَرْبُوعِ جَمِيعًا، قَالَ ابْنُ لُحَيْجٍ: رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى لِي فَجَعَلَتْهُمُ اللهُ تَوْبَةً اَنْ لَا يَخَالَفَ مَا سَمِعَتْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابَدًا۔

ان کے جسم پر اپنا دستِ اقدس پھر اتنا تمام برص زائل ہو گیا۔ ابنِ الحنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس بات سے توبہ کی کہ آئندہ جو حدیث بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنتوں کا اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔ (ت) سبحان اللہ! جب محلِ اعتبار میں احادیث ضعیفہ، احکام میں مقبول و معمول، تو فضائل تو فضائل ہیں، اور ان فوائدِ نفیسہ طیبہ وغیرہ سے بجز اللہ تعالیٰ عقل سلیم کے نزدیک وہ مطلب بھی روشن ہو گیا کہ ضعیفہ حدیث اس کی غلطی واقعی کو مستلزم نہیں۔ دیکھو یہ حدیثیں جلیبِ استدلال کی صفات نہیں اور واقع میں ان کی وہ شانِ کرمائستہ کہتے ہی فوراً تصدیقیں ظاہر ہوتیں، کاشی منکرانِ فضائل کو بھی اللہ عزوجل تعظیمِ حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توفیق بخشنے اور اسے ہلکا سمجھنے سے نجات دے۔ آمین!

**افادۃ بلیغہ** ویکم (حدیث بیست و نعل کے لیے خاص اس باب میں کسی صحیح حدیث کا آہرگز ضرور نہیں) بذریعہ حدیث ضعیفہ کسی فعل کے لیے محلِ فضائل میں استحباب یا موضعِ اعتبار میں حکمِ تنزیہ ثابت کرنے کے لیے نہ رزنا اصلاً اس کی حاجت نہیں کہ بالخصوص اس فعلِ محیی کے باب میں کوئی حدیث صحیح بھی وارد ہوئی ہو بلکہ یقیناً قطعاً صرف ضعیف ہی کا درودانِ احکام استحباب و تنزیہ کے لیے ذریعہ کاغذ ہے، افاداتِ سابقہ کہ جس نے ذرا بھی جو شش پرش استماع کیا آں پر یہ امر شمس اس کی طرعا واضح و روشن۔ مگر از انجا کہ مقام مقام افادہ ہے ایضاً باقی کے لیے چند تنبیہات کا ذکر مستحسن۔

**اولاً** کلماتِ علمائے کرام میں یا آنکہ طبقہ فطیہ اس جو شش و کثرت سے آئے، اس تفسیر بعیدہ کا کہیں نشان نہیں تو غواہی مطلقہ کو از پیشِ غرض متعین کر لیا کہ نہ قابلِ قبول۔

ثانیاً بلکہ ارشاداتِ علماءِ مراحۃ اس کے خلاف، مثلاً عبارت اذکار وغیرہ خصوصاً عبارت "ام ابن الہمام" جو نص صریح ہے کہ ثبوت استحباب کو ضعیف حدیث کافی۔

**اقول** بلکہ خصوصاً اذکار کا وہ فقرہ کہ اگر کسی میس یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف آئے تو اس سے بچنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اس استحباب و انکار و وجوب کا فساد ہی ہے کہ اس سے نہی میں حدیث صحیح آئی کہ وجوب ہوتا، تنہا ضعیف نے صرف استحباب ثابت کیا اور سب سے اعلیٰ و اجل کلام امام ابو طالب کی ہے اس

میں تو بالخصوص اس تفسیر جدید کا رد صریح فرمایا ہے کہ "وان لم یشہد الہ" (اگرچہ کتاب و سنت اس خاص امر کے شاہد نہ ہوں)

مثلاً اسے فقہ حدیث کا علم رکھنا قدیم حدیث اس قید کے بطلان پر شاہد عدلی و جہاجی انھوں نے احادیث ضعیفہ سے ایسے امور میں استدلال فرمایا ہے جن میں حدیث صحیح و معتدلوں سے نہیں۔  
اقول مثلاً،

(۱) نماز نصف شبہاں کی نسبت علی قاری۔

(۲) صلاۃ التبیح کی نسبت بر تقدیر تسلیو ضعف و جہالت امام زرکشی و امام سیوطی کے اقوال افتادہ دوم میں گزرے۔

(۳) نمازیں امت اثنی کی نسبت امام محقق علی الاطلاق کا ارشاد افتادہ شانزدہم میں گزرا وہاں اس تفسیر کے برعکس حدیث ضعیف پر عمل کو فقہانی صحت سے مشروط فرمایا ہے۔

قال روی العاکو عنہ علیہ الصلاۃ والسلام ان  
سوکبر ان تقبل صلاۃ تکو فلیضو مکو خیاس فان  
صح و الا فالضعیف عید الوضوء یصل بہ  
فی فضائل الاحمال

حاکم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ رشاد گرامی  
ذکر کیا ہے کہ اگر قرآن پسند کرتے کہ تمہاری نمازیں قبول  
ہو جائیں تو تم اپنے میں سے منتر شخص کو امام بناؤ۔ اگر یہ  
روایت صحیح ہے درستی ضعیف ہے موضوع نہیں اور

فضائل الاحمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے (دست)

(۴) نیز امام مدوح نے تمیز و تکلیف قریبی کافر کے بارہ میں احادیث ذکر کیں کہ جب ابو طالب مرے حضور اقدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حکم فرمایا کہ انھیں نہلا کر دفن کرائیں پھر خود غسل  
کریں بعد غسل میت سے غسل کی حدیثیں نقل کیں، پھر فرمایا،

لیس فی هذا ولا فی شی من طسوق عسلی

ان دونوں باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں مگر حدیث علی کے

حدیث صحیح، لکن طرق حدیث علی کثیرہ  
والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع

طرق کثیر ہیں اور استحباب حدیث ضعیف غیر موضوع سے

ثابت ہو جاتا ہے۔

(۵) غسل کے بعد استحباب منہل کی نسبت علامہ ابراہیم علیی۔

(۶) سید باحت کی نسبت امام ابن امیر الحاج۔

(۷) استنباط مسعودی کی نسبت مولانا علی کی۔

(۸) استنباط تعلیقی کی نسبت امام ابن الصلاح و امام قزوینی و امام سیوطی کے ارشادات مفہوم۔

(۹) کراہت وصل بین الاذان و الاقامت کی نسبت علامہ سیوطی کا کلام۔

(۱۰) بدھ کو ناخن تراشنے کی نسبت خود نسیم اریاض و عطاری کے اقوال افادہ لبستم میں ریورگوش سامعین پر۔

یہ دیکھیں تو یہیں موجود ہیں اور خوف اطاعت نہ ہو تو نہ دو سو ایک ادنیٰ نظر میں جمع ہو سکتے ہیں، مگر ایضاً واضح میں اظہار تاکہ۔

رابعاً، اقول فصرح و احادیث مذکورہ افادات مفہوم لبستم کو دیکھتے کہیں بھی اس قید بے معنی کی مسامتہ فرماتے ہیں؟ حاشا بلکہ باعلیٰ نہ اُس کی لغویات بتاتے ہیں کہ لا ینحی علی اولی النہی (جس کہ صاحب عقل لوگوں پر معنی نہیں۔ ت۔)

خامساً، اقول و باشد الترفیق اس شرط زائد کا اضافہ اصل مسأرا بما عیدہ کہ محض لغو مہمل کر دے گا کہ اب حاصل یہ ٹھہرے گا کہ احکام میں تو مقتضائے حدیث ضعیفہ پر کار بند ہی اصلاً جائز نہیں اگرچہ ہاں حدیث صحیح موجود ہو اور ان کے غیر میں بحالت موجود صحیح صحیح ورنہ قبیح۔

اقول اس تقدیر پر عمل مقتضی الضعیف من حیث ہو مقتضی الضعیف ہو گا یا من حیث ہو مقتضی الصصح ثانی قطعاً احکام میں بھی حاصل اور تفرقہ زائل، کیا احکام میں درود ضعیف صحاح ثابتہ کو بھی رد کر دیتا ہے؟ ہذا لا یقول بہ جاہل (اس کا قول کوئی جاہل بھی نہیں کر سکتا۔ ت۔) اور اول خود شرط سے رجوع یا قول بالمتناہین ہو کر مدفع کہ جب صحیح عمل درود صحیح ہے تو اس سے قطع نظر ہو کر صحت کیونکر!

ثانیاً اگر صحیح نہ آتی ضعیف بیکار تھی یا تو وہی کفایت کرتی ہر حال اس کا وجود عدم یکساں پھر معمول بہ ہونا کہاں!

ثالثاً بعد مرۃ اخری اظہر و اجلی (ایک سو بار عبارت کے ساتھ زیادہ ظاہر و واضح ہے۔ ت۔) حدیث پر عمل کے یہ معنی کہ یہ حکم اس سے ماخوذ اور اُس کی طرف مضاف ہو کر اگر نہ اُس سے لیتے نہ اُس کی طرف استناد کیجئے تو اس پر عمل کیا ہوا، اور شک نہیں کہ خود صحیح کے ہوتے ضعیف سے اخذ اور اس کی طرف اضافت یہ معنی، مثلاً کوئی کچھ چراغ کی روشنی میں کام کی اجازت تو ہے مگر اس شرط پر کہ نور آفتاب بھی موجود ہو۔ سبحان اللہ جب مہر نیمروز خود جلوہ افروز تو چراغ کی کیا حاجت اور اس کی طرف کب اضافت! اسے چراغ کی روشنی میں کام کرنا کہیں گے یا نہ پر شمس ہیں! ع

آفتاب اندھ جہاں آنکھ کہ موجود نہ سما

(جب جہاں میں آفتاب ہو تو سما (ستارہ) و حزن نہ تھے سے کیا فائدہ!)

لا جرم معنی مسئلہ یہی ہیں کہ حدیث ضعیف احکام میں کام نہیں دیتی اور دوبارہ فضائل کافی و واقعی۔

(تحقیق المقام و ازاحة الادھام)

(تحقیق مقام و ازاحة الادھام)

شہر اقول تحقیق المقام و تنقیح المراد بحیث  
یکشف العیام و یعرف الادھام ان المسائل  
تدور بین العلماء بصارتین العمل و القبول  
اما العمل بعدیت، فلا یصح به الا اعتشال  
ما یمیز تعویلاً علیہ و الجری علی مقتضیہ  
نظر الیہ و لا یمیز من ھذا القید الا ترک ان  
لو تو افق حدیثان صحیح و موضوع علی فعل  
ففعل لا یمیز بہ فی الصحیح لا یمیز ھذا العمل علی  
الموضوع و اما القبول فیمیز ان احتل معنی  
الروایۃ من دون بیان الضعف، فیکون الما صلی  
ان الضعیف یخوڑ روایتہ فی بعض مرہم و سکت  
عنا فیہ دون الاحکام لیکن ھذا المعنی علی  
تقدیر بر صحتہ انما یرجع الی معنی العمل کیف  
ولا منشاء لا یجاب انھما و الضعف فی الاحکام  
الا التحذیر عن العمل بہ حیث لا یسوغ  
طو لہ یسع فی غیرھا، یضمان ان ساوھا فی  
الا یجاب قد ارکنا مر فی کلمات العلماء تین الی  
تحویر الشی علی مقتضی الصفاۃ فی ما دون  
الاحکام فالتضعع ما استدلتنا بہ خاصا و انکشف  
الظلام ھذا ھو التحقیق بیدان ھنا رجلیں  
من اھل العلو و ثلث اقدام اقلہما الخ ملاما  
العمل و القبول علی ما لیس بمراد و لا حقیقا  
بقبول۔

شہر اقول اب ہم تحقیق مقام اور وضاحت مقصد کیلئے  
ایسی گفتگو کرتے ہیں جس سے پردے ہٹ جائیں  
اور مشکوک و شبہات ختم ہو جائیں گے اور وہ ہے کہ اس  
مسئلہ میں علماء دو طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں  
عمل اور قبول، عمل بالحدیث سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث  
پر اعتماد کرتے ہوئے اور اس کے مقتضی کو پیش نظر رکھتے  
ہوئے اس میں مذکور حکم کو بجا لایا جائے، اس قید کا  
اضافہ ضروری ہے اس لئے کہ آپ کا حفظ کرتے ہیں کہ  
کسی فعل کے متعلق حدیث صحیح اور حدیث موضوع دونوں  
اگر موافق ہوں اور فعل کو بجا لانے والا حدیث صحیح کو  
پیش نظر رکھتے ہوئے عمل کرے تو اب موضوع ہر عمل  
شہر کا قبول بالحدیث پر ہے کہ اگرچہ ضعف بیان کے بغیر  
روایت کے معنی کا احتمال ہو تو اس کا حاصل یہ ہو گا کہ  
ضعیف میں جو کمزوری ہے اس پر سکوت کرتے ہوئے  
فضائل میں اس کی روایت کرنا جائز ہے لیکن احکام میں  
نہیں، اگر قبول بالحدیث کا یہی معنی صحیح ہو تو یہ معنی عمل  
بالحدیث ہی کی طرف لوٹ جاتا ہے، کیسے؟ وہ ایسے کہ  
احکام کے بارے میں مروی روایات کے ضعف کو بیان  
کرنا اس لئے واجب و ضروری ہے کہ اس پر عمل سے  
بچا جائے کہ احکام میں ہر چیز جائز نہیں پھر اگر غیر احکام  
میں بھی یہ چیز جائز نہ ہو تو ایجاب میں فضائل و احکام دونوں  
برابر ہو جائیں گے۔ خلاصہ یہ کہ دونوں جہتوں میں اس امر پر  
دلیل ہے کہ غیر احکام میں ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا جائز ہے

اب ہمارے پانچوں استدلال واضح ہو گیا اور تاریکی کھل گئی اور تحقیق یہی ہے۔ علاوہ ازیں یہاں دو اہل علم ایسے ہیں جن کے قلم کے قدم پھیل گئے، انہوں نے عمل یا حدیث اور قبول یا حدیث کو ایسے معنی پر محمول کیا ہے جو مراد اور قابل قبول نہیں۔ (ت)

ان میں سے ایک علامہ رضا جی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہیں انہوں نے محقق دوانی کے رد کا ارادہ کیا اور انہیں ان کے کلام کے ظاہر سے وہم ہو گیا کہ اس کا محمل وہ ہے جب حدیث ضعیف ان امور کے، یکے یا سب سے وارد ہو جن کا استحباب ثابت نہ ہو اس میں غلبہ کی نسبت ہو یا بعض صحابہ کے فضائل یا اذکار مشورہ کے بارے میں ہو گا، احکام و اعمال کی تخصیص کی ضرورت ہی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا کیونکہ اعمال اور فضائل اعمال میں فرق ظاہر ہے اور

اقول کاٹھ فاضل مدنی محقق دوانی کی مخالفت کرتے تو ان کے کلام کا معنی درست ہوتا کیونکہ ثبوت بعض اوقات معنی ہوتا ہے اور بعض اوقات کسی عمومی اصل کے تحت ہوتا ہے اگرچہ اہمیت کی اصل پر ہو کیونکہ مبارح نیت سے مستحب ہو جاتا ہے اور ہم قبول ضفاف کو اس کے ساتھ مشروط ہونے کا انکار نہیں کرتے یہ کیسے ممکن ہے؛ اگر یہ بات نہ ہو تو اس میں ضعیف کو صحیح پر ترجیح لازم آتی اور وہ بالاتفاق باطل ہے اگر فاضل مدنی بھی یہی ہیرو ہوتے تو درست تھا اور اپنے قول او لا ذکار الما شوریۃ کے تکرار سے محفوظ ہو جاتا لیکن فاضل رحمۃ اللہ علیہ محقق کی مخالفت کے درپے تھے

احمد ہما العلامة الفاضل المتعالي  
رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث حاوہ البرہ علی المحقق  
الدوانی واوہم یظاہر کلامہ ان محملہ اذاری  
حدیث ضعیف فی ثوب بعض الامور الثابت  
استجابہ والترغیب فیہ اوفی فضائل بعض  
الصحابة او الاذکار الما شوریۃ قال  
ولا حجة الی لتخصیص الاحکام  
و لا عمل کما توہم لعمری انما ہر جیت  
الاعمال و فضائل الاعمال

اقول لولا ان الفاضل المدنی مخالف  
المحقق لکان کلامہ معنی صحیحہ ، فان  
الثبوت اہم من الثبوت عینا او باندراج تحت  
اصل عام و لو احوالہ الاما حۃ فان الباح یصیر  
بالنیۃ مستحب و نحن لا نستکون قبول الصفاۃ  
مشروط بذلک کیف و لولا لکان فیہ ترجیح  
الضعیف علی الصحیح و هو باطل وفاقا قبلہ  
اس د الفاضل ہذا المعنی لا صحابہ و مسلم  
من التکرار فی قولہ او الاذکار الما شوریۃ لکنہ رحمہ  
اللہ تعالیٰ یعبد و مخالفتہ المحقق المرحوم  
و قد کان المحقق انما عول علی ہذا المعنی

الصحيح حيث قال المباحات تصير بالذبيحة  
عبادة فكيف ما فيه شبهة الاستحباب لاجل  
الحديث الضعيف المأثور ان الجواز معلوم من  
خاصر والاستحباب ايضا معلوم من القواعد  
الشرعية المدالة على استحباب الاحتياط  
في امر الدين فلم يثبت شيء من الاحكام بالحديث  
الصحيح بل وقع الحديث شبهة الاستحباب هذا  
الاحتياط ان يصل به فاستحباب الاحتياط  
معلوم من قواعد الشريعة انه ملخصا فانظروا  
من عدم ما رتبناه انه يبيد الثبوت عيناً محصورة  
ويؤيده تشدده بالفرق بين الاحمال وفضائلها  
فان امراده هذه جنود براهين لا قبل لاحد بها  
وقد انك بعضهما.

اور محقق نے اسی معنی میں پر اعتماد کیا تھا چنانچہ کہا کہ بات  
نیست سے جہاد تہ قرار پاتے ہیں تو اس کا کیا حال  
ہوگا جس کے استحباب میں حدیث ضعیف کی وجہ سے  
شہر ہو؟ حاصل یہ ہے کہ جواز خارج سے معلوم ہوتا ہے  
اور استحباب بھی ایسے قواعد شرعیہ سے معلوم ہوتا ہے  
جو امر دین میں احتیاطاً استحباب پر وال ہیں، پس  
احکام میں سے کوئی بھی حکم حدیث ضعیف سے ثابت نہ ہوگا  
بلکہ حدیث استحباب کا شہر پیدا کر دے گی لہذا احتیاطاً  
اسی پر عمل کرنا ہوگا اور احتیاطاً استحباب علی قواعد شرعیہ سے  
معلوم ہوا ہے اور طعن ان کی عدم پسندیدگی سے ظاہر  
ہوتا ہے کہ انہوں نے ثبوت سے مراد صحت میں ایسے احکام  
کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ انہوں نے اس پر استدلال  
احمال اور فضائل اعمال کے فرق سے کیا ہے اگر انہوں  
نے یہی مراد لیا ہے تو یہ لاکھ کا انبار ہے جس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا اور بعض کا ذکر آپ تک پہنچ گیا۔ (ت)

عنه ويكنه ايضا على ما قيل معاينة العلماء حيث  
مضائل الاعمال والترغيب على ما هو الظاهر  
من كلامهم طرفة ابن الصلاح فضائل الاعمال  
وساير منون الترغيب والترهيب وساير ما لا يتعلق  
له بالاحكام والعقائد هذا توضيح ما قيد اقول  
بل المراد به بمضائل الاعمال الاعمال النجس هي  
فضائل تشبه بذلك كل مت العلماء المعادة في  
الاقامة السابقة مشروك بقول الفقيه والقاري و  
السيوطي وغيرهم كما لا ينهي حلب من له ادنى  
مسكة ۱۲ مدرنی اللہ تعالیٰ مدد

اسے یہ بات بھی یاد کرتی ہے کہ علماء کی عبارات میں ایسے  
ہوتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب ایک شے نہیں  
ابن صلاح کے الفاظ یہ ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب  
ترغیب کے معانی اور وہ چیزیں جن کا تعلق احکام  
حقانہ سے نہیں ہے یہ اقل کی وضاحت ہے اقول  
(میں کہتا ہوں) بلکہ اس سے مراد وہ فضائل اعمال ہیں  
جن کی شہادت علماء کا کلام دیکھتے ہیں کہ مترجمن افادہ میں  
گزرا مثلاً غنیمہ، قاری اور سیوطی وغیرہ کے قول  
اور یہ بات ہر اس شخص پر معنی نہیں جس میں دینی سا  
شعور ہو ۱۲ مدرنی اللہ تعالیٰ اعزہ (ت)

سنة اتموذج العلوم للاموات

### من انی اقول اذن یرجع معنی العمل

بعد الاستقصاء التام الی ترجی اجز مخصوص  
علی عمل مخصوص ای یحور العمل لشی مستحب  
معلوم الاستحباب مترجیا فیہ بعین خصوص  
الثواب لورود حدیث ضعیف فی الباب قال انت  
نماکم عن هذا الرجاء اهو کثله بعد حدیث صحیح  
ان ورد امر و نه الا ولی باطل فانت صححة  
الحديث بفعل لا یجبر ضعف ما ورد فی الثواب  
المخصوص علیس و علی الثانی هذا التقدر من  
الرجاء ینکفی فیما الحدیث الضعیف ای حاجة  
الی ورود صحیح به خصوص العمل نعم لابد ان  
یکون صریحاً فی الشرح رجاء الثواب علیس و  
هذا حاصل بالامر اذ تحت احد معلوب او  
مباح مع قصد مندوب فقد استبان ان  
الوجه مع المحقق الدوائی و الله تعالى اعلم۔

کے تحت اندراج کا یا مباح بقصد مندوب کا قریب واضح ہو گیا کہ دلیل محقق دوائی کے ساتھ ہے (اللہ تعالیٰ اعلم)۔

ثانیہما بعض من تقدم الدوائی فرم  
ای مراد الثوری ای بما مر من کلامه فی الاربعین  
والا ذکر الله اذا ثبت حدیث صحیح او حسن فی  
فصله عمل من الاعمال تجوز رواية الحدیث  
الضعیف فی هذا الباب قال المحقق بعد نقله  
فی الاثر و ج لا یخفی ان هذا لا یرتبط بکلام الثوری  
فصلاً عن اسیکون مراده ذلك ، فکم بین حیوان  
العمل و استحبابه و بین مجر نقل الحدیث  
فرق علی انه لو لم یثبت الحدیث الضعیف و

علاوہ ایس میں کہتا ہوں انتہائے گفتگو کے بعد

اب عمل کا معنی عمل مخصوص پر اجز مخصوص کی امید دلانا ہے  
یعنی شی مستحب جس کا استحباب واضح ہے پر عمل کرنا اور  
اس میں خصوص ثواب کی امید کرنا جائز ہوگا اس لئے  
کہ اس بارے میں حدیث ضعیف موجود ہے اب  
ہم اس امید کے بارے میں تم سے پوچھتے ہیں کیا یہ اسی  
رجاء کی مثل ہے جو حدیث صحیح کی وجہ سے ہوتی ہے اگر  
وہ وارد ہو یا اس سے کم دیکھ کر یہ پہلی صورت باطل ہے  
کیونکہ صحت حدیث کسی ایسی روایت پر جابر نہیں  
ہو سکتی جو کسی مخصوص ثواب کے بیان کے لیے وارد  
ہو اور دوسری صورت میں اس قدر رجاء کے لیے حدیث  
ضعیف کی کافی ہے ثواب کسی مخصوص فعل کے لیے حدیث  
صحیح سے زیادہ ضرورت نہ رہی ہاں یہ بات فردی  
ہے کہ وہ فعل ایسے اعمال میں سے ہو کہ شریعت نے اس  
پر ثواب کی امید دلائی ہو اور یہ حاصل ہے اصل مطلب

اس میں سے دوسرے دوائی سے پہلے کے کچھ لوگ  
میں جنہوں نے یہ گمان کیا کہ امام نووی سنہ ربیعین اولہ  
اذکار میں جو گفتگو کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ  
جب کسی عمل کی فضیلت کے بارے میں حدیث صحیح یا  
حسن ثابت ہو تو اس کے بارے میں حدیث ضعیف کا  
روایت کرنا جائز ہے ، محقق دوائی نے انہوں کو العلوم  
میں اسے نقل کرنے کے بعد کچھ محقق درسے کہ اس علم کا  
امام نووی کے کلام کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہو جائیگا  
ذکی مراد ہو کیونکہ اکثر طور پر جواز عمل مستحب عمل اور محض نقل حدیث

الحسن في فضيلة عمل من الأعمال يجوز نقل الحديث الضعيف فيها ، لا سيما مع التنبيه على ضعفه ومثل ذلك في كتب الحديث وغيره شائع يشهد به من تنوع دلتل تقیم اللہ  
مثالیں کتب حدیث شاذ و دیگر کتب میں کثیر ہیں اور اس بات پر ہر وہ شخص گواہ ہے جس نے اس کا تصور اس واسطے سے بھی کیا ہے اور دلت

**اقول** لا اری احدا من یفتی فی العلم یتنبی فی الفیادة الی حدیثی روایت اصحاب مطلقا حتی صرح بایں الضعف فان فیہ خسوقا لا جماع للمسلمین وناشیما بینا لجمیع المحدثین وانما المراد لمراد ایه مع السکوت عن بیان التوضیح فقول المحقق لا یمای مع التنبیه علی ضعفه یمایس فمحلہ والآن تعود الی تربیت مقالته منقول او لا هذا الذی ابدی ان مسلم و مسلم لم یتنبی الا فی نعت القبول کما اشرنا الیه سابقا فمجرد روایۃ حدیث لو کان عملا به لزم ان ینکون من مروی حدیث فی الصلاة فقد صلی اوق العصر فقد صام وهکذا مع ان الواقع فی حکم الامام فی کلا الکتبت انما هو لفظ العمل وهکذا مع الاشعار الیه المدونان بقوله ان هذا لا یربط الی

کے درمیان فرق ہوتا ہے ، علاوہ ازیں اگر کسی عمل کی فضیلت میں حدیث صحیح یا حسن ثابت نہ بھی ہو تب بھی اس میں حدیث ضعیف کا روایت کرنا جائز ہے ، خصوصاً اس تنبیہ کے ساتھ نقل کرنا کہ یہ ضعیف ہے اور اس کی مثالیں کتب حدیث شاذ و دیگر کتب میں کثیر ہیں اور اس بات پر ہر وہ شخص گواہ ہے جس نے اس کا تصور اس واسطے سے بھی کیا ہے اور دلت

**اقول** میں دیکھ کسی اہل علم کو نہیں جانتا جو نہایت کے اس درجہ پر پہنچ چکا ہو کہ حدیث ضعیف کا ضعف بیان کرنے کے باوجود اس کی روایت کو مطلقاً محال تصور کرتا ہو کیونکہ اس میں اجماع مسلمین کی مخالفت ہے اور واضح طور پر تمام محدثین کو گناہ کا مرتکب قرار دینا چاہیہ اور اذیہ ہے کہ ضعف بیان کیے بغیر روایت شدہ ہو تو وہ مستحسنہ و متحقق و دلتی کا قول لا یمای مع التنبیه علی ضعفه یمایس نہیں ، اب ہم اس کے قول کی کردہ کی بیان کی طرف لوٹتے ہیں ، او لا اگر یہ بیان کردہ قول گمیع ہر اور اسے در تسلیم کر لیا جائے تو پھر قبول شدہ ہی اس سے مراد ہوگا جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں کیونکہ اگر محض روایت کا نام ہی حاصل ہو تو لازم آئے گا کہ وہ شخص جس نے نماز کے بارے میں حدیث روایت کی اس نے نماز بھی ادا کی یا اس طرح روزہ کے بارے میں روایت کی کہ نہ تو اسے روزہ بھی رکھا ہو ، باوجود اس کے امام بروی کی دونوں کتب میں لفظ عمل ہے اور اسی کی طرف محقق دوانی نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ان هذا لا یربط الی



وثانیا اقول قد بینا ان القبول  
انما مرجعه الى جواز العمل وحیث یکن فی  
ابطاله دلیل المذکور فاما  
ما تقدم -

وثالثا اذن ینکون حاصل التفرقة  
ان الاحکام لا یجوز فیها رواية الضعافت  
اهلا ولو وجد فی خصوص الباب حدیث صحیح  
المنہم الا مقروءة ببيان الضعف اما ما دونها  
كالفضائل فتجوز اذ اصل حدیث فیہ یخصر  
والالا لابیان وح ما ذلینہم بالون مؤلفه  
من احادیث مضحفة رویت فی السیر والنقص  
والواعظ والترغیب والفضائل والترہیب  
وسائر ما لا یقلن له بالعقد والحکم  
فقد ان الصحیح فی خصوص الباب وعدم  
الاقتران ببيان الوهن وهذا ما اشار الیه  
لدواني بالعلوۃ -

اقول مع هنك توسم الساتید  
التي تستدل كل ما جاء عن صحابی  
والمعاجم التي توجی كل ما دخل عن  
شیخہ بل والجوامع التي تجتمع  
امثل حاف الباب ورد امت لو یكن  
صحیح السند هذا الجمل الشامع الیحدی  
یقول فی صحیحہ حدثنا علی بن عبد الله  
بن جعفر شامع بن عینی ثنا ابی بکر  
عباس بن صہل عن ابيه عن جده

ثانیا میں کتابوں کے مجملے بیان کر آئے ہیں  
کو قبول کا مرجع جواز عمل سے تو اب اس کے  
ابطال کے لیے غامض سے ہماری مذکورہ دلیل مدکر  
گشت کے کافی ہے۔

ثالثا اب حاصل فرق یہ ہو گا کہ حکام کے  
بارے میں حدیث ضعیف کی روایت عباد نہیں  
اگرچہ اس خصوصی مسئلہ کے بارے میں حدیث صحیح موجود ہو  
مخصوص اس صورت میں جائز ہے جب اس کا ضعف بیان  
کر دیا جائے مگر احکام کے مظاہر فضائل میں اگر اس خصوصی  
مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح پائی جائے تو ضعیف کی روایت  
جائز ہے اگر حدیث صحیح نہ ہو تو جائز نہیں مگر بیان ضعف  
کے ساتھ جائز ہے ان ہزار باب کا کیا بنے گا جن میں  
ایسی حدیث ضعیف مدعی ہیں جو سیر، واقعات،  
وعظ، ترغیب، ترہیب، فضائل اور باقی حدیثیں جن کا  
تعلق عقیدہ اور احکام سے نہیں اس کے ساتھ ساتھ خاص  
اس مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح ہی موجود نہ ہو اور ضعیف حدیث کا  
ضعف بھی بیان نہ کیا گیا ہو یہ وہ ہے جس کی طرف دوائی نے  
علوۃ کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

اقول ان مساید کی وسعت کو چھوڑیے جو صحابی سے  
روایات بیان کرتی ہیں اور معاجم جو شیخ سے محفوظ شدہ احادیث  
کی حفاظت کرتی ہیں بلکہ جوامع ہی باب میں وارد شدہ احادیث  
میں علی قسم کی روایات جمع کرتی ہیں اگرچہ سند صحیح نہ ہو مثلاً شیخ  
فیہم بار کا ذخیرہ صحیح میں کہتے ہیں میں علی بن عبد الله بن جعفر  
نے حدیث بیان کی ہمیں میں بن علی نے حدیث بیان کی میں  
ابن عباس بن سهل نے اپنے باپ سے اپنے دادا حدیث بیان کی

قال كان لمسيح مولى الله تعالى عليه وسلم في  
حاضرات فرس يقال له الخبيث <sup>عنه</sup> في تذهيب  
التذهيب للذهبي <sup>عنه</sup> ابى بن عباس بن سهل بن  
سعد الساعدي المديني عن ابيه وابى بكر بن  
عزيم عنه وعن القرائن وابى بن خديك ورید  
بن الحباب وحماة قال المدد ولا بن لیسب  
بالقوى قلت وضعفه ابن معين وقال احمد  
مشكر بحديث <sup>عنه</sup> وكقول المدد ولا بن قال النسائي  
كما في الميزان ولم ينقل في نكتة بين توثيقه عن  
احد وبه ضعف الدار قطنى هذا الحديث لا جرم  
ان لا يعلق فيه ضعف قال ماله في البخارى  
غير حديث واحد <sup>عنه</sup> قلت فانما الظن بالجب  
عبد الله انه انما تاهل كان المحمد يث

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمارے ہمارے باغ  
میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام نفیث تھا <sup>عنه</sup>  
امام ذہبی نے تذهیب التذهیب میں لکھا کہ ابی بن عباس  
بن سهل بن سعد الساعدي مدنی نے اپنے والد گرامی اور  
ابو بکر بن حزم سے روایت کیا اور ان سے معن القرائن،  
ابن ابی خدیج، زید بن الحباب اور ایک جماعت نے  
روایت کیا، دو لا بنی کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں۔ میں کہتا  
ہوں اسے ابن معین نے ضعیف کہا اور امام احمد کے  
نزدیک یہ مشکر الحدیث ہے اور میزان میں ہے نسائی کا  
قول دو لا بنی کی طرح ہی ہے اور دونوں کتب میں  
کے بارے میں کسی کی توثیق منقول نہیں، دار قطنی نے  
اسی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ لا جرم  
حادثے کے کہنا ہے اس میں ضعف ہے اور کس کہ

قلت واما نحوه السهبي فاصعب واصعب  
ضعفه النسائي والدارقطني وقال البخاري مشكر  
الحديث اي فلا تعلق الرواية عنه كما مر لا جرم ان  
قال الذهبي في احبيه ابى انه <sup>عنه</sup> واه <sup>عنه</sup> سندى الله تعلقه  
عنه - (م)

میں کہتا ہوں اس کا بھائی عبد الیسین ہے اور وہ  
اصعب الضعفاء ہے اسے نسائی اور دار قطنی نے  
ضعیف کہا، بخاری نے اسے مشکر الحدیث کہا یعنی اس سے  
روایت کرنا پانچویں جیسے گزر لا جرم ذہبی نے اسے س کے  
بھائی ابی کے بارے میں کہا کہ وہ نہایت ہی کمزور ہے <sup>عنه</sup>

سلف صحیح البخاری باب اسم الفرس والحر  
سلف صحیح البخاری، ت سے ترمذی اور ق سے قزوینی مراد ہے۔  
سلف خلاصہ تذهیب التذهیب ترجمہ ۳۲ من اسم ابی ۔ مکتبہ اثیریہ ساکنہ ہل  
سلف میزان الاعتدال فی نقد الرجال ترجمہ ۲۵ من اسم ابی ۔ دار المعرفۃ بیروت  
خوٹ، تذهیب التذهیب ر طبع کی وجہ سے اس کے خلاصے اور میزان الاعتدال دو کتابوں سے نقل کیا ہے۔  
سلف تقریب التہذیب ذکر من اسم ابی مطبوعہ مطبعہ فاروقی دہلی  
۴۰۰/۱  
۹۲/۱  
۴۸/۱  
ص ۱۰

لیس من باب الاحکام واللہ تعالیٰ اعلم۔  
 تجاری میں اس ایک حدیث کے علاوہ اس کی کوئی حدیث  
 نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابو عبد اللہ کے بارے میں ممکن ہے کہ انہوں نے قسابل سے کام لیا، کیونکہ اس حدیث  
 کا تعلق احکام سے نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

ورابعا اقول قد شاع وذاخ ایواد  
 القصد فی المتابعات والشواہد فالقول بمنعہ  
 فی الاحکام مطلقا وان وجد الصحیح باطل صحیح  
 وح یرتفع الفرق ومنہم اساس المسئلة المجہوم  
 علیہا بیت علماء المغرب والشرق لا اقول  
 عن ہذا اذ الذیل عن ہذین البطلان  
 الشافعیین صحیحین انشیقین فقد تنزل اکثر  
 عن شرطہما فی غیر الاصول قال الامام النووی  
 فی مقدمۃ شرحہ للصحیح مسلم عاب عاشون  
 صلیا رحمہ اللہ تعالیٰ پروردیتہ لہ صحیحہ  
 عن جماعۃ من الضعفاء والمتوسطین الواقعین  
 فی الطبقة الثانية الذین یسرا من شرط الصحیح  
 ولا یحب عیبہ فی ذلک بل جوابہ من اوجہ ذکرہ  
 النبی الامام ابو عمر بن الصلاح (انی انت  
 قال) ان فی انیکون ذلک واقعا فی المتابعات  
 والشواہد لا فی الاصول وذلک ما ینذکر الحدیث  
 اوکلا یا سادہ لطیف من جالہ ثقات ویجعلہ اصلا  
 ثم اتبعہ یا سادہ اخر او اسانید فیہا بعض  
 الضعفاء علی وجہ التکید بالمتابعۃ او لزیادۃ  
 فیہ تبعہ علی فائدۃ فیما قد مرہ وقد احتذر  
 المحاکم ابو عبد اللہ بالمتابعۃ والاستشہاد  
 فی اخراجہ من جماعۃ یسومون شرط

ورابعا میں کہتا ہوں کہ متابع اور شواہد میں  
 احادیث ضعیفہ کا ایراد شائع اور مشہور ہے  
 لہذا حدیث صحیح کی موجودگی میں احکام کے بارے میں  
 حدیث ضعیف کے مطلقا روایت کرنے کو منع کرنا صحیح  
 باطل ہے اور اس میں فرق قریب ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ کی  
 اساس جس پر علماء مشرق و مغرب کا اتفاق ہے گر ختم ہو جاتی  
 ہے یہ میں اسس یا اس (یعنی عام آدمی) کی بات  
 نہیں کرتا بلکہ علم حدیث کے دو جہد و مضبوط پیر  
 بخاری و مسلم کی صحیحین کردہ اصح کتاوہ میں اپنے شرط  
 سے بہت زیادہ تنزل میں آگئیں، امام نووی نے  
 مقدمہ شرح صحیح مسلم میں فرمایا کہ عیب لگانے والوں  
 نے مسلم رحمۃ اللہ علیہ پر یہ طعن کیا کہ انہوں نے اپنی کتاب  
 میں بہت سے ضعیف اور متوسط راویوں سے روایت  
 لی ہے جو وہ سرے سے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور صحیح کی  
 شرط پر نہیں، حالانکہ اس معاملہ میں ان پر کوئی طعن  
 نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا کوئی طریقوں سے جواب دیا گیا ہے  
 جنہیں امام ابو عمرو بن صلاح نے ذکر کیا (یہاں تک کہ  
 کہا، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات ان روایات میں  
 ہے جنہیں بطور متابع اور شواہد ذکر کیا گیا ہے اصول  
 میں ایسا نہیں کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ایک  
 ایسی حدیث ذکر کی جس کی سند درست ہو اور تمام  
 راوی ثقہ ہوں اور اس حدیث کو اصل قرار دے کر اسکے

الصحيح منهم مطر الوراق وبهية بن الوليد  
ومحمد بن اسحاق بن يسار وعبد الله بن عمر  
العصري وسمعان بن مرشد وخرج مسلم عنهم  
في الشواهد في اشياء لهم كثيرين انتهى وقال  
الامام البدر محمود العيصي في مقدمة عمدة  
القاري شرح صحيح البخاري ما يدخل في التبعة  
ولا استشهاد رواية بعض الضعفاء وفي الصحيح  
جباة منهم ذكرها في التبايعات والشواهد

بعد بطور تابع ایک اور سند یا متعدد اسناد ایسی ذکر کی جائیں  
جن میں بعض راوی ضعیف ہوں تاکہ متابعت کے ساتھ  
تاکید جو یا کسی اور مذکور فائدہ سے پر تنبیہ کا اضافہ مقصود  
ہو، امام حاکم ابو عبد اللہ نے مذکور پیش کرتے ہوئے یہی کہ  
ہے کہ جن میں صحیح کی شرط نہیں ان کو بطور تابع اور شاہد  
روایت کیا گیا ہے، اور ان روایت کرنے والوں میں  
یہ محدثین میں مطر الوراق، بقیہ بن الولید، محمد بن اسحاق بن  
یسار، عبد اللہ بن عمر العری اور نعمان بن راشد،

امام مسلم نے ان سے شواہد کے طور پر متعدد روایات تحریر کی ہیں انتہی۔ امام ہرالدین عینی نے مقدمہ عمدة القاری  
شرح صحیح بخاری میں تحریر کیا ہے کہ قواعد اور شواہد میں بعض ضعیفوں کی روایات بھی آئی ہیں اور صحیح میں ایک جماعت  
محدثین نے قواعد اور شواہد کے طور پر ایسی روایات ذکر کی ہیں (انتہی)

### وخامسا أقول ما لا يخص الكلام

بغير لاصول هذه فن طير مسطرة من ست م  
مروية في الاصول والاحكام ان لم تروها، اعطاء  
فصل جاد وب وكم منهم الترمذي ما هنا  
احاديثه في الحديث منهم الرواية المقررة  
بابها اللهم لا ما در الداع خاص، وقد اكثرو  
قد يعا وحديثا من الرواية من الضعفاء و  
المجاهيل ولم يرد ذلك قد خافهم ولا اوتكباب  
ما ثم وهذا اسدي بن عبد الرحمن المدمشقي  
القطيعي الشافعي وعن رجال صحيحه  
قال فيه الامام ابو حاتم صدوق الا انه من

خامسا ضعیف اور ضوسط راوی کی روایت کی بات  
صل فرسویہ شواہد انتہی سے تحقیق کرنے کے لئے کیا  
ضرورت جبکہ کفر و غیر صحیح روایات کا یا ایک ذخیرہ ہے جو  
اصول و احکام میں مروی ہے اگر علماء ہی ان کو ذکر نہ کریں تو کون  
ذکر کریگا اور بہت کم ہیں جنہوں نے یہاں اس بات کا التزام  
کیا، رہا معاملہ راویوں کا توان کے ہاں ردائے کے ساتھ  
سیان کا طریقہ معروف نہیں، البتہ کسی خاص ضرورت کے تقاضے  
کے پیش نظر بیان بھی کر دیا جائے گا ان میں سلف و خلفاء یہ  
معمول ہے کہ ضعیف اور مجہول راویوں سے روایت بیان  
کرتے ہیں اور اس بات کو ان میں ظن و گمان شہد نہیں کیا جاتا  
دیکھئے بیان بن ابی اسحق جو حافظ میں دو امام بخاری کے ساتھ  
ہیں در صحیح بخاری کے راویوں میں سے ہیں ان کے بارے میں

امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ صدوق ہے اگرچہ ان لوگوں میں سے ہے جو ضعیف اور مجہول راویوں سے بہت زیادہ روایت کرنے والے ہیں اور اگر میں ان ثقہ محدثین کے نام شمار کروں جنہوں نے مجروح راویوں سے روایت کی ہے تو یہ داستان طویل ہو اور ان میں کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جس نے یہ التزام کیا ہو کہ وہ اسی سے روایت کرے گا جو اس کے نزدیک ثقہ ہو مگر بہت کم محدثین مثلاً شعبہ، امام مالک اور احمد نے مسند میں اور کوئی اتحاد کا جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، پھر ان کے ہاں بھی مسائل ان کے اپنے شیوخ تک ہی ہے اس کے اوپر نہیں ورنہ ان کی سند سے کوئی ضعیف حدیث مری نہ ہوتی اور محدثین کے ہاں ان میں سے کسی کا سند میں کبھی با صحت حدیث کے بیٹے کافی ہوتا ہے جبکہ صحت کے ساتھ سند ان تک پہنچی ہو حالانکہ یہ بات کسی ایک کے بیٹے بھی ثابت نہیں، یہ امام خود اپنے بیٹے عبد اللہ کو فرماتے ہیں، اگر میں اس بات کا ادارہ کرتا کہ میں ان ہی احادیث کی روایت پر اکتفا کروں گا جو میرے ہاں صحیح ہیں تو پھر اس مسند میں بہت کم احادیث روایت کرتا، اسے مرسلہ بیٹے! تو روایت حدیث میں میرے طریقے سے انکار ہے کہ میں حدیث ضعیف کی مخالفت نہیں کرتا مگر جب اس باب میں مجھے کوئی ایسی سی ٹی ملے جو اسے

اروی الناس عن الضعفاء والجهولين ثم ولو صرحت اسماء الثقات المرواة عن المجروحين وكثرت وطول فليس منهم من التزامت لا يحدث الا من ثقة عنده الاثر قليل كشعبة ومالك واحمد في المسند ومن شاء الله تعالى واحدا بعد واحد ثم هذا ان كانت في شيوعهم خاصية لا من فوقهم ولا الاساقب من طريقهم ضعیف املا والکائن مع مردوقهم في السند دليل الصحة عند هذا اصعب السند اليهم وليس ثبت هذا الا عند هذا الامام الهمام يقول لا ينسب عبيد الله لوامدوات ائمه اقتبسوا عن صاحب عند لمرام ومن هذا السند الا الثمن بعد الثمن ولكنك يا بنی تعرف طريقتي في الحديث اقل لا خالف ما يضعف الا اذا كانت في الباب ثمن يدفعه ذكره في فتح المغیث واما المتفقون

عنه او اخر القسم الثاني الحسن ۱۲ من (۵)

فأما أعدوت أمثال الكتب الثلاثة للبخاري  
ومسلم والترمذي ومن الترمذي  
والبيان الفيت عامة المسانيد والمعاجم  
والسنن والجوامع والأجزاء تنطوي في  
كل باب على كل نوع من أنواع الحديث  
من دون بيان هو هذا مما لا يتكره  
لأجل هل هو متجاهل فان ادعى مدح انهم  
لا يستعملون ذلك فقد نسبهم الى استهزام  
ما لا يبيحون وان من علم انهم  
لا يعنون ذلك فهم يضمنون على خلفه  
شاهدون وهذا ابو داود الذي ليس له الحديث  
كما ان له ابو عليه الصلاة والسلام  
المحدث ، قال في رسالته الى اهل مكة شرف الله  
تعالى ان ما كان في كتابي من حديث فيه  
شديد فقد ينسبه ومنه ما لا يصح سند  
ما له الا كبريه شيء فهو صالح ولعلها اعلم  
من بعض اهل الصريح ما افاده الامام الى قط  
ان بعد صالح في كلامه اعلم من ان يكون الاحتجاج  
اولا احتجاجا فيما ارتقى الى الصحة ثم الى الحسن  
فهو المعنى الاول وما عداها فهو بالمعنى  
الثاني وما قصر عن ذلك فهو الذي في  
وهن شديد وهذا الذي يشهد به

روايت في الحديث في ذكره باقی رہیں محدثین کی  
تصنیفات قرآن آپ امثال الكتب البخاري ومسلم والترمذي  
تینوں کتابوں کو سے بخاری تینوں صحیحین کا التزام کرنا  
قرآن آپ اکثر مسانید، معاجم، سنن، جوامع اور اجزا  
کے ہر باب میں ہر قسم کی احادیث بغیر بیان کے  
پائیں گے اس بات کا انکار جاہل یا متجاہل ہی کر سکتا ہے اور  
اگر کوئی دعویٰ کرے کہ محدثین کے ہاں یہ جائز نہیں تو یہ  
ان کی طرف ایسی بات کی نسبت کنشہ جس سے لازم  
آتا ہے کہ ایسا عمل کرتے ہیں جسے وہ جائز نہ سمجھتے تھے اور  
اگر کوئی یہ ذمہ رکھتا ہو کہ وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کا عمل  
اس کے برخلاف خود شاہد ہے ، امام ابو داود  
فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث اسی طرح آسان کر لی تھی جیسا کہ  
حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا زہر ہوتا تھا  
یعنی اگر وہ سننے والے خط میں کچھ میری کتاب  
دیکھ لیں تو وہ ان میں سے بعض احادیث کے اندر نہایت سخت  
قسم کا ضعف ہے اس کو میں نہ بیان کر دیتا ہوں ، اور بعض  
ایسی ہیں کہ ان کی سند صحیح نہیں اور میں کے پاس میں ہیں  
کچھ ذکر نہ کروں وہ اسناد وال کے لیے صالح ہیں اور بعض احادیث  
دوسری بعض کے اعتبار سے صحیح ہیں اور صحیح وہ ہے جس کا  
امام حافظ نے افادہ فرمایا ہے کہ ابو داؤد کے کلام میں ان احادیث  
اسناد وال اور اعتبار دونوں کو شامل ہے ، پس جو حدیث صحیح  
پھر کسی کے وجہ پر پہنچے وہ معنی اول کے لحاظ صالح ہے اور جو  
ان دونوں کے علاوہ ہے وہ معنی ثانی کے لحاظ سے صالح ہے

الواقف فليكت به وان قيل وقيل وقد نقل عن اعلام  
سير السبله والذهي ان ما ضعف اسناده لنقص

عن ي قيل حسن عسده واختاره الامام المنذرى  
وبه حزم ابن الصلاح في مقدمته وتبعه الامام  
النورى في التقریب ای وقد لا يكون حصا عند غيره  
كما في ابن الصلاح وقيل صحيح عند مشي عليه  
الامام لريفي في نصب الراية عند ذكر حديث القسین  
وتبعه الصلاحه حلی في العیة فی فصل  
النوازل وقد ثبت يقال هب الله قد لا يصح عند  
غیر بل ولا یحسن اما الامام بن الصلاح في لغته  
ول کتاب وتلیذه فی الخیة قیل صفة الصلوة  
فاقتصر على العجیة وهي تشملها یترتب  
قول من قال حسن وهذا الذي ذكره الحافظ متبعه  
فيه العلامة القسطلانی فی مقدمة الاشياء  
خاتم الحفاظ فی التبیح فی فروع فی الحسب قال  
لكن ذكر ابن كثير انه روى عنه ما سكت عنه غيره حسن  
فان صرح بذلك فلا شك ان اقول لقائل ان يقول  
ان الحسن احتج بالادوات وان القضاة قل ما ذكره و  
نما التوصل هو الذي شهره وامره فایدر بشا  
انه ان صح عنه ذلك لم يرد به الا هذا الذي  
اقتصر عليه الاصطلاح فافهم والله تعالى

اعلم ۱۲ منه (هـ)

اور جو اس سے بھی کم درجہ پر ہے وہ ایسی ہوگی جس میں ضعف  
شدید ہے نفس الامراس پر شاہد ہے اور تجہ پر بھی لازم ہے  
اگرچہ قبل کے طور پر کہا گیا ہے۔

یعنی بعض نے کہا کہ اس کے نزدیک وہ حسن ہے اسے  
امام منذری نے اختیار کیا، اسی پر ابن صلاح نے مقدمہ  
میں جزم کیا اور امام نووی نے تقریب میں اسی کی اتباع کی  
یعنی کبھی اس کے غیر کے ان وہ حسن نہیں ہوتی جیسے کہ  
مقدمہ ابن صلاح میں ہے، اور بعض نے کہا کہ اس کے  
نزدیک وہ صحیح ہے امام ریعی نے نصب الراية میں قسین والی  
حدیث کے ذکر میں اسی پر چلے ہیں اور علامہ حلی نے  
غیۃ المستمل کی فصل فی الترافض میں اسی کی اتباع کی ہے  
اور اسی طرح یہاں کہا جائے گا یعنی کبھی اس کے غیر  
کے ہند وہ صحیح نہیں بلکہ حسن بھی نہیں ہوتی۔ امام ابن ہمام  
نے فتح القدر ابتداء سے کتاب میں لان کے شاگرد نے  
جیلۃ الکمل میں صفة الصلوة سے متور، پہلے اس کے صحیح  
ہونے پر اکتفا کیا ہے اور بات ابیہ دونوں اقوال کو  
شامل ہے پس یہ اس کے قول کے قریب ہے جس نے  
کہا وہ حسن ہے یہ وہ ہے جس کا ذکر حافظ نے کیا ہے اور فقہ  
ارشاد الساری میں علامہ قسطلانی نے اسی کی اتباع کی ہے  
اور تدریب میں مائت الحفاظ نے بیاض فروع فی الحسن،  
لیکن ابن کثیر نے کہا کہ ان سے بھکے جس پر انہوں نے  
سکوت کیا، وہ حسن ہے پس اگر یہ صحیح ہو تو کوئی اشکال  
باقی نہیں رہتا۔ اقول (میں کتابوں) کوئی یہ کہہ سکتا

ہے کہ حسن کے تو مختلف الملاقات ہیں بہت کم قدامتے اس کا ذکر کیا ہے صرف امام ترمذی نے اس کو شہرت دی اور اس  
کا اجزہ کیا، پس بشرح لغز نے چلادی تائید فرمائی کہ اگر ان سے یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہو جائے تو اسوں نے  
اس سے بھی مراد لی ہے نہ وہ جس پر اصطلاح قائم ہو چکی ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ دست

حفظہ و یہ فضائل ہذا ایک کتابت عنہ ابو داؤد وغالباً ابو داؤد  
 و معلوم ان کتاب ابی داؤد اعمام موضوعہ الاحکام  
 وقد قال فی رسالۃ اعمام اضعف کتاب السنن  
 الا فی الاحکام و لم اضعف فی السیرہ و فضائل  
 الامار و غیرہ ۱۰۰ قال الشمس محمد بن احمد  
 فی فتح المعیت اما حمید بن سید الناس فی شرحہ  
 للترمذی قول السلف علی ما لایقہم التوسیع  
 فیہ من محرمہا و غیرہ بالضعف لیتفقوا کما  
 قال الشارح فی تفسیر ان ما کان فی الکتب الخمسة  
 مسکوناً و لم یصرح بضعفہ انیکون صحیحاً و  
 یس هذا الاطلاق صحیحاً  
 بل کتب السنن احادیث لم یتکلم فیہا  
 الترمذی و ابو داؤد و لم نجد لغيرہ فی کلامہ  
 مع ذلك من ضعیفہ و قال فی المرقاة الحقی  
 ابیہ "ابی مسند الامام المحدث محمد بن  
 تعلق عنہ" احادیث کثیرہ ضعیفہ و بعضها  
 اشدد لضعف من بعض الا و نقل بعضہ  
 عن شیخ الاسلام الحافظانہ قال  
 لیست الاحادیث الزائدة فیہ علی  
 عاقب الصحیحین ما کثر ضعف من  
 الاحادیث الزائدة فی سنن ابی داؤد

اور امام زہبی کی اعلام سیر النبلا سے منقول ہے کہ جس حدیث  
 کی سند ضعیف اس کے لڑی کا حفظ ناقص ہونے کی وجہ سے ہر قوی  
 ایسی حدیث کے بارے میں ابو داؤد سکوت اختیار کرتے ہیں  
 اور یہ بات معلوم ہے کہ ابو داؤد شریف کا موضوع احکام ہیں  
 کیونکہ انہوں نے اپنے رسائل میں یہ بات کہی ہے جس نے یہ کتاب  
 احکام ہی کے لیے لکھی ہے نہ ہر فن کی اعمال وغیرہ کے لیے  
 نہیں اور جس محدثی نے فتح المعیت میں بیان کیا ہے  
 کہ ابن سیدان نے اپنی شریعت ترمذی میں قول سنی کو ایسی  
 حدیث پر گول کیا ہے جس کے بارے میں اس نے خروج و غیرہ  
 کی ضعیف کے ساتھ تصریح واضح نہیں برتی پس اس کا  
 اتنا غائب جیسا کہ شارح کبیر میں کہا کہ کتب خمسہ میں جس  
 حدیث پر سکوت اختیار کیا گیا ہو اور اس نے ضعیف کی  
 تصریح کی کسی مورخ نے اسے مالائمہ اطلاق صحیح نہیں کیونکہ

کتب سنی میں ایسی احادیث موجود ہیں جن پر ترمذی یا  
 ابو داؤد نے کلام نہیں کیا اور نہ ہی کسی غیر سے ہمارے علم کے  
 مطابق ان میں گفتگو کی جاسکے یا جو وہ حدیث ضعیف ہیں  
 اور مرقات میں فرمایا ہے کہ امام زہبی مسند احمد رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ میں ست سی احادیث ایسی ہیں جو ضعیف ہیں  
 اور بعض دوسری بعض کے اعتبار سے زیادہ ضعیف ہیں  
 اور تھوڑا سا اس کے بعد شیخ الاسلام فقط نقل کیا کہ  
 اس میں دس سی احادیث ہیں جن میں صحیحین پر زائد احادیث

مطہرہ مؤسستہ الرسالہ بیروت ۱۳/۲۱۳

سیر اعلام النبلاء ترجمہ ۱۱۱ ابو داؤد بن اشعث

۵/۱ سیر اعلام النبلاء الفصل الثانی فی الامور التي تتعلق بالکتاب مطہرہ آفتاب عالم پریس لاہور

۱۰/۱ فتح المعیت شرح انبیا الحدیث للحدادی القسم الثانی المحرر دار الامام الطبری بیروت ۱۰/۱۰۱۰

۲۳/۱ مرقات شرح مشکوٰۃ المصابیح شرح البخاری و سلم ابی القزائہ الخ مطبوعہ مکتبہ اہل اہل



والترمذی علیہا وبالجملة فالسبیل واحد  
لین، سادۃ الاحتجاج بحديث من السرف  
لا سیما سنن ابن ماجہ و مصنف ابن ابی شیبہ  
وعبد البراق معاً لا مرفیہ اشد او بحديث  
من المسانید لان هذا کلها لویشترط جامعها  
الصحة والحسن وثلاث السبیل انما الصحیح  
انکان اهلاً للنقل والتصحیح فلیس له ان  
یحتج بشئ من النقص حتی یحیط به وان  
لوریک اهلاً لذیک فان وجد اهلاً لتصحیح  
او تحسین قلده والا فلا یقدم علی  
الاحتجاج فیکون کما ط لیل فله یحتج  
بالباطل وهو لا یشرک وقال الامام  
عثنی شہرذورق ف علم  
الحديث حکي ابو عبد الله بن مندة  
الحب فذا انه سمع محمد بن سعد  
ابا ذر عن ابي عبد الرحمن الساسی  
ان یخرج عن کل من لم یحکم  
علی ترکہ او قال ان مندة وکذلك  
ابو داود السجستانی یاخذ ما خذ  
ویخرج لا یسد الضعیف اذا لم  
یجد فی اسباب غیره لانه اقوی عند  
من راہ الرجال ثم وفيها یعیده ثم

ہیں وہ سنن ابی داؤد و ترمذی میں صحیحین پر راہ سادہ  
سے زیادہ ضعیف نہیں ہیں العرض راستہ ایک ہی ہے  
اس شخص کے لیے جو احادیث سنن سے استدلال کرنا  
چاہتا ہے خصوصاً سنن ابن ماجہ، مصنف ابن ابی شیبہ  
اور مصنف عبد الرزاق۔ کیونکہ ان میں سے بعض کا سادہ  
ہی یا استدلال ان احادیث سے جو مسابہ میں ہیں کیونکہ  
ان کے جامعین نے صحت و حسن کی کوئی شرط نہیں رکھی اور  
وہ راستہ یہ ہے کہ استدلال کرنے والا اگر نقل و تصحیح کا بل ہے  
تو اس کے لیے ان سے استدلال کرنا اس وقت درست  
ہوگا جب سرلی خاص سے دیکر پرکھے اور اگر وہ کسی بات کا  
اصل نہیں تو اگر ایسا شخص پاس ہے جو تصحیح و تحسین کا بل ہے  
تو اس کی تصدیق کرے اور اگر ایسا شخص نہ پاس ہے تو وہ  
استدلال کے لیے قدم برائے و نہ وہ رست کو نکڑی  
اکٹی کرنے والے کی طرح ہوگا، ہو سکتا ہے وہ باطل کے  
ساتھ استدلال کرے اور اسے اس کا شعور نہ ہو اور  
ادام عثمان شہرذوری نے علوم الحدیث میں فرمایا ابو عبد الله  
بن مندة حافظ نے بیان کیا کہ انہوں نے محد میں محمد بن سعد  
بادری سے یہ کہتے ہوئے سنا ابو عبد الرحمن ساسی کا  
ہر سبب یہ ہے کہ ہر اس شخص سے حدیث کی تخریج کر سکتے  
ہیں جس کے ترک پر اجازت نہ ہو اور بن سعد نے کہا  
اسی طرح ابو داؤد سجستانی اس کے مانع کو جیتے اور سند  
ضعیف کی تخریج کرتے ہیں جبکہ اس باب میں اس کے  
علاوہ کوئی دوسرا شیخ موجود ہو کہ ان کے نزدیک لوگوں کی

لہ مرآۃ شرح مشکوٰۃ الصالح شرطا البخاری و مسلم امری الزہا الو مطبوعہ مکتبہ اداویہ ملانی ۱/۲۳

کے مقدمہ میں الصلوات التواتر اثباتی فی معرفۃ الحسن مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملانی ص ۱۸



کثيرة رائدة على اجلده وفيها الصحيح  
والحسن بل والصحيح ايضا فينبغي التعرف  
في حكمها، ايضا، ثم نصوص العلماء في  
هذا الباب كثيرة جدا وما اوردنا كافيا في  
ابانة ما قصدنا تأويل الجملة فروايتهم الضعيفة  
من دون بيان في كل باب وان لم  
يوجد الصحيح معلوم مقرر لا يرد ولا يتكرر  
وانما اظننا ههنا لما شئنا خلافا من  
كلام بعض المجلة، والحمد لله  
على كشف الغمة وتبئيت القم  
في الزلة فاستبان ان لو كان المراد  
ما شئنا من هذا الذي نقلناه لكانت  
التفرقة بين الاحكام والصعافات  
قد انقضت ثم ان المسألة الاجماعية  
من اساسها قد انهدمت  
هذا الوجه، ذلك ان قلنا مسائل  
امرأاء العتات ونقول على وجه التحقيق  
ان الحكم الذي رويت فيه الضعف مطلقا هل  
يوجد فيه صحيح ام لا فان وجهه فقد  
مراد بالصعيف ما كتبت في الاحكام ايضا  
عند وجود الصحيح فاجبت الفرق  
وان لم يوجد فالامر أشد فالتمس  
التمس ما شئنا الى انهم يجدون سوق الاسانيذ

استخراج کرتے ہوئے اصل پر بہت کچھ رائدہ احادیث  
نقل کی ہیں ان میں صحیح، حسن، جگہ ضعیف بھی ہیں لہذا ان پر  
حکم لگانے سے خوب احتراز و احتیاط چاہئے اور  
علماء کی تصریحات اس معاملہ میں بہت زیادہ ہیں اور  
جو ہم نے نقل کر دی ہیں ہمارے مقصود کو واضح کرنے  
کے لیے کافی ہیں، عرض محمدی نے ضعیف، عادیث غیر شاذہ  
کے مسئلہ میں ذکر کی ہیں اگرچہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث  
نہ پائی گئی ہو اور یہ بات معلوم و مسلم سے نہ اسے رد  
کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کا انکار ممکن ہے۔ ہم نے  
یہ طویل گفتگو اس لیے کر دی ہے کہ بعض بزرگوں کے  
کلام سے ہم نے اس کے فہم محسوس کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ  
کے لیے یہ حمد ہے جس نے تبار کی دُر کر دی اور چھپنے کے  
مخام پر نابست قدم رکھا پس اب یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر  
ان کی مراد وہی جو ہم نے ان کا نقل کیا ہے پھر حکام اور ضعافات  
کے درمیان تفریق قائم ہوگی اور اجماعی مسئلہ کی بنیاد منہدم  
ہو گئی ایک یہ ترجیح ہے اور ایک سری آسان راہ اختیار کرتے  
ہو سنہ علی وجہ التمسک یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ حکم جس کے  
بارے میں مطلقا ضعیف روایتیں ملتی ہیں کیا جائیگا اس میں  
صحیح حدیث پائی جاتی ہے نہیں گویا حدیث صحیح پائی جائے تو لازم آئے گا کہ  
انہوں نے حدیث ضعیف احکام میں بھی صحیح کے ہوتے  
ہوئے کو تاروایت کی ہے تو اب فرق کہاں ہے؟  
اور اگر موجود نہ ہو تو معاملہ اس سے بھی زیادہ شدید ہے  
اگر معترض یہ کہہ دے کہ محمد بن سواق سند کو ہی بیان

من البیان فی عدم وجود منهم رواية العصاة في الاحکام الا مقرونه؛ کہ روایت سکوتانہ ہوگی بلکہ بیان یکساں نہ ہوگی تو اسکے جواب میں :

قلت اولاً هذا شی قد یسبیه بعض العلماء عدرا من روی الموضوعات ساکتاً علیها ثم لا یقبلون - قال الذہبی فی المیزان کلام بنت سنده فی ابی نعیم طبع واجب حکایتہ ولا قبل قول کل منهما فی الآخر بل هما عندی مقبولان لا اعلم لهما ذنباً اکبر من روایتہما الموضوعات ساکتین علیہا و قد قال المقرئ فی شرح الفیستہ انت من ابی یوسف اسنادہ منهم فہو اجسط لہذہ اذا حال ناظر علی الکشف عن سنده و نکات لا یجوز لیس السکوت علیہ ۱۱

ثانیاً لا یعہد منهم ایواراد الاحادیث ص اے باب کانت الا مسندہ قبضہ البیان لم تنفک عنہ احادیث الفضائل ایضاً فہذا تب علوا فی حد ادوی ذلک۔

قراردیتے ہیں۔ پس اس صورت میں احکام میں ضعیف حدیثوں کی روایت سکوتانہ ہوگی بلکہ بیان یکساں نہ ہوگی تو اسکے جواب میں :

یہ کہنا ہوا اولاً یہ وہ چیز ہے جس کو بعض علماء نے ان لوگوں کی طرف سے عذر کے طور پر پیش کیا جو موضوعات کو سکوتانہ روایت کرتے ہیں پھر انہیں قبول نہیں کرتے۔ دہی نے میزان میں لکھا کہ ابونعیم کے بارے میں ابن منذر کا لام نہایت ہی دیک ہے میں اسے بیان کرنا بھی پسند نہیں کرتا اور میں ان دونوں کا کوئی قول ایک دوسرے کے بارے میں نہیں سنا بلکہ یہ دونوں میرے نزدیک مقبول ہیں اور میں ان کا سب سے بڑا گناہ یہی جانتا ہوں کہ انہوں نے روایات موضوعہ کو سکوتانہ روایت کیے اور انکی نشان دہی نہیں کی اور اسی نے شرح الفیہ میں لکھے کہ ان میں سے جس نے اپنی سند کو واضح کیا تو اس نے اپنا عذر طویل کیا کیونکہ اس طرح اس نے ناظر کو سند کے حال سے آگاہ کیا ہے اگرچہ اس کے لیے اس پر سکوت جائز تھا ۱۲

ثانیاً، ان کے ہاں ہر باب میں یہ صورت ہے کہ اس میں مسند احادیث لائی جائیں گی تو اس بیان سے احادیث ضائل بھی لگے نہیں پھر ان میں ضائل کیوں اور دوسری روایات میں نہ ہو۔

علاء فی احمد بن عبد اللہ ۱۲۲ (م) ۱۱  
علاء نقلہ فی التذیب فوج الموضوع قبیل التبیہات ۱۲  
مترجمی اللہ عنہ (م) ۱۲

۱۱ / ۱ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت  
۱۲ / ۱ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور



بحث بنانا نہیں، جس نے افادات سابقہ کو نظر ثانی و طلبہ حاضر سے دیکھا سمجھا اُس پر بے حاشیت بیان کا ہر دیاں ہے کہ حدیث ضعیف سے فصائل اعمال میں استحباب یا محمل اختیار میں کراہت تشریہ یا امر مباح کی تائید یا حاشیت پر استناد کرنا اُسے حکام میں بحث بنانا اور محال و حرکات ثابت نظر نہ نہیں کہ اباحت تو خود حکم احالت ثابت اور استحباب تشریہ تو اہل قطعہ شریعہ و ارشاد اقدس کی کیفیت و قد قیل و غیرہ احادیث صحیحہ سے ثابت جس کی تقریر سابقہ زیور گوشت سامعان ہوئی حدیث ضعیف اس لحاظ سے کہ ضعف سند مستلزم غلطی نہیں ممکن کہ واقع میں صحیح ہو مگر امید و احتیاط پر باعث نہ رہی آگے حکم استحباب و کراہت اُن قواعد و صحاح نے افادہ فرمایا اگر شرع مطہر نے طلب مصالح و سلب مفاسد میں احتیاط کو مستحب نہ مانا ہوتا ہرگز ان مواقع میں حکم نہ کر دیتا۔ ہوتا تو بہر نے با حاشیت کراہت مند و بیت جو کہ ثابت کی دلائل میں شریعہ ہی سے ثابت کی نہ حدیث ضعیف سے اقوال تا بہر زانیہ کو رد و ضعیف وہ بھی لذات بلکہ بلا حاشیت امکان صحت ترقی و احتیاط کا ذریعہ ہوا ہے اگر اُن کی طرف تجویز نسبت اثبات کر دیں یہاں سے بدعت بالضعیف میں ہائے استقامت تو ادنیٰ بدعت سے صادق کہاں اگر دلائل شریعہ سے ایک امر کی حرمت ثابت ہو اور کوئی حدیث ضعیف اُس کے کسی فرد کی طرف جسے مثلاً کسی حدیث مجرد میں خاص طوع و غوط یا استیفاء کے وقت بعض نماز نفل کی ترغیب آئی تو حرام نہ کہ جائز ہے۔ استحباب یا جواز ثابت کریں تو اسی حدیث ضعیف سے ثابت کریں گے اور مصالح اثبات میں یہی رد دلائل شریعہ ثابت نہ ہو یا اباحت ہوں اور مصافات میں غرضی نہ ہو اسی وجہ سے مفید حرمت نہ ہوگی مثلاً مقرر اوقات کے سو کسی وقت میں دو، سنے سنسن یا معین رشوق کے علاوہ کسی رشتہ کی حرمت سے نکاح کو کوئی حدیث ضعیف منع کرے حرمت نہ دینی جائے گی ورنہ مصافات کی صحاح پر ترجیح لازم آئے بھلا نہ یہ معنی ہیں کلام علماء کے کہ حدیث ضعیف دربارہ احکام محال و حرام معمول بہ نہیں۔

**تھمرا قول** اصل یہ ہے کہ حشمت مذکور غلات اصل کسی شے کو ثابت کرے کہ جرات مطابق صل ہے خود اسی صل سے ثابت، ثابت کیا محتاج اثبات ہو گا و لہذا شرع مطہر میں جو اس کے مانے جاتے ہیں جو مثلاً اصل کا مدنی ہو اور ماورائے دما و فروق و مصارف و نبات تمام اشیاء میں صل اباحت ہے تو ان میں کسی نفل کے جواز پر حدیث ضعیف سے استناد کرنا محلت غیر ثابتہ کا اثبات نہیں بلکہ ثابتہ کی تائید ہے۔

یہ وہ تحقیق ہے جو ہم نے افادہ سابقہ میں محقق دوائی کے حوالے سے بیان کی اور یہ وہ حقیقت و معنی ہے جس کی تصریح امام ابن دقیق العید اور سلطان العلماء رحمہما بن عبد السلام نے کی اور شیخ الاسلام حافظ نے ان دونوں کی اجتہاد کی اور ان کے شاگرد سخاوی نے

ہد تحقیق ما اسلفنا فی الافادۃ السابقۃ  
من المحقق الدوائی، و ہذا ہو معنی  
ما نص علیہ، الا ما ہا بن دقیق العید و  
سلطان العلماء رحمہما بن عبد السلام و تبعہما  
شیخ الاسلام الحافظ ونقلہ تلمیذہ النکحی و

فی فتح المغیث وفی قول الیدیع والیموط فی  
التدریب والشمس محمد الرملی فی شروح  
السہاج النوری، ستہم من المذہب، ثم  
اشی عن الرملی الصلابة الشریبانی فی غنیة  
ذوی الاحکام والمحقق المدقق العلافی فی  
الدر المختار واقرأہما وصحشو الدر المنجی  
والطحطاوی والنشای فیہا وفی منحة الخائف  
غستہم من المحتویة، من اشترط العمل  
بانضیف باء راجع تحت اصل عامہ وواذا  
حققت لیس تنقید نہ آمد بل تصریح مصحون  
مانہوا علیہ ان العمل بہ فیما وراء العقد  
والاحکام، کما اوضحناہ لث وبہ ارماد انہما  
بعد انہما ق ما ظن الطائفت من ان  
الکلام فی الاحکام الثابتة بالصحاہ، کیف  
ولو کان کذلک لما اوجبت ہاں ہذا الاشتراط  
کما لا یحیی واللہ الہادی الی سوری الصراط.

ہوں اور یہ مطلب اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اگر معاملہ یہ ہوتا تو یہ شرک لگانے کی حق بھی نہ تھی جیسا کہ واضح ہے، اور  
مذہب سے سیدھے راہ کی ہدایت دینے والا ہے۔ (د)

فی المغیث اور القول الیدیع میں، یسوطی نے تدریب  
میں شمس الدین محمد رملی نے شرح السہاج النوری میں  
اسے نقل کیا ہے یہ چند شواہد میں سے ہیں، پھر  
رملی سے علامہ شریبانی نے غنیہ ذوی الاحکام میں  
اور محقق و مدقق العلافی نے در مختار میں اسے نقل کیا  
اور اسے ابن دوقی نے اور در مختار کے محشین میں،  
طحاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ و نوکرات میں  
میں ثابت رکھا یہ پانچ حنفی ہیں (اور وہ یہ ہے) کہ  
حدیث ضعیف پر عمل کے لیے شرط یہ ہے کہ کسی علمی  
ضابطہ کے تحت داخل ہو اور جب تو اس کی تحقیق کرے  
تو یہ کوئی زائد قیہ نہیں بلکہ اسی مضمون کی وضاحت ہے  
جس کی انہوں نے تصریح کی ہے کہ اس پر عمل عقائد  
و احکام کے مدار میں کیا جائے گا، جیسا کہ ہم نے  
پہلے اسے واضح کر دیا ہے اور اس سے ان دو علما  
کا خوب زور جو یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ ان علما  
کے بارے میں کلام ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت  
ہوں اور یہ مطلب اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اگر معاملہ یہ ہوتا تو یہ شرک لگانے کی حق بھی نہ تھی جیسا کہ واضح ہے، اور

بکہ اللہ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ بعض متکلمین طائفہ جدیدہ کا ذمہ باطل کہ ان احادیث سے جواز  
تقبیل ابہا میں پر دلیل لانا احکام حلال و حرام میں انہیں حجت بنا نا ہے اور وہ بتصریح علماء تاجائز بعض مشائخ  
غریب دہی حرام ہے ذی ہوش نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہی علماء جو حدیث ضعیف کو حلال و حرام میں حجت نہیں  
مانتے صراحتاً جگہ احادیث ضعیفہ سے انہما کی جوار و استحباب پر دلیل لاتے ہیں جس کی چند مثالیں اخادہ سابقہ  
میں گزریں کیا معاذ اللہ علما سے کرم اپنا کلمہ نہیں سمجھتے، اپنے منقرضہ قاعدہ کا آپ فخر کرتے ہیں کیا اخادہ ہضیم  
میں امام ابن امیر الخلق کا ارشاد نہ سنا کہ چور ملا کے نزدیک فضائل اعمال میں حدیث ضعیف قابل عمل ہے تو کسی نفس کی  
اہمیت تو نہ رکھنا پھر اول و ثانی الوہابیہ لا یسمعون واد اسمعون لا یعقلون سربانی اسألت العفو و

لعافیتہ امیں (دوبنی تو سنتے ہی ہیں۔ سنتے ہیں تو بچتے نہیں، اسے میرے رب! میں تجھ سے مفود معافی کا سوال کرتا ہوں، آمین۔ ت۔

**اقادہ بلسٹ و سوم** (ایسے مواقع میں بر حدیث ضعیف غیر موضوع کام دے سکتی ہے)

**اقول اولاً** حضور عطا کے عامہ کلمات مطالعہ کیجئے تو وہ مواقع مذکور میں قابلیت عمل کے یہ کسی قسم ضعف کی تفصیص نہیں کرتے، صرف اتنا فرماتے ہیں کہ موضوع نہ ہو فتح القدر و الغیر عرائق و شرح الفیتہ المصنف میں تصاعد الموضوع (موضوع کے علاوہ ہو۔ ت) مقدمہ ابن الصلاح و تقریب میں ماسوی الموضوع (موضوع کے سوا ہو۔ ت) مقدمہ سید شریف میں دون الموضوع (موضوع نہ ہو۔ ت) علیہ میں الذی یسبب موضوع (ایسی روایت جو موضوع نہ ہو۔ ت) اذکار میں ان الفاظ سے اجتناب کرنا نقل فرمایا کہ عالم یکن موصوفاً (وہ جو کہ موصوفاً نہ ہو۔ ت) یونہی نام ابن عبد البر نے اہل بارگاہ محدثین ذکر کیا کہ یہ وہ نہا علی کل (محدثین) کا تمام سے روایت کرتے ہیں۔ ت) یہ سب عبارات بالفاظ یا بمعنی اقادات سابقہ میں گزریں، از قانی شرح مواہب میں ہے عبادۃ المحدثین، القاضی غیر الاحکام و العقائد عالم یکن موصوفاً (محدثین کی عبادت ہے کہ غیر احکام و عقائد میں تساہل کرتے ہیں اس میں جو موضوع نہ ہو یونہی علامہ علی سیرۃ الانسان العیون میں فرماتے ہیں،

علیہ ذکر صحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
تحت حدیث صحابہ لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
گلی کے اخبار سے چاند کے ساتھ چیلنے (تھک جانے) کا بیان سہتہ وہاں اس کا ذکر ہے دیکھو۔ (ت)  
علیہ نقدہ و ما سیاقی میں عیون و اثرات  
ان کو ابن معاصر نے نقل کیا ہے ۲۶۱ (ت)

۱۔ ۳۰۴  
۲۔ مقدمہ ابن الصلاح الزرع اشافی والعشرون مرفوعہ المطلوب مطبوعہ فاروقی کتب خانہ طاقان ص ۴۹  
۳۔ حلیۃ الخلی شرح حلیۃ الخلی  
۴۔ اذکار المفتوحہ میں کام سید الابرار فصل قال العطار نو مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۴  
۵۔ شرح الزرقانی امرابیب اللہیۃ المقصد الاول ذکر مضامین علی تہذیب مطبوعہ عامرہ مصر ۱۶۶/۱



لا یصحی اب السیرت معہ الصحیح والمستقیم و  
الضعیف والبلاغ والمرسل والمنقطع و  
المفضل دون الموضوع وقد قال الامام احمد  
وغيره من الائمة اذا مروینا فی الحلال و  
الحرام شدونا واذا مروینا فی الفضائل  
ونحوها تساهلنا۔

توضیح ہے کہ اصحاب سیرت قسم کی روایات جمع کرتے  
ہیں صحیح، غیر صحیح، ضعیف، بلاغت، مرسل، منقطع  
اور مفضل وغیرہ، لیکن موضوع روایات کو نہیں کرتے۔  
امام احمد اور دیگر محدثین کا قول ہے کہ جب ہم حلال و  
حرام کے بارے میں احادیث روایت کرتے ہیں تو شدت  
کرتے ہیں اور جب ہم فضائل وغیرہ کے بارے میں روایات  
لائے ہیں تو ان میں نرمی برتتے ہیں۔ (ت)

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العالی شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں:

گفتہ اند کہ اگر ضعف حدیث بحبت سوائے حفظ بعض روایات  
با اختلاف یا تیس روایات جو صدق و دیانت منجر میگرد  
بتحد و طرق و اگر از بہت اتہام کذب راوی باشد یا  
شد و ذبحی لغت احتفظ و ضبط یا بقرت ضعف مثل  
فحش فظا اگر چه تعدد طرق داشته باشد منجر مردود و  
حدیث محکم بضعف باشد و در فضائل اعمال مشمول  
محدث ضعیف پر ضعیف کا ہی حکم ہوگا اور فضائل اعمال میں  
ہے اثرات،

ثانیاً کہی کا نہایت شدیدہ الضعف ہونا کہے نہیں معلوم اس کے بعد صریحاً کہ اب و قحط ہی کا درجہ ہے  
تخریج ان کے سے متروک ملکہ منسوب الی الکذب ہم کیا کذبہ اس حیثان والجواز جانی وقال لخصری ترکہ یحیی  
وابن مہدی وقال المدائنی وجماعة متروک داہن جانی اور جانی نے اسے جہول قرار دیا ہے۔ بخاری  
کہتے ہیں کہ اسے بخاری اور ابن مہدی نے ترک کر دیا، دارقطنی اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ متروک ہے۔ مت۔ لا حیرم  
عاطق نے تقریب میں فرمایا متهم بالکذب و دھبی بالرفض (اس پر کذب کا اتہام ہے اور اسے رو فحش کی

۱۔ انسان العیون خطۃ الکتاب مطبوعہ مصطفیٰ البابانی مصر ۳/۱  
۲۔ شرح صراط مستقیم و ماچہ شرح سفر السعادت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۱۳  
۳۔ تقریب التہذیب ترجمہ محمد بن السائب بن بشر الکلبی مطبوعہ دار نشر کتب الاسلامیہ گجرانوالہ ص ۲۹۸

عرفت فسرہ کیا گیا ہے۔ ت، یا اینہر عامۃ کتب سیرۃ و تفسیر اس کی اور اس کی امثال کی روایات سے مالا مال ہیں  
علامتے دین ان امور میں انھیں بلا تکرار نقل کرتے رہے ہیں، میران میں ہے،

قال ابن عدی وقد حدث عن النکلی سفین  
و شعبة و جماعة و مرغوبہ فی التفسیر و احسا  
فی المحدث فحدثہ منا کثیرؒ  
ابن عدی نے کہا کہ کبھی سے سبیان، شعبہ اور ایک جماعت  
نے حدیث بیان کی ہے اور ان روایات کو پسند کیا ہے  
جس کا تعلق تفسیر کے ساتھ ہے اور حدیث سے مستفہ  
روایات ان کے نزدیک مناکیر ہیں۔ (ت)

امام ابن سید الناس سیرۃ حیون الاثر میں فرماتے ہیں:

غالب ما یروی عن النکلی انساب و اخبار و من  
احول الناس و ايام العرب و سیرہم و مسا  
یحری مجوی ذلک ما سمعہ کثیر من الناس  
فی حمہ حمس لایحمد عنہ الا حکام و محسن  
حکمی عنہ الترغیص فی ذلک اکامہ احمدؒ  
کبھی سے اکثر طور پر لوگوں کے انساب و احوال، عربوں  
کے شب و روز اور ان کی سیرت یا کسی طرح کے دیگر  
معاہلات مروی ہیں جو کثرت کے ساتھ ایسے لوگوں سے  
ملے لیے جاتے ہیں جن سے احکام نہیں لیے جاسکتے اور  
جن لوگوں سے اس معاملہ میں اجازت منقول ہے  
وہ امام احمدؒ ہیں۔ (ت)

ثالثاً (امام واقفی ہمارے علماء کے نزدیک ثقہ ہیں، امام واقفی کو جمہور اہل اثر نے چنیں و پناہ کیا  
جس کی تفصیل میزان و غیرہ کتب فن میں مسطور، الاجرم تقریب میں کہا، مستردک مع مسند علیہ (علی و مسند  
کے باوجود موقوف ہے۔ ت، اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے کما افادہ الامام المحقق  
فی فتح القدیرؒ) جیسا کہ امام محقق نے فتح القدیر میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت، یا اینہر یہ جرح شدید ماننے والے

عبد حیث قال فی باب الماء الذی یجوز بہ  
النوصۃ عن الواقفی قال کا ستب بتر بصاحۃ  
جہاں انہوں نے باب الماء الذی یجوز بہ النوصۃ  
میں واقفی سے نقل کیا کہ بضاعتہ (باقی بر صفر آئندہ)

سے میزان الاعتدالی نمبر ۵۷۴ ترجمہ محمد بن السائب النکلی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۵۵۸/۲  
سے حیون الاثر ذکر الاجرہ بخاری بہ مطبوعہ دار الحضارة بیروت ۲۴/۱  
سے تقریب التدریب ترجمہ محمد بن عمر بن واقف الاسلمی مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ کراچی لا ص ۳۱۲-۳۱۱  
سے فتح القدیر باب الماء الذی یجوز بہ النوصۃ مطبوعہ مکتبہ فوریہ رضویہ سکھر ۶۹/۱

بھی ہمیں سیر و معازی و اخبار کا امام مانتے اور سلفاً و خلفاً ان کی روایات پر سیر میں ذکر کرتے ہیں کہا لا یخفی علی من  
طالع کتب، تقوم (بسیا کر اس شخص پر مخفی نہیں جس نے قوم کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ ت، میزان میں ہے)۔  
کان الی حفظہ المستقر فی الاخبار والسیور و علم سیر و معازی، حوادث زمانہ  
المعاری والحوادث وایام الناس والفقه اور اس کی تاریخ اور علم فقہ وغیرہ کے انتہائی ماہر  
وغیر ذلک۔ اور حافظ ہیں۔ (ت)

**رابعاً** ہلال بن زید بن یسار نصری مستقلی کو ابن جہان نے کہا روی عن انس مرہنی اللہ تعالیٰ عنہ  
اشیاء موصوۃ (انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موضوع روایات نقل  
کی ہیں۔ ت، حافظ الشان نے تقریب میں کہا متروک۔ باوصف اس کے جب انہیں ہلال نے انس رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے حدیث فصیلت مستقل روایت کی جسے حافظ ابو الفرج نے بحقیقہ ذکر و درج موضوعات کیا اس  
پر حافظ الشان ہی نے وہ جواب مذکور افادہ دہم دیا کہ حدیث فضائل اعمال کے سب سے سوائے طعن ہلال کے  
باعت موضوع کہن ٹھیک نہیں امام احمد کا طریق معلوم ہے کہ احادیث فضائل میں تسابیل فرماتے ہیں اور یہ بھی افادہ  
نہم میں حافظ الشان ہی کی تصریح سے گزر چکا کہ متروک ایسا شدید الضعیف ہے جس کے بعد میں متہم بالوضع و وضاح ہی  
کا درجہ ہے اب یہ بات خوب معلوم ہے کہ وہ حدیثان ہی سے ہلال کو متروک یا حدیث متروک کو متاثر یہ ضعیف

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

طریق للنساء الی لسائیں و هذا تقوم بہ الحجۃ  
عند ما اذا وثقنا بالواقعی ما عندہ المباحث  
فلا یستغنیہ ایاہ او وقال فی فصل فی التفسار  
قال فی الکلام مرجع شیخنا ابوالفتوح الحافظ فی  
اول کتابہ المعاری والسیور من ضعیفہ و  
من وثقہ ورجحہ توثیقہ و ذکر الاجوبۃ  
عما قبل فیہ آ ۱۲ منہ (۲)  
یاں کو ضعیفہ کہا گیا ان کی توثیق کو ترجیح دیتے ہوئے ان پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے اور ۱۲ منہ (۲)

کے گویں سے ہاتھوں کو پانی دیا جا، غنا ہائے نزدیک  
حجت کے لیے یہی کافی ہے کیونکہ جو نے واقعہ کی  
توثیق کر دی ہے باقی محال کے نزدیک حجت نہیں  
کیونکہ وہ اس کی تضعیف کا قائل ہے اور  
"فصل فی الناس" میں کہا کہ امام کریم میں ہمارے  
شیخ ابو یوسف حافظ نے اپنی پہلی کتب معازی والسیور  
میں ان روایات کو جمع کیا۔ ہم جن کی توثیق کی گئی  
یاں کو ضعیفہ کہا گیا ان کی توثیق کو ترجیح دیتے ہوئے ان پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے اور ۱۲ منہ (۲)

بنایا خود ہی ایسے شدید الضعف کی روایت کو دربارہ فضائل مستحق تسابیل رکھا اس سے یہ وہ اور کیا دلیل ہوگی کہ ضعف کیسا ہی شدید ہو جب تک سرحد کذب و وضع تک نہ پہنچے، لفظ الشان کے نزدیک بھی فضائل میں قابل زعم و گوارائی ہے و قد اجمعت السامیہ۔

**خامساً** اور نیچے وضو کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ پڑھنے کی حدیثوں کا ضعف نہایت قوت پر ہے، تھاموی نے مقاصد حسنہ میں اسے بے اصل محض کہا، امام حلیل ابو اعلیٰ شمر قدی نے اپنے مقاصد میں ان حدیثوں کو ذکر فرمایا، امام الشان سے اس بار میں سوال ہوا وہی جواب فرمایا کہ فضائل اعمال میں ضعاف پر عمل روا ہے۔ امام ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں،

قد سئل شیخنا حافظ عیسیٰ قاضی القضاة  
شہاب الدین الشہیر یا بن حجر رحمہ اللہ  
تعالیٰ من ہذہ الجملة ما جاب ما نصہ الاتحاد  
امتی ذکرھا الشیخ ابو الیث معہ اللہ تعالیٰ  
ببرکتہ ضعیفۃ والعلما یتساھلون فی  
ذکر الحدیث الضعیف والعدول بہ فی قدسانہ  
الاعمال ولم یثبت عنہ شیء عن النبی صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا من کولہ ولا من فعلہ  
ہمارے شیخ حافظ العصر قاضی القضاة شہاب الدین  
المعروف ابن حجر رحمہ اللہ قضاے سے ان روایات کے  
بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا  
کہ وہ احادیث جن کو امام ابو الیث رحمہ اللہ تعالیٰ کی  
برکت سے نسخ معاف فرمائے گئے، ذکر کیا ہے وہ ضعیف  
ہیں اور عمل حدیث ضعیف کے ذکر کرنے اور فضائل  
اعمال میں اس پر عمل کرنے میں نرمی ہوتی ہے اگرچہ  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس کے متعلق کوئی  
قول و عمل ثابت نہ ہو اور امت

سادساً یہ حدیث کہ چاند گوارہ میں عرب کے چاند عجم کے سورج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بائیں  
کرتا، حضور کو بدلتا، انگشت مبارک سے ہر طرف اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا کہ سہتی ہے دلائل النبوة،  
امام ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن صابونی نے کتاب المناہجین، مطبوعہ تاریخ بغداد، ابن عساکر نے تاریخ دمشق  
میں سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اس کا مدار احمد بن ابراہیم حلبی شدید الضعف  
پر ہے۔ میزان میں ہے امام ابو حاتم نے کہا، احادیث باطلہ تہ لہ عنی کذبہ (اس کی احادیث باطلہ  
اس کے کذب پر دال ہیں۔ ت، باوجود اس کے امام صابونی نے فرمایا، ہذا حدیث غریب الاسناد

لہ علیہ الملح شرح غیۃ المصلی

لہ میزان الاعتدال ترجمہ ۲۹۷ احمد بن ابراہیم حلبی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان ۸۱/۸

والعقد ہونی، المعجزات حسن (اس حدیث کی سند بھی غریب اور متن بھی غریب با اینہر معجزات میں حسن ہے، اُن کے سن کلام کو امام جلال الدین سیوطی نے خاص کبریٰ، امام احمد قسطلانی نے موبہب لدنیہ میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

سابقاً حدیث الدیث الابيض صدیق و صدیق صدیق و عدد وعدو الله وکان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم بیتہ معہ فی البیت (مرغ سید میر خیر خواہ اور میرے دوست کا خیر خواہ، اللہ تعالیٰ کے دشمن کا دشمن ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے شب کو مکانِ خواجگاہ قدس میں اپنے ساتھ رکھتے تھے، کہ ابو بکر برقی نے ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، علامہ شاہی نے تیسیر میں فرمایا، باسناد قیصر کذاب (اس کی سند میں کذاب ہے، باوصف اس کے فرمایا، قیصر کا فعل ذلک تأسیاً بکے حدیث میں، یا وار و ہر اتوبہیں باقتہ سے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرغ سید کو اپنی خواجگاہ میں ساتھ رکھنا مستحب ہے، مثالیں اس کی اگر قطع کیجے بکثرت یسے و هذا الاچیز قد بلغ الغیۃ و فیما ذکرنا کفایۃ لاهل الدرایۃ (یہ آخری انتہا پر ہے اور جو کچھ ہم نے ذکر کر دیا وہ اہل فہم کے لیے کافی ہے۔ ت)

ثامناً حدیث رسول، و ہر اتوبہ میں کی اللہ تعالیٰ کے شاہ بدل میں خصوصاً حدیث وال کان انذی حدیث بہ کاذباً (اگرچہ جس نے اسے بیان کیا کاذب ہو۔ ت) ظاہر ہے کہ احتمال صدق و نفع ہے مرہر ضعیف میں ماحصل توفیق زائل بالجملہ یہی قصیدہ دلیل ہے اور یہی کلام و عمل قوم سے مستفاد مگر کذا شان سے منقول ہوا کہ شرط حمل عدم شدت ضعف ہے نقدہ تلخیص المتخاوی و قال سمعہ موارا بقول ذلك (اسے اللہ کے شاہ گرد نام سخاوی نے نقل کیا اور کہا کہ میں نے اس سے یہ کئی مرتبہ کہتے سنا ہے۔ ت)

**اقول:** بحث قبول شریہ الضعف، یہاں شدت ضعف سے مراد میں مافظ ہے نقل ضعیف فی شامی نے فرمایا مطلقاً نے فرمایا امام ابن حجر نے فرمایا،

عنه فی مستحبات الوضوء، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷

شدید، مضعف، هو الذی لا یخلو طریق من طرقہ  
عن کذاب او متهم، بالکذب<sup>۱</sup>  
شدید الضعف و حدیث ہے جس کی اسنادوں سے کوئی  
اسناد کذاب یا متهم بالکذب سے خالی نہ ہو۔  
یہاں صرف انہیں دو کو شدت ضعف میں رکھی امام سیوطی نے مدرسہ میں فرمایا، حافظ سے فرمایا،  
ایکوں الضعف عین شدید فیخرج من الفرد  
من کذب بین والمتهمین بالکذب ومن فحش  
غلطہ<sup>۲</sup>۔  
بہاں ن دو کے ساتھ فحش غلط کو بھی راجع یا قسم الیہا میں قول البدیع سے کلام حافظ بایں لفظ نقل کیا:

انیکوں الضعف عین شدید کحدیث من الفرد من  
الکذابین والمتهمین ومن فحش غلطہ<sup>۳</sup>  
یخبر عن ضعف شدید بہر مثلاً اس شخص کی حدیث جو کہ بین اور  
متهمین سے ہے، فحش غلط ہو۔ (ت)

معاہدہ میں سے مولوی عبدالحی مکنوی نے طفرہ لگائی میں  
"تدریب" اور "القول البدیع" کی طرف ایسے ہی  
طفرہ لگائی، ان اسنادوں نے کہا کہ ضعیف حدیث پر عمل  
کی میں شرطیں ہیں جیسا کہ نووی نے "شرح تقریب النووی"  
اور سخاوی نے "القول البدیع فی الصلاة علی نبیب  
الشیخ" میں اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی ذکر  
کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کا ضعف شدید نہ ہو یا اگر اس کے  
تمام طرق کذاب و متهم بالکذب سے خالی نہ ہوں اور  
اقول ابھی بعد میں ہم آپ کو ان دونوں کتابوں کی  
جہارت سنائیں گے جس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا  
کہ اس نقل میں ان دونوں سے انتہائی کوتاہی سرزد  
ہوئی ہے بخور کرنا چاہئے، ۱۲ مدرسہ الشیخہ فی حنت (ت)

عزت و ہکذا، عزت بعض بعض ہیں وہو اسوسوی  
عبدالحی مکنوی فی طفرہ لگائی فی التدریب و  
القول البدیع حیث قال الشیخ للعلل بالحدیث  
الضعیف ثلاث شروط علی ما ذکرہ السیوطی فی شرح  
تقریب النووی والسخاوی فی القول البدیع فی  
الصلاة علی نبیب الشیخ ویرجیہ لاول عدم  
شدة ضعفہ حیث لا یخلو طریق من طرقہ من  
کذاب او متهم، بالکذب، اقول لیکن مسلمہ  
لصوات تدریب والقول البدیع یطہر لث ان  
وقم ہہنا فی الفصل ۱۱۱۱ تقصر شیعہ  
فی تسمیہ ۱۲ مدرسہ الشیخہ فی حنت (ت)

سہ رد المحتار مستحبات الوضوء مطبوعہ مکتبۃ الباب فی مصر ۱۵/۱  
سہ تدریب ارادی شرح تقریب النووی دار نشر المکتبۃ الاسلامیہ لاہور ۲۹۸/۱  
سہ نسیم اریاض شرح استقاء مقدمۃ المکتب مطبوعہ دار الفکر بیروت ۴۳/۱

یہاں کافہ نے زیادت تو وسیع کا پتہ دیا، تحدید اول پر اعراسل و قریب ہے کہ ایک جماعت علماء حدیث کذا بین و متہین پر طلاق وضع کرتے ہیں تو غیر موضوع سے انھیں خارج کر سکتے ہیں مگر ثانی تقریحات و معاملات جمہور و علماء و خدام امام اثنی عشریہ وراثت بطاہرہ الحدیث ہے ہم ابھی روشن بیان سے واضح کر چکے ہیں کہ خود حافظ نے مرزوک شدیدہ الضعف راوی موضوعات کی حدیث کو بھی فضائل میں محمول رکھا مگر بحمد اللہ تعالیٰ ہمارا مطلب ہر قول پر حاصل ہم افادات سے بقہ میں مبرہن کر آئے ہیں کہ تقبیل اہل میں کی حدیثیں ہرگز ضعف شدیدہ سے پاک و منزہ ہیں ان پر صرف انقطاع یا جہالت راوی سے ظن کیا گیا یہ نہیں بھی تو ضعف قریب و ضعف شدیدہ و الحمد للہ العلیٰ العبدیٰ ہذا (اسے یاد رکھو۔)

اور مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس مقام پر فتح مغیث کے حاشیہ میں ایسی گفتگو کی ہے جو اس مقام پر مناسب ہے میں اتمام مقصد کی خاطر اس کا یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں، پہلے میں وہ ذکر کروں گا جو امام شامی نے طحاوی سے اور انہوں نے ابن حجر سے نقل کیا ہے۔

وہ یقینی کتبت ہب علی ہا مش متو الحدیث،  
کلاماً یتعلق بالمقام احبب ایزادہ، اسما ہا  
للصراہ، فذكرت اولاً ما عن الشافعی عن الطحاوی  
عن ابی حنبلہ ابدتہ باطلاق العلیاء، ثم  
اورت ما عن السیم عن النخاوی عن المافظ  
ثم قلت ما نصہ۔

سے پھر وہ نقل کروں گا جو نسیم نے طحاوی سے، سہول سے حافظ سے نقل کیا ہے۔ پھر میرا قول یہ ہے۔

اقول جب کہ تمہیں معلوم ہے یہ بات مسلمہ  
قوی کے نقل کردہ تمام علماء کے اطلاق اور خود  
شیخ الاسلام سے امام طحاوی کی گزشتہ نقل کردہ تعریف  
کے خلاف ہے۔ لیکن شیخ الاسلام کی دونوں کلاموں  
میں مخالفت کو ختم کرنے کی وجہ مجھ پر ظاہر ہو رہی ہے وہ  
یہ کہ یہاں انہوں نے راوی کے تعرد کی بات دی ہے اور  
پہلے انہوں نے کہا ہے کہ فرق میں سے کوئی طریق بھی  
(کذاب و متہم سے) خالی نہ ہو، پس حاصل یہ ہوا کہ  
کذب و متہم کے بغیر شدیدہ ضعف ہو تو ان کے ہاں  
تعرد کی صورت میں فضائل میں قابل قبول نہیں، لیکن  
جب وہ کثرت فرق سے مروی ہو تو اس صورت میں  
وہ شدیدہ ضعف سے ضعیفہ ضعف کے درجہ میں

اقول و هذا کما تری مخالفت لاطلاق  
ما مر عن الشوری عن العلیاء قاطبة، ولتحدید  
ما مر عن الطحاوی عن شیخ الاسلام  
نفسہ لکن یظهر لرب و قد التخالفت عن  
کلامی شیخ الاسلام بانہ ہبنا ذکر التعرد  
وہما سبق قال لا یخلو طریق من طرقہ، فیکون  
المحاصل المت شدیدہ الضعف لعیوان کذب  
و النہمة لا یقبل عنده فی الفضائل حی الثمرہ  
احاداً اکثریت طرقہ فتح یبلغ درجۃ یسمیہ  
الضعف فی خصوص قبولہ فی الفضائل بخلاف  
شدیدہ الضعف یا کذب و النہمة فاسہ  
وامت کثر طرقہ التی لا تقوہ بان لا یخلو

شئ منها من كذاب او متهم لا يبلغ تلك الدرجة ولا يصل به في الفضائل ، وهذا هو الذي يعطيه صلاح السخاوي فيما مر حيث جعل قبول ما فيه ضعف شديد مطلقاً ولو بغیر کذب فی باب الفضائل موقوفاً علی كثرة الطرق لكنه يحالفة في حصة واحدة ، وهو حكمه بالقبول بكثرة الطرق في الصفت ما كذب ايضا حكما تقدم ، وهو كما ترى مخالفت لمسيره ما نقل عن شيخ الاسلام وعن بعض دلائل تقدم مخالفة نقل شيخ الاسلام عن العلماء جميعا لنقل الامام النووي عنهم كافة ، فانهم لم يشره للقبول في فضائل في شديد الصفت كثرة الطرق ولا غير هاسوي ن (يكون موضوعا ، فمسيره ما يعطيه كلامهم قبول ما اشتد ضعفه لفتق او غش غلط ، مثلا وان تعمد ولم يكثر طرقه ، فافهم ، وتأمل فان المقام مقام حماء وزلل ، والله المسئول لكشف الحجاب ، وابانة المصواب اليهم الصريح واليه الهائب اه ، ما اردت نقله معا خلقته على الها مش .

ابن زلج پس اب وہ صرف فضائل میں مقبول ہو جائیگی اس کے برخلاف جو کذب اور تمسک کی وجہ سے شدید ضعف والی ہو تو بیشمار کثرت طرق کے باوجود وہ مقبوسیت کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی اور نہ ہی فضائل میں قابل عمل ہو سکتی ہے کیونکہ اس کے ہر طریق میں کوئی نہ کوئی کذب اور متهم ضرور ہوتا ہے یہی بات علامہ سخاوی کے گزشتہ کلام سے حاصل ہوتی ہے جہاں انہوں نے شدید ضعف والی حدیث کے فضائل میں مقبول ہونے کو کثرت طرق پر موقوف کیا وہاں شدت ضعف مطلق مراد ہے خواہ وہ کذب کے علاوہ ہی ہو ، لیکن یہ بات ان کو ایک جگہ آنے آئے گی ۔ جہاں انہوں نے ضعف بالکذب پر بھی کثرت طرق کی بنا پر مقبول ہونے کا حکم کیا ہے جیسا در را ہے حالہ میں معلوم ہے کہ یہ بات شیخ الاسلام سے نقل کردہ کے مترادف خلاف ہے ، بہر صورت شیخ الاسلام کا تمام علماء سے نقل کردہ موقوف اور امام نووی کا نقل کردہ انہی تمام علماء کا موقوف مختلف ہے یہ اختلاف مرتفع نہیں ہو سکتا ، کیونکہ علماء نے فضائل میں شدید ضعف والی حدیث کو قبول کرنے کے لیے کثرت طرق وغیرہ کی شرط نہیں لگائی نہ یہ کہا ہے کہ وہ موضوع نہ ہو ، ان کے کلام کا صریح ما حاصل یہ ہے

کر شد فتی یا فتی غلطی کہ بنا پر جس حدیث کا ضعف شدید ہے خواہ اس کا راوی متقدم ہی کیوں نہ ہو اور اس حدیث کے طرق کثیر بھی نہ ہوں تب بھی یہ حدیث ( فضائل میں ) مقبول ہے ، خود کوئی کرہ ، کیونکہ یہ مقام خفی ہے اور غلط فہمی پیدا کر سکتا ہے ، پر دوں کو کھولنے اور درستی کو ظاہر کرنے کا سوال صرف امتحان سے ہے اسی کی طرف لڑنا ہے اور وہی جائز ہے پناہ ہے فتح المغیث کے حاشیہ میں سے جو میں نقل کر رہا تھا وہ ختم ہو رہا تھا

اگر اعتراض کے طور پر یہ کہے کہ امام شیخ الاسلام

فان قلت هذا قيد تراشد اقصاده



امام فلیحمل اطلاقاً تهم عليه دفعا  
للتحالف بين الثقيلين قلت نعم  
لولا انت ما ذكرنا من الدليل عليه  
لا يلانم سرمان التخصيص الله ، وكيف  
نصر ، ما نشانهم يقفلون يرون شدة  
الضعف ثم يقبلون ، وبالجملة فالاطلاق هو  
الافق بالدليل والالتصاق بقوله عند الشرح الجليل  
فانواع يكون عليه التحويل والعلم بالحس  
عند الملك الجليل .

کے بیان میں ایک زائد قید ہے جس پر علماء کے اطلاق  
کو محمول کیا جاسکتا ہے اس سے وہ نقل کردہ کلام میں  
اختلاف قائم ہو سکتا ہے قلت ( تو میں جواباً کہتا ہوں ہاں  
اگر علماء کے ذکر کردہ پر کوئی دلیل نہ ہو تب بھی ان کے کلام  
کو اس قید سے خاص کرنا ممکن نہیں کیونکہ یہ ان کا کلام  
یہ نہیں ہے بلکہ وہ شدید ضعف پا کر بھی قبول کرنے پر  
عمل پیرا ہیں جس کا ہر مشاہدہ کر رہے ہیں ۔ خلاصہ یہ کہ  
( شدید ضعیف حدیث کو قبول کرنے کے لیے کثرت فرق)  
کی قید نہ لگانا دلیل کے زیادہ موافق اور قواعد المسبب  
شرعیات کے زیادہ مناسب ہے ہماری خواہش ہے کہ یہی قابل اعتماد جو اہل حق کا علم اللہ جل جلالہ کے  
ہاں ہے ۔ (ت)

### فائدة جلیلة (فائدة جلیلة)

في احكام انواع الضعيف والمحدود منها ، هذا  
اندي اشرت اية من كلام الشيخ وفي الصار المتقدّم  
هو قوله مع منته في بيان الحسن ، ان  
يكن ضعف الحديث كذب او شذوذ بان  
حافظ من هو حافظ ، او كثرة قوى الضعف لغيرها  
فلم يجهز ، او كثرة طرقه ، لكن كثرة طرقه يرفق  
عن مرتبة المراد من التكرار مرتبة الضعيف  
المدى يجوز العمل به في القضايا التي وما بها  
تكون تلك الطرق الواهية بصولة الطريقت  
التي فيها ضعف يسير بحيث لو فرض محض  
ذلك الحديث باسناد فيه ضعف يسير كان مرتقبا  
بها الى مرتبة الحسن لغيره مخلصا .

قائد جلیلہ (ضعیف حدیث کے احکام اقسام اور  
اہل کفر و کلمہ کے بیان میں امام سکاوی کے جس گزشتہ کلام  
کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ پنج تین ' حدیث حسن کے  
بارے میں ہے کہ حدیث کا ضعف کذب یا شذوذ  
یعنی وہ حدیث اخذ راوی یا کثیر رواۃ کی روایت کے  
خلل سے ہو ، یا یہ ضعف قوی ہو جو ان دونوں کو کذب  
اور شذوذ کے علاوہ کسی اور وجہ سے پیدا ہوا ہو ۔  
یہ ضعف کثرت فرق سے بھی قائم نہیں ہو سکتا ، کیونکہ  
کثرت فرق کی بنا پر حدیث مردود منکر کے مرتبہ سے ترقی  
کر کے ایسے ضعف کے مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے جس سے  
فضائل میں عمل کے لیے مقبول ہو جاتی ہے اور کبھی  
ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدیث کے مستند و کمزور طرق ایک

معمول کردہ طریقہ جیسے جوتے ہیں کہ اگر وہ حدیث کسی معمولی ضعف والی سند کے ساتھ مروی فرض کر لی جائے تو درجہ حسن وغیرہ پر غائر ہو جاتی ہے، غلطاً۔ (ت)

ورأيتني ملقت عليه ههنا ما نصه  
اقول حاصل ما تقررو وتحرو ههنا مع  
تزيادات نفيسة مما ان الموضوع لا يصلح  
لشيء أصلاً ولا يلتزم جرحه بهد ولو كثرت  
طرقه ما كثرت، فان زيادة الشرح لا يزيد  
الشيء لاشراً، والضعف الموضوع كالمعدوم و  
المعدوم لا يقوى ولا يتقوى، ومنه عند جمهور  
مهمم شيخ الاسلام ما جاء برواية الكذايين  
وعند آخرين مهمم جازم لحفاظ ما اتي من  
طريق المتهمين، وصرفها المسخاوق  
بشديد الضعف الا في لذهابه الى ان الوضع  
لا يثبت الا بالنقل من المقررة ان تضمن به  
كذاب او صانع كما ان علي في هذا الكتاب  
وهو عندي مذهب قوي اقرب الى الصواب،  
اما ضعف بغير الكذب والهمة من ضعف  
شديد مخرج له عن حيز الاعتدال كضعف  
قسط الراوي في هذا العمل به في انضمامه الى  
ما يعطيه كلام جماعة العلماء وهو لا قصد  
بقضية الدليل والقرائن، كما عند شيوخ  
الاسلام على احدى الروايات عنه ومن  
تبعه كالسخاوي الا اذا كثرت طرقه الناقصة  
عن درجة الاعتبار فتح يكون مجموعها  
كطريق واحد صالح له فيعمل بها في الفضائل

اور مجھے یاد ہے کہ میں نے اسی کے اسی مقام  
پر حاشیہ لکھا ہے جو یہ ہے اقول ہماری زائد اباحت  
کے ساتھ جو یہاں ثابت اور واضح ہو چکا ہے، اس کا  
حاصل یہ ہے کہ موضوع حدیث کسی طرح کارآمد نہیں ہے  
اور کثرت طرق کے باوجود اس کا عیب ختم نہیں ہو سکتا  
کیونکہ شرک زیادتی سے شرفزید برحق ہے، نیز موضوع  
معدوم چیز کی طرح ہے اور معدوم چیز نہ قوی ہو سکتی  
ہے اور نہ قوی بنائی جاسکتی ہے، موضوع کی ایک قسم  
وہ ہے جس کو ایک جماعت نے جس میں شیخ الاسلام  
بھی میں نے بیان کیا ہے۔ وہ یہ کہ جس کو کذاب لوگ  
روایت کریں اور ایک دوسری جماعت جس میں سے  
”خاتم الاعجاز“ بھی میں نے بیان کیا ہے کہ ”موضوع“  
وہ ہے جس کو متهم یا کذاب روایت کریں۔ امام سخاوی  
نے ان دونوں بیان کردہ قسموں کو ”مشدید الضعف“  
کے مساوی قرار دیا ہے، جس کو عنقریب بیان کریں گے۔  
امام سخاوی کا خیال ہے کہ موضوع کی پہچان مقررہ قرائن ہی  
سے ہوتی ہے جیسا کہ روایت کرنے والا کذاب یا  
وفاقی اس روایت میں متقدم ہو، جیسا کہ امام سخاوی  
نے اس کتاب میں بیان کیا ہے میرے نزدیک یہی  
موقف قوی اور اقرب فی الصواب ہے، مگر کذاب اور  
تمہمت کذاب کے بغیر کوئی بھی شدید ضعف جس کی بنا پر  
حدیث درجہ اعتبار سے خارج ہو جاتی ہے شدراوی  
کہ اسہائی غش غلطی ہو، ضعیف کی یہ قسم فضائل میں

کار آمد ہو سکتی ہے جیسا کہ عام علماء کے کلام سے حاصل ہے اور یہی موقوف دلیل و قواعد سے مطابقت رکھتا ہے مگر شیخ الاسلام سے ایک روایت میں اور امام سخاوی کی طرف ان کے پیروکار حضرات کے ہاں یہ قسم فضائل میں معتبر نہیں ہے تاؤفقہ اس کے کماور طرق کثیر نہ ہوں اخیرہ طرق کثیر ہوں تو ان سب کے مجموعہ کو وہ ایک طریقہ صالحہ کے مساوی قرار دے کر فضائل میں قابلِ مسلسل قرار دیتے ہیں، تاہم اس قسم کی ضعیف حدیث کو احکام کے لیے حجت قرار نہیں دیا جاسکتا ورنہ ہی یہ درجہ حسن لغو ہو چکا ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر ان متعدد طرق کے ساتھ کسی کو کسی سے صحیح طریقہ سے اس کی کمر دہنی ال ہو جائے تو اور بات ہے، کیونکہ کماور متعدد طرق اور ایک سنی طریق کی بنا پر وہ حدیث دو ایسی ضعیف

ولكن لا يستعملها في الاحكام ولا تبلغ بذلك درجة الحسن لعينها الا اذا التجمعت مع ذلك بطريق اخرى صالحة للاعتبار فان مجموع ذلك يكون كحديثين صحيحين صالحين . ما يدين فم ترقى الى الحسن لغيره فتعبر حجة في الاحكام ، اما مطلق على ما هو ظاهر كلام المصنف اعني العراق او بشرط تعدد لجارات الصالحات لباينة مع هذه الطرق القاصرة المتكثرة القاعة مقام صالح واحد هذا لكثرة في الصواب على ما فهمت السخاوي من كلام السوي وغيره بوقفه فيه لغير نكته مع رايك فيه هو بد كلامه شمس دسدری برہتہ و صحبہ سلفیہ

ان کے الفاظ میں، جب راوی سور حفظ کا متابع مقرر راوی بن جائے جو اس سے اوپر ہو یا اس کی مثل اس سے کم نہ ہو اور اسی طرح وہ مطلقہ جو اختیار نہیں کرتا، مستور اسناد میں اور اسی طرح مذکور جبکہ محدث من کو نہ پہنچا ہوا تو ان کی حدیث حسن ہو جائے گی ہاں لذا اثر نہیں بلکہ باعتبار المجموع ہوگی کیونکہ ہر ایک ان میں سے (یعنی سور حفظ اور مخطوط جی کا ذکر ہوا) برابر احتمال رکھتا ہے کہ اس کی حدیث صحیح ہو یا غیر صحیح، پس جب معتبر راویوں میں کسی ایک کو ان فی روایت آجائے تو مذکورہ دونوں احتمالوں میں سے ایک کو ترجیح حاصل ہو جائے گی اور (باقی اگلے صفحہ پر)

عہد میں تھا کہ حق تو رہا لیکن الحفظ بہ مستور کان یکون فوقہ او مشطہ لادولہ وکذا المختلط الی لا یشیر والمستور والاسناد العین کذا البدلیں لہ یعرف لحدوثہ صلیہم حسنا لاذانہ بل وصفہ بذلك باعتبار مجموع لادولہ کل واحدہم را من ذکر من النسخ المختلط والمختلط ۶۱ یا احتمال کون روایت صواب اور غیر صواب علی حد سواء فاذا اجادت من المستورین روایتہ ہوا فقتل لا یدہم من احد الجنبین من الاحتمالین المذكورین ودل ذلك علی ان الحدیث محفوظ

بوحدة الجابر مع جواز ستكون المكثفة في كلام  
النووي بمعنى مطلق التقيد ، وهو الاوفاق بما  
سأينا من صنيفهم في غير مقام والضعيف  
بالضعف ليسوا على ما لو ينزله من محل الاعتناء  
يصح به في الفضائل وحده ، وان لم ينحصر  
فان الجابر ولو بواحد هما حسنات غيره ، و  
احتج به في الاحكام على تفصيل وصفا ذلك  
في الجابر ، فلهذا هي انواع الضعيف ، اما  
البدى لا نقص فيه عن درجة الصحيح الا  
المقبول في ضبط الراوى غير بان لا الى درجة العلة  
فهو الحسن لذاته المحتج به وحده حتى في

حدیثوں کی طرح بن جاتی جو آپس میں مل کر تقریر کا باعث  
بن جاتی ہیں اور وہ ضعیف حدیث حسن وغیرہ کے مرتبہ  
کو پہنچ کر احکام میں خست بن جاتی ہے ، اب یہ اختلاف  
اپنی جگہ پر ہے کہ صرف اسی قدر سے مقبول ہے جیسا کہ  
مصنف یعنی ملا مرعائی کے کلام سے عیاں ہے یا بشرطیکہ  
یہ متعدد صالح طرق جن کی بنا پر کمزوری رائل ہو سکے  
ان متعدد صالح وجہ اور کمزور طرق جو ایک صالح طریق  
کے مساوی ہیں ال کو کثرت طرق صالحہ بن جاتے ہیں جیسا کہ  
امام بخاری نے امام نووی وغیرہ کے کلام سے لکھا جن میں  
لفظ کثرت استعمال ہوا ہے ، باوجودیکہ ہمارا اس میں  
اختلاف ہے جو کثرت الاسلام کے اس کلام سے مؤید ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

دارققی من درجة التوقف الى درجة القبول و  
الله اعلم الله والطريقين اجترسني في المتفرج توحيد  
معتبر في الشرح با مراد رواية وحكمه بالا ارتفاع  
الى درجة القبول وما المراد به ههنا الا القبول  
في الاحكام ذمه جعل الضعيف صالحا لا اعتبار  
تالرو مع انه مقبول في الفضائل بالاجماع  
ويظهر ان الوجه معهما على العسراقي و  
شيخ الاسلام لم يبين في المنتهى من  
الدليل لهما ما صقلا معا علقته على قمت  
الغيث ۱۲ من رضى الله تعالى عنه (هـ)

یہ بات دلالت کرتی ہے کہ یہ حدیث محفوظ ہے اور درجہ ترقی  
درجہ قبول پانچ گز ہو گئی ہے اور اللہ اعلم ، ذرا غور کرو  
حق میں بعض ایک معتبر کے ساتھ اور شرح میں کئی افراد کے  
ساتھ ملافتت کو پر لکھا کیسے کیا اور اسے قبول کا درجہ  
دیا ہے اور یہاں قبول سے مراد احکام میں قبولیت مراد  
ہے کہ نہ کہ انہوں نے حدیث ضعیف کو صالح لا اعتبار و  
الرد کہا ہے کیونکہ حدیث ضعیف فضائل میں بالاجماع  
مقبول ہے ، خواہ اس کے ساتھ کوئی دوسری روایت  
نہ ہو اور میر سے یہ ظاہر ہوا کہ وجہ ان دونوں طرق الی  
شیخ الاسلام کے ساتھ ہے ، اس بنا پر جو تہمت میں  
ان دونوں کی دلیل بیان کی گئی ہے یہ فتح المغیث پر  
میری تعلیق سے منقول ہے ۱۲ من رضى الله تعالى عنه (ت)

الاحکام ، و هذا اذا كان معه مثله ولو واحد  
 وباريحيه حالتيه او دونه مبايله فلا  
 يكثره انتهى ما كتبت بتلخيصي۔

سکتے ہیں) کہ امام کوئی کے کلام میں لفظ کثرت سے مطلق۔ متعدد ہے اور یہی احتمال ان کی حدوت کے زیادہ قریب ہے  
 جیسا کہ ہم نے متعدد جگہ یہ استعمال پایا ہے اور ضعیف کی ایسی قسم جس میں معمولی ضعف ہو یعنی جس سے حد اعتبار ساقط  
 نہ ہو یہ ضائل میں تنہا معتبر ہے خود کوئی مؤید بھی نہ ہو اور اگر کوئی ایک ایسا مؤید پایا جائے جو اس کے ضعف کو زائل کر دے  
 تو یہ "حسن لغیرہ" کہ جاتی ہے اور اس کے حکام میں حجت قرار دیا جائے گا جس کی تفصیل ہم نے کزوری کو زائل کرنے والے  
 امور میں بیان کر دی ہے۔ یہ تمام ضعیف کی افواہ ہیں۔ اگر صحیح حدیث کے شرائط میں اس واسطے ضبط راوی کی کزوری  
 اور کوئی کزوری نہ ہو تو یہ حدیث "حسن لذاتہ" ہوگی بشرطیکہ ضبط راوی کی یہ کزوری عظمت کے درجہ تک نہ پہنچی ہو اور  
 "حسن لذاتہ" اور حدیث بھی احکام کے لیے حجت ہو سکتی ہے اگر حسن لذاتہ کے ساتھ اس کی ہم مثل ایک ایسی دلیل ملے  
 تو یہ حدیث "صحیح لغیرہ" بن جاتی ہے اور اگر اس سے کم درجہ کی کوئی مؤید اس سے مل جائے تو صحیح لغیرہ "ذبتہ" گی  
 تا وقتیکہ اس سے کم درجہ کی متعدد روایات جمع نہ ہو جائیں میری نگاہوں میں تعلیق ختم ہوئی، غرض۔ (ت)

یہ چند جملے کو بجا دل پر لکھ کر بیٹھنے سے یہ کہہ کر تھکے اس تو یہ جس کے ساتھ شاید اور جگہ نہ ملیں، و  
 بآلہ استعینق ولہ الحمد الحمد لله القادر المقتدر علوہ ما علمہ وصلی اللہ تعالیٰ علی ناصر الضعیف و  
 آلہ وسلم قبول ضعیف فی مسائل الاموال کا مسئلہ جلیلہ ابتداء مسودہ فقیر میں صرف دو افادہ مختصر میں میں نسخہ کے  
 مقدمہ کتاب کو ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں رسالہ جوتہ تیار کیا جس میں چھپنا شروع ہو گیا اثنا عشر تبیض میں  
 بارگاہ مفیض علوم و نعم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بجز اللہ تعالیٰ نے نفاس جلیلہ کا اضافہ ہوا افادہ شانزدہم سے یہاں  
 تک آٹھ افادات تاخیر اسی مسئلہ کی تحقیق میں تھا جوئے علم روکتے روکتے اتنے اوراق اٹھ ہوئے، امید کی جاتی  
 ہے کہ اس مسئلہ کی ایسی تسہیل ملیں و تفصیل جریں اس طور کے ہوا کہیں نہ ملے، مناسب ہے کہ یہ افادے اس مسئلہ  
 خاص میں جدا رسالہ قرار دیے جائیں اور مختصر تاریخ التہاد الکاف فی حکم الضعفاء (ضعیف  
 حدیثوں کے حکم میں کافی ہدایت۔ ت) لقب پائیں و بآلہ التوفیق ولہ الشہ علی مہ خارق من نعم تحقیق  
 ما کا عشر وعشرا عشرہ انلیق و الصلاة والسلام علی العجیب الکبریٰ و آلہ وصحبہ عداۃ

عہ منقرض علی بالام سے بھی ضعف یا فصیح کلام میں شائع و ذائع ہے یوم التلاق یوم التواد البکیر التعال الی غیر ذلک  
 امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب ہے الکاف الشافی فی تخریج احادیث الکشاف ۱۲ ص ۴۶



اُسی میں تصانیف نام خطیب کو لکھا،

التصانیف المصنوعة التي هي تصانيف المحدثين و  
عمر و قہم فی فہم

پھر امام حافظ ابو طبرانی سے اُن تصانیف کی مدح حلی نقل کی۔ سبہای اللہ کہاں شاہ صاحب کا یہ حسن اعتقاد  
در کہاں کی کلام کی وہ بہبود مراد کہ وہ کتب سراسر حلی و تاقیل استناد۔

مثلاً جناب شاہ صاحب مرحوم کے والد شاہ ولی اللہ صاحب کہ حجۃ اللہ الباقیہ میں اس تقریر طبقات کے  
موجود اُسی حجۃ پاؤں میں اسی طبقہ رائد کی نسبت لکھتے ہیں،

اصبح هذه الطبقة ما كان ضعيفا محتلا  
یعنی اس طبقہ کی احادیث میں صالح ترویج حدیثیں ہیں  
جن میں ضعف قلیل قابلِ نقل ہو۔

نہ ہر بے کیفیت محمل ادنیٰ، نیما سے خود احکام میں بہت بروائی ہے اور فضائل میں تو بالا جماع تنہا ہی  
مقبول و کافی ہے پھر یہ حکم بھی عجیب و غریب ہو گا ورنہ ای میں بہت احادیث منجبرہ حسان عیسٰی مؑ اور عند تحقیق یہ  
بھی باعتباریہ سبب، ورنہ فی الواقع ان میں صحاح حسان سب کچھ ہیں کہنا مستحسن بعونہ تعالیٰ (جیسے کہ تو  
عقرب سنے گا)۔

والعالمی شاہ صاحب قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین میں لکھتے ہیں،

چون زہد علم حدیث طبقہ دینی و خطیب و ابن عساکر	جب علم حدیث دینی، خطیب اور ابن عساکر کے طبقہ
رسیدہ میں عزیزان دیدہ کہ احادیث صحاح و حسان	تک پہنچا تو انہوں نے دیکھا کہ متقدمین علماء نے ایسی
راستہ میں مضبوہ و کرد و اندلس مائل شدہ نہ کہ احادیث	احادیث جو صحیح اور حسن تھیں کہ محفوظ کر دیا ہے لہذا
ضعیف و مقلوبہ کہ سلفہ آزاویدہ و دانستہ گراشتہ	انہوں نے ایسی احادیث جمع کیں جو ضعیف و مقلوبہ
بودند و غرض ایشان ایں عین آن بود کہ بعد جمع حفاظ	تھیں جنہیں اسلاف نے عمدہ ترک کیا تھا ان کے جمع کئے
محدثین و راں احادیث تامل کفہ و موضوعات را	سے غرض یہ تھی کہ حفاظ محدثین ان میں غور و تامل کر کے

عہد قسم دوم ز فصل دوم در شہادت و راقان اسے  
دوسری فصل کی قسم دوم جو کاتبین کے شہادت سے متعلق ہے ان کے  
تحت اس کا بیان ہے (ت)

سنہ ہستانت الحمد للہ میں اردو ترجمہ تاریخ بغداد و خطیب  
سنہ حجۃ اللہ الباقیہ باب طبقہ کتب حدیث، الطبقة الرابعہ  
مطبعہ امیر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۸  
المکتبۃ السلفیہ لاہور ۱/۱۳۵

از حدیث بغیر ہمتا زنیہ چنانکہ اصحاب مساند فرق  
 حدیث صحیح کو مذکورہ حفاظ صحاح و ضعیف از  
 یکدیگر ہمتا زنیہ ہر دو فرق را خدا تعالیٰ محقق ساخت  
 بخاری و مسلم و ترمذی و حاکم تمیز احادیث و حکم بصحت و  
 حسن و متاخران حدیث غریب و طبقہ او تصرف  
 نمودن این جوڑی موضوعات را بحدیث ساخت و سخاوی و  
 مقاصد حسنہ حدیث بغیر از ضعیف و منکر تمیز نمود  
 غریب و طبقہ او در مقدمات کتب خود بایں مقاصد  
 تقریر نمودند جز اہم اللہ تعالیٰ عن اہل النبی  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر اللہ ملحقاً  
 ان کے طبقہ کے لوگوں نے اپنی کتب کے مقدمات میں ان مقاصد کی تقریر کی ہے اللہ تعالیٰ ان تمام کو نبی اکرم صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اہل طہطا۔ (ت)

دیکھو کسی عربی تقریر کہ کتب طبقہ زہد و عارف و سنی و شیعہ و اہل بدعت ہی موجود ہیں اگرچہ بغیر ہمتا و ہمتا  
 بلاشبہ خود احکام میں ہمت نہ کر ضاعلی۔

خامساً انھیں شاہ صاحب نے اسی ہمت میں سنن ابنی و داؤد و ترمذی و نسائی کو طبقہ ثانیہ اور مصنف عبد اللہ  
 و ابو یوسف ابی شیبہ و تھانیف ابی داؤد و یاسی و بیہقی و طبرانی کو طبقہ ثالثہ اور کتب ابو نعیم کو طبقہ رابعہ میں  
 لگا۔ امام جلیل جلال سیرت علی غیبہ جمع الجوامع میں فرماتے ہیں،

در صورت بخاری شیخ و مسلم و کلین جاب  
 حب و لھاکم فی المستدرک لہ و للفضیاء  
 فی المحتسرة فض و جمیع ما ف ہذہ  
 الکتب الخمسة صحیحہ سوی ما فی المستدرک  
 من المتعقب ما ثبہ علیہ، و در صورت ابی داؤد و  
 ما سکت علیہ فهو صالح و ما بین ضعفہ  
 حدیث فی الاصل الہدی وقت علیہ یسین  
 میں نے حوالہ بات کے لیے یہ درجہ وضع کیے ہیں، رخسے  
 بخاری و مسلم و کلین، حب سے ابی جان، کہے مستدرک  
 حاکم، فض سے مختارہ للفضیاء، ان پانچوں کتب میں  
 صحیح احادیث ہیں ماسوائے حاکم کے جی پر اعتراض  
 کیا گیا ہے اس پر توجہ رکھو، اسے ابو داؤد جس پر  
 وہ خاموش رہیں وہ صالح ہے اور جس کا ضعف  
 وہ اصل کتاب جس پر میں نے واقفیت (باقی پر صفحہ ۵۴۱)

سہ قرۃ العینین فی تفضیل، شیخین قسم دوم از شہادت الخ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۲۸۲



نقلہ عنہ ، ولترمدی فی الفل کلامہ  
عن الحدیث ولفظہ فی ولابن ماجہ لا  
ولابی داؤد الطیالسی ط ولاحمد حم  
ولعبد الرزاق عیب ولابن ابی شیبہ ش  
ولابی یسوع ولطبرانی فی الکبیر طیب و  
الاوسط طس وفی الصغیر طص ولابی نعیم  
فی الخلیۃ حمل وللبیہقی ولہ فی شعب  
الایمان هب وھذہ فیہا الصحیح والمحسن  
والضعیف فابینہ عاباً او مختصراً .

انہوں نے بیان کیا ہے میں نے اسے نقل کر دیا ہے  
ت سے ترمذی میں ان کا حدیث پر تبصرہ بھی نقل کرونگا  
ن سے نسائی ، ہ سے ابن ماجہ ، ط سے ابو داؤد الطیالسی  
حم سے احمد ، عیب سے عبد الرزاق ش سے ابن ابی شیبہ  
س سے ابی یسوع ، طیب سے طبرانی کی کتب کبیر ، طس سے  
مجم اوسط ، طص سے صغیر ، حمل سے الخلیۃ نعیم  
قی سے بیہقی ، هب سے شعب الایمان ، لیبیہقی  
مراد ہوگا ، ان تمام کتب میں احادیث صحیح بھی ہیں حسن  
اور ضعیف بھی اور میں اکثر طور پر ان کے بارے میں  
نشان دہی بھی کروں گا وہ مختصراً ۔ (ت)

دیکھو امام حاکم المتحرف نے ان طبقات ثانیہ و ثالثہ و رابعہ سب کو ایک ہی شق میں لے لیا اور سب پر یہی حکم  
فرمایا کہ ان میں صحیح ، حسن ، ضعیف سب کچھ ہے ۔  
سادساً خود جناب ساد صاحب کی تعابیر تفسیر عزیزی و تفسیر شامی وغیرہا میں جا بجا  
احادیث طبقہ رابعہ سے جگہ اُن سے بھی اتر کر استناد موجود ، اب یا تو شاہ صاحب معاذ اللہ خود کلام اپنا  
نہ سمجھتے یا یہ سب ملاحظہ تو لیت معنوی کر کے احادیث طبقہ رابعہ کو حمل و مسلط ٹھہرانا اُن کے سر یکے دیتے ہیں ،  
تمیلاً چند نقول ماضی ، عزیزی آخر تفسیر ہی تک میں ہے ،

(بقیہ ماحشیہ صفحہ گزشتہ)

حاصل کی ہے اس میں لفظ فما اور علیہ کے  
درمیان ایک کلمہ ہے جو کتابت میں واضح نہیں تو میں  
نے اس کی جگہ لفظ سکنت کلمہ دیا ہے اور چونکہ اس  
سے آگاہ کرنا ضروری تھا تو میں نے آگاہ کر دیا ،  
۱۲ منہ (ت)

لفظی ماوعیہ کلمۃ لم تبین فی الکتابت  
فلکبت مکانہا لفظ سکنت اذ هو المراد واذا  
کانت لہ من التنبیہ نہت علیہ  
۱۲ منہ (م)

ابو نعیم و دیلمی از ابو الدرداء روایت کرده اند کہ آنحضرت  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ کہ فاتحہ کتاب سبب  
کفایت ہے کہ از انچہ پنج چیز از قرآن کفایت نیکند  
الحديث۔  
ابو نعیم اور دیلمی نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے فرمایا جہاں قرآن کی دوسری سورۃ کافی نہ ہو وہاں  
فاتحہ کافی ہے الحديث (ت)

ہیں اور روایات بھی ابی ہریرہ و ابی ہریرہ و ابی ہریرہ  
قبلی از شبی روایت کردہ است کہ شخصے نزد آمد  
و شکایت در گردہ کرد شبی باو گفت کہ ترا لازم است  
کہ اساس القرآن بخوانی و بر جانے در و دم کنی او گفت  
کہ اساس القرآن چہیست شبی گفت فاتحہ الکتاب۔  
ہیں اور روایات بھی ابی ہریرہ و ابی ہریرہ و ابی ہریرہ  
قبلی از شبی سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے شبی کے  
پاس آکر شکایت کی کہ مجھے درد گردہ ہے، انہوں نے  
فرمایا کہ اساس القرآن پڑھ کر پائے درد بردم کر،  
اسی نے عرض کیا کہ اساس القرآن کہا ہے؟ فرمایا  
سورۃ الفاتحہ۔ (ت)

عزیزی سورۃ بقرہ ذکر بعض خواص سورۃ آیات میں ہے  
ابن المبارک و تاریخ کو از محمد بن سید بن وہایت کردہ  
اسی نے اپنی کتاب میں محمد بن سیرین سے روایت

عن دوریں بعض روایات قرآنی دار قطنی یا طبرانی یا  
وکیع مخالف را سود نہ پذیرا کہ انہیں چنانکہ احتمال  
ایں معنی نہ نمایند کہ اسناد بایں مقرون ببطعہ شامش  
است بچناں ایں امر بمنقہ ثبوت نشینہ کہ بہر ہما  
بطعہ را بعد ساقط از درجہ اعتبار نیست باز احتمال  
نہ کہ بطلان خط روایات و اگر کہ تنہا از بطعہ را بعد ست  
ازل با سطر زحسم مخالف را هیچ کن  
باشد فافہم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م)  
اور اس میں بعض روایات کے دار قطنی یا طبرانی یا وکیع  
کے ساتھ اقرآن سے مخالفت کو سود مند نہیں کیونکہ اس  
طرح سے یہ معنی پیدا ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ اسناد سے  
بطعہ شامش سے مقرون ہیں اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہے  
کہ بطعہ را بعد کی تمام احادیث و غیر اعتبار سے ساقط نہیں  
پھر احتمال نہ کہ دیگر روایات کے خلاف سے کہ جو صرف  
بطعہ را بعد سے ہیں یہ بھی زعم مخالف کو زیادہ زائل کرنے  
والہ ہے، مخالفت کا جو بھی زعم ہو، اسے اچھی طرح  
سمجھو ۱۳ منہ (ت)

کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنی جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو تینتیس آیات پڑھے گا اسے کوئی درد نہ اور ڈاکو نقصان نہیں دے گا الحدیث اور مختصراً۔ (ت)

کہ حدیثی از عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شنیدہ بودم کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ اند ہر کہ در شب سی و سہ آیت بخواند اگر در آن شب زندہ و زودے ایذا نرسد الحدیث اور مختصراً۔

اسی میں ہے،

روایتی ابن جریر بن مہاجر قال سئل عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ادبک النہامی الحدیث۔

عزیزی آخر وانیل میں ہے،

حافظ حبیب بغدادی اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت می کنند کہ روزے بچہ مت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر بودیم ارشاد فرمودہ: عا، شمت سے یہ کہ حق تعالیٰ بعد از من کہے را بتر از و پیدا نکرده است

ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا کہ حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان نصاریٰ کے بارے میں سوال کیا الحدیث (ت)

حافظ حبیب بغدادی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا ابھی ایک شخص آئے گا کہ میرے بعد اس سے بہتر

اس آیت کے تحت ہے ان الذین امنوا والذین ہادوا۔ (م)

شاہ صاحب نے مجازاً نافذ میں جہاں چار طبقات کا ذکر کیا ہے وہاں تفسیر ابن جریر کا بھی چمکتے طبقے میں تہا کیا ہے جیسا کہ السیف، المسلول علی من انکر اثر قدم الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس کا ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عنه زیر آیت ان الذین امنوا والذین ہادوا والذین ہادوا ۲ منہ (م)

عنه شاہ صاحب درجی نافذ جائیکہ ذکر طبقات اور بعد کردہ است تفسیر ابن جریر انہیں طبقہ را بعہ شمرده است كما ذكره في السيف المسلول على من انكر اثر قدم الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ (م)

سے تفسیر عزیزی سورۃ البقرۃ خواص و فضائل سورۃ فاتحہ و سی آیت الی مطبوعہ لاہور دہلی ص ۹۴  
سے تفسیر عزیزی سورۃ البقرۃ زیر آیت ان الذین امنوا والذین ہادوا والذین ہادوا ص ۲۴

و شفاعت اور روز قیامت میں شفاعت پر غیران باشد  
جاہل گوید کہ عیسیٰ نہ مکتبہ بود کہ حضرت ابوبکر تشریف  
آوردند۔

شخص اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں فرمایا اس کی شفاعت  
روز قیامت اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی شفاعت کی طرح  
ہوگی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی  
تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

### تحفہ (اثنا عشریہ) میں ہے،

در روایات مشہور و منقول صحیح و ثابت است کہ ایں امر خیر  
بر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاق آمد و خود را برادر مراد  
زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر آورد و امیر المومنین عسلی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ را شفیع خود ساخت تا آنکہ حضرت  
زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا را خوشنود شد اما روایات اہل سنت  
پس در مدارج النبوة و کتاب الوفا و بیعتی و مشروع مشکوٰۃ  
موجود است بلکہ در شرح مشکوٰۃ شیعہ جہالتی نوشته است  
کہ ابوبکر صدیق بعد از ایں قصہ بخانہ خالد رست و در گرمی  
آفتاب بر در ہا ستاد عذر خواہی کرد و حضرت زہرا  
از و راضی شد و در ریاض النبوة نیز ایں قصہ پر تفصیل  
مذکور است و در فصل الخطاب بروایت بیعتی از شعبی نیز  
ہیں قصہ در ویست و ایں اسان در کتاب المواقف  
از اوزاعی روایت کردہ کہ گفت بیرون آمد ابوبکر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ بر در خاںہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا در روز گرمی

مشہور اور منقول دونوں کے (۱) روایات صحیحہ میں ثابت  
ہے کہ یہ مسالہ حضرت ابوبکر پر نہایت شاق گزارا، لہذا  
آپ سیدہ خاتلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دروازے  
پر حاضر ہوئے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کو سفارش کیا تا کہ سیدہ خاتلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
اس سے راضی ہو جائے، روایات اہل سنت و مدارج النبوة،  
الوفاء، بیعتی اور مشروع مشکوٰۃ میں موجود ہیں بلکہ شرح  
مشکوٰۃ میں شیعہ جہالتی نے لکھا ہے کہ حضرت  
ابوبکر اس واقعہ کے بعد سیدہ خاتلہ زہرا کے گھر کے اہل  
وصحاب میں گھڑے ہوئے اور معذرت کی اور سیدہ خاتلہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے راضی ہو گئیں۔ ریاض النبوة  
میں بھی یہ واقعہ تفصیلاً درج ہے اور فصل الخطاب میں  
بروایت بیعتی، شعبی بھی یہی واقعہ منقول ہے اور  
ابن اسان نے المواقف میں اوزاعی سے روایت کیا  
کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرمی کے وقت سیدہ خاتلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گئے (۱)۔

حکم در ضمن سیزدہم از مطاعی طاعنہ بر حضرت افضل  
الصدقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ مرد (۱)

طعن دہ گوں کے ان اعتراضات میں سے تیر حویطین  
میں ہے جو انھوں نے افضل الصدقین حضرت صدیق اکبر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیے ہیں ۱۱ (۱)۔

سنت تفسیر عزیزی آفر سورة الیل پارہ عم - مبلورہ عالی کنواں دہلی ص ۲۰۶  
سنت تحفہ اثنا عشریہ طعن سیزدہم از مطاعی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبلورہ سیلی الہدی لاہور ص ۲۰۸

سایعاً طرف تریہ کہ شاہ صاحب نے تصانیف حاکم کو بھی طبعاً بعد میں گنا حالانکہ بلاشبہ مستدرک حاکم کی اثران دیشہ اعلیٰ درجہ کی صحاح و حسان ہیں بلکہ اُس میں صدیہ پیش بر شرط بخاری و مسلم صحیح میں قطع نظر اس کے تصنیف شاہ صاحب میں کتب حاکم سے کئے اسناد میں اور بڑے شاہ صاحب کی ازالۃ الخفاء و قرۃ العینین میں تو مستدرک سے تودہ کردہ احادیث نہ صرف فضائل بلکہ خود احکام میں مذکور کیا یا بخفی علی من حالہما (جیسے کہ اس پر معنی نہیں جسکے ان دونوں کتابوں کا مطالعہ کر لیتے ہیں) لطیف تریہ ہے کہ خود ہی بستان احمدین میں امام الشافعی ابو عبد اللہ ذہبی سے نقل فرماتے ہیں،

انصاف آست کہ در مستدرک قدر سے بسیار بر بشرط این  
برود بزرگی یافتہ میشود یا بشرطیکہ از نہا بلکہ علی غالب  
آنست کہ بقدر ضعف کتاب ازین قبیل باشد و بقدر بے  
کتاب ازین جنس است کہ نظر بشرط اسناد او صحیح است  
لیکن بشرط این سرود نیست و بقدر بے باقی و ابیات و  
مناکیر بلکہ بعضی موضوعات نیز بہت چنانکہ من بد انتقاء  
آئی کتاب کہ مشہور بتفخیص ذہبی است جزو کردہ آئی  
جو کہ بعضی ذہبی سے مشہور ہے، میں اس بار سے میں خبر دیکھا ہے، (نتیجہ ۱۲)

لفظ "بشرط" ہر در آنچه امام حاکم الخفاء در تدوین از  
ذہبی آورده نیست بعضی ہیں است کہ فیہ جملة  
ذہبی عن شرطہما و جملة کثیرة علی شرط  
احدهما لعل مجموع ذلك نحو نصف الکتاب  
وفیه نحو الربع صاحب سندہ ووفیه بعض  
اشی اولہ علیہ ومانقی و هو نحو الربع فهو ما کیراد  
واہیات لا یصح و فی بعض ذلك موضوعات ہندوم،  
جو بقیہ چو تھائی ہے وہ مناکیر یا ابیات ہیں جو صحیح نہیں، اور بعض اس میں موضوعات بھی ہیں ۱۲ منہ (ت)

ملہ بستان الحمد شیعہ مع اردو ترجمہ مستدرک میں احادیث موضوعات کا اندراج مطبوعہ جامعہ اسلامیہ کراچی ص ۱۳  
تہذیب الراوی علیہ احادیث مسلم ونبہ علی الحاکم فی المسقط دار نشر لکنتب الاسلامیہ دہلی



مستدرک میں ہیں تین۔ پہلے کتاب کہ قدرِ عا وِث بھیجی ہیں نہ کہ سب کا ضعیف ہونا چاہئے۔ ضعفِ مشہد یا بطلانِ محض کہ کوئی جاہل بھی اس کا ادعا نہ کرے گا اور اس سے بڑا اعتمادی کے یہی معنی اگر خود یا قوتِ قدر رکھتا ہو آپ پر کئے ورنہ کلامِ ناقدین کی طرف رجوع کرے ہے اس کے تحت نہ بچے لے اب انصافاً یہ حکم نہ صرف کتبِ طبقہ رہے بلکہ ثانیہ ثالثہ سب پر ہے کہ جب مثلاً اختلافِ صحیح و ضعیف ہے اور وہ سب میں قائم تو یہی حکم سب پر لازم آفریز دیکھیں کہ امتزاج میں نے صاف صاف یہی تصریح کشتن ابی داؤد و جامع ترمذی و مسند امام احمد و سنن ابی ماجہ و مصنف ابو یوسف بن ابی شیبہ و مصنف ابی داؤد و غیرہ سنن و مسانید کتبِ طبقہ ثانیہ و ثالثہ کی نسبت بھی فرماتے ہیں کہ لعل امام الشافعی و علقہ مرقاری سے افادہ ۲۱ میں گزری۔ یہی امام شافعی و اسلام غارت ہا لہ ذکر یا انصاری و امام سخاوی نے تفصیل کی، امام حاتم الحافظ کا قول ابی یوسف کے اُصول نے ان سب کتب کو ایک سنگ میں خستہ فرمایا اب شاید منکر کے فہم ان نفوسِ اتر کو دیکھ کر کشتن ابی داؤد و ترمذی و سنن ابی ماجہ کی نسبت بھی یہی اعتقاد کرے گا کہ وہ بھی معاذ اللہ محض میں دیکھا و اصلاً ناقابلِ استناد و اعتبار ہیں و لا حول و لا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ بالجمہ حق یہ کہ مدارِ استناد و نظر و انتقاد یا تحقیقِ نقد پر ہے نہ غلامِ کتاب میں ہونے غلامِ میں نہ ہونے پر قلمِ ضراحت رہا جب اس محل پر آیا فیضِ کرد و کردہ نے خوش فرمایا اس مقام و مرامِ طبقہ حدیث کی تحقیق جزلی و تدقیق تمیل غیر دلیلِ ضررہ نمونے الجاہل پر مائیں ہوگی کہ اگر یہاں ایراد کرتا اٹھنا کلام

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

پرانسوں نے تنقید کی وہ ان سے بہت کم ہیں جن پر تنقید نہیں کی، اور کہا کہ اس میں تکلیف وہ امر یہ ہے کہ وہ غیر موضوع کو موضوعِ گمان کرتے ہیں یہ اس کا ٹکس ہے جو مستدرک حکم کا ضرر ہے کیونکہ وہ غیر صحیح کو بھی صحیح گمان کرتے ہیں، کہا کہ ان دونوں کتابوں کی کٹ چٹا ضروری ہے کیونکہ ان دونوں میں تساہل کی وجہ سے تسامعِ مائل کرنے کا مصدم کر دیتا ہے مگر اس شخص کے لیے

ہم نے ان دونوں کی بہارتوں کو اپنے ساتھ مراجعِ طبقات

الحدیث میں ذکر کیا ہے ۱۲ منہ ۱۲

ما لا یفتقد قلیل جداً قال ذوقہ من الضرر ان یظن ما لیس بموضوع موضوعاً عکس الضرر بمستدرک الحاکم فانہ یظن ما لیس بصحیح و صحیحاً قال ویتحین الاعتناء باستعداد التبین فان الکلاء فی تساہلہما اعدم الاستطاع بہما الا لعالم بالقرآن لاہ ما من حدیث الا ویمکن ان یکون قد وقع فیہ تساہل ۱۲ مر ۱

علہ ذکرنا لصلحہما فی رسالتنا مدارج طبقات الحدیث ۱۲ منہ ۱۲ فی غرضہ ۱۲

و اجماع مرام سامنے تھا لہذا اسے توفیقہ تعالیٰ رسالہ عقودہ اور بحالہ تاریخ مذاہج طبقات الحدیث  
لقب دیا و اللہ العتہ فیما الہم و لہ الحمد علی ما علم و حسنی اللہ تعالیٰ علی سیتہ تا و مولانا محمد  
والہ و محبہ وسلم۔

**اقادہ بست و پنجم:** کتب موضوعات میں کسی حدیث کا ذکر مطلقاً ضعف کو ہی مستلزم نہیں،  
اقول کتابیں کہ بیان احادیث موضوعہ میں تالیف ہوئیں دو قسم ہیں، ایک وہ جن کے مصنفین نے خاص ایراد  
موضوعات ہی کا التزام کیا جیسے موضوعات ابن الجوزی و باطل جو زرقانی و موسوعات صفائی ان کتابوں میں کسی حدیث  
کا ذکر بلا شبہ یہی ہوتا ہے تاکہ کسی مصنف کے نزدیک موضوعات سے حسب تک ضرورت نفی مومنہ حیثیت نہ کر دی ہو یہی  
ہی کتابوں کی نسبت یہ خیال کیا ہے کہ موضوعات نہ بچتے تو کتاب موضوعات میں کیوں ذکر کرتے پھر اس سے بھی صرف اتنا  
ہی ثابت ہو گا کہ یہ مصنف میں موضوعات سے یہ خط واقع عدم صحت بھی ثابت نہ ہو گا کہ ضعف نہ کہ سقوط نہ کہ بطلان  
ان سب کتب میں، حدیث صحیحہ درکنار بہت احادیث حسان و صحاح بھر دی ہیں اور بعض جے دلیل ان پر علم وضع  
لگا دیا ہے جسے اللہ محققین و نقاد متقیین نے بطلان قابرہ باطل کر دیا جس کا بیان مقدمہ ابن الصلاح و تقریب امام  
تووی و الفیہ، امام عراقی و فتح الباری امام سنن دی و فیہ تصانیف مسند بیان و تقریب امام حاتم الحافظ سے  
قدر سے مفصل، اور انہی کی تعبیات و لالی مضمونہ و القول الحسن فی الذہب عن السنن و امام الشان کے القول المسد  
فی الذہب عن مسند احمد و غیرہ سے بنیاد تفصیل واضح و روشن بطلان تصدیق سے ظاہر کہ ان الجوزی نے اور تصانیف  
درکنار خود صحاح ستہ و مسند امام احمد کی پورے حدیثوں کو موضوعات کہہ دیا جس کی تفصیل یہ ہے، مسند امام احمد صحیح بخاری و غیرہ  
بروایت معاویہ بن شکر، صحیح مسلم شریف، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ و مسند امام احمد بن حنبلہ  
عہدہ الحمد شریف عربی، رسالہ مختصر بحالہ باء ضعف و جازت و انہ فیہ پر مشتمل اس میں،

اولاً طبقات اربعہ حدیث میں جو کہ اللہ ابانہ کا کلام نقل کیا۔  
ثانیاً ایک مسلسل بیان میں اس کی دو تقریر ادائیگی جس سے کلمہ فتنم ہو کر بہت شبہات کا ازالہ ہو گیا۔  
ثالثاً پھر بہت ابکاثر رکھ کر لفظ ذلک لفظ ایراد کی جس سے روشنی ہو گیا کہ طبقات اربعہ کی تحدید نہ جامع نہ مانع  
نہ ناقد کے کام کی نہ مقلد کو نافع۔

رابعاً اپنی طرف سے ایک عام و شامل تمام و کمال ضابطہ وضع کیا جس سے ہر گونہ ناقد و غیر ناقد متوسط و عادی  
ہر قسم کے آدمی کو حد استناد و طریق احتجاج واضح ہو گیا آخر میں سے کلمات علامت سے مزید کیا اُس کے ضمن میں صحاح ستہ  
و غیرہ کتب حدیث کا مرتبہ اور باہمی تفاوت اور بعض دیگر کتب صحاح کا شمار و ریزہ کہ اللہ و علیٰ میں کن کن کو دربارہ تصحیح  
احادیث تسلی اور کہیں در باب حکم وضع تشدید یا مسامحہ جرح رجال میں نفی تھا بیان کیا جو کچھ وہی کیا ہے کسی روشنی ثبوت  
دیا ہے و لہ الحمد (۱۲۸) (م)



قصہ صرف ایراد موضوعات واقعہ نہیں بلکہ دوسروں کے مکرم وضع کی تحقیق و تفتیح جیسے لالی امام سیوطی یا نظریہ تنقید کے لیے اُن  
حدیث کا جمع کر دینا جن پر کسی نے مکرم وضع کیا جیسے انھیں کا ذیل لالی امام محمد روح حلیہ مضموعہ میں فرماتے ہیں،

اس لجوری اکثر من احرار ۱۷ جعیف بل والحسن  
بل و بصیحہ کما یہ علی ذلك الا نمة الخلف قد  
و مال ما احتلج فی مصیغہ استقاؤہ واستفادہ  
و اور الحدیث ثم اعقب بکلامہ ثم انکان متعصا  
سہت علیہ او ملکہ۔

ابن جوزی نے کتاب موضوعات میں بہت ضعیف بلکہ  
حسن بلکہ صحیح حدیثیں روایت کر دی ہیں کہ ائمہ حفاظ نے  
اس پر تنبیہ فرمائی مگر سے میرے دل میں تھا کہ اُس  
کا غلام کروں اور اُس کے حکم پر رکھوں تو اب میں حدیث  
ذکر کے ابی جوزی کا کلام نقل کروں گا پھر اس پر جو  
اعراض ہو گلا جاؤں گا۔

اُسی کے نام میں فرماتے ہیں،

و اذ قد اتینا علی حیمہ ما فی کتابہ فنشروع  
اکان فی لزیادات علیہ فمنہما یقطع موضعه  
و منہما یصلح فط علی و صعبہ ولی فیہ نظر  
فاذکرہ لیطہر فیہ۔

پُر ظاہر کہ ایسی تصانیف میں حدیث کا ہونا مصنف کے نزدیک بھی اس کی موضوعیت نہ بتانے والا حاصل  
کتاب کا موضوع ہی نہ ہا یراد موضوع نہیں بلکہ اگر کچھ حکم دیا یا سند یا متن پر کلام کیا ہے تو اسے دیکھا جائے گا کہ  
صحت یا حسن یا ثبوت یا صلوح یا ضعف یا سقط یا بطلان کیا سلا ہے مثلاً لا یصح (یریح نہیں۔ ت) یا  
لے یثبت (یر ثابت نہیں۔ ت) یا سند پر جماعت یا انفکاح سے طعن کیا تو غایت درجہ ضعف معلوم ہوا، اور  
اگر "مضعفہ" کی قبیہ نہ کہ دی تو صحت مرفوع کا ضعف اور بنظر مفہوم موقوف کا ثبوت مفہوم ہوا، و علی ہذا انتیقا  
اور کچھ کلام نہ کیا تو امر محتاج نظر و تفتیح رہے گا کمالی شکر کا ان کی کتاب موضوعات مستحق بہ فراموشی نہ ہوگی اسی قسم ثانی کے  
ہے جو اُس نے خطبہ کتاب میں اس معنی کی تصریح کی کہ میں اس کتاب میں وہ حدیثیں بھی ذکر کروں گا جنہیں موضوع کہنا  
بہر صیح نہیں بلکہ ضعیفہ ہیں بلکہ ضعف بھی ضعیف ہے بلکہ اصلاً ضعف نہیں حسن یا صحیح ہیں کہ اہل تشدد کے کلام پر  
تنبیہ اور اُس کے رد کی طرف اشارہ ہو جائے، عبارت اُس کی یہ ہے،

وقد اذكر ما لا يصح اطلاقه اسوالمومنين عليه  
بل عاية ما فيه انه ضعيف بمرق وقد يكون  
ضعيفا ضعفا خفيفا وقد يكون  
على من ذلك والحاصل على ذكر ما كان هكذا  
التعبية على انه قد عد ذلك بعض المصنفين  
موضوعا كابت الجوزي فانه تعامل في  
موضوعات من حق ذكر فيها ما هو صحيح فصولا  
عن الحسن ومبلا عن لضعيف وقد تعقبه  
المصطفى بما فيه كفاية وقد اشوت الى تعقباته

کبھی میں نے اس کتاب میں دو احادیث ذکر کروں گا جن پر مشروع  
کا طلاق در دست نہیں بلکہ وہ ضعیف ہوں گی اور بعض  
کے ضعف میں بھی خفت ہوگی بلکہ بعض میں ضعف ہی  
نہیں ان کے ذکر کا سبب یہ ہے تاکہ اس بات پر  
تنبیہ کی جائے کہ بعض مصنفین نے انہیں موضوع  
قرار دیا ہے جیسے ابن جوزی نے اپنی موضوعات  
میں تعامل سے کام لیا ہے۔ حتیٰ کہ صحیح  
روایات کو موضوعات میں کرکڑیا دیا جائے کہ حسن اور ضعیف  
انہی کو ملنے ان کا تہ قہ کیا ہے میں نے بھی ان کے  
تعقیبات کی طرف اشارہ کیا ہے (الحدت)

تر مشکلیں ملاحظہ فرمائیے یہاں سے کہ حدیث تعبیل ابراہیم شروکانی کے نزدیک موضوع نہ ہوتی تو کتاب موضوعات میں  
کیوں ذکر کرتا کیسی جہالت فاحشہ ہے۔

تتنبیہ ہر چند یہ افادہ ان گیارہ افادات سابقہ سے زیادہ متعلق تھا جن میں حضرات حافظ کے زعم  
موضوعیت کا ابطال ہوا مگر زانچہ۔ یہ پڑھنے ہی پاس سے تو یہ نہ ہو سیت کسی دو نہ کا کلام نہ تھا لہذا ان افادات  
کے ساتھ منسلک کیا کرو۔ فتح ہو کر ذکر فی الموضوعات ضعف شمر یہ کو بھی مستلزم ہیں جو ایک مسلک پر قبول  
انفصال میں غل ہو بلکہ حقیقتہ نفس ذکر یہ ملاحظہ حکم تو مفید مطلق ضعف بھی نہیں کہ دونوں قسم میں صحاح و حسن  
مکمل ہو رہیں کہ تبیین۔

**الطیغہ** اقول حضرات دیار کے پچھے متکلم اگر موضوعات شروکانی کو مشروع نہ سمجھے تو کیا عجیب  
کہ خود ان کے امام شروکانی کی کج بھی ایسی ہی ناقص رہا کافی تھی ہیں خیرہ موضوعات میں عدائے نایان کذب کی دو قسمیں  
کیں ایک وہ جنہوں نے رواۃ ضعیفہ روکھ ایمن وغیرہ کے بیان میں تصنیفیں کیں جیسے کامل و میزان وغیرہما و قسم  
جعلوا مصنفاتہم منحصۃ بالاحادیث الموضوعۃ دوسرے وہ جنہوں نے اپنی تصانیف احادیث موضوعہ سے  
خاص کیں جیسے ابن جوزی و صفائی وغیرہما اور اسی قسم دوم میں مقاصد حسنہ امام سخاوی کو لکھ دیا جائے کہ وہ بزرگ تصانیف  
سے افادہ ۲۴ میں شاہ ولی اللہ کا قول گزرا کہ ابن جوزی موضوعات را مجرد ساخت و سخاوی در مقاصد حسنہ حسان لیرا  
از ضافات و منا گیر کثیر نمود یہیں سے ظاہر کہ مقاصد حسنہ کے مقاصد حسنہ کتب موضوعات سے کئے جڑا ہیں ۱۲ منہ دم

لحہ الفوائد المحمودة بخط الکتاب دارالکتب الطلیغہ بیروت ۴  
۱۲ قمر الیقین فی تفضیل الشیخین قسم دوم شہادت الخ مکتہ سلفیہ لاہور ۲۸۲



ایک ترکیب عجیب مرفوعہ روایت کی جس کے آخر میں ہے۔

ولا تقلوها السفها ، فانه يدعون بها  
يستجابون ۔  
یہ قوفوں کو یہ نماز نہ سکھاؤ کہ وہ اس کے ذریعہ سے  
جو چاہیں گے مانگ بیٹھیں گے اور قبول ہوگی۔

انکہ جرح و تعدیل سے عمر بن ہارون کو سخت شدید الطعن متروک بلکہ تتم بالکتاب تک کہا۔ امام احمد  
امام نسائی و امام ابوعلیٰ نیشاپوری نے فرمایا، متروک الحدیث ہے۔ امام علی بن مدینی و امام دارقطنی نے کہا، سخت  
ضعیف ہے۔ صالح جزیرہ نے کہا، کذاب ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا، محض لاشی کذاب خبیث ہے۔  
(بالکل کوئی شے نہیں کہ اب و خبیث ہے۔ ت، کل ذلك في الميزان (یہ سب میزان میں ہے۔ ت، لا جرم  
حافظان شان نے تقریب میں فرمایا، متروک و کان حافظاً (یہ متروک ہے اور حافظ تھا۔ ت، ذہبی نے  
میزان میں کہا،

كان من اوجية الصدور على ضعفه ، وكثرة  
مناكيره وما اظننه ممن يتعمد الناطل ۔  
اس ضعف و کثرت مناکیر کے باوجود وہ علم کا ذخیو  
تھا اور میں گمان نہیں کرتا کہ کوئی باطل کا اردہ  
کرتا ہو ۔ ت

تذکرۃ الحفاظ میں آخر کہا ، دہریہ فی ضعفہ (اس کے ضعف میں کوئی شک نہیں۔ ت،  
ام اہل ثقتہ حافظ عبدالحقیم ذکی منذری نے کتاب الترقیب میں یہ حدیث بروایت حاکم نقل کر کے عمر بن ہارون  
کے متروک و تتم ہونے سے اسے ملوں کیا،

حيث قال قد تضمنه به عمر بن هارون البلخي و  
جہاں کہا کہ اس کے بیان کرنے میں عمر بن ہارون بلخی متروک

عنه في الترقيب في صلاة الحاجة ۴۴۴ م، (ترقیب میں نماز حاجت کے تحت اس کو بیان کیا ہے۔ ت)

۴۲۸/۱	مطبوعہ مطبعۃ البابا مصر	سۃ الترقیب الترمذی فی صلاة الحاجة ۱۰
۴۲۳/۳	مطبوعہ المكتبة الاسلامیة لصاحبہ الحاج دینا علی شینا	نصب ارایۃ الحدیث الثانی والاربعون من کتاب البکراۃ
۲۱۰/۲	مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت	سۃ میزان الاحتمالی ترجمہ ۶۲۳۷
۱۹۲	مطبوعہ فاروقی دہلی	سۃ تقریب الترمذی حرف العین
۲۲۹/۳	مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت	سۃ میزان الاعتدال ترجمہ ۶۲۳۷ عمر بن ہارون
۳۱۲/۱	مطبوعہ دارۃ المعارف انشا میر حیدر آباد دکن	سۃ تذکرۃ الحفاظ الطبعة السابعة

وهو متروك متهم اشئ عليه ابن مهدي  
وهذه مما علمته اه قلت بل اختلف الرواية  
عن ابن مهدي المتما فقال في السمعان قال

اور وہ متروک متهم اشئ علیہ ابن مہدی  
نے فقط اسے بہتر قرار دیا ہے اہ قلت (میں کہتا ہوں)  
کہ ابن مہدی سے بھی روایت مختلف ہے، میزان میں ہے

عہ اقول هذا عجيب من مثل العادة مع  
قول نفسه في خاتمة الكتاب ضعفه الجمهور  
وثقة قتيبة وغيره في تذكرة الحفاظ عن الایام  
عن ابی غسان عن بهز بن اسد انه قال ارى يحيى  
بن سعيد حسده قال وساق الخطيب باسناد  
عن ابی عاصم انه ذكر عمر بن هارون فقال  
عمر عندنا حسن احد الحديث من ابن البارک  
وقال العمري سئل ابو حنيفة الله عن عمر بن  
هارون فقال ما اقدر ان اتقن عيسى بشئ  
كثبت عنه كثيرا فعيل له قد كانت له قصة  
مع ابن مهدي فقال بلغني به كان يحمل  
عيسى وقال احمد بن سيار كان كثير السماع  
كان قتيبة بطريقه ويوثقه الاثم ذكره كذا  
وتركه وجرحه عن ابي معين واخرين ثم  
قال قلت لاسير في صحفه وكان لما حافظ في  
حروف القسرات حلت سنة اربعين وتسعين  
ثلث مائة ۱۴۰ ۱۳۰ ۱۲۰ (مر)

اقول حافظ عیسے دو گوں پر تعجب ہے کہ خود  
انہوں نے خاتمہ کتاب میں کہا کہ اسے جمهور نے ضعیف  
کہا اور قتیبہ و غیرہ نے اسکی توثیق کی اور تذکرۃ الحفاظ میں  
از اباء از ابن غسان از بہز بن اسد ہے وہ کہتے ہیں  
میں نے یحییٰ بن سعید کو دیکھا وہ ان پر حسد کرتے تھے کہا  
اور خطیب اپنی سند سے ابو عاصم سے روایت کرتے ہیں  
کہ انہوں نے عمر بن ہارون کا ذکر کیا تو کہا کہ عمر ہمارے  
نزدیک حدیث اخذ کرنے میں ابی البارک سے احسن ہے  
اور عمري نے کہا ابو حنیفہ سے عمر بن ہارون کے تعلق  
پوچھا گیا تو کہا میں ان کے بارے میں کوئی شئی کہنے کی  
طاقت نہیں رکھتا میں نے ان سے بہت روایات  
لکھی ہیں ان سے کہا گیا کہ ان کا ابن مہدی کے ساتھ  
غلل معاطہ ہے، تو انہوں نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے  
کہ وہ اس پر حملہ کرتا تھا، اور احمد بن سيار نے کہا  
کہ وہ کثیر السماع تھا، قتیبہ اس کی قرینیت و توثیق  
کرتا تھا، پھر اس کی تکذیب، ترک اور جرح  
ابن معین وغیرہم سے ذکر کرنے کے بعد کہا میں کہتا ہوں

اس کے ضعف میں کوئی شک نہیں، اور وہ قراءات حروف میں امام و حافظ تھے (ن کا وصال ۳۹۴ھ میں  
ہوا ۱۲۰ ۱۳۰ ۱۴۰ منہ (ت)





کسی جگہ حدیث میں اُس کا نام نہ لکھا ہو، حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور والا کو نہ اگر کے بانی انت وافی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان یا رسول اللہ کہہ کر حضور کے فضائل عظیمہ و شامل مجیدہ عرض کرتا یہ حدیث امام ابو محمد عبد اللہ بن علی لکھی اندلسی رشاشی نے کہ پانچویں صدی کے علماء سے تھے ۶۶ھ میں انتقام کیا اپنی کتاب اقتباس الارواح والتماس لارادار اور ابو عبد اللہ محمد محمد ابی الحجاج جہدی کی مالکی نے کہ آٹھویں صدی کے فضلا سے تھے ۷۷ھ میں وصال ہوا اپنی کتاب نہ نقل میں ذکر کی دونوں نے محض بلا سند ائمہ کرام و علمائے اعلام نے اس زمانہ اس کا پتہ نہ پایا کتب حدیث میں اصلاً نہ لکھا مگر از انجا کہ مقام مقام فضائل تھا اسی قدر کو کافی سمجھا، نادانوں گندہ واسوں فرق مراتب ناشناسوں کی طرح طبقہ راہجہ میں سونا درکار، صفا کسی طبقہ میں نہ ہوتا ہی انہیں اُس کے ذکر و قبول سے مانع نہ آیا بلکہ اس سے استناد فرمایا علامہ ابوالعباس قصار نے اسے شرع قصیدہ بردہ شریف میں ذکر کیا اور انھیں زشت علی کا حوالہ دیا، پھر امام علامہ احمد قسطلانی نے مہاسب لدنیر میں بھیضہ جزم ذکر کیا، اسی شرع قصارہ مدخل کی سند دی، اسی مہاسب شریف و نسیم الریاض علامہ شہاب تغابی مصری و مدارج النبوة شیخ نعمتی جہد الحی حدیث و بیوی وغیرہ میں علامہ کرام نے اس حدیث کو زبر بن یہ کریم لاقیم بعد الصلوة وانت حدیث بعد الصلوة میں کس شہر کی قسم کھاتا ہوں اور اسے محبوب! تو اس میں علامہ افروز ہے۔ ست، جس میں رہب العزت جل و علانے شہر مصلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم یاد فرمائی ہے محل استناد میں ذکر کیا کہ قرآن عظیم نے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک کی بھی قسم کھائی کہ لعنک اللہ نفی مکرہم بعد صلوٰۃ (تیری جان کی قسم یہ کافر ہے نہ شہر میں بہک رہے ہیں) اور حضور کے شہر مکہ معظمہ کی بھی قسم کھائی کہ لا قیم بعد الصلوة مگر اس قسم میں اُس قسم سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم ہے جس طرح امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرف اشارہ کیا کہ عرض کرتے ہیں میرے ماں باپ حضور پر قربان یا رسول اللہ! اللہ عز وجل کے نزدیک حضور کا مرتبہ اسی حد کہ پہنچا کہ حضور کے خاک پاکی قسم یاد فرمائی لا اقیم بعد الصلوة نسیم کی دلکش عبارت یہ ہے:

مَنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى الْوَلَدِ مِنَ الْقَوْمِ الْعَاصِمِ ۱۲ مَد (م) دسویں صفحہ کی پہلی فصل میں دیکھو (ت)

عَلَيْهِ لَعْنَةُ الرَّابِعَةِ مِنَ الْبَابِ الْاَوَّلِ ۲ مَد (م) باب اول کی چوتھی فصل میں دیکھو۔ (ت)



قد قالوا ان هذا القسم ادخل في تعظيمه صلى الله تعالى عليه وسلم من القسم بذاته و بحياته كما اشار اليه عمر رضي الله تعالى عنه بقوله يا ايها النبي يا رسول الله قد بلغت من الفضيلة حده ان اقسم بتراب قدميك فقال لا اقسم بهذا البلد مبارك قدس كل قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا ہے ، لا اقسم بهذا البلد (میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں، اتنا مناسب میں ہے ،

على حاشا هذا المتضمن للقسم ببلد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا يخفى ما فيه من شراة التعظيم وقد روى ان عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال لشيبي صلى الله تعالى عليه وسلم يا ايها النبي يا رسول الله لقد بلغت من فضيلتك هذه ان اقسم بحياتك دون حاشا لا نبيا ، ولقد بلغت من فضيلتك هذه ان اقسم بتراب قدميك فقال لا اقسم بهذا البلد

بر مال میں یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر کی قسم کی متضمن ہے اور اس قسم میں جو عظمت مرتبہ ہے وہ مخفی نہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں آپ کی فصیلت اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ کی ہی اس نے قسم اٹھائی ہے کہ دو ستر نبیا کی اور آپ کی عظمت مرتبت اس کے ہاں اتنی عظیم ہے کہ اس نے لا اقسم بهذا البلد کے ذریعے آپ کے مبارک قدسوں کی خاک کی قسم اٹھائی ہے۔ (ت)

عنه المقصد السادس الترحيما من لفصل الخامس ۱۲ منہ (م) دسویں مقصد کی نوع خامس سے پانچویں فصل دیکھو ۱۲ منہ (ت)

لے نسیم الریاض شرح شفا باب اول الفصل الرابع فی قیمة تعالیٰ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۹۹/۱  
لے مواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی والفصل الثانی من النوع الثانی من المطبوعہ عامہ مصر ۲۰۰/۶

مدارج میں اسے نقل کر کے فرمایا،

یعنی سوگند خوردن بجلہ کی عبادت است کہ از زینے کے پے سپر میکنہ، آنرا (پائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سوگند بخاک پائے خوردن است، و این حفظ در ظاہر نظر سخت سے در آید، نسبت بیکتاب عزت چون گویند کہ سوگند بخورد و بخاک پائے حضرت رستا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نظر بحقیقت معنی صاف پاک است کہ غبار سے براں نہ آو تحقیق این سخن آنست کہ سوگند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ پر ہے غیر ذات و صفات خود برائے اظہار شرف و فضیلت و تمیز آن چیز است نزد مردم و نسبت بایشان پادانہ کہ آن امر سے عظیم و شریف است نہ آنکہ اعظم است نسبت بوسے تعالیٰ الہ

یعنی شہر کی قسم کی نے سے مراد بھی ہے کہ اس کے خاک پاکی قسم اٹھاتی ہے کیونکہ شہر سے مراد وہ زمین اور جگہ ہے جہاں حضور پاؤں رکھ کر چلتے ہیں، بظاہر یہ الفاظ سخت معلوم ہوتے ہیں کہ باری تعالیٰ حضور کے خاک پاکی قسم اٹھائے، لیکن اگر اس کی حقیقت کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی پوشیدگی و غبار نہیں وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ جب اپنی ذات و صفات کے علاوہ کسی شے کی قسم اٹھاتا ہے تو وہ اس لیے نہیں ہوتی کہ وہ شئی (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ سے عظیم ہونے کی حکمت یہ ہوتی ہے کہ اس چیز کو وہ شرف و عظمت نصیب ہو جائے جس کی وجہ سے عام لوگوں پر اس کا امتیاز قائم ہو اور لوگ شہسوار کریں کہ یہ شے نسبت دوسری چیز کے نہایت عظیم ہے نہ کہ وہ معاذ اللہ نسبت اللہ تعالیٰ کے عظیم ہے

میں ایک اسی حدیث ہے سند کر کیا ذکر کرتا کہ اس کی تصدیق بطریق کتب علماء میں موجود ہیں زیادہ جانے دیجئے یہ پچھلے زمانے کے بڑے محدث شہ ولی اللہ صاحب بھی جا بجا اپنی تصانیف میں ایسی کتب کی حدیثوں سے سند لاتے ہیں جو نہ کسی طبقہ حدیث میں داخل نہ ان میں سند کا نام و نشان، قرۃ العینین میں روایات مذکورہ تاریخ یا لغوی رد و فتنہ الاحباب و شواہد النبوة مولانا جامی قدس سرہ السامی سے استناد موجود،

مشدّد لکھا،

۱۱۱ تصانیف شیعین بصفات کاملہ تبلیہ پس بطریق شیعین (صدیق و فاروق) صفات کاملہ مشہورہ

حصہ قلم اول باب سوم فصل دوم ۱۲۱۲

لے مدارج النبوة اصل مناقب جدیدہ مطبوعہ فوریر رضویہ سکھر ۹۵/۱

نوٹ: مدارج النبوة مطبوعہ فوریر رضویہ سکھر کے نسخہ میں مذکورہ عبارت میں ہے خود فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنی عبارت اس نسخے میں کسی وجہ سے رہ گئی اور آنحضرت کی عبادت میں جو اضافہ ہے وہ درست ہے۔ نیز آخر سید کے قرۃ العینین فی تفصیل شیعین تصانیف بصفات کاملہ نو مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۹۲





ہم اجدہ فی شئی من کتب الاثر لکس صاحب اقتباس  
الانوار و ابن الحاج فی مدخلہ ذکر اہ فی ضمن  
حدیث طویل و کئی بذلت مسند المشعلہ خانہ لیس  
سایتعلق بالاحکام۔  
میں نے یہ حدیث کسی کتاب حدیث میں نہ پائی، مگر  
صاحب اقتباس الانوار اور ابن الحاج نے مدخل  
میں ایک حدیث طویل اسے ذکر کیا، ایسی حدیث کو  
اتحادی سند بہت ہے کہ وہ کچھ احکام سے تو  
متعلق نہیں۔ (ت)

فقیر بعون رب قدیر جل و علا تنزل پر تنزل کر کے روشن تر سے روشنی تر کلام کرے مگر حضرات منکریں کی  
آنکھیں خدا ہی کھولے۔

**افادہ بست و ہشتم** (حدیث اگر موضوع بھی ہو تو تاہم اس نفل کی ممانعت لازم نہیں) اقول اچھا  
سب جانے دیجئے اپنی خاطر فوراً تنزل لیجئے بالفرض حدیث موضوع و باطل ہی ہو تاہم موضوعیت حدیث عدم حدیث ہے  
نہ حدیث عدم اس کا اصل صرف اتنا ہو گا کہ اس بارہ میں کچھ وارد نہ ہوا نہ یہ کہ انکار و منع وارد ہوا، اب اصل فصل کو  
دیکھ جائے گا اگر تو اعدہ شرع ممانعت بتائیں ممنوع ہو گا ورنہ امامت اعلیٰ پر رہے گا اور پونیت حسن حسن و مستحسن  
ہو جائے گا۔

کما هو شأن البیاحات جیسا کہ نص حلیہ نے  
عکس قال فی الاشباہ من لقادة الاولیٰ اما  
البیاحات فاما تختلف صیغتها باعتبار قصد  
الاجل لا و عنہا یقن فی اوائل نکاح رد المحتار  
وقید ایضا صحت کتاب الاضحیۃ فی مسئلۃ  
لعققة وان قلنا انها مباحة لکن یقصد  
الشکر تصیر قریبۃ فان النیۃ تصیر العادۃ  
عبادات و البیاحات طاعات اھ و کلام الاغویج  
مزی فی الافادۃ الحادیۃ والعشرین ۱۲ من (۴)

جیسا کہ تمام بیاحات کا معاملہ ہے جیسا کہ اس پر اشباہ  
اشباہ میں قاعدہ اولیٰ میں ہے کہ بیاحات صفت کے  
اختلاف سے مختلف ہو جاتے ہیں اس اعتبار کے ساتھ  
جس کا ارادہ کیا گیا ہو اور اس عبارت کو رد المحتار کی کتاب  
النکاح کے اوائل میں نقل کیا گیا ہے، رد المحتار کی کتاب  
الاضحیۃ میں بھی عقیقہ کے مسئلہ کے متعلق ہے کہ ہم  
کہتے ہیں یہ اگرچہ مباح ہے لیکن شکر کے ارادہ سے جماد  
بن جلتا ہے کیونکہ نیت عادت کو عبادت میں اور بیاحات  
کو عبادت و قربا برداری میں بدل دیتی ہے اھ اور  
انکود و العلوم کا کلام الکیسویں افادہ میں گزر چکا ہے (ت)

۱/ ۲۳۸ شمس الریاض شرح اشعار باب اول الفصل السابع فیما اخبر الله تعالیٰ اہ مطبوعہ دار الفکر بیروت  
۱/ ۳۳ اشباہ و اشعار بیان دخول النیۃ فی البیاحات الخ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی  
۵/ ۲۰۸ رد المحتار کتاب الامحیۃ دار احیاء العربی بیروت

الاشباه ورد المحتار وانما في جوامع العلوم وغيرها  
من معتقدات الاسفار۔  
درو المختار اور انموذج العلوم اور بی جیسی دیگر معتقدات  
کتاب میں تصریح کی ہے (ت)

مدیریت کے موضوع ہونے سے فعل کیوں ممنوع ہونے لگا موضوع خود یا ظل و مہل و بہل اثر ہے یا نہی و نعمت  
کا پروا نہ لاجرم علامہ مستیدی احمد طحاوی مصری حاشیہ در مختار میں یہ قول رکلی و اما الموضوع فلا يجوز العمل به  
بحال فرماتے ہیں :

ای حیث كان محالاً لقواعد الشريعة و اما لو كان  
و اخلاقی اصل عام فلا مانع منه لا يحصل  
حدیثا بل قد خوله تحت الاصل العام۔  
یعنی جس فعل کے بارے میں مدیریت موضوع وارد ہو اسے  
کہ تا اسی حالت میں ممنوع ہے کہ وہ وہ فعل تو حد شرع  
کے خلاف ہو اور اگر ایسا نہیں بلکہ کسی اصل کلی کے نیچے  
داخل ہے تو اگرچہ مدیریت موضوع ہر فعل سے حاجت نہیں ہو سکتی تا اس لیے کہ موضوع کو مدیریت طہرائیں بلکہ اس لیے  
کہ وہ قاعدہ کلیہ کے نیچے داخل ہے۔

اقول فقد اذنا رحمه الله تعالى  
بتعليله ان المراد جوار العمل صافي موضوع  
لا لكونه فـ موضوع و مستحق عيب  
تحقيق المقام بتوفيق الملك العلام ما انظر۔  
اقول سيد احمد طحاوی نے اس تبدیلی کے ذریعے  
یہ ضابطہ بیان فرمادیا کہ مراد یہ ہے کہ موضوع مدیریت  
کے مفہوم میں جو شرعی قاعدہ کے موافق ہے اس پر عمل  
ہے نہ کہ موضوع مدیریت پر عمل ہے (مقترب ہم اللہ تعالیٰ کی  
توفیق سے اس پر تفصیلی گفتگو کریں گے) پس آپ اسطرح فرماتے  
یہ تو تصریح کلی تھی اب جزئیات پر نظر کیجئے تو وہ بھی باعلیٰ ہدایات و ہدایت ہوا کہ اس میں سے کلمات علماء کرام  
حشرنا اللہ تعالیٰ فی زمرتهم کی خدمت کی وہ جانتا ہے کہ درود و مضامین و باطل ان کے نزدیک موجب منع فعل  
نہ تھا بلکہ باوصفت انہار و ضعیف بطلان مدیریت اہوازت افعال کی تصریح فرماتے یہاں بنظر اختصار چند امثلہ  
پراقتصار۔

(۱) امام سخاوی مقاصد حسنیہ میں فرماتے ہیں :

حديث لبس الحرقة الصوفية وكون الحسن  
البصري لبسها من علي قال ابن دحية و  
خرق پوشی صوفیہ کرام کی مدیریت احمدیہ کہ حضرت حسن بصری  
قدس سرہ السری نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ نے

ابن الصلاح حوالہ باطل وکذا قال شیخنا، اتمہ  
لیس فی شئ من طرقہا ما یثبت ولو یرد فی غیر  
صحیحہم ولا حسن ولا ضعیف ان التبعی صلی  
للہ تعالیٰ علیہ وسلم البس الخرقۃ علی الصورة  
المعارفۃ بین الصوفیۃ لاحد من اصحابہ  
ولا امر احدا من اصحابہ بفعل ذلک وکل ما  
یرد فی ذلک صریحا باطل، ثم انت ائمة  
المحدث لم یثبتوا الحسن من علی سماعا فصلا  
عن ان یدلہ الخرقۃ ولو یتبع شیخنا بہدا  
بل سبقہ الیہ جماعۃ حتی من لبسہا والبسہا  
کالدیلمی والذہبی والہکامی والبیہانی  
والعلانی ومغنی فی العزق واسم الملقب  
ولم یسألوا البسہا العیسوی، ابن ماجہ العیسوی  
ہذا مع الباسی ایاہا لجماعۃ من اعیان  
المصنوعۃ امتثالاً لزامہم فی بذلک حتی  
تجاء الکعبۃ المشرفۃ تبرکاً بذكر الصالحین  
واقعاء لیس اثبتہ من المعاط المحدثین آھ  
تتلیخین۔

وجہ الکریم سے فرقہ پنا امام ابن دیر امام ابن الصلاح  
نے فرمایا باطل ہے، ایسا ہی ہمارے استاد امام  
ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس کی کوئی سند ثابت  
نہیں رکھی خبر صحیح نہ حسن نہ ضعیف میں آیا کہ حضرت  
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صورت معمولہ  
صوفیہ کرام پر کسی کو فرقہ پنا یا اس کا حکم فرمایا جو کچھ  
اس بارہ میں صریح روایت کیا جاتا ہے سب موضوع  
ہے پھر ائمہ حدیث تو حضرت حسن کا حضرت موسیٰ سے  
حدیث سننا بھی ثابت نہیں کرتے فرقہ پنا نا تو  
بڑی بات ہے اور یہ بات کچھ ہمارے شیخ ہی نے  
نہ فرمائی بلکہ اُن سے پہلے ایک جماعت ائمہ محدثین  
ایسا ہی فرمایا کہ یہاں تک کہ وہ اکابر حضرات نے خود  
پنا پنا پیسے نام دیا علی ائمہ ذہبی امام شیخ الاسلام  
سیبۃ نابکاری امام ابو حیان امام ملا الدین علانی  
ائمہ مغلطائی امام عراقی امام ابن طوسی امام ابن اسحاق  
ائمہ برہانی علی ائمہ ابن ناصر الدین دمشقی یہ بات کہ میں  
نے خود دیکھی جماعت عمدہ متصوفین کو فرقہ پنا یا کہ  
مشائخ کرام نے کچھ لازم فرمایا تھا یہاں تک کہ خاص

کچھ معتبر کے سامنے پنا یا ذکر اولیائے کرام سے برکت لینا اور مقام معتدین کی پیروی کو جو اسے ثابت کر گئے۔ ات۔  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، دیکھو یہ جماعت کثیرۃ ائمہ دین و علمہ شرع میں با آنکہ احادیث فرقہ کو باطل محسوس جانتے  
پھر بھی فرقہ پنتے پنا تے اور اسے باعث برکات مانتے۔

تتلیخیرہ انکار محدثین اپنے مبلغ علی پر ہے اور وہ اُس میں معذور مگر حق اثبات سماع ہے معقین نے اُسے  
بسنہ صحیح ثابت کیا امام خاتم الخلفاء بلال سیوطی نے خاص اس باب میں رسالہ اتحاف الفرقۃ تألیف فرمایا اُس میں

مرتبہ

اثبتہ جماعة وهو الراجح عندی لوجوده وقد  
رجعه اليها الى فظاضياء الدين المقدسي في  
المختاراة وتبعه المحقق ابن حجر في  
اهل ان المختاراة. تخصيص حقہ میں ترجیح دی امام الشافعی ابن حجر عسقلانی نے اطراف مختارہ میں ان کی تبعیت کی ہے  
پھر داکل ترجیح لکھ کر فرماتے ہیں، امام ابن حجر نے فرمایا، مسند ابی یعلیٰ میں ایک حدیث ہے کہ،

حدثنا جويرية بن اشرس قال اخبرنا عقبه  
بن ابی الصهباء ابا هاشم قال سمعت الحسن  
يقول سمعت عليا يقول قل رسول الله  
صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم مثل اهل  
مثل المظفر المحمدي <sup>رحمہ اللہ</sup>

ہمارے شیخ الشافعی محمد بن حسن بن میر فی نے فرمایا یہ حدیث نص صریح ہے کہ حسن کو مونی علی سے سماع حاصل  
ہے اس کے رجال سب ثقات ہیں جریر بن کوثری بات، درتبہ کو، م، احمد بن یحییٰ بن عیین نے ثقہ کہا انتہی۔  
اقول یہ تو بطور محدثین ثبوت صریح و صحیح ہے اور حضرات صفیہ کرام کی نقل متواتر تو وجوب علم قطعی یقینی  
ہے جس کے بعد حصول سماع و عبس غرقہ میں اصلاً محل سخن نہیں و نہ الحمد۔

(۲) مدار طابرقنی آخر مجمع بحار انوار میں فرماتے ہیں،

من شتم الورع ولم يصل على فقد جفا في هو باطل  
وكذب وكذا من شتم الورع الا حسرا <sup>في</sup> فقد كذب  
في شتم الصلوة على النبي صلى الله تعالى

عن الفتى يكتب على ما يريد من عند نفسه  
فلعلها من الزيادة ۱۲ (منہ) (د)

الحادی للفتاویٰ رسالہ اتحاف الفرقہ

۱۰۲/۲

دار الفکر بیروت

۱۰۳/۲

۴



عليه وسلم عند الطيب الشيخنا الشيخ  
علي المتقي قدس سره هل له اصل مكتوب  
الجواب عن شيخنا الشيخ ابن حبر قدس سره  
او غيره بما نصه اما الصلاة على النبي صلى الله تعالى  
عليه وسلم عند ذلك وبحره فلا اصل لها ولا  
في ذلك فلا كراهة عندنا والله اعلم.

اس باب میں اپنے شیخ حضرت شیخ علی متقی مکی قدس سرہ لکھی  
کوئی کہ خوشبو سونگھتے وقت درود پاک کی کچھ اصل ہے؟  
انہوں نے ہمارے استاد امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ  
یا کسی اور عالم کے حوالے سے جواب تحریر فرمایا کہ ایسے وقت  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی کچھ اصل  
نہیں تاہم ہمارے نزدیک اس میں کوئی کراہت بھی  
نہیں ہے۔

پھر امام مذکور بعد اس تحقیق کے کہ اس وقت غافلانہ بے نیت ثواب درود نہ پڑھنا چاہیے ارشاد فرماتے ہیں،  
اما من استيقظ عند اخذ الطيب او شبهه  
عاکاں علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من  
محبته للطيب واكثر منه فتذكر ذلك الحق  
لعظيم فعلى عليه صلى الله تعالى عليه وسلم  
حينئذ لما وقرى قلبه من جلالاته استحقاقه  
على كل امته ان يدهوه بعين مهابة الاجلال  
هذا رؤية شتى من آثاره او ما يدل عليها فهذا  
تذكراة في حق فضلاء من المحرمات بل هو ان  
بما فيه اكمل الثواب المحريل والفضل الجميل  
وقد استجبه الصلحاء لمن راي شيئا من آثاره  
صلى الله تعالى عليه وسلم ولا شك ان من  
استحضر ما ذكرته عند شبه الطيب يكون  
كالرأي شتى من آثاره الشريفة في المعنى  
فليس له الاكثار من الصلاة والسلام عليه  
صلى الله تعالى عليه وسلم شرح الله مختصرا.

ہاں خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت متنبہ ہو کہ حضور اقدس  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے دوست رکھتے اور بکثرت  
استعمال فرماتے تھے اس نکتہ عظیم کو یاد کر کے حضور  
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے کہ حضور کی  
سلطنت اور تمام مسرت پر حضور کا یہ حق ہونا اس کے دل  
میں ہمارے جب حضور کے آثار شریفہ یا ان پر دلالت کرنے  
والی کوئی چیز دیکھیں تو نہایت تعظیم کی آنکھ سے حضور  
اللہ کس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور کریں تو پیچھے  
حق میں حرمت چھوڑ کر بہت کیسی اس نے تو وہ کام کیا  
جس پر ثواب کثیر و فضل جمیل پائے گا کہ زیارت  
آثار شریفہ کے وقت درود پڑھنے والے نے مستحب رکھا ہے  
اور شک نہیں کہ جس نے خوشبو سونگھتے وقت یہ تصور  
کیا وہ گویا معنی بعض آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے تو  
اسے اس وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر  
درود و سلام کی کثرت سنت ہے۔

دیکھو یا آنکہ احادیث موضوع تھیں اور خاص فعل کی اصل سند نہیں پھر بھی علما نے جائز رکھی اور بنیست نیک باعث اجر عظیم و فضل کریم قرار دیا۔

(۳) فتح الملک المجید کے باب ثامن عشر میں بعد ذکر احادیث ادیمہ و اذکار صبح و شام ہے :

يشهد ما يند اوله السادة الصوفية من قول لاله  
الا الله سبعين الف مرة يذكره الله تعالى  
يعتق بها سرقية من قالها واشترى بها نفسه من  
النار ويحفظون عيها لا نفسهم وليس مات  
من اهلهم و انوارهم وقد ذكرها الامام ابي افى  
والعالم تكبير المصطفى المدين ابي العربي و اوصى  
بالمحافظة عليها و ذكره الله قد ورد فيها خير  
جوى لكن قال بعض المشايخ انه قد به المستند  
فيما علم وقد وقعت على صورة سؤال للمحافظة  
ابى حجر مرصى الله تعالى عنه من حد يه  
وهو من قال لا اله الا الله سبعين الفا فقد  
اشترى نفسه من الله وصورة جواه الحديث  
المنكود ليس بصحيح ولا حسن ولا ضعيف  
بل هو باطل موضوع مذكور قال البحر الصغرى  
و عقبه بقوله لكن يسنى للشخص ان يعمله  
ذلك اقتداء بالسادة و احتشاك القول حسن  
اوصى بها و تبركا بها فعالمهم آه ملخصا

اور اس کے وصیت فرمانے والوں کا حکم ماننا اور ان کے افعال سے برکت لینا حاصل ہو مطلقا۔

یہ علامہ محمد الدین محمد بن محمد عیسیٰ امام شیخ الاسلام فقیر محدث عارف باللہ ذکر یا نصاریٰ قدس سرہ الشریف  
کے تئید و محافظہ شان ابن حجر عسقلانی کے تلمیذ التلمیذ اور شاہ ولی اللہ و شاہ جبر العزیز صاحب کے استاد

سلسلہ حدیث میں دیکھو اصحاب نے امام ابی جبر کا وہ قوی نقل کر کے حدیث کے باطل و مضعف ہونے کو برقرار رکھا پھر بھی غفل کی وصیت فرمائی کہ اولیائے کرام کا اتباع اور ان کے حکم کا اعتنا اور ان کے افعال سے تبرک نصیب ہو و باللہ التوفیق اسی طرح جناب شیخ مجدد صاحب نے بھی اس کی ہدایت فرمائی جلد ثانی مکتوبات میں لکھتے ہیں:

بیارای و دوستان فریاد کند بفتاد ہزار بار کلر طیبہ  
لا الہ الا اللہ برو عانیت مرحومی خواجہ محمد صادق و  
برو عانیت مرحومہ بمشیرۃ اوام کلثوم بخوانند و ثواب  
بفتاد ہزار بار بارو عانیت یکے بخشند و بفتاد ہزار  
دیگر بارو عانیت دیگر سے از دوستان دعا و فاتحہ  
مسئول است۔  
دوست و اجاب سے فرمایا کہ ستر ستر ہزار اکلر طیبہ  
لا الہ الا اللہ خواجہ محمد صادق مرحوم کی رو عانیت کے  
واسطے اور ان کی ہمیشہ و ام کلثوم کی روح طیبہ کے واسطے  
پڑھیں اور ستر ہزار ایکہ روح کو اور ستر ہزار دوسرے  
کی روح کو ایصالِ ثواب کریں اور دوستوں سے دعا  
و فاتحہ کا سوال ہے (ت)

باقی اس باب میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی عبارت افادہ ۱۵ اور احادیث کریمہ حضرات اولیائے کرام کی تحقیق افادہ ۱۹ میں دیکھئے۔

(۴) مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے موضوعات کیر میں فرمایا،

احادیث الذکر علی اعضاء و جوارح کلہا باطلہ  
عن حدیثوں میں یہ آیا ہے کہ وضو میں غلاں غلاں وضو  
دوستے وقت یہ دعا پڑھو سب مضعف ہیں۔

عہد شیخ کبر قدس سوا الاطہر کی روایت کہ مرقاۃ سے گزری فتح الملک الجید میں بھی نقل کی طرف یہ کہ وہابیہ نافرتہ و دیوبند کے امام مولوی قاسم صاحب نے بھی اسے نقل کیا اور حضرت قین کی بدعت حضرت سیدنا محمد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پاک لکھا اور ستر ہزار کا لاکھ یا پچتر ہزار بنایا شاید یہ دھوکا انھیں سوہم کے چوں سے لگا ہو۔ کذب و کس میں لکھتے ہیں: حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا سبب پوچھا تو برو سے کاشفہ کا اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے لاکھ یا پچتر ہزار لکھ پڑھا تو یوں سمجھ کر بعض روایتوں میں اس قدر لکھ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے جی جی جی میں اس کو بخش دیا جائے یہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جو ان بٹاشیں ہے کہ اب وادہ کو جنت میں دیکھتا ہوں آپ نے فرمایا اس جہاں کے مکاشفہ کی صحت بلکہ حدیث سے معلوم ہوتی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگی حقیق ۱۷ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د)

سہ مکتوبات امام ربانی مکتبہ ۲ بھولانا برکی انوار کرام سید محمد بن کراچی ۲/۴۱

سہ الاسرار المرفوعہ المعروفہ بالموضوعات الکبریٰ احادیث الذکر علی اعضاء و جوارح کلہا العربیۃ بیروت ص ۲۴۵

تک تحفہ الاناس خلاصہ دلائل دارالاساعت کراچی ص ۴۴ ۴۵۰

بایںہم فرمایا،

ثم اعلم انه لا يلزم من كون اذكار الوضوء  
غير متة عند صلى الله تعاف عليه وسلم  
ان تكون مكروهة او بدعة مذمومة بل  
انها مستحبة استحباب العلماء الاعمال و  
المثيخ لكرام مناسبة لكل عضو مدعاء  
يليق في المقام

پھر یہ بیان رکھ کر اذکار وضو کا حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہونا اسے مستلزم نہیں کہ وہ  
مکروہ یا بدعت مشنیعہ ہوں بلکہ مستحب میں ملائے مطلقاً  
وادیانہ کرام نے ہر عضو کے لائق دعا اس کی  
مناسبت سے مستحب مافی ہے۔

اس عبارت سے روشن طور پر ثابت ہوا کہ اباحت قرابا سے موضوعیت حدیث استحباب فعل کی بھی منافی نہیں اور  
واقعی ایسا ہی ہے کہ موضوعیت عدم حدیث ہے اور وہ حدیث بکھم میں فعل لازم استحباب نہیں کہ اس کے ارتقاء  
کس کا انتہا لازم سے کیا نکلے۔

تتبعیہ اس بار میں سب احادیث کا موضوع ہونا اسی القیم کا خیال ہے اسی سے مولانا علی قادری نے نقل  
فرمایا اور ایسا ہی ذہبی نے ترجمہ عباد بن صہیب میں حسب عادت مکر کیا مگر عند التحقيق اس میں کلام ہے اس بابہ  
میں ایک مفصل حدیث ابو سالم در بیان منہ تائبہ میں اس رخسار سے حدیث کی انصاف غایت کی  
ضعف ہے بعد مقام مقام فضائل،

مر جمہ لخصیۃ شرح الصیۃ للامام بن امیر الحاج  
تجدد ما یروى عن الحق لسراج وھنا جوف  
ییل وادج۔

امام بن امیر الحاج کی کتاب عبیدہ شرح فیہ کا مطالعہ کرو  
اس میں ثناء میری رات میں روشن چرخ کے ساتھ  
حق کو پالے گا۔ (ت)

(۵) سب سے طرف تر یہ کہ حدیث مسلسل بالاضافہ کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کی اجازت مع ضیافت  
آپ و خرا اپنے شیخ علامہ ابو طاہر مدنی سے لی اور اسی طرح مع ضیافت اپنے صاحبزادہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب  
ورائوں نے اپنے نواسے میاں اسحاق صاحب کو دی اُس کا مدار عبد اللہ بن یحییٰ بن قیس مکرک پر ہونے کے علاوہ  
خود صاحب بن یحییٰ مکرک واقع ہوئے ہیں بایںہم اکابر محدثین کرام آج تک اس سے برکت تسلسل پا چکے ہیں ان کے  
اسماء کرام سلسلہ مند سے ظاہر شیخ شیعانی الحدیث مولانا حامد سندھ مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ثبت حضرت  
میں اسے ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

یہ حدیث صرف روایت قداح آئی اور متعدد، تم نے  
اُس کے تفسیر کذب و وضع ہونے کی تصریح فرمائی، امام  
سخاوی فرماتے ہیں اُس کا ذکر بے بیان موضوعیت روا  
نہیں مگر محدثین کثرت سے کلام اور بہانہ آرائی کرتے  
ہیں اور اُس پر وضع حدیث کا طعن کرتے ہیں پھر بھی ہمیشہ  
اس حدیث کو ذکر کرتے اس سے مسلسل برکت چاہتے ہیں۔  
اقول یہ حدیث ہمیں اپنے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دو طریق سے پہنچی، اول بطریق شیخ محقق طرانا

ہذا ایسا تعزیدہ بعد الدین مبین القہار  
وہموم غیر واحد یا بہ متہم یا کذب والوضع  
قال السعدی لا یباح ذکر الامور ذکر وضعہ  
لکن المحدثین مع کثرة کلامہم فیہ وبالضیق  
فیہ ورمیہ بالوضع لا یرالون یدکونہ یتبکون  
بالقتل

عبدالحی محمدشہ دہلوی

اپنی سند سے امام ابو الجرحش الدین ابن جزری تک اپنی سند  
سے ابو الحسن العسقلی تک وہ اپنی سند سے قداح  
تک امام جعفر صادق سے وہ اپنے آباء کرام سے  
وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہم سے وہ حضور اکرم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔  
(دست)

بسنده الی الامام ابی الخیر شمس الدین محمد  
بن محمد بن محمد بن الجری بسنده الی  
ابی الحسن العسقلی بطریقہ الی القہار عن الامام  
جعفر الصادق عن آبائہ الکرام عن امیر المؤمنین  
عن کرم اللہ تعالیٰ وجہہ عن السی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم۔

دوسری بطریق شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی

اپنی سند سے ابو الحسن تک وہ قداح تک وہ امیر المؤمنین  
علی کرم اللہ وجہہ تک وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

بسنده الی ابی الحسن الی القہار الی امیر المؤمنین  
عن السی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قداح رجال جامع ترمذی سے ہے مگر وہ کسی حد وضع تک نہیں تین طریق دوم میں جماعات علیہ میں اس  
پر حکم بطلان نہیں شاہ ولی اللہ صاحب کی روایت وہی ہے اور اسی میں ہمارا کلام مگر طریق اول میں صرف اتنا ہے کہ  
وہ شخص جس نے کسی ایک مومن کی ضیافت کی گویا اس نے آدم  
کی ضیافت کی اور جس نے دو کی ضیافت کی اس نے  
آدم و حوا کی ضیافت کی جس نے تین مومنوں کی ضیافت  
کی گویا انیس نے جبریل، میکائیل اور اسرافیل کی  
صحابہ قزازی کی۔ (دست)

من اصاب من صناعنا اصاب آدم و حوا  
اصناف اشین فکانا اصناف آدم و حوا و من  
اصناف ثلثہ فکانا اصناف جبرائیل و میکائیل  
واسرافیل

لے ثبت حصر اشارہ

لے کنز العمال کتاب الضیافت می قم الافعال حدیث ۲۵۹۷ مطبوعہ مکتبۃ الرسالہ بیروت ۲۶۹/۹

اس میں کوئی ایسا امر نہیں کہ قہر خواہی خواہی وضع پر شہادت دے و لہذا امام الجزری نے اسی قدر فرمایا کہ حدیث غریب لو یقع لنا بهذا الوجه الا بهذا الاستاذ (یہ حدیث غریب ہے ہمیں اس طور پر صرف اسی سند کے ساتھ معلوم ہے۔ ت) ظاہر ہے کہ تفرد متروک مستلزم وضع نہیں۔

جیسا کہ ہم نے اسے نوری افادہ میں بیان کر دیا ہے لیکن شیخ ابو محمد محمد بن امیر مالکی مصری جو جامع ازہر کے مدرس بھی ہیں انھوں نے اس کو اپنے ثبت میں تثنائی ذکر کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد جو علت بیان کی ہے اس میں ضیافت میں ذکر ملائکہ کے ساتھ دس ہجرتوں تک کا اضافہ ذکر ہے حالانکہ مذکورہ کہاتے ہیں نہ پہنچے ہیں فرمایا کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ تشیل بطور فرض و تقدیر ہے اور جیسا کہ اس کی خبر ہمیں ان کی جملہ روایات میں ہمارے شیخ عطاء بن زین الحوم سید محمد بن ریت بن سلطان بن عثمان بن حسین دیماسکی سے اس کے تحت شیخ امیر مالکی سے دی ہے فاقول یہ اس سے کوئی زیادہ عجیب نہیں جس کی خبر ہمیں سید حسین بن صالح جبل اللیل مالکی نے شیخ محمد بن سعد بن ابی شیبہ اپنی مشہور سند کے ساتھ دی جو کہ صحیح مسلم تک ہے وہ اپنی سند معلوم سے حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تھا تو نے میری میاوت نہ کی الحدیث اور اسی میں ہے کہ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا

كما بيناه في الافادة التاسعة اما ما احسنه الشيخ ابو محمد محمد بن الامير المالكي المصري المدروس بالجامع الانشهر بعد ايواده في ثبتته بالمتن الشافي المذكور فيس (الاجابة الى تمام العشرة بذكر الشك في الضيافة وهم لا ياحصون ولا يشربون قال فان صبح فهو غدا مخرج مخرج الضرر والتقدير انه حكما انبأنا به في جملة مروياته شيخنا العلامة زين المحرم السيد احمد بن زين بن وحيد المالكي عن الشيخ عثمان بن حبيب بن محمد بن عن مؤلفه الشيخ الامير المالكي فاقول ليس باحجب مما انبأنا السيد حسين بن صالح جبل الليل المالكي عن الشيخ محمد عابد الله المدني بسنده المشهور الى صحيح مسلم بسنده المصنوع الى ابی هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان الله عزوجل يقول يوم القيمة يا ابن آدم مررت فلم تجدني العذبة وقيته يا ابن آدم استعصمتك فلم تطعمني قال يا رب كيف

اطعمك وانت سرب الطغيان قال اما  
حليت انه استطعمك عمدك فلات  
طعم قطعته اما علمت انك لو اطعمته  
لوجدت ذلك عندى يا ابن آدم استسقى قلت  
فلم تستسقى الحديث المصروف

ٹوٹنے لگے نہیں کھلایا وہ عرض کرے گا اسے میرے  
رب! میں تجھے کیسے کھلاتا حالانکہ تو تمام جہانوں کا  
رب ہے، فرمایا کیا تو نہیں جانتا تجھ سے میرے  
فلوں بندہ سے نے کیا نامانگ تھا اور تو نے نہیں دیا تھا  
کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھلا دیتا تو اسے میرے  
پاس پاتا، اسے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا  
تھا تو نے مجھے نہیں پلایا۔ حدیث معروف ہے۔ (ت)

**ثُمَّ اقُولُ تَحْتِیْنِ مَقَامٍ یَّهْیَءُ كَمَلِ بَرُضٍ وَعَمَلِ بَاقِیْ مَرُضٍ** میں زمین سہان کا فرق ہے کسا  
یظہر مساقد مناه فی الاعادة المحادیة والعشرین (جیسا کہ ظاہر ہے اسے ہم اکیسویں فائدے میں بیان  
کر آئے ہیں۔ ت) ثانی مطلقاً ممنوع نہیں ورنہ ایجاب و تحریم کی ہاگ مضمران بیباک کے ہاتھ ہو جائے لاکھوں فعلی  
مباح جن کے نصوص میں نصوص نہیں وضاعین ان میں سے جس کی ترخیص میں حدیث وضع کی دیں حرام ہو جائے جس سے  
ترہیب میں گھڑ لیں وہ واجب ہو جائے کہ تعدیل اول پر فعل ثانی پر ترک مستلزم موافقت موضوع ہوگا اور وہ ممنوع  
لطف یہ کہ اگر ترخیص و ترہیب دونوں میں باقی ترانس و ترک دونوں کی ہاگ پر ہاگوں ذکر کرتے ہی پڑے نہ چھڑتے  
فاعدوا ففهم انکنت تفهم (ہاگ کے بچے اگر تو سمجھ سکتا ہے۔ ت) اور اول میں یہی حقیقتہً مذکور نفس فعل میں  
نہیں بلکہ نظر امثال و اعتقاد ثبوت میں تو بفرض وضع اس نظر سے منع ہے نہ اصل فعل سے، سفہائے و ہا بیہ  
بیش ذات و عارض میں فرق نہیں کرتے

ما علی مثلهم بعد الخطاء

**افاده بسنت و نهم** (اعمال مشایخ محتاج سند نہیں اعمال میں تصرف و ایجاد مشایخ کو ہمیشہ  
گنجائش، بالغرض کچھ نہ سہی تو اقل درجہ اس فعل کو اعمال مشایخ سے ایک عمل سمجھئے کہ بغرض روشنائی بصر معمول  
ایسی جگہ ثبوت حدیث کی کیا ضرورت، صیغہ اعمال میں تصرف و استخراج مشایخ کو ہمیشہ گنجائش ہے ہزاروں معمول  
اولیائے کرام بتاتے ہیں کہ باعث نفع بندگان خدا ہوتے ہیں کوئی ذی عقل حدیث سے ان کی سند حاصل نہیں بلکہ  
کتبہ ائمہ علماء و مشایخ و اساتذہ شاہ ولی اللہ و شاہ عبد المعزیز اور خود ان بزرگواروں کی تصانیف ایسی صد ہا

باقول سے مالامال ہیں انھیں کیوں نہیں بدعت و منوع کہتے، خود شاہ ولی اللہ ہر اَمع میں لکھتے ہیں:

اجتہاد اور اختراع اعمال تصرفیہ راہ کشادہ است مانند استخراج الجہل نسخا سے قریب دین را این فقیر را معلوم شدہ است کہ در وقت اول طلوع صبح صادق تا اسفار مقابل بمشمت و چشم را با آن نور و حق و یانور را مکرر گفتن تا ہزار بار کیفیت فکر را قوت میدہد و سادیت نفس می نشاند آہ طعنا۔

اعمال تصرفیہ میں کئی ایجاد کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھولنا ایسے ہی ہے جیسے اہلبار قریب دین سے نسخہ کا استخراج کر لیتے ہیں اس فقیر کو معلوم ہے کہ اول صبح صادق سے سفیدی تک صبح کے مقابل بیٹھنا اور آنکھ کو اس کے نور و بجائے کی طرف لٹکانا اور یا نوسر کا لفظ بار بار ایک ہزار تک پڑھنا کیفیت فکر کو قوت دیتا ہے اور دوسرے اس سے نجات دلاتا ہے۔ (طعنا است)

اس میں ہے ۱

چند نوع کرامت از بیچ ولی اللہ اشارتہ مشکک نمی شود از آنکہ فراست صادقہ و کشف و اشراعت بر غرطہ از آنکہ طور تا شیر در و عا در حق و اعمال تصرفیہ او تا عالم بغیر نفس بونفعی شود حلقہ طعنا۔

چند کرامات تو ایسی ہیں جو کسی ولی سے الا ماشاء اللہ جُدا نہیں ہوتیں ان میں سے بعض یہ ہیں فراست صادقہ کشف احوال، دلوں کے رازوں سے آگاہی اور ان میں سے نور و توحید، دُوم اور اعمال تصرفیہ میں برکت یگانہ تک کہ سارا جہان ان کے اس فیض سے مستفید ہوتا ہے اور مطلقاً (ت)

عزیز و اہل انصاف، ذرا شاہ ولی کے قول الجہل کو دیکھو اور اُن کے والد و مشایخ و غیر ہم کے اختراعی اعمال تماشا کرو، در دوسرے کے لیے تختہ پریتا بچانا گیل سے ابجد ہوز کھنا، پچک کو نیلے سورت کا گندہ بنانا، پتھونک پتھونک کر گریں لگانا، اسمائے اصحاب کھن سے استعانت کرنا انھیں آگن ٹوٹ چوری سے امان بھنا، دیواروں پر اُن کے لکھے کو آہ چن کی بندش جانتا، دفع جن کو چار کیلیں گوشہ ہائے مکان میں ٹھکانا، عقیر کے لیے

عقہ ہا موعا شرواز ہر اَمع مقدمہ ۱۲ منہ (د)

عقہ ہا موعا خامسہ تحت قول شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہب

لصحنہ تک ریحا طیبۃ الخ (د)

لے و لے ہر اَمع شاہ ولی اللہ



گلاب اور زعفران سے ہرن کی کھان لکھا، یہ کھان اس کے محلے کا ہار کرتا، استادِ عمل کو کسم کار چکا گئے انکان، عورت کے قدم سے ناپنا، گن کر ڈگر ہیں لگانا، دروزہ کو آیاتِ قرآنی لکھ کر عورت کی باتیں دان میں بانہ حنا، فرزندِ نرینہ کے لیے ہرن کی کھان اور وہی گلاب و زعفران کا خیال، بچہ کی زندگی کو اجوائی اور کالی مرچیں لینا اُن پر ٹھیک دو پہر کو قرآن پڑھنا، لاکارہ جو سنے کو عورت کے پیٹ پر دان سے کھینچنا، ستر سے کم شمار نہ ہونا، دفعِ نظر کو چھری سے دائرہ کھینچنا، کنڈل کے اندر چھری رکھنا، عاتق و سحر کا نام لے کر پکارنا، ناپ کو عین گرد و رالینا اُس پر شہت بہت کیا کیا اعصاب و غیر معلوم الجھنے پڑنا، قنطاریع انجا خدا جانے کون ہے اُسے نہ اکتا، چور کی پہچان کا عمل نکالنا، یہ سنس پڑھ کر ڈٹا لگانا، بخار کو عینسی و موسیٰ و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسمیں دینا، مصروع کو تانبے کی تختی پر دو اسم کھدوانا، پھر تعین یہ کہ دن بھی خاص اتوار ہو اُس کی بھی پہلی ہی ساعت میں کار ہو۔ اُس کے سوا صد ہا باتیں ہیں جن میں کون سی حدیث صحیح یا مسنن یا ضعیف ہے، اسے یہ قرونِ ثلاثہ میں کب تھیں، اور جب کچھ نہیں تو بدعت کیوں نہ ٹھہریں، شاہ صاحب اور ان کے والد ماجد و فرزند ارجمند و اساتذہ و مشایخ معاذ اللہ بدعتی کیوں نہ قرار پائے، یہ سب تو بے سند حلال و نفائس اعمال مگر ان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سُن کر اٹھوٹے چوٹنا اُنکھوں سے لگانا اُس سے روشنی بھر کی اُمید رکھنا کہ اکابرِ ملت سے ماثر علی و صلا کا دستور کتبِ فقہ میں مسطور، یہ معاذ اللہ حرام و وبال و موجبِ خطاں، تو یہ بات سہیساں نام پاکِ حضورِ سیّدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درمیان ہے لہذا وہ دونوں کی دلی آگ بجلی بدعتِ شعلہ فشاں ہے۔

ہر رنگے کہ خواہی جامہ سے پوشش  
من اندازِ قد رست راسے شناسم

یہ سب درکنار شاہ صاحب اور ان کے اسلاف و اخلاف یہاں تک کہ میان تمہیل و ہلوی تمک نے امرِ اعظم دینِ تقرب رب الغلیل یعنی راہِ سلوک میں صد ہائی باتیں نکالیں طرح طرح کے ایجاد و اختراع کی طرح ایں اور آپ ہی صاف صاف تصریحیں کیں کہ ان کا پتا سلفِ صالح میں نہیں خاص ایجادِ مستندہ ہیں مگر نیک و خوب و خوش آئندہ ہیں محدثات کو ذریعہ وصول الی اللہ جاننا یا باطنی ثواب تقرب رب الارباب مانا اس پر انِ حضرت کو نہ حکل بدعتہ ضلالہ (ہر بدعتِ گمراہی ہے۔ ت) کا کلیہ یاد آتا ہے نہ من احدیث فی امرنا ما لیس منه (وہ شخص جس نے ہمارے دین میں کچھ ایسا کر دیا جو دین میں سے نہ ہو۔ ت) یہاں فہلو مرد (پس وہ مرد وہ ہے۔ ت) کا خلعت پاتا ہے، مگر شریعت اپنے گھر کی ٹھہری نہ مگر

میں کلمہ آنچون خواستم تو مکن آنچسہ خواستے  
(میں جو چاہوں گا کروں گا تو جو چاہے نہ کر)

ان امور کی قدر سے تفصیل اور ان صاحبوں کی تحریکات جلیل فقیر کے رسالہ اشہاد الانوار میں یہ صلاۃ الاسرار  
میں مذکور اور عدم ورود کو رد عدم جانتے کا تلخ کاف و قلیح وافی کتاب مستطاب اصول الوث و لقیع صافی الفساد  
و کتاب لا جواب اذا اذاعہ الاشاہد لسانی غسل المولد والقیامہ وغیرہ تصنیفات شریفہ و تالیفات غنیہ  
الطوفان تاج المحققین الکرام سراج المدققین الاعلام حامی السنن السنیۃ حلی الفتن الدینیہ بقیۃ السلف المصلحین  
سیدی و والدی و مولی و مقصدی حضرت مولانا مولوی محمد تقی علی خاں صاحب قادری برکاتی، محمدی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ و اجزل قرینہ مناد و بقدر حاجت باجمال و وجازت رسالہ اقامۃ القیامہ علی طاعت القیامہ  
لنبی تہ صہ و غیرہ رسائل و مسائل فقیر میں مسطور و الحمد للہ العزیز العفور و الصلاۃ والسلام علی  
السید المرسل و علیٰ آلہ و صحبہ الی یوم النشور آمین۔

**افادہ سلیم** (ہم تو استقباب ہی کہتے ہیں طرزیہ کہ دہا بیہ جدیدہ کے طور پر تبیل ابہامین صحت من  
سنت ہے) **اقول** ہیں تو اس مل تبیل ابہامین کا جواز استقباب ہی ثابت کرنا تھا کہ بعونہ عز و جل  
یا حسن و جوہ نقش مراد کسی شیں و درجہ حقین مسترد یکین ہو و اللہ و الحمد من صا اولیٰ من نعمہ لا تحصى  
(نہ ہی کے لیے قرینہ جو غیر عمدہ و فہم تو کا ایک ہے۔ ت، مگر حضرات دہا بیہ اپنے نئے اماموں کی خبریں ان کے  
طور پر یہ فعل جائز کہاں کا مستقباب کیسا خاص سنت سنیہ بلند و بالا ہے اور اس کا منکر سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کا رد کرنے والا بات بظاہر بہت چوکنے کی ہے کہ کہاں و یا بی کہاں یہ انکی مذہب بھوک خرابی گزند جانا  
کہ توہیب و اضطراب و تعجب و انقلاب و دونوں ایک پستان سے دوسرے پئے ہیں رفاقت دائم کا عہد کیے ہیں  
سہ گزرا نذر و دور برود باز آید

نگزیر است تناقض سخن نجدی را

(اگر دور کرے تو دور نہ ہو گا اور اگر چلے چلے تو واپس آجائے گا)

بھدی کے کلام سے تناقض جسہ انہیں رہ سکتا)

طائفہ جدیدہ کے استاد رشید نے اپنی کتاب مجاہد بآئین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل میں مسئلہ قبل  
ضما فیما دون الاحکام کے اگرچہ کمال سلیم العقلمی و بصیر العین و عجیب و غریب معنی ترلشے کہ بدست کی  
لہریں حدیث کے تماشے ایک ایک اوپر ہزار ہزار مکارے اپنی جانیں و اریں عقل و ہوش و چشم و گوش اپنے  
عدم ملکہ کو صدقے آماریں خادمان شریعت چاکران ملت صالمو قسمعو انتم ولا اباؤکم (جو تم نے اور تمہاری

آبا و اجداد نے کسی نہیں سنیں۔ ت) پکاریں حضرت کی تمام سعی باطل تطویل لا طائل کا یہ حاصل ہے حاصل کرنا شاد  
 علماء کی یہ مراد کہ صرف وہ حدیث ضعیف قابل قبول جس میں کسی عمل صالح کی فضیلت اور اس پر ثواب مذکور اگرچہ خاص اس  
 عمل میں حدیث صحیح نہ آئی ہو جیسے روزہ ماہ و رجب وغیرہ اس کے بغیر اگرچہ حدیث میں عمل کی طلب نیکے جب کوئی خاص  
 ثواب و فضیلت مذکور نہ ہو مقبول نہیں کہ یہ تو حدیث عمل کی ہوتی۔ فضائل عمل کی پھر بشرط مذکور حدیث اگرچہ مقبول  
 ہوگی مگر وہ عمل باوصف قبول حدیث و تسلیم فضیلت مستحب ہرگز نہ ٹھہرے گا جب تک حدیث حسن وغیرہ نہ ہو جائے۔  
 حدیث ضعیف سے ثبوت استصحاب محض اختراع و خلاف اجماع ہے علمائے جتنے اعمال کو ہر نظر و رو و احادیث مستحب  
 مانا ان سب میں حدیث حسن وغیرہ ہوئی ہے دلیل یہ کہ احادیث اوجہ و ضمیر کو علامہ طحاوی نے کھردیا کہ حسن وغیرہ ہیں  
 بس معلوم ہو گیا کہ سب جگہ ایسے ہی ہیں آخر دیکھ میں ایک ہی چا دل دیکھتے ہیں یہ تو ان کا حکم تھا جو حدیثیں فضائل

علم احوال قبول ضعیف کو کہا سب کا یہی مدعا ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل درست ہے بحلایلۃ الجملہ  
 شہد برأت حدیث کے صدق میں کوئی سی فضیلت و ثواب عظیم مذکور ہے جس پر عمل جائز ہو روایات میں کوئی ثواب  
 مذکور نہیں فقط روح کا آنا اور جہنم تک بات کرنا اور طلب صدقہ کرنا ہے یہ فضائل اعمال کس طرح ہوئے ہوں  
 احادیث ان کے آئے کا ہے یہ اب مدعا ہے کہ فضل عمل کا کہہ کر ان روایات میں عمل ہی نہیں بلکہ علم ہے اور  
 اگر کوئی بیاسیس نہ ہو تو لفظ عمل تسلیم بھی کرے تو قطعاً عمل ہے نہ نفس عمل ہوں حدیث صوم و رجب و صلاۃ اللہ و این  
 میں فضل عمل ہے احادیث ۱۲ منہ (م)

علم انوار ساطعہ میں تھا فقہا اس عمل کو جو حدیث ضعیف سے ثابت ہو مستحسن دیکھتے ہیں چنانچہ صلاۃ اللہ و این  
 گردن کا مسح و رجب کا روزہ اس پر کہا یہ ستر پانچ غلط ہے کسی نے یہ نہ کہا محض ایجادنا صواب ہے مستحب کا ثبوت  
 صحیح یا حسن سے ہوتا ہے ضعیف کہ ان امور میں ہیں توہر طرق سے حسن وغیرہ ہو گئے ہیں۔

قال فی البدیہۃ مختار و رواہ ابن جبان و خیرہ  
 من طریق فی سرد النہج و مارقی الی مرتبۃ الحسن  
 اقول لکن هذا اذا کان ضعفہ لسوء ضبط  
 الراوی الصدوق او من ادل و سالہ او تدلیس  
 او جبہ لہ الخالی اہا لو کان لفسق الراوی او  
 کذبہ فلا انتہی علیہ فافس راوی یا کذب راوی کی وجہ سے جو ترقی ترقی نہ کرے گا انتہی۔ (ت)  
 پس جس قدر نظر ترقی نے لکھے اور جس قدر کتب فقہ میں ہیں سب حسن وغیرہ سے ثابت ہوئے ہیں ۱۲ منہ (م)

متعلقہ بوجارح میں انہیں اور جو کچھ متعلق بوجارح نہیں وہ اگرچہ سب سے بڑی خواہ موافقہ خواہ معجزات خواہ فضائل  
صاحبہ و اہلیت و سائر رجال جن میں قبول ضعاف کی علماء برابر تصریحیں فرماتے چلے آئے ہیں خواہ کسی اور غیر زائد کا  
بیان جس میں کسی طرح کا اعظام و اجارہ ہو اگرچہ وہ نفیاً و اثباتاً عقائد میں اصلاً داخل نہ ہو یہ سب کا سب باب عقاید  
سے ہے جس میں ضعاف و رکنا بخاری و مسلم کی صحیح حدیثیں بھی مروی ہیں جب تک متواتر قطعی الدلائل نہ ہوں شکی یہ  
حدیث کہ رو میں شب جہد اپنے مکانوں پر آتی اور صدقات چاہتی ہیں باب عقائد سے ہے اور بنظر طلب صدقہ اگر  
ہو تو باب عمل سے کہ یہاں کوئی فضیلت صدقہ کو نہ کہ رو نہ ہوتی غلامیہ کہ جو متعلق بوجارح نہیں اس میں صحاح احوال  
جہی سہ اعتبار اور متعلق بوجارح ہے ذکر ثواب خصوص میں خاص صحاح و کار، ۱۰ باب بھی نہ کہ رو ہر توضیحات  
قبول اور میں مراد علماء نحو مستحب نہ ٹھہرے گا جب تک کسی غیر نہ ہو شروع صفحہ ۸۱ سے وسط صفحہ ۸۲ تک  
ان محدث نے یہی قاعدہ حادثہ احداث کیا ہے ان خلافات سے ہر دپا کے ابطال میں کیا وقت ضائع کیجئے  
جس نے افادات سابقہ میں ہمارے کلامات رائقہ دیکھے وہ اس تارہ پر دھنکرت کو بعون تعالیٰ نیم جنبش نظر  
میں تار تار کر سکتا ہے معہذا ہم نے یہاں بھی تفسیر تقریر میں اس کے اجمالی ابطال کی طرف اشارہ کیجئے اور موقع  
مواخذات پر بند سے لگا دیے نہ یہ قرآن کا نہیں بلکہ کچھ قصور سے جب نہ اہم نہ دوسے بندہ مجبور ہے مگر  
ہیں یہاں یہ کہنا ہے کہ تعبیل ابہامین کی سفیت ثابت ہو کہی کہ اگر بہ نظر نقد و طرق اس کی حدیث کو حسن لغیرہ  
کچھ فہما ورنہ یہ تو آپ کی تفسیر پر بھی باب فضائل سے ہے کہ متعلق بوجارح بھی اور اس میں ثواب خاص  
بھی نہ کہ رو تو احادیث مفیدہ استنباط نہ کسی جواز تو ضرور ثابت کریں گے قبول ضعاف فی الفضائل کا اجمالی مسئلہ  
یہاں تو آپ کو بھی جاری ماننا ہو گا اب اس جواز کو خواہ اس حدیث سے مستفاد مانئے کہ جو حدیث جس باب میں  
مقبول لا جرم وہ اس میں دلیل شرعی ہے خواہ اجماع علماء سے کہ ایسی جگہ ایسی حدیث معمول بہ خواہ قرآن مجید  
و حدیث صحیح کيف و قد قیل و حدیث صحیح ارتقاء سے شہادت و احادیث مذکورہ افادہ ۸۱ وغیرہ سے کہ قبول دلیل  
کی طرف ہدایت فرماتے ہیں خواہ قاعدہ مسئلہ شریعت محمدی علی صاحبہا افضل الصلاۃ و التیمۃ یعنی اخذ بالاحتیاط  
سے ہر طرح ایک دلیل شرعی اس پر قائم اور آپ کے نزدیک جس فعل کے جواز پر کوئی دلیل شرعی صراحت و دلالت کسی

علم شب جہد وغیرہ ارادہ کے آنے اور صدقہ چاہنے کی احادیث کو کہا اہی روایات میں عمل ہی نہیں بلکہ علم ہے  
عقیدہ کے باب میں یہ حدیث ہے یہ مسئلہ عقائد کا ہے اس میں مشہور و متواتر صحاح کی عایت ہے ۱۰ یہ  
احتیاط دیا ہے میں داخل ہے کہ ارادہ کا شب جہد کو گھر آنا اعتقاد کرے اور اعتقاد میں قطعیات کا اعتبار ہے  
نہ قطعیات صحاح کا اہد بالاعتقاد ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م) ۱۳ براہین قاطعہ مطبع نے بلا سا دھند ۱۹

طرح دالی ہو اگرچہ وہ فعل خاص بلکہ اُس کے جنس کا بھی کوئی فعل قرون ثلاثہ میں نہ پایا گیا ہو سب سنت ہے تو اب اس کی سنیت میں کیا کلام ہوا۔ اسی پر ایہیں کے صفحہ ۲۸۵ پر ارشاد ہوتا ہے۔

”مذمت اپنی کوئی مضمون سے معنی قرون ثلاثہ میں نہ ہو جو ہوسنے کے یہ سجدہ ہا ہے کہ اگر جزئی خاص نے اُن قرون میں وجود خارجی نہ پایا اگرچہ دلیل حجاز کی موجودہ سورتہ بدعت سب سے مگر یہ بالکل غلط فہمیں اور کور علی درجہ فہمی ہے بلکہ متعین ہیں کہ جو شے وجود شرعی قرون ثلاثہ میں موجود ہو وہ سنت ہے اور جو وجود شرعی موجود نہ ہو وہ بدعت ہے۔ وجود شرعی اس کو کہتے ہیں کہ وہ دن شارح کے بتانے کے معلوم نہ ہو سکے پس اس شے کا وجود شارح کے ارشاد پر موقوف ہو، خواہ صراحتہ ارشاد ہو یا اشارتہ و دولہ پس جب کسی نوع ارشاد سے حکم حجاز کا ہو گیا وہ شے وجود شرعی میں آگئی اگرچہ اس کی جنس بھی خارجی نہ آئی ہو پس جس کے حجاز کا حکم کلیتہً ہو گیا وہ بھیجے حرایات شرعی میں موجود ہو گیا اور جس کے عدم جو حکم ہو گیا تو شرع میں اس کا عدم ثابت ہو گیا پس یہ حاصل ہوا کہ جس کے جو زکی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ ہو یا خارجی اُن قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارجی نہ ہو یا ہوا وہ سنت ہے اور وہ وجود شرعی ان قرون میں موجود ہے اور جس کے حجاز کی دلیل نہیں تو خواہ وہ ان قرون میں موجود نہ ہو یا ہو یا نہ ہو یا نہ ہو سب بدعت ضلالہ ہے اس کا قاعدہ کو خوب سمجھ لیں سنا ضرور ہے مذمت اور اس کے کلمات نے اس کی سوانح کی نہ ہو علی اس کا کوئی پست سائنہ جہانہ کی توجہ سے حاصل ہوا ہے اس کو ہر کتاب میں ضرور رکھنا ہوں کہ موافقین کو نص اور مخالفین کو شاہد ہدایت ہوا اظہار“

**اقول** ماشاء اللہ کی چلتا ہو ہر کتاب میں رکھا ہے کہ آدمی وہاں بیت اپنا جو ہر گئی، نجدیت پیچاری کے دور کن ہیں شرک و بدعت، رک پسین پر قیامت عزیزی، بکرا سے طائفہ کی برسوں کی ماہ جسے چھٹی ہوتی جس کا لقب بکرا تھا اب آپ ہی کی زبان سے غلط فہمیں و کور علی و کی فہمی کہ فلاں فعل صحابہ نے نہ کیا تاہیں نے نہ کیا فلاں صدی میں مشائخ ہوا فلاں شخص ہائی تھا کہ کیا صحابہ و تاہیں سے بھی محبت و تعظیم ہیں زیادہ کہ انہوں نے نہ کیا تم کہ سنہ پر آمادہ بہتر ہوتا تو وہی کر گزرتے فعل میں اتباع ہے ترک میں کیوں نہیں کرتے نیم شوخی میں ساری بکھر گئی صحابہ و تاہیں نے بزرگ کیا ہو بلکہ اُس جنس کا بھی کوئی کار نہ کیا ہو اگر ضرور نہیں اشارتہ و دولہ جزئیہ کلیتہً کسی طرح ارشاد شارح سے حجاز کے پھر سنت ماننے سے منع نہیں ہے

طائفہ بکرا کے خلاف آپ ہی کہتے ہیں نہ الحمد اسے ہیبت ہی کہتے ہیں  
طریقہ یہ کہ اب قرون ثلاثہ کی وہ بحث سے طائفہ کی پرائی رٹ جسے یہاں بھی نہاد ہے ہو معلوم رہ گئی  
لفظ کا سو پرکھا کیجئے، معنی کی نیا اُس پر ہو گئی جب اُن میں وجود سے سود نہ عدم سے زبان پھر اُن کا قدم  
سے براہین قاطعہ قرون ثلاثہ میں موجود ہوسنے نہ ہونے کے معنی مطبوعہ مطبعی لے بلا سادہ واقع و حور ص ۲۸-۲۹

کیا درمیاں۔ خود کہتے ہو کہ وجود خارجی درکار نہیں اور وجود شرعی ہے ارشاد شارح محال تو کی صواب تاہمین پر کوئی نئی  
شریعت اترے گی کہ ان کے قرون میں وجود نو کا خیال ارشاد شارح سے جس کا جواز مستفاد وہ ہر قرن میں وجود شرعی  
موجود اور جس کا منہ مقصداً ارشاد وہ ہر قرن میں شرعاً مطہر سے معدوم و مفتود، پھر قرون دونوں سے کیا کام رہا،  
محض ارشاد اقدس میں کلام ربانی فعل کہی حادث ہوا ہر قواعد شرعہ رعنا کریں گے اباحت سے وجوب یا ترک اول  
سے حرمت تک جس اصل میں داخل ہو وہی فرض کریں گے یہی خاص مذہب مذہب ارباب حق ہے، صاف نہ کہ وہ  
شرع بابت کو عمل رٹ کا مانتی ہستی ہے تم بھنا کہ اب تو جو کئی تھی کہ گئے بہ جانیں گئے تم جہنم کے ایسے ہی تھے چلوں

نہم بگے نہ تم آئے نہیں سے

پسینہ پونچھے اپنی جبین سے

طرح تریہ کہ جس کا جو ازویل شرع میں موجود وہ سب سنت، جس کا معدوم وہ سب بدعت حدت اب  
تیسری شئی کی کون سی صورت تمام احوال انہیں دو حکموں میں مضمون ہو گئے خصوصاً اباحت و استحباب و کراہت تنزیہ  
تین حکم شرع تو کافر ہو گئے، اساتذہ جہانہ سے بھی تو ایچی کہ دوئی انجی کی سلجی لی لہجی، اسی ہستی پر یہ نار و خوار  
کہ لوگ کو اس کی ہوا سے دور و محضت، ایسی ہوا غور آپ ہی سوچیں، اہل حق کو صاف ہی رکھیں، چنی تعلیم بے  
تکلفا نہ ہے تعلیق کے اساتذہ سے

وہ بھی مکتب و حسیں مکتب

کار طعنہ دل تمام خواہ شد

غیر یہ تو دایہ جدیدہ کا نام مستحقہ عقیدہ کہ تقبیل ابہامین سنت مجیدہ، پرائوں کی سینے تو وہ اور ہی ہوا پر کہ یہ فعل معاذ اللہ  
زنا و ربا و قذف و قتل ناماقی فص مومنہ سب سے بدتر حکم عیانہ آہا اللہ شرک کے انداز اصل ایمان میں غلغلہ انداز  
کہ آخر یا جہان طائفہ بدعت حائفہ اور تقویۃ ایمانی کا یہ عقیدہ لفظ اللہ شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دونوں چہرے ہیں  
ایمان میں غلغلہ ڈالتی ہیں اور باقی گناہ اسی سے نیچے ہیں کہ وہ اعمال میں غلغلہ ڈالتے ہیں۔ آپ خدا جانے انہوں نے سنت  
کو کفر سے ٹھیک انہوں نے قریب بہ کفر کو سنت بتایا غیر طوطی کے قیاد میں ہیں کیا معال،

کفر اللہ اہل الحق القتال والحمد لله المہدی اہل حق کی طرف سے قتال میں اللہ کافی ہے اور تمام  
لقتال والصلوة والسلام علی ذی الافضال قرآنیت اس باری تعالیٰ کے لیے جو محافظ و بلند ہے

عہد ظاہر ہے کہ فضائل کا ادنیٰ درجہ کراہت تحریم ہے مکروہ تنزیہی ہرگز فضائل نہیں، دلیل واضح یہ کہ ہر فضائل  
میں باس ہے اور مکروہ تنزیہی لا باس ہے ۱۲ منہ دینی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

والہ وصحبہ خیر صحب و آل آمین ۔

اور صلوة و سلام اس ذات پر جو صاحب فضل و اکرام

ہے اور آپ کی آل پر اور اصحاب پر جو بہترین ہیں آمین

حکم اخیر و خلاصہ تحریر بالحدیث اس میں اس قدر کہ فضل نہ کوہ بکرم و عایشہ و بتصریح کتب فقہ مستحب  
مندوب و امید گاہ فضل مطلوب و ثواب مرغوب جو کتب علم و عمل قدر و ترغیب و ارادہ پر نظر رکھ کر اسے عمل میں لائے  
اُس پر ہرگز کچھ مواخذہ نہیں بلکہ ثواب مروی کی امید و احسن نفع و صدق نیت باعث فضل جاوید اور جو اسے مکروہ و  
ممنوع و بدعت مانے مطلق و خالی علمائے کرام مقتدیان عام جب کسی مسئلہ کو دیکھیں اُس کے سامنے ضرور ہی کریں کہ  
بد مذہب کا یاد اور اس کے دلی پرفیض اشد ہو جس طرح انہ کو کرام نے فرمایا کہ وضو نہر سے افضل مگر معتزلی متکرموں نے  
سلسلے عرض سے بشر کہما یہ المولیٰ الحق فی فتح القدر وغیرہ فی غیرہ ۔ جب ترک انسل اس  
سیت سے افضل تو مستحب و مندوب تو آپ ہی افضل ،

و الحمد لله ولی الانعام و الفصول و الصلاة و  
اکمل السلام علی سید الختام و قبر التمام و آلہ  
و صحبہ و نعم الکرام ، آمین ۔

جو وصوئ کا کامل پابند ہیں ، اور آپ کی آل و اصحاب

پر آمین و تسنن اور مکرم ہیں آمین !

خاتمہ فوائد مشورہ میں ایسا المسلمون اس مسئلہ کا سوال فقیر کے پاس بعد نزدیک و دور سے ہوا ہے  
آیا ہر دفعہ ہفتائے سال کبھی تفسیر کبھی کچھ سون کبھی دو ایک صفحہ کبھی دو چار ہی سطر جواب لکھتا رہا یا بار بار خود سے زیادہ  
تفصیل کی کہ ایک جو ہمک پہنچ کر صورت رسالہ میں جلوہ گر ہوئی سائل نے علمائے اعلام ہدایوں و بریل و راپر و قین  
عن الشوری و نقیب السورود (جو ششہ سے دور سرور سے معذور رہتے ہیں ۔ ت : ۱ سے  
نہریں کرائیں تصدیق یقین نکھائیں اصل رسالہ منیر العینی اسی قدر تعجب کہ بفرائش سید معظم مولانا مولوی غلام حسین  
صاحب جونا گڑھی نزلی معنی حفظہ اللہ عن شریک بشرونی ( اللہ تعالیٰ انہیں ہر پشاور و نظر بد کے شر سے  
محفوظ رکھے ۔ ت ) و اہتمام تمام مولانا المکرم مولوی محمد خالید صاحب ہزاروی جعلہ اللہ کامعہ عن الدین

علم یہ لفظ یہاں محب لطیف واقع ہوا کہ معتزلہ عرض سے وضو ناجائز بتلے ہیں یہاں یہی معنی مراد اور وہ اشتیاق عرض کو ترک  
بھی منکر ہیں ۱۲ منہ (م)

سے کلمہ روح السعیر و آخرین کلمہ فی المیاد ۱۲ منہ (م)

سہ فتح العقید باب ما والذکر بحور بہ الوضوء مکتبہ نوریہ ضمیمہ مسکھ ۱۳۶

و عمروہ صحابہ الدین الصالحین (۱) اللہ تعالیٰ انھیں ان کو نام کی طرح دیں کی خدمت کرنے والا بنائے اور ان کے ذریعے اپنے دین میں کو آما د فرمائے۔ ت۔ و علومت سیمٹر حاجی محمد بن حاجی محمد عبداللطیف لطف بہم الوکے اللطیف (۲) لطف فرمائے و لا مولیٰ ان دونوں پر لطف فرمائے۔ ت۔ ماہ مبارک اشرف و افضل شہر ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں چھپنا آغاز ہوا سر کا مفیض سے مضامین کثیرہ کا اتفاق و اتفاق و اتفاق اور ادھر کا پانی کی تیاری اور تصنیف جاری ہو جو کھارواہ کیا یہاں تک کہ ایک ہجر کا رسالہ دس جلد تک پہنچا الحمد للہ من جاد بالحسنۃ فہ عسرا متانہا (۳) تمام قریب اللہ کے لیے جو یک نیک پر دس اجر عطا فرماتا ہے۔ ت۔ جس میں سے دس بارہ عربیہ ہزار جہات الحدیث جہاں اگر کیا اور عربیہ قبیل اور مرد و فتاویٰ سے فرصت قلیل، نظر ثانی کی بھی فرصت دلی، بعض وائد ماضیہ کی تجدید ہو گئی، بعض نے نظریہ خاطر میں وقت غابر میں بھی کی ہنوز کہ سیارہ بین ہدیہ حرکت یعنی القطع مبد کا تارک ہستی کا طالب ہے۔ ت۔ الحاق باقی مرقع ماضیہ سے تفسیر نہ اس کا ترک ہی مناسب ہے اور ائمہ تصنیف کا ادب شریف کہ آخر کتاب میں کہ مسائل تازہ کہ متعلق با دواب سابقہ تحریر اور انہیں مسائل ششٹی یا مسائل منثورہ سے تعبیر فرماتے ہیں لہذا اقتضای بہرہ فوائد منثورہ بقور تاملے سک تحریر میں انتظام پاتے ہیں۔

**فائدہ ۱: تفصیل جلیلہ** (۴) فضیلت و افضلیت میں فرق سے دوبارہ تفصیل حدیث ضعیف ہرگز مقبول نہیں، فضیلت و افضلیت میں میں ان کا فرق ہر دو اس باب سے ہے جس میں صفات بار تعالیٰ قابل قبول اور یہاں بالا جہات مردود و نامقبول۔

**اقول** جس نے قبل صفات فی الفضائل کا مشاکہ احادیث سابقہ میں روشن بیانوں سے گزرا ان میں سے کرنا ہے وہ اس فرق کو نہ نگاہ الہی میں سمجھ سکتا ہے قبل صفات صرف محل نفع ہے جہاں ان کے ماننے سے کسی تعمیل یا تحریر میں مضامین حق غیر غرض مخالفت شرع کا بوجہ ہو اور ہمیشہ نہ ہو فضائل رجال مثل فضائل اہل ایسے ہی ہیں، جن ہند گاہ خدا کا فضل تعمیل نہ ہو نہ شرعاً نہ حلالی و حلالی جو سے ثابت ہے ان کی کوئی منفیت خاصہ ہے صحیح و ثابت سے معارضت نہ ہو اگر حدیث ضعیف میں آئے اس کا قبول تو آپ ہی ظاہر کہ ان کا فضل تو خود صحاح سے ثابت، یہ ضعیف آئے ماننے ہی ہوئے مسئلہ میں تو فائدہ زیادہ عطا کرے گا اور اگر تنہا ضعیف ہی فصل میں آئے اور کسی صحیح کی مخالفت نہ ہو وہ بھی مقبول ہوگی کہ صحاح میں تائید نہ ہوئی خلاف بھی تو نہیں بخلاف افضلیت کے کہ اس کے معنی ایک کو دوسرے سے عند افتد بہتر و افضل ماننا، یہ جب ہی جائز ہوگا کہ ہمیں خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے خوب ثابت و محقق ہو جائے، ورنہ بے ثبوت حکم نگاہ دینے میں تحمل کہ عند اللہ امر بالمعس ہو تر افضل کو مفضل بنایا، یہ تصریح تنقیص شان ہے اور وہ حرام تو مقصدہ بحیل حرام و تفسیر حق غیر دونوں در پیش کہ افضل کہنا حق اس کا تھا اور کہہ دیا اس کو۔ یہ اسی صورت میں تھا کہ دلائل شریعہ سے ایک کی افضلیت معلوم نہ ہو۔ پھر وہاں



کا تو گناہی کیا ہے، جہاں عقائد حق میں ایک جانب کی تفصیل ملتی ہو اور اس کے خلاف احادیث مقام و وضعت سے استناد کیا جائے، جس طرح آج کل کے جہاں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفصیل حضرت مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم میں کرتے ہیں۔ یہ تصریح معادیت شریعت و معادیت سنت ہے۔ ولہذا ائمہ دین نے تفصیل کو روافض سے شہر کیا کہا بیاناہ فی کتابہا المبارک **مطلع القصرین فی ابانۃ سبقة العصرین** (جیسا کہ ہم نے اسے اپنی مبارک کتاب مطلع القصرین فی ابانۃ سبقة العصرین میں بیان کیا ہے۔ ت)، بلکہ انصافاً اگر تفصیل شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب القبول ہے اور اگر بغرض باطل صالح تاویل نہ ہو واجب الروکھ تفصیل شیخین متواتر و اجماعی ہے کما ائتنا علیہ عمر بن التحفیتی فی کتابہ بنی اللہ کور (جیسا کہ ہم نے اپنی اس مذکورہ کتاب میں اس مسئلہ کی خوب تحقیق کی ہے۔ ت)، اور متواتر و اجماع کے مقابل احادیث ہرگز نہ ٹھننے جاتیں گے ولہذا امام احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں یہ حدیث عرض علی عمر بن الخطاب و علیہ قیص بن یحجرہ قانوا فیما اولت و دلت یا رسول اللہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم قال الدین (مجہد پر عمر بن الخطاب کو پیش کیا گیا اور وہ اپنی قیص گھسیٹ کر چل رہے ہیں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ت، انما دین شت، فرماتے ہیں

لن سئلنا تخصیص نہ (ای بالعارض و رضی اللہ عنہما) اگر ہم یہ تخصیص ان (یعنی فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ مان لیں تو یہ ان اکثر احادیث کے منافی ہے جو تواتر معمری کے درجہ پر ہیں اور افضلیت صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دال ہیں اور احادیث ان کے ساتھ قعارض ممکن ہی نہیں اور اگر ہم ان دونوں دلیلوں کے درمیان مساوات مانیں لیکن اجماع اہل سنت و اجماع افضلیت صدیقی اکبر پر دال ہے اور وہ قطعی ہے، تو ظن اس کا معارض کیسے ہو سکتا ہے! (ت)

بالمجملہ مسئلہ افضلیت ہرگز باب فضائل سے نہیں جس میں صفات من سکین بلکہ موافقت و شرح مراعفت میں تو تصریح کی کہ باب عقائد سے ہے اور اس میں احادیث صحاح بھی نامسرح،

حيث قال ليست هذه المسألة يتعلق بها ان دونوں نے کہا کہ یہ مسئلہ عمل سے متعلق نہیں کہ جس

عبد یکتی فیہا بالظن الہی ہو کا حق فی  
 الاحکام العلییۃ بل ہی مسألة علمیۃ یطلب  
 فیہا الیقین نہ  
 میں دلیل قطعی کافی ہو جائے جو احکام میں کافی ہوتی ہے  
 بلکہ یہ معاصر تو عقائد میں سے ہے اس کے لیے دلیل  
 قطعی کا ہونا ضروری ہے۔ (ت)

قائدہ ۲: محمدؐ عظیمہ (مشاہرات صحابہ میں تواریخ و سیر کی روش حکایتیں قطعاً مردود ہیں، احادیث ۲۳  
 پر نظر تازہ کیجئے وہاں واضح ہو چکا ہے کہ کتب سیر میں کیسے کیسے محروم مطوفوں شہیدہ انصافوں کی روایات بھری  
 ہیں وہیں کجی رافضی متہم بالکذب کی نسبت سیرت عیون الاثر کا قول گزارا کہ اُس کی غالب روایات سیر و تواریخ  
 میں جنس عیالیوں سے روایت کر لیتے ہیں وہیں سیرت انسان العیون کا ارشاد گزارا کہ سیر مرفوضہ کے سوا  
 ہر قسم ضعیف و سقیم و بے سند حکایات کو جن کر رہی ہے پھر الصافیہ بھی انھوں نے سیر کا منصب بتایا جو اُسے  
 ملتی ہے کہ مرفوضات تو اصل کسی کام کے نہیں وہ بھی نہیں ملے سکتے ورنہ بنظر واقع سیر میں بہت اکاویٹ  
 اباطیل بھرے ہیں کمال کفایت بہر حال فرق مراتب نہ کرنا اگر جنوں نہیں تو بے مذہبی ہے یہ مذہبی نہیں تو جنوں ہے یہ  
 جن بالائی باتوں کے لیے ہے اُس مد سے تجاوز نہیں کر سکتے اُس کی روایات نہ کہ وہ کسی معین و نفاس کے مسئلہ میں  
 بھی ملے کی نہیں کہ معاذ اللہ ان وابیات و معضلات و بے سند و احکایات سے صحابہ کرام حضورؐ سید الانام علیہ السلام  
 و عظیم افضل غلۃ المسلمین پر طعن کیا کہ قرآن و احادیث کی روایت میں دیکھنے والوں کو اس کا ارتکاب  
 نہ کہہ گا مگر گمراہ بدوی مخالفت و مضاد حق میں آج کل کے بد مذہب مریض الغلب من فی تشعار ان جزافات سیر  
 و روایات تواریخ و اشالہا سے حضرات عالیہ علیہ السلام کے راشدین و ام المومنین و ظل و وزیر و معاون و مدد و بن العاص و  
 معیز و بن شہبہ و غیر جماعتیت و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطاعن مردودہ اور ان کے باہمی مشاہرات میں روش و  
 عمل حکایات بیہودہ جن میں اکثر دوسرے سے کذب و وادعائے اہل حق و طعن و اہل حق و طعن و اہل حق و طعن و اہل حق و طعن  
 ان سے قرآن عظیم و ارشاد اہل مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اجماع اُمت و اساطین حق کا مقابلہ چاہتے ہیں  
 بے علم لوگ انھیں سن کر پریشان ہوتے یا فکر جواب میں پڑتے ہیں ان کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسے مہلات کسی ادنیٰ  
 مسلمان کو تشنگار شہر لانے کے لیے مسکوت نہیں ہو سکتے کہ ان مجربانِ فہم پر حق جن کے مدائح تفصیلی خواہ اجمال سے  
 کلام اللہ و کلام رسول اللہ ﷺ لایزال ہیں جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، امام حجت الاسلام و شہ الانام محمد محمد محمد غزالی  
 قدس سرہ اللہ تعالیٰ جبار، اعلام شریعیہ میں فرماتے ہیں:

لا یتصور نسبة مسلمہ الی کبیرۃ من غیر تحقیق  
 کسی مسلمان کو کسی کبیرہ کی طرف بے تحقیق نسبت کرنا حرام

نعم یحور ای یقال ای ابن ملجم قتل علیاً خاتم  
الانبياء ثبت متواتراً  
ہے۔ ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم شقی خارجی اشقی  
الآخرین نے امیر المومنین کو علی علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا  
کہ یہ بتواتر ثابت ہے۔ دت۔

حاشیہ نہ اگر مریضین و امثالہم کی ایسے حکایات ادنی قابل التفات ہوں تو اہل بیت و صحابہ و رکن و خود  
حضرات عالیہ نبیاء و مرسلین و ملکہ مقربین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے یا تھ و جو ملٹنا ہے کہ ان  
مہلات خمسہ نے حضرت سعادت و مرینا آدم صلی اللہ و داؤد خلیفہ اللہ و سلیمان نبی اللہ و یوسف رسول اللہ  
سے سیدہ و سلیمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سب کے بارہ میں وہ وہ ناپاک بیہودہ حکایات  
موجہ نقل کی ہیں کہ اگر اپنے ظاہر پر تسلیم کی جائیں تو محاذ امتداع اہل ایمان کو روٹھنا ہے ان ہولناک اباہیل کے  
بعض تفصیل میں رد جلیل کتاب مستطاب شفاء شریف امام قاضی عیاض اور اس کی شروع و غیرہ سے نہ ہر لاجرم  
انہ قلتہ نامہ انہ مست نے تعریض فرمادیں کہ ان جہال و ضلال کے مہلات اور سیر و تواریخ کی حکایات پر بزرگان  
نہر کی جائے شفاء و شروع شفاء و مواہب و شرح مواہب و مدارج شیخ تہمت و غیرہ میں بالاتفاق فرمایا جسے میں صرف  
مدارج الغیۃ سے نقل کروں کہ عبارت فارسی ترجمہ سے معنی اور کلمات اللہ مدکورین کا خود ترجمہ ہے فرماتے ہیں  
رحمہ اللہ تعالیٰ

از جملہ توقیر و برآ غصرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توقیر  
اصحاب و پر ایشاں است و حسن شننا و رعایت ادب  
بایشاں و دعا و استغفار مرایشاں را حق است  
مرکبے را کہ شنا کردہ حق تعالیٰ برائے و رانہی سست  
از وے کہ شنا کردہ شروع بردے و سب و طعن ایشاں  
اگر مخالف اول قطبہ است، کفر و الا بدعت و فسق،  
و جھنم، مساک و کف نفس از ذکر اختلاف است و  
منازعات و وقائع کہ میان ایشاں شروع و غزاشتہ  
است و اعراض و اضراب از اخبار مریضین و جملہ  
رواۃ و ضلال شیعہ و خلاۃ ایشاں و جنت عین کہ ذکر  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم و احترام و حقیقت  
آپ کے صحابہ کا احترام اور ان کے ساتھ نیکی ہے  
ان کی اچھی تعریف اور رعایت کرنی چاہئے اور ان کے لیے  
دعا و طلب مغفرت کرنی چاہیے بالخصوص جس جس کی  
اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے اور اس سے راضی  
ہوا ہے اس سے وہ اس بات کی مستحق ہیں کہ ان  
کی تعریف کی جائے پس اگر ان پر طعن و سب کر ہو،  
و اول قطبہ کا منکر ہے تو کافر و نہ جنتہ و ناسق،  
اسی طرح ان کے درمیان جو اختلافات یا جھگڑے یا  
واقعات ہوئے ہیں ان پر خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے

تو ارج وزلات ایشان کنند کہ اکثر آں کذب و افتراء است  
و طلب کردن در آنچه نقل کرده شد است از ایشان  
از مشاجرات و محاربات با حسن تاویلات و اصوب  
خارج و عدم ذکر پیچیکے از ایشان بہ ہدی و عیب بلکہ  
ذکر حسنات و فضائل و کلام صفات ایشان از بہت  
آنکہ صحبت ایشان با حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
یقینیست و ماورائے آن ظنی است و کافیت  
در باب کہ حق تعالیٰ برگزید ایشان را برائے صحبت  
حبیب خود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طریقہ اہل سنت و جماعت  
دریں باب این است در عقائد نوشته اند لا تذکر  
احدا منهم الا بحیرۃ و آیات و احادیث کثرت فضائل  
صحابہ عموماً و خصوصاً واقع شدہ است دریں باب  
کافی سنت از معتبرا۔

میں ہیں عقیدہ ہے اس لیے عقائد میں تحریر ہے کہ صحابہ میں سے ہر کسی کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا جائے اور صحابہ کے فضائل  
میں جو آیات و احادیث مروی یا خصوصاً ارد ہیں وہ اس سلسلہ میں کافی ہیں (احسن عقائد) (ت)

امام محقق سننوسی و علامہ ترمذی پھر علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں، حافظہ النور و خوب  
خلقة حیاء و ادب (مورحی کی نقلیں کثرت کیا و ادب سے ہیں) امام اجل ثقت مثبت حافظ متفق قد وہ یحییٰ بن سعید  
قطان سے کہ جند ان تابعین سے ہیں عمید اللہ قاری سے پوچھا کہ ان جانتے ہو کہ وہاب بن جریر کے پاس  
میر لکھنے کو، فرمایا انکسب کہ باکشیتر (بہت سا جھوٹ لکھو گے) ذکر فی العیون (اس کا ذکر میزان میں

عنہ فی ترجمۃ محمد بن اسحق حیث قال اس کا ذکر محمد بن اسحاق کے ترجمہ میں ہے جہاں  
فہ مدارج النور مطبوعہ سکھر میں آیات کا لفظ نہیں ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

۱/۳۱۲ سلمہ مدارج النور وصلی در توفیر حضور و اصحاب علیہ وسلم مطبوعہ مکتبہ نور در ضرور سکھر  
۱/۲۰۴ سلمہ شرح الزرقانی علی المواہب لندینہ باب وفات امہ صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ مطبعۃ عامہ مصر  
۲/۴۶۹ سلمہ میزان الاعتدال ترجمہ نمبر ۱۹، محمد بن اسحاق مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

ہے۔ تفصیل اس مبحث کی ان رسائی فقیر سے لی جائے کہ مسئلہ حضرت امیر مکتوبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تصنیف کیا  
یہاں شاہ عبدالعزیز صاحب کی ایک عبارت تھو اثناعشریہ سے یاد رکھنے کی ہے مطالعن افضل الصدقین رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے طعن سوم مختلف معیش اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رد میں فرماتے ہیں :

جملة من الله من تخلق عنها هرگز در کتب اہل سنت  
موجود نیست قال الشہرستانی فی الملل والنحل  
ان هذه الجملة موضوعة ومفترة و بعضه  
فارسی نویسیان کہ خود را محدثین اہل سنت شمرده اند و  
در میر خود ایں جملہ را اور وہ برائے لازم اہل سنت  
کفایت می کند زیرا کہ اعتبار حدیث نزد اہل سنت  
بیا فتن حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع الحکم  
بالعزو و حدیث ہے سند زوایشان شتر ہے مہار  
است کہ اشلا گوش ہاں نمی نهند  
جملة من الله من تخلق عنها کتب اہل سنت  
میں ہرگز موجود نہیں، شہرستانی نے الملل والنحل میں  
کہا کہ یہ جملہ موضوع اور جھوٹا ہے اور بعض فارسی  
لکھنے والوں نے خود کو محدثین اہل سنت ظاہر کیا ہے اور  
اہل سنت کو الزام دینے کے لیے اپنی کتب میں اس  
جملہ کو شامل کر دیا لیکن یہ قابل اعتبار نہیں، اہل سنت  
کے ہاں حدیث وہی معتبر ہے جو محدثین کی کتب  
اعادیث میں سنت کے ساتھ ثابت ہو، ان کے ہاں  
ہے سند حدیث ایسے ہی ہے جیسے بد مہار اونٹ،  
جو کہ ہرگز قابل ساحت نہیں۔ (د ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

عالمہ عندی ذنب الا ما فحشا فی النیمة من  
الاشیاء المنکرة المسقطہ والا شعار الکذوبة  
قال انقلاص سمعت یحییٰ النعمان یقول لعبد  
القوادیری ی ایس تذهب، قال الی وھب بن  
جبریل کتب فیسرة قال تکتب کذا کثیراً مذہب  
بن جریر کی طرف سیرت لکھنے کے لیے، اس نے کہا تو وہاں بہت زیادہ جھوٹ لکھے گا ۲، منہ (د ت)  
عنه اقول یعنی در امثال باب تا باب احکام قاما  
دون او کہ باب تساہل سنت نقل معتمدی بسند است  
انہوں نے کہا میرے نزدیک اس کا کوئی گناہ نہیں، اس کے  
اس کے کہ انہوں نے سیرت میں منکر و منقطع روایات  
اور جھوٹے اشعار شامل کر دئے ہیں، فلاس نے  
کہا میں نے تجھی قطان کو جہیدہ قراری سے یہ کہتے  
ہوئے سنا کہ کہاں جا رہے ہو، انہوں نے کہا وہب  
اقول یعنی یہ مثال مقدم تا باب میں ہے اس کے  
علاوہ جو باب بل ہے کوئی ایک معتمد نقل سند کے ساتھ ہو  
(باقی بر صفحہ آئندہ)

**فائدہ ۳ :** (۱) گھر یہی ہے کہ تفرّد کذاب بھی مستلزم موضوعیت نہیں، افادہ دہم دیکھیے جو حدیث اسی پندہ قرآن وضع سے مندرج ہو جم تے اُس کے بارہ میں کلمات علی تین طرز پر نقل کئے اصلاً موضوع نہ کہیں گئے تفرّد کذاب ہو تو موضوع تفرّد متہم ہو تو موضوع اور افادہ ۲۳ میں اشارہ کیا کہ ہمارے نزدیک مسلک اول قوی و اقرب بصواب ہے افادہ ۱۰ میں امام سنی وی سے اُس کی تصریح اور کلام علی قاری سے نظیر صریح ذکر کی دوسری نظیر صاف و سفید حدیث مرغ سسپید کہ کلام علامہ مناوی سے افادہ ۲۳ میں گزری وہیں دلیل ثامن میں بشہادت حدیث علم عقل اس کی تقویت کا کیا گیا۔

**والان اقول** یہی مدبب فقیر نے کلام امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن کعب سے استنباط کیا، فائدہ تاسع میں آتا ہے کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا ابان بن ابی جہاس حدیث میں جھوٹ جوتا ہے پھر خود ابان سے حدیث سنی، اس پر پوچھا گیا، فرمایا اس حدیث سے کون جبر کر سکتا ہے، معلوم ہوا کہ مطعون بالکذب کی ہر حدیث موضوع نہیں ورنہ اس کی طرف ایسی رجعت اور وہ بھی ایسے امام اجل سے چر معنی

**تھو اقول** اور فی الواقع یہی گھر ہے کہ آخر انکذب قد یصدق (جھوٹ برلنے والا بھی کبھی سچ کہتا ہے)۔ میں کلام نہیں دیر ہوئی تم کہ ایک شخص و مد کا حدیث حدیث سے تفرّد لکھی یہاں تک کہ غریب فرد میں صحیح حسن ضعیف یا ضعف قریب و ضعف شدید سب قسم کی حدیثیں مانی جاتی ہیں تو یہ کیوں نہیں لکھی کہ کبھی موسوم بشکذیب بھی تفرّد کرے اور اس حدیث خاص میں سچا ہو اس کے بطلان پر کیا دلیل قائم، لا جرم یہی مذہب مذہب مقتضائے ارشادات امام ابن الصلاح و امام نووی و امام عراقی و امام قسطلانی وغیرہم اکابر ہے۔ ان سب ائمہ نے موضوع کی یہی تعریف فرمائی کہ وہ حدیث کہ جو تری محکمت اور افتراء اور جہلی امتہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مگر چند بے سند است چنانکہ در افادہ ہست و ہنتم تحقیق نمودیم خود شاہ صاحب دہچو مقام یہ بسیار ہے از روایات بے سند استناد کردہ است کمال تحقیق علی من طریق کتبہ و سرانجام است کہ کمال تحقیق میں معنی در فائدہ اخیر کریم ۱۲ منہ دم)

(۱۲ منہ دم)

اس بنا پر کہ اگر اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (باقی اگلے صفحہ پر)

عس بناء علی ان ما وضع علی غیرہ صلی اللہ

عیدہ وسلم پر جھوٹ بنائی گئی ہو۔ علوم الحدیث امام ابو نعیم و تقریب میں ہے: الموضوع هو المخلوق المصنوع  
(موضوع وہ حدیث ہے جو من گھڑت اور بناوٹی ہو۔ ت)

الفیر میں ہے: ۱۷

شرح الضعيف الخبير الموضوع

الكذب المخلوق المصنوع

(ضعیف کی بہترین قسم خبر موضوع ہے، جو جھوٹ ہو گھڑی گئی ہو اور بسناوٹی ہو۔ ت)

ارشاد الساری میں ہے: ۱

الموضوع هو كذب علي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ويسمى المخلوق  
موضوع وہ حدیث ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ گھڑا گیا ہو اسے مخلوق بھی کہتے ہیں۔ (ت)

ہاں اس میں کلام نہیں کہ حکم وضع کبھی قطعی ہوتا ہے کبھی ظنی، جیسا کہ ہم نے شمار قرآن میں تبدیل سلوب عبارت سے اُس کی طرف اشارہ کیا، اور حدیث مطعون یا کذب کو موضوع کہنے والے بھی اس کی موضوعیت بالیقین کا دعویٰ نہیں فرماتے بلکہ ظنی ظنی میں رکھتے ہیں کما حدیثہ منہ شیخ الاسلام فی الہدۃ (جیسا کہ شیخ الاسلام نے نزہۃ النظر میں اس کی تصریح کی ہے۔ ت) نتیجہً تمہنی و جوی قدس سرہ العالی مقدمہ لغات التتبع میں فرماتے ہیں: حدیث المطعون یا کذب یسمی موضوعاً و ایسے راوی کی حدیث جس پر کذب کا طعن ہو موضوع کہلاتی

(بخیر ما شیخ صفور غزشتہ، تعالیٰ علیہ وسلم فیقال له الموضوع علی خلاف و مطلقه لا ییراد به الا الکذب علی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم و علیہ یستفی ما فی الارشاد و انت طلقت فانت فی معنیہ صہ کما ہو ظاہر کلام آخرین ۱۲ منہ ص)

کے علاوہ کسی دوسرے پر جھوٹ گھڑا ہو تو اسے موضوع علی خلاف کہا جاتا ہے اور جب مطلقاً ذکر ہو تو اس وقت حصر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہی جھوٹ مراد ہو گا جو ارشاد میں ہے اس کی بنا اسی پر ہے اگر آپ اس کو مطلق ذکر کریں تو آپ کو اسی میں گئی نش ہے جیسا کہ دوسروں کے کلام سے ظاہر ہے ۱۲ منہ (ت)

۱/ ۲۷۳ سہ تقریب النواوی مع شرح تدبیب الراوی النوح الحادی والعشرون مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ

۱/ ۲۹۳ سہ الفیر الحدیث مع فتح لمفیث کتب الموضوع دار الامام مطبوعہ بیروت

۱/ ۱۳ تہ ارشاد الساری شرح البحاری الفصل اثبات فی نیتہ لطیفہ دہ مطبوعہ دار الکتب العربیہ

من ثبت عنه تعدد الكذب في الحديث و  
وان كان وقوعه مرة لم يقبل حديثه ابداً،  
فالمراد بالموضوع في اصطلاح المحدثين  
هذا الا انه ثبت كذبه و علم ذلك في هذا  
الحديث بخصوصه ، والمسالمة طيبة والمحكم  
بالتزيم والاعتناء بحكم لظن الغالب اذ ملخصها

ہے اور ایسا شخص جس سے حدیث میں عدم جھوٹ ثابت  
ہو جائے خواہ وہ ایک ہی دفعہ ہو اس کی حدیث ہمیشہ  
قبول نہیں کی جائے گی ، تو اصطلاح محدثین میں موضوع  
مراد یہی ہے ، یہ نہیں کہ اس خاص حدیث میں اس کا  
جھوٹ ثابت معلوم ہو ، اور چونکہ مسئلہ ظنی ہے لہذا  
وضع و افتراء کا حکم ظن غالب کی بنا پر ہو گا اذ ملخصاً

اقول مگر عملی تامل یہی ہے کہ مجرد کذب فی بعض الاحادیث سے کہ معاذ اللہ کسی طبع دنیا یا تائید مذہب  
فاسد یا غضب و نفرت وغیرہ کے باعث ہوئی غالب ہو جائے گا کہ اب جتنی حدیثوں میں یہ متفقہ ہو سب میں وضع و افتراء  
ہی کر کے گا اگرچہ وہاں کوئی طبع وغیرہ فرض فاسد ، شاید زور اگر کسی طبع یا عداوت سے ایک جگہ علاوہ گوہی دی تو  
اس کی سب گواہیاں مرد و ضرور ہوں گی کہ فاسق ہے مگر یہ ٹاگ جگہ میں غواہی بخوابی یہ ظن غالب نہ ہو گا کہ یہاں  
بھی جھوٹ ہی کہہ رہا ہے وچنانچہ اس پر شہادت کو بس ہے اور اگر سند ہی چاہئے تو امام احمد انہ اشان محمد بن اسماعیل  
بخاری علیہ رحمۃ الہیاری کا ارشاد سنئے محمد بن اسماعیل صاحب سیرت و مناقب کہ شام بن عمرو پھر امام مالک پھر وہب  
پھر یحییٰ بن قحطان نے کذاب کہا ،

اخرجہ بن عدی عن ابی بشر المدد ولا یحب و ابن عدی نے ابوبشر مدد کو لابی سے اور

حکے حال التخصی عن هذا فی المیران بقوله  
قلت وما يدري هشام بن عمرو فخلعه سجع  
سها في المسجد اوسم منها وهو محب او دخل  
عليها فحدثه من وراء حجاب فطاف شرف  
في هذا وقد كانت امسورة  
قد كسرت واستأثرت

اس سے خلاصی میزان میں ان کے اس قول سے  
ہو جاتی ہے ، میں کہتا ہوں بشام بن عمرو کیا پانے شاید  
انہوں نے اس سے مسجد میں سنا ، یا اس وقت اس سے  
سنا جب وہ پیچھے تھے یا وہ اس کے پاس گئے ہوں تو  
اس خاتون نے پردہ کے پیچھے سے بیان کیا ہو ، کیا  
معلوم کہ ان میں سے کون سی صورت ہے حالانکہ وہ خاتون  
پورے حرم اور عین والی ہو چکی تھی (صاحب فتنہ نہ تھی) اور  
(باقی اگلے صفحہ پر)

لے لیاات الفتن شرح مشکوٰۃ فصل فی العداۃ والا  
لے میزان الاعتدال ترجمہ ۱۹۷۷، محمد بن اسماعیل

۲۷/۱ مطبوعہ المعارف العلمیہ لاہور  
۲۷/۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت



محمد بن جعفر بن یزید عن ابی قلابہ الرقی شی محمد بن جعفر بن یزید نے ابو قلابہ رقاشی سے ،

(بقیہ ماضیہ صفحہ نمبر ۵۸۸)

ثم قال انبشلی هذا يستمد على تكذيب رجل من اهل العلم هذا امر وعظم قد روى عنها محمد بن سفيان

اقول لقائل ان يقول انت الحفاظ ان قد يت سر بما يصر فوث كذب الرجل بقرن تلوم لهم ولقد سري قوما من الائمة يكذبون رجلا ولا يذكرون من السبب الا ما هو قاصر عن تعدد حلت بالقرائن فتبدلنا احتالات شئ لعدم الا مركبة اعني ان كذا وهي جميعا مستدعاة حد هم نفسى ذلك الامام المتوكل في مواضع من

شرح صحيح مسلم فقال هذا قاعدة تنبيه عليا ثم نحيل عليها فيما بعد ان شارفته تعالى وهي ان عفا رحمة الله تعالى قال اما ابنتي هثم (هو بن زياد الاموي) يعني انها ضعوه من قبل هذا الحديث كان يقول حدثني يحيى من محمد ثم ادنى بعد انه سمعه من محمد وهذا القدر وحده لا يقتضي ضعفا لانه ليس قيس تصريح بكذب لا احتمال انه سمعه من محمد

پھر کہا کیا اس طرح کی صورت میں اجل علم شمس کو جو ثناء قرار دینا درست ہے یا مردود ہے (درست نہیں) پھر اس سے محمد بن سفيان نے بھی روایت کی ہے اقول (میں کہتا ہوں) قائل کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ حفاظ ناقدین بعض اوقات کسی آدمی کا جھوٹ قرائن کا وجہ سے جانتے ہوتے ہیں اور ہم ائمہ کی ایک ایسی جماعت کا علم رکھتے ہیں جن نے کسی شخص کو جھوٹا کہا مگر سبب ذکر کیا مگر وہ ہے جو ہمارے نزدیک قاصر ہے کہ ان قرائن کو نہیں جانتے تو ہمارے متعدد احتمالات یہ ہوں گے شاید یہ سبب یہ ہو اور وہ تمام ان کے ہاں مرفوع ہوں، اس پر امام نووی نے اپنی شرح صحیح مسلم میں کئی جگہ تصریح کی ہے اور کہا کہ یہاں ایک قاصر ہے جس پر ہم تنبیہ کرتے ہیں اگر ائمہ بعد سے نے چاہا اس پر واردیں گے اور وہ یہ ہے کہ عفا رحمة الله تعالى نے بیان کیا کہ ہشام (ابن زیاد اموی) جھٹکا ہوا ہے یعنی اس حدیث کی وجہ سے ان کو لوگوں نے ضعیف کہا جس کے متعلق وہ کہتے تھے مجھے یحییٰ نے محمد سے بیان کیا پھر نووی کیا کہ اس سفر پر محمد سے روایت سنی ہے اور صرف یہ چیز ضعف کا تقاضا نہیں کرتی کیونکہ اس میں کذب صراحت نہیں ہے لیکن ہے اس نے محمد سے سنا ہو (باقی اگلے صفحہ پر)

شی ابو داود سلیمان بن داود قال قال یحیی القطان  
وہ کہتے ہیں مجھے ابو داود سلیمان بن داود نے بیان کیا کہ یحیی القطان

(بقدر ما شیء منی کرشتہ)

ثم نسبه فحدث عن یحیی بن حمزہ  
ثم ذکر سماعہ عن محمد بن داود عنہ  
وکن انہم الی ہذا اقرائت و اصولہ  
اقتضت صد العلماء بهذا الفن الحدائق  
فیہ المبرورین من اہلہ العاریین ہذا قاتق  
احوال رواۃ انہ لم یسمعه من محمد فحکمو  
بذلك لاقامت لدلائل الظاہرۃ عندہم ہذا  
وسیاتی بعد ہذا الشیاء کثیرۃ من اقوال الائمة فی المخرج  
بنحو ہذا وکلا یقال فیہ ما قلنا ہذا واللہ تعالیٰ اعلم

وقال بعد ذلك معنی ہذا الکلام ان

الحسن بن حمزہ کذب ہر وہی ہذا  
الحديث عن الحكم بن یحیی عن علی وانشاہو  
عن الحسن البصري عن قوله وقد قد من ائمت  
مثل هذا وان کان یحتمل کونہ جاء عن  
الحسن ومن علی لکن الخفاظہ یعرفون کذب  
الکاذبیت بقرائت وقد یصرفون ذلك  
بدلائل قطعیۃ یعرفہا اہل هذا  
الفن فقولہم مقبول فی کل هذا

صرف اہل فن ہی پہنچاتے ہیں لہذا ان کا فیصلہ ان سے نہیں مقبول ہو گا۔

پھر بخبروں کی ہر چہرہ شام نے یحیی سے حدیث بیان کی ہو  
پھر یحیی کو محمد سے سماع یاد آیا تو دونوں نے محمد کے  
حوالے سے روایت بیان کی ہو، لیکن سنن کے ماہرین  
اور اس کے راویوں کے دقیق اصول پس نے راویوں پر یہ  
قرآن آشکار ہوئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے  
محمد سے نہیں سنا، جب ان کے ہاں اس پر دلائل ظاہری قائم  
ہو گئے تو اب انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ شام نے محمد  
سے نہیں سنا، اور اس کے بعد معترب اند کے قوال میں  
اسی طرح سے کثرت کے ساتھ جرح کا ذکر آئے گا ان  
سب میں وہی بات کہی جائے گی جو ہم نے یہاں کہی ہے  
واللہ تعالیٰ اعلم

اور اس کے بعد کہنا کہ اس کلام کا معنی یہ ہے کہ  
حسن بن حمزہ نے جھوٹ بولتے ہوئے اس حدیث کو  
حکم امیر یحیی از علی روایت کیا کہ وہ حسن بصری سے  
ان کے قول سے مروی ہے اور ہم پہلے بیان کر آئے  
ہیں کہ اس کی مثل شبہ اگرچہ اس میں یہ احتمال ہے کہ  
وہ حسن سے اور علی سے ہو، لیکن اس فن کے محققان  
قرآن سے خبروں کے جھوٹ سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور  
اس سے کہ وہ ایسے دلائل قطعیہ سے جان لیتے ہیں کہ  
(باقی اگلے صفحہ پر)

اشهد ان محمد بن اسحق كذاب ، قلت  
وما يدريك قال لي وهيب فقلت له  
وما يدريك قال لي مالك بن انس فقلت  
لك مالك وما يدريك قال لي هشام بن عروة  
قلت له هشام بن عروة وما يدريك قال حدث  
عن امرأتني فاطمة بنت المنذر وا دخلت  
على وهي بنت تسع وماسرأها رجل حتى لقيت  
الله تعالى .

نے بیان کیا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحق  
کذاب ہے ، میں نے عرض کیا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا ؟  
کہا مجھے وہیب نے بتایا میں نے وہیب سے پوچھا کہ  
آپ کو کیسے معلوم ہے ، انہوں نے کہا مجھے مالک بن انس  
نے بتایا تھا تو میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے علم ہے  
انہوں نے کہا مجھے ہشام بن عروہ نے بتایا تھا میں نے  
ہشام بن عروہ سے کہا کہ آپ کو اس بات کا کیسے علم ہے ؟  
اسوں نے کہا اس نے میری اہلیہ فاطمہ بنت منذر سے  
حدیث بیان کی ہے وہ ان کی شادی میرے ساتھ نو سال کی عمر میں ہوئی اور اس نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا یہاں تک  
کہ اس کا وصال ہو گیا ۔ (ت)

(تقیہ ماضیہ صفر گزشتہ)

ما قولك افبشدة يعتمد ؟ اقول  
فتراي من هؤلاء الائمة المجلة الاماظم يشهدون  
جزا فامنت دون ثبت ثم هذا كله انما ذكرناه  
ليعرف ان المذهب كيف يحتال للذهب عن  
قدري امر وقد ظهر واذا وقع بسى اشعرى  
او دلى لله صوفى صار لا يبق ولا يذكر كما بيناه  
تلميذه الامام تاج الدين السبكي رحمه الله  
تعالى في الطبقات والافانراجع عند علماء  
ايضا هو توثيق ائمت اسحق كما سنذكره  
امت شاء الله تعالى والله تعالى  
اعلم مر (م)

بائز اقول انش هذا يعتمد امر اقول یہ ای  
حکیم اندر پر اس بات کا اقرار ہے کہ وہ انداز سے ہے  
کام لیتے ہیں تحقیق نہیں کرتے یہ تمام اس لیے ہم نے  
ذکر کیا ہے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ وہ بھی نہ کس جہد  
قدری سے کہہ رہے ہیں ، جس کا معاملہ واضح تھا اور  
جس وقت یہ معاملہ کسی سنی اشعری یا کسی دل اللہ صوفی کو بد  
کی ہو تو وہ نہ چھوڑے نہ باقی رہنے جسے جیسے کہ ان کے  
شاگرد امام تاج الدین سبکی رحمہ اللہ نے نے طبقات  
میں اس کو بیان کیا ہے ورنہ ہمارے ہاں بھی راجح  
یہی ہے کہ ابن اسحق ثنہ میں جیسا کہ عنقریب ہم اسے بیان  
کریں گے ۔ (ت)

امام بخاری جزو المقررات خلف الامام میں توثیق ابن اسحاق ثابت فرماتے کو اُس سے جواب دیتے ہیں،  
 راایت علی بن عبد اللہ یحتج بہ حدیث ابن اسحاق  
 وقال علی بن عیینہ ما رايت احدا يتهجم محمد  
 بن اسحاق (الی ان قال) ولو صحیح عن مالک  
 میں نے علی بن عبد اللہ کو حدیث ابن اسحاق سے استدلال  
 کرتے ہوئے پایا ہے اور علی بن عیینہ کے حوالے سے  
 بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو

عنه نقله سبغی فی فصب الراية قبيل كتـ مـب  
 لخصني ۱۲ منہ (م)

علی ہمارے علمائے کرام قدس سرادیم کے نزدیک بھی راجح محمد بن اسحاق کی توثیق ہی ہے مگر علی الہدای  
 فتح میں زیر مسئلہ نقیب تعیل المنزب فرماتے ہیں،

توثیق ابن اسحاق هو الحق الا لم یج وما نقل  
 عن كلامه انك فيه لا يثبت ولو صح لم يقبله  
 اهل العلم كيف وقد قال شعبة فيه هو  
 امير المؤمنين في الحديث ورواه  
 عنه مثل الثوري واجت ادريس و  
 حماد بن شريد ويزيد بن زريع و  
 ابن علية وعبد الوارث وابن المبارك  
 واحتمله احمد وابن معين وعامة  
 اهل حديث رضي الله تعالى عنهم وقد اطلق  
 البخاري في توثيقه في كتابه القسرة  
 خلف الامام له وذكره اجت حبان  
 في الثقات وان ما سكرهم من الكلام  
 في ابن اسحاق واصطليح معه وبعث اليه  
 هدية ذكرها (۱۲) منہ (م)

ابن اسحاق کی توثیق ہی واضح اور حق ہے اور امام مالک  
 کا ان کے بارے میں جو قول منقول ہے وہ ثابت  
 نہیں، اگر وہ ثابت ہی ہو تب بھی اہل علم کے ہاں  
 قبول قبول نہیں، ایسا کیونکر ہو گا لاکھ شہدائے اللہ  
 کے بارے میں امیر المؤمنین فی الحدیث کہا اور ان سے  
 ثوری، ابن ادريس، حماد بن زید، یزید بن زریع،  
 ابن علیہ، عبد الوارث اور ابن مبارک جیسے محدثین  
 نے روایت کی ہے اور احمد ابن معین اور اکثر محدثین  
 رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں عدم توثیق  
 کا، احتمال غیر یقینی طور پر بیان کیا۔ امام بخاری نے  
 اپنی کتاب القسرة خلف الامام میں ان کی توثیق کے  
 بارے میں طویل گفتگو کی ہے ابن حبان نے  
 ثقات میں ان کا ذکر کیا اور یہ کہ امام مالک نے ابن اسحاق  
 کے بارے میں اپنے قول سے رجوع کر لیا، ان کے  
 ساتھ متفق ہو گئے اور ان کے پاس دیر ارسال کیا جبکہ  
 انہوں نے تذکرہ کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

تتواله عن ابن اسحاق فلو ربما تكلم الانسان  
 في حقها حجة لشيء واحد ولا يتهمه في  
 الامور كلها  
 پر کسی ایک بات میں طعن کرنا ہے اور باقی تمام امور میں اس پر ثبوت نہیں لگاتا (نوٹ)  
 دیکھو صاف تصریح ہے کہ ایک جگہ کاذب پانے سے بڑے ستم سمجھنا لازم نہیں، لاجرم امام ابن عرق تخریج شریعہ  
 میں فرماتے ہیں،

قال المروكشي في نكتة على ابن الصلاح ميث  
 قولاً موضوعاً وقولاً لا يصح بوجوب كبر فاعلم  
 الاول اثبات الكذب والاختلاق والثاني اجراء  
 عن عدم الثبوت ولا يترجم منه اثبات العدم  
 وهذا ايضاً في كل حديث قال فيه ابن العسوي  
 لا يصح ونحوه قلت وكان نكتة قصيره بذلك  
 حيث عوي به انه لم يرد له في الحديث بسبب  
 قرينة تدل على انه موضوع بحاية الاصرار  
 احتمال عدمه ابيكون موضوعاً لانه من طريق  
 متروك او كذا ابوهذا انما يتم عند قنونه  
 لكذا ابواعتهم على ان الحفاظ اجب حجج  
 حص هذا في النخبة باسم المتروك ولله  
 يظنه في ممالك الموضوع  
 درگشی نے اپنی نکت علی ابن الصلاح میں لکھا کہ ہمارے  
 قولی موضوع اور لایصح میں بہت بڑا فرق ہے، پہل  
 صورت میں کہ ب اور گھڑنے کا اثبات ہے اور دوسری  
 صورت میں عدم ثبوت کی اطلاع ہوتی ہے اور اس سے  
 عدم وجود کا اثبات لازم نہیں آتا اور یہ ضابطہ ہر اس  
 حدیث میں جاری ہوگا جس کے بارے میں ابن جوزی نے  
 ”وجہ کذاب“ اس کی مثل کوئی لکھ لیا ہے، میں کہتا ہوں  
 کہ حدیث کو ہی الفاظ سے تعبیر کرنے میں غلطی ہے  
 کہ اسی کے لیے اس حدیث میں کوئی ایسا الفاظ ہری قرینہ  
 نہیں جس کی بنیاد پر وہ حدیث موضوع ہو، زیادہ سے  
 زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ اسی کے نزدیک اس میں موضوع  
 ہونے کا احتمال ہے کیونکہ یہ متروک یا کذاب سے مروی  
 ہے اور یہ بات اس وقت تام ہوگی جبکہ وہ حدیث صحیح  
 اور صرف کہ اب یا تم سے مروی ہو، علاوہ ازیں حافظ ابن حجر نے کتبہ الفکر میں اسے متروک کا نام دیا ہے موضوع  
 کی لڑی میں اس کو شامل نہیں کیا۔ (نوٹ)

دیکھتے تو کذاب کو صرف احمق و صبیح کا مورث بتایا اور ابن جوزی نے موضوعات میں جہاں موضوع کہتے

و بیخ و بنہ کی طرف عدول کیا اس کا یہی نکتہ ظہر آیا کہ جو بے قہر و کذاب یا متمم احتمال وضع تھا اگر غلبہ ظن بہرہ نما حکم ادا وضع سے کیا جائے گا کہ اگر صحیح موضوع و غیر جماعت تمام احکام میں غلبہ ظن کافی اور بلا مشبہ حجت شرعی ہے۔

**اقول والاشارۃ فی قولہ خص هذا** اساتذہم الی الاقرب وهو الشہم فهو الذی خصہ بالمحافظ باسم المتروک اما ما قصود بہ الکذاب فهو عین الموضوع عندہ فانما مرادہ بہ فیہ الظعن بکذب الراوی فلیستبہد ہذا احکامہ ما ظہری والحمد لله الوحد العلی۔

**اقول نہ کشی کے الفاظ "خص هذا" میں** اشارہ اقرب کی طرف یعنی متمم کی طرف سے تویہ وہی ہے جس کے لئے حافظ ابن حجر نے متروک کا نام خاص کیا ہے لیکن جس روایت میں کذاب متفرد ہو وہ حافظ کے نزدیک بھی عین موضوع ہے کیونکہ ظنون سے خود موضوع کی تعریف یہ کہ ہے کہ جس میں کذب راوی کا ظن ہو، اس پر توجہ کر دیر وہ امور تھے جو میرے لیے ظاہر ہوئے اور تمام حدمات کے لیے جو واحد و بلند ہے (ت)

فقیر نے اپنی بعض تحریرات میں اس مسئلہ پر قدرے کلام کر کے دکھانچا،  
 هذا ما یظهر لنا والمحل محل فیما قبل  
 یہ وہ ہے جو ہم پر ظاہر ہوا اور یہ مقام مقام غور و فکر  
 لعل الله يحدث بعد ذلك امرا۔  
 سب سے مراد کوئی دور کہ ہے، شاید اللہ تعالیٰ اس کے  
 بعد کوئی دوسرا مظاہر فرمائے۔ (ت)

الحمد لله ابوجوہ کثیر اسے تاکہ وہ تائید حاصل ہو، کلام امام سخاوی کی قطع یہ کلام علامہ قاری و علامہ مناوی ہیں اس کے نظائر صریح کلام امام جیل شہید بن الجراح سے استنباط صحیح تواریخ امام ابن الصلاح، آثار نووی و آثار عراقی و آثار قسطلانی کا قطع سے نیچے حدیث سے تائید دلیل عقل سے تشبیہ کلام آثار بخاری و علامہ ابن عرق سے تاکہ الحمد لله سرا و جہرا فقد حقق سر جانی و احدث امرا (تمام غویہ ظاہر آواہ طنائہ کے لیے ہیں پس اس سے میری امید پوری کی اور نئی راہ پیدا فرمائی۔ ت)

تنبیہ (تنبیہ متعلق افادہ ۲۵) کہ کتاب موضوعات میں ذکر حدیث مولف کے نزدیک یہ مستلزم موضوعیت نہیں، اس عبارت تنزیہ الشریعہ سے ایک اور تفسیر فائدہ حاصل ہو اگر کتب موضوعات قسم اول میں بھی لفظ حکم پر لحاظ چاہئے کہ مراد موضوع یا باطل کہ دیا تو مولف کے نزدیک وضع ثابت ہوگی اور اگر لایع و غیرہ ہلکے احکام کی طرف عدول کیا تو آخر یہ عدول بھی چیز سے نیست ظاہر آواہ مولف کو اس پر حکم وضع کی جرأت نہ ہوئی صرف احتمال مرجع کتاب کیا ماعہم منعدہ حسن وجہ و لہ امر لغیرہ فلیحفظ (اسے اچھی طرح سمجھ لیجئے شاید یہ بہتر توجیہ ہو اور میں نے اسے کسی غیر سے نہیں پڑھا پس اسے محفوظ کر لیجئے۔ ت)

**قائدہ ۴ :** (مجهول العین کا قبول ہی مدبب محققین ہے) ، افادہ دوم میں گزر کر امام نووی نے مجهول العین کا قبول بہت محققین کی طرف نسبت کیا اور امام اجل ابو طایب مکی نے اسی کو مدبب فقہائے کرام و اولیائے عظام قرار دیا اور یہی مدبب چارے اکثر اعلام کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ مسلم الثبوت و فرائج الرکوت میں ہے :  
 (لا) حرج (یاں لہ راویا) و احدا (فقط) دون اس میں حرج نہیں کہ (اس کا راوی) (فقط) ایک غیرہ (و هو مجهول العین یا مصطلح) کسبھان یس لہ راو غیر الشعبی فان المساط العدالة و الحفظ لا تعد الرواة و قیل لا یقل عند المحدثین و هو تحکماہ منقصرا۔  
 اس میں حرج نہیں کہ (اس کا راوی) (فقط) ایک ہے (اور وہ اصطلاح میں مجهول العین ہے) مثلاً سمعان بن یسے راوی شیبی کے علاوہ کوئی نہیں کیونکہ دارع الشافعی و منطوب راویوں کا متعدد ہونا نہیں بعض نے کہا کہ محدثین کے نزدیک یہ مقبول نہیں یہ زیادتی ہے اور مختصراً۔ (ت)

پس دوبارہ مجهول قول مقبول یہ ہے کہ مستور و مجهول العین دونوں محبت، یاں مجهول الحال جس کی عداوت ظاہری بھی معلوم نہ ہو احکام میں محبت نہیں فضائل میں بالاتفاق و دو بھی مقبول۔  
 تشبیہ غائباً مطلق مجهول سے مراد مجهول العین ہوتا ہے، مجهول جب مطلق بولا جاتا ہے تو کلام محدثین میں غائباً اُس سے مراد مجهول العین ہے امام مسکنی شافعی رحمہ اللہ میں فرماتے ہیں  
 جہالة العین و هو عالم اصطلاح اهل هذا  
 اشیاء لا هذا الاصطلاح  
 محدثین جب مطلقاً مجهول کا لفظ بولیں تو اکثر طور پر اس سے مراد مجهول العین ہوتا ہے۔ (ت)

**قائدہ ۵ :** (قائدہ ۵ مستحق افادہ ۲۱ کہ قبول ضعیف کے لیے درود صحیح کی حاجت نہیں، ہم نے افادہ ۲۱ میں روشنی دینے کے لیے ثبات کیا کہ مادون الاحکام میں ضعیف محقق درود صحیح نہیں اور دلیل ثابت میں اس کے دس نسخہ تیار کے پتے دئے سب سے اہل و العظمیٰ کہ اکابر ائمہ کرام اعظم محدثین اعلام مثل امام ابن عساکر و امام بن شہین و ابوبکر خلیف بعدہ نووی و امام سیبلی و امام محب الدین طبری و علامہ ناصر الدین ابن المنیر و علامہ ابن سید الناس و حافظ ابن تہام و قاتم الحافظ و علامہ زرقانی و غیر ہم نے حدیث اچھا ابویں کر میں کو ما وصفت تسیم ضعف بارہ فضائل

عنه فی الباب الاول تحت حدیث الاول ۱۲ مترجمی امہ تعالیٰ عنہ ام

۱۔ فرائج الرکوت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفی مسئلہ مجهول الحال الم مطبوعہ مشورات الشریف رضی کمر ۱۴۹  
 ۲۔ شفاہ المستقام فی زیارة خیر الانام الحدیث الاول مطبوعہ نور بر رضویہ فیصل آباد ص ۹

ایسا معمول و مقبول مانا کہ اسے احادیث صحاح سے کہ بظاہر مخالف تھیں مگر ظہر اُن کا ناسخ چنانچہ خود اس باب میں حدیث صحیح کی حاجت و کنار اُس کے مقابل کی صحاح اُس سے منسوخ ٹھہرائیں بشرح مواہب لدنیہ میں ہے :

امام سیوطی نے سبیل النجاة میں فرمایا کہ محمد بن حنفیہ نے حدیث کی ایک جماعت اس طرف مائل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ کی ذات اقدس پر ایمان لائے۔ یہ قول انہوں نے ایک ایسی حدیث کی بنا پر کیا ہے جو ضعیف ہے مسموع نہیں، وہ ائمہ میں مثلاً خطیب بغدادی، ابن مبارک ابن شاپین، سیوطی، محب طبری، علامہ ناصر الدین بن مزیر اور ابن سیدہ الناس۔ اسے بعض اہل علم سے نقل کیا اور اسی پر صلاح الصفدی اور حافظ ابن ناصر چلے ہیں اور ان ائمہ نے اس مذکورہ حدیث کو اس سلسلہ میں وارد فرمایا حدیث کے لیے، یہ تراویح اور تصریح کی ہے کہ یہ حدیث اسی سے مرفوع ہے لہذا اس کے اور ان کے درمیان کوئی تعارض نہیں اور درج الفیہ میں فرمایا کہ اس حدیث کو محدثین نے ناسخ قرار دیتے ہوئے اس کے ضعف کی پروا نہیں کی کہ نہ کہ فضائل و مناقب میں ضعیف

قال السيوطي في سبيل النجاة حال الى انت الله تعالى احياهم حتى اصابه طائفة من الائمة وحفاظ الحديث واستندوا الى حديث ضعيف لا موضوع كالحطيب وابن عساكر وابن شاهين والسهيلي والحب الطبري والعلامة ناصر الدين ابن المنير وابن سيد الناس وعلقه عن بعض اهل العلم و مشي عليم الصلاح الصفدي، والحافظ ابن ناصر، وقد جعل هؤلاء الائمة هذا الحديث مائلا للاحاد الواردة بما يخالفه ونحوه على انه متأخر عنها فلا تعد مرضية بينه وبينها، وقد في ائمة الشيعة جعلوه ناسخا لم يبالوا بضعفه لان الحديث الضعيف يعمل به في الفضائل والثناء وهذه منقبة هذا كلام هذا الجليل وهو في غاية التحسين له ملاحظا.

حدیث پر عمل کیا جاتا ہے اور یہ (والدین کا اسلام لانا، آپ کی منقبت ہے، یہ اسی ماہرین حدیث کا کلام ہے اور یہ اس مسئلہ میں انتہائی سہرا ہے اور تحریر ہے اور خلاصہ (ت)

تنبیہ ضروری (دو بابیہ کے ایک کیم پر آگاہ کرنا، اقول جب کسی اصل کا کلمات ملتا ہے اثبات منقول ہو تو اس کے لیے کافی ہے کہ انہوں نے فلاں فلاں فروغ میں اس پر مبنی فرمائی معلوم ہوا کہ یہ اصل اُن کے نزدیک متصل ہے اُن کلمات کی نقل سے غرض مستدل اسی قدر امر سے متعلق اگرچہ وہ فرع خاص منظر کسی اور وجہ کے اس کو مستلزم ہو مثلاً ہم نے افادہ ۲۸ میں اس امر کے استنباط کو کہ موضوعیت مستلزم موضوعیت نہیں کلام ائمہ سے چند نظائر



نقل کیے کہ دیکھو حدیث کو موضوع اور فعل کو مشرور مانا اسی قدر سے استدلال تمام ہو گیا اگرچہ ہمیں ان بعض احادیث کی وضع تسمیم نہ ہو یونہی یہاں آتی بات سے کام ہے کہ علمائے کرام نے ضعیف کو صحیح سے اتنا مستغنی مانا کہ ناسخ حسب انما و نونی غنا نوید و مشیت ہو گیا اگرچہ بر قائل نسخ نہ ہوں اور دوسرے طور پر صحاح کا معارضہ وضع کر کے ان ضعافات کو قبول کریں یہ نکتہ ہمیشہ ملحوظ رکھنے کا ہے کہ متکلمین و ہادسہ دوسرے دیتے اور خارج از بحث اس فرع کے ترجیح و تزییف کی برت کرتے جاتے ہیں۔ خاتمہ الحقیقین سیدنا ابوالوالہ قدس سرہ العالیہ نے قاعدہ یا زیدیم اصول لرشاد شریف میں ان نسخہا کے اس کیہ ضعیف کی طرف ایمائے لطیف فرمایا یونہی فقیر نے آخر نکتہ حلیہ فصل سیزدہم نوع اول مقصد سوم کتاب حیاتہ اللہوا فی بیان سبع الاحوال میں اس کی نظیر پر متنبہ کیا علیہ السلام۔

**قائدہ ۶** (خامدہ ۶ مستقل افادہ ۲۰) حدیث ضعیف بعض احکام میں بھی مقبول (افادہ ۶۰ میں گزرا کہ فضائل تنفصل بعض احکام میں بھی حدیث ضعیف مقبول ہے جبکہ محل محل احتیاد و قطع بے ضرر ہو اُس کی ایک اور نظیر نیز علامہ علی کا فرمانا ہے کہ ما ز میں مشرور کو سیدھا اپنے سامنے نہ رکھے بلکہ دہنی یا بانیں ابرو پر ہو کہ حدیث میں ایسا وارد ہو اور وہ اگرچہ ضعیف ہے مگر ایسے حکم میں مقبول

حیث قال یبغی ان یجعلها خیال احد حاجہ لما روی ابوداود من حدیث جب عہد بہت مقداد بن الاسود عن ایہا مرہنی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی فی عود ولا عموود ولا شجرة الا جعلہ علی حاجبہ الا یمین او الا یمین لا یصلی الا صمداً، وقد اعلیٰ بالولید بن کامل و یجھالہ ضبعۃ، لکن ہذا الحکم مما یجوز العمل فیہ بشئ ہذا، لانه من الفضائل لہ باختصار معلول قرار دیا گیا، لیکن یہ حکم ان مسائل میں سے ہے جن پر عمل اس طرح کی روایت سے جائز ہے کیونکہ یہ مسئلہ فضائل افعال سے ہے اور باختصار۔ (ت)

الفاظ میں متنبہ یہ ہے کہ مشرور دونوں ابروؤں میں سے کسی ایک کے سامنے ہر ایک جیسے جیسا کہ برواؤر نے ضعیفہ جنت مقداد بن اسود اور انہوں نے اپنے والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ٹکڑی، استون یا تخت کی طرف نماز ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا مگر آپ اس کی اپنی دائیں یا بائیں ابرو مبارکہ کے سامنے کر دیتے یا نکل سیدھا اس کی طرف رخ نہ ہوتا۔ اس حدیث کو ولید بن کامل اور ضعیفہ کے مہول ہونے کا وجہ سے مسئلہ قرار دیا گیا، لیکن یہ حکم ان مسائل میں سے ہے جن پر عمل اس طرح کی روایت سے جائز ہے کیونکہ یہ مسئلہ فضائل افعال سے ہے اور باختصار۔ (ت)

عہدہ آخر کتابتہ المصنوعہ قبیل الفردوس ۱۲ منہ (۴)

مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۶۸

ایک اور اعلیٰ و اعلیٰ نظیر کلام امام عافط محدث ابو بکر بیہقی و امام محقق علی الاطلاق و امام ابن امیر یح  
و علامہ ابراہیم عینی و علامہ حسن شرنبلالی و علامہ سید احمد طوطاوی و علامہ سید ابن عابدین ستامی و غیر ہم علامہ  
علامہ رحمہ اللہ قائل ہے کہ حسن ابی داؤد و ابن ماجہ بنی بطریق ابو نعیم ابو محمد بن محمد بن حریث بن عدو  
حریث بن جبل بن بنی عذرة عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن ابی ابی القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دربارہ ترویج  
نماز مروی ہوا

و ان لم یکن معہ عصا فلیخط خطاً  
اگر اس کے پاس ٹکڑی ربو تو اپنے سامنے ایک  
خط کھینچے۔

امام الرواد و نے کہا امام سفین بن عیینہ نے فرمایا  
لم یجد شیئاً شدیداً ہذا الحدیث ولہ یجوز ان  
ہذا لوجہ۔  
جہنے کوئی چیز پانی جس سے اس حدیث کو قوت  
دی اور اس سند کے سوا دوسرے طریق سے  
نہ آئی۔

یونی امام شافعی و امام بیہقی و امام نووی وغیرہم اندر سے اس کی تضعیف فرمائی بلکہ منہرہ اندر علامہ مذکورین

عہ قال فی الحلیۃ ثم فی رد المحتار قد یعار من  
تضعیفہ بتضعیف واحد و ابن حبان و غیرہما  
لما رد عقبہ فی الحلیۃ بما یاق عنہما من قوله و  
یظہر ان الاشبہہ ۱۰ و قال فی المرقاة قد اشار  
الشافعی الی ضعفہ واضطر بہ قال ابن حجر صحیحہ  
احمد و ابن المدینی و ابن النعمان و ابن حبان  
و غیرہم و جزم بضعفہ النووی اہم ملخصاً قلت  
و هو ان فرض صحیحہ لو یصرفنا فیہ من بعدہ  
لما قد ما انفاق التبیہ ۱۲ مدرجی مد تعالیٰ مد دم  
تو ہمارے بیان کردہ مسئلہ میں یہ نقصان وہ نہیں جیسا کہ ابھی ہم نے تبیہ میں اس کا ذکر کیا ہے ۱۲ منہ دت۔



### رد المحتار میں ہے :

یس الخط کما هو السوایة الثانية عن محمد  
لحدیث ابی داود فان لم یکن معه عصا فلیخط  
خطا وهو ضعیف لکنه یجوز العمل به فی  
الغضائل ولله اقل ابن الہمام والسنة او فی  
ہا لا تباع ۱۰۱۰

خط کھینچنا مسنون ہے جیسا کہ امام محمد کی روایت میں ہے  
انہوں نے ابو داؤد کی اس حدیث سے استدلال کیا ، کہ  
غازی کے پاس عصا (ٹکڑی) نہ ہو تو ایک خط کھینچ لے۔ یہ حدیث  
ضعیف ہے لیکن فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے اس بنا  
پر امام ابن حاکم نے فرمایا : مست زیادہ لائق اتباع ہے اُنات

تفسیر (فضل اعمال سے مراد اعمال حسنة ہیں نہ صرف ثواب اعمال ، ان دونوں نظیروں میں علامہ پر اسیم  
علی اور نظیر اخیر میں علامہ حدیثی کا ان اعمال میں سترہ کو ابرو کے مقابل رکھنے یا حد کھینچنے کو فضائل سے بتانا اس  
معنی کی تصریح کر رہا ہے جو فقیر نے ماسبقہ افادہ ۲۱ میں ذکر کیا تھا کہ فضائل اعمال سے مراد اعمال فضائل ہیں  
یعنی وہ اعمال کہ بہتر و مستحسن ہیں نہ خاص ثواب اعمال ، یہاں سے خیالات باطلہ گنگوہی کی تفسیح کامل ہوتی ہے فقہ احمد  
قائدہ ۷۰ ہمیشہ ضعیف سے سنت بھی ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں ، جہاں رد المحتار کہ ابھی منقول ہوئی  
بتا رہی ہے کہ امثال مقام میں نہ صرف استحباب مگر سنت بھی حدیث ضعیف سے ثابت ہو سکتی ہے ورنہی افادہ ، اس  
علی قاری کا ارشاد و گوارا کہ حدیث ضعیف کے سبب ہمارے علماء نے اس کردار کو مستحب یا سنت مانا۔

اقول لکن قال الامام اس امیر الحاج  
فی الخلیفۃ بعد ما ذکر حدیث ابن عیاض عن  
الفاکک و عن ابی جاسم والیزار عن  
ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہم فی اختصار  
السبب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم العیدین  
وقال امس فی اسبیلک فہو صغیر ما نصحہ ،  
واستبان فہو العیدین ان قلنا بان تعدد الطرق  
الواردة فیہ یبلغ درجۃ الحسن ، واکالہ لشدید  
وفی ذلک تأمل ۱۰۱۰ فقہ اشارہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اقول لیکن امام ابن امیر الحاج نے عیدین  
کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غسل کے  
بارے میں حدیث ابی ماجہ ، فاکک ، ابن عباس سے اور  
حدیث بزاز اور ارفع رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت  
کرنے کے بعد کہا کہ ان اسامیہ میں راوی ضعیف ہیں  
اور پھر کہا کہ عیدین کے موقع پر غسل سنت ہے اگرچہ یہ  
کہیں کہ حدیث متفقہ طرق سے مروی نہ ہے کہ بنا پر  
حسن کا درجہ پا چکی ہے اور اگر یہ نہیں تو غسل مستحب ہے  
اور اس میں تاویل ہے اور امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے سہا

ان الصعيف لا ينفيد الاستئذان ولا كان تقول انت  
 السنة من بما تطلق على المستحب ككسبه كما  
 صرحوا بهما في نسخة كلام المشايخ والقاسمى  
 وبه يحصل التوفيق بين الروايتين عن عثمان  
 في السئلة اعني مسألة المحظفين انت اسر و  
 لاستحسان ومن لم ينفى الاستئذان وقد كان  
 متأيذا بما في الخليفة هل ينوب الخط بيبي  
 يد يد مذبه فعن ابن حنيفة وهو احدى  
 الروايتين عن محمد انه ليس بشئ اى ليس  
 بشئ مسنون اهلولا انه مراد بعد بل بعده و  
 تركه سواء استحق فقيه بعد بعد فافهم

کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حدیث ضعیف سنت کا فائدہ  
 نہیں دیتی، اس پر سے لے کر یہ جائز ہے کہ لو کہے کہ بعض  
 سنت کا اطلاق مستحب اور مستحب کا سنت پر ہوتا رہتا  
 ہے جیسا کہ فقہانے اس کی تصریح کی ہے، ہمدانام  
 شامی اور قاری کے کلام کی توجیہ ہو جائے گی اور سی  
 سے مسئلہ خط میں ہمارے علمائے مروی و روایات  
 میں تطبیق بھی ہو جائے گی پس جس نے اسے ثابت کیا  
 اس نے اس سے استحسان کا ارادہ کیا اور جس نے  
 نفی کیا اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ سنت نہیں اور اس کی  
 تائید علیہ کی اس عبارت سے ہوتی ہے کہ کیا خط  
 سترہ کے قائم مقام ہو گا یا نہیں؟ تو امام ابو حنیفہ و  
 ایک روایت کے مطابق امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ کوئی شئی نہیں یعنی سنت نہیں اور کاش اس کے بعد وہ یہ اضافہ  
 نہ کرتے کہ اس کا کرنا اور چھوڑنا برابر ہے، اتنی میں نہایت ہی بد سے اسے اچھی طرح سمجھ لو۔ (ت)

**فائدہ ۸** (فائدہ ۸ متعلق افادہ اگر وضع یا ضعف کا حکم کہی جانا سند خاص ہوتا ہے نہ جانا  
 اصل حدیث) ہم نے افادہ ۱۱ میں بہت قصوں نقل کیے کہ بارہا محدثین کا کسی حدیث کو مرفوع یا ضعیف کہنا ایک  
 سند خاص کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ اصل حدیث کے۔ اور نیچے حدیث صحیح زکوٰۃ علی مروی سہی ابی داؤد  
 و نسائی

یعنی ایک ابی بنی خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں ان کی بیٹی ان کے  
 ساتھ تھیں دختر کے ہاتھ میں سونے کے کڑے  
 تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
 فرمایا ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ عرض کی نہیں، فرمایا کیا  
 کچھ یہ پسند ہے کہ اللہ عز و جل قیامت میں ان کے

امراۃ انت السبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 ومعها ابنة لها و فی ید ابنتها مسکستان  
 غیظتان من ذهب فقال تعطین ذکاۃ هذا  
 قالت لا قال ایسورک انت یسورک اللہ جہما  
 یوم القینۃ سواریں من نار قال فخلعتہما  
 فالقنہما الی النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پہلے آگ کے گلشن پہناتے، اُن بی بی نے کڑے تار پڑا دیے  
اور عرض کی یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں جل جلالہ صلی

تعالیٰ علیہ وسلم

جیسے امام ابو الحسن ابن القطان و امام ابن المقفع و علامہ ترمذی میرک نے کہا اسناد صحیحہ (اس کی سند صحیح ہے)  
امام عبد العظیم منذری نے مختصر میں فرمایا اسناد لا مقال فیہ (اس کی سند میں کچھ گفتگو نہیں) محقق علی الاطلاق  
نے فرمایا لا شبہ فی صحیحہ (اس کی صحت میں کچھ شبہ نہیں) امام ترمذی نے جامع میں روایت کر کے  
فرمایا لا یصح فی ہذا الباب عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شی (اس باب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم سے کچھ صحیح ٹہری نہیں) امام منذری نے فرمایا لعل الترمذی قصد الطریقین الدین و ذکرہ والاف طریق  
ابی داؤد و لا مقال فیہ (شاید ترمذی ان دو طریق کو کہتے ہیں جو انہوں نے ذکر کیے ورنہ سند ابی داؤد میں بعد  
چاہتے گفتگو نہیں) ابن القطان نے فرمایا

انما ضعف ہذا الحدیث لان عندہ فیہ  
ضعیفین امت لہیعة والمثوف من  
لہبہا حشہ

ذکرہ الامام المحقق فی التتبع ثم العلامة  
القاری فی المرقاة۔

اور نئے نئے حدیث رد شمس کو حضور پر نور سید الانوار امام عرب مہر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے  
دوبا ہوا آفتاب طلعت آیا، مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا یہاں تک کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ

۲۱۸/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب الکفر ما ہو و زکوۃ الخلی	سے سنن ابی داؤد
۱۶۳/۲	مطبوعہ نور بدیع سکھر	بحوالہ ابی الحسن ابن القطان فصل فی الذہب	سے فتح القیر
۱۶۳/۲	"	"	سے "
۱۶۵/۲	"	"	سے "
۸۱/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	باب ما جاء فی زکوۃ الخلی	سے جامع ترمذی
۱۶۳/۲	نور بدیع سکھر	بحوالہ منذری فصل فی الذہب	سے فتح القیر بحوالہ منذری
۱۶۳/۲	"	بحوالہ ابن القطان	سے "

وجہ الکریم نے نماز عصر اور اکی بیسے نمازیں و امام قاضی میاض و امام مغلطای و امام قطب خیمتری و امام حافظ الشان  
مسکلاتی و امام خاتم اعجاز سیوطی و غیر جماعت کرام نے حسن و صحیح کہا کما هو مفصل فی الشفاء و مشروحد و  
المواہب و شرحها (یہیے شفاء) اس کی شروع اور مواہب اور اس کی شرح زرقانی میں تفصیلاً مذکور ہے۔ ت  
علامہ شامی اپنی سیرت پھر علامہ زرقانی شروع مواہب میں فرماتے ہیں

اما قول الامام احمد و جماعة من الحفاظ امام احمد اور حفاظ کی یک جماعت کا سے موضوع قرار  
بوصفه فانظر هر انه وقع لهم من طريق بوصفہ فانظر ہر انہ وقع لہم من طریق  
بعض الكذابين والا فطر قد السابقة يتعذر بعض الكذابين والا فطر قد السابقة يتعذر  
معها الحكوة عليه بالصعف فضلا عن معہا الحکوة علیہ بالصعف فضلا عن  
الوضوح الوضوح

امام ترمذی امام شیخ لاسوم عمدة مکرّم مرتبة العلماء الاسلام تقي الملة والدين ابو الحسن علي بن عبد الحکام سیکی  
قدس سرہ الملک کتاب مستطاب منہر الصواب مرغم الشیطان مدغم الایمان شفاء السقام فی زیادة غیر لانام  
علیہ و علی آله افضل الصلوة والسلام میں فرماتے ہیں

وصا يجب ان يتنبه له ان حکو المحدثين وصا يجب ان يتنبه له ان حکو المحدثين  
بالا سكار والا ستطرب قد يكون بحسب ثلاث بالا سكار والا ستطرب قد يكون بحسب ثلاث  
الطريق لا يلزم من ذلك سر و متن الحديث الطريق لا يلزم من ذلك سر و متن الحديث  
بمخلاف طلاق الطيقه ان الحديث هو موضح بمخلاف طلاق الطيقه ان الحديث هو موضح  
فانه حکو علی المتن من حیت الجملة فانه حکو علی المتن من حیت الجملة

لطيفة جلیلة طیفہ : (لطیفہ جلیلہ طیفہ جان پر لاکھ من کا پھاڑ) ابو داؤد و نسائی کی یہ حدیث صحیح عظیم  
جلیل جس میں آن بی بی نے کروں کے صدقہ کرنے میں اللہ عز و جل کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن فی الباب الاول تحت الحديث الخامس عن فی الباب الاول تحت الحديث الخامس من  
حاج العیت ظہری زنی عقد جہانی ۱۲ مز (مر) حاج العیت ظہری زنی عقد جہانی ۱۲ مز (مر)

سہ شرح الزرقانی علی مواہب اللذیہ رد شمس لاسی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ مطبعة عامہ مصر ۱۳۲/د  
سہ شفاء السقام الحديث الخامس مطبوعہ مکتبہ نوریہ و نوریہ فیصل آباد ص ۲۹









میزن میں ہے،

ابراہیم بن العلاء ابوہارون القنوی  
وفقه جماعة ووجه شعبة فيما قيل ولم يصح  
بل صححه انه حدث عنه.

اُسی میں ہے،

عبد الاکرم بن ابی حنیفہ عن ابیہ وعن  
شعبة لا يعرف لكن شيوخ شعبة جيا داه

اقول لكن قال يزيد بن هارون  
قال شعبة داري وحماتي في المساكين صدق  
ان لم يكن ابان ابن ابی عیاش يكذب  
في الحديث قلت له فلم سمعتك  
قال ومن يعبر عن الحديث - يعبر  
حديثه عن ابراهيم بن علقمة عن عبد الله  
عن امه انها قالت مر ايت رسول صلي الله  
تعالى عليه وسلم قلت في الوتر قبل الركوع  
كفي في الميزان واليك لتفصي عنه بامس  
السامع شئ والحديث شئ، والكل في  
الاخير وان كان اسم الشيخ يتنسأ ول  
الوجهين وسذكر اخر هذه الفادة ان

ابراہیم بن العلاء ابوہارون غنوی کو ایک جماعت نے  
فقہ قرار دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ شعبہ نے انہیں کمزور  
کہا۔ اور یہ صحیح نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ شعبہ نے ان سے  
مردیہ بیان کی ہے۔ (۱۰۷)

عبد الاکرم بن ابی حنیفہ اپنے والد سے اور ان سے  
شعبہ نے روایت کیا ہے اور وہ معروف نہیں لیکن  
شعبہ کے تمام اساتذہ جید ہیں (ت)

اقول لیکن یہ یہ بن ہارون نے بیان کیا کہ  
شعبہ نے کہا کہ میرا گھر اور میری سواری مساکین میں  
صدقہ ہے، اگر ابان بن ابی عیاش حدیث میں  
قبول نہ کرے، میں کہتا تو پھر آپ نے ان سے  
کیوں سماع کیا، تو اس نے فرمایا کہ ان سے جو  
صاحب حدیث سے حدیث لینے سے باز رہے،  
اس سے انہوں نے ان کی وہ حدیث مراد لی جو  
ابراہیم سے منقول ہے عبد اللہ سے اور انہوں نے اپنی  
والدہ سے بیان کی ہے، وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وتر  
میں رکعت سے پہلے قنوت پڑھی ہے جیسا کہ میزان  
میں ہے، اور تیسرے لیے، اس سے خلاصی کی صورت

۴۹ / ۱	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان	سنہ میزن لا عدال ترجمہ ۱۵۲ ابراہیم بن العلاء	۴۴۳ عبد الاکرم	۱۵ ابان ابن ابی عیاش
۵۳۲ / ۲	" "	" "	" "	" "
" /	" "	" "	" "	" "

الامام من بعدنا حمل عن شاة ، فاذا حدث  
ثبتت له من اهل الصواب التقيد بمن  
حدث عنه في الاحكام دون ما يتساهل  
فيه لما تقدم في لافادة الثالثة والعشرين  
من قول ابن عدى ان شعبة حدث عن  
الكلبي وسرخيه بالتفسير كما نقله  
الميزان وفيه ايضا في محمد بن عبد الجبار  
قال العقيلي مجهول بالنقل قلت شيخنا شعبة  
نقاوة الا النادر منهم وهذا الرجل قتال  
الوحاشة شيخنا قلت وهذا لا يضر فقد  
يكون الرجل ثقة عنده وعند غيره مجروح  
او مجهول حتى ان من شيخه الذبح  
وثقهم وحرر بحسن التماس عليهم جابرس  
يزيد الجعفي ذلك الضعيف الرافعي المتهم  
قال الامام الاعظم رضي الله تعالى عنه  
ما رأت فيمن رأت افضل من عطاء ولا  
اكذب من جابر الجعفي وكذا لك كذبه ايوب  
ومائدة ويحیی والجزع في وتركه القطان  
وابن مهدى والسائي وآخرون .

یہ ہے کہ سماع اور ثنی سے اور حدیث بیان کرنا اور ہے۔  
عقلمند و دوسرے میں ہے اگرچہ شیخ کا نام دونوں کے لیے  
مستقل ہے مگر یہ ہم اس فی تہ کے آخر میں ذکر کریں گے کہ امام  
شعبہ کی جس سے چاہئے وایت لیا ہے تو جب حدیث بیان کرے تو  
اس پر ثابت قدم رہے۔ ہاں شاید دست یہ ہو کہ اسے مقید  
کر دیا جائے اس شخص کے ساتھ جس سے احکام کی حدیث  
بیان کی گئی ہیں نہ کہ وہ امام حدیث جس میں نہ کی جاتی ہے  
جیسا کہ تیسویں اہدہ میں ابن عدی کا یہ قول گزرا ہے  
کہ شعبہ نے کلبی سے روایت کی ہے اور باب تفسیر  
میں اسے پسند کیا ہے میزان میں اسی طرح منقول  
ہے اور اس میں محمد بن عبد الجبار کے ہاں سے میں بھی  
ہے کہ عتسلی نے کہا کہ وہ مجهول بالنقل ہے۔  
میں کہتا ہوں کہ شعبہ کے تمام شیوخ جید ہیں مگر بہت کم  
میسے ہیں جو جید نہ ہوں، اور یہ وہ آدمی ہیں جس کے بارے  
میں ابو حاتم نے کہا شیخ ہے اور۔۔۔ قلت یہ  
نقصان دہ نہیں یہ ہوتا رہتا ہے کہ ایک آدمی ایک  
کے ہاں ثقہ ہے دوسرے کے ہاں مجروح یا مجهول  
ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کے شیوخ وہ ہیں جن کو ثقہ  
کہا گیا اور ان کی تعلیم کی تصریح کی گئی ان میں سے  
جابر بن یزید الجعفی ہے جو ضعیف رافعی اور متهم ہے  
امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے جو لوگ دیکھے ان میں عطاء سے بڑھ کر سچا کسی کو نہیں پایا اور جابر جعفی سے  
زیادہ جھوٹا کوئی نہیں دیکھا، اسی طرح ایوب، زائدہ، یحییٰ اور جو جو جاتی ہے اسے جھوٹا قرار دیا۔ قطان ابن ہدی،  
نسائی اور دیگر محدثین نے اسے ترک کر دیا۔ (ت)

۵۵۸/۳	مطبوعہ دار المعرفہ بیروت لبنان	محمد بن السائب الكلبي	۵۵۴ ترجمہ ۵۵۴	۵۵۸/۳
۹۱۳/۳	" " " "	محمد بن عبد الجبار	۸۲۲	۹۱۳/۳
۳۸۰/۱	" " " "	جابر بن یزید الجعفی	۱۲۷۵ ترجمہ ۱۲۷۵	۳۸۰/۱

### تغار الاستقام شریف میں ہے،

احمد رحمہ اللہ تعالیٰ لم یکن یروی الا عن ثقة  
وقد صرح الخفصم (یعنی ابن تیمیہ) بذلك في  
الكتاب الذي صنفه في الرد على البسکری  
بعد عشرين راس منه قال ان القائلين بالبحر  
والتعديل من علماء الحديث فوعات منهم  
من لم يروا الا عن ثقة عنده كمالك وشعبة  
ويحيى بن سعيد وعبد الرحمن بن مهدي  
واحمد بن حنبل وكذلك البخاري وامثالهم

### تہذیب التہذیب امام ابن حجر مستطالی میں ہے،

خارجة من الصلت البرجی الكوفي روى  
عنه الشعبي وقد قال ابن أبي خيثمة اذا روى  
الشعبي عن رجل وسماه فهو ثقة يحنج  
بحدیثہ

### تہذیب میں ہے،

من لا يروى الا عن عدل كاجت مهدي  
ويحيى بن سعيد اه اقول ولا ينكر عليس  
بما في الميزان عن جراح المدودي عن  
يحيى بن معين عن يحيى بن سعيد لولم  
ارواكهم ارضي ما رويت الا عن خمسة اه  
عن في الباب الاول تحت حديث الاول ۱۲ من (م)

عنه في ترجمة اسرائيل بن يوسف ۱۲ من (م)

اظم احمد رحمه الله تعالى ثقة کے علاوہ کسی سے روایت  
نہیں کرتے اور عنی ثقت (یعنی ابن تیمیہ) نے اس بات کی  
اپنی اس کتاب میں تصریح کی ہے کہ اس نے بکری کے زبوں  
اس کے دس رسائل کے بعد لکھی، کہا کہ علماء جرح و  
تعديل (حدیث میں) دو اقسام ہیں ایک وہ ہیں جو  
صرف ثقہ سے روایت کرتے ہیں مثلاً مالک، شعبہ،  
یحییٰ بن سعید، عبد الرحمن بن مہدی، احمد بن حنبل، اور  
اسی طرح بخاری اور ابن کے ہم مثل (۱۲ من)

خارجہ من الصلت برجی کوئی جن سے شبہی نے روایت  
کیا ہے اور ابن ابی خيثمة نے کہا کہ جب شعبی کسی شخص  
سے حدیث بیان کریں اور اس کا نام لیں تو وہ ثقہ  
ہوگا اس کی حدیث سے استدلال کیا جائے گا (۱۲ من)

وہ لوگ جو صحت مادل راویوں سے روایت لیتے  
ہیں مثلاً ابن مہدی اور یحییٰ بن سعید اہ اقول اور  
اس پر اس بات سے اعتراض نہیں کیا جاسکتا  
جو میزان میں جاکس دوری نے یحییٰ بن معین سے  
انہوں نے یحییٰ بن سعید کے واسطے سے روایت

ملہ شعار استقام الحدیث الاول مطبوعہ مکتبہ نوریہ دہلی فیصل آباد ص ۱۰  
ملہ تہذیب التہذیب لابن حجر مستطالی ترجمہ ۱۲۵ خارجہ من الصلت مطبوعہ دار الفکر بیروت ص ۵۵/۲  
ملہ تہذیب الراوی شرح تقریب النواوی روایۃ مجهول الحدیث المستور دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور ۱۶

فان رضى يحيى غاية لا تدرك وكيف يظن به  
ان الحق كلهم حننه ضيعفاء الاحمسة وانما  
المريض له جبل ثبت شامخ سراسخ لم يزل ولم  
يقزل ولا في حرف ولا مرة -

کی ہے کو اگر میں اس شخص سے روایت کرتا ہوں جس سے  
میں راضی ہوتا ہوں تو میں صرف پانچ سے روایت  
کرتا ہوں اور کبھی کے راضی ہونے کی غایت و مقصد  
معلوم نہیں اور یہ ان کے بارے میں کیسے گمان کیا جاسکتا

ہے کہ پانچ کے علاوہ تمام لوگ ان کے نزدیک ضعیف ہوں اور ان کے ہاں پسندیدہ و مقبول ہی شخص ہوگا جو اس  
فقیہ میں پہاڑ کی مانند شمس مستحکم اور مضبوط ہونے والی ہو اور نہ حرکت کرے نہ کسی حرفت میں نہ ایک مرتبہ میں (تسا)  
تہذیب التہذیب میں ہے ۱

سليمن بن حرب بن بديل ازدي واشجي کے بارے میں  
قال ابو حاتم اصاب من الاثمة كان لا يدلس و  
قال ابو حاتم ايضا كان سليمن بن حرب  
قل من يروى عن المشايخ فاذا اسأله قد  
روى عن شيخ فاعلوا انه ثقة الله ملتقطا

سليمان بن حرب بن بديل ازدي واشجي کے بارے میں  
ابو حاتم کہتے ہیں کہ انہیں حدیث میں سے امام ہیں اور  
وہ تدلیس نہیں کرتے تھے اور ابو حاتم نے یہ بھی کہا  
کہ سلیمان بن حرب بہت کم مشائخ کا اعتبار کرتے  
تھے مذاہب آپ دیکھیں کہ انہوں نے کسی شیخ سے  
روایت کی ہے تو یہ، وہ ثقہ ہی ہوگا اور مختلفا است

تقریب التہذیب میں ہے ۱

مظفر بن مدرک الخراساني ابو کامل ثقة اور بختم ہیں اور  
متقن کان لا يحدث الا عن ثقة -

مظفر بن مدرک خراسانی ابو کامل ثقہ اور بختم ہیں اور  
وہ ثقہ کے علاوہ کسی سے روایت نہیں کرتے تھے۔ (تسا)

تافہر جامعہ : امام سخاوی فتح البیہ میں فرماتے ہیں ،

ثقة من كان لا يروى الا عن ثقة الا في النادر  
الامام احمد وبق بن مخلد وحرز بن عثمان

تقد ان لوگوں کے بارے میں جو ثقہ کے علاوہ سے  
وہ ایت نہیں کرتے مگر شاذ و نادر۔ وہ امام احمد ،

طبع في مصر في سنة من تقبل رواية ۱۲ من (م)

جس کی روایت مقبول ہو اس کی معرفت میں اس کا ذکر ہے ۱۲ من (تسا)

تہذیب التہذیب میں جو مختلفا ترجمہ ۳۱۱ سلیمان بن حرب مطبوعہ مجلس دارۃ المعاد حیدرآباد دکن ۱۳۷۴ھ

تہذیب التہذیب من اسم مظفر مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۲۲۸ھ

وسلی بن حرب و شعبہ و الشعیب و عبد الرحمن  
بن مہدی و مالک و یحییٰ بن سعید القطان و  
ذلک فی شعبۃ علی الشہور فانہ کان یتعنت فی  
الرجال و لا یروی الا عن ثبت و الا فقد قال عاصم  
عل سمعت شعبۃ یقول لو لم اجد ثکرم الا عن  
ثقة لم اجد ثکرم عن ثلثین و فی نسخة ثلثین  
و ذلک اعتراف منہ یا نہ یروی عن الثقة  
و غیرہ فی نظر و علی حقل حال فہو لا یروی عن  
متروک و لا عن اجمع علی ضعفہ و اما سفین  
الثوری فکان یترو عن مع سعة علمہ و ورعہ  
و یروی عن الضعفاء حتی قال فیہ صاحبہ  
شعبۃ لا تتعلم احسن الثوری الا عن  
تصرفین فانہ لا یبالی عن حسن و قد اعلی  
قال فی یحییٰ بن سعید لا تکتب عن معتبر الا  
عن تعرف فانہ یحدث عن کل ثمة .

میں ان کے شاگرد شعبہ نے کہا ہے کہ ثوری سے روایت نہ لو مگر ان لوگوں کے حوالے سے جن کو تم جانتے ہو کیونکہ وہ  
پر و انہیں کہتے کہ وہ کس سے حدیث اخذ کر رہے ہیں ، فلاس کہتے ہیں کہ مجھے یحییٰ بن سعید نے کہا کہ معتبر سے نہ لکھو مگر  
ان لوگوں کے حوالے سے جن کو تم خود جانتے ہو کیونکہ وہ ہر ایک سے حدیث اخذ کرتے ہیں (ت)

اقول ما ذکر عن عاصم فی جوازہ  
یجب حملہ علی مثل ما قد منافی کلام یحییٰ  
کیف و ان للثقة اطلاقا اخر اخص و اخصی کما  
قال فی التدریب ان ابنت مہدی قال حدثنا  
بوخلدہ فخیل لہ الاکان ثقة فقل کان حدیثا

یحییٰ بن خالد ، حریز بن عثمان ، سلیمان بن حرب ، شعبہ ،  
شعیب ، عبد الرحمن بن مہدی ، مالک اور یحییٰ بن سعید  
القطان ، اور شعبہ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ  
لوگوں کے بارے میں سختی سے کام لیتے ہیں وہ صرف  
ثبت سے ہی روایت کرتے ہیں ورنہ عاصم بن علی  
کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر میں  
تمہیں ثقہ کے علاوہ کسی سے حدیث بیان نہ کرتا تو  
خرف تین راویوں (بعض نسخوں میں تیس کا ذکر ہے ،  
سے حدیث بیان کرتا ، یہ ان کا اعتراف ہے کہ میں ثقہ  
اور غیر ثقہ دونوں سے روایت کرتا ہوں لہذا غور و فکر  
کر لیا جائے ، ہر حال میں وہ مترہک سے روایت نہیں  
کرتے اور نہ اس شخص سے جس کے ضعف پر محدثین کا  
اتفاق ہو ، ہر حال سفین الثوری کا قوہ ہر حال علی  
وسعت اور ورع و قوتی کے زمری کہتے ہوئے نصحت  
دیتے اور ضعف سے روایت کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کے بارے  
میں ان کے شاگرد شعبہ نے کہا ہے کہ ثوری سے روایت نہ لو مگر ان لوگوں کے حوالے سے جن کو تم جانتے ہو کیونکہ وہ  
پر و انہیں کہتے کہ وہ کس سے حدیث اخذ کر رہے ہیں ، فلاس کہتے ہیں کہ مجھے یحییٰ بن سعید نے کہا کہ معتبر سے نہ لکھو مگر  
ان لوگوں کے حوالے سے جن کو تم خود جانتے ہو کیونکہ وہ ہر ایک سے حدیث اخذ کرتے ہیں (ت)

اقول (میں کہتا ہوں ، جو کچھ عاصم کے  
حوالے سے ذکر ہے اس کو اس گفتگو پر محمول کرنا جائز  
بلکہ واجب ہے جو ہم نے پہلے کلام یحییٰ پر کی تھی اور یہ  
کیسے نہ ہو حالانکہ ثقہ کا ایک دوسرا اطلاق نہایت ہی  
محدود و اخص ہے جیسا کہ تدریب میں ہے کہ ابن مہدی

وكان مأموئنا وكان خيرا الثقة شعبة وسفيان  
قال وحكى السريدي قال سألت ابن حنبل  
عبد الوهاب بن عطاء ثقة قال لا تدرك  
ما الثقة انما الثقة يحيى بن سعيد القطان  
فطيك بالثقة فان الامر جلي واضمح

کہتے ہیں کہ ہمیں ابوخلد نے بیان کیا کہ ان سے کہا گیا کہ  
کیا وہ ثقہ ہے تو کہا کہ وہ صدوق اور مامون ہے اور  
بہتر ثقہ شعبہ اور سفیان ہیں اور کہا کہ مروزی نے بیان کیا  
کہ میں نے ابن حنبل سے عبد الوهاب بن عطاء کے ثقہ ہونے  
کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا تم ثقہ کو نہیں جانتے  
ثقہ صرف یحییٰ بن سعید القطان ہے اور اس پر قائم رہنا کیونکہ معاملہ بڑا ہی واضح ہے۔ (ت)

**تشریح قول (جہاں سے امام اعظم جس سے روایت فرمائیں اس کی ثناء ثابت ہوگی، انھیں**  
ائمہ متہدین سے ہیں علم اعلم امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ النعمان النعمانی علیہ السلام الرضوان والحمد بالعم نعم  
البحران، یہاں تک کہ اگر بعض متہدین سے روایت فرمائیں تو اخذ قبل التفریح پر محمول ہوگا جس طرح احادیث صحیحین  
میں کرتے ہیں محقق علی لا ینفک فی حق میں فرماتے ہیں،

قال محمد بن الحسن رضي الله تعالى عنه  
في كتاب الآثار اخبرنا ابو حنيفة ثناء ابن حنبل  
ابن سليم عن مجاهد عن ابن مسعود رضي الله تعالى  
عنه قال ليس في مالي اليتم زكوة وليث كاف  
احد العلماء العباد وقيل احتلط في آخر عمره  
ومعذوم انت ابا حنيفة لم يكن ليذ هب  
فياخذ عنه في حال اختلاطه ويرويه و  
هو الذي شد في امر الرواية ما لم يشدد  
غيره على ما عرف الله

امام محمد بن حسن رضي الله تعالى عنه كتاب الآثار میں  
فرماتے ہیں کہ ہمیں امام ابو حنیفہ نے ازبیت بن ابی سلیم  
از قمی بہ زہد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا  
کہ یتیم کے مالی میں زکوٰۃ نہیں، لیث علمائے مابین  
میں سے تھا اور انھیں آخر عمر میں اختلاط ہو گیا اور یہ  
بات مسلم ہے کہ امام اعظم ان سے اختلاط کے بعد حدیث  
اخذ نہیں کر سکتے کیونکہ آپ حدیث اخذ کرنے اور بیان  
کرنے میں جتنے سخت ہیں دوسروں سے اس کا تصور  
بھی نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ معلوم و معروف ہے (ت)

**تبیین (قلۃ السبالة فی الاخذ قد حدث من من التبعین — اخذ حدیث میں زہدی**  
اکابر تابعین کے زمانہ سے پیدا ہوئی ہے۔ (ت)

**قلت (میں کہتا ہوں، اخذ حدیث میں وسعت**





مقبولة عندنا و عند الحماہیں ولا شك انما  
عطاء و الحسن و الزہری منهم وقلة المبالاة  
عند التحمل لا یقتضیہ عند الاداء فقد یاخذ  
لما مرعہ شء ولا یوسلہ الا اذا استوثقت  
وقد وافقنا علی قبول مراسیل الحسن ذالک  
الوجع الشدید عظیم التشدید قدوة الثابت  
یحیی بن سعید القطان و ذالک الجبل العلی  
علی بن مدینی الذی کان البخاری یقول ما  
استصغرت نفسی الا عندہ و ذلک الامام  
الاجل نقاد العطل ابو ریمۃ الرازی و ما ہیئت  
بہم قدوة اما القطان فقال ما قال الحسن  
فی حدیثہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم الا وجدنا لہ اصلاً الاحادیث و حدیثیں  
و ما علی فقال مرسلات الحسن البصری  
القیروا ہا عنہ الثقات صحاح ما اقل ما یسقط  
منہا و اما ابو ریمۃ فقال کل شیء قال الحسن قال  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجدت  
لہ اصلاً ثانی ما خلا اسربعۃ احادیث نقولہا  
فی التدریب -

ہمارے اور مجبور علماء کے ہاں مقبول ہیں، اس میں کوئی  
شک نہیں کہ عطا، حسن اور زہری ان میں سے ہیں و  
اخت میں نرمی کے لیے لازم نہیں کہ بیان کرتے وقت بھی  
نرمی ہو، بعض اوقات امام کسی شخص سے حدیث غلط  
کر لیتے ہیں مگر ارسال اسی وقت کرتے ہیں جب اسے  
وہ ثقہ محسوس کرتے ہوں اور ہمارے ساتھ حسن کی  
مراسیل کو قبول کرنے میں یحیی بن سعید القطان شریک  
ہیں جو درعہ و تہذیبی اور حدیث کے اخذ کرنے میں  
نہایت ہی سخت ہیں اور اس فن کا عظیم شخص علی بن  
حدیث بھی جن کے ہمارے میں امام بخاری کا قول ہے میں  
نے اپنے آپ کو ان کے سوا کسی کے سامنے بیچ نہیں  
سمجھا اور امام اہل بیت و اہل بیت ابو زہرہ راوی بھی شریک  
ذرا اور یہ دیکھ کر کہ حد کے لیے کافی ہیں، لیکن قدان نے  
کہا ہے کہ جس حدیث کے بارے میں امام حسن یہ  
کہہ دیں "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"  
تو ہمیں ایک یاد دے علاوہ ہر حدیث کی اصل ضرور  
ہی، علی بن مدینی کہتے ہیں کہ وہ مراسیل حسن بصری جو  
اس سے ثقہ لوگوں نے روایت کی ہیں وہ صحیح ہیں میں  
یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان سے ساقط ہونے والی کتنی ہیں  
اور ابو زہرہ کہتے ہیں جس شے کے بارے میں بھی حسن نے "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہا ہے مجھے  
چار احادیث کے علاوہ ہر ایک کی اصل مل گئی ہے۔ اس عبارت کو تدریب میں نقل کیا ہے۔ (۱)

قلت: میں کہتا ہوں، علی بن مدینی عدم و جو  
کو مستلزم نہیں تو یحیی کو ایک یاد و احادیث جو

قلت و عدم الوجدان لا یقتضی  
عدم الوجود فلم یفت یحیی لا واحدا و

اشنان و لعل غیر یحیی و جد مالم یجدہ و  
 غوق کل دی علم علیہ و نقل فی مسلم الثبوت  
 عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه قال من قتل نکم  
 حدثنی فلان فهو حدیثہ و من قتل قال  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من جہنم  
 او فی التدریب قال یونس بن عبید سألک  
 الحسن قلت یا امامہ حدیثک تقول قال رسول  
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و انک لہ تد رکہ  
 فقال یا ابن اخی لقد سألنی عن شیء ما سألنی  
 عنہ احد قبلک و لولا منزلتک منی ما اخبرتک  
 انی فی زمان کما تری و کانت فی زمانک  
 الحجاج کل شیء سمعتنی اقلہ قال رسول  
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من عن  
 بن ابی طالب عیوانی فی زمان لا استطیع ان  
 اذکر علیاً او و اللہ تعالیٰ اعلم۔

زہد میں ممکن ہے کسی اور محدث کو وہ مل گئی ہوں ارشاد  
 باری ہے و غوق کل دی علم علیہ (ہر علم واسلے  
 پر ایک علم والا ہے) اور مسلم الثبوت میں حسن رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ سے مروی ہے میں جب تم کو یہ کہوں کہ مجھے  
 فلاں نے حدیث بیان کی تو وہ اس کی حدیث ہوتی ہے  
 اور جب میں یہ کہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے فرمایا تو وہ شتر سے مروی ہوتی ہے، تدریب  
 میں ہے یونس بن عبید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت  
 حسن سے پوچھا اسے ابو سعید! آپ کہتے ہیں نبی  
 اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ آپ نے  
 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی؟  
 فرمایا اسے بھتیجے! اٹھنے کے بعد ایسا سوال کیا ہے  
 کہ جس سے پہلے آئی تک مجھ سے کسی نے نہیں کیا،  
 اگر تیرا یہ مقام میرے ہاں نہ ہوتا تو میں تجھے اس  
 سوال کا جواب نہ دیتا میں جس زمانے میں ہوں (وہ

جیسے تجھے معلوم ہے) اور یہ حجاج کا زمانہ تھا جو کچھ مجھ سے آپ لوگ سنتے ہیں کہ میں کہتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے فرمایا وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے سنا ہوتا ہے (یہ نہیں کہ میں نے  
 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات پائی ہے) چونکہ میں ایسے دور میں ہوں جس میں حضرت علی کا نام  
 ذکر نہیں کر سکتا (اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لیتا ہوں) واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

فائدہ ۱۰ : (خاتمہ ۱۰ متعلق افادہ ۲۴ دربارہ احادیث طبقہ رابعہ) سفہائے زمانہ نے  
 احادیث طبقہ رابعہ کو مطلقاً باطل دے اعتبار محض قرار دیا جو نشان موضوع ہے جس کا ابطال بین باہین

سلف القرآن ۱۲/۶۶

سلف مسلم الثبوت تقریرات المرسل مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص ۲۰۶

سلف تدریب الراوی شرح تقریب الراوی الکلام فی احتجاج الشافعی بالمرسل مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ دہلی ۱۰۴/۲

وجہ افادہ ۲۴ میں گزرا، یہاں اتنا اور من لے کر برعکس اس کے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الہی سنے اُن کی روایت کو دلیل عدم موضوعیت قرار دیا ہے، موضوعات کبیر میں زیر حدیث :

من طاف بالبيت اسبوعا ثم اتي مقام ابراهيم  
فرکع عنه ۵ رکعتیں ثم اتي من مزمع فشریب  
من مائه اخرج به الله من ذنوبه کیومر دلائلہ  
جوسات پچیس طواف کر کے مقام ابراہیم میں  
دو رکعت نماز نماز پڑھے پھر مزمع شریف پرجا کر اس کا  
پانی پئے اللہ عزوجل اُسے گناہوں سے ایسا پاک کر دے  
جیسا جس دن ماں کے پیٹ کے پیدا ہوا تھا

فرماتے ہیں :

حيث اخرجہ انا احدی فی تفسیرہ والجنہ ی  
فی فضائل مکة والمدین فی مسندہ لا یقال  
انه موضوع غایتہ انه ضعیف  
جیکر اسے واحدی نے تفسیر اور جندی کے فضائل تکرار  
دیگی نے مسند میں روایت کیا تو اسے موضوع نہ کہا جیسا  
ثابت یہ کہ ضعیف ہے۔

اقول وجہ یہ ہے کہ اصل عدم وضع ہے اور جو جملہ صحاح و تصانیف و ثابث و موضوع جس طرح وضع ممکن  
یہ نہیں صحت محتمل ترتیب تک خصوص قوی و مسند کے لحاظ سے دلیل قائم نہ ہو اعداد احتمالیہ خصوصاً خلاف اصل کو  
ممکن کر لینا محض ظلم و جزاف ہے نہ اُن کی حدیث قبل تیس سال جس طرح بسبب احتمال ضعف و سقوط احکام میں  
مسند و معتبر نہ ہوگی یوں ہی باوجود احتمال صحت و حسن و ضعف محض موضوع و باطل و ساقط بھی نہ ٹھہر سکے گی  
لاہرم درجہ توقف میں رہے گی اور یہی مرتبہ ضعیف محض کا ہے جس طرح وہاں توقف مانع تسک فی الفضائل نہیں رہتی  
یہاں بھی کمالا یعنی علی اولی الذہنی (جیسا کہ مصاب فہم پر مخفی نہیں) ت، فارجع از کتوت میں ہمارے علماء کرام  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے :

الماوی امکان عین معریت بالفقاهة ولا  
بالمرایة بل انما عرفنا بحديثه احد یثین  
فان قبله الاثمة او سکتوا عنه عند ظلموس  
راوی حدیث اگر فقاہت روایت میں معروف نہ ہو  
بلکہ کسی ایک یا دو احادیث معروض ہو اور محدثین نے  
اسے قبول کر لیا یا ظہور روایت کے وقت اس نے غامضی

عنه مسئله معرفت بالعدالة (م) معرفت العدالة کے بحث میں ہے ۱۶ منہ (ت)

سہ اسرار المرفوعة فی الاخیار المرفوعة حرف الیم  
مجموعہ دار الفکر بکلیہ بیروت ص ۲۳۶  
سہ ایضاً

الرواية أو اختلفوا كان كالمعروف وأما لم يظهر منهم غير الطعن كان مردوداً وان لم يظهر مني منهم لم يجب العمل بل يجوز فيعمل به في السند وبات والفضائل والتواريخ

اختیار کی بریاس میں اختلاف کیا ہو تو یہ بھی معروف کی طرح ہی ہوگا اگر اس پر محدثین نے طعن کا اظہار ہی کیا ہے تو وہ مردود ہوگا اور اگر محدثین نے کسی شے کا اظہار نہیں کیا تو اب عمل واجب نہیں بلکہ جائز ہوگا تو وہ مستحبات، فضائل اور تاریخ میں قابل عمل ہے (ت)

فائدہ ۱۱۱ (تذکرۃ الموضوعات محمد طاہر فتنی میں ذکر مستلزم گمان وضع نہیں) اُن فردی فوائد سے کہ بوجہ تعمیل ہنگام تبیین تحریر سے رہ گئے تذکرۃ الموضوعات علامہ محمد طاہر فتنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حال ہے کہ میں نے مجرد ذکر سے موضوعیت پر استدلال تو بڑے بھاری مشکلیں منکریں نے کیا حالانکہ محض جہالت دہلے رہی یا دیدہ و نہایت مخالفہ ہی تذکرہ مذکورہ بھی کتب قمیہ سے ہے اس میں ہر طرح کی احادیث لاتے اور کسی کو موضوع کسی کو لم یوجد کسی کو منکر کسی کو یسبب کسی کو لا یصح کسی کو صحیف کسی کو مؤول کسی کو بحالہ ثقات کسی کو لا باسب یہ کسی کو صحیحہ فلان کسی کو صحیحہ فرماتے ہیں حدیث تعبیل ابہایہ انہیں میں سے جنہیں ہرگز موضوع نہ کہا بلکہ مہنت لا یصح پر اقتصار اور تجربہ کثیری سے استنبہا کیا خاتمہ الخ بحار الانوار میں فرماتے ہیں

فصیل فی تبیین بعض الاحادیث المشہرة علی الاسن والعوایب خلاصہ علی نمط ذکرہ فی التذکرۃ فیہ من حرف نفسہ حرف سربہ یسبب بشارت ح دانت ربی فی صورۃ شاب لہ وفرة صحیحہ محمول علی رویۃ المنہار او مؤول حج اللہ من خیر کرمہ والصاف عجب نسیم موضوع صح ما شہد رجل علی رجل بکفر

فصل، بعض احادیث کی تبیین کے واسطے میں جو لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہیں حالانکہ صواب اس کے خلاف ہے اسی طریقہ پر جس کا ذکر تذکرہ میں کیا ہے اس میں وہ شخص جس نے اپنے نفس (آپ) کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا، یہ ثابت نہیں حدیث میں نے اپنے رب کو ایسے خوبصورت جوان کی صورت میں دیکھا جس کے بال لمبے و خوب صورت ہوں، صحیح ہے یہ

عہ اقول هذا عجیب فقد اخرجہ ابو داؤد اقول یہ عجیب حالانکہ ابو داؤد (باقی اگلے صفحہ پر)

لہ فرائع الرکعت شرح مسلم الثبوت، بذیل المستصفیٰ مشکوٰۃ جمہول الحال الم مطبوعہ منشورات الشریف رحیمی رقم ۱۴۹/۲ ق۔ یہ عبارت مختصراً اور متعدد صفحات کے نقل کی گئی ہے حوالہ کے لیے ۵۱۹ تا ۵۱۹ ملاحظہ ہو۔

الاباء به احدھما مصیبت فیہ طلب العلم  
فریضة علی کل مسلم طر قہا و اھیة ح من  
ادی الضرر فیہ و علو الناس الخیر کانت فضله

غراب پر محمول ہے یا یہ موقوف ہے اور حدیث مومن دھوکا  
کھانے والا اور شرم والا ہوتا ہے اور منافق و فاجر  
اور کینہ ہوتا ہے موضوع ہے۔ حدیث نہیں گواہی دیتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

و الترمذی و الحاكم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ بلفظ لظاہر مکان المناق و اسادہ کہا قال  
المنادی جید ۱۲ منہ (م)

ترمذی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
منافق کی جگہ لفظ فاجر و ایت کیا ہے اور اس کی سند  
بقول امام منادی کے جید ہے ۱۲ منہ (د)

علہ اقول بن صحیح من اعلیٰ المصاح  
للہاک و الصحیحین غیر ہما عن ابن عمر رضی اللہ  
عنہما برقعہ اذا قال الرجل لا خیرہ یا کافر فقد  
باء بہا احدھما و البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ من قضا صحت قال لا خیرہ یا کافر  
فقد باء بہا احدھما و لا جنت جہنم صحت  
بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح  
مرفوعاً ما اکفر من رجل رجلاً قط الاباء بہما  
احدھما و الیہاب غیر ذلک فان اراد خصوص  
اللفظ فقلیل الجہد و ۱۲ منہ (م)

اقول بلکہ یہ اعلیٰ درجے کی صحاح میں سے صحیح  
ہے، امام مالک اور شیعین وغیرہما  
نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی  
کو یا کافر " (اسے کافر) کہا، تو وہ کفران دونوں  
میں سے ایک پر لوٹ آتا ہے۔ اور بخاری نے حضرت  
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا کہ  
جس نے اپنے بھائی کو "یا کافر" کہا تو وہ کفران میں  
سے ایک پر لوٹ آئیگا۔ ابن جہان نے حضرت ابوسعید  
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً سند صحیح کے  
ساتھ روایت کیا جب بھی کوئی کسی کو کافر کہتا ہے تو وہ کفر یقیناً ان میں سے کسی ایک کی طرف رجوع کرتا ہے اور  
اس باب میں اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں اگر اس سے مراد خاص العنایا ہیں تو ایسی روایات تو  
ہست ہی کم ہیں ۱۲ منہ (د)

علہ اقول و الصحیح انہ لا ینزل عن  
الحسن کہا بیشتہ فی اسجود الثواقب فی  
تخریج احادیث انکواکب ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ (م)

اقول (میں کہتا ہوں کہ) صحیح وہ ہے کہ جو حسن  
سے نیچے نہ ہو جیسے کہ میں نے "النجود الثواقب"  
فی تخریج احادیث انکواکب میں بیان کیا ہے  
۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د)

کوئی آدمی دوسرے کے کفر کی مگر کفران میں سے کسی ایک پر لوٹ آتا ہے، ضعیف ہے۔ اسی میں ہے علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اس کے تمام طرق کمزور ہیں۔ حدیث وہ شخص میں سے فرض ادا کیا اور لوگوں کو غیر کی تعلیم دی اس کو عابد پر فضیلت حاصل ہے، اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن محدثین فضائل مسلسل میں نقلی برتتے ہیں۔ حدیث وضو پر وضو نور علی نور ہے موجود نہیں۔ اس میں ہے سب اہل انگلیوں کا ہاتھ چمکنے کے بعد آنکھوں سے لگانا صحیح نہیں اور بطور تجربہ یہ عمل کثیر علماء سے مروی ہے۔ اس میں ہے نماز دین کا ستون ہے، یہ حدیث ضعیف ہے۔ صلاۃ التسبیح (وال حدیث) ضعیف ہے۔ دارقطنی میں ہے فضائل مارے بائیں یمنی احادیث مروی ہیں اللہ میں غالب تسبیح

علی العابد الحدیث ضعیف اسنادہ لکنہم یتاہلون فی الفضائل ح الوضوء علی الوضوء نوذ علی نور لم یوجہ فیہ مسد العیین بیاطف السبائین بعد تغلیہما لایصح وروی تجریدہ ذلک عن کثیرین فیہ الصلاۃ عماد الدین ضعیف وصلاتہ التسبیح ضعیف الدارقطنی اصح شیء فی فصل الصلوٰت صلاۃ التسبیح فیہ طعام الجواد دواء وطعام البخیل داء فی المقاصد من جالہ ثقات و فی المختصر متکر فی المقاصد ما من مرمر لما شرب له ضعیف لکن لمہ شاہد فی مسلح ان اللہ یبحث لہدہ الامۃ علی سائر کل مائۃ من مجد و نہاد یہا صحتہ الحاکم مشرق مؤکد مر

بلکہ اس کی تحریک زبانی سنہ کی ہے اگرچہ مندریٰ پھر عراقی نے کہا کہ ہم اس سے گاہ نہ ہو سکے ۱۲ منہ (ت) حق یہ ہے کہ حدیث مسیحیج ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سن لذات ہے مسیحیج لغیرہ ہے البتہ مسیحیج لذات نہیں اور اس کی تفصیل اللہ کی میں ہے (ت) اقول اسی طرح منادی نے کہا اور ذہبی نے اپنی عادت کے مطابق مباہلہ کیا اور کہا کہ وہ جھوٹے ہیں ۱۲ منہ اقول بلکہ حافظ نے تصریح کی ہے کہ یہ اپنی اسناد کی بنا پر مجتہد ہے، منادی نے اسے حسن کہا، امام سفین بن عیینہ، دیلمی، منذری اور ابن جریری نے اسے صحیح کہا ۱۲ منہ (ت) اسے ابو داؤد نے روایت کیا اور منادی نے اس کی سند صحیح ہے۔

علہ بل احرجہ زہرین وان قال المنذری ثمر العراق لم یقف علیہ ۱۲ منہ (ت) علہ الحق انہ حدیث حسن صحیح لا شک حسن لذاتہ صحیح لغیرہ ان لم یکن لذاتہ و التفصیل فی اللآئ ۱۲ منہ (ت) علہ اقول کذا قال المناوی و بالذہب کعادۃ فقال کذب ۱۲ منہ (ت) علہ اقول بل نص الحافظ انہ حجۃ بطرقہ و عند المناوی و صحیحہ الامام سعید بن عیینہ و الدیلمی و منذری و ابن الجزیری ۱۲ منہ (ت) علہ و رواہ ابو داؤد و قال المناوی اسناد صحیح ۱۲ منہ

والی حدیث اصح ہے۔ اس میں ہے سخی کا کھانا دو اسے  
بخیل کا کھانا بیماری ہے، مقاصد میں ہے کہ اس کے  
رواۃ ثقہ ہیں، اور مختصر میں ہے کہ یہ منکر ہے۔

مقاصد میں ہے زہم کا پانی اسکی ککے لیے ہے جس کی  
خفا سے پیایا، ضعیف ہے لیکن اس کے لیے سلم  
میں شاد ہے۔ حدیث اللہ تعالیٰ ہر نو سال کے بعد  
اس اُمت میں ایسے شخص کو مبعوث فرماتا ہے جو اس کیلئے  
دین کی تجدید کرتا ہے، حاکم نے اس کی تصحیح کی۔ حدیث  
میری اُمت کی مثال بارش کی طرح ہے معلوم نہیں  
اس کا اول بہتر ہے یا آخر، موضوع ہے۔ وجیز میں ہے، میں  
میں راوی مجہول ہیں، میں کتا ہوں اس کی ایک اور سند ہے اور اس کے لیے شاد ہے حدیث اویس جو دو درقوں  
پر ہے ابن حبان نے کہا یہ باطل ہے، میں کتا ہوں سکتا بہتر ہے کیونکہ اس کی متعدد اسناد ہیں اسکی بعض سند میں

لا یدری اولہ خیر ام آخرہ موضوع فی الوجیز  
انا و ابو بکر و عمر خلفائے من تریۃ واحدة فیہ  
مجاہیل قلت لہ طریق آخر ولہ شاہد  
فی اویس حدیث فی وقتیں قال ابن حبان یا بطل  
تمام الوقت اونی فان لہ طرقا عديدة لا بأس  
ببعضها ح من اخلص لله اربعین یوما سندہ  
ضعیف ولہ شاہد ح یكون فی آخر الزمان  
خليفة لا یفضل علیہ ابو بکر ولا عمر موضوع  
قلت بل مؤول الی هنا ما فی التذکرۃ لہ متقطعا۔

اس کا اول بہتر ہے یا آخر، موضوع ہے۔ وجیز میں ہے، میں  
میں راوی مجہول ہیں، میں کتا ہوں اس کی ایک اور سند ہے اور اس کے لیے شاد ہے حدیث اویس جو دو درقوں  
پر ہے ابن حبان نے کہا یہ باطل ہے، میں کتا ہوں سکتا بہتر ہے کیونکہ اس کی متعدد اسناد ہیں اسکی بعض سند میں

اقول (میں کتا ہوں کہ) یہ عجیب ہے، بلکہ  
اس کو احمد اور ترمذی نے جامع میں حضرت انس رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور حسن لا رد یا نیز اس ہمارے  
میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
بھی مروی ہے اس کو ہزار نے روایت کیا ہے۔  
سنادی کہتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے اور اس کا یہ  
میں حضرت علی، حضرت عمار اور حضرت عبداللہ بن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے، ابن عبد البر  
کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، ابن القطان کی رائے ہے کہ یہ اس میں کسی علت کا علم نہیں۔ سنادی نے کہا

عنه اقول هذا عجیب بل اخرجہ احمد والترمذی  
فی الجامع عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسنہ  
وفی الباب عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
و اخرجہ البزار قال السخاوی بسند حسن  
وفیه عن علی و عن عمار و عن عبد اللہ بن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قال ابن عبد البر ان  
الحديث حسن و قال ابن القطان لا فضل لہ  
عنه قال السخاوی اسنادہ جید ۱۲ منہ (م)  
کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، ابن القطان کی رائے ہے کہ یہ اس میں کسی علت کا علم نہیں۔ سنادی نے کہا  
کہ اس کی سند جید ہے ۱۲ منہ (م)



میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث جس نے چالیس دن اللہ تعالیٰ کے لیے قاضی کیے، اس کی سند ضعیف ہے اور اس کے لیے شاذ ہے۔ حدیث آخر زمانے میں ایک غلط ہوگا جس سے ابو بکر و عمر افضل نہ ہوں گے، موضوع ہے۔ میں کہتا ہوں بلکہ اس میں تاویل ہے، یہاں تک ان روایات کا ذکر ہے جو ذکر میں تھیں اور مشتقا۔ (ت)

**قائدہ ۱۲ :** (حدیث ہے سند مذکور علماء کے قبول میں نہیں و جلیل احقاقیت اور اوہام قاصرین زبان کا ابطال و ازہق) اقول و باللہ التوفیق اذ ان اکثر قاصرین زبان میں سند کی فضیلتیں اور بعض ثرین میں اتصال کی ضرورتیں دیکھ کر متکثر ہو رہے ہیں کہ احادیث کے سند اگرچہ کلمات اللہ مقتدرین میں بعضہ جرم مذکور ہوں مطلقاً باطل و مردود و عاقل کہ احکام، مفاد، ریسر، فضائل کسی باب میں اصلاً نہ سننے کے لائق نہ مانتے کے قابل حالانکہ یہ بعض اختراعات ہیں انہ فاع شاہیر محدثین و مجاہد فقہاء و فروع فرقہ کے مخالفت اجماع ہے، غیر صحابی جو قول یا فعل یا عمل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے سند متصل نسبت کہ جسے محدثین کے نزدیک با اختلاف علامت و اصطلاحات مرسل متعلق معضل ہے اور فقہاء و اصولیین کی اصطلاح میں سب کا نام مرسل اصطلاح حدیث پر تعلیق و احوال یا اصطلاح فقہاء اصولی یا رسال میں کچھ بعض سند کا ذکر ہرگز لازم نہیں بلکہ تمام وسائل حذف کر کے علیہ صحیفین جو قال یا فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امثال ذلک کہتے ہیں یہ بھی معضل و مرسل ہے، امام اجل ابن الصلاح کتاب معرفۃ الترمذی عن الحدیث میں فرماتے ہیں،

المعضل جامة حد سقط من اسنادہ اثنان فصاعداً و مثالہ ما یرویہ تابعی التابعی قال لا ینبذ فیہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کذا لک ما یرویہ من دون تابعی التابعی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و عن ابوبکر و عمر و غیرہما غیر ذلک و سائلط بینہ و بینہم و ذکر ابو نصر السجری الحافظ قول الراوی ینفخی "نحو قول مالک ینفخی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال للمطرب طعامة و کسوتہ الحدیث و قال الصحاب الحدیث یسمونه المعضل قلت و قول المعتمدين من الفقهاء المعضل حدیث وہ ہوتی ہے جس کے سند سے دو یا دو سے زائد راوی ساقط ہوں مثلاً وہ جیسے تابعی یہ کہتے ہوئے روایت کرے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اور اسی طرح وہ روایت جیسے تابعی کے بعد کا کوئی شخص حضور علیہ السلام سے یا ابو بکر و عمر یا دیگر کسی صحابی سے حضور اور صحابہ کے درمیان واسطہ ذکر کیے بغیر روایت کرے اگر نص السجری حافض بیان کرتے ہیں کہ راوی کا قول ینفخی (جیسے یہ روایت پہنچی ہے) مثلاً امام مالک کا قول کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مخلوک کے لیے کھانا اور پکڑے ہیں، الحدیث۔ اور فرمایا



پھر باجمہر علماء محدثین و فقہائے سب اقوال و اقوال فروع موضوع سے بیگانہ ہیں اور مادون الا حکام مثل فضائل اعمال و مناقب رجال و سیر و احوال میں سلفاً و خلفاً ماخوذ و مقبول جملہ مصنفین علوم حدیث موضوع کو شرائط و احوال بتاتے اور انھیں اُس سے جڑا شمار فرماتے آئے اور تمام مؤلفین سیر بلائیکہ منکر مراسیل و معضلات کا ذکر و اثبات کرتے رہے افادہ ۲۳ میں علامہ علی کا ارشاد گزرا کہ سیر بلائیکہ و منقطع و معضل غرض ماسوائے موضوع ہر قسم حدیث کو جمع کرتی ہے کہ ائمہ کرام نے مادورائے احکام میں مسابقت فرمائی ہے، یہ جہارت دونوں مطلب میں نص ہے معضل کا موضوع نہ ہونا اور اس کا مادون الاحکام میں مقبول ہونا خود صحیح بخاری و صحیح مسلم و صحیح موطا میں معضلات و بلاغات موجود ہیں سہ میں بقت جہتیں میں بکثرت خصوصاً بعض بلاغات ماکہ وہ ہیں کہ ان کی اسناد اصلاً نہ ملی، تدریس میں نام جو افضل زین الدین عراقی سے ہے،

ان حاکم ابو نعیم و الصبیح بل ادخل فیہ المرسِل  
والنقطہ والبلاغات و من بلاغات احادیث  
لا تصرف کما ذکرہ ابن حبہ المیر  
اہم ماکہ نے احادیث صحیحہ کو مانگ نہیں بلکہ اس میں  
مرسل، منقطع اور بلاغات کو شامل کر دیا ہے حالانکہ  
ان کی بلاغات میں ایسی احادیث بھی ہیں جو معروفہ  
نہیں جیسا کہ ابن حبہ نے ذکر کیا ہے۔ (ت)

وہیں امام منطوقی سے ہے،

مشد و من فی کتاب البخاری (اسی کی مثل بخاری کی کتاب میں ہے۔ ت)

وہیں امام حافظ الشافعی سے ہے،

کتاب مالک صحیحہ عندہ وعند من  
یقدہ علی ما اقتضاه نظرہ من الاحتجاج  
بالمرسِل والنقطہ وغیرہا۔  
امام مالک کی کتاب ان کے اوردان لوگوں کے نزدیک  
صحیح ہے جو ان کی تقلید کرتے ہیں اس بنیاد پر کہ اس کی  
نظر کا تقاضا ہے کہ مرسل، منقطع وغیرہ اسناد درست ہے۔ (ت)  
اسناد کے مثبت مطلوبہ و فضیلت پر غور و خامدہ است مرحوم ہونے میں کئے کلام ہے محققین تابعین مراسیل

عن فی الثانی من مسائل الصبیح ۳۳۴ و م، مسائل صحیح کے دوسری قسم میں ہے ۱۲۷ مشد (ت)

سہ تدریب الراوی الثانی من مسائل الصبیح مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ ۱۰/۱

۱۰/۱  
۱۰/۱  
۱۰/۱

معاذیل بھی مساند کو ان پر تفضیل دیتے اور منقطع سے متصل کا نسخ نہیں مانتے ہیں کما نص علیہ فی المسند  
 وغیرہ (جیسا کہ مسلم الثبوت وغیر میں اس کی تصریح کی ہے۔ ت) تاکید اثر میں یکا سے خود ہے اور قول بقیہ بن الولید  
 ذاکرت حماد بن زید یا حدیث فقال ما اجدوا لولکان لہا الجنتۃ یعنی الاسناد (میں سند میں زید سے  
 بعض احادیث کے متعلق مذاکرہ کیا تو فرمایا بڑی جید ہیں اگر ان کے لیے پر یعنی اسناد ہو۔ ت) قطع نظر اس سے کہ واقعہ  
 حین لا عصوم لہا (یہ ایک معین واقعہ ہے اس کے لیے علم نہیں۔ ت) ممکن کہ وہ احادیث دربارہ احکام  
 ہوں، یوں بھی صرف نفی جودت کرے گا وہ بطور محدثین مطلقاً مسلم کہ معضل ضعیف ہے اور ضعیف جید نہیں، قول امام  
 سفیان ثوری الاسناد صلاح المؤمن فاذا التزمین معہ سلام فیہا شی یقاتل (سند میں اس کا اطمینان ہے  
 جب اس کے پاس اسلحہ ہو تو وہ کس شے سے لڑے گا۔ ت) صراحتاً دربارہ عقائد و احکام ہے۔  
 فان الحاجة الی القتل انما فی فیما یجری فیہ لڑائی کی ذمت وہاں آتی ہے جہاں کشتی اور باجم جھگڑا  
 التشدید والتاکس دونما ما اجتمعوا علی ہو مذکور ہاں جس میں نرمی پر اجماع ہو۔  
 القہاہل فیہ۔ (ت)

یوں ہی ارشاد امام مبارک رحمہ اللہ میں مبارک لولا الاسناد لقان من شاء ما شاء (اگر سند کا اعتبار  
 نہ ہوتا تو جو کسی کی مرضی ہوتی وہی کہتا۔ ت) کہ جب قبول ضعات فی الصالحی میں دخول تحت اصل غرض و مشروط اور امر  
 عمل قواعد مقررہ شرحیہ مثل احتیاط و اختیار نفع ہے غرض سے منوط و ضعیف اثبات ہدیہ نہ کرے گی اور من شاء  
 ما شاء (جو کسی کی مرضی ہو کہے۔ ت) صراحۃ نہ آئے گا کما قد ہنا بیامہ فی الاخذۃ الثانیۃ والعشر من  
 (جیسا کہ ہم اس کا بیان باقیہ میں افادہ میں پہلے کر آئے ہیں۔ ت) پر ظاہر کہ یہ لہران کی امثال جتنے کلمات محدثین  
 کرام سے ضرورت و سند میں ہیں گے سب کا مفاد ضرورت خاص اتصال ہے کہ نا متصل جمیع اقسام ان کے نزدیک  
 ضعیف اور ضعیف خود مجروح ہے نہ کہ صلاح و صالح قتال، یعنی ایک راوی بھی ساقط ہو تو ان کے طور پر وہی  
 من شاء ما شاء کا احتیاطی احتمال و لہذا وہ بالاتفاق منقطع و معضل اور معضل دون معضل میں اصلاً فرق مکمل  
 نہیں کرتے، اسی لیے فرائج الرحمۃ میں اصطلاحات مرسل و معضل و منقطع و معلق بیان کر کے فرمایا:  
 لم یظہر تشکیب الا اصطلاح و الاسامی قائمہ (کثیر اصطلاحوں اور ناموں کی وجہ سے کوئی قائمہ ظاہر  
 نہ ہو گا۔ ت)

بالجواب اتصال نہ ہو تو بعض سند کا نہ کر ہونا نہ ہو مناسب یکساں، آخر نہ دیکھا کہ انھیں امام ابن المبارک



10

10

جہاں صرف باب اہم و اعظم یعنی احکام میں ہیں اگرچہ ظاہر اطلاق و ارسال ہونے کے سبب نفس کلام تخصیص پر دلالت ہو  
 کما قرین نافی الحکامات المذکورۃ ( جیسے کہ ہم نے کلمات مذکورہ میں گفتگو کی ہے۔ ت ) اور واقعی دربارہ رد و  
 قبول غائب و محاورات علماء صرف نظر پر باب احکام ہوتے ہیں کہ وہی اکثر محط انظار نجد و نہرہ وغیرہا میں دیکھئے کہ  
 حدیث کی دو قسمیں کہیں، مقبول و مردود۔ مقبول میں صحیح و حسن کو رکھا اور تمام ضعافت کو مردود میں داخل کیا حالانکہ  
 ضعافت فضائل میں اجماعاً مقبول حکم ایضاً فی التحقيق واللہ ولی التوفیق ( تحقیق اسی طرح کرتے چاہئے  
 اور توفیق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ت )

( علماء ہر فقہائے کرام کے نزدیک ائمہ فقہاء کی بے سند حدیثیں دربارہ احکام بھی  
 محکمات ہیں ) یہ سب کلام بطور مستثنیٰ تھا، اور جمہیر فقہائے کرام کے نزدیک تو مضافات  
 مذکورہ فضائل و رکنا رتود باب احکام میں محبت میں جبکہ مرسل امام معتدقی طائی الیدین عارف بالرجاں بصیر باطل  
 غیر معروف بالتساہل ہوا اور مذہب غلام امام محقق علی الاطلاق وغیرہا اکابر میں کچھ تخصیص قرنی غیر قرنی نہیں ہر قرن کے  
 ایسے عالم کا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا محبت فی الاحکام ہے کما نص علیہ فی المستند  
 و شروحات وغیرہا ( جمیعاً کمال الشہرت اور اس کی شرح وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ ت )

عند المرسل ان كان من الصحابي يقل مطلق  
 اتفاق وان من غيره لاكثر منهم لا ما  
 الوصفه والامام مالك والتمام احمد بن حنبل  
 تعالى عنهم قالوا يفضل مطلقا اذا كان المرؤى ثقة  
 وقال ابن ابي اسود رحمه الله تعالى من متناخا انكلام  
 يقس من القرون الثلاثة مطلقا ومن ائمة  
 شتر بعد ثلث القرون وقال طائفة من  
 الساجدين منهم الشيخ ابن الحاجب النابکی  
 والتميم کہ فی حدیث من الیہم ما یقبل من  
 ائمة النقل مطلقا من ای قریب کا من  
 اعتد شد ام لا ویوقوف فی المرسل من  
 مرسل ارسائی کی ہو تو مطلقاً اتفاقاً اسے قبول کیا  
 جائے گا اور غیر مرسل کی مرسل کے بارے میں اکثر  
 علماء حق میں امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور  
 امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کہ اسے یہ ہے  
 مطلقاً مقبول ہے بشرطیکہ راوی ثقہ ہو ابن ابان  
 رحمہ اللہ تعالیٰ جو ہمارے مشائخ کرام میں سے ہیں  
 فرماتے ہیں کہ قرون ثلاثہ ( تین زمانوں ) کی مرسل  
 مطلقاً مقبول ہے اور تین قرون کے بعد اسے نقل کی جزل  
 بھی مقبول ہے، متاخرین کی ایک جماعت جن میں  
 ابن حاجب مالکی اور شیخ کمال الدین بن الہمام ہرے  
 یعنی احوال کے رائے یہ ہے کہ ائمہ نقل کی مرسل مطلقاً مقبول ہے  
 ( باقی بر صفحہ آئندہ )

**اقول** تحقیق مصنف کے غیر ناقد کے لیے ان کا قبول محدثین پر بھی لازم، انصاف غیر ناقد کے لیے ماسیل مذکورہ سے احتجاج فی الاحکام، اثر میں پر بھی لازم، آخر اس کی سبیل یہی قول ناقد پر اعتماد ہے نہ نقد کہ تکلیف، لا یدق ہے، تو اس کے لیے ذکر و عدم ذکر سند دونوں یکساں اور بلا شبہ قول ناقد متناظر قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصحیح صریح و انتزاعی سے اعلیٰ نہیں تو کم بھی نہیں اور جو احتمالات مسابقت و تحسین ظن و خطا فی النظر میں یہاں بھی حاصل جگہ مجرب و مشاہدہ ہائیکہ نام ابن الصلاح و امام طبری و امام نووی و امام زرکشی و امام عراقی و امام عسقلانی و امام سخاوی و امام زکریا، انصاری و امام سیوطی و غیر ہم نے تصریحیں فرمائیں کہ اگر امام معتزلے کسی حدیث کی صحت پر تنصیح کی یا کتاب طہرزمی معتزلے اسے روایت کیا اسی قدر اعتماد کے لیے پس ہے اور احتجاج رد ۱

کما ذکرنا نصوصہم فی مد اس جہ طبعات الحدیث جیسے کہ جیسے مذہب طبعات الحدیث میں ان کی تصریح کا ذکر کیا ہے اور پہلے اکیسویں، فادہ میں علی بن ابی ہریرہ کے حوالے سے شیخ الاسلام کی تصریح گزر چلی ہے۔

تو کیا وجہ کریاں اس پر اعتماد نہ ہو لا جرم جس طرح امام احمد یا یحییٰ کا ہذا الحدیث صحیح (یہ حدیث صحیح ہے۔ ت، فرمانا یا بخاری یا مسلم یا ابن خزمہ یا ضیاء کما سمعت میں لانا، دینی مندرجہ کا محقر میں سکتا رہنا،

(بقیہ ما شیعہ صفحہ گزشتہ)

غیر ہم دھوا المختار قیل و دھو سراد الاثمة الشبهة و لجمہور ولا یقول احد بتوثیق من لیس له معرفة فی التوثیق والتجریح و علی هذا الخلاف اجتہاد ابان فی عدم اشتراط هذا الشرط فی القرون الشبهة لزعمه عدم الحاجة الی توثیق فی تلك القرون لان الروة فیها كانوا اهل بصيرة فی التوثیق والتجریح من مسلم الثبوت وفواتح الروحیوت ملخصا ۱۲ منہ رضى الله تعالیٰ عنه (دھ)

خواہ اس کا تعلق کسی قرن سے ہو خواہ اس کی تائید ہو یا نہ ہو، اور ان کے علاوہ کی مرسل میں توقف ہے اور یہی مختار ہے، اور کہا گیا ہے کہ تینوں ائمہ اور جمہور کی مراد بھی یہی ہے اور کوئی ایسے شخص کی توثیق کیسے کر سکتا ہے جو توثیق و تجریح کی معرفت نہ رکھتا ہو، اسی بنا پر ابن ابان نے قرون شلثہ میں عدم اشتراط کا اختلاف کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک ان قرون میں توثیق کی حاجت نہیں اسی لیے کہ ان ادوار میں تمام راوی توثیق اور تجریح کے ماہر تھے اہل مسلم الثبوت اور فواتح الروحیوت سے ملخصا بیان ہے ۱۲ منہ رضى الله تعالیٰ عنه (دھ)

لہ فواتح الروحیوت شرح مسلم الثبوت مسلک فی الکلام علی المرسل مطبوعہ منشورات الشریف الرحمن قم ۱۴۰۶ھ

یونہی ابن السکون کا صحیح یا مجید الحق کا احکام میں وارد کرنا، یونہی امام محمد ناقد مختلط کا کہنا،

یہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کیا، اور اس طرح کے آپ کے دیگر احکام و احوال، آپ کے جمال و جلال کی صفات و شانیں اور آپ کے صفات کاملہ میں آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام ہو اور آپ کی آل و اصحاب پر، آپ پر اور صحابہ پر برکت و سلام، شرافت، بزرگی، عظمت و کرم کی رسالت جو، آمین



## نہج السلامہ فی حکم تقبیل الایہامین فی الاقامۃ<sup>۳۳</sup> (اقامت کے دوران انگوٹھے چومنے کے حکم میں عمدہ تفصیل۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۳۳۸ھ تک از پرہاشہر مائتے سورتی مسہد مرسلہ مولوی احمد علی صاحب قادری رضوی صدیقی میرٹھی

۲۶ جمادی الاخرہ ۱۳۳۳ ہجری

منقول از فتاویٰ اداویہ معروفہ بہ فتاویٰ اشرفیہ جلد چہارم صفحہ ۵۷ و ۵۸

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ جس وقت مؤذن اقامت میں "اشہد ان محمدًا رسول اللہ" بولے تو سننے والا دونوں انگوٹھوں کو چوم کر دونوں آنکھوں پر رکھے یا نہیں، اگر رکھتا ہے تو آیا جائز یا مستحب یا واجب یا فرض ہے، اور جو شخص اُس کا مانع ہووے اُس کا کیا حکم ہے اور اگر نہیں رکھتا ہے تو آیا مکروہ یا مکروہ تحریمی یا حرام ہے اور جو تکب اس فعل کا ہووے اُس کا اور حکم کسے اُس کا کیا حکم ہے جینو تو جہودا۔  
جہد یہ کہ اذان پر قیاس کر کے تحریر نہ فرمائیں بلکہ در صورت جواز یا عدم جواز کسی کتاب معتبر سے عبارت نقل کر کے

جو اب اول تو اذان ہی میں انگوٹھے پڑنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اور جو کچھ بعض لوگوں نے اس بار سے میں روایت کیا ہے وہ محققین کے نزدیک ثابت نہیں، چنانچہ شامی بعد نقل اس عبارت کے لکھتے ہیں،

وذكر في كتاب الجواز في الصلاة ثم قال ولا يصح في

المرجوع من كل هذا انتهى (جلد اول صفحہ ۲۹۷) کوئی حدیث مرفوعہ درجہ صحت کو نہیں پہنچی آتی۔ (ت)

مگر قامت میں تو کوئی ٹوٹی پھوٹی روایت بھی موجود نہیں پس قامت میں انگوٹھے پڑنا اذان کے وقت سے بھی زیادہ بدعت ہے اصل ہے اسی واسطے فقہاء نے اس کا بالکل انکار کیا ہے یہ عبارت شامی کی ہے،

ونقل بعضهم ان القسستاني كتب من هاهنا

نسخته امدها مختص بالاذان واما في الاقامة

فقد يوجد بعد الاستقصاء التام والتبني

(جلد اول ص ۲۹۷) نہیں ۱۰۸ (ت)

یہ مفتی صاحب نے لکھ دیا ہے پر اس شیعہ نہیں لکھتے ہیں،

قلت واما لموقوف فانه وان كان مستورا لكن

صحت اسنادہ ليس فيه كونه "العمل طاعة"

بل هو رقية لاحفظ عن سرمد والعوام يفعلونه

باعتقاد كونه طاعة، صہ حاشیہ صاحب فتاویٰ

اشرفیہ رجہارت شامی،

مزار شریف و موجب تکلیف دہی یہ ہے کہ ہفتہ گزشتہ میں ایک سرعینہ دربارہ استغاثہ سے تعبیل ابہامین عند

قول المزدن اشہد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اطلع خدمت کیا ہے آج خدا دارے اداویہ

میں ایک صاحب نے عبارت مرقومہ بالا دکھائی جو بلفظ ملاحظہ عانی میں پیش کر کے رنج شکوک کا خواستگار ہوں

وہی ہند،

(۱) علامہ شامی یا دوسرے محققین نے تعقیل کے بارہ میں ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کر کے "ثم يصح في المرفوع" (کوئی مرفوع حدیث نہیں ملی۔ ت) یا اس کے ہم معنی الفاظ تحریر کئے ہیں اس سے حدیث کے مرفوع ہونے کا انکار ہے یا کثیر تعقیل ہی کا ثبوت محض کو نہیں پہنچتا مفتی صاحب کی تحریر و ما شیعہ خود غور طلب ہے پھر اسی کے معتقدین تعقیل مطلق کو غیر صحیح فرماتے ہیں خود بروایت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا تعلیم سیدنا حضرت علیہ السلام جاتیم امروز نے کثر العباد سے جو عبارت نقل کی ہے اُس میں اثبات استحباب ہے۔ مجموعہ فتاویٰ جلد سوم صفحہ ۲۲ طحاوی نے شرح مراقی العلاح صفحہ ۱۱ میں اسی روایت کو نقل کیا ہے نیز فردوس دینی سے حدیث ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً لکھ کر حضرت نصر علیہ السلام سے علماء روایت بطور تائید بیان کے علی بد اسادت اسناد کی کثر کتب میں موجود ہے۔ امانۃ الطالبین علی عل العاد فح العین مصری ص ۲۴۰ (فقہ شافعی)۔

وفي التناوي ما نصه من قال حين يسمع قول المؤذن اشهد ان محمداً رسول الله مرجئاً به جيلدي وقررة عيني محمد بن عبد الله صلى الله تعالى عليه وسلم" پھر اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے نگاہ توڑ کر کہی اذھا ہو گا اور نہ اسس کی آنکھیں کبھی خراب ہوں گی انتہی (ت)۔

کتابۃ الطالب الرانی لرسالۃ ابن ابی زید القیروانی فی مذہب سیدنا الامام باکک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مصری جلد ۱ ص ۱۶۹

فائدة: نقل صاحب الفی دوسم ان الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمداً رسول الله قال ذلك وقبل باطن املته السبابتين وصح عيني فقال صلى الله تعالى عليه وسلم من فعل مثل حليلي فقد حلت عليه شفاعتي، قال الحافظ السخاوي وسمع يصح، ثم نقل عن فائدة: صاحب الفی دوسم ان الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمداً رسول الله قال ذلك وقبل باطن املته السبابتين وصح عيني فقال صلى الله تعالى عليه وسلم من فعل مثل حليلي فقد حلت عليه شفاعتي، قال الحافظ السخاوي وسمع يصح، ثم نقل عن فائدة: صاحب الفی دوسم ان الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمداً رسول الله قال ذلك وقبل باطن املته السبابتين وصح عيني فقال صلى الله تعالى عليه وسلم من فعل مثل حليلي فقد حلت عليه شفاعتي، قال الحافظ السخاوي وسمع يصح، ثم نقل عن

الذخیرۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال من قال  
حين یسمی قول المؤمن: شہد ان محمداً رسول  
اللہ مرحباً بحیثی وقرۃ عینی محمد بن  
عبد اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یتقبل  
ابہامیسر ویجعلہ علی عینہ لم یعم و  
لیرمد ابد او یقتل غیر ذلک ثم قال ولم یصح  
فی الصریح من حکم هذا شیء واللہ تعالیٰ  
اعلم۔

ثبت ہوئی۔ حافظ سہادی نے کہا کہ یہ صحیح نہیں، پھر  
حضرت تضرع علیہ السلام سے یہ منقول ہے شہد بایا کہ  
جو شخص مؤذن کا یہ جملہ اشہد ان محمداً رسول  
اللہ سمی کرے کہ مرحباً بحیثی وقرۃ عینی  
محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)  
پھر اپنے دونوں انگوٹھے پوم کر اپنی دونوں آنکھوں سے  
لٹکائے تو وہ نہ کبھی اندھا ہوگا اور نہ اس کی آنکھیں  
کبھی خراب ہوں گی اور انکے عود سے بھی ذکر کیا، پھر  
کہا کہ اس سلسلہ میں کوئی مرفوع صحیح روایت نہیں ملی واللہ  
تعالیٰ اعلم (ت)

علامہ الشیخ علی الصغیری العدوی اسی شرح کے حاشیہ میں فرماتے ہیں،

(قوله ثم یقبل الخ) انگوٹھوں کی کون سی جگہ چمکنے  
میں اس کا ذکر نہیں کیا، مگر شیخ العالم المفتی  
نور الدین غزالی سے یہ منقول ہے بعض لوگوں نے کہا میں  
ان سے دور رہا اذان ملا جب انہوں نے مؤذن سے  
اشہد ان محمداً رسول اللہ سنا تو انہوں نے  
اپنے دونوں انگوٹھے پومے اور ان دونوں کے ناخن  
اپنی چٹکیوں پر ناک کی طرف کیے پھر انہوں نے ہر بار  
ایسا کیا تو میں نے ان سے اس کے بارے میں  
سوال کیا تو وہ کہنے لگے میں پہلے یہ عمل کیا کرتا تھا  
پھر میں نے اسے چھوڑ دیا تو میری آنکھیں خراب  
ہو گئیں اور مجھے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کی زیارت ہوئی تو فرمایا، تُو نے اذان کے وقت

(قوله ثم یقبل الخ) اور یہیں موضع التقبیل  
من الابیہامین الا انہ نقل عن الشیخ عدوی  
المفسر نور الدین الغزالی قال یحضرہ  
لقبیتہ وقت الاذان فلما سمع المؤذن یقول  
اشہد ان محمداً رسول اللہ قبل ابہام الخ  
نفسہ وسمی بالظہرین اجفان عینہ  
من البقی الی ناحیۃ الصدع ثم فعل ذلك عند  
کل تشہد مرة مرة فسألتہ عن ذلك فقال  
كنت افعله ثم ترکته فمرضت عینہ  
فرایتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مما  
ما فقال لم ترک مسیح عینک عند الاذان  
ان اردت ان تبرأ عینک فعد الی المسح

فاسبقہ ظلت و مسحت خیرت و لم یغ و دغ  
 مریضہ علی الان انتہی فہذا یدل علی ان  
 الاولی التکریر و اعط ہر انہ حیث کان المسح  
 بانظرفین ان التقدیل لہما و اللہ تعالیٰ  
 اعلم۔

پس یہ عبارت دلائل کر رہی ہے کہ بار بار کرنا بہتر ہے اور ظاہر یہی ہے کہ جب کبھی آنکھوں پر انگوٹھے لگائے  
 تو چوما بھی انہیں کرے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

ان تمام عبارات میں کہیں تقبیل ابہامین پر نیکر ثابت نہیں ہوتی بلکہ استحباب کا پتا الفاظ سرکبہ میں  
 ملتا ہے برخلاف المسح کے صاحب فادوی اشرفیہ عبارت شامی پر حاشیہ لکھ کر مباح (ص ۲ ملاحظہ ہو) ان  
 رہے ہیں پھر اُس مباح کو بھی بدعت ٹھہرا رہے ہیں اس تضاد و اشکال کو رفع فرما کر قاطع فیصلہ فرمایا جائے۔  
 صاحب فادوی اشرفیہ عمل مانع فرما کر اپنے حاشیہ مذکورہ میں رقبہ مان کر دغوی کرتے ہیں والعوام یفعلونہ  
 باعتقاد الطاعة (عوام اسے عبادت سمجھ کر کرتے ہیں۔ ت) یہاں صرف یہ اشکال ہے کہ اعتقاد قلب سے  
 قلیل رکنا ہے اُس پر مفتی صاحب مذکور کوس لایح الاطلاق ثمری و دہوت کہ ان کے نزدیک رسول علیہ الصلوٰۃ و  
 السلام بھی بدعت اعلام علیہ باقی الصدور علوم غیبیہ سے بے خبر ہیں (معاذ اللہ) وہ بھی عامۃ مومنین کے دلی  
 خیال اور اعتقاد سے اطلاع ہوتی خواہ وہ ہند میں ہوں یا کابل میں، ایران میں ہوں یا عرب شریف میں، غرض  
 شرق میں ہوں یا عرب میں حیث یقول والعوام یفعلونہ باعتقاد الطاعة (عوام اسے عبادت سمجھ کر کرتے  
 ہیں۔ ت) یہاں بعض ان اس نے سلفہ فقہ برپا کر رکھا ہے مترصد کہ بعد تر جواب بامعرب سے اس سزا  
 بخشیں احکم اللہ تعالیٰ بعبادہ طہ و یس علی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین والحمد  
 للہ رب العالمین۔

مخار صدیقی

### الجواب

اس مسئلہ کی تحقیق بالغ و تنقیح بازرخ میں بائیس سال جوئے فقیر نے منید العین فی حکم تقبیل  
 الابیہا مائیں لکھی کہ بیس سال ہوئے بھی میں چمپ کر ملک میں مفت تقسیم ہوئی اب میرے پاس صرف ایک  
 نسخہ باقی ہے کہ آپ جیسے علم دوست حق پرست کی اعانت کو بغرض ملاحظہ فرمائی ایک نسخہ بھی اور ہوتا تو

ہدیہ حاضر کر دیا بعد ملائکہ برگزیدہ واپس فرمائیں یہ رسالہ باذنہ تعالیٰ دوبارہ حدیث و فقہ منکرین کے خیالات باطلہ عاقلہ  
کی نیچ کنی و صغرا شکنی کو بس سے ہذا ان سے زیادہ تعرض کی حاجت نہیں صرف بعض امور بجاہالت فتوائے مذکورہ  
کے متعلق اجماعاً گزارش و باللہ التوفیق۔

(۱) دعویٰ یہ کہ اذان میں کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں، اور اس پر دلیل شامی کی جراحی سے نقل کہ  
ان میں سے کوئی حدیث مرفوعہ درجہ صحت کو نہیں پہنچی جو خود مشیر ہے کہ اس کی احادیث موقوفہ پر یہ حکم نہیں  
ورنہ مرفوعہ کی تخصیص کیوں ہوتی عبارات کتب میں مفہوم مخالفت بلاشبہ معتبر ہے، اسی شامی طابع قسطنطنیہ  
جلد ۵ ص ۵۲ میں ہے۔

فان مفاهیم لکبت حجة ولو مفہوم نقب جہارات کتب میں مفہوم مخالفت محض ہوتا ہے خواہ  
علی ما عسرہ یہ الاصولیون۔ وہ مفہوم لغبی ہو، علمائے اصول سنہ یسی تصریح  
کی ہے۔ (ت)

نیز جلد اول ص ۱۶۰،  
یفتی بہ عند السؤال ای لا مفاهیم لکبت  
معتبرہ کیا نقد۔  
سوال کے وقت اس پر فتویٰ ہو گا کیونکہ عبارات  
کتب میں مفہوم مخالفت محض ہوتا ہے، جیسے کہ  
پیش گزر چکا ہے۔ (ت)

در مختار بیان سنن و ضمیمہ نہرا لسانی سے ہے،  
مفاهیم لکبت حجة بخلاف اکثر مفاهیم جہارات کتب میں مفہوم مخالفت محض ہوتا ہے  
النصوص کی اور خصوص کے اکثر مفاهیم معتبر نہیں ہوتے (ت)  
احادیث موقوفہ کیا روایت نہیں لاجرم ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں کل ما یروی فی هذا  
فلا یصح رفعہ البتہ (اس سلسلہ میں جو کچھ مروی ہے اس کا مرفوع ہونا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ ت)  
لکھ کر فرمایا،

قلت واذ ثبت رفعہ الی الصدیق رضی اللہ  
میں کہتا ہوں جب اس کا مرفوع ہونا صدیق اکبر

۳۸/۵	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	باب الإجازة الفاسدة	سلف رد المحتار
۱۱۹/۱	"	کتاب الطهارة	سلف رد المحتار
۲۱/۱	مکتبائی دہلی	"	سلف رد المحتار

تعالیٰ عنہ دیکھو العمل بہ لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عینکوبینتق وسنة الخلفاء الراشدين !  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتب ثابت ہے کہ عمل کے لئے اتنا  
 ہی کافی ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا  
 ارشاد ہے : تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین  
 کی سنت لازم ہے ! (ت)

(۲) صحیح ک نفی سے معتبر کی نفی جانتا فی حدیث سے جہالت پر مبنی۔ کتب جال میں ہزار ہگڑے لگایے ہیں وہ  
 لایحیہ بہ (یہ معتبر ہے لیکن اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا۔ ت) اور فضائل اعمال میں احادیث  
 معتبرہ بالجماع کافی گہر صحیح بلکہ حسن بھی نہ ہوں۔

(۳) فقہ میں روایت، روایت فقہیہ بھی ہے بالفرض اگر حدیث معتبرہ مطلقاً منفی تو اس سے روایت  
 معتبرہ کی نفی یا جہل محض ہے یا زری غیر مقلدی کو بہ ثبوت حدیث روایت فقہیہ معتبر نہ مانی۔

(۴) یہیں یہیں اس کی شکی میں قسمت فی دعویٰ صوریہ و کثر الجہاد سے صراحت اس کا استحباب منقول اور  
 لعیضہ جرم بلا تعقب نہ کر رہے قبول تو شامی سے صرف نسبت حدیث ایک کلام نقل کر لانا اور اسی جہالت میں  
 شامی کے حکم مقرر فقہی کو چھوڑ جانا صریح غیانت ہے۔

(۵) یہ روایت فقہیہ قصداً بجا کر وہ سب دیکھ کر کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں صاف انہوں نے خواہ ہے  
 کیا کتب فقہ میں ہزاروں کلاس کے نظائر ملیں گے کہ حکم فقہی پر جو حدیث نقل کی اس میں کلام کر دیا گیا مگر اس سے  
 روایت فقہی نامعتبر نہ ہوئی۔ ہاں وہی غیر مقلدی کی علت پیچھے ہو تو کیا ملاحظہ !

(۶) اقامت میں کوئی کوئی لمبائی روایت بھی موجود نہ ہونے پر شامی کا کلام نقل کیا کہ بعض نے قسمت فی  
 سے نقل کیا کہ انہوں نے اپنے نسخہ کے حاشیہ پر لکھا کہ دربارہ اقامت بعد تلاش کامل روایت نہ ملی اور انہیں  
 شامی کا کلام نہ دیکھا کہ ایسی نقل نقل مجہول در نقل مجہول محض نامقبول، جلد دوم ص ۵۱۲

قول اسعراج و روایت فی موضع الہ (ای مصدود)  
 الم المبیسوط، لایکف فی التمسک (یعنی مبسوط کی طرف مسمو ہے) جہالت کی وجہ سے  
 معراج لا قول اور میں نے ایک جگہ دیکھا ہے الہ

لجہاۃ

نقل میں وہ ناکافی ہے۔ (ت)

وہاں بواسطہ مجہول ناقل امام قوام الدین کا کی شارح ہدایہ تھے یہاں شامی، وہاں منقول عنہ یا بواسطہ امام

شمس الائمہ سرخسی تھے یا خود محمد المذہب امام محمد اور یہاں قسطنطینی

بہیں تفاوت رہ از کیا ست ۳۲ بجایا

(آئنا پر فرق کساں وہ کہاں یہ)

جب وہ جوہر جہالت واسطہ مقبول نہ ہوئی اس کی کیا ہستی۔ مگر کیا کیجے کہ

عقل بازار میں نہیں رہتی

(۷) لم یوجد (وہ ایت نہیں پائی گئی) اور موجود نہیں میں جو فرق ہے عاقل پر محض نہیں، مگر عقل بھی ہو

یہ تر خالی نیا یافت کی نقل ہے کہ شہادت علی النقی سے زائد نہ ٹھہرے گی آکد الفا فافترے سے فتویٰ منقول ہو اور

جوہر جہالت نام مقبول ہوا، انھیں عوام شامی کا کلام مثنیٰ عقود المدیریہ جلد ۲ ص ۱۰۹

نقل نزیلی ان الفتویٰ علی قولہما فی جواذھا

قال الشیخ قاسم فی تصبیحہ ما نقلہ النزیلی

شاذ مجہول القائل آھ۔

وہ بتا رہا ہے،

علیہ الفتاویٰ نہیں و بجز معنی البغنی

لکن مرادہ الصلۃ قاسم فی تصبیحہ بان

ما فی البغنی شاذ مجہول القائل فلا یعول

علیہ۔

کیونکہ اس کا قائل مجہول ہے لہذا اس پر اعتماد

نہیں کیا جاسکتا۔ (ت)

شامی نے اسے مقرر رکھا۔

(۸) اس پر یہ ادعا کہ اسی واسطہ فقہار نے اس کا بالکل انکار کیا ہے صریح کذب ہے۔

لہ رد المحتار باب الولی من کتاب النکاح مطبوعہ مصطفیٰ البابا بی مصر ۳۳۹/۲

لہ العقود الدینیۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ کتاب الاعیارۃ الخ مطبوعہ تاجران کتب زرگ بازار قندھار افغانستان ۱۳۶/۲

مستدرک در مختار باب الاعیارۃ الفاسدۃ مطبوعہ معتبائی دہلی ۱۴۴/۲



(۹) اس پر کہنا کہ یہ عبارت شامی کی ہے بکف چرائی ہے شامی میں قسمستانی سے نقل مجہول یہ منقول کہ اس کی روایت نہ ملے اگر بغرض غلط یہ نقل مجہول مقبول بھی ہو اور عدم وجہ ان روایت عدم وجہ روایت بھی ہو تو فقہی روایت مستند روایت فقہی نہیں۔ ہذا کا اشارہ جانب نقل ہے نہ جانے حکم فقہا نے بالکل انکار کیا کس گھر سے لائے۔

(۱۰) اینہم برہم تو غایت درجہ قسمستانی کا اپنا انکار ہو گا نہ کہ وہ فقہا سے کوئی قول نقل کر رہے ہیں اور قسمستانی کا یہی معنی فقہائیں شمار کر ان کا اپنا قول بلا نقل مسلم ہو یقیناً باطل ہے بلکہ نقل میں بھی ان کی وہ حالت جو خود بھی علامہ شامی معقول الدریہ جلد ۲ ص ۲۹۷ میں بتاتے ہیں کہ ۱

الغیبتا فی کجی ر ف سیل و صاحب لیل خصوصاً قسمستانی بھانے جانے والے سیلاب اور راست و استدادہ الی کتب السراہدی المعتزلی۔ کو کڑی انکس کر کے دانے کی طرح ہے خصوصاً جبکہ اس کا

استناد زراہری معتزلی کتب کی طرف۔ رت ۱

اور کشف الظنون حرف انون میں علامہ عصام اسمرانی کا قول نہ دیکھنا کہ اس ادعا سے باطل کی گئی نہ رکھے گا اور بالکل کشف ظنون بلکہ علاج جنون کر دے گا ہم نے بتا دیا نہ ملے تو پیش بھی کر دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۱) یہ بھی سہی تو کیسا ظلم شدید و تعصب غیہ ہے کہ مسئلہ اقامت میں قسمستانی کا اپنا قول بلا نقل بلکہ صرف روایت نہ پانا مسند میں پیش کیا ہے۔ در کسے انہیں ایک فقیہ نہیں بلکہ فقہ کا عالم ٹھہرا دیا جاسے اور یہی ہیں مسئلہ اذان میں جو یہی قسمستانی خاص وہ ایت فقہی نقل فرما کر حکم استحباب بتا رہے ہیں وہ مردود و نامعتبر قرار پائے بغرض بڑی امام اپنی ہوا سے نفس ہے وہیں۔

(۱۲) اقامت میں اذان سے بھی زیادہ بہت وہی اصل ہے یعنی بہت وہی اصل اذان میں بھی ہے یہ وہی مرض غیر مقلدی ہے کہ فقہا اگر ہر صراط مستقیم فرمائیں مگر ان کا قول مردود اور بہت مذموم ہونا غیر مردود۔

(۱۳) نہیں نہیں نری غیر مقلدی نہیں بلکہ اجماع اُمت کا رد اور غیر سبیل اہلین کا اتہایہ ہے جس پر قرآن عظیم میں نصلہ جہنم و سادات عصیہ کی وحید مذکور ہے۔ احادیث یہاں قطعاً مروی مرفوع بھی اور موقوف بھی اور غایت ان کا ضعف جس کا بیان قطبی میر العین میں ہے جس سے حق کی آنکھیں پُر نور اور باطل کی ظلمات دور بلکہ خود اسی قدر عبارت کہ منکر نے نقل کی منصف کو کافی کہ اس میں صرف تعدیصم (صحیح نہیں۔ ست) کہا اور وہ بھی قطعاً احادیث مرفوعہ تو اگر سب کو کہتے ہیں بھی فنی صحت سے غایت درجہ اتنا معلوم ہوتا کہ ضعیف ہیں پھر

ضعیف تہذیب کے خاص ہو جاتی اور مسائل حلال و حرام میں بھی حجت قرار پاتی ہے اور نہ بھی سہی تو قطعاً باب فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالا جماعت مقبول اور مخالفت اجماع مردود و غلطی۔ اربعین امام ابو زکریا نووی رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے، قد تھق العلماء علی جواز العمل بالحدیث  
الضعیف فی فضائل الاعمال  
میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے اللہ

(۱۴) اجماع اُمت کا خلاف نہ ہوں و شواہد متا صمیمیت یہ ہے کہ جمہور و بابہ کی بھی مخالفت ہوئی کہ تخصیص عدم صحت با حدیث مرفوعہ نے صحت بنائی، طاعن قاری کی جہالت تری تو قرونِ ششم میں اصل متفق ہوئی پھر بدعت بنے اصل کہنا اصول و ہدایت پر بھی پھری پھیرنا ہے۔

(۱۵) روایت مجتہد سنت تراخت یہ ہے کہ دیوبندیت کے امام اعظم جناب گنگوہی صاحب سے چل گئی اور وہ بھی بہت بڑی طعن کہ ان کی سنت اُن کی بدعت ۱۰۰ کی ہدایت، اُن کی ضلالت یہ قائل کہ بدعتی گمراہ ٹھہرائیں وہاں کہ منکر سنت ضال ہدراہ بتائیں پھر یہ کیا نہیں چھوڑ دیتے ہیں یہ کہیں گے کہ وہ بدعت ضلالت کو سنت بتا کر سخت گمراہ پہلے دین جوئے کفی اللہ المؤمنین القتالی (طرائف میں مومنوں کیلئے اللہ تعالیٰ کافی ہے) ات اسکا فصل بیان غیر اھیں افادہ ۳۰ میں ملاحظہ ہو محلیہ کہ روایت تصنیف گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی فضائل اعمال کی ہیں کہ اس پر ترغیب و ثواب اُن میں نہ ہو ہے، مستند احمدی حدیث میں بروایت صدیق کبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ انہوں نے اذان میں نام سن کر انگلیوں کے پوروں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر پھیرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

من فعل مثل ما فعل حلیلی فقد حدث علیہ شفا عتیق  
جو ایسا کرے جیسا میرے اس پیارے نے کیا اُس پر میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

جامع الرموز و کنز العباد وغیرہا میں ہے،  
فانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یكون قاعد لیسہ الی الجنة  
جو ایسا کرے گا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے جینے اسے جنت میں لے جائیں گے۔

اور یہ تو روایات عدیدہ میں ہے جو ایسا کرے کہی اندھانہ ہو گا نہ اُس کی آنکھیں دکھیں، یہ کیا فضیلت و

۶ ص	مطبوعہ امیر دولت قطر	قبیل حدیث اول	۱۰۲۱	۱۲۵/۱
۳۸۴ ص	دارالکتب العلمیہ بیروت	حرف الیم حدیث	باب الاذان	
	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قافوس ایران			

ترغیب نہیں بہر حال یہ حدیثیں فضائل اعمال کی ہیں اور گنگوہی صاحب پر اپنی قاطعہ طبع دوم ص ۹۶ میں فرماتے ہیں: "سب کا یہ مدعا ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل درست ہے۔" ظاہر ہے کہ درست یہاں بمعنی جائز ہی ہے خصوصاً جبکہ امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثبوت ہیں جیسا کہ عبارت علی قاری میں گزرا۔ جب تو اس مسئلہ قبول ضمانت کی بھی حاجت نہ ہوگی کہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تقلید کا خود احادیث صحیحہ میں حکم فرمایا۔ حدیث غلط کلام قاری میں گزری۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

اَقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ لَدُنِّي الْبُكَرُ وَالْأَخْسَرُ۔  
ان دو کی پیروی کرو جو میرے بعد والی امت ہوں گے  
ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

رواہ احمد والترمذی وحسنہ و ابن ماجہ و  
الروایاتی والحاکم وصحیحہ و ابن حبان و  
صحیحہ عن حذیفۃ والترمذی والحاکم  
عن ابن مسعود و ابن عدی عن انس بن مالک  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن لسبہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسے احمد نے اور ترمذی نے روایت کر کے حسن کہا،  
ابن ماجہ، رویاتی اور حاکم نے روایت کر کے اسے صحیح  
قرار دیا، ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں روایت کیا  
حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ترمذی اور حاکم نے  
عزت بن سواد سے احمد ابن عدی نے حضرت انس  
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ابن سب سے  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے (ت)  
بلکہ تقلید عام سے یہاں سے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وحسنہ کا مذہب ہے بلکہ دایہ کے نزدیک تین قرن تک حکم تقلید  
بلکہ منصب تشریع جدید ہے کہ بیٹا فی کتبنا فی الرد علیہم (جیسے کہ ہم نے اپنی کتب میں ان کا رد کرتے  
ہوئے واضح کیا ہے۔ ت) بہر حال اس عمل کی دلیل جو ان قرون عشرہ میں متحقق ہوئی اور گنگوہی صاحب ص ۲۸  
میں لکھتے ہیں:

"جس کے ہاں کی دلیل قرون عشرہ میں ہو وہ سب سخت ہے اور"

قرودش پُر اک جناب گنگوہی صاحب کے نزدیک ازہی میں تمام ائمہ سنی سنسن کر اٹھ کھڑے ہوئے پُر مناسبت ہے در حدیث  
سے ثابت کہ منکر سنت پر لعنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لے براین قاطعہ علی غلام الانوار الساطعہ مسئلہ فاتحہ اعتقادیات کے مطبوعہ ملے بلاسا واقع دہلی ص ۹۶  
لے جامع الترمذی مناقب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۲۰۰۶/۲  
لے براین قاطعہ علی غلام الانوار الساطعہ قرودش عشرہ میں موجود نہ ہونے کے معنی مطبوعہ ملے بلاسا واقع دہلی ص ۲۸

سنة لعنهم الله وكل مني مجاب (۱) الى قوله،  
 و يهدى لستى وواه الترمذى عن ام المؤمنين  
 و العائمه عها و عن علي و الطهراني بلفظ سبعة  
 لعنهم و بعد مني مجاب عن عمرو بن شعوان  
 رضى الله تعالى عنهم بسند حسن -  
 لعنت کی اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے۔ یہ حضرت عمرو بن سوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مروی ہے۔ (۱) است  
 اب صاحب فتاویٰ اشرفیہ اپنا حکم کلوی صاحب سے دریافت کریں یا گنگوہی صاحب کے حق میں خود کوئی  
 حکم فرمائیں۔

(۱۶) اب اقامت کی طرف چلیے شامی سے بحوالہ مجہول قسستانی کا روایت نہ پانا تو نقل کر لائے اور اس  
 یہ نتیجہ کر لیا ہے اس کا ہا سکل انکار کیا حالانکہ فقہائے کرام کا مسلک وہ ہے جو امام حنفی علی الاطلاق نے فتح القدیر  
 ص ۴۱ میں فرمایا،

عدم لنقل لا ينفي الوجود عدم نقل ۱۰۰۰ کے منافی نہیں ت۔

(۱۷) عدم نقل کو نقل عدم ٹھہرائے کار و خود اسی شامی میں جا بجا موجود ۱۰۰۰ انجملہ جلد اول ص ۴۰ میں بعد  
 ذکر احادیث فرمایا،

قال القائل هذه الاحاديث من قواعد  
 الاسلام وهو ان كل من ابتدع شيئا من الخير  
 كان له مثل اجر كل من يعمل به الى يوم  
 القيمة  
 یعنی ملائے کرام نے فرمایا کہ یہ حدیثیں دین اسلام کے  
 قواعد سے ہیں ان سے یہ قاعدہ ثابت ہو کر جو  
 شخص کوئی اچھا کام نیا نکالے کہ پہلے نہ تھا قیامت تک  
 جتنے مسلمان اس پر عمل کریں سب کے برابر ثواب  
 اُس کا ایجاد کرنے والے کو ہو۔

(۱۸) بدعت و بے اصل کی بھی حقیقت سن لیجئے، فتح القدر المعین جلد ۳ ص ۴۰۲۔

۳۶/۱	المستدرک کتاب الایمان سنة لعنهم الله داد الفکر بیروت
۲۲/۱۷	المعجم الكبير ترجمہ عمرو بن شعوان حدیث نمبر ۸۹ المکتبۃ العیصلۃ بیروت
۲۰/۱	کتاب الطہارت - فوریہ رضویہ سکھر
۴۳/۱	مطلبہ بکوز تقلید المفضل الخ مطبوعہ مصطفیٰ اہلبی مصر

لا اصل لها لا يقتضي الكراهة ولذا قبل  
في الدرر ما قيل انها بدعة اي مباحة حسنة

یعنی بے اصل ہونے سے مکروہ مراد لازم نہیں آتا

اسی لیے دور مختار میں فرمایا کہ اسے حد بدعت کہا جائے اس کے معنی یہ ہیں کہ نو پیدا ہوا ہر اچھی بات ہے (د)۔  
(۱۹) فرض کروم کہ اس سے بوجہ عدم نقل انکار مطلق ہی مقصود ہو تو بحال عدم نقل احکام فقہاء جن کا نمونہ ہم نے ذکر کیا اس کے معارض ہوں گے اور ترجیح و توفیق و توحید و تحقیق کہ ہمارے رسائل زدود پابیر میں ہے اس کی منونت جناب گنگوہی صاحب نے کم دی اور منکرین کو کسی جہالت خلاف سے مشہور ڈالنے کی گنجائش نہ رکھی کہ اس سے غایت درجہ مسئلہ عدم نقل میں اختلاف ثابت ہوگا اور گنگوہی صاحب براہیں ص ۳۷ میں فرماتے ہیں،

”اس کی کراہت مختلف فیہ برائی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے۔“

یہ وہاں کہی اور پوری غیر مقدمی بلکہ یہ ہوائے نفس اتباع خاص حلال کر دینے کی داو دی ہے جہاں ہمارے علماء اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اختلاف ہے تو جہاں خود علمائے حنفیہ کے قول دونوں طرف ہوں وہ تو ہر جہت سے اولیٰ بلا ضرورت مطلقاً جائز ہے گا اور منکر کو قول خلاف سے منہ دے دینے کا حق کف فہمٹھ ہے گا۔

(۲۰) نہیں نہیں فقہاء جائز ہیں کہ سوچ صاحب کے دھرم میں دلت اقامت بھی تقبیل نہ کر سکتے اور قضاوی صاحب کا اس پر انکار گمراہی و ضلالت اور بکلم حدیث موجب لعنت ہے۔ علماء فرماتے ہیں اقامت احکام میں مثل اذان ہے سراسر استثنیات کے بلکہ برائے میں ہے،

یہودی اسے لا تکروہ الاقامة ایضا لا یفعل احدی اور یہ مروی ہے کہ اقامت بھی مکروہ نہیں کیونکہ یہ بھی الاذانیں ہیں ایک اذان ہے۔ (د)۔

اور عند تحقیق متعین مناظر اختلافے خصوص کرے گی تو اس کی دلیل جواز بھی تحقیق برائی اور سنت ٹھہری، گنگوہی صاحب کے نزدیک تو سنت ہونے کے لیے اسٹر فعل کی جنس بھی قرون ثلثہ میں موجود ہونے کی حاجت نہیں یہاں تو اس کی جنس یعنی تقبیل اذان خود موجود ہے سہاہن گنگوہی ص ۸ میں ہے۔

”جس کے جاز کی دلیل قرون ثلثہ میں ہونا وہ جزئیہ وجود خارجی اُن قرون میں برائے ہوا اور خواہ اسکی

لے فتح المعین فصل فی الاستبصار وغیرہ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۰۲/۲  
لے براہین قاطعہ علی قلام الانوار الساطعہ تحقیق مساجرة تسلیم القرآن مطبوعہ بلا ساد واقع دھور ص ۱۳۷  
لے السیرۃ باب الاذان مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۷۲/۱

جس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب منت ہے۔

یہ اس پارسطی تحریر پر تین عشرت کا حلقہ (یہ مکمل بیس دلائل ہیں۔ ت) وہ بھی نہایت اختصاراً، اب ڈیڑھ سطر نہیں کی طرف چلے وہ بالہ التوفیق۔

(۲۱) ممانے کو ام نے کہ نفی صحت میں مرفوع کی تخصیص فرمائی کہ مال حیاء اس کا مطلب یہ مگر اگر اس بارہ میں حدیث موقوف اگرچہ منقول ہے مگر ضعیف اسناد ہے، کیا علانے یہ فرمایا تھا کہ اس بارہ میں حدیث مرفوع کوئی منقول ہی نہیں یا یہ فرمایا تھا کہ جو منقول ہے ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہے یا یہ فرمایا تھا کہ ضعیف بھی نہیں بلکہ مرفوع ہے انہیں تین صورتوں میں اس اختراعی مطلب پر مرفوع و موقوف کا تفرقہ اور تخصیص کا فائدہ صحیح رہتا مگر ہر ذرا سے فہم والا بھی دیکھ رہا ہے کہ یہ ہر دو جہ طار پر اقرار ہے علانے یہی بتایا ہے کہ اس بارہ میں احادیث مرفوعہ اگرچہ منقول ہیں مگر درجہ صحت پر نہیں بلکہ ضعیف ہیں یہی اس سے معنی منہیہ نے حدیث موقوف میں کہا تو فرق کیا رہا نہ اترہ تخصیص مرفوع باطل کرنے کو تخصیص مرفوع کا مطلب ٹھکانا جنون نہیں تو شد یہ کاری دشمنائی بہت مکاری نہیں تو سخت جنون و بے عقلی ہے۔

(۲۲) بغرض باطل ہی مطلب سہی مگر یوں بھی کال نہ کنا امام الطائفہ گنگر ہی صاحب ایمان لاپکے کہ یہاں مقبول ہے اگرچہ ضعیف حدیث درجہ آخر کا دھرم قرون کی تئیت پھر حدیث موقوف و ضعیف مروجہ مان کر ہمت و بے اصل کنا کیسا قول خبیث!

(۲۳) ایک بھاری دیانت یہ دکھائی کہ حدیث سے اس عمل کا طاعت ہونا نہیں نکلتا بلکہ رہے بچنے کا ایک منتر ہے الحق حیاء و ایمان متکاذم ہیں یہ اعتراض اگر چل سکتا تو موقوف و ضعیف بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح اگر صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہوتا اسے بھی اڑا دیتا، حدیثوں میں تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے اسے اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے اور منہیہ کہتا ہے کہ یہ کوئی طاعت ہی نہیں کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ جس پر غیلم و جیل ثواب موعود ہوں وہ سب سے طاعت ہی نہیں ایک منتر ہے۔

(۲۴) حدیث ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے یوں پڑھے:

رضیعت باللہ ربنا و بالاسلام دینا و بمحمد  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نبینا  
میں اللہ تعالیٰ کے رب، اسلام کے دین اور محمد  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی اور  
خوش ہوں۔ (ت)

سے براہین قاطعہ قرون ثلاثہ میں مروجہ ہونے نہ ہونے کے معنی مطبوعہ نے بلاسا واقعہ و حور  
۲۸ ص  
۳۸ ص  
۱۰۲۱ حدیث الیم  
مطبوعہ دار الکتاب العلمیۃ بیروت لبنان

حدیث خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے یوں کہ :

مرحبا بجیدی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
اسے میرے حبیب ! مرحبا، آپ کا اسم گرامی  
محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے  
اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ۔ (ت)

اسی طرح حدیث سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے :

چوتھی روایت میں ہے یوں کہ :

صلی اللہ تعالیٰ علیہ یا رسول اللہ قسرة  
عینی بلغ یا رسول اللہ اللہم متعنی بالسمع  
والبصر۔  
اسے اللہ کے رسول آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
صلوٰۃ (رحمت) ہو، یا رسول اللہ ! آپ میری  
آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں ۔ اسے اللہ ! میری سماعت  
بصارت کو اس کی برکت سے مالا مال فرما۔ (ت)

پانچویں میں ہے درود پڑھے ۔

چھٹے میں ہے یوں کہ :

صلی اللہ علیہ یا سیدی یا رسول اللہ یا  
حبیب قلبی ویا نور بصیری ویا قرۃ عینی  
اسے سیدی یا رسول اللہ ! اسے میرے دل کے حبیب  
اسے میری آنکھوں کے نور و سرور اور اے میری  
آنکھوں کی ٹھنڈک آپ پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے ۔ (ت)

ساتویں میں ہے یوں کہ :

اللہم احفظ حدیثی ونورہ ببركة حدیثی  
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم ونورہما۔  
اسے اللہ ! میری آنکھوں کی حفاظت فرما اور انہیں  
منور فرما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت  
آنکھوں اور ان کے نور کی برکت سے ۔ (ت)

منہیہ کے نزدیک یہ اللہ و رسول کے ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود ۔ اللہ عز و جل سے دعا

۱۰۶۱	حرف المیم حدیث	۱۰۶۱	مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان	ص ۳۸۴
۱۰۶۱	باب الاذای	۱۰۶۱	مکتبۃ اسلامیہ گنبد قاسم کس ایران	۱۲۵/۱
۱۰۶۱	حرف المیم حدیث	۱۰۶۱	دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان	ص ۳۸۴
۱۰۶۱	حرف المیم حدیث	۱۰۶۱	دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان	ص ۳۸۵

کچھ طاقت ہی نہیں حالانکہ ذکر ہی روح طاقت ہے اور دُعا مغزِ عبادت، اور دُروود کو مسلمان ایمان کا چین چین کا ایمان جانتے ہیں اگرچہ منہ پر نہ مانتے۔

(۲۵) اس عمل مبارک کے فوائد میں ایک فائدہ جو یہ فرمایا گیا کہ جو ایسا کرے گا اس کی آنکھیں نہ دیکھیں گی نہ کبھی اندھا ہو، اس جرم پر وہ ذکر الہی و درود و دُعا سب طاقت سے خارج ہو کر رہ کا منتر رہ گئے تا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس عبادت کی کوئی حد ہے، حد با حدیں ہیں جن میں تلاوتِ قرآن عظیم و تسبیح و تہلیل و حمد و تکبیر و لا حول و غیر ذلک اذکارِ جلیلہ پر منافعِ جہانیر و دنیاویہ ارشاد ہوئے ہیں جسے شوقِ ہر صماح ستہ و ترغیب و ترہیب امامِ شافعی و جوامعِ امامِ حنبلی سیوطی و حسنِ مصعبین امامِ جزری و غیرہ کتبِ حدیث مطالعہ کرنے منہ پر دھرم میں یہ اسلامی ایمانی کلمہ اور خود قرآن عظیم سب منتر ہی جنسِ طاقت سے کچھ علاوہ نہیں خود ہا اللہ من الشیطان الرجیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۲۶) اللہ و رسولِ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر حکیم سے بڑھ کر حکیم ہیں اُن کی رعایا میں ہر قسم کے لوگ ہیں ایک وہ عالمِ بہت کہ اللہ و رسولِ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ و رسول کے لیے یاد کریں اپنی کوئی منفعت دنیوی تو دنیوی، اخروی بھی مفسود نہ رکھیں یہ خالصہ بنفسِ مذہب میں جن کی ہندگی میں کسی ذاتی غرض کی آمیزش نہیں ان کے لیے اصل ذات ہے جن کو فرمایا:

والذین جاہدوا فی سبیل اللہ یمہم صلبنا  
جو جاری یاد میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم یقیناً ان کے لیے اپنے تمام راستے کھول دیتے ہیں۔ (مت)

دوسرے وہ جن کو کسی طمع کی چاشنی اُجھارے مگر نفعِ حافی کے گرویدہ نہیں باقی کی تلاش سے قرآن و حدیث میں نعیمِ جنت کے بیان ان کی نظیر سے ہیں جن کو فرمایا:

ان اللہ اشتہی من المؤمنین انفسہم و  
هو اللہ بانہم لجنۃ  
اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جان و مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے دت

خیر سے کہ جن کو نفعِ عاجل کی امید و لا مان زیادہ مویہ ہے جن کو فرمایا:

فقلت استغفر و ربک لعلہ کان تغفار یرسل السماء  
علیکم مدرراً  
میں کہتا ہوں تم اپنے رب سے معافی مانگو وہ یقیناً معافی دینے والا ہے وہ آسمان سے تم پر زورِ بارش بھیجے گا۔ (مت)



اور فرمایا

قرہوا للذین آمنوا ہدی و شفاء۔

فرما دیجئے یہ مومنوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے (ت)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اغزوا تغصوا و صوموا تصحوا و سادروا تستغنوا و  
لی حدیث حجتوا تستغنوا۔جہاد کرو غنیمت پاؤ گے اور روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے  
اور حج کرو غنی ہو جاؤ گے۔مدنی لاؤل انطربانی فی الاوسط بسند صحیح عن  
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و لاخر عبد الرزاق  
عن صفوان بن سلیم موسلا و وصلہ فی مسند  
الغردوس۔پہلی کو طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ سے حج سند کے ساتھ ذکر کیا اور دوسری کو عبد الرزاق نے  
صفوان بن سلیم سے مسند روایت کیا، اور مسند الغردوس  
میں یہ تصنیف مروی ہے (ت)چوتھے وہ پست طرقت دون بہت کہ امید نفع پر بھی نہ کر کسی جب تک تازیہ نہ کاڈ نہ دلائیں قرآن و حدیث میں  
عذاب نارس کے بیان ان کی نظیر سے ہیں جن کو فرمایا،ومن یبش عن ذکر الرحمن فیض لہ شیطان مہو  
لہ قرین و امہم لیعبدونہم عن سبیل و محبوں  
اہم مہتد و ذن حتی اذا جاءنا قال یکتب بلی  
وینک بعد المشرقین فبئس القرین ولن یمنعکم  
الیوم اظلمتم تمک فی العذاب مثمن کون یکجیسے روزہ آئے رحمان کے ذکر سے ہم اس پر ایک شیطان  
متقیں کر دیں گے کہ وہ اس کا ساتھی رہے اور بیشک  
وہ شیطان ان کو راہ سے روکتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ  
راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب کافر ہمارے پاس آئے گا  
اپنے شیطان سے کہے گا اسے کسی طرح مجھ میں تجھ میں  
پورب پچم (مشرق و مغرب) کا فاصلہ ہوتا تو کیا ہی بڑا ساتھی ہے، اور ہرگز تمہارا ہی (حسرت) سے بھلا نہ ہوگا  
آگے جبکہ (دین میں) تم نے غلط کیا تو سب عذاب میں شریک ہو (ت)

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

من لعید مع اللہ خطب علیہ رواہ ابن ابی شیبہ

وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگا اس پر لعنہ

سہ القرآن ۲۲/۲۱

سہ المجمع للاوسط حدیث نمبر ۸۳۰

۱۴۲/۹ مکتبۃ العارفین ریاض سعویہ

سہ المصنف عبد الرزاق باب فضل الحج

۱۱/۵

۱۱/۵ مکتبۃ الاسلامیہ بیروت

سہ القرآن ۲۳/۲۶ تا ۲۷

سہ مصنف ابن ابی شیبہ (۱۵۷۷) فی فضل الدار حدیث ۹۲۱۶ مطبوعۃ لادارۃ القرآن کراچی ۲۰۰/۱۰

فی المصنف عن ابی ہریرۃ و بلفظ من لم یسأل  
اللہ یغضب علیہ احمد والبخاری و  
الادب المفرد والترمذی وابن ماجہ و  
لیزار وابن حبان والحاکم وصحیحہ و  
العسکری عنہ و عنی اللہ تعالیٰ عنہ فی الواعظ  
بسند حسن عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم قال قال اللہ تعالیٰ من لا یدعونی انصب  
علیہ اللہم صل وسلم وبارک علیہ وعلی  
آلہ وصحبہ وایتہ وحزبہ ابدًا امین۔

ناراض تھا ہے، اسے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف  
میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے،  
میرٹھ کے دو کئے افتاظیر ہیں، وہ شخص جو اللہ تعالیٰ  
سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو گا ہے  
اسے احمد اور بخاری نے "الادب المفرد" میں، ترمذی  
بنی ماجہ، بزار، ابن حبان اور حاکم سب نے، روایت  
کیا ہے اور آخری دو نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور عسکری  
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی المرائض  
میں سند حسن کے ساتھ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے، جو شخص مجھ سے دعا نہیں کرتا میں اس پر ناراض ہوتا ہوں۔  
اللہ تعالیٰ ہمیشہ رحمت کاملہ اور سلامتی بھیجے آپ پر، آپ کی آل، اصحاب، بیٹے و رگروہ سب پر، آمین (ت)  
صاحب منہیہ اللہ عزہ جل کی حکمتوں کو باطل کرتا اور طاعت کو سبقت قسم اولیٰ میں منحصر کرنا چاہتا اور حدیث و  
قرآن کے تمام اذکار جنت و نار زینت، تزیین کو لغو و محال بنا دیتا ہے کہ بندوں کو مقصود سے دور  
کرنے میں جنت میں لا ڈالا۔ وسیع علم الذین ظلموا ای مققلب ینقلبون (منقریب جہاں میں گئے ظالم کو کس کو شہ پر  
پٹا کھائی گئے۔ ت)

(۲۷) عوام پر غیظ ہے کہ وہ یہ ذکر خدا اور رسول جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا عقائد طاعت کرتے ہیں اور اللہ  
مسلمانوں کے عوام آپ جیسے غوام سے قتل و فہم و فضل و علم میں بدرجہا نادم ہیں وہ اپنے رب عز وجل کے ذکر و دعا اور  
اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر و محبت و تعظیم و توسل کو طاعت نہ جانتے تو کیا آپ کی طرح ذکر و تعظیم مصیبتیں صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو بہر علیہ کھنڈ باطل کرنے کے تصور اتہاس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہینوں کو بدعت مانیں وہ  
رد چشم کا عمل ہی سہی، فرض کیجئے ایک دیوبندی اپنی آنکھوں کے علاوہ کجاہینوس کا شیان یا ابن سینا کی سدا کی لگاتا ہے  
اور ایک مسلمان سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی و اسم الہی نور و صلاۃ نور سے ملاح کرتا ہے آپ کے دھرم میں دونوں برابر

ہیں کہ ایک فعل مباح کر رہے ہیں، طاعت نہ رہ نہ وہ، مگر مسلمان جانتے ہیں کہ کہاں جائیں تو کس و ابن سینا پر مجرب اور کہاں کلام اللہ خود پڑی دشمنی و اس کے الہیہ سے توسل و التجانیہ ضرورت طاعت اور اس کے حسن ایمان کی علامت ہے۔ لیکن التجانیہ لا یعلمون (لیکن غیبی نہیں سمجھتے۔۔۔) بات یہ ہے کہ وحیدوں یا جہانی دنیاوی بلکہ اُغروی منفعتوں خواہوں کے وعدے سے بھی عاشقانہ مراد خدا اور رسول نہیں بل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اُن وعیدوں سے بچنا یا اُن منافع کا ملنا ہی مقصود بالذات بنا کر اسی غرض و نیت سے ذکر خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ کر یہ تو قلب موعود و عکس مقصود ہے جو عبادت جنت کی نیت سے کہے کہ وہی اُس کی مقصود بالذات ہو مگر عابد خدا نہیں عابد جنت ہے، تو رتبہ تقدس سے منقول اُس سے بڑھ کر ظالم کو ان جو بہشت کی طبع یاد و زنج کے ذریعے میری عبادت کرے کیا اگر میں جنت و نار نہ بناتا کتنی عبادت نہ ہوتا، بلکہ اس سے مراد صرف اُچھا رہنا ہے کہ اس طبع و نعت کے لحاظ سے عمل کو جب اللہ کریم مضرت سے بچنا یا منفعت جس فی خواہ روحانی و دنیوی خواہ اُغروی کا ملنا مقصود یا الغرض بڑھ جیسے بیچ میں تجارت جہاد میں غنیمت، روزے میں صحت انما میں کسوت، بھرا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حرام اپنے رب کی مراد سمجھے اور اس عمل میں بھی وہی اُن کا مقصود ہو اگر اپنے رب جل و علا اپنے ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں اپنے ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس پر برا و محبت و تعظیم پس دیتے ہیں اور یہ سب قضا و طاعت و امر و نہی است ہے اس کی برکت اس کے طفیل اس کے صدقہ سے ہمیں یہ جہانی فائدہ بھی ملے گا کہ آنکھیں نہ دیکھیں گی اللہ سے نہ ہوں گے یہ عین وہی نیت ہے جو شارع کو ایسے وعدوں میں مقصود ہوتی ہے مگر غائب و خاصہ اُمت و خاد و کہ ایسے وعدوں پر پھول کر اصل مقصود خدا اور رسول کو بھول جائے اور ان کے ذکر و تعظیم و محبت کو تراشتر بتائے نسوا اللہ فانفسہم انفسہم (جو بھول گئے اللہ تعالیٰ کو تو اس نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں۔۔۔) (۲۸)

(۲۸) غنیمت ہے کہ وہ کامنترمان کو صبر کے ساتھ محض عدم روایات یا ضعف مروی بدعت بدعت کا بھوت تو اترا اور یہ عمل مباح مگر اور نہ عدم و رد پر بدعت و بے اصل ہونے کے جو کسی آپ حضرات کے یہاں ہیں اُن کا مصدق کسی طرح مباح نہیں ہو سکتا اگرچہ احتیاط و طاعت نہ ہو۔

(۲۹) یہ تو اوپر گزارا کہ اسی فعل کو اذان میں جو خواہ اقامت میں محض مباح جاننا شریعت گنگو بیہ کے بالکل خلاف ہے کہ اُس میں یہ عمل سنت ہے تو عوام ہی ٹھیکہ لگے اور طاعت کے طاعت احتیاط دکر نے کو بدعت بنا کر انہیں بدعتی بدعت سبب ہوئے اگرچہ دیوبندیت کی معراج ترقی فی المذہب من الدین کے بعد بدعت کی کیا گنتی ضرور



اور ہر قربت طاعت ہے تو اس میں استعانت و طاعت ضروری اور اس سے بدعت بنانا جہل مطلق، اشیاء و الخافرو  
رد المحتار میں ہے۔

اما البیہات فتختلف صفتها باعتبار قصدت  
کامیہ فاد قصد به التقوی علی الطاعات او  
التوصل لیہا کات عبادة۔  
باقی بیہات کا معاملہ طہریت کے اعتبار سے مختلف ہوتا  
ہے اگر ان سے مقصود طاعات بر تقوی یا ان تکسب پیچھا  
ہو تو پھر یہ عبادت ہے۔ (ت)

فراہمون میں ہے۔

کواقریة طاعة ولا تنعکس (ہر قربت طاعت ہے اور ہر طاعت قربت نہیں ہوتی۔ ت)

یہ سس ڈیڑھ سطر میں پر تلک عشرۃ کاملۃ (دس مکمل دلائل ہیں۔ ت) ہیں۔

بجملہ منکرین کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ادعا ہے کہ دلیل سے بدتر کوئی شے ذیل نہیں دربارہ اذان تو  
امادیث وارد اور اس کا مستحب بکثرت فقہ میں مصرع تو انکار نہیں مگر جمل میں اور دربارہ اقامت اگر ورود نہیں کہیں  
منع بھی نہیں اور یہ منع شرعی منع کرنا ظلم میں ادنیٰ وجہ منع کراہت ہے اور کراہت کے لیے دلیل خاص کی حاجت ہے  
پھر یہ دلیل شرعی ادعا ہے منع شریعت پر افتراء و تحمت ہے۔ رد المحتار جلد ۱ ص ۶۸۲

لا یلزم منه انیکون مکروه الا سبب حب ص  
لان الکراهة حکم شرعی فلا بد له من دلیل  
اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مکروہ ہو مگر کسی نفی خاص  
کے ساتھ کیونکہ کراہت حکم شرعی ہے اس کے لیے دلیل  
کا ہونا ضروری ہے (ت)

البحر الرانی جلد ۲ ص ۱۰۶

لا یلزم من ترك المستحب ثبوت الکراهة  
اذ لا بد لها من دلیل خاص  
ترک مستحب سے کراہت کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ اس کیلئے  
خاص دلیل کی ضرورت ہے (ت)

وہابیہ کی جماعت کو جواز کے لیے ورود خاص مانگیں اور منع کے لیے دلیل خاص کی کچھ حاجت نہ جانیں اس  
اور میں انکی سمجھ کا کیا ٹھکانا۔ مگر علت وہی شریعت مطہرہ پر افتراء الخ۔ رد المحتار جلد ۵ ص ۴۵۵

لیس الاحتیاط فی الاعتناء علی الله تعالیٰ بآیات  
سہ الاشیاء و نظائر القامہ لا ولی من الفن لا ولی  
احتیاط نہیں کرتے اللہ تعالیٰ پر افتراء میں حرمت و  
ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیہ کرچی ۳۲/۱

سہ شرح غزالیون بصائر مع الاشیاء ۵  
۳۲/۱

سہ رد المحتار مطلب بیان السنۃ والمستحب الخ  
مطلبہ مصطفیٰ ابانی مصر ۳۸۳/۱  
مطلبہ ایچ ایم سعید کمپنی کرچی ۶۳/۲  
باب العیدین

الحرمة او انكر اهية الفذيين لاید لهما من دلیل  
بل فی القول بالاحیة التوحیدی الاصلی

کراہت ثابت کرنے میں جن کے لیے دلیل کا ہونا ضروری

ہے البتہ ایامت کا قول کرنے میں، عیناً دیکھتے ہیں  
ظاہر ہے کہ نام اقدس سن کر انگوٹھے و منا آنکھوں سے لگانا عرفاد میں تعظیم و محبت ہے اور امورِ ادب میں

قلعاً عرف کا اعتبار۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدر میں فرماتے ہیں،  
فی حال علی المعهود حال قصد التعظیم۔  
تعظیم مقصود ہونے کے وقت اسے عرف پر محمول  
کیا جائے گا۔ (ت)

اور تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً یا مرربہ۔  
قال اللہ تعالیٰ لیسوا باللہ ورسولہ وکعبتہ  
وقبورہ۔  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے، ہم اللہ تعالیٰ و اس  
کے رسول پر ایمان لائے اور ہمیشہ ان کی تعظیم و توقیر  
بجالاتے۔ (ت)

اور مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر جاری رہے گا جب تک کسی خاص ذمہ سے مندرجہ ذیل ثابت ہو جیسے سجدہ زیادہ است  
امام عالی پھر جامع الرموز پھر رد المحتار جلد ۵ ص ۴۹ میں ہے،

ان المطلق یجری علی احلاقہ الا اذا قارہ دلیل  
لتقیدہ، او دلالة فاحظہ فانه ملقہ ضروری۔  
مطلق اپنے اطلاق پر ہی رہتا ہے مگر اس صورت  
میں کہ جب تقید پر کوئی صراحت یا دلالت دلیل قائم ہو  
پھر طرح مختلفہ کر لے کر تقید کے لیے ضروری

قاعدہ ہے۔ (ت)

مگر ہے یہ کہ اشیا کے نزدیک تعظیم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً شرک و ظلم ہے شریعت نے  
برخلاف قیاس بعض مواضع میں خدا جانے کس ضرورت سے ناچاری کو مقرر کر دی ہے لہذا امور پر مقتضہ سب سے  
باقی اسی اصل حکم پر شرک و بدعت مہرام ٹھہرے گی غنیمت جہاں وارد ہوتی خدا کا احقر سر پر، قہر و عیش بجان درویش

۳۲۶/۵	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	کتاب الاشریۃ	رد المحتار
۲۴۹/۱	فوریر رضویہ سکھر	باب صفۃ الصلوۃ	فتح القدر
			۹/۲۸
۲۶۲/۵	مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر	فصل فی البیع من کتاب الخمر	رد المحتار

مانی پڑی وہ بھی فقط ظاہر اُنہ دل سے جیسے التّحیات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عابدانہ دعا کرنے کا شریعت نے حکم دیا خدا جانے شریعت کو کیا ہو گیا تھا کہ عین نماز میں یہ غیر خدا کی تعظیم اور اس پر ذور و نزدیکہ سے پکارتا رکھ دیا خیر قرآن مجید التّحیات کے لفظ تو پر طرح لو مگر انشاء سے معنی کا ارادہ نہ کرنا وہ دیکھو امام الطائفة السخیل دہلوی صریح مستقیم میں حکم لگا رہے ہیں کہ :

صرف محبت و نماز بسوئے شیخ و امثال آئی از معظین  
گرجاب رسالت بآئینہ بچیدیں مرتبہ بدترست  
از دستغریق در خیال گاؤہ فرخانی آخر الکلمۃ الموعودۃ  
عن اللہ قائلہا و قائلہا۔

تھان میں اپنے شیخ یا بزرگوں میں سے کسی دوسرے بزرگ  
حتیٰ کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ  
صرف کرنا اپنے گدے اور بیل کے خیال میں مستغرق ہو جانا  
سے کئی درجے بدتر ہے " آخر کلام طعن تک نہ تھا

اس کلام کے قائل اور قبول کرنے والے کو اپنی رحمت سے  
فوری رکھے۔ (ت)

وہذا وہ یہ تصریح کرتے ہیں کہ تشہد میں اسلام حلیف ایہ النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے حکایت لفظ کا  
رادہ کر کے قصد معنی نہ کر کے تصریح کرتے ہیں کہ دور سے یا رسول اللہ کنٹنٹ شرک ہے مگر بعد اللہ تعالیٰ سے مسئلہ فوں  
کے بیان میں تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ صواب یا صواب ہے اور علی الاطلاق مطلوب شریعت،  
توجہ کہ بھی جس طرح بھی جس وقت بھی جس جگہ بھی تعظیم اقدس کے لیے بکالائے خواہ وہ بعینہ منقول ہو یا نہ ہو سب جائز  
و مندوب و مستحب و مرغوب و مطلوب و پسندیدہ و خوب ہے جب تک اُس خاص سے نہ آئی ہو جہت تک اُس  
خاص میں کوئی عرج شرعی نہ ہو۔ وہ سب اس اطلاق ارشاد الہی و تفسیر و تفسیر و تفسیر میں داخل اور اتمثال حکم الہی  
کا فضل جلیل سے شامل ہے و لہذا اگر دین تصریح فرماتے ہیں کہ جو کچھ جس قدر ادب و تعظیم حبیب رب العالمین میں ملال  
و صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں زیادہ داخل رکھے اُسی قدر زیادہ خوب ہے، فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق و مشک  
متوسط و فتاویٰ علیگیریہ وغیرہ میں ہے،

کل ما کان ادخل فی لادب و الاحلال کام  
حسنًا۔

جس قدر بھی ادب و عزت میں کامل ہو اتنا ہی زیادہ  
اچھا ہے۔ (ت)

امام ابن حجر مکی جو ہر منظم میں فرماتے ہیں :

تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحمیم  
 انواع التعظیم استقریس فیہ مشارکۃ اللہ  
 تعالیٰ فی الالوہیۃ امر مستحسن عند من  
 نور اللہ ابصارہم۔  
 تو مسلمان اگر وقتِ اقامت بھی تقبیل کرے ہرگز کوئی وجہ مانفت نہیں اور اسے شرعاً ناجائز نہ کہے گا مگر وہ کہ شرع  
 پر اصرار کرتا یا نام و آرام سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے جلتا ہے۔ اسی طرح نماز و استماع قرآن مجید  
 و استماع خطبہ جن میں حرکت منع ہے اور ان کے امثال مراسمِ لہو و لذت کے سوا جہاں کہیں بھی یہ فعل بنظر تعظیم و محبت  
 حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والیٰقۃ ہو جیسا کہ بعض مجاہدین سرکار سے مشہور ہے بہر حال محبوب و محمود ہے واللہ  
 تعالیٰ علم و علوہ جل مجدہ اتم و احکم۔



## ایذان الاجر فی اذان القبۃ<sup>۱۳</sup> (دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کے جواز پر مبارک فتویٰ)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دفن کے وقت جو قبر پر اذان کہی جاتی ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں، بینہ التوحید ا۔

فتویٰ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی جمع الایمان علیہ الایمان وسبب الامان وسکينة الجنان و مسعادة الاحزان و ترضیة الروحین و الصلوة والسلام الاتمان الاکملات علی من دفع الله ذکرة و اعظم قدره فی ذکره دان محفل	تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے اذان کو ایمان کی علامت، سببِ امان، دلوں کا سکون، عقول کا ازالہ اور رجحان کی رضا کا ذریعہ بنایا، صلوٰۃ و سلام کا ملہ تمام ہو اس ذات پر جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سنبھلنے کر دیا اور اس کے مرتبہ کو حکیم کیا چنانچہ ان کے ذکر سے ہر عباد اللہ کو
--	---

خطبة واذان وعلى له وصحبه الذاكرون اياه  
مع ذكر مولاه في الحيوة والموت والوجدان  
والنفوت وكل حيي وان واشهد ان لا اله الا الله  
المحان المنان وان محمد اعبدته ورسوله سيد  
الاناس والجن صلى الله تعالى عليه وعلى اله  
وصحبه المرغبين لديه ما اذن اذن له موت  
اذان قال تعقيب عبد المصطفى احمد س خسا  
المصطفى السني الحنفى القادسى والبركاتى السرى  
سقاء المجيب من كاس الجيب عذبا فسرانا  
وجعله من الذين هم اهل الايمان والصلاح  
والاذان آخيا وامواتا آمين الله الحق آمين.

زیست بخشی اور آپ کی آل و اصحاب پر جو موت و حیات  
و جہان و فوت غرضیکہ ہر وقت اپنے رب کویم کے ذکر کے  
ساتھ اپنے آقا کا ذکر کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ  
اللہ تعالیٰ و متان کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور انہیں جن  
کے مزار نبی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سکون گزیدہ  
بند سوار رسول ہیں آپ پر اور آپ کی آل پاک اور صوبہ  
کرام پر جو کہ پیروی میں رہیں اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کی رحمتیں پور  
جست تک کان اذان کی آواز سنتے رہیں، خیر  
عبد المصطفیٰ احمد رضا محمد بنی حنفی قادری برکاتی بریلوی  
و عازتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے حبیب کے عوض کوثر  
سے سیراب کرے اور لستانِ نور میں جس کو لے جو موت و حیات  
میں ایمان، نماز اور اذان دے لے ہیں آمین الرحمن آمین

## الجواب

بعض علماء دین نے میت کو قبر میں اتارنے وقت اذان کہنے کو سنت فرمایا، امام ابن حجر مکی و علامہ غیر اعلیٰ و  
الذین علی استاذ صاحب درخت طہر رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کا یہ قول نقل کیا،  
اما المکی ففی فتاویٰ وفی شروح العباب و عارض  
واما المروسی ففی حاشیة البحر الموانع و  
اور اسے کمزور کہا۔ (ت)

حق یہ ہے کہ اذان مذکور فی السؤال کا جواز یقینی ہے ہرگز شرح مطہر سے اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس امر  
سے شرح منع فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہو سکتا قانون جواز کے لیے اسی قدر کافی جرح علی ممانعت ہو و لکن شرح  
سے اپنا دعویٰ ثابت کرنے پھر بھی مقام تبرع میں اگر فقیر فقر اللہ تعالیٰ لہ بدل لکیر اس کی اصل شرح مطہر سے  
نکال سکتا ہے بغیر بقانون منظرہ اسانید سوال تصور کیجئے خاتول و بالله التوفیق و بہ الوصول الی  
ذریہ التحقیق۔

دلیل اول وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا اور سوال نکیرین ہوتا ہے شیطان جہم ذکر اللہ نہ ہو جل

حدیث اپنے محبوب کو محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہر مسلمان مرد و زن کو حیات و ممات میں اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ وہاں بھی غفل انداز ہو، اذکارِ باریک میں بے گناہ رہے، والہیاء بوجہ العزیز، الکریہم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ امام ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول میں امام اجل سفین ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں،

اذا سئل امیت من ربك تراءى له الشيطان في صورت فيشيرا في نفسه اى انا ربك فلهذا اورد مسوال التثبيت له حين يسئل۔  
یعنی جب مُروے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اُس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے جیسی میں تیرا رب ہوں اس لیے حکم آیا کہ قیامت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔ (ت)

امام ترمذی فرماتے ہیں،

ورويده من الاخبار قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عند فن الميت اللهم احره من الشيطان فلو لم يكن للشيطان هناك سئل ما دعا صلى الله تعالى عليه وسلم بذلك؟  
یسی وہ حدیثیں جو اس کی روید میں ہیں وار د کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتا الہی اے شیطان سے بچا۔ اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا کیوں فرماتے۔ (ت)

اور صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے، صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
اذا اذن المؤمن اذبر الشيطان طه حصا صيغ جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیڑھ پھیر کر گزند اٹھ جائیگا۔ (ت)

صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح کہ چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے۔ اور خود حدیث میں حکم آیا جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا أخرجه الامام ابو القاسم سليمان بن احمد  
لے نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الاصل التاسع والاربعون والی ثمان مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳

فوت، یہ دونوں عبارتیں الخضر نے بالمعنی نقل کی ہیں اس لئے الفاظ میں کافی تغیر و تبدل ہے، پہلی عبارت درست کر دی ہے دوسری عبارت اس طرز ہے، فلو لم يكن للشيطان هناك سئل ما كان ليدعو له رسول الله صلى الله عليه وسلم ياجره من الشيطان۔

لے وہ صحیح مسلم باب فضل الاذان و ہر باب الشيطان عند سماع حدیث نمبر ۴۲۳۲ مکتبہ المعارف الریاضی ۱۶۷/۸



کہ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طیبات زادہ ہیں سو ان کی زیادت نہ معاذ اللہ کچھ مفسرین اس امر مستنون کے خلاف بلکہ زیادہ مفید و مؤید مقصود ہے کہ رحمت الہی آثار سے کے لیے ذکر خدا کرنا تھا، دیکھو یہ بعینہ وہ مسلک نہیں ہے جو دربارہ تبلیغ اہل صحابہ عظام مثل حضرت امیر المؤمنین عمرو حضرت عبداللہ بن عمرو حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت امام حسن مجتبیٰ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کو ملحوظ ہوا اور ہمارے اللہ کرام نے اختیار فرمایا، ہدایہ میں ہے:

لا یسفی ان یخل بشئ من هذه الکلمات لانه  
هو المنقول فلا ینقص عنه ولو مراد فیہما جاز  
لان المقصود التثابة و اظهار العبودية فلا  
یسع من ازیادة علیه احد منخصا۔

یعنی ان کلمات میں کمی نہ چاہئے کہ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں تو ان سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اپنی بندگی کا ہی برکنا ہے تو اسے زیادہ کرنے سے ممانعت نہیں احد منخصا (ت)

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ اپنے رسالہ صفائح الاحیاء فی کون الصحاح بکفی الیہ میں اور رسائل میں اس مطلب کے قدر سے تفصیل کی۔

**دلیل سوم بالاتفاق سنت اور حدیثوں سے ثابت اور فقہ میں مثبت کونیت کے پاس حاجت نزع میں**  
کہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہتے رہیں کہ آئے ہیں زیادہ روایت تو ان میں ہے مصورۃ جس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
بقوا موتا کما کمالا لا الہ الا اللہ (اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ)

رواہ احمد و مسلم و ابوداؤد و الترمذی و نسائی و ابوداؤد  
النسائی و بن ماجہ عن ابی سعید الخدری و  
و بن ماجہ کمسلم عن ابی ہریرۃ و کالنسائی عن  
ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔  
اسے احمد و مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابی داؤد  
نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
اور ابی داؤد نے مسلم کی طرح حضرت ابورہرہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ اور نسائی کی طرح حضرت ام المؤمنین عائشہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا (ت)

اب جو نزع میں ہے وہ مجاز امر وہ ہے اور اسے کلمہ اسلام سکھانے کی حاجت کہ بول اللہ تعالیٰ خاتمہ اسی پاک کلمہ پر ہو اور شیطان لعین کے بھلانے میں نہ آئے اور جو دغنی ہو چکا حقیقتہً مردہ ہے اور اُسے بھی کلمہ پاک سکھانے کی حاجت کہ چونکہ اللہ تعالیٰ جو اہل یار ہو جائے اور شیطان رجم کے یہ کلمہ میں نہ آئے اور بیشک اذان میں

یہی کلمہ لا الہ الا اللہ تین جگہ موجود بلکہ اُس کے تمام کلمات جواب تکبیر پر پاتے ہیں اسی کے سوال میں ہیں من ربک  
تیرا رب کون ہے؟ ما دینک تیرا دین کیا ہے؟ ما کنت تقول فی هذا الوجہ؟ تو اس مرد میں نبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ اب اذان کی ابتدا میں اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر  
لا الہ الا اللہ اللہ اشہدان لا الہ الا اللہ اور آخر میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہ سوال من ربک کا  
جواب سکھائیں گے اسی کے سننے سے یاد آئیگا کہ میرا رب اللہ ہے اور اشہدان محمد رسول اللہ اشہدان  
محمد رسول اللہ سوال ما کنت تقول فی هذا الوجہ کا جواب تعلیم کریں گے کہ میں انہیں اللہ کا رسول جانتا تھا  
اور حق علی الصلاۃ ہی علی الصلاۃ جواب ما دینک کی طرف اشارہ کریں گے کہ میرا دین وہ تھا جس میں نماز رکن دستوں  
ہے کہ الصلاۃ تصمد الہدیۃ تو بعد دفن اذان پر یہاں ارشاد کی تعمیل ہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث  
صحیحہ میں فرمادہ ہے کہ میں نے فرمایا، آپ یہ کلام سماع مرقی و تھیں اموات کی طرف منبر پر گئے فقیر غفر اللہ تعالیٰ خاص اس مسئلہ میں  
کتاب مبسوط مستی بحیۃ الموات فی بیان سماع الاموات تحریر کر چکا جس میں پچھتر حدیثوں اور پوسنے چار سو اقوال  
امروہی و علمائے کا طین و خود بزرگانہ منکبری سے ثابت کیا کہ مردوں کا شننا و کھنا کھنا قطعاً حق ہے اور اس پر  
اہل سنت و جماعت کا اجماع قائم ہے اس کا نکار کرے گا اگر غبی مایل یا معاند مسئلہ اور اسی کی چند فصول میں بحث تلمیحی  
بھی صاف کر دی یہاں اُس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔

دلیل چہارم، ابراہیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اطفوا الحریق بالتکبیر (آگ کو تکبیر سے بجھاؤ)

ابن ہدی حضرت عبد اللہ بن عباس اور وہ اور ابن السنی و ابن عساکر حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
اذا رأیتہ الحریق فکبر واخافہ یطفئ النار کبیر جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو  
وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔

۱۔ مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من اثبات عذاب القبر	مطبوعہ مجتبائی دہلی	ص ۲۵
۲۔ کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال کتاب الصلاۃ	مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت	۳۴/۷
۳۔ معجم اوسط حدیث نمبر ۸۵۶۲	مکتبۃ المعارف ریاض	۲۵۹/۹
۴۔ الکامل فی الصغائر الرجال از محمد عبد اللہ بن لہیع	مکتبۃ اثیریہ ساکنہ دہلی	۱۲۶۹/۴

علامہ مناوی تفسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں،

فكبروا اي قولوا الله اكبر الله اكبر وكبره كثيرا.

ساتھ بار بار کہو۔ (ت)

مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری اُس حدیث کی شرح میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر کے پاس

دیر تک اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے، لکھتے ہیں،

التكبير على هذا لاطفاء الغضب الا لله

ولهذا وردت حجاب التكبير عند ذویة

الحريق

اب یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضب الہی کے بجانے

کو ہے و ہذا آگ لگی دیکھ کر دیر تک تکبیر

مستحب ٹھہری۔

وسيلة النجاة من حيرة الغفلة منقول،

حکمت و تکبیر اُست بر اہل قبرستان کہ رسول علیہ

السلام فرمودہ است اذا دأبتم الحريق فكبروا

چون آتش در ہائے افتد و از دست شما رنبد یا کہ

بشاید تکبیر گوئید کہ آتش بربکت آن تکبیر فرو نشیند

چون مذاب قبر آتش ست و دست شما بآن نرسد

تکبیر مباد کہ گفت ہر گاہ از آتش و دوزخ خلاص مباد

اہل قبرستان پر تکبیر کہنے میں حکمت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام

نے فرمایا ہے "اذا اس ایتم الحريق فکبروا" یعنی

جب کہ کسی مرد آگ بجھاتی ہوئی دیکھو اور تم اسے بجھانے

کی طاقت رکھتے ہوں، تو تکبیر کہو کہ اس تکبیر کی برکت

سے وہ آگ ٹھنڈی پڑ جائے کہ چونکہ مذاب قبر بھی آگ کے

ساتھ ہوتا ہے اور اسے تم اپنے ہاتھ سے بجھانے کی

طاقت نہیں رکھتے لہذا اللہ کا نام لو (تکبیر کہو) تاکہ فوت

ہونے والے لوگ دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیں (ت)

یہاں سے بھی ثابت کہ قبر مسلم پر تکبیر کہنا فردست ہے اگر اذان بھی قطعاً سنت پر مشتمل اور زیادات مفیدہ کا، انے

سنیت نہ ہونا تقریر دلیل دوم سے ظاہر۔

ولیل محمد بن ماجہ و بیہقی سید بن مسیب سے راوی،

قال حضرت ابن عمر فی جنازة فلما وضعها فی

یعنی میں حضرت جبرائیل بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

سلف التفسیر شرح جامع الصغیر زیر حدیث مذکور مکتبہ امام شافعی ریاض سعیدیہ ۱۰۰/۱

سلف مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح فصل الثالث من باب اثبات مذاب القبر مکتبہ امدادیہ ملتان ۲۱۱/۱

سلف وسیلة النجاة

اللحد قال بسم الله وفي سبيل الله فلما اخذ  
في تسوية اللحد قال اللهم اجوها من الشيطان  
ومن عذاب القبر ثم قال سمعته من رسول  
الله صلى الله تعالى عليه وسلم هو هذا المختصر

ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ  
تعالی عنہ نے جب اسے لحد میں رکھ کہا بسم اللہ و  
فی جیل اللہ جب لحد برابر کرنے لگے کہ الہی ! اسے  
شیدھان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے، پھر  
فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سنا

امام ترمذی حکیم قدس سرہ الکریم بستانہ جیدہ ترمذی بن مویثی سے روایت کرتے ہیں

كانوا يستحبون اذا وضع الميت في اللحد ان  
يقولوا اللهم اعذه من الشيطان الرجيم

یعنی صحابہ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ  
جب میت لحد میں رکھا جائے تو دعا کریں الہی ! اسے  
شیطان الرجیم سے پناہ دے۔

ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری وسلم اپنے مصنف میں غلطی سے راوی

كانوا يستحبون اذا وضعوا الميت ان يقولوا بسم  
الله وفي سبيل الله وعلى ملته رسول الله اللهم  
اجوه من عذاب القبر وعذب الشيطان الرجيم

مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں یوں  
کہیں اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ  
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی امت پر الہی ! اسے  
عذاب قبر و عذاب دوزخ اور شیطان ملعون کے  
شر سے پناہ بخش۔

ان حدیثوں سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ اس وقت مہاذا اللہ شیطان رجیم کا دخل ہوتا ہے یونہی یہ بھی  
واضح ہوا کہ اس کے دفع کی تدبیر سنت ہے کہ دعا نہیں کر ایک تدبیر اور احادیث سابقہ دلیل اولی سے واضح کہ  
ذات رفیع شیطان کی ایک عمدہ تدبیر ہے قریر بھی مقصود ستارہ کے مطابق اور اپنی نظیر شرعی سے موافق ہوتی  
دلیل ششم ابو داؤد و حاکم و بیہقی امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی

كان النسبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا  
فرغ من دفن الميت وقف عليه قال استغفروا  
عن قارب الموتى

مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۲

مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳

مطبوعہ ادارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی ۳/۲۲۹

لے سنن ابن ماجہ باب ما جاء في ادخال الميت القبر

لے نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الفضل التاسع والاربعون

لے مصنف ابن ابی شیبہ ما قالوا اذا وضع الميت في قبره



لا تحيكم وسلوا له بالتثبيت فانہ الامن  
یسأل یہ  
کرتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے  
جواب نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب  
اس سے سوال ہوگا۔

سید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ،  
قال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
یقف علی القبر بعد ما سوی علیہ فبقول اللہم  
نزل بک صاحبنا و خلعت الدنیا خلعت ظہیرہ  
اللہم ثبت عند المسأۃ منقطہ ولا یستلہ فی  
قبرہ سالاھا قہ لہ یہ  
یعنی جب مردہ دفن ہو کر قبر درست ہو جاتی حضور شہداء  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتے  
الہی! ہمارا ساتھی تیرا مکان ہوا اور دنیا اپنے پس پشت  
چھوڑ آیا، الہی! سوال کے وقت اس کی زبان درست  
رکھ اور قبر میں اس پر وہ بھڑکال جس کی اسے طاقت  
نہ ہو۔

ان حدیثوں اور احادیث دلیل ختم وغیرہ سے ثابت کہ دفن کے بعد دعا سنت ہے امام محمد بن علی حکیم ترمذی  
قدس سرہ الشریعت دعا بعد دفن کی حکمت میں فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ بجا موت مسلمین ایک لشکر تھا کہ ستائز شاہی  
پر میت کی شفاعت و خیر خواہی کے لیے حاضر ہو کر قبر پر کھڑے ہو کر دُعا کی شکر کی مدد ہے کہ یہ وقت میت  
کی مشغول کلبہ کہ اُسے اُن کی جگہ کا ہول اور نکیرین کا سوال پیش آنے والا ہے نعلہ العولی جلال الصلۃ و  
البدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرح الصمد و (امام جلال الدین سیوطی نے اسے شرح نصدر میں  
نقل کیا ہے۔ ت، اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہاں استحباب دعا کا عالم میں کوئی عالم منکر ہو۔ امام آجسری  
فرماتے ہیں ،

یستحب الوقوف بعد الدفن قلیلاً و  
الدعاء للمیت  
مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اور  
میت کے لیے دعا کریں۔

اسی طرح انکار نام نووی و جریزہ و در مختار و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ اسفار میں ہے مرقہ یکہ المائتین منکرین یعنی مولیٰ  
اسحاق صاحب دہلوی نے مائتہ مسائل میں اسی سوال کے جواب میں کہ بعد دفن قبر پر اذان کیسی ہے فتح القدیر و

لے سنن البیروانی باب استغفار عند القبر لمیت مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۰۲/۲  
۲۷۱۱ المنشور زیر آیت و ثبت اللہ الذین انما لہ - غشوات مکتبہ آیت اللہ قم ایران ۸۳/۲  
سے زاد راہ مولیٰ فی معرفۃ احادیث الرسول الفصل التاسع والاربعون والمائتان مطبوعہ دار صادر بیروت ۲۲۲  
سے

بحر الرائق ونهر الناقی وقنادی علیگری سے نقل کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا سنتے سے ثابت ہے اور بڑی بزرگی  
 اتنا دیکھا کہ اذان خود دعا بلکہ بہترین دعا ہے کہ دعا ذکر الہی ہے اور ہر ذکر الہی دعا ہے۔ تو وہ بھی اسی سنت ثابتہ کی  
 ایک فرد ہوئی پھر سیت مطلق سے کراہت خود پر استدلال عجیب تماشا ہے، مولانا علی قاری علیہ رحمۃ اباری  
 مرقاة شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں،

کل دعا ذکر وحصل ذکر دعا (ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

افضل الدعاء الحمد لله (سب دعاؤں سے افضل دعا الحمد للہ ہے)

اخرجه الترمذی وحسنہ والنسائی واجتہدوا  
 جہاں والحاکم وصحیحہ عن جابر بن عبد اللہ  
 اسے ترمذی نے روایت کر کے حسن قرار دیا، نسائی،  
 ابی جہان اور حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے (ت)

جیہاں میں ہے ایک سفر میں لوگوں نے باوازی بندہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے فرمایا،

اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو انکو لا تہت دعوت احکم ولا تہت انکم تدعون سمیعاً بصیراً  
 (تم کسی بہرے یا غائب سے دعا نہیں کرتے میں بعیر سے دعا کرتے ہو)

دیکھو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور خاص کلمہ اللہ اکبر کو دعا فرمایا تو اذان کے  
 بھی ایک دعا اور فراموشی ہونے میں کیا شک رہا۔

دلیل مقصود یہ تو واضح ہو گیا کہ بعد وفات میت کے لیے دعا سنتے ہے

اور ملّا فرماتے ہیں آداب دعا سے ہے کہ اٹھ سے پہلے کوئی عمل صالح کرے، امام شمس الدین محمد  
 بن الجزری کا حسن حصین شریف میں ہے،

آداب الدعاء منها تقديم عمل صالح وذكره  
 آداب دعا میں سے ہے کہ اس سے پہلے عمل صالح ہو  
 عند الشدة حرۃ د۔  
 اور ذکر الہی مشکل وقت میں ضرور کرنا چاہئے مسلم،

ترمذی، البراد و۔ (ت)

لمرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب التبیح الا مطبوعہ مکتبہ ادارہ ملتان ۱۱۲/۵

سلفہ جامع الترمذی باب ما جاء من دعوة المسلم مستجاباً مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۰۳/۶

سلفہ الصریح لمسلم باب خفض الصوت بالذکر قذیری کتب خانہ کراچی ۳۳۶/۲

مکہ حسن حصین آداب دعا نوٹکشور لکھنؤ ص ۱۵





دلیل دہم اذان ذکر الہی اور ذکر الہی داغ عذاب، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
 مامن شیء ابجی من عذاب اللہ من ذکر  
 کوئی چیز ذکر خدا سے زیادہ عذاب خدا سے نجات  
 بخشنے والی نہیں۔

رواہ الامام احمد عن معاویہ بن جبل و ابن  
 ابی الدنیا و البیهقی عن ابن عمر رضی اللہ  
 عنہما امام احمد نے حضرت معاویہ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے اور ابن ابی الدنیا اور البیهقی نے حضرت  
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا (ت)

اور خود اذان کی نسبت وارد جہاں کہی جاتی ہے وہ جگہ اُس دی عذاب سے مومن ہو جاتی ہے طہرائی  
 معاجم شمس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
 اذا اذن فی قریۃ امنھا اللہ من عذابہ فی ذلک  
 جب کسی بستی میں اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ اس  
 ایوبؑ و شاہدہ عندہ فی الکبیر من حدیث  
 دن اسے اپنے عذاب سے امن دے دیتا ہے  
 اور اس کی شاہدہ روایت ہے جو معجم کبیر میں حضرت  
 معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے (ت)

اور مشک ایسنے بھی فی مسلمان مجھے ایسا مل کر عذاب سے منجی ہو شریعت جل و علا کو محبوب و  
 مرغوب مولانا علی قاری رحمہ الباری شرح عین العلم میں قرآن کے پاس قرآن پڑھنے اور تسبیح و دعا سے رحمت و  
 مغفرت کرنے کی وصیت فرما کر لکھتے ہیں،

فان الاذکار کلھا نافعة لہ فی ثلاث الدار (کہ ذکر جس قدر میں سب میت کو قبر میں نفع بخشنے میں۔ ت)  
 امام بدر الدین محمد عینی شرح صحیح بخاری میں زیر باب مغلطۃ الحدیث عند القبر فرماتے ہیں،  
 واما مصلحة البیت فمثل ما اذا اجتمعوا  
 میت کے لیے اس میں مصلحت ہے کہ مسلمان اُس کی

۲۳۹/۵ ملہ مسند احمد بن حنبل روایات معاذ ابن جبل مطبوعہ دار الفکر بیروت  
 نوٹ، ابن ابی الدنیا اور البیهقی کے الفاظ عبد اللہ بن عمر سے یوں ہی مروی ہیں جبکہ احمد بن حنبل کے الفاظ معاذ بن جبل  
 سے یوں مروی ہیں، ما عمل آدمی عدا قط ابجی لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ الا

۲۵۴/۱ ملہ المعجم الکبیر روایات انس بن مالک حدیث ۴۶ مطبوعہ المكتبة الخيرية بیروت  
 ملہ شرح عین العلم لملا علی قاری مع عین العلم امام الشافعی فی الصحیحة والوافیة مطبوعہ مکتبہ پرنس لاہور ص ۳۳۲  
 مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور ص ۱۶۶

عندہ القراءۃ القرآن والذکر فاف المیت  
یلتقم بہ ۛ

قر کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھیں ذکر کریں کریمت کو  
اس سے نفع ہوتا ہے (ت)  
یاد رکھو اذان ذکر محبوب نہیں یا مسلمان بھائی کو نفع ملنا شرعاً مرغوب نہیں۔  
وسیل یا تو ہم اذان ذکر سے اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باعث نزول رحمت۔

اولاً حضور کا ذکر عین ذکر خدا ہے امام ابن عطاء پیر امام قاضی عیاض وغیرہما ائمہ کرام تفسیر قرآن تعالیٰ و درختنا  
لک ذکرک میں فرماتے ہیں،

جعلک ذکر ائمن ذکرى فمن ذکرک فقد  
ذکر فی ۛ

اور ذکر الہی بلاشبہ رحمت اُترنے کا باعث، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح حدیث میں  
ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں،

حفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة ونزلت  
عليهم السكينة ۛ

رواہ مسلمہ و الترمذی عن ابی ہریرۃ و ابی سعید  
راہی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ثانیاً ہر محبوب خدا کا ذکر عمل نزول رحمت ہے، امام سفین بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،  
حد ذکر الصالحین تنزل الوحمة (نیکیوں کے ذکر کے وقت رحمت الہی اترتی ہے)

ابو جعفر بن محمد بن عیاض و ابن نجیم سے اسے بیان کر کے فرمایا، فوسل اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
وسلہ رأس الصالحین (تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو سب صالحین کے سردار ہیں)

لہ عمدۃ القاری شرح البخاری باب معرفۃ الحدیث عند الفقہاء  
ۛ القرآن ۛ

ۛ نسیم الریاض شرح الشار ۛ زیر آیت مذکور  
ۛ فی صیح مسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوت القرآن ۛ

ۛ اتحان السادۃ المتقین الفائدۃ الثانیۃ المخلص بالقرآن علی المعاصی ۛ

ۛ ۛ

پس جو شبہ جہاں اذان ہوگی رحمت اللہ اترے گی اور بھائی مسلمان کے لیے وہ فعل جو باعث نزول رحمت ہو  
شرع کو پسند ہے نہ کہ منوع۔

**دلیل دوازوم** خود ظاہر اربعہ شیوں سے بھی ثابت کہ مژدہ کو اُس نے مکان تنگ و تنگ میں سخت  
وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے الا ما رحمہم ربی ان دبی عہود و حیث (مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے یقیناً میرا رب  
بخشش فرمائے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ تاہم اذان دافع وحشت و باعث الطینان خاطر ہے کہ وہ ذکر تھلپے  
اور اللہ عزوجل فرماتا ہے :

اَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (مَنْ لَوْحَدَاكَ ذَكَرَ سَعِيٍّ يَسْتَبِيحُ دِلَّ)

الہمیم و ابن عباس کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فرماتے ہیں :

نَزَلَ اَوَّلُهَا بِالْمَدَنِ فَاسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَنَادَى يَا كَاذِبَانِ الْحَدِيثُ -  
جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے ہندوستان  
میں اترے انھیں گھبراہٹ ہوئی تو جبریل علیہ  
السلام نے اُتر کر اذان دی۔ (الحمدیث)

پھر اس غریب کی تسکین خاطر اُن کو وحشت کراوانی کی کیا بڑھ کر کہ ماضی بلکہ ماضی خصوصاً ایسے جیس کی اعانت  
حضرت فی عزوجل کو نہایت پسند، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ -  
اللہ تعالیٰ بندہ کے مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے  
بھائی مسلمانوں کی مدد میں ہے۔

رواہ مسلم و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجہ  
والحا کہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ -  
اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَ  
جو اپنے بھائی مسلمان کے کام میں ہو اللہ تعالیٰ اس کی

سۃ القرآن ۵۳/۱۲

سۃ القرآن ۶۸/۱۳

سۃ حلیۃ الاولیاء مرویات عمرو بن قیس المظاہی ۲۹۹  
سۃ صحیح مسلم باب فضل الاجتماع علی تکرار القرآن  
مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت ۱۰۴/۲  
قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳۵/۲

من فخر عن مسلوکریة فخر الله عنه بها  
کریة من کرب يوم القيامة - رواء الشيخان  
وابوداود عن ابن عمر رضي الله تعالى  
عنهما -  
حاجت اُتی فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور  
کرسے اللہ تعالیٰ اس کے عوض قیامت کی مصیبتوں  
سے ایک مصیبت اس سے دور فرمائے گا۔ اسے بخاری و مسلم  
اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما سے روایت کیا ہے۔

**دلیل سیزدہم** منہ الفردوس میں حضرت جناب امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ  
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی،

قال رآی الخبیبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
حزینا فقال یا ابن ابی طالب انی اراک حزینا  
فسر بعض اهلك یؤذن فی اذنک فانه ذکر الهم  
یعنی مجھے حضور سیدہ عام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
غمگین دیکھا ارشاد فرمایا: اے علی! میں تجھے غمگین  
پاتا ہوں اپنے کسی گھروالے سے کہہ کر تیرے کان میں  
اذان کے ادا کی غم و پریشانی کی دافغ ہے۔

مولیٰ علی اور مولیٰ علی تک جس قدر اس حدیث کے راوی میں سب نے فرمایا، فقہریتہ موجود نہ کذلک (ہم  
سنے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا) ذکرہ اس حجبہ کہ فی السقاۃ (اس کا تذکرہ حافظ ابن حجر نے کیا، جیسا  
کہ مرقات میں ہے۔ ت) اور غرہ معلوم اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ ریت اُس وقت کیسے حزن و غم کی حالت میں  
ہوتا ہے مگر وہ خاص جہاد اللہ اکابر اولیاء اللہ جو مرگ کو دیکھ کر حرجا بھیب جہاد علی حاقۃ (خوش آئند  
اس محبوب کو جو بہت دور سے آیا۔ ت) فرماتے ہیں تو اس کے دفع غم دالم کے لیے اگر اذان سنائی جائے کیا محدود  
شرعی لازم آئے عا شائدہ بلکہ مسلمان کا دل خوش کرنے کے برابر اللہ عزوجل کو خرائض کے بعد کوئی عمل محبوب نہیں۔  
طہرانی مجمع کبیر و مجمع اوسط میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم فرماتے ہیں:

ان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ بعد الفرائض  
ادخال السور علی المسلمین  
یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال  
سے زیادہ محبوب مسلمان کو خوش کرنا ہے۔

۱/۳۳۰ صیح البخاری باب لا یظلم المسلم المسلم من ابواب الخالم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی  
۲/۱۳۹ منہ مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ الصالحین باب الاذان - مکتبہ امدادیہ طہان  
۱۱/۱۱ منہ المعجم الکبیر مرویات عبداللہ ابن عباس حدیث ۱۱۰۷۹ - مکتبۃ الفیصلیہ بیروت



انہی دونوں میں حضرت امام ابن الامام سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان موجبات المغفرة اذ خالک السرور علی  
اخیک المسلمین

دلیل چہارم قال اللہ تعالیٰ،  
یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکر کثیراً۔

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،  
اکثروا ذکر اللہ حق یقولوا یحسبون

اخرجه احمد وابویعلی وابن حبان والحاکم  
والبیہقی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ

عنه صححه الحاکم وحسنه العافظ ابن حجر۔  
اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اذکر اللہ عند کل حجر و شجر۔  
اخرجه الامام احمد فی کتاب الزہد و

الطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ  
تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں،  
لم یفرض اللہ علی عبادہ فی یضیۃ الاجل

لما حد معلوما ثم عذر اهلها فی حال  
مگر یہ کہ اُس کے لیے ایک حد معین کر دی پھر عذر کہ

۱۔ مجمع البکیر مرویات حسن بن علی حدیث ۲۷۳۱ و ۲۷۳۸ مطبوعہ المکتبۃ الخفصیہ بیروت ۱۳۸۳ھ  
۲۔ القرآن ۲۱/۲۲

۳۔ منذ احمد بن حنبل من مسند ابی سعید الخدری  
۴۔ مجمع البکیر مرویات معاذ بن جبل حدیث ۳۲۱  
۵۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۶۸ھ  
۶۔ المکتبۃ الخفصیہ بیروت ۱۵۹/۶



شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فقیر نے دلیل ششم میں ذکر کی، فرماتے ہیں،

قد سمعت عن بعض العلماء انه يستحب ذكر  
مسئلة من المسائل الفقهية۔  
پاس کسی مسئلہ فقہ کا ذکر مستحب ہے۔

اشعة لمعات شرح فارسی مشکوٰۃ میں اس کی وجہ فرماتے ہیں کہ باعث نزول رحمت ست (نزول رحمت کا سبب ہے۔ ت) اور فرماتے ہیں، مناسب حال ذکر مسئلہ فرائض ست (ذکر مسئلہ فرائض مناسب حال ہے۔ ت) اور فرماتے ہیں، اگر عظیم مسترآن کنندہ اولیٰ و افضل باشد (اگر قرآن پاک ختم کریں تو یہ اولیٰ و بہتر ہے۔ ت) جب علمائے کرام نے حکایات اہل خیر و مذکرہ صالحین و ختم قرآن و بیان مسئلہ فقہیہ و ذکر فرائض کو مستحب ٹھہرایا حالانکہ ان میں بالخصوص کوئی حدیث وارد نہیں بلکہ وجہ رحمت وہی کہ میت کو نزول رحمت کی حاجت اور ان امور میں میر نزول رحمت تو اذان کہ شبہات احادیث موجب نزول رحمت و دلچ عذاب ہے کیونکہ جائز بلکہ مستحب نہ ہو گی۔

بکہ اللہ یہ پستہ زہ و عیسیٰ علیہ السلام کہ چند ساعت میں فیض تیر سے طلب فقیر پر فائض ہو جس ناظر منصف جانے لگا کہ ان میں اکثر تو محض استخراج فقیر ہیں اور باقی کے بعض مقدمات اگر بعض اجلہ اہل سنت و جماعت رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں مذکور مگر فقیر غفرلہ تعالیٰ نے کلیل ترتیب و تسجیل تقریب سے ہر مقدمہ منفردہ کو دلیل کامل اور ہر مذکر فہمی کو مقصود مستقل کر دیا والحمد للہ رب العالمین (سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جو تمام جانوں کا پالنے والا ہے۔ ت) بالانہ ص ۵۰

لا شك ان الفضل للمتقدم

(بیشک بزرگی پہل کرنے والے کے لئے ہے۔ ت)

عہ بالجلد بچہ اللہ تعالیٰ ان دلائل جلال نے کا شمس فی وسط السار و اضح کو دیا کہ اس اذان کا جواز بلکہ استحباب یقینی بلکہ بطریق ثمرات شرعاً بوجہ کثیرہ فرد سنت ہے شاید وہ بعض علما جنہوں نے اس کے سنت ہونے کی تصریح فرمائی جس کا قول امام ابن حجر مکی و علامہ خیر رمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے نقل کیا یہی معنی مراد لیتے ہیں کہ فرد سنت ہے نہ کہ فرد سنت و ہذا مناسب کہ کبھی بھی ترک بھی کریں اگر اوام عوام معنی ثانی کی طرف جتنہ سمجھیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۱۲ رحمہ اللہ تعالیٰ (م)

لمعات التبیح شرح مشکوٰۃ المعانی الفصل الثانی من باب ثواب عذاب الفقیر مطبوعہ مکتبۃ المعارف علیہ السلام ۲۰/۱  
اشعة لمعات شرح مشکوٰۃ  
۲۱/۱ مکتبہ نوریہ رضویہ مکتبہ ۲۱/۱

ہم پر ان اکابر کا شکریہ واجب جنہوں نے اپنی تلاش و کوشش سے بہت کچھ متفرق کو یکجا کیا اور اس شوار  
کام کو ہم پر آسای کر دیا جزا ہم اللہ عنا وعنہ الاسلام والستة غیر جزاء و شکر صاعیہم الجمیلۃ  
فی حمایۃ الصلۃ الغرہ و نکایۃ المقتۃ العوراء و ہناہم بفضل رسول نفی علی حمید و صف  
یوم القیامہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ الاطائب الکرماء  
مین۔

**تنبیہات جلیلہ — تنبیہ اول :** ہمارے کلام پر مطلع ہونے والا عظمت رحمت الہی پر نظر  
کرے کہ اذان میں ان شاء اللہ الرحمن اس میت اور ان احیاء کے لیے کتنے منافع ہیں ، سات فائدہ میت  
کے لیے :

(۱) بزرگ تعالیٰ شیطان جہنم کے شر سے پناہ ۔

(۲) بدولت بکیر خذاب نامہ سے امان ۔

(۳) جواب سوالات کا یاد آجانا ۔

(۴) ذکر اذان کے باعث خذاب قبر سے نہات پانا

(۵) ہر برکت ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروں رحمت ۔

(۶) بدولت اذان ولیع و عشت ۔

(۷) تعالیٰ غم و سرور و فرحت ۔

اور پندہ احیاء کے لیے سات تو یہی سات منافع اپنے بھائی مسلمان کو پہنچانا کہ ہر نفع رسائی جدا مشہ  
ہے اور ہر مسئلہ حکم دس نیکیاں ، پھر نفع رسائی مسلم کی منفعیتیں خدا ہی جانتا ہے ۔

(۸) میت کے لیے تدبیر دفع شیطان سے اتباع سنت ۔

(۹) تدبیر رسائی جواب سے اتباع سنت ۔

(۱۰) دعا و عند القبر سے اتباع سنت ۔

(۱۱) بقصد نفع میت قبر کے پاس بکیری کہہ کر اتباع سنت ۔

(۱۲) مطلق ذکر کے فوائد ملنا جس سے قرآن و حدیث مالا مال ۔

(۱۳) ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب رحمتیں پانا ۔

(۱۴) مطلق دعا کے مسائل ہاتھ آنا جسے حدیث میں مغیر جلوت فرمایا ۔

(۱۵) مطلق اذان کے برکات ملنا جنہیں منہائے آواز تک مغفرت اور ہر تردد خشک کی استغفار و شہادت

اور دونوں کو صبر و سکون و راحت سے ہمارے نکتہ پر کراؤ ان میں اصل کے سات ہی ہیں اللہ اکبر! شہد انت  
لا الہ الا اللہ! شہد ان محمدًا رسول اللہ! ہی علی الصلوة ہی علی الفلاح اللہ اکبر! لا الہ  
الا اللہ! اور مکررات کو گنیے تو پندرہ ہوتے ہیں نیت کے لیے وہ سات فائدے اور احیاء کے لیے پندرہ،  
انہیں سات اور پندرہ کے برکات ہیں والحمد للہ رب العالمین قجب کرتا ہوں کہ حضرات مانعین نے نیت  
ایک کو ان فوائد جلیلہ سے محروم رکھنے میں کیا نفع سمجھا ہے یہیں تو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد  
فرمایا ہے۔

من استطاع منکم ان ینفع اخاه فلینفعہ  
مراد: احمد و مسلم عن جابر بن عبد اللہ  
مرفوع اللہ تعالیٰ عنہما۔  
تم میں سے جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو  
کوئی نفع پہنچائے تو لازم و مناسب ہے کہ پہنچائے۔  
اسے احمد اور مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

پھر خدا جانے اس اجازت کل کے بعد جب تک خاص جریدہ کی شرع میں نہیں نہ ہو حائضت کسان سے  
کی جاتی ہے واللہ الموفق۔

تبیین دوم: حدیث میں ہے: یا سل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدامے ہیں۔

نية المؤمن خير من عمله۔ (مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے)

مراد: البیہقی عن النس و الطبرانی فی الکبیر  
عن سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔  
اسے سہیل نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی  
نے مجاہد کبیر میں حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت کیا۔ (۱)

اور بیشک جو علم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لیے کئی نیکیاں کر سکتا ہے مثلاً جب نماز کے لیے مسجد کو چلا اور صرف  
یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بیشک اس کا یہ چلنا محروم ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے اور دوسرے پر گناہ محو کریں گے مگر  
عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیکیاں کر سکتا ہے۔

(۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جانا ہوں۔

(۲) خانہ خدا کی زیارت کروں گا۔

(۳) شعار اسلام ظاہر کرتا ہوں۔

(۴) داعی اللہ کی اجابت کرتا ہوں۔

(۵) تحیت المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔

(۶) مسجد سے خش و خاشاک وغیرہ دور کروں گا۔

(۷) اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتی پر اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے جب سے داخل ہو یا ہر آنے تک اعتکاف کی نیت کرے انتظار نماز و ادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پاسے گا۔

(۸) ابراہیمی حذو از جنتکم عند کل مسجد (اپنی نرمنت موجب مسجد میں جاؤ۔ ت) امثال کو جاتا ہوں۔

(۹) جو وہاں علم و ادب لے گا اس سے مسائل پوچھوں گا دین کی باتیں سیکھوں گا۔

(۱۰) جاہلوں کا مسئلہ بتاؤں گا دین سکھاؤں گا۔

(۱۱) جو علم میں میرے برابر ہو گا اس سے علم کی تکرار کروں گا۔

(۱۲) علماء کی زیارت۔

(۱۳) نیک مسلمانوں کا پیار۔

(۱۴) دوستوں سے ملاقات

(۱۵) مسلمانوں سے میل

(۱۶) ہر رشتہ دار ملیں گے اُن سے بکشاؤ پیشانی علی کر صلہ رحم۔

(۱۷) اہل اسلام کو سلام۔

(۱۸) مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔

(۱۹) اُن کے رسوم کا جواب دوں گا۔

(۲۰) نماز جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

(۲۱ و ۲۲) مسجد میں جاتے جاتے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا بسم اللہ

لحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ۔

(۲۳ و ۲۴) داخل و خروج میں حضور و آل حضور و ازواج حضور پر درود بھیجوں گا اللہم صلی علی سیدنا

محدث و علی آل سیدنا محمد و علی ازواج سیدنا محمد .

(۲۵) بیمار کی مزاج پرسی کروں گا۔

(۲۶) اگر کوئی غمی والا دعا تعزیت کروں گا۔

(۲۷) جس مسلمان کو چھٹیک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اُسے یہ جہنم اللہ کہوں گا۔

(۲۸ و ۲۹) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں گا۔

(۳۰) نمازیوں کے وضو کو پانی دوں گا۔

(۳۱ و ۳۲) خود مؤذن ہے یا مسہر میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان و اقامت کہوں گا اب اگر یہ کہنے نہ پایا دوسرے نے کہ دی تا جم اپنی نیت پر اذان و اقامت کا ثواب پا چکا فقد وقع اجرہ علی اللہ (اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرمائے گا۔ ت)

(۳۳) جراحہ بھولا ہو گا راستہ بتاؤں گا۔

(۳۴) اندھے کی دستگیری کروں گا۔

(۳۵) جنازہ بلا تو نماز پڑھوں گا۔

(۳۶) موقع پایا تو ساتھ دشمن تک جاؤں گا۔

(۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حق اوسع صلح کروں گا۔

(۳۸ و ۳۹) مسجد میں جاستہ وقت پہنچے اور نکلے وقت پائیں پاؤں کی تعظیم سے احتیاج سنت کروں گا۔

(۴۰) راہ میں ہو کھانا کھا کر پاؤں کا اُٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا الی غیر ذلک من نیات کثیرہ تو دیکھئے کہ جہاں ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسن نماز کے لیے نہیں ہوتا بلکہ ان چالیس منیات کے لیے ہوتا ہے تو گریاؤں کا یہ چنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی چالیس نیکیاں ہوگا اسی طرح قبر پر اذان دینے والے کو چاہئے کہ وہ پندرہ نیتوں کا تفصیل قصہ کرے تاکہ ہر نیت پر خود کو نذر ثواب پائے اور ان کے ساتھ یہ بھی ارادہ ہو کہ مجھے میت کے لیے دعا کا حکم ہے اس کی اجابت کا سبب حاصل کرتا ہوں اور نیز اُس سے پہلے عمل صالح کی تعظیم چاہئے یہ ادب دعا بجا لاتا ہوں الی غیر ذلک معایت تخریجہ العارف النبیل واللہ الہادی الی سواء النبیل (اس کے علاوہ دوسری نیتیں جن کو عارف اور عذر راہِ مستخرج کر سکتی، اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھائے و راہِ گمراہی بہت لوگ اذان تو دیتے ہیں مگر ان منافع و نیات سے غافل ہیں وہ جو کچھ نیت کرتے ہیں اُسسی قدر پائیں گے

عہ یہ چالیس نیتیں ہیں جن میں چھتیس علمائے ارشاد فرمائیں اور چودہ فقیر نے بڑھائیں جن کے بند سون پر خط لکھتے ہیں آمین

فانما الاصل بالنيات وانما لكل امرئ ما نوى (اعمال کا ثواب نیتوں سے ہی ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ م)

**تنبیہ سوم** : جمال منکرین یہاں اقرار فرماتے ہیں کہ اذان تو اعلانِ نماز کے لیے ہے یہاں کون سی نماز ہوگی جس کے لیے اذان کھی جاتی ہے مگر یہ ان کی جہالت انہیں کو زیب دیتی ہے وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اقراض منافع ہیں اور شرع مطہر نے نماز کے سوا کون کون موافق میں اذان مستحب فرمائی ہے از انجد گوش معلوم میں اور دفعہ وحشت کو کہنا تو ہمیں گزرا اور بچے کے کان میں اذان دیتا سنائی ہوگا ان کے سوا اور بہت مواقع ہیں جی کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ نسیم العباد میں ذکر کی۔

**تنبیہ چہارم** : شرع مطہر کی اصل کئی ہے کہ جو امر مقاصد شرع سے مطابق ہو محمود ہے اور جو مخالف ہو مردود، اور حکم مطلق اس کے تمام افراد میں جاری و ساری، جب تک کسی خاص خصوصیت سے نہ ہو شرع وار نہ ہو تو بعد ثبوت حسن مطلق حسن مقید پر کسی دلیل کی حاجت نہیں بلکہ حسن مطلق ہے اس پر دلیل قاطع اور بقاعدہ مناظرہ اثبات حاجت ذرائع، معذہ اصل اسطیاء میں اجماع تو قائل جواز مستحب باصل ہے کہ اصل دلیل کی حاجت نہیں رکھتا اجازت خصوصیت کو اجازت خاصہ وار دہونے پر موقوف جانتا اور منع خصوصیت کے لیے منع خاص وار دہونے کی ضرورت نہ جانتا صرف حکم پرستی ہی نہیں بلکہ ارادہ عقل و عقل و خیر و در مطہر سفر و جہل میل و لوج سے ملائے سنت شکر اللہ تعالیٰ مسامحیم الجلیل سب مباحث کو اعلیٰ درجہ پر ملے فرما چکے۔ ان تمام اصول جہیلہ رفیعہ و دیگر قواعد نافذہ دلیہ کی تنقیح بالغ و تحقیق بانشاء حضرت خاتم المحققین امام المہدیین علیہ السلام فی الارضین معجوزۃ

عہ بعض اہل جہل گوش مولود کی اذان سے یہ جواب دیتے ہیں کہ اس اذان کی نماز توجہ سرت مولود ہوتی ہے یعنی نماز جنازہ، یہ اذان جو قبر پر کہو گے اس کی نماز کہاں ہے؟ اذان گوش مولود کو نماز جنازہ کی اذان بتانا جیسی جہالت فاحشہ ہے خود ظاہر ہے مگر ان کا جواب ترکی بہ ترکی یہ ہے کہ نماز جنازہ جس طرح صرف قیام سے ہوتی ہے جو ادنیٰ افعال نماز ہے ایک نماز دو عشر صرف سجود سے ہوگی جو اعلیٰ افعال نماز ہے جس دن کشف ساق ہوگا اور مسلمان سجد سے میں گرینگے منافی سجدہ نہ کر سکیں گے جس کا بیان قرآن عظیم سورۃ ق شریف میں ہے قبر کی اذان اس نماز کی اذان ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (م)



میں معجزت سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہم علی آئمہ واصحابہ اجمعین سید الصفا سید الکواکب تاج الافاضل مزارع الامثال  
حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ ورتقہ بارۃ کے کتاب مستطاب اصول الرشاد فقہ صبا فی القساد و کتاب لاجوب  
اذائقہ الاثامہ لمانعی عمل المولد والقیام وغیرہ میں افادہ فرمائی اور فقیر نے بھی بقدر حاجت اپنے رسالہ  
اقامة القیامۃ علی طائفت القیامہ لنبی قیامہ و رسالہ عنین العین فی حکم تقبیل الایہا صیبت و  
سارہ فسیم الصبا فی ان الادان یحول الموہبہ وغیرہ تصانیف میں ذکر کی یہاں ان مباحث کے اراد سے تحریر  
کی ضرورت نہیں۔ حضرات محاضنین یا آنکہ ہزار ہا پار گھر تک پہنچ چکے اگر پھر محبت فرمائیں گے ان شاء اللہ العزیز و  
جواب بالاصواب پائیں گے جس کے انوار بارہ و لمعات قاریہ کے حضور باطل کی آنکھیں جھکیں اور اس کی شہائی  
روشنیوں و دکشا بجلیوں سے حق و صواب کے نورانی چہرے دکھیں ہائے التوفیق و ہر المعین۔ والحمد للہ رب  
العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین آمین اعلیٰ برحمتہ  
یا ارحم الراحمین الحمد للہ کہ یہ رسالہ آخر محرم ۱۳۰۷ھ سے دو جلسوں میں تمام ہوا واللہ سبحانہ و  
تعالیٰ اعلم علیمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ

محمد المذنب احمد رضا بریلوی حنفی عن مجتہد مصطفیٰ بنی ادرسی سنی شہ تعالیٰ علیہ السلام

قنت بالخیر

محمد بن سنی حنفی قادری  
محمد المصطفیٰ احمد رضا خان

ماخذ و مراجع

ردیف کتاب	مصحف کتاب	ردیف کتاب
۱- الاجراء فی الحدیث	عبد الرحمن بن عمر بن محمد البغدادی المعروف بالقرنی	۴۱۶
۲- الاجتناب عن الفروع	ابو العباس احمد بن محمد الفاضل الحنفی	۴۴۶
۳- الاخیار شرح المنار	عبد الله بن محمد (بن سرود) الحنفی	۶۸۳
۴- الادب الممدوح للحارثی	محمد بن اسماعیل البخاری	۲۵۶
۵- ارشاد اسناری شرح البخاری	شهاب الدین احمد بن محمد القسطلانی	۹۲۳
۶- ارشاد لعقل السليم	ابو سعید محمد بن محمد بن دوی	۹۵۱
۷- اورکان الادب	مروان بن عبد الله بن بکر الطولونی	۱۲۲۵
۸- الاشباه والنظائر	شیخ بن الدین بن ابی اسیم بن نجیم	۹۰۰
۹- اشعة اللمعات	شیخ عبد الله بن محمد بن الدودی	۱۰۵۲
۱۰- اصول البزازی	عبد بن محمد الزبیدی	۳۸۲
۱۱- الاصلاح لطفاً فی الفروع	احمد بن سلیمان بن کمال باشا	۹۴۰
۱۲- آکام المریان فی احکام الجان	قاسم بن محمد بن عبد الله الشبلی	۷۶۹
۱۳- البصیرة لسان	قاسم بن محمد بن عبد الله الشبلی	۷۵۸
۱۴- دلائل	حسن بن محمد بن عبد الله بن دوی	۰۶۹
۱۵- احوال وفتاوی	احمد بن یوسف الارزبیلی الشافعی	۷۹۹
۱۶- احوال وفتاوی فی الفروع	احمد بن سلیمان بن کمال باشا	۹۴۰
۱۷- احوال فی الحدیث	عبد الملك بن محمد بن بشری	۴۳۲
۱۸- الیوم فی الحدیث	احمد بن محمد المعروف بابن المصی	۳۶۳
۱۹- کتاب الروايات	احمد بن عبد الرحمن الشیرازی	۴-۴

## ب

۲۰ -	بدائع الصالحات	۵۶۷	علامہ الہدیس ابن یحییٰ مسعود الکاسانی
۲۱ -	الہدایۃ (بدایۃ المستعدی)	۵۹۳	علی بن ابی کرار صیاتی
۲۲ -	البحر الرائق	۹۷۰	شیخ زین الدین بن ابراہیم ابن حکم
۲۳ -	البرہان شرح مواہب الرحمن	۹۲۲	ابراہیم بن موسیٰ الطرابلسی
۲۴ -	بستان العارفین	۲۷۲	فقیہ ابو الیث قرطبی محمد المصطفیٰ
۲۵ -	البیضاوی فروع	۵۰۵	حجت الاسلام محمد بن محمد الفزازی
۲۶ -	الہدایۃ شرح الہدایۃ	۸۵۵	امام بدر الدین ابو محمد البیہقی

## ت

۲۷ -	تاج العروس	۱۲۰۵	سید محمد رفیع الزبیدی
۲۸ -	تاریخ ابن عساکر	۵۷۱	عبد بن الحسن ابن عساکر
۲۹ -	تاریخ البخاری	۲۵۹	محمد بن اسماعیل البخاری
۳۰ -	التحقیق والفرز	۵۹۳	برہان الدین علی بن ابی کرار صیاتی
۳۱ -	تحریر اصول	۸۹	کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن الہمام
۳۲ -	تحفۃ الفقہاء	۵۳۰	امام علامہ الدین محمد بن احمد المصطفیٰ
۳۳ -	تحقیق الحسامی	۷۳۰	عبد العزیز بن احمد البخاری
۳۴ -	الترجیح والتفصیح علی اللہ وری	۸۷۹	علامہ قاسم بن قطلوبغا المنفی
۳۵ -	التقریبات لسیۃ شریعت	۸۱۶	سید شریعت علی بن محمد الجرجانی
۳۶ -	تفسیر بن جریر جامع البیان	۳۱۰	محمد بن جریر الطبری
۳۷ -	تفسیر البیضاوی	۶۹۱	عبد اللہ بن عبد البیضاوی
۳۸ -	تفسیر الملاطیس	۹۱۱-۸	علامہ حلال الدین الحل و بطلان الدین السیوطی
۳۹ -	تفسیر الجلی	۱۲۰۳	سلیمان بن عبد الصمد الشیرازی
۴۰ -	تفسیر القرطبی	۶۷۱	ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی
۴۱ -	التفسیر الکبیر	۲۶	امام فخر الدین الرازی

٤٢٨	نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين النيشابوري	٢٢ - التفسير لنيشابوري
٩١١	ابو بكر ياكبي بن شرف المروزي	٢٣ - تقريب القريب
٨٤٩	محمد بن محمد بن امير الحاج الحلبي	٢٤ - التقرير والتحبير
١٠٣١	عبد الرؤف السادي	٢٥ - التيسير للسادي
٤٢٢	محمد بن عثمان بن علي الزمعي	٢٦ - تبين الحق
٨٥٢	شهاب الدين احمد بن علي ابن حجر العسقلاني	٢٧ - تقريب التهذيب
٨١٤	ابو طاهر محمد بن يعقوب النيروز آبادي	٢٨ - تحرير مقباس
١٠٠٣	شمس الدين محمد بن عبد الله بن احمد التبريزي	٢٩ - تحرير الابصار
٢٩٢	محمد بن نوح المروزي	٣٠ - تعظيم القصة
٣٩٢	ابو بكر احمد بن علي الخطيب البغدادي	٣١ - تاريخ بغداد
٤٤٣	عمر بن اسحق السراق الهندي	٣٢ - الترشيع في شرح الهداية
		<b>ج</b>
٢٤٩	ابو عيسى محمد بن عيسى الترمذي	٥٣ - جامع الترمذي
٩٦٢	شمس الدين محمد الخراساني	٥٤ - جامع الرواة
٢٥٩	امام محمد بن اسماعيل البخاري	٥٥ - الجامع الصحيح لمحمد بن
١٨٩	امام محمد بن حسن الشيباني	٥٦ - الجامع الصغير في الفقه
٢٩١	مسلم بن حجاج قشيري	٥٧ - الجامع الصحيح لمسلم
٥٨٦	ابو نصر احمد بن محمد العتابي	٥٨ - جامع الفقه (جامع الفقه)
٨٢٣	شيخ بدر الدين محمود بن اسرائيل بن قاضي	٥٩ - جامع الفضولين
٣٢٠	ابي الحسن عبيد الله بن حسين الكرخي	٦٠ - الجامع الكبير
	برهان الدين ابراهيم بن ابو بكر الخوافي	٦١ - جواهر الاخلاص
٩٨٩	احمد بن تركي بن احمد الهاشمي	٦٢ - الجواهر الزكية
٥٦٥	دكن الدين ابو بكر بن محمد بن علي المناصري	٦٣ - جواهر الفتاوى
٨٠٠	ابو بكر بن علي بن محمد الحداد الحنفي	٦٤ - الجوهرة البهية
٢٢٣	يحيى بن معين البغدادي	٦٥ - الجرح والتعديل في رجال الحديث
٩٠١	علاء مبولل الدين عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي	٦٦ - الجامع الصغير في الحديث

## ح

١١٤٦	محمد بن مصطفى البرصيه النادى	٦٤ - حاشية على الدرر
١٠٢١	احمد بن محمد الشلبى	٦٨ - حاشية ابن شلبى على التبيين
١٠١٣	عبد الحليم بن محمد الرومى	٦٩ - حاشية على الدرر
٨٠٥	قاضى محمد بن فراموز ملاخسرو	٤٠ - حاشية على الدرر للاخسرو
	علاءه سفل	٤١ - حاشية على المقدمة العشوائية
٩٢٥	سعد الله بن عيسى الآفندى	٤٢ - حاشية لسعدى آفندى
١١٢٣	عبد الفتى الزايسى	٦٣ - الحديث النبوية شرح فريضة محمدية
٦٠٠	قاضى جمال الدين احمد بن محمد فوج اصفهائى الحنفى	٤٣ - الحادى القدسى
٢٤٢	ام ابراهيم تهر بن محمد السمرقندى الحنفى	٤٥ - عصر المسائل فى العروة
٢٣٠	ابو نعيم احمد بن عبد الله الاصمغانى	٤٦ - مجلة الديار
٨٤٩	محمد بن محمد ابن امير الحاج	٤٤ - مجلة الحنفى

## خ

	قاضى جعفر الحنفى	٤٨ - فرائد الروايات
٥٢٢	طاهر بن احمد عبد الرشيد البنى رى	٤٩ - فرائد الفتاوى
٤٢٠	حسين بن محمد السعدى السمرقندى	٨٠ - فرائد المفتين
٥١٨	حسام الدين على بن حمد المولى الرازى	٨١ - خلاصة لكل
٥٢٢	طاهر بن محمد الرشيد البنى رى	٨٢ - خلاصة الفتاوى
٩٤٣	شهاب الدين احمد بن حجر اصبهانى	٨٣ - ميراث الحسان

## د

٨٥٢	شهاب الدين احمد بن على ابن حجر لعلقانى	٨٢ - الدرر فى تخرج احاديث الهداية
٨٨٥	قاضى محمد بن فراموز ملاخسرو	٨٥ - العدد (درر الحكماء)
١٠٨٨	علاء الدين الحنفى	٨٦ - الدر المختار
٩١١	علاء الدين عبد الرحمن السمرقندى	٨٧ - الدر النضر

ذ

- ٨٨ - ذخيرة العقبة  
٨٩ - ذخيرة القادسي  
٩٠ - ذم العيبة  
٩٠٥ - يوسف بن بنيه الجلي (طلي)  
٩١٦ - برهان الدين محمد بن احمد  
٩٠١ - عبد الله بن محمد ابن ابني الدنيا القريشي

ح

- ٩١ - ارحم الراحمين  
٩٢ - رد المحتار  
٩٣ - رحمة الامم في اختلاف الائمة  
٩٤ - رغائب القرآن  
٩٥ - رقي النساء في وقت العصر النساء  
٩٦ - رد على الجنية  
١٢٥٢ - محمد امين ابن عاصم بن اشعث  
٩٨١ - ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن انه مشق  
٢٣٩ - ابو مردان عبد الملك بن صيب اسلي (القريشي)  
٩٤٠ - شيخ زين الدين بابن محم  
٢٨٠ - عثمان بن سعيد الدرعي

ز

- ٩٤ - زاد العقلاء  
٩٨ - زاد القسطنطيني  
٩٩ - زاد اهر الجواهر  
١٠٠ - زيارات  
١٠٨٨ - شيخ الاسلام محمد بن احمد بن سيبان الترمذي واخر القرن سادس  
٨٩١ - كمال الدين محمد بن عبد الواحد المصنف بابن النعمان  
١٠١٩ - محمد بن محمد القريشي تقريباً  
١٨٩ - امام محمد بن حسن الشيباني

س

- ١٠١ - السراج الموقد  
١٠٢ - السنن لابن ماجه  
١٠٣ - السنن لابن منصور  
١٠٤ - السنن لابن داود  
١٠٥ - السنن للنسائي  
١٠٦ - السنن للبيهقي  
٨٠٠ - ابو بكر بن علي بن محمد الهادي يعني  
٢٤٣ - ابو جبه الله محمد بن يزيد ابن ماجه  
٢٤٣ - سعيد بن منصور القزاساني  
٢٤٥ - ابو داود سليمان بن اشعث  
٣٠٣ - ابو جبه الرحمن احمد بن شعيبه النسائي  
٣٥٨ - ابو بكر احمد بن حسين بن علي البستي

٣٨٥	علي بن محمد الدار قلبي	١٠٤	السني دار قلبي
٢٥٥	عبد الله بن عبد الرحمن الدار	١٠٨	السني الدار
			<u>ش</u>
	شمس الأوتار جده بن محمد والكردي	١٠٩	شماي
٩٤٣	شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي	١١٠	شرح ابن العربي للكردي
١١٠٩	أبراهيم ابن علي الدار	١١١	شرح ابن العربي للكردي
٩٤٨	علاء الدين أحمد بن محمد بن الجازي	١١٢	شرح ابن العربي للكردي
١٠٩٩	أبراهيم بن حسين بن أحمد بن محمد بن البصري	١١٣	شرح الأشهاد والنذر
٥٩٢	إمام قاضي خان حسين بن منصور	١١٤	شرح الجامع الصغير
١٠٩٢	شيخ السني بن عبد الله بن أبي	١١٥	شرح الدرر
١٠٥٢	شيخ عبد الله بن محمد بن أبي	١١٦	شرح سفر السعادة
٥١٦	حسين بن منصور الطوسي	١١٧	شرح السنة
٩٣١	عقرب بن سيد بن علي بن	١١٨	شرح شريعة الإسلام
٣٨٠	أبو عبد الله أحمد بن منصور الطوسي الشيباني	١١٩	شرح مختصر الطوسي للأسيدي
		١٢٠	شرح الفقهين
٩٤٩	شيخ أبو بكر يحيى بن شرف النوري	١٢١	شرح المسلم للنوري
٣٢١	أبو جعفر أحمد بن محمد الطوسي	١٢٢	شرح معاني الآثار
٩٢١	عبد البر بن محمد بن شامة	١٢٣	شرح المنظومة لابن ديبان
١٢٥٢	محمد بن ابن محمد بن أبي	١٢٤	شرح المنظومة في رسم الفقه
٩٥٩	شيخ محمد بن أبي الطيب	١٢٥	شرح المنيّة الصغير
١١٢٢	علاء الدين محمد بن عبد الباقي الزرقاني	١٢٦	شرح مواهب الله نية
١١٢٢	علاء الدين محمد بن عبد الباقي الزرقاني	١٢٧	شرح مواهب الله نية
٩٤٩	شيخ أبو بكر يحيى بن شرف النوري	١٢٨	شرح المذهب للنوري
٩٣٢	مولانا عبد الله بن أبي	١٢٩	شرح النفاية
٤٤٤	صدر الشريعة عبيد الله بن مسعود	١٣٠	شرح الرقية

- ١٣١ - شرح الهداية  
 ١٣٢ - شريعة الاسلام  
 ١٣٣ - شعب الايمان  
 ١٣٤ - شرح الجامع الصغير  
 ١٣٥ - شرح الجامع الصغير  
 ٨٩٠ - محمد بن محمد بن محمد بن محمد  
 ٥٤٣ - امام الاسلام محمد بن ابي بكر  
 ٢٥٨ - ابو بكر احمد بن حسين بن علي البستي  
 ٣٨٠ - احمد بن منصور النحوي الاسدي  
 ٥٣٦ - عمر بن عبد العزيز الطوسي

### ص

- ١٣٦ - صراح الجوهري  
 ١٣٧ - صبح ابن جاني  
 ١٣٨ - صبح ابن خزيمة  
 ١٣٩ - الصمد  
 ٢٩٢ - اسماعيل بن حماد الجوهري  
 ٢٥٢ - محمد بن جاني  
 ٣١١ - محمد بن اسحاق ابن خزيمة  
 ٦٩٠ - تقريباً - ابو فضل محمد بن محمد بن خالد القرشي

### ط

- ١٣٠ - الطحاوي على الدر  
 ١٣١ - الطحاوي على الرائق  
 ١٣٢ - الله في المحبة  
 ١٣٣ - طلبة الطلبة  
 ١٣٠٢ - سيد احمد الطحاوي  
 ١٣٠٢ - سيد احمد الطحاوي  
 ٩٨١ - محمد بن بر علي المعروف بركي  
 ٥٢٤ - نجم الدين عمر بن محمد النسي

### ع

- ١٣٤ - عروة التباري  
 ١٣٥ - العروة  
 ١٣٦ - حناية القاضي  
 ١٣٧ - حيون المسائل  
 ١٣٨ - عقود العبدية  
 ١٣٩ - عروة  
 ١٤٠ -  
 ٨٥٥ - علاء الدين بن محمد بن احمد البستي  
 ٤٨٩ - اكمل الدين محمد بن محمد بن ابراهيم  
 ١٠٩٩ - شهاب الدين القفاي  
 ٣٤٨ - ابو العيث نصر بن محمد السمري  
 ١٢٥٢ - محمد امين ابن عايد بن الشامي  
 ١٠٢٠ - كمال الدين محمد بن احمد الشهير بلسكيري



## غ

- ١٥١ - غاية البيان  
 ١٥٢ - عر الاحكام  
 ١٥٣ - غريب الحديث  
 ١٥٤ - غزيرى البصائر  
 ١٥٥ - غيبة روى الاحكام  
 ١٥٦ - غيبة المستل  
 شيخ قوام الدين امير كاتب ابن امير القسطنطينى ٤٥٨  
 قاضى محمد بن ذامر قلاخسرو ٨٨٥  
 ابو الحسن بن مغيرة البغدادي المعروف باسم ٢٢٠  
 احمد بن محمد الحنفي املي ١٠٩٨  
 حسن بن عمار بن علي الشربل ٠٦٩  
 محمد ابراهيم بن محمد الحلبي ٩٥٩

## ف

- ١٥٧ - فتح ابارى شرت البصري  
 ١٥٨ - فتح القدير  
 ١٥٩ - فتاوى النسخي  
 ١٦٠ - فتاوى بزارية  
 ١٦١ - فتاوى تقي  
 ١٦٢ - فتاوى حيدريه  
 ١٦٣ - فتاوى سراجيه  
 ١٦٤ - فتاوى مطهر بن تهر  
 ١٦٥ - فتاوى عياشي  
 ١٦٦ - فتاوى قاضي خان  
 ١٦٧ - فتاوى بسريه  
 ١٦٨ - فتاوى نصيريه  
 ١٦٩ - فتاوى ولد الحية  
 ١٧٠ - فتاوى الكبري  
 ١٧١ - فقه الاكبر  
 ١٧٢ - فتح المصمم  
 شباب الدين احمد بن علي ابن حجر العسقلاني ٨٥٢٠  
 كمال الدين محمد بن عبد الواحد بابن العام ٨٦١  
 محمد بن محمد بن الحسين ٥٣٤  
 محمد بن محمد بن شباب ابن بزاز ٨٢٨  
 علامه ميرزا ميرزا محمد بن علي الرضي ١٠٨١  
 سراف الدين علي بن عثمان الاوشي ٥٤٥  
 عطاء بن محمد السعدي  
 داود بن يوسف الطيب الحلي  
 حسن بن منصور قاضي خان ٥٩٢  
 بصيرت علماء الهند ملك زيب عالمشير  
 ظهير الدين ابوبكر محمد بن احمد ٦١٩  
 عبد الرشيد بن ابني صيفه - الاولاد ٥٢٠  
 امام صدر الشيعه حاتم الدين عمر بن عبد العزيز ٨٢٦  
 الامام الفاضل ابني صيفه - ثمان بن ثابت الكوفي ١٥٠  
 سعد بن ابني السعدي

٩٢٨	زین الدین بن علی بن احمد الشافعی	١٤٣ - فتح المعین شرح قرّة العیض
٩٣٨	عفی الدین محمد بن علی ابن عربی	١٤٣ - الفتوحات المکیّة
١٢٢٥	عبد العلی محمد بن نظام الدین اکندی	١٤٥ - فرائح ارجوت
٣١٣	تدم بن محمد بن عبد الله البعلی	١٤٦ - الفوائد
١٢٥٢	محمد امین ابن حامد بن استامی	١٤٤ - فرائد الفقهیّة
١٠٣١	عبد الرؤف الهادی	١٤٨ - فیض اهدی شرح الجامع الصغیر
٢٩٤	اسمعیل بن عبد الله المنقّب بسمریّة	١٤٩ - فواد سمریّة

## ق

٨١٤	محمد بن یعقوب الفیروز آبادی	١٨٠ - القاموس
٩٢٨	ملا زین الدین بن علی الملباری	١٨١ - قرّة العین
٩٥٨	نجم الدین محمد بن محمد دار بدی	١٨٢ - لقیّة
		١٨٣ - القرآن

## ک

٣٣٣	حاکم شیه محمد بن محمد	١٨٣ - الکافی فی الفروع
٣٦٥	ابو احمد عبد الله بن عدی	١٨٥ - الکامل لابن عدی
٩٤٣	سید عبد الوهاب الشعرانی	انکبوت الاحمر
١٨٩	امام محمد بن حسن الشیبانی	٨٤ - کتاب الآثار
١٨٢	الحام ابو یوسف یعقوب بن ابراهیم الانصاری	١٨٨ - کتاب الآثار
	ابو احمی سس محمد بن علی	١٨٩ - کتاب الامام فی آداب دخول المحام
٣٣٠	ابو یحیی احمد بن عبد الله	١٩٠ - کتاب السواک
١٠٥٠	عبد الرحمن بن محمد حماد الدین بن محمد الهادی	٩ - کتاب الهدیة لابن حماد
	لابی عیید	١٩٢ - کتاب الطهور
٢٢٤	ابو محمد عبد الرحمن ابن ابی حاتم محمد الرزازی	١٩٣ - کتاب العمل علی ابواب الفقه
٩٩	امام محمد بن حسن الشیبانی	١٩٣ - کتاب الاصلی
	ابو یحیی بن ابی داود	١٩٥ - کتاب الموسوعة

- ١٩٧ - كشف الاسرار  
 ١٩٤ - كشف الرمز  
 ١٩٨ - كشف الاسرار من رواية لبرار  
 ١٩٩ - مخزن العمال  
 ٢٠٠ - المكملية  
 ٢٠١ - كشف الاسرار  
 ٢٠٣ - كتاب التوقيف  
 ٢٠٣ - الكنى على الكم  
 ٢٠٣ - الكواكب الدار  
 ٢٠٥ - كتاب الجود والتعديل  
 ٢٠٦ - كتاب المعاني  
 ٢٠٠ - كتاب الصحة  
 ٢٠٨ - كتاب لرب  
 ٢٠٩ - الكشف عن متحقق شرب  
 ٢١٠ - لغات النسخ  
 ٢٠١ - لغة الفرجان في اخبار الجان
- ٢١٢ - مبادئ الارباب  
 ٢١٣ - جسر خواهر زاد  
 ٢١٣ - جسر السرخس  
 ٢١٥ - مجرى الانهر شرع متقى الابرار  
 ٢١٧ - مجمع بحار الاولاد  
 ٢١٤ - مجموع النوازل  
 ٢١٨ - مجمع الانهر
- علاء الدين عبد العزيز بن احمد بن خوارزمي  
 علامة الهندسي  
 ٤٦٨ - امين الدين عبد الوهاب بن وبيان المشقى  
 ٩٤٥ - علاء الدين علي المتقى بن حسام الدين  
 ٨٠٠ - جلال الدين بن شمس الدين الخوارزمي تقريباً  
 ٩٤٣ - شهاب الدين احمد بن حجر الفلكي  
 ٤١٠ - عبد الله بن احمد بن محمود  
 ٣٠٥ - ابو جده الله الىكم  
 ٤٨٩ - شمس الدين محمد بن يوسف اشافى كوفى  
 ٢٥٣ - محمد بن جابر التميمي  
 ١٩٨ - يحيى بن سعيد القطان  
 ٢٨١ - عبد الله بن محمد بن ابي اسد القرشي  
 ١٨٠ - عبد الله بن مبارك  
 ٥٣٨ - عبد الله بن محمود بن محمد بن عيسى  
 ١٠٥٢ - عبد الرشيد بن علي نكتة الدبلوي  
 - علاء الدين عبد الرحمن بن محمد السعدي

## ل

- ٨٠٠ - الشيخ عبد اللطيف بن عبد العزيز بن ملك  
 ٢٨٣ - بركة ابرار و محمد بن حسن بن خوارزمي  
 ٢٨٣ - شمس الائمة محمد بن احمد السرخسي  
 ٩٩٥ - نور الدين علي الباقاني تقريباً  
 ٩٨١ - محمد طاهر السديقي  
 ٥٥٠ - احمد بن موسى بن عيسى  
 ١٠٤٨ - الشيخ عبد الله بن محمد بن سليمان المعروف بلاما آسدي

٢١٩	الحيط البرداني	٦١٤	لحام برهان الدين محمد بن تاج الدين
٢٢٠	الحيط الرضوي	٦٤١	رضي الدين محمد بن محمد السرخسي
٢٢١	مقالات الزايد	٥٩٣	برهان الدين علي بن أبي بكر الرضائي
٢٢٢	مختار الصالح	٦٦٠	محمد بن أبي بكر عبد القادر الرازي
٢٢٣	المختارة في الحديث	٦٢٣	ضياء الدين محمد بن عبد الواحد
٢٢٤	المختصر	٩١١	علاء جلال الدين السبكي
٢٢٥	مدخل الشرح الشريف	٤٣٤	أبي الحاج أبي عبد الله محمد بن محمد العبدري
٢٢٦	مراقي الفلاح بإهداء الفلاح شرح نور الانيصاح	١٠٦٩	حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي
٢٢٧	مرقات شرح مشکوة	١٠١٣	علي بن سلطان قاضي قاري
٢٢٨	مرقات الصغرى	٩١١	علاء جلال الدين السبكي
٢٢٩	مستخلص الحقائق		أبراهيم بن محمد الخنفساري
٢٣٠	المستدرک على الحكم	٢٠٥	أبو عبد الله الله الحاكم
٢٣١	المستصفي	٤١	حافظ الدين عبد الله بن أحمد النسفي
٢٣٢	مسلم الثبوت	١١١٩	محمد الله البهاري
٢٣٣	مسند أبي داود	٢٠٣	سليمان بن داود الطيالسي
٢٣٤	مسند أبي يعلى	٣٠٤	أحمد بن علي الراسبي
٢٣٥	مسند أبي داود	٢٣٨	حافظ السخري ابن راجية
٢٣٦	مسند الإمام أحمد بن حنبل	٢٣١	إمام أحمد بن محمد بن حنبل
٢٣٧	مسند البزار	٢٩٢	أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد القادر البزار
٢٣٨	مسند عبد بن حميد	٢٩٣	أبو محمد عبد بن حميد الكشي
٢٣٩	مسند الفردوس	٥٥٨	شهر دار بن شيرازي الديلمي
٢٤٠	مصباح النير	٤٤٠	أحمد بن محمد بن علي
٢٤١	المصنف	٤١٠	حافظ الدين عبد الله بن أحمد النسفي
٢٤٢	مصنف ابن أبي شيبة	٢٣٥	أبو بكر عبد الله بن محمد النسفي
٢٤٣	مصنف عبد الرزاق	٢١١	أبو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني
٢٤٤	مصباح الداعي	٦٥٠	لحام حسن بن محمد الصنعاني الهندي

٢٣٠	ابراهيم احمد بن عبيد الله الاصمغاني	٢٢٥ - معرفة الصحابة
٢٣٠	سليمان بن احمد الطبراني	٢٢٦ - المعجم الاوسط
٢٣٠	سليمان بن احمد الطبراني	٢٢٦ - المعجم الصغير
٢٣٠	سليمان بن احمد الطبراني	٢٢٨ - المعجم الكبير
٤٢٩	قوام الدين محمد بن محمد البخاري	٢٢٩ - معراج العبدانية
٤٢٢	شيخ دولي الدين العراقي	٢٣٠ - مشكاة المصابيح
٢٩١	شيخ عمر بن محمد الجبازي الحنفي	٢٣١ - المنقذ في الاصول
٢١٠	ابو الفتح تاج الدين بن عبد السيد الطبراني	٢٣٢ - المغرب
٢٢٨	ابو الحسين احمد بن محمد القندوري الحنفي	٢٣٣ - مختصر القندوري
٩٢١	يعقوب بن سيري مل	٢٣٣ - مفاتيح الجنان
٥٠٢	عيسى بن محمد بن مفضل الاصمغاني	٢٣٥ - المفردات للامام راجب
	ابو عبد الله محمد بن ابي راسي الشهاوي المالكي	٢٣٦ - المفردات للشهاوي
٥٥٦	ناصر الدين محمد بن يوسف الحسيني	٢٣٦ - المشتط (في فتاوى ناصري)
٨٠٤	قوام الدين علي بن ابي بكر البستي	٢٣٨ - محي الزوائد
٨٢٤	محمد بن محمد بن شهاب ابن بزاز	٢٣٩ - مناقب الكردوي
٢٠٤	جداق بن علي ابن بارود	٢٤٠ - الفتى (في الحديث)
٢٢٣	الحاكم الشهير محمد بن محمد بن احمد	٢٤١ - الفتى في فروع الفقه
١٢٥٢	محمد بن ابن عاصم بن الشامي	٢٤٢ - منوال الخافق
١٠٠٣	محمد بن عبد الله التمر تاشي	٢٤٣ - منج الغفار
٩٥٦	امام ابراهيم بن محمد الحلبي	٢٤٣ - ملحق الابحار
٩٤٩	شيخ ابو زكريا يحيى بن شرف الزواوي	٢٤٥ - مناج
٩٩٢	منصور الدين احمد بن علي بن شبيب الحنفي	٢٤٦ - مجمع البحرين
	شيخ عيسى بن محمد ابن ايساق الحنفي	٢٤٦ - المقتضى
٢٥٦	عبد العزيز بن احمد الحلواني	٢٤٨ - المنصور
٥١٠	الحافظ ابو الفتح عمر بن ابراهيم الهروي	٢٤٩ - مسند في الحديث

٢٦٢	يعقوب بن شيبان السدي	٢٤٠ . المسند الكبير
٤٠٥	سعيد الدين محمد بن محمد الكاشغري	٢٤١ . مئة المصل
١٥٩	إمام ياكوب بن أنس الهذلي	٢٤٢ . موطأ الإمام ياكوب
٨٠٤	نور الدين علي بن أبي البراء البستي	٢٤٣ . موارد النعمان
٦٢٢	أحمد بن مظفر الرازي	٢٤٤ . مشكلات
٢٤٦	أبي إسحاق ابن محمد الشافعي	٢٤٥ . منتهى
٩٤٣	عبد الوهاب الشافعي	٢٤٦ . ميزان الشريعة الكبرى
٤٣٨	محمد بن أحمد الذهبي	٢٤٧ . ميزان الاعتدال
٣١٠	أحمد بن موسى ابن مردويه	٢٤٨ . المستخرج على الصحيح البخاري
٢٢٤	محمد بن جعفر الخليلي	٢٤٩ . مكالم الانلاق

www.alukah.net/vb/work

## ن

٤٣٥	عبد الله بن مسعود	٢٨٠ . النجاة مختصر الوفاة
٤٩٢	أبو محمد عبد الله بن يوسف النخعي الزبيدي	٢٨١ . نصب الراية
١٠٩٩	حسن بن عمار بن علي الشاذلي	٢٨٢ . نور الايضاح
٨١١	حسام الدين حسين بن علي السخاقي	٢٨٣ . النهاية
٩٠٦	محمد الدين مبارك بن محمد الجزري ابن اثير	٢٨٤ . النهاية لابن اثير
١٠٠٥	مسعود بن نعيم المصري	٢٨٥ . الشرايع
٢٠١	بشام بن عبيد الله المازني النخعي	٢٨٦ . قواعد في الفقه
١٠٣١	محمد بن أحمد المعروف ببشامجي زاهد	٢٨٧ . نور العين
٢٤٦	أبراهيم بن نصر بن محمد بن ابراهيم السمرقندي	٢٨٨ . التوازل في الفروع
١٥٥	أبو عبد الله محمد بن علي الحكيم الترمذي	٢٨٩ . قواعد الاصول في معرفة اخبار رسول

### ف

٢٩٠	الذاتي في الفروع	٤١٠	جداشة بن احمد القسفي
٢٩١	الوجيز في الفروع	٥٠٥	ابراهيم محمد بن محمد الغزالي
٢٩٢	الوقاية	٦٤٣	محمد بن عبد الرحمن الشريفة
٢٩٣	الرسيد في الفروع	٥٠٥	ابن حاتم محمد بن محمد الغزالي

### هـ

٢٩٣	الهداية في شرح البداية	٥٩٣	برهان الدين علي بن ابني بكر المرصنياني
-----	------------------------	-----	--

### ي

٢٩٥	اليراقيت والجواهر	٩٤٣	سيد عبد الوهاب الشمراني
٢٩٦	ينابيع في معرفة الأصول	٤٦٩	ابن عبد الله محمد بن رمضان الرومي